بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّکْرِ فَھَلْ مِنْ مُّدَّکِرٍ

1

تفسیر

احسن البیان

www.KitaboSunnat.com

اردو ترجمہ : مولانا فتح محمد جالندھری

تفسیر : مولانا محمد صادق خلیل

ناشر

صادق خلیل اسلامک لائبریری رحمت آباد فیصل آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
ولقد یسرنا القرآن للذکر فهل من مدکر

تفسیر اصدق البیان

پارہ یَعۡتَذِرُوۡنَ (۱۱) تا پارہ قَالَ اَلَمۡ اَقُلۡ (۱٦)

جلد چہارم

ترجمہ و تفسیر

اُستاذ العلماء مولانا محمد صادق خلیل

ناشر

صادق خلیل اسلامک لائبریری
رحمت آباد (حاجی آباد) فیصل آباد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	☚	تفسیر اصدق البیان جلد چہارم
مؤلف	☚	مولانا صادق خلیل حفظہ اللہ
کمپوزنگ	☚	صادق خلیل اسلامک لائبریری فیصل آباد (پاکستان)
تعداد	☚	ایک ہزار
صفحات	☚	۵۴۴
سن اشاعت	☚	جمادی الثانی ۱۴۲۳ھ
تزئین و آرائش	☚	عبدالحفیظ مدنی
ہدیہ	☚	۳۰۰ روپے
ناشر	☚	میاں حبیب الرحمٰن جاوید نگران اعلیٰ صادق خلیل اسلامک لائبریری رحمت آباد (حاجی آباد) فیصل آباد (پاکستان)

ملنے کے پتے

نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور
مکتبہ قدوسیہ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
فاران اکیڈمی قذافی مارکیٹ اردو بازار لاہور
دار الفرقان الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور
اسلامی اکیڈمی الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور
مکتبہ دار السلام غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

مکتبہ اہل حدیث ٹرسٹ کورٹ روڈ کراچی
مکتبة السنة سولجر بازار کراچی نمبر ۳
مکتبہ اہل حدیث امین پور بازار فیصل آباد
مکتبہ ناصریہ امین پور بازار فیصل آباد
مدینہ کتاب گھر اردو بازار گوجرانوالہ
مکتبہ دار العلم آب پارہ مارکیٹ اسلام آباد

ناشر : صادق خلیل اسلامک لائبریری رحمت آباد (حاجی آباد) فیصل آباد فون نمبر ۷۸۰۱۴۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

انتساب

پیارے والد مکرم مولوی احمد دین مرحوم کے نام

جنہوں نے زندگی بھر حلال روزی حاصل کرنے کے لئے محنت مزدوری کی اور میری تعلیم وتربیت میں زندگی بھر شب وروز رواں دواں رہے،

اور **پیاری اماں جی** مرحومہ کے نام کہ ان دونوں کی مخلصانہ دعاؤں کی بارگاہ الٰہی میں قبولیت نے مجھے علوم دینیہ کی تحصیل کے میدان میں وفور شوق سے نوازا، مشیت الٰہیہ کے مطابق علمی دنیا میں مجھے پرکشش بنایا بالخصوص علمی، اصلاحی، مسلکی کتب کی تالیف کے سبب مجھے وہ خوشی ملی جس کی یادیں زندگی بھر میرے لئے سکون واطمینان کا پیغام لاتی رہیں گی اور انشاء اللہ قیامت تک ان کی اشاعت کا سلسلہ برقرار رہے گا۔

www.KitaboSunnat.com

درسخن مخفی منم چوں بوئے گل درباغ گل

ہر کہ دیدن میل دارد در سخن بیند مرا

فقیر بارگاہ الٰہی

محمد صادق خلیل عفااللہ عنہ

۹۹---

1.9595

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشکر و امتنان

اللہ پاک معبود حقیقی وحدہ لاشریک کا بے حد شکر گزار ہوں کہ اس نے مجھ جیسے گنہگار کو ایسے عظیم الشان مبارک علمی کام کی جانب قدم زن ہونے کی توفیق عطا کی اگر مشیت ایزدی شامل حال نہ ہوتی تو ہرگز ایسے جلیل القدر محنت شاقہ والے علمی کام سے عہدہ برآ نہیں ہوسکتا تھا۔ ﴿مَا شَاءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَالَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ﴾

راقم الحروف اپنے اساتذہ کرام، تلامذہ، احباب اور ان تمام معاونین کا شکر گزار ہے جنہوں نے اس علمی اور مبارک کام میں دامے، درمے، سخنے اور قدمے تعاون کیا، بالخصوص جامعہ سلفیہ کے استاذ حافظ عبدالحنان زاہد صاحب، مولانا محمد اسحٰق صاحب جھال والے، برخوردار عبدالحفیظ مدنی، عبدالقہار افغانی متعلم جامعہ سلفیہ بالخصوص عزیزم محمد سلیم صاحب جنہوں نے نہ صرف یہ کہ چوتھی جلد کی کمپوزنگ کے فنی کام کو نہایت محنت اور عرق ریزی کے ساتھ سرانجام دیا بلکہ بعض علمی اور فنی مشوروں سے نوازا، ان کے علاوہ دیگر اہل علم جن سے بعض پیچیدہ مسائل میں راہ صواب کی جانب راہ نمائی حاصل ہوئی، بقول:۔

﴿مَنْ لَّمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللّٰهَ﴾

اللہ پاک ان کو اور دیگر تمام محسنین، معاونین کو دنیوی اخروی سعادتوں سے نوازے، آمین ثم آمین

العبد المذنب الراجي رحمة ربه

محمد صادق خليل

خادم الکتاب والسنۃ رحمت آباد (حاجی آباد) فیصل آباد [پاکستان]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

فہرست مضامین اصدق البیان جلد چہارم

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
	گیارہواں پارہ	
۱	آیت ۹۴تا۹۶ ترجمہ،لغوی تحقیق،تناسب،شان نزول،منافقین کی سازشوں کا بیان،توبہ کی قبولیت کا بیان	۲۸
۲	آیت ۹۷تا۹۹ ترجمہ،لغوی تحقیق،تناسب،شہری اور دیہاتی زندگی میں نمایاں فرق کا بیان	۳۰
۳	آیت ۱۰۰تا۱۰۲ ترجمہ،لغوی تحقیق،تناسب،امت مسلمہ کے تین طبقات اور منافقین کے لیڈروں کے نام	۳۳
۴	غفلت کے پیش نظر جہاد میں شریک نہ ہونے والوں کا بیان	۳۵
۵	آیت ۱۰۳تا۱۰۵ ترجمہ،لغوی تحقیق،شان نزول،صدقہ دینے والوں کے لئے دعا،اللہ ہر عمل کو دیکھ رہا ہے	۳۵
۶	آیت ۱۰۶ ترجمہ،لغوی تحقیق،غزوہ تبوک کا بیان	۳۷
۷	آیت ۱۰۷تا۱۱۰ ترجمہ،لغوی تحقیق،اجمالی خاکہ،شان نزول،مسجد ضرار کا بیان	۴۰
۸	آیت ۱۱۱تا۱۱۲ ترجمہ،لغوی تحقیق،تناسب،شان نزول،شہید کیلئے خوشخبری،اہل ایمان کے اوصاف کا بیان	۴۲
۹	آیت ۱۱۳تا۱۱۶ ترجمہ،لغوی تحقیق،تناسب،شان نزول،مشرک کے لئے دعائے مغفرت کا بیان	۴۴
۱۰	آیت ۱۱۷تا۱۱۹ ترجمہ،تناسب،ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول،غزوۂ تبوک کی آزمائشوں اور آپؐ کے معجزہ کا بیان	۴۷
۱۱	صحابہ کرام کی غزوہ تبوک میں تعداد اور ان کی ثابت قدمی،ضرورت کے پیش نظر جھوٹ کہنا شرعاً جائز ہے	۴۸
۱۲	آیت ۱۲۰تا۱۲۱ ترجمہ،لغوی تحقیق،تناسب،نبی ﷺ کی تبوک سے پیچھے رہ جانیوالے صحابہ کو ڈانٹ کا بیان	۵۱
۱۳	آیت ۱۲۲ ترجمہ،لغوی تحقیق،تناسب،جہاد فرض کفایہ ہے،شرعی علم ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے	۵۲
۱۴	آیت ۱۲۳ ترجمہ،لغوی تحقیق،تناسب،دوران جنگ سختی کا پہلو نمایاں ہوتا کہ دشمن پر رعب چھا جائے	۵۳
۱۵	آیت ۱۲۴تا۱۲۷ ترجمہ،تناسب،منافقین کا سورتوں کے نزول پر مزاحیہ انداز اختیار کرنے کا بیان	۵۵
۱۶	آیت ۱۲۸تا۱۲۹ ترجمہ،تناسب،﴿حَرِيصٌ عَلَيۡكُم بِالۡمُؤۡمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ﴾ کی تشریح	۵۷
۱۷	سورت توبہ کی آخری دو آیات کے بارے میں زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا قول،ابوخیثمہ رضی اللہ عنہ کا دلچسپ واقعہ	۵۸
	سورۃ یونس	
۱۸	آیت ۱تا۲ ترجمہ،لغوی تحقیق،بلاغت،شان نزول،نبی ﷺ اور قرآن پاک کے فضائل کا بیان	۵۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۱۹	آیت ۳ تا ۴ ترجمہ، لغوی تحقیق، تناسب، اللہ تعالیٰ سے سفارش کرنے کا بیان	۶۱
۲۰	آیت ۵ تا ۶ ترجمہ، لغوی تحقیق، تناسب، چاند کی منازل اور ذی روح اشیاء میں حرارت پیدا ہونے کا بیان	۶۲
۲۱	کائنات کی تخلیق بے فائدہ نہیں، رات دن کے ظہور پذیر ہونے میں سائنٹیفک اصول کارفرما ہیں	۶۴
۲۲	آیت ۷ تا ۱۰ ترجمہ، لغوی تحقیق، تناسب، روز جزا اور اخروی زندگی کا انکار کرنے والوں کی کوششوں کا بیان	۶۴
۲۳	جنتیوں کے آخری دعائیہ کلمات کا بیان	۶۶
۲۴	آیت ۱۱ تا ۱۲ ترجمہ، لغوی تحقیق، تناسب، شان نزول، مال اور اولاد کے بارے میں بددعا کرنے کا بیان	۶۷
۲۵	آیت ۱۳ تا ۱۴ ترجمہ، لغوی تحقیق، تناسب، ظلم کے سبب قوموں کی ہلاکت کا بیان	۶۸
۲۶	آیت ۱۵ تا ۱۷ ترجمہ، قریش کی ہٹ دھرمی اور نبی ﷺ کا جواب، ابوسفیان کی ھرقل کے سامنے نبی ﷺ کے بارے میں گفتگو، عقلی دلائل کی روشنی میں قرآن پاک اللہ تعالیٰ کا کلام ہے	۶۹
۲۷	آیت ۱۸ تا ۲۰ ترجمہ، غیر اللہ کی عبادت کے جواز پر شبہ کا رد نیز قریش مکہ نے صالحین کے بت کیوں بنائے	۷۱
۲۸	قبروں پر عمارتیں بنانے اور چادریں چڑھانے کا بیان	۷۲
۲۹	آیت ۲۱ تا ۲۳ ترجمہ، لغوی تحقیق، تناسب، اللہ تعالیٰ کا مجرموں کو ڈھیل دینے اور نبی ﷺ کا اہل مکہ کے لئے بددعا کرنے کا بیان، ابوسفیان کا آپ ﷺ سے قحط سالی سے بچنے کے لئے دعا کرانے کا بیان	۷۴
۳۰	آیت ۲۴ تا ۲۵ ترجمہ، دنیوی زندگی کی زیب و زینت کی مثال	۷۷
۳۱	آیت ۲۶ تا ۲۷ ترجمہ، لغوی تحقیق، دنیوی زندگی میں اعمال صالحہ کا اچھا بدلہ ملے گا	۷۸
۳۲	آیت ۲۸ تا ۳۰ ترجمہ، لغوی تحقیق، تناسب، قیامت کے دن سب لوگ اللہ کے سامنے اکھٹے ہوں گے	۸۰
۳۳	آیت ۳۱ تا ۳۳ ترجمہ، لغوی تحقیق، بلاغت، دلائل کی روشنی میں اللہ تعالیٰ کی توحید کی وضاحت	۸۱
۳۴	قوت سامعہ اور باصرہ کے خصوصی تذکرے کی وجہ، سید قطب شہید کی وضاحت	۸۳
۳۵	آیت ۳۴ تا ۳۶ ترجمہ، لغوی تحقیق، اجمالی خاکہ، نبی ﷺ کا مشرکین مکہ سے استفسار	۸۴
۳۶	آیت ۳۷ تا ۳۹ ترجمہ، تناسب، اللہ کی جانب جھوٹ کی نسبت کرنا درست نہیں، قرآن پاک جیسی ایک سورت لانا بھی کسی انسان کے بس میں نہیں، پیغمبروں کو جھٹلانے کا انجام تباہی ہے	۸۶
۳۷	آیت ۴۰ تا ۴۵ ترجمہ، مشرکین سے برأت کا اظہار، اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر ظلم کو حرام قرار دیا ہے	۸۸
۳۸	آیت ۴۶ تا ۵۶ ترجمہ، تناسب، کفار مکہ نبی ﷺ کی بددعا کے نتیجہ میں قحط سالی کا شکار ہوئے، نبی ﷺ نفع ونقصان کا کچھ اختیار نہیں رکھتے، نواب صدیق حسن خان کی وضاحت، حماد بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ	۹۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۳۹	آیت ۵۷ تا ۵۸ ترجمہ، لغوی تحقیق، اللہ کا وعدہ سچا ہے، تناسب، قرآن کریم وعظ ونصیحت کا مجموعہ ہے، مشہور فرانسیسی فلسفی کا مسلمان فاتحین کو خراج تحسین، اہل کنیسہ بھی نبیؐ کے اخلاق کی تعریف کرتے ہیں انسانیت کی فلاح کیلئے چار بنیادی وصیتوں کا بیان، ابوالکلام آزادؒ کا قول، فضل اور رحمت سے کیا مقصود ہے	۹۵
۴۰	آیت ۵۹ تا ۶۰ ترجمہ، اشیاء کی تحلیل وتحریم کا بیان، بعض فقہاء کے بغیر دلیل کے شبہات کے جوابات	۹۹
۴۱	آیت ۶۱ ترجمہ، لغوی تحقیق، بلاغت، اللہ تعالیٰ انسان کے ہر کام کا مشاہدہ کرتا ہے	۱۰۱
۴۲	آیت ۶۲ تا ۶۴ ترجمہ، اللہ کے نیک بندوں کو اخروی زندگی میں تحفظ حاصل ہوگا	۱۰۲
۴۳	آیت ۶۵ تا ۶۷ ترجمہ، لغوی تحقیق، بلاغت، تناسب اور شان نزول	۱۰۴
۴۵	آیت ۶۸ تا ۷۰ ترجمہ، لغوی تحقیق، تناسب، کفار کے استفہامی کلام پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ڈانٹ	۱۰۵
۴۶	آیت ۷۱ تا ۷۳ ترجمہ، لغوی تحقیق، تناسب، اللہ کی وحدانیت کے دلائل	۱۰۷
۴۷	آیت ۷۴ ترجمہ، لغوی تحقیق، تناسب، مختلف قوموں نے اپنے پیغمبروں کو جھٹلایا	۱۰۸
۴۸	آیت ۷۵ تا ۷۸ ترجمہ، اللہ تعالیٰ نے موسیٰ اور ہارون کو فرعون اور مغرور لوگوں کی طرف مبعوث کیا	۱۱۰
۴۹	آیت ۷۹ تا ۸۲ ترجمہ، فرعون کا اپنے نمائندوں کو موسیٰ علیہ السلام سے مقابلہ کرنے کا حکم	۱۱۱
۵۰	آیت ۸۳ تا ۸۷ ترجمہ، لغوی تحقیق، تناسب، فرعون کے ظلم وستم کی داستانیں	۱۱۲
۵۱	آیت ۸۸ تا ۸۹ ترجمہ، لغوی تحقیق، بلاغت، تناسب، فرعون اور اس کی قوم کی بغاوت کا بیان	۱۱۴
۵۲	مصریوں کی زیب وزینت کے چند مشاہدات، موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کی دعا قبول ہوئی	۱۱۶
۵۳	آیت ۹۰ تا ۹۲ ترجمہ، لغوی تحقیق، بنی اسرائیل کا اللہ تعالیٰ کے حکم سے دریا عبور کرنے کا بیان	۱۱۶
۵۴	مولانا محمد حنیف ندوی (رحمہ اللہ) کی وضاحت، مولانا آزاد (رحمہ اللہ) کا بیان	۱۱۷
۵۵	آیت ۹۳ تا ۹۷ ترجمہ، لغوی تحقیق، بنی اسرائیل پر انعامات کا بیان، اختلافات کا حل دنیا میں ممکن نہیں	۱۱۹
۵۶	آیت ۹۸ تا ۱۰۰ ترجمہ، لغوی تحقیق، اعجاز قرآن کی مثال، قوم یونس کا واقعہ، تعریض	۱۲۲
۵۷	یونس علیہ السلام کا بستی والوں سے ناراض ہوکر جانے، مچھلی کے پیٹ میں قید ہونے اور رہائی پانے کا بیان	۱۲۳
۵۸	انسان کی تخلیق اس انداز سے کی گئی ہے کہ وہ اپنے اختیار کے ساتھ ایمان وکفر میں موازنہ کرسکتا ہے	۱۲۴
۵۹	آیت ۱۰۱ تا ۱۰۳ ترجمہ، لغوی تحقیق، تناسب، کائناتی دلائل کو ہدایت یافتہ ہی قبول کرتے ہیں	۱۲۴
۶۰	آیت ۱۰۴ تا ۱۰۷ ترجمہ، تناسب، آخری آیات میں عقیدہ اسلام کی جانب دعوت	۱۲۶
۶۱	مال میں کمی اور بیماری سے صحت یابی کے لئے اللہ پاک سے ہی رابطہ قائم کیا جائے	۱۲۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
۱۲۹	آیت ۱۰۸ تا ۱۰۹ ترجمہ، تناسب، نبی علیہ کو معاملات کی ذمہ داری نہیں سونپی گئی	۶۲
	سورۃ هود	
۱۳۱	آیت ۱ تا ۴ ترجمہ، لغوی تحقیق، سورت ھود کی فضیلت، آیات محکم ہیں ان میں نقص نہیں ہے	۶۳
۱۳۲	آیت ۵ ترجمہ، لغوی تحقیق، تناسب، کفار دعوت توحید کو ناپسند جانتے ہوئے اپنے سروں کو پھیرتے ہیں	۶۴
	بارھواں پارہ	
۱۳۴	آیت ۶ تا ۸ ترجمہ، لغوی تحقیق، مولانا حنیف ندوی (رحمہ اللہ) کا قول	۶۵
۱۳۵	ہر قسم کے جانور کی خوراک اور شمار کی مقدار لوح محفوظ میں درج ہے، ابو ہریرہؓ سے ایک حدیث کا بیان،	۶۶
	کائنات کی تخلیق کا مقصد ابن آدم کی آزمائش کرنا ہے، اللہ کے عذاب کو کوئی روک نہیں سکتا	۶۷
۱۳۶	آیت ۹ تا ۱۱ ترجمہ، لغوی تحقیق، تناسب، انسان نعمت چھن جانے پر ناامید ہو جاتا ہے	۶۸
۱۳۷	آیت ۱۲ تا ۱۴ ترجمہ، لغوی تحقیق، تناسب، شان نزول،	۶۹
۱۳۸	مشرکین کے مزاحیہ انداز کا بیان، قرآن پاک کے تین اہم جواہرات کا بیان	۷۰
۱۳۹	آیت ۱۵ تا ۱۶ ترجمہ، تناسب، ان لوگوں کا بیان جو اخروی زندگی کی طرف توجہ نہیں کرتے	۷۱
۱۴۰	عمدہ کھانے، مشروبات اور زیب و زینت اسلام میں جائز ہیں	۷۲
۱۴۱	آیت ۱۷ ترجمہ، لغوی تحقیق، تناسب، جاہل اور عالم برابر نہیں، قرآن حکیم کی حقانیت پر شک نہیں کرنا چاہئے	۷۳
۱۴۲	آیت ۱۸ تا ۲۴ ترجمہ، لغوی تحقیق، بلاغت	۷۴
۱۴۴	جو انسان جھوٹ بولتا ہے وہ سب سے بڑا ظالم ہے، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک حدیث	۷۵
۱۴۵	آیت ۲۵ تا ۲۷ ترجمہ، لغوی تحقیق، بلاغت، تناسب	۷۶
۱۴۷	آیت ۲۸ تا ۳۱ ترجمہ، لغوی تحقیق، بلاغت، نوح علیہ السلام کا اپنی قوم کو اسلام کا پیغام	۷۷
۱۴۹	انبیاء اور فرشتے خزانوں کے مالک نہیں ہوتے ہیں	۷۸
۱۵۰	آیت ۳۲ تا ۳۴ ترجمہ، لغوی تحقیق، تناسب، اسلام کا پیغام سننے کے بعد قوم نوح کا رد عمل	۷۹
۱۵۱	آیت ۳۵ ترجمہ، تناسب، مشرکین کا دعویٰ کہ نوح علیہ السلام کا واقعہ جھوٹا ہے	۸۰
۱۵۲	آیت ۳۶ تا ۳۹ ترجمہ، لغوی تحقیق، بلاغت، تناسب، نوح علیہ السلام کی اپنی قوم کے لئے بددعا	۸۱
۱۵۳	نوح علیہ السلام نے اپنے رب کے حکم کے ساتھ کشتی بنائی	۸۲
۱۵۴	آیت ۴۰ تا ۴۴ ترجمہ، لغوی تحقیق، بلاغت، لطیفہ، تنبیہ، کشتی میں ہر قسم کے جوڑے کو سوار کرانے کا مقصد	۸۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۸۴	سفر پر جانے کی دعا، طوفان نوح کی ہولناکیوں کا بیان	۱۵۵
۸۵	آیت ۴۵ تا ۴۹ ترجمہ، نوح علیہ السلام اور اللہ تعالیٰ کی آپس میں گفتگو، نوح علیہ السلام کی دعا میں عبرت کی وجوہ	۱۵۶
۸۶	جب بارش اور پانی تھم گیا تو اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو کشتی سے اترنے حکم دیا	۱۵۷
۸۷	آیت ۵۰ تا ۵۷ ترجمہ، لغوی تحقیق، اللہ تعالیٰ نے ہود علیہ السلام کو قوم عاد کی طرف رسول بنا کر بھیجا	۱۵۸
۸۸	ہود علیہ السلام کا اپنی قوم کو شرک سے بچنے کا پیغام اور قوم عاد کی ہٹ دھرمی کا بیان	۱۶۰
۸۹	آیت ۵۸ تا ۶۰ ترجمہ، قوم عاد کو آندھی سے ملیامیٹ کرنے اور ان پر عذاب نازل کرنے کا سبب	۱۶۱
۹۰	آیت ۶۱ تا ۶۸ ترجمہ تناسب، اللہ تعالیٰ نے قوم ثمود کی جانب صالح علیہ السلام کو بھیجا	۱۶۲
۹۱	انسان کی مرحلہ وار تخلیق اور اس کی ضرورتوں کا بیان قوم ثمود کیلئے اونٹنی جیسے معجزہ اور عذاب کا بیان	۱۶۳
۹۲	آیت ۶۹ تا ۷۶ ترجمہ، لغوی تحقیق، ابراہیم علیہ السلام نے فرشتوں کی تواضع کے لئے بھنا ہوا بچھڑا پیش کیا	۱۶۵
۹۳	فرشتوں کی ابراہیم علیہ السلام کو خوشخبری، ابراہیم علیہ السلام کی بیوی کا فرشتوں کی خوشخبری پر ردعمل	۱۶۶
۹۴	آیت ۷۷ تا ۸۳ ترجمہ، فرشتوں کا لوط علیہ السلام کے پاس پہنچنا اور قوم لوط کا ردعمل	۱۶۷
۹۵	لوط علیہ السلام کی پریشانی کا تذکرہ، مولانا ابوالکلام آزادؒ کا قول، قوم لوط کی بستیاں مکہ سے زیادہ دور نہ تھیں	۱۶۹
۹۶	آیت ۸۴ تا ۹۵ ترجمہ، بلاغت، شعیب علیہ السلام کا واقعہ، لین دین میں ناپ تول پورا رکھنا چاہیے	۱۷۰
۹۷	شعیب علیہ السلام کی دعوت پر اس کی قوم کا ردعمل، شعیب علیہ السلام کا قوم کو خطاب	۱۷۳
۹۸	آیت ۹۶ تا ۱۰۲ ترجمہ، لغوی تحقیق، موسیٰ علیہ السلام کو پیغمبر بنا کر فرعون کی طرف بھیجا	۱۷۵
۹۹	جو قوم نافرمان ہو جاتی ہے وہ عذاب الٰہی کی لپیٹ میں آ جاتی ہے	۱۷۶
۱۰۰	آیت ۱۰۳ تا ۱۰۹ ترجمہ، لغوی تحقیق، تناسب، قیامت کی خوفناکی انسان کو بے قرار کر دے گی	۱۷۷
۱۰۱	آیت ۱۱۰ تا ۱۱۳ ترجمہ، تناسب، موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے تورات کے بارے میں اختلاف پیدا کیا	۱۷۹
۱۰۲	دینی امور میں کتاب اللہ اور سنت صحیحہ کی جانب رجوع کیا جائے، ظالموں سے مدد کی بھیک مانگنا ناجائز ہے	۱۸۱
۱۰۳	آیت ۱۱۴ تا ۱۱۹ ترجمہ، لغوی تحقیق، تناسب، شان نزول، نماز صحیح کیفیت کے ساتھ ادا کرنی چاہیے	۱۸۲
۱۰۴	جس پر اللہ کی رحمت ہوتی ہے وہ اختلاف سے دور بھاگتا ہے	۱۸۴
۱۰۵	آیت ۱۲۰ تا ۱۲۳ ترجمہ، لغوی تحقیق، سابقہ انبیاء کے واقعات سے مقصود آپ کے دل کو مضبوط کرنا ہے	۱۸۵
	سورۃ یوسف	
۱۰۶	آیت ۱ تا ۳ ترجمہ، تمہید و ربط، سورت یوسف کے نزول کا مقصد استقامت اختیار کرنا ہے، شان نزول	۱۸۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۱۰۷	آیت ۴ تا ۶ ترجمہ، یوسف علیہ السلام کا نسب نامہ، یوسف علیہ السلام کے الہامی خواب کی تفصیل	۱۸۸
۱۰۸	آیت ۷ تا ۱۰ ترجمہ، لغوی تحقیق، یوسف اور اس کے بھائیوں کے واقعات میں بے شمار عبرتیں موجود ہیں	۱۹۰
۱۰۹	برادران یوسف کا اپنے باپ یعقوب علیہ السلام کو خطاب اور اپنے بھائی یوسف علیہ السلام کو قتل کرنے منصوبہ	۱۹۱
۱۱۰	آیت ۱۱ تا ۱۸ ترجمہ لغوی تحقیق، برادران یوسف کا یوسف علیہ السلام کے بارے میں مشورہ	۱۹۲
۱۱۱	برادران یوسف کی اپنے باپ سے درخواست کہ یوسف علیہ السلام کو ہمارے ساتھ سیر کے لئے اجازت دیں	۱۹۳
۱۱۲	برادران یوسف نے یوسف علیہ السلام کی قمیص پر اپنے باپ کو دھوکہ دینے کے لئے بکری کے بچے کا خون لگایا	۱۹۴
۱۱۳	آیت ۱۹ تا ۲۲ ترجمہ، لغوی تحقیق، یوسف کو فروخت کرنا، اللہ تعالیٰ نے یوسف کو جوانی، حسن اور علم سے نوازا	۱۹۴
۱۱۴	آیت ۲۳ تا ۳۰ ترجمہ، لغوی تحقیق، عزیز مصر کی بیوی کا جرأت مندانہ اقدام جو شرمندہ تعبیر نہ ہو سکا	۱۹۶
۱۱۵	زلیخا نے نفسانی خواہش کی تکمیل کے لئے کمروں، ڈیوڑھی کے دروازوں اور بڑے دروازے کو مقفل کر دیا	۹۸
۱۱۶	زلیخا کا یوسف علیہ السلام کی قمیص کو پیچھے سے پھاڑنے کا بیان، زلیخا کا دعویٰ اور یوسف علیہ السلام کا جواب	۱۹۹
۱۱۷	آیت ۳۱ تا ۳۸ ترجمہ، زلیخا کا طعنے سننے کے بعد عورتوں کے لئے شاندار دعوت کرنے کا بیان	۲۰۰
۱۱۸	یوسف علیہ السلام کی اللہ تعالیٰ سے التجا اور دعا کرنے کا بیان، یوسف علیہ السلام کو جیل میں محبوس کرنے کی وجہ	۲۰۱
۱۱۹	یوسف علیہ السلام کی جیل کے دو ساتھیوں سے ملاقات اور ان کے خوابوں کا بیان	۲۰۲
۱۲۰	آیت ۳۹ تا ۴۲ ترجمہ، یوسف علیہ السلام کا جیل کے ساتھیوں کو دین اسلام اور خوابوں کی تعبیر بتانے کا بیان	۲۰۳
۱۲۱	آیت ۴۳ تا ۴۹ ترجمہ، لغوی تحقیق، عزیز مصر کے خواب کی تفصیل، اچھے خواب اللہ کی جانب سے ہوتے ہیں	۲۰۵
۱۲۲	عزیز مصر کے خواب کی تعبیر اور اس کے مطابق نقصانات سے بچنے کیلئے یوسف علیہ السلام کا تحقیقی لیکچر، علمی فائدہ	۲۰۶
۱۲۳	آیت ۵۰ تا ۵۲ ترجمہ، لغوی تحقیق، یوسف علیہ السلام کا عزیز مصر کے نام پیغام	۲۰۷
۱۲۴	یوسف علیہ السلام کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان، عزت نفس نہایت قیمتی متاع ہے	۲۰۸
۱۲۵	زلیخا کی گواہی کہ میں نے جھوٹ بولا اور یوسف علیہ السلام کو ورغلایا تھا	۲۰۹
	تیرہواں پارہ	
۱۲۶	آیت ۵۳ تا ۵۷ ترجمہ، عزیز مصر کا یوسفؑ کو اپنا مشیر بنانا اور وزارت خزانہ کا قلمدان تفویض کرنے کا بیان	۲۱۰
۱۲۷	آیت ۵۸ تا ۶۴ ترجمہ، برادران یوسف کا مصر جانے اور یوسف علیہ السلام کا اپنے بھائیوں کو پہچاننے نیز غلہ دینے کا بیان، یوسف علیہ السلام نے بنیامین کو مصر لانے کا حکم دیا	۲۱۱
۱۲۸	آیت ۶۵ تا ۶۶ ترجمہ، لغوی تحقیق، برادران یوسف نے سامان کھولا تو ان کی جمع پونجی بھی ساتھ تھی	۲۱۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۱۲۹	آیت ۶۷ تا ۶۸ ترجمہ، اسباب کو وجود میں لانا توکل کے منافی نہیں ہے	۲۱۵
۱۳۰	آیت ۶۹ تا ۷۶ ترجمہ، بلاغت، یوسفؑ نے بنیامین کو اپنی مجلس میں بٹھایا اور بتایا میں تیرا گمشدہ بھائی ہوں	۲۱۶
۱۳۱	یوسف علیہ السلام کی مخفی تدبیر اللہ کے حکم کے ساتھ تھی، توریہ بوقت ضرورت شرعاً جائز ہے، لطیف نکتہ	۲۱۸
۱۳۲	آیت ۷۷ تا ۸۴ ترجمہ، لغوی تحقیق، بلاغت، یوسف علیہ السلام اور بنیامین پر چوری کے الزام کی حقیقت	۲۱۹
۱۳۳	یوسف علیہ السلام نے چوری کے الزام میں اپنے بھائی بنیامین کو گرفتار کر کے اپنے پاس رکھ لیا	۲۲۰
۱۳۴	یعقوب علیہ السلام کا بیان کہ بنیامین کا واقعہ تم نے اپنی طرف سے گھڑ لیا، جدائی اور غم میں یعقوب کی بینائی ختم ہوگئی کسی کی وفات پر آنکھوں کا اشکبار ہونا اللہ کی رحمت کا نتیجہ ہے	۲۲۱
۱۳۵	آیت ۸۵ تا ۹۳ ترجمہ، لغوی تحقیق، بلاغت، مومن انسان اپنے غم واندوہ کا شکوہ اپنے رب سے کرتا ہے	۲۲۲
۱۳۶	یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کو اپنا تعارف کرایا تو تعجب کی حالت میں پکارنے لگ پڑے	۲۲۴
۱۳۷	آیت ۹۴ تا ۱۰۰ ترجمہ، لغوی تحقیق، یعقوب علیہ السلام کا کہنا کہ میں یوسف علیہ السلام کی خوشبو محسوس کر رہا ہوں	۲۲۴
۱۳۸	برادران یوسف کا اپنے باپ کو یوسف علیہ السلام کی برآمدگی کی خوشخبری دینا، غبار کی وجہ سے خوشبو کا منتقل ہونا، انسان اور جانور کی قوت شامہ میں فرق، اللہ پاک نے یوسف علیہ السلام کے خواب کو حقیقت کر دکھایا	۲۲۶
۱۳۹	آیت ۱۰۱ ترجمہ، یوسف علیہ السلام کی اپنے رب کے آگے مناجات اور نعامات کے شکریہ کیلئے دعائیں	۲۲۹
۱۴۰	آیت ۱۰۲ تا ۱۰۴ ترجمہ، یوسف علیہ السلام نے انتظامی امور کو منظم کرنے میں بے مثال کردار ادا کیا	۲۲۹
۱۴۱	آیت ۱۰۵ تا ۱۰۷ ترجمہ، تناسب، امام رازی کی وضاحت، قیامت کب اور کیسے وقوع پذیر ہوگی	۲۳۲
۱۴۲	آیت ۱۰۸ تا ۱۰۹ ترجمہ، لغوی تحقیق، تناسب، اسلام کی بنیاد صرف اللہ کی توحید کو حاصل ہے	۲۳۳
۱۴۳	نبی ﷺ کے صحابہ کرام امت محمدیہ میں سب سے زیادہ افضل ہیں، تمام انبیاء بشر اور مردوں میں سے تھے	۲۳۴
۱۴۴	آیت ۱۱۰ تا ۱۱۱ ترجمہ، ان لوگوں کی تردید جو کہتے ہیں کہ فرشتوں کو مبعوث ہونا چاہئے تھا	۲۳۵
۱۴۵	کوئی عورت منصب نبوت پر فائز نہیں ہو سکتی، واقعہ یوسف میں عبرت وموعظت کا خزینہ مدفون ہے	۲۳۶
	سورة الرعد	
۱۴۶	آیت ۱ تا ۴ ترجمہ لغوی تحقیق، قرآن پاک احکامات اور تمثیلات دونوں پر مشتمل ہے	۲۳۷
۱۴۷	قرآن مجید کی تعلیمات سے قیصر وکسریٰ کی سلطنتیں اسلام کی آغوش میں آگئیں	۲۳۸
۱۴۸	توحید اور آخرت کے اثبات پر دلائل، عظیم الشان تدبیر کا مرکز عرش ہے	۲۳۹
۱۴۹	زمین کا نظام اور اس کے اسباب	۲۴۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
۲۴۱	آیت ۵ تا ۷ ترجمہ لغوی تحقیق، تناسب، گمراہ لوگ زنجیروں اور طوق میں جکڑے ہوں گے	۱۵۰
۲۴۳	آیت ۸ تا ۱۱ ترجمہ لغوی تحقیق، تناسب، انسانی تخلیق کے مراحل کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے	۱۵۱
۲۴۵	ہر انسان کے ساتھ چار فرشتے ہوتے ہیں جو باری باری آتے ہیں	۱۵۲
۲۴۶	سائنس میں اسلام کے نظریات کی تصدیق	۱۵۳
۲۴۸	آیت ۱۲ تا ۱۵ ترجمہ، لغوی تحقیق، تناسب شان نزول، اللہ کی قدرت کے آ ' رونشانات	۱۵۴
۲۴۹	علوم طبیعات میں چمک اور کڑک کا سبب، آسمان و زمین میں ہر شئی اللہ کو سجدہ کرتی ہے	۱۵۵
۲۵۰	آیت ۱۶ ترجمہ بلاغت، تناسب، مشرکین مکہ سے سوال، هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ کی تشریح	۱۵۶
۲۵۱	آیت ۱۷ تا ۱۹ ترجمہ، لغوی تحقیق، بلاغت، تناسب، حق و باطل کی مثال کا تذکرہ	۱۵۷
۲۵۴	آیت ۲۰ تا ۲۴ ترجمہ، لغوی تحقیق، تناسب، ایفاء عہد اور صلہ رحمی کی فضیلت کا بیان	۱۵۸
۲۵۵	برائی کے بعد نیکی کا جذبہ موجود ہو تو برائی کے اثرات ختم ہو جاتے ہیں، نجات کیلئے اعمال صالحہ ضروری ہیں	۱۵۹
۲۵۶	آیت ۲۵ ترجمہ، تناسب، بدبخت لوگوں کے اوصاف، مسلمان ایک جسم کی مانند ہیں	۱۶۰
۲۵۷	آیت ۲۶ تا ۲۹ ترجمہ، لغوی تحقیق، بلاغت، تناسب، اخروی اور دنیوی زندگی کی مثال	۱۶۱
۲۶۰	آیت ۳۰ تا ۳۴ ترجمہ، لغوی تحقیق، بلاغت، تناسب	۱۶۲
۲۶۲	قرآن سے بڑھ کر کوئی دلیل اور معجزہ نہیں، كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ کی تشریح	۱۶۳
۲۶۳	آیت ۳۵ تا ۳۹ ترجمہ، تناسب، جنت کی حقیقت کا بیان	۱۶۴
۲۶۵	تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ کی تشریح، آپ ﷺ کے عقد میں تعدد زوجات کی حکمت	۱۶۵
۲۶۷	آیت ۴۰ تا ۴۳ ترجمہ، لغوی تحقیق، بلاغت، تناسب، اللہ کے عذاب میں ذرہ بھر شک وشبہ نہیں	۱۶۶
۲۶۸	سید قطب شہید رحمہ اللہ کی وضاحت، لطیفہ	۱۶۷
	سورۃ ابراهیم	
۲۶۹	آیت ۱ تا ۴ ترجمہ، لوگوں کو گمراہی سے نکال کر روشنی کی طرف لانے کا بیان	۱۶۸
۲۷۰	کفار کے تین اوصاف کا بیان	۱۶۹
۲۷۱	نبی ﷺ کو پانچ اعزازات سے نوازا گیا	۱۷۰
۲۷۲	آیت ۵ تا ۸ ترجمہ، تناسب، قرآن پاک کو نازل کرنے کا مقصد، ایک حدیث قدسی کا تذکرہ	۱۷۱
۲۷۵	آیت ۹ تا ۱۱ ترجمہ بلاغت، تناسب، اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ کی تشریح	۱۷۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۱۷۳	پیغمبروں نے لوگوں کو کائناتی دلائل کی طرف متوجہ کیا، وعلى الله فليتوكل المؤمنون کی تشریح	۲۷۷
۱۷۴	آیت ۱۲ تا ۱۷ ترجمہ، لغوی تحقیق، ملت اور دین میں فرق، کفار نے انبیاء کو کس طرح کی دھمکیاں دیں	۲۷۹
۱۷۵	آیت ۱۸ تا ۲۰ ترجمہ، لغوی تحقیق، کفار کے اعمال کی حقیقت، اللہ کی وحدانیت کی دلیل	۲۸۱
۱۷۶	آیت ۲۱ تا ۲۳ ترجمہ، لغوی تحقیق، تناسب، قیامت کے دن کوئی غیر حاضر نہیں ہوگا	۲۸۲
۱۷۷	دوزخیوں کی آپس میں گفتگو، شیطان ابلیس کے خطبہ کا بیان	۲۸۳
۱۷۸	آیت ۲۴ تا ۲۷ ترجمہ، لغوی تحقیق، تناسب، ایمان دار شخص کی مثال، تزکیہ نفس کی فضیلت	۲۸۴
۱۷۹	آیت ۲۸ تا ۳۱ ترجمہ، لغوی تحقیق، نماز سے دل و دماغ کو روشنی عطا ہوتی ہے	۲۸۶
۱۸۰	آیت ۳۲ تا ۳۴ ترجمہ، لغوی تحقیق، اللہ اپنے انعامات کو گنوا رہے ہیں	۲۸۸
۱۸۱	آیت ۳۵ تا ۴۱ ترجمہ، لغوی تحقیق، تناسب، تاریخی واقعات ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کا تذکرہ	۲۹۰
۱۸۲	رَبَّنَا اِنِّی اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ کی تفسیر، ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی احادیث کا تذکرہ	۲۹۲
۱۸۳	آیت ۴۲ تا ۵۲ ترجمہ، لغوی تحقیق، بلاغت، اللہ تعالیٰ ظالموں کی کارستانیوں سے باخبر ہے	۲۹۵
۱۸۴	يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ کی تشریح، زمین آگ کی شکل اختیار کر لے گی	۲۹۷
	سورۃ الحجر	
۱۸۵	آیت ۱ ترجمہ، سورت ابراہیم اور سورت حجر میں مطابقت کی متعدد وجوہ کا بیان	۲۹۸
	چودھواں پارہ	
۱۸۶	آیت ۲ تا ۵ ترجمہ، لغوی تحقیق، کسی بھی امت کو مقررہ مدت سے پہلے ہلاک نہیں کیا جاتا	۲۹۹
۱۸۷	آیت ۶ تا ۱۵ ترجمہ، لغوی تحقیق، تناسب، کفار مکہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا مزاح اڑایا	۳۰۰
۱۸۸	كَذٰلِكَ نَسْلُكُهٗ فِي قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ کی تفسیر، کفار کی عداوت کا بیان	۳۰۲
۱۸۹	آیت ۱۶ تا ۲۵ ترجمہ، لغوی تحقیق، تناسب، وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَاۗءِ بُرُوْجًا کی تفسیر	۳۰۲
۱۹۰	شہاب ثاقب کسے کہا جاتا ہے اور یہ کیا کام کرتا ہے، شیطان فرشتوں کی باتیں سن سکتا ہے، دلائل کونیہ کا بیان	۳۰۴
۱۹۱	آیت ۲۶ تا ۴۴ ترجمہ، لغوی تحقیق، تخلیق آدم قدرت الٰہیہ کی واضح علامت ہے	۳۰۶
۱۹۲	اِنِّي خَالِقٌ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ کی تشریح، ایک علمی اور عجیب نکتہ	۳۰۸
۱۹۳	آیت ۴۵ تا ۴۸ ترجمہ، لغوی تحقیق، تناسب، جنتیوں کے احوال و واقعات	۳۰۹
۱۹۴	آیت ۴۹ تا ۸۴ ترجمہ، لغوی تحقیق، بلاغت، تناسب، شان نزول، ابراہیم علیہ السلام کو مہمانوں نے خوشخبری دی	۳۱۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۱۹۵	لوط علیہ السلام کے مہمانوں کو دیکھ کر قوم لوط ان کے پاس آ گئے، قوم لوط پر عذاب مسلط کرنے کا بیان	۳۱۴
۱۹۶	اصحاب الایکہ کے احوال وواقعات، عذاب زدہ بستی سے روتے ہوئے گزرنا چاہئے	۳۱۵
۱۹۷	آیت ۸۵تا۸۶ ترجمہ، لغوی تحقیق، بلاغت، اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان اور انسان کو بے فائدہ پیدا نہیں کیا	۳۱۶
۱۹۸	آیت ۸۷تا۸۹ ترجمہ، بلاغت، تناسب، سورت فاتحہ عظیم عطیہ ہے	۳۱۷
۱۹۹	ایمان قبول نہ کرنے والوں پر غمگین نہیں ہونا چاہئے، مومن اور کافر کی مثال	۳۱۸
۲۰۰	آیت ۹۰تا۹۹ ترجمہ، اللہ تعالیٰ ہر انسان سے پوچھیں گے کہ وہ کس کی عبادت کرتا رہا، مشرکین کی پرواہ نہیں کرنی چاہئے اور نہ ان سے ڈرنا چاہئے	۳۱۹
۲۰۱	اِنَّکَ یَضِیقُ صَدْرُکَ کی تفسیر	۳۲۰
	سورۃ النحل	
۲۰۲	آیت ۱تا۲ ترجمہ، لغوی تحقیق، سورہ نحل کا سورہ حجر سے ربط، شان نزول، قوموں کی تباہی کا وقت مقرر ہے	۳۲۱
۲۰۳	آیت ۳تا۱۶ ترجمہ، لغوی تحقیق، بلاغت، اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو حکمت کے مطابق پیدا کیا ہے	۳۲۲
۲۰۴	اللہ تعالیٰ نے انسان کی بنیادی ضرورتوں کو انسان کیساتھ ہی پیدا فرمایا، خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ کی تشریح	۳۲۴
۲۰۴	فضائے آسمانی میں ستاروں کا سائنٹیفک نظام موجود ہے	۳۲۵
۲۰۴	اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے سمندر کو اور اس میں مچھلیوں کو مسخر کیا	۳۲۶
۲۰۵	آیت ۱۷تا۲۳ ترجمہ، لغوی تحقیق، بلاغت، تناسب، اللہ تعالیٰ اور بتوں کے درمیان کوئی مماثلت نہیں	۳۲۷
۲۰۶	بت کسی چیز کو پیدا کرنیکی طاقت نہیں رکھتے، متکبر شخص کے لئے جنت حرام ہے	۳۲۹
۲۰۷	آیت ۲۴تا۲۹ ترجمہ، لغوی تحقیق، بلاغت، شان نزول، تناسب	۳۳۰
۲۰۸	جو شخص گمراہی کی دعوت دے تو اس کے نامہ اعمال میں اس کے پیروکاروں کے گناہ بھی ہوں گے	۳۳۱
۲۰۹	آیت ۳۰تا۳۲ ترجمہ، تناسب، مومنین سے استفسار کیا جائے گا کہ تمہارے رب نے نبی علیہ السلام پر کیا اتارا	۳۳۲
۲۱۰	آیت ۳۳تا۳۷ ترجمہ، لغوی تحقیق، اسلوب قرآنی کا ایک منظر، تناسب	۳۳۳
۲۱۱	کفار مکہ فرشتوں کے اترنے کا انتظار کر رہے ہیں، وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ اُمَّةٍ کی تشریح	۳۳۴
۲۱۲	آیت ۳۸تا۴۰ ترجمہ، لغوی تحقیق، فائدہ علمیہ، تناسب، شان نزول، حدیث قدسی کا بیان	۳۳۶
۲۱۳	اللہ کا وعدہ سچا ہے وہ فوت کرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے گا	۳۳۷
۲۱۴	آیت ۴۱تا۴۲ ترجمہ، تناسب ہجرت کی وجہ سے صحابہ کرام کو اخروی زندگی میں عظیم ثواب حاصل ہوگا	۳۳۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۲۱۵	آیت ۴۳ تا ۵۰ ترجمہ، لغوی تحقیق، تناسب، اللہ نے جتنے پیغمبر بھی مبعوث کئے وہ سب آدم کی نسل سے تھے	۳۳۹
۲۱۶	آیت ۵۱ تا ۵۵ ترجمہ، لغوی تحقیق، بلاغت، تناسب	۳۴۱
۲۱۷	اللہ پاک کا ارشاد ہے کہ تم میرے سوا کسی کی عبادت نہ کرو، مولانا الطاف حسین حالی کے اشعار	۳۴۲
۲۱۸	آیت ۵۶ تا ۶۰ ترجمہ، لغوی تحقیق، فائدہ علمیہ، مشرکین کے قبیح افعال کا بیان	۳۴۴
۲۱۹	جس آدمی نے بیٹیوں کی اچھی پرورش کی تو وہ بچیاں اس کو دوزخ سے بچائیں گی	۳۴۵
۲۲۰	آیت ۶۱ تا ۶۴ ترجمہ، تناسب، تشریح	۳۴۶
۲۲۱	ابن مسعودؓ کا قول، ایک سوال اور اس کا جواب، کتاب اللہ کے ذریعہ اختلاف کو دور کیا جاسکتا ہے	۳۴۷
۲۲۲	آیت ۶۵ تا ۶۹ ترجمہ، لغوی تحقیق، بلاغت، مختصر وضاحت	۳۴۸
۲۲۳	اللہ نے مادہ جانور میں ایک کارخانہ قائم کیا ہے جو خون کو دودھ کی شکل میں کنورٹ کرتا ہے	۳۴۹
۲۲۴	اللہ نے شہد کی مکھی کو پیدا کیا جو اپنا گھر بنانے کے بعد پھلوں کا رس چوس کر شہد بناتی ہے	۳۵۰
۲۲۵	شہد کے بارے میں امام غزالی اور مولانا ابوالکلام کی وضاحت، شہد کے بارے میں امہات المؤمنین کا واقعہ	۳۵۱
۲۲۶	آیت ۷۰ تا ۷۲ ترجمہ، لغوی تحقیق، بلاغت، تناسب، وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا کی تشریح	۳۵۲
۲۲۷	آیت ۷۳ تا ۷۶ ترجمہ، لغوی تحقیق، اجمالی خاکہ، غلام اور آزاد شخص کی مثال	۳۵۴
۲۲۸	آیت ۷۷ تا ۷۹ ترجمہ، لغوی تحقیق، بلاغت، تناسب، قیامت کا وقوع اچانک اور ایک لمحہ میں ہوگا	۳۵۶
۲۲۹	جس شخص نے اللہ کے ولی کے ساتھ دشمنی کی وہ اللہ کے مقابلہ میں اتر آیا	۳۵۷
۲۳۰	آیت ۸۰ تا ۸۳ ترجمہ، لغوی تحقیق، تناسب، انعامات الٰہیہ کا بیان	۳۵۸
۲۳۰	آیت ۸۴ تا ۸۸ ترجمہ، لغوی تحقیق، وَاِذَا رَاَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا شُرَكَآءَهُمْ قَالُوْا رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ کی تشریح	۳۶۰
۲۳۱	آیت ۸۹ ترجمہ، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ہر امت میں سے ایک گواہ پیش کریں گے	۳۶۲
۲۳۲	آیت ۹۰ تا ۹۳ ترجمہ، مفردات کی وضاحت، عدل اور احسان کی تفسیر، ماموارت اور منہیات کی تفاصیل کا بیان، وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً کی تشریح	۳۶۳
۲۳۳	آیت ۹۴ تا ۹۷ ترجمہ، لغوی تحقیق، بلاغت، قسموں اور عہد کو دھوکہ بازی کا ذریعہ نہیں بنانا چاہیے	۳۶۵
۲۳۴	آیت ۹۸ تا ۱۰۰ ترجمہ، لغوی تحقیق، قرآن پاک کی تلاوت کرنے سے پہلے شیطان سے پناہ مانگنی چاہیے	۳۶۷
۲۳۵	آیت ۱۰۱ تا ۱۰۵ ترجمہ، لغوی تحقیق، تناسب، منکرین نبوت کے شکوک وشبہات، آیات کو تبدیل کرنے کی وجہ	۳۶۸
۲۳۶	آیت ۱۰۶ تا ۱۱۱ ترجمہ، تناسب، شان نزول، عمار بن یاسرؓ اور اسکے اہل خانہ کے اسلام قبول کرنے کا واقعہ	۳۷۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۲۳۷	مجاہد تابعی کا قول، جو شخص مرتد ہو جائے اللہ اس پر ناراض ہو جاتا ہے	۳۷۲
۲۳۸	آیت ۱۱۲ تا ۱۱۹ ترجمہ، اس بستی کا بیان جس کے مکینوں نے ناشکری کی	۳۷۳
۲۳۹	اہل مکہ پر قحط پڑنے کی تفصیلات اور قحط نازل ہونے کی وجوہات کا ذکر	۳۷۴
۲۴۰	آیت ۱۲۰ تا ۱۲۸ ترجمہ، مشکل الفاظ کی وضاحت، بلاغت، تناسب، ابراہیم علیہ السلام کی مدح وتوصیف	۳۷۶
۲۴۱	دعوت میں حکمت کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے، علامہ شنقیطی کی وضاحت	۳۷۸
	پندرھواں پارہ	
	سورة بنی اسرائیل	
۲۴۲	آیت ۱ ترجمہ، تنبیہ، سورہ اسراء کی فضیلت، اسراء اور معراج میں فرق	۳۸۰
۲۴۳	اسراء کے بارے میں امام طبری اور جمہور مسلمانوں کے اقوال، انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث کا بیان	۳۸۲
۲۴۴	کیا آپ کو معراج کی رات اللہ پاک کا دیدار ہوا، معراج کی رات امت محمدیہ پر پچاس نمازیں فرض کی گئیں	۳۸۳
۲۴۵	آیت ۲ تا ۸ ترجمہ، لغوی تحقیق، تناسب، اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو تورات سے نوازا	۳۸۴
۲۴۶	بنی اسرائیل نے اللہ کی دو بار نافرمانی کی، یہودیوں کے مختلف ادوار کی تاریخ	۳۸۶
۲۴۷	آیت ۱۰ تا ۱۲ ترجمہ، تناسب، قرآن پاک کے تین اوصاف کا بیان اپنی ذات کیلئے بددعا نہیں کرنی چاہیے	۳۸۷
۲۴۸	رات اور دن میں مخلوق کے لئے رہنمائی ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے	۳۸۹
۲۴۹	۱۳ تا ۲۱ ترجمہ، لغوی تحقیق، تناسب، اہل عرب کی ایک تمثیل کا بیان	۳۹۰
۲۵۰	سیدھی راہ پر چلنے والا شخص انعامات سے ہمکنار ہوگا، جو قوم عیاش ہو جائے اس پر عذاب الٰہی نازل ہوتا ہے	۳۹۲
۲۵۱	آیت ۲۲ تا ۳۹ ترجمہ، تناسب، والدین کیساتھ مشفقانہ رویہ رکھتے ہوئے پانچ باتوں کا خیال رکھا جائے	۳۹۵
۲۵۲	قرابت داروں کے ساتھ صلہ رحمی، بخل اور فضول خرچی سے پرہیز، فقر و فاقہ کے ڈر سے اولاد کو قتل نہ کرنے کا حکم	۳۹۸
۲۵۳	قاتل سے قصاص یا دیت لی جائے لیکن اس میں زیادتی نہیں کرنی چاہیے، یتیم کا مال ناحق نہیں کھانا چاہیے	۴۰۰
۲۵۴	تین مثبت احکام کی تفصیل، زمین پر اکڑ کر نہیں چلنا چاہیے، مسائل واحکام دین اسلام کے اسرار و رموز ہیں	۴۰۱
۲۵۵	آیت ۴۰ تا ۴۴ ترجمہ، لغوی تحقیق، تناسب، قرآن پاک میں تمثیلات لوگوں کی نصیحت کے لئے بیان کی گئی	۴۰۳
۲۵۶	مخلوقات کا ذرہ ذرہ اللہ کی تسبیح کر رہا ہے	۴۰۴
۲۵۷	آیت ۴۵ تا ۴۸ ترجمہ، لغوی تحقیق، تناسب، شان نزول، مشرکین کے دل نبی علیہ السلام کی باتوں کو نہیں سمجھتے	۴۰۵
۲۵۸	ابوجہل وغیرہ نبی علیہ السلام کی تلاوت چھپ کر سنتے ہیں اس بارے میں ایک حدیث ملاحظہ فرمائیں	۴۰۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۲۵۹	آیت ۴۹ تا ۵۲ ترجمہ،لغوی تحقیق ،بلاغت ،تناسب ،مشرکین قیامت ،قبر کے عذاب کا انکار کرتے ہیں	۴۰۷
۲۶۰	آیت ۵۳ تا ۵۵ ترجمہ،تناسب ،شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے ،اللہ تعالیٰ نے داوٗد علیہ السلام کو زبور سے نوازا	۴۰۸
۲۶۱	آیت ۵۶ تا ۶۰ ترجمہ،لغوی تحقیق ،بلاغت ،شان نزول ،اللہ کے علاوہ کوئی مصیبت دور نہیں کر سکتا	۴۱۰
۲۶۲	جو قوم معجزات کے باوجود ایمان نہیں لاتی اس کو تباہ کر دیا جاتا ہے ،تھوہر کا درخت دوزخیوں کی خوراک ہوگی	۴۱۲
۲۶۳	آیت ۶۱ تا ۶۵ ترجمہ،لغوی تحقیق ،تناسب ،آدم کی تکریم کی وجہ سے اللہ نے فرشتوں کو سجدہ کرنے کا حکم دیا	۴۱۳
۲۶۴	مجاہد تابعی کا قول ،اِنَّ عِبَادِی لَیسَ لَکَ عَلَیهِم سُلطَانٌ کی تشریح	۴۱۵
۲۶۵	آیت ۶۶ تا ۷۰ ترجمہ،انسان تکلیف میں ہو تو اللہ کی جانب جھکتا ہے جب خوش ہو تو اللہ کو بھول جاتا ہے	۴۱۶
۲۶۶	اللہ کے احکام پر عمل کرنے والوں کو ہر لحہ خائف رہنا چاہئے ،ابن آدم کو اللہ نے تمام مخلوق پر برتری دی ہے	۴۱۷
۲۶۷	آیت ۷۱ تا ۷۷ ترجمہ،لغوی تحقیق ،قیامت کے دن ہر جماعت کا محاسبہ انکے لیڈروں کی موجودگی میں ہوگا	۴۱۸
۲۶۸	جس شخص کا دل دنیا میں اندھا رہا وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا نجات کا کوئی رستہ نہیں ہوگا	۴۱۹
۲۶۹	مولانا ابوالکلام آزادؒ کی وضاحت ،علامہ قاسمیؒ کی وضاحت	۴۲۰
۲۷۰	آیت ۷۸ تا ۸۴ ترجمہ،تناسب ،نمازوں کے اوقات کی پابندی کا بیان ،نبی علیہ السلام پر تہجد بھی فرض تھی	۴۲۱
۲۷۱	فائدہ علمیہ ،وَقُل رَّبِّ اَدخِلنِی مُدخَلَ صِدقٍ کی تشریح ،بلاغت کی مثال	۴۲۳
۲۷۲	آیت ۸۵ ترجمہ،لغوی تحقیق ،روح سے کیا مقصود ہے ،شان نزول ،امام رازیؒ اور علامہ ابن القیمؒ کا قول	۴۲۴
۲۷۳	آیت ۸۶ تا ۸۹ ترجمہ،جن وانس میں سے کوئی بھی قرآن کی مثال پیش نہیں کر سکتا	۴۲۵
۲۷۴	آیت ۹۰ تا ۱۰۰ ترجمہ،لغوی تحقیق ،شان نزول	۴۲۷
۲۷۵	کفار نے اعجاز قرآن کے باوجود اس کو ماننے سے انکار کیا ،مجرموں کو چہروں کے بل دوزخ میں گرایا جائے گا	۴۲۹
۲۷۶	آیت ۱۰۱ تا ۱۱۱ ترجمہ،لغوی تحقیق ،بلاغت ،تناسب ،اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو نو معجزے عطا کئے	۴۳۱
	سورۃ الکھف	
۲۷۷	آیت ۱ تا ۸ ترجمہ،لغوی تحقیق ،بلاغت ،شان نزول	۴۳۵
۲۷۸	قرآن پاک تمام لوگوں کیلئے عظیم نعمت ہے ،کفار پر تاسف کا اظہار کرتے ہوئے خود کو ہلاکت میں نہ ڈالیں	۴۳۴
۲۷۹	آیت ۹ تا ۱۲ ترجمہ،لغوی تحقیق ،اصحاب کہف کا واقعہ عجیب وغریب ہے ،واقعہ اصحاب کہف کا خلاصہ	۴۳۸
۲۸۰	آیت ۱۳ تا ۱۸ ترجمہ،اصحاب کہف کا مفصل واقعہ ،ابن عباس کا قول ،علامہ قطب شہید کی وضاحت	۴۴۰
۲۸۱	آیت ۱۹ تا ۲۲ ترجمہ،لغوی تحقیق ،بلاغت ،اللہ تعالیٰ نے اصحاب کہف کے اجسام کو بوسیدہ ہونے سے بچایا	۴۴۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۲۸۲	اصحاب کہف کی آپس میں گفتگو کہ ہم کتنا عرصہ سوئے رہے، لوگوں نے اصحاب کہف کے بارے میں جھگڑا کیا	۴۴۴
۲۸۳	آیت ۲۳ تا ۲۴ ترجمہ، جملہ معترضہ، شان نزول، کسی بھی مسئلہ میں ان شاء اللہ ضرور کہنا چاہئے	۴۴۶
۲۸۴	آیت ۲۵ تا ۲۶ ترجمہ، اصحاب کہف کی نیند کی مدت، ہر شمسی سال قمری سال سے کتنے دن زائد ہوتا ہے	۴۴۷
۲۸۵	آیت ۲۷ تا ۳۱ ترجمہ، لغوی تحقیق، تناسب، شان نزول	۴۴۹
۲۸۶	مومن آدمی کو اپنی محفل سے دولت مند لوگوں کی وجہ سے نہ اٹھائیں کہ وہ اس طرح اسلام قبول کرلیں گے	۴۵۰
۲۸۷	بدبخت لوگوں کے انجام اور سعادت مند لوگوں پر انعامات کا تذکرہ	۴۵۱
۲۸۸	آیت ۳۲ تا ۴۴ ترجمہ، لغوی تحقیق، تناسب، دو بھائی باغ والے جن میں ایک مسلمان دوسرا کافر تھا کا واقعہ	۴۵۲
۲۸۹	آیت ۴۵ تا ۵۹ ترجمہ، لغوی تحقیق، دنیوی زندگی خوبصورت ہونے کے لحاظ سے پانی کی مانند ہے	۴۵۶
۲۹۰	قیامت کے دن پہاڑ بادلوں کی طرح چلیں گے، ہر آدمی کا رجسٹر اس کے ہاتھ میں تھما دیا جائے گا	۴۵۸
۲۹۱	آسمان وزمین کی تخلیق کے وقت اللہ نے کسی سے مشورہ نہیں لیا	۴۵۹
۲۹۲	قرآن میں تمثیلات کو واضح طور پر بیان کیا ہے، پہلی امتوں کے واقعات جن کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا گیا	۴۶۰
۲۹۳	آیت ۶۰ تا ۷۴ ترجمہ، لغوی تحقیق، جہنم کے خلود اور عدم خلود کے بارے میں بحث، تنبیہات، تناسب	۴۶۱
۲۹۴	اللہ نے موسیٰ کو حصول علم کیلئے خضر کے پاس بھیجا، موسیٰ اور یوشع بن نون کے سفر اور مچھلی غائب ہونے کا بیان	۴۶۳
	سولھواں پارہ	
۲۹۵	آیت ۷۵ تا ۷۸ ترجمہ، لغوی تحقیق، بلاغت، خضر علیہ السلام کا موسیٰ علیہ السلام سے خطاب کہ تو صبر نہیں کرسکے گا	۴۶۶
۲۹۶	اگر موسیٰ علیہ السلام صبر کے دامن کو تھامے رکھتے تو اپنے بھائی خضر علیہ السلام کیساتھ عجائبات کا نظارہ کرتے رہتے	۴۶۷
۲۹۷	آیت ۷۹ تا ۸۲ ترجمہ، تناسب، عالم دنیا کے احکام کی بنیاد حقیقی اسباب پر ہے جن کا علم خاص بندوں کو ہے	۴۶۷
۲۹۸	خضر علیہ السلام کے تین واقعات کی مختصر تشریح، تنبیہ، علامہ قرطبی کی وضاحت	۴۶۸
۲۹۹	آیت ۸۳ تا ۹۹ ترجمہ، لغوی تحقیق، تناسب، شان نزول، چند اہم معلومات	۴۷۰
۳۰۰	ذوالقرنین کے واقعہ کی تفصیل، امام رازی کا قول	۴۷۱
۳۰۱	ذوالقرنین نے یاجوج ماجوج کے درمیان لوہے کی چادروں کا ڈیم تیار کر دیا تاکہ وہ باہر نہ نکل سکیں	۴۷۳
۳۰۲	آیت ۱۰۰ تا ۱۰۶ ترجمہ، لغوی تحقیق، تناسب، دوزخ کو کس کے سامنے کھینچ کر لایا جائے گا	۴۷۴
۳۰۳	شریعت پر کاربند نہ رہنے والوں کو عذاب میں مبتلا کرنے کی وجوہات	۴۷۵
۳۰۴	آیت ۱۰۷ تا ۱۱۰ ترجمہ، لغوی تحقیق، بلاغت، سعادت مندوں کا داخلہ جنت الفردوس میں ہوگا	۴۷۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۳۰۵	سمندر کا پانی سیاہی کی شکل اختیار کر جائے تب بھی اللہ تعالیٰ کے کلمات ختم نہیں ہوں گے، مشرکین کو نبی ﷺ کا خطاب کہ میں تمہارے جیسا انسان ہوں	۴۷۷
	سورۃ مریم	
۳۰۶	آیت ۱ تا ۱۱ ترجمہ، لغوی تحقیق، بلاغت، چند اہم معلومات	۴۷۸
۳۰۷	زکریا کو فرشتوں کے وساطت سے لڑکے کے تولد پذیر ہونے کی خوشخبری، زکریا اور اس کی بیوی کی عمر کا تذکرہ	۴۸۰
۳۰۸	آیت ۱۲ تا ۱۵ ترجمہ، لغوی تحقیق، یحییٰ کو اللہ تعالیٰ نے بچپن میں ہی حکمت اور دانش مندی عطا کی	۴۸۱
۳۰۹	آیت ۱۶ تا ۲۱ ترجمہ، لغوی تحقیق، تناسب، عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش مریم علیہا السلام کے بطن سے بلا باپ کے ہوئی، جبریل علیہ السلام مریم علیہا السلام کے سامنے خوبصورت نوجوان اور انسانی شکل میں متمثل ہو کر آئے	۴۸۲
۳۱۰	آیت ۲۲ تا ۲۶ ترجمہ، لغوی تحقیق، مریم کے حاملہ ہونے اور مریم پر انعامات کا تذکرہ نیز نذر ماننے کا بیان	۴۸۳
۳۱۱	آیت ۲۷ تا ۳۳ ترجمہ، لغوی تحقیق، مریم کا اپنے بیٹے کو قوم کے پاس لانے کا بیان، قوم کا مریم پر اعتراض	۴۸۵
۳۱۲	عیسیٰ علیہ السلام نے حالت رضاعت میں گفتگو کی کہ میں اللہ کا بندہ ہوں، پنگھوڑے میں صرف تین بچوں نے کلام کیا جریج راہب کا واقعہ، حدیث رسول میں تیسرے بچے کے گفتگو کرنے کا بیان	۴۸۶
۳۱۳	آیت ۳۴ تا ۴۰ ترجمہ، لغوی تحقیق، بلاغت، عیسیٰ کی نبوت کی تفصیل اور ان کے فضائل ومناقب کا بیان	۴۸۷
۳۱۴	موت کو مینڈھے کی شکل میں لایا جائے گا اور اس کے بارے میں جنتیوں اور دوزخیوں سے پوچھا جائے گا	۴۹۰
۳۱۵	آیت ۴۱ تا ۵۰ ترجمہ، لغوی تحقیق، فوائد علمیہ، ابراہیم ان کے باپ اور ان کی قوم کے واقعات	۴۹۰
۳۱۶	ابراہیم نے اپنے کافر باپ کیلئے دعا کیوں کی؟، ابرہیم نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کنارہ کشی اختیار کی	۴۹۳
۳۱۷	آیت ۵۱ تا ۵۸ ترجمہ، لغوی تحقیق، موسیٰ کلیم اللہ کا واقعہ، اسماعیل کے خصائل کا تذکرہ	۴۹۴
۳۱۸	ادریس زندگی بھر صدق ووفا کی تصویر بنے رہے اور نوح سے پہلے مبعوث کئے گئے	۴۹۵
۳۱۹	آیت ۵۹ تا ۶۵ ترجمہ، لغوی تحقیق، بلاغت، تناسب، سعادت مند لوگوں کے ثواب میں ہرگز کمی نہ ہوگی	۴۹۶
۳۲۰	جنت کے اوصاف کا بیان، اللہ نے حرام کو حرام اور حلال کو حلال کہا اور جس پر خاموش ہے وہ اس کا عفو کرم ہے	۴۹۷
۳۲۱	آیت ۶۶ تا ۷۲ ترجمہ، لغوی تحقیق، شان نزول، کافر شخص موت کے بعد اٹھائے جانے کا انکار کرتا ہے	۴۹۸
۳۲۲	نیکو کار اور بدکار سب کو پل صراط سے گزرنا ہوگا، میدان حشر میں تمام مخلوق جمع ہوگی دوزخ کی گہرائی کا بیان	۴۹۹
۳۲۳	آیت ۷۳ تا ۷۶ ترجمہ، لغوی تحقیق، تناسب، کافروں کو خطاب کہ دنیوی زندگی کے انعامات دائمی نہیں ہیں	۴۹۹
۳۲۴	آیت ۷۷ تا ۸۰ ترجمہ، لغوی تحقیق، شان نزول، اس کافر کا واقعہ جو احکام الٰہیہ کو تسلیم نہیں کرتا تھا	۵۰۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۳۲۵	آیت ۸۱ تا ۸۷ ترجمہ، لغوی تحقیق، مشرکین نے اللہ کے علاوہ بتوں کو معبود بنا رکھا ہے	۵۰۲
۳۲۶	قیامت کے دن لوگوں کو تین طرح لایا جائے گا، نیک انسان کی سفارش قبول کی جائے گی	۵۰۳
۳۲۷	آیت ۸۸ تا ۹۸ ترجمہ، لغوی تحقیق، تناسب، اللہ کی ذات اولاد کی محتاج نہیں ہے	۵۰۳
۳۲۸	ایمان والوں کی کیفیات کا تذکرہ، قرآن میں آپ کی آسانی کا خیال رکھا گیا ہے	۵۰۵
	سورۃ طٰہٰ	
۳۲۹	آیت ۱ تا ۸ ترجمہ، سورہ مریم کے ساتھ تناسب، لغوی تحقیق، اپنی قوم کے کفر پر غمگین نہیں ہونا چاہئے	۵۰۶
۳۳۰	دین اسلام میں آسانی ہے، قرآن پاک کو نصیحت کیلئے اتارا گیا ہے تمام موجودات اس کی ملکیت میں ہیں	۴۰۷
۳۳۱	اللہ پاک وحدانیت میں منفرد ہے، اللہ کے نام اور صفات خود تجویز کرنے والا ملحد ہے	۵۰۸
۳۳۲	آیت ۹ تا ۱۶ ترجمہ، لغوی تحقیق، بلاغت، تناسب، موسیٰ کا عجیب وغریب واقعہ، قیامت کے وقوع کا مقصد	۵۰۹
۳۳۳	آیت ۱۷ تا ۳۶ ترجمہ، لغوی تحقیق، تناسب، موسیٰ کلیم اللہ کی اللہ سے گفتگو اور معجزات کا تذکرہ	۵۱۱
۳۳۴	موسیٰ کا اللہ سے مطالبہ کہ میرے بھائی ہارون کو بھی مقام نبوت سے سرفراز فرمائیں	۵۱۳
۳۳۵	آیت ۳۷ تا ۴۰ ترجمہ، لغوی تحقیق، بلاغت، انعامات الٰہیہ کا مختصر جائزہ، موسیٰ پر احسانات کا تذکرہ	۵۱۴
۳۳۶	تمام لوگوں کے دلوں میں موسیٰ کی محبت داخل ہوگئی اور ان کی بہن کا آپکے پیچھے فرعون کے گھر آنے کا بیان	۵۱۵
۳۳۷	آیت ۴۱ تا ۴۸ ترجمہ، موسیٰ اور ہارون کو معجزات کے ساتھ فرعون اور اس کی قوم کی طرف بھیجنے کا بیان	۵۱۶
۳۳۸	نرم انداز سے گفتگو کرنے میں جلد اثرات مرتب ہوتے ہیں، موسیٰ اور ہارون کا فرعون کو خطاب	۵۱۷
۳۳۹	آیت ۴۹ تا ۵۵ ترجمہ، لغوی تحقیق، بلاغت اور تشریح، فرعون ملعون کی سرکشی کا بیان	۵۱۸
۳۴۰	آیت ۵۶ تا ۵۹ ترجمہ، لغوی تحقیق، موسیٰ کے معجزات اللہ کی توحید پر واضح نشانات تھے	۵۱۹
۳۴۱	آیت ۶۰ تا ۶۴ ترجمہ، لغوی تحقیق، جادو کے مقابلہ کے لئے موسیٰ اور فرعون کے درمیان وقت وجگہ کا تعین	۵۲۰
۳۴۲	آیت ۶۵ تا ۷۶ ترجمہ، لغوی تحقیق، بلاغت، موسیٰ نے جادوگروں کو آغاز کرنے کا حکم دیا	۵۲۲
۳۴۳	موسیٰ کی لاٹھی نے سانپ کی شکل میں جادو کی کرشمہ سازی کو اپنے منہ میں ڈال کر ہڑپ کرلیا	۵۲۴
۳۴۴	ابن کثیر، ابن عباس، علامہ قرطبی اور عکرمہ تابعی کا بیان، جادوگروں کا موسیٰ کے دین پر ایمان لانے کا بیان	۵۲۵
۳۴۵	آیت ۷۷ تا ۸۲ ترجمہ، لغوی تحقیق، بلاغت، تناسب، بنی اسرائیل کو کب فرعون سے نجات ملی	۵۲۶
۳۴۶	آیت ۸۳ تا ۸۹ ترجمہ، لغوی تحقیق، بنی اسرائیل کی آزمائش کا بیان، اجتماعی ذکر کی مجلسوں کا تذکرہ	۵۲۸
۳۴۷	سامری نے بنی اسرائیل کے عبادت کرنے کے لئے زیورات سے بچھڑا بنایا	۵۳۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۳۴۸	آیت ۹۰ تا ۹۸ ترجمہ، لغوی تحقیق، تنبیہ، بنی اسرائیل کے بچھڑے کی عبادت کرنے پر موسیٰ کے غصہ کا بیان	۵۳۰
۳۴۹	موسیٰ کی ہارون کو سرزنش، موسیٰ کی سامری سے گفتگو، موسیٰ کا قوم کو خطاب کہ صرف اللہ کی عبادت کرو	۵۳۲
۳۵۰	آیت ۹۹ تا ۱۰۰ ترجمہ، لغوی تحقیق، تناسب	۵۳۳
۳۵۱	گذشتہ قوموں کے واقعات بیان کرنے کا مقصد آپ کی نبوت سچائی ہے، صور اسرافیل کا بیان	۵۳۴
۳۵۲	آیت ۱۰۵ تا ۱۱۲ ترجمہ، لغوی تحقیق، تناسب، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ پہاڑوں کو ہوا کی طرح اڑائے گا	۵۳۵
۳۵۳	نافرمانوں کے چہرے اس دن ذلت سے ہمکنار ہوں گے	۵۳۶
۳۵۴	آیت ۱۱۳ تا ۱۱۴ ترجمہ، لغوی تحقیق، تناسب، آپ وحی کی قرأت میں جلدی نہ کریں، ابن عباس کا قول	۵۳۶
۳۵۵	آیت ۱۱۵ تا ۱۲۷ ترجمہ، اللہ نے آدم کی دعا اور معافی کو قبول کیا، ابلیس آدم کا اور اولاد آدم کا دشمن ہے	۵۳۸
۳۵۶	حافظ ابن کثیر کا قول، جو شریعت کا پابند نہیں ہوگا اس کی زندگی معیشت کے لحاظ سے تنگ ہوگی	۵۳۹
۳۵۷	آیت ۱۲۸ تا ۱۳۵ ترجمہ، لغوی تحقیق، بلاغت، گزشتہ قوموں کی بستیاں دیکھنے سے عبرت حاصل ہوتی ہے	۵۴۱
۳۵۸	امت محمدیہ تمام امتوں سے زیادہ ہوگی، مشرکین اقرار کریں گے کہ قرآن واقعی روشن دلیل تھی	۵۴۲

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

متکلم اسلام: مولانا محمد حنیف ندوی

کا قرآن پاک کے محتویات کو خراج تحسین!

کہنے کو قرآن ایک کتاب ہے، مگر حقیقت میں یہ وہ گنجینہ معانی اور دبستان قدس ہے جس کی شمیم آرائیوں سے انسانی فکر وفہم کے تمام گوشے مہک اٹھتے ہیں، مذاہب عالم اور انسانی وجدان وکاوش نے اب تک جن حقائق کو ہدف تحقیق ٹھرایا وہ تین ہیں: ۱-مابعدالطبیعیات: یا اس ذات حق کی تلاش وجستجو، جس نے اس عالم ہست وبود کی تخلیق کی۔

۲- کائنات: اسکی حیثیت کیا ہے آیا یہ صرف ''مایا'' سایہ یا کسی دوسری حقیقت مجردہ کا پرتو ہے اس کا وجود خارج میں موجود ہے اور اگر موجود ہے تو کیا اس کا کوئی تعلق اپنے رب سے بھی ہے اور کیا ارضی زندگی ہی آخری زندگی ہے۔

۳- انسان اور اس کی فطرت: کیا انسان مجبور ہے، یا اس میں اختیار بھی پایا جاتا ہے کیا یہ فطری اعتبار سے برا ہے اور گناہ گار ہے یا نیک ہے، انسانی رشتے اور ان کے تقاضے، فرد اور معاشرہ کے احکام ومسائل۔

یہ ہیں وہ بنیادی مسائل یا عقدے جن کو ہزاروں برس سے انسان اپنے الہامی نوشتوں کے ذریعے یا محض عقل وخرد کے بل پر سلجھا رہا ہے مگر ہنوز کسی تسلی بخش اور حتمی نتیجہ پر نہیں پہنچ پایا۔

قرآن حکیم کی جامعیت کا یہ اعجاز ہے کہ اس نے مثلث کے ان تین زاویوں پر کھل کر سیر حاصل بحث کی ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

رشحات فکر

امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ

سابقون الاولون کی محبت ایمانی کا یہی حال تھا، ہر شخص جوان کی زندگی کے سوانح کا مطالعہ کرے گا، بے اختیار تصدیق کرے گا کہ انہوں نے راہ حق کی مصیبتیں صرف جھیلی ہی نہیں بلکہ دل کی پوری خوشحالی اور روح کے کامل سرور کے ساتھ اپنی پوری زندگیاں ان میں بسر کر ڈالیں، ان میں سے جو لوگ اول دعوت میں ایمان لائے تھے ان پر شب و روز کی جاں کاہیوں اور قربانیوں کے پورے تیئیس برس گزر گئے لیکن اس تمام مدت میں کہیں سے بھی یہ بات دکھائی نہیں دیتی کہ مصیبتوں کی کڑواہٹ ان کے چہروں پر کبھی کھلی ہو، انہوں نے مال و علائق کی ہر قربانی اس جوش و مسرت کے ساتھ کی، گویا دنیا جہان کی خوشیاں اور راحتیں ان کے لئے فراہم ہوگئی ہیں، اور جان کی قربانیوں کا وقت آیا تو اس طرح جوش خروش سے گردنیں کٹوادیں گویا زندگی کی سب سے بڑی خوشی زندگی میں نہیں بلکہ موت میں تھی، ان میں ایک بڑی تعداد ایسے لوگوں کی تھی جنھوں نے اتنی عمریں نہیں پائیں کہ اسلام کی غربت کیساتھ اسلام کا عروج و اقبال بھی دیکھ لیتے اور عدی رضی اللہ عنہ بن حاتم کی طرح کہہ سکتے "كُنْتُ فِي مَنْ اِفْتَتَحَ كُنُوْزَ كِسْرٰى"[1] تاہم جب دنیا سے گئے تو اس عالم میں گئے کہ ان سے زیادہ عیش و خوشحالی میں شاید ہی کسی نے دنیا چھوڑی ہو، بدر اور اُحد کے شہیدوں کے حالات پڑھو، ایمان لانے کے بعد جو کچھ بھی ان کے حصے میں آیا وہ بجز رات دن کی کاہشوں اور مصیبتوں کے اور کیا تھا؟ اور پھر قبل اس کے کہ اسلام کے فتح و اقبال کی کامرانیوں میں شریک ہونے کا موقعہ ملتا دشمنوں کی تیغ وسناں سے چور میدان جنگ میں دم توڑ رہے تھے، لیکن پھر بھی غور کرو، ان کے دل کی شادمانیوں کا کیا حال تھا؟ اس اطمینان و سکون کے ساتھ عیش و نشاط کے بستروں پر کسی نے جان نہ دی ہوگی، جس طرح انہوں نے میدان جنگ کی ریتلی زمین پر لوٹ لوٹ کر دی، جنگ احد میں سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کو لوگوں نے دیکھا، زخمیوں میں پڑے سانس توڑ رہے ہیں، پوچھا کوئی وصیت کرنی ہو تو کردو؟ کہا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو میرا اسلام پہنچا دینا اور قوم سے کہنا، ان کی راہ میں جانیں نثار کرتے رہیں، عمارہ بن زیاد رضی اللہ عنہ زخموں سے چور جان کنی کی حالت میں تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سرہانے پہنچ گئے، فرمایا کوئی آرزو ہو تو کہہ دو؟ عمارہ نے اپنا زخمی جسم گھسیٹ کر اور زیادہ قریب کردیا اور اپنا سر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر رکھ دیا، کہ اگر کوئی آرزو ہوسکتی ہے تو صرف یہی ہے ۔

منم و ہمیں تمنا کہ بہ وقت جاں سپردن ‌‌ ‌ بہ رُخ تو دیدہ باشم، تو درونِ دیدہ باشی!

[ترجمان القرآن ۱۴۴/۲]

---

[1] صحیح بخاری میں عدی رضی اللہ عنہ بن حاتم سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿لَتَفْتَحُنَّ كُنُوْزَ كِسْرٰى﴾ ایسا ضرور ہونے والا ہے کہ تم کسریٰ کے خزانے فتح مندانہ کھولو گے، ﴿وَكُنْتُ فِي مَنْ اِفْتَتَحَ كُنُوْزَ كِسْرٰى﴾ یہ پیشین گوئی میں اپنی آنکھوں سے پوری ہوتے دیکھ لی، کیونکہ میں ان لوگوں میں سے ہوں جنھوں نے کسریٰ کا خزانہ کھولا تھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مفکر اسلام علامہ مُحَمَّد اقبالؒ

کے چند نگارشات قلم

طارق چو برکنارۂ اندلس سفینہ سوخت
گفتند کارِ تُو بہ نگاہ خرد خطاست

□□□□□

دوریم از سوادِ وطن باز چوں رسیم؟
ترک سبب ز روے شریعت کجا رو است

□□□□□

خندید ودستِ خویش بہ شمشیر برد و گفت
ہر ملک ملک ماست کہ ملک خدائے ماست

□□□□□

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

افتتاحیہ

اللہ پاک کے فضل وکرم اور اس کی توفیق سے تفسیر اصدق البیان کی چوتھی جلد کی اشاعت سے بہرہ ور ہونے پر میرا سر بارگاہ الٰہی میں جھکا جا رہا ہے کہ اللہ پاک نے مجھ جیسے گناہگار کی تقدیر میں اس اعزاز کو برقرار فرمایا، وگرنہ من آنم کہ من دانم، اس جلد میں سورۃ التوبہ کا کچھ حصہ، سورۃ یونس، سورۃ ہود، سورۃ یوسف، سورۃ الرعد، سورۃ ابراہیم، سورۃ الحجر، سورۃ النحل، سورۃ بنی اسرائیل، سورۃ الکہف، سورۃ مریم اور سورۃ طٰہٰ کی تفسیر کو پیش کیا جا رہا ہے، اس جلد میں سابقہ مجلدات کی طرح تفسیر کے مبارک کام کو نہایت محنت شاقہ کے ساتھ پیش کر رہا ہوں اور بارگاہ الٰہی میں ملتجی ہوں کہ وہ میری اس مبارک خدمت کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور میری کوتاہیوں کو اللہ پاک معاف فرمائے، ذہن نشین فرمائیں بحمد اللہ تفسیر کی بنیاد ہرگز ہرگز کسی مسلک پر نہیں رکھی گئی ہے کوشش کی گئی ہے کہ قرآن پاک کی تفسیر میں قرآن پاک کے دیگر مقامات سے آیات کی تشریح کو اس میں سمو دیا جائے تا کہ قارئین مطالعہ کرتے ہوئے دقت محسوس نہ کریں، ظاہر ہے کہ اللہ پاک نے واضح طور پر اس حقیقت کو اجاگر کیا ہے، ارشاد ربانی ہے ﴿وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ﴾ ''بلاشبہ ہم نے قرآن پاک کو نصیحت کے لئے آسان کر دیا ہے تو کون ہے جو اس سے نصیحت حاصل کرے'' علاوہ ازیں تفسیر کو احادیث مبارکہ اور دیگر تفاسیر کے حوالہ جات سے مزین کیا گیا ہے تا کہ قارئین آسانی کے ساتھ قرآن پاک کی تعلیمات سے بہرہ ور ہو سکیں۔

ایں سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

افتتاحیہ کو طویل کرنے سے گریز پائی اختیار کرنے کا اصل سبب یہ ہے کہ راقم الحروف اپنے محترم ومکرم قارئین کو زیادہ عرصہ تک تفسیر کے اہم نکات سے کسی دوسری جانب متوجہ کرنا مناسب نہیں سمجھتا ہے تاہم اس جلد کے افتتاحیہ میں بھی محترم قارئین سے امید واثق رکھتا ہوں کہ وہ اس مبارک اور علمی کام کی تکمیل کیلئے مسلسل اپنے خاص اوقات میں دعا سے راقم الحروف کو فراموش نہ کریں گے نیز انسان ہونے کے لحاظ سے لغو اور غیر مناسب ثقیل الفاظ کے ذکر کرنے سے اللہ پاک مجھے تحفظ عطا فرمائیں اور اللہ پاک میرے اس مبارک عمل کو میرے اور میرے والدین مرحومین کیلئے توشۂ آخرت بنائے نیز برخوردار عبدالحفیظ مدنی سلمہ اللہ جو اس مبارک کام میں ہمہ تن مصروف عمل ہیں اللہ تعالیٰ ان کی کاوشوں کو قبولیت عطا فرمائے اور انہیں ہر قسم کی ریاکاری سے تحفظ عطا فرمائے انہیں استقامت کے جذبہ سے سرشار فرمائے تا کہ یہ خالص علمی اور مبارک کام تکمیل پذیر ہو۔

فقیر بارگاہ الٰہی

محمد صادق خلیل عفا اللہ عنہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

رَبِّ أَوْزِعْنِيٓ أَنْ أَشْكُرَ
نِعْمَتَكَ الَّتِيٓ أَنْعَمْتَ عَلَيَّ
وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ
صَالِحًا تَرْضٰهُ وَأَصْلِحْ لِي
فِي ذُرِّيَّتِي ۚ إِنِّي تُبْتُ إِلَيْكَ
وَإِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۝ أُولٰٓئِكَ
الَّذِينَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ أَحْسَنَ
مَا عَمِلُوا وَنَتَجَاوَزُ عَنْ
سَيِّاٰتِهِمْ فِيٓ أَصْحٰبِ الْجَنَّةِ ؕ
وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِي كَانُوا
يُوعَدُونَ ۝ (سورة الاحقاف پ۲۶)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَعْتَذِرُوْنَ اِلَيْكُمْ اِذَا رَجَعْتُمْ اِلَيْهِمْ ؕ قُلْ لَّا تَعْتَذِرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكُمْ قَدْ نَبَّاَنَا اللّٰهُ مِنْ اَخْبَارِكُمْ ؕ وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۴﴾ سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ اِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ ؕ فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ ؕ اِنَّهُمْ رِجْسٌ وَّمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۹۵﴾ يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ ۚ فَاِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۹۶﴾

ترجمہ: جب تم ان کے پاس واپس جاؤ گے تو وہ تمہارے پاس عذر کرتے ہوئے آئیں گے آپ کہیں کہ تم معذرت [کی باتیں] نہ کرو ہم ہرگز تمہارے عذر تسلیم نہیں کریں گے اللہ نے ہمیں تمہارے حالات سے باخبر کر دیا ہے اور مستقبل میں اللہ اور اس کا پیغمبر تمہارا عمل دیکھے گا پھر تم اس کی جانب لوٹائے جاؤ گے جو پوشیدہ اور ظاہر باتوں کو جاننے والا ہے، پھر وہ تمہیں بتائے گا جو کچھ تم کرتے رہے (۹۴) جب تم ان کی جانب لوٹو گے تو وہ تمہارے سامنے ضرور اللہ کی قسمیں اٹھائیں گے تاکہ تم ان سے درگزر کرو، پس تم ان سے درگزر کرو اس لئے کہ یہ لوگ ناپاک ہیں اور ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے ان [بداعمالیوں] کے سبب جن کے وہ مرتکب ہوتے رہے (۹۵) وہ تمہارے سامنے قسمیں اٹھائیں گے تاکہ تم ان سے خوش ہو جاؤ پس اگر تم ان سے خوش بھی ہو جاؤ تو اللہ ان لوگوں سے کبھی خوش نہیں ہوگا جو [راہ ہدایت سے] نکلے ہوئے ہیں (۹۶)

تناسب: قبل ازیں متعدد آیات میں منافقین کے خصائل و عادات سے نقاب کشائی کی گئی ہے جو جہاد کی سعادت سے محروم رہے لیکن معذرت خواہانہ انداز میں آپ کی خدمت میں منافقین نے جھوٹی قسمیں اٹھاتے ہوئے باور کرایا کہ انہیں معذور سمجھا جائے جبکہ اس سورۃ میں منافقین کے مکروفریب کو واشگاف الفاظ میں بیان کرتے ہوئے بالخصوص ان کا مسجد نبوی سے روگردانی کرتے ہوئے الگ مسجد ضرار تعمیر کرنے کے منصوبہ کو نہایت سخت انداز میں پیش کرتے ہوئے خبردار کیا ہے کہ اس مسجد کی تعمیر سے ان کا مقصود صرف یہ ہے کہ اس میں اکٹھے ہو کر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازشیں تیار کی جائیں، خفیہ مشورے کئے جائیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو خبردار کیا کہ مسجد ضرار میں آپ کو نماز ادا کرنے کی اجازت نہیں کیونکہ اس کی تعمیر کی بنیاد تقویٰ اور خلوص پر نہیں ہے یہ مسجد تو منافقین کا مرکز ہے اور ان کا اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ہلاکت آفرینی کی زیرزمین سازشیں تیار کرنا ہے اور وحدت اسلامی کے محل میں اختلاف، بغض اور عناد کی دراڑیں پیدا کرنا ہے اسی لئے اس کا نام بھی مسجد ضرار رکھا گیا ہے۔

شان نزول: عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ ذکر کردہ آیات سے جد بن قیس، معتب بن قشیر، عبداللہ بن ابی اور دیگر منافقین مقصود ہیں جن کے بارے میں یہ آیات نازل ہوئیں۔ (المراغی ۴/۱۵۳)

تشریح: غزوۂ تبوک میں شرکت نہ کرنے والے منافقین تمہارے پاس معذرت خواہی کرتے ہوئے آئیں گے جب تم غزوۂ تبوک سے واپس گھروں میں پہنچ جاؤ گے، حقیقت یہ ہے کہ انہیں ہرگز کوئی عذر نہ تھا وہ تو عورتوں اور بچوں کے ساتھ آرام سے گھروں میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عیش کوشی کرتے رہے نہ صرف یہ کہ وہ بالکل صحت مند تھے بلکہ ان کی مالی حیثیت بھی مستحکم تھی اوران کے گھروں میں ان کے اہل وعیال کو کچھ خطرہ بھی نہ تھا بلکہ پرسکون زندگی بسر کر رہے تھے، آپ انہیں واشگاف الفاظ میں ڈانٹ پلاتے ہوئے اس حقیقت سے آگاہ کریں کہ تمہیں ہرگز کچھ عذر نہ تھا تم جھوٹی معذرت کرنے سے رک جاؤ ہمیں تم پر اعتماد نہیں ہے اور تمہارے بارے میں ہمیں ہرگز اطمینان نہیں ہے ہم تمہارے بارے میں کھلم کھلا نفرت کا انداز اس لئے اختیار کر رہے ہیں کہ تمہارے کوائف سے اللہ نے ہمیں مطلع کر دیا ہے اس میں ہرگز کچھ شک نہیں کہ اللہ پاک کی جانب سے جو خبر آپ ﷺ کو پہنچائی جارہی ہے اس کی صداقت سے ہرگز انکار ممکن نہیں جب ہمیں سچائی کا علم ہو چکا ہے تو ہم تمہاری من گھڑت سازش کو کیسے تسلیم کریں؟ پھر صیغہ جمع کا قرآن پاک میں استعمال ہوا ہے کہ نہ صرف اللہ پاک کے پیغمبر کو ان کی گھناؤنی سازش سے مطلع کیا ہے بلکہ سبھی مسلمانوں کو ان کی ناکام سازش سے پردہ چاک کرتے ہوئے انہیں ذلت ورسوائی سے ہم کنار کیا ہے اس لئے کہ ان کی معذرت سبھی منافقین کی جانب سے تھی تو جواب میں بھی سبھی مسلمانوں کی جانب سے اس حقیقت کو واضح کر کے ان کی پس پردہ مکروہ چالوں کے پردہ کو چاک کیا ہے اس انداز سے ان کی ذلت اور رسوائی میں مزید اضافہ ہوا اوران کی تشہیر سے پورا معاشرہ انہیں جھوٹا قرار دے رہا ہے۔

وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ: اب اس کے بعد اللہ تعالیٰ اور اس کے پیغمبر تمہاری کیفیت کے بارے میں انتظار میں ہیں کہ تم منافقت پر بضد رہتے ہو یا تائب ہو کر اپنے پروردگار کے عفو وکرم کے سائے میں پیش قدمی کرتے ہو، البتہ اب تمہاری زبانی باتوں پر ہرگز کچھ اعتبار نہیں ہے اگر تم نے صدق دل سے توبہ کی ہے اور اپنے پروردگار کی جانب اخلاص کے ساتھ قدم زن ہوئے ہو اور تمہاری عملی زندگی گواہی دے رہی ہے کہ تم نے فی الحقیقت اپنی اصلاح کر لی ہے تو اس میں ہرگز شک وشبہ کی گنجائش نہیں کہ نہ صرف اللہ تعالیٰ تمہاری توبہ قبول فرمائے گا اور تمہارے گناہوں پر قلم عفو ثبت فرما دے گا بلکہ اللہ پاک کے پیغمبر بھی تمہارے ساتھ بہترین سلوک روا رکھیں گے لیکن اگر تم منافقت پر ڈٹے رہے اور جھوٹی قسمیں اٹھاتے رہے تاکہ تمہارے ساتھ مخلص ایمانداروں جیسا برتاؤ کیا جائے تو پھر یاد رکھو تمہارے غلط کردار کے مطابق نہ صرف یہ کہ تمہارے ساتھ ہرگز نرمی کا برتاؤ نہیں کیا جائے گا بلکہ تم اس وقت ایسی ہی شدت کے مستحق گردانے جاؤ گے جس طرح کی شدت کے ناقابل عفو سزا کے کفار مستحق ہیں، اس آیت کے مفہوم پر غور وفکر کے بعد یہ نتیجہ ظہور پذیر ہو رہا ہے کہ مستقبل میں جب بھی انہیں بارگاہ الٰہی میں توبہ کرنے کا موقعہ میسر آجائے وہ اسے غنیمت جان کر بارگاہ الٰہی میں صدق دل سے تائب ہو کر اسلام کی عظمت کے سائے میں پناہ حاصل کریں۔

ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ: لیکن اگر تم منافقت سے تائب ہو کر اسلام کی عظمت کے سائے میں پناہ حاصل نہیں کرتے ہو تو پھر دنیوی زندگی کے اختتام پر تم نے بارگاہ الٰہی میں حاضر ہونا ہے جو تمہارے ظاہر اور باطن کے جملہ حالات وکوائف سے باخبر ہے، وہاں تمہارے اعمال کے مطابق جزا وسزا کا عمل جاری ہوگا لیکن اس آیت کے مفہوم سے یہ حقیقت مترشح ہو رہی ہے کہ گناہ کی زندگی سے تائب ہونے کے بعد ہر قسم کے گناہ اور کوتاہی سے خود کو محفوظ رکھا جائے۔

سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ اِلَيْهِمْ: جب تم غزوۂ تبوک سے واپس گھروں میں پہنچ جاؤ گے اور منافقین سے تمہارا آمنا سامنا ہوگا تو وہ پختہ انداز میں قسمیں اٹھاتے ہوئے معذرت کریں گے تاکہ تم انہیں معتوب قرار نہ دو اور ان کے بلا عذر گھروں میں بیٹھ رہنے پر انہیں زجر وتوبیخ سے الگ تھلگ رہو، تم نے ان سے ناراضگی کا انداز اختیار کرنا ہوگا اور ان کے ساتھ سلام، کلام سے گناہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کش رہنا ہوگا، اس حکم کی علت بیان کی گئی ہے کہ ان کے دلوں میں نفاق کی خباثت پوشیدہ ہے اس لئے وہ تو ناپاک ہیں ان کے خبث باطن کے سبب ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے ان کے نفاق کے سبب انہیں یہ بدلہ مل رہا ہے، مزید برآں ان کی زندگی کبیرہ گناہوں سے ہم کنار رہی ہے۔

یَحۡلِفُوۡنَ لَكُمۡ لِتَرۡضَوۡا عَنۡهُمۡ: ان کی کذب بیانی کو مکرر بیان کیا ہے کہ تم نے ان کی جھوٹی قسموں سے دھوکے میں نہیں آنا ہے ادرتم نے ان کی قسموں کا اعتبار کرتے ہوئے ان سے اپنی خوشنودی کا اظہار نہیں کرنا ہے، یادرکھو! اگر تم نے ان سے رضامندی کا وطیرہ اپنایا تو تمہاری خوشنودی سے انہیں ہرگز کچھ فائدہ نہیں ہوگا جب کہ اللہ تعالیٰ ان سے ناراض ہے اس لئے کہ وہ اطاعت الٰہی سے باغی ہیں تو انہیں اس کے سبب فاسق قرار دیا گیا ہے کہ وہ اسلام سے خارج ہیں اور یہ حقیقت ہے کہ جو ایماندار کسی فاسق انسان سے خوشی کا اظہار کرتا ہے وہ تو ان کی طرح فاسق ہے وہ اللہ پاک کی خوشنودی سے محروم ہے، ہاں اگر وہ فسق سے تائب ہو جائیں تو پھر وہ اللہ کی ناراضگی کے دائرہ سے نکل کر اللہ کی خوشنودی کے بے پایاں بحر رحمت سے ہم کنار ہوں گے۔

اَلۡاَعۡرَابُ اَشَدُّ كُفۡرًا وَّنِفَاقًا وَّاَجۡدَرُ اَلَّا يَعۡلَمُوۡا حُدُوۡدَ مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوۡلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌ حَكِيۡمٌ ﴿۹۷﴾ وَمِنَ الۡاَعۡرَابِ مَنۡ يَّتَّخِذُ مَا يُنۡفِقُ مَغۡرَمًا وَّيَتَرَبَّصُ بِكُمُ الدَّوَآئِرَ ؕ عَلَيۡهِمۡ دَآئِرَةُ السَّوۡءِ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ ﴿۹۸﴾ وَمِنَ الۡاَعۡرَابِ مَنۡ يُّؤۡمِنُ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَ يَتَّخِذُ مَا يُنۡفِقُ قُرُبٰتٍ عِنۡدَ اللّٰهِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوۡلِ ؕ اَلَاۤ اِنَّهَا قُرۡبَةٌ لَّهُمۡ ؕ سَيُدۡخِلُهُمُ اللّٰهُ فِىۡ رَحۡمَتِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۹۹﴾ ع

ترجمہ: جنگل میں رہنے والے کفر اور نفاق میں بہت سخت ہیں اور اس سے زیادہ لائق ہیں کہ وہ شریعت کے احکام کا علم نہیں رکھتے ہیں جن کو اللہ نے اپنے پیغمبر پر نازل فرمایا اور اللہ علم اور حکمت کے وصف کے ساتھ موصوف ہے (۹۷) اور جنگل میں بود و باش رکھنے والوں سے ایسے لوگ بھی ہیں کہ جو مال وہ خرچ کرتے ہیں اسے تاوان قرار دیتے ہیں اور تمہارے بارے میں مصائب کے اترنے کے منتظر رہتے ہیں ان پر سخت قسم کی مصیبتیں ہیں اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے (۹۸) اور جنگل میں رہنے والوں میں سے ایسے اشخاص بھی ہیں جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں اور جو مال وہ خرچ کرتے ہیں اسے اللہ کے ہاں تقرب کا ذریعہ اور اللہ کے پیغمبر کی نیک دعاؤں کا وسیلہ قرار دیتے ہیں، خبردار بے شک وہ ان کے لئے تقرب کا ذریعہ ہے اللہ انہیں اپنی رحمت میں داخل فرمائے گا بلاشبہ اللہ معاف کرنے والا مہربان ہے (۹۹)

لغوی تحقیق: اَلۡاَعۡرَابُ کا واحد اَلۡاَعۡرَابِیُّ ہے، اس کا اطلاق اس شخص پر ہوتا ہے جو جنگل میں بود و باش رکھتا ہو جہاں کہیں بارش ہونے اور گھاس اگنے کے بارے میں اسے معلوم ہوتا ہے تو وہ وہاں کا رخ کرتا ہے خواہ اس کا تعلق عرب سے ہو یا ان کا غلام ہو، جو شخص عرب کی کسی بستی کو اپنا وطن بناتا ہے تو اسکو عَرَبی کہا جاتا ہے لیکن جنگل میں بود و باش رکھنے والے کو اَعۡرَابِی کہتے ہیں، اَلۡعَرَبِیُّ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصیح شخص، وضاحت سے بیان کرنیوالا، اَلْاِعْرَابُ کسی بات کو واضح کرنا، اَلثَّیِّبُ تُعْرِبُ عَنْ نَفْسِهَا ''بیوہ عورت اپنے دل کی بات کی وضاحت کرے، اِعْرَاب کا اطلاق ان حرکات وسکنات پر ہوتا ہے جو کلمات کے آخر میں یکے بعد دیگرے حسب عوامل بدلتے رہتے ہیں، اَلْکَلَامُ الْعَرَبِیُّ واضح اور فصیح کلام، ﴿قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا﴾ (یوسف:٢) ''واضح فصیح قرآن نازل کیا'' مَا فِی الدَّارِ عَرِیْبٌ گھر میں کوئی نہیں، اِمْرَءَ ةٌ عَرُوْبَةٌ وہ عورت جو اپنے خاوند سے محبت اور پاکبازی ظاہر کرنیوالی ہو، اسکی جمع عُرُبٌ ہے قرآن میں ہے ﴿عُرُبًا اَتْرَابًا﴾ (الواقعہ:٣٨) ''شوہروں کی پیاریاں اور ہم عمر'' مَغْرَمًا نقصان، اس کا معنی ہلاکت بھی استعمال ہوتا ہے، اَلدَّوَآئِرُ کا واحد اَلدَّآئِرَۃُ ہے اس کا معنی مصیبت ہے کہ اس نے فلاں شخص کا احاطہ کر رکھا ہے، صَلَوٰت کا واحد صَلوٰۃ ہے مقصود دعا ہے

تناسب: قبل ازیں اہل عرب میں سے ایمان والوں اور منافقین کا ذکر ہوا اب ان تین آیات میں جنگل میں بود وباش رکھنے والے ایمان والوں اور منافقین کا بیان ہو رہا ہے۔

تشریح: جنگل میں بود وباش رکھنے والے کفار اور منافق لوگ شہر میں زندگی گزارنے والے کفار اور منافقین سے کفر اور نفاق میں زیادہ گھرے ہوتے ہیں ان کے دل قساوت کے لحاظ سے آخری منزل میں ہوتے ہیں اس لئے کہ وہ عام طور پر اپنے اکثر اوقات چارپایوں کی خدمت میں گزارتے ہیں ان کے خورد ونوش کے انتظام میں مصروف رہتے ہیں اور وحشی جانوروں کے حملہ آور ہونے سے چارپایوں کا تحفظ کرتے ہیں انہیں اس کام سے فرصت ہی نہیں ملتی کہ وہ خود کو علم وادب کی دولت سے بہرہ ور کرسکیں جس کے نتیجہ میں ان کا مزاج جانوروں کی مانند درشت ہوتا ہے، مزید برآں جب ان کا تعلق بہترین اخلاقی اوصاف کے حاملین سے نہیں ہوتا ہے تو ان کے دلوں سے محبت، رواداری کا جذبہ بھی مفقود ہو جاتا ہے۔

جبکہ مدینۃ الرسول میں زندگی بسر کرنے والے صحابہ کرام رسول اکرم ﷺ کی مجلس میں حاضر ہوتے قرآن پاک کی جو آیات آپ ﷺ پر نازل ہوتیں آپ کی صحبت میں بیٹھ کر نہ صرف یہ کہ ان آیات کو اپنے اذہان میں محفوظ کرتے بلکہ آپ کی عملی زندگی کا مشاہدہ کرنے کے بعد آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کے مطابق عمل پیرا رہتے، مزید برآں نبی ﷺ ان علاقوں کی جانب اپنے صحابہ کرام کو بطور نمائندہ اور رہنما بنا کر بھیجتے تاکہ وہ اسلامی امور میں ان کی راہ نمائی کریں اور کتاب وسنت کے احکام کو ان تک پہنچائیں جبکہ جنگل میں آباد لوگ ان ذمہ داریوں سے خود ہی آگاہ نہ تھے تو وہ دوسروں کی راہ نمائی کیا کرسکتے تھے، ان میں تو جہالت کا دور دورہ تھا، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص شہر سے دور جنگل میں زندگی گزارتا ہے اس کا مزاج درشت ہوتا ہے اور جو شخص شکار کرنے میں خود کو مشغول رکھتا ہے وہ احکام الٰہیہ کی ادائیگی میں کچھ دلچسپی نہیں رکھتا ہے اور جو شخص امراء کے دروازوں کا چکر لگاتا ہے اسے فتنوں سے تحفظ حاصل نہیں ہوسکتا بلکہ جس قدر کوئی شخص امراء اور مالداروں سے قرب رکھتا ہے اتنا ہی وہ بارگاہ الٰہی سے دور ہو جاتا ہے۔ (صحیح ترمذی ٢/٢٥٤، صحیح ابی داؤد ٢/٥٥٢، مشکوٰۃ البانی ح ٣٧٠١، المراغی ٤/١٥٥)

وَاَجْدَرُ اَلَّا یَعْلَمُوْا حُدُوْدَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ: چونکہ جنگل میں زندگی گزارنے والے لوگ علماء کرام کی صحبتوں سے محروم رہتے ہیں نتیجۃً وہ کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ سے نابلد ہوتے ہیں اس کے نتیجہ میں ان کی زبان سے کفر کے کلمات بنسبت کسی شہر میں آباد منافقین سے تیزی کے ساتھ نکلتے رہتے ہیں اور اللہ کی ذات کو اس کے بندوں کے حالات کا خوب علم ہے کہ کون ایماندار ہیں اور کون کافر ہیں اور کن کے دلوں میں اخلاص کی نعمت کارفرما ہے اور کون ہیں جو منافقت کی بیماری میں مبتلا ہیں؟ اور اللہ تعالیٰ کا وصف حکیم بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ جن احکام کو اس نے مشروع قرار دیا ہے ان کی مشروعیت میں کونسی حکمت کارفرما ہے اور اعمال کی ادائیگی کرنے والوں کو آخرت میں ہمیشہ ہمیشہ مسرتوں سے ہمکنار رہنا ہوگا اور کفر کی زندگی بسر کرنے والے لوگ دردناک عذاب کی لپیٹ میں رہیں گے۔

وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يَّتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ مَغْرَمًا: جنگل میں زندگی بسر کرنے والوں میں سے کچھ اس انداز کے لوگ ہیں جو احمق ہیں، اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرنے کو جرمانہ قرار دیتے ہیں اس لئے کہ ان کا مقصود ہرگز ثواب طلب کرنا نہیں ہوتا ہے جب کہ مخلص قسم کے لوگ اللہ کی رضا جوئی کے لئے مال خرچ کرتے ہیں ان کے بارے میں منتظر رہتے ہیں کہ کب یہ لوگ دنیوی مصائب کی گرفت میں آتے ہیں۔

عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ: جملہ معترضہ ہے منافقین کے بارے میں بددعا کی گئی ہے کہ وہی مصائب و آلام کی گردش میں جکڑے رہیں لیکن ایماندار لوگ ان سے محفوظ رہیں بلکہ وہ ہمیشہ مسرت اور آرام کی زندگی بسر کریں، حقیقت یہ ہے کہ ایماندار لوگ تو انجام کار مسرتوں سے ہمکنار رہتے ہیں، توفیق الٰہی سے انہیں آرام نصیب ہوتا ہے جب کہ اللہ کے دشمن منافق قسم کے لوگ نہ صرف اخروی زندگی میں اللہ پاک کے عذاب میں مبتلا رہیں گے بلکہ دنیوی زندگی میں بھی ذلت اور بے قراری ان کا مقدر ہوتا ہے۔

وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ: اللہ تعالیٰ ان کی باتوں کو سن رہا ہے جن سے ان کے اعتقادات اور مخفی نظریات آشکارا ہو رہے ہیں ان کے دلوں میں منافقت کے جو جراثیم جنم پا چکے ہیں ان سے اللہ پاک کی ذات باخبر ہے، بہرحال ان کے قول اور فعل کا ضرور محاسبہ ہوگا اور جزا سزا کے عمل سے انہیں گزرنا ہوگا۔

وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ: جبکہ جنگل میں رہنے والوں میں سے کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ پاک کی وحدانیت کا اقرار کرتے ہیں اور زندگی بعد الممات پر ایمان رکھتے ہیں جبکہ منافقین کی کیفیت ان کے برعکس ہے، مزید برآں اللہ پاک کی وحدانیت کے اقرار کے ساتھ ساتھ اللہ کی محبت اور اس کی خوشنودی کے پیش نظر خرچ کرتے ہیں اور اللہ کے پیغمبر ﷺ بھی ان کیلئے دعائیں کرتے ہیں اور ان کے حق میں مغفرت طلب کرتے ہیں ان کے اس انداز کو اہم گردانتے ہوئے اللہ پاک ان کو جنت میں داخل فرمائیں گے جس کو اللہ تعالیٰ نے پرہیزگاروں کے لئے تیار کر رکھا ہے، یقیناً اللہ تعالیٰ ان ایمانداروں کی لغزشوں کو معاف کر دیں گے بلکہ اللہ تعالیٰ کی کرم نوازی کا نتیجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی اطاعت کی جانب گامزن ہونے کی توفیق عطا کی، ذہن نشین کریں کہ صلوت الرسول سے مقصود رسول اکرم ﷺ کا ان کے حق میں مغفرت کی دعا کرنا ہے جو اللہ کی راہ میں صدقات وخیرات کرتے رہتے ہیں لیکن کسی شخص کو کسی دوسرے شخص کا عمل کچھ فائدہ نہیں دے سکے گا البتہ نیک اولاد کا اپنے والدین کے بارے میں دعا کرنا اور کسی شخص کے اچھے کام پر اس کے بعد آنے والے لوگ اسے نمونہ بنا کر اس کے مطابق عمل کرتے ہیں تو ان کا ثواب اس شخص کے نامۂ اعمال میں بھی ثبت ہوگا جس نے اس نیک کام کا اجراء کیا تھا، ارشاد نبوی ہے ((مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهٗ اَجْرُهَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا)) ''جو شخص کسی اچھے کام کو جاری کرتا ہے تو اس کو اس پر ثواب عطا ہوگا بلکہ جو لوگ اس پر عمل کریں گے ان کا ثواب بھی اس کے نامۂ اعمال میں درج ہوگا'' (صحیح مسلم کتاب العلم باب ٦ صحیح ابن ماجہ ١/٤٠، مسند احمد ٤/٣٥٧)

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْعَظِيْمُ﴿١٠٠﴾ وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ ۛؕ وَ مِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ۛؔ مَرَدُوْا عَلَى
النِّفَاقِ ۫ لَا تَعْلَمُهُمْ ؕ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ؕ سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ﴿١٠١﴾
وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا ؕ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ
عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴿١٠٢﴾

ترجمہ: اور سبقت لے جانے والے پہلے مہاجرین اور انصار اور جنہوں نے نیکی میں ان کی پیروی کی، اللہ ان سے خوش ہے اور وہ اللہ سے خوش ہیں اور اللہ نے ان کے لئے جنات کو تیار کر رکھا ہے جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، یہی بڑی کامیابی ہے (۱۰۰) اور جو لوگ تمہارے ارد گرد جنگلی ہیں ان میں منافق بھی ہیں اور کچھ مدینہ کے باشندوں سے منافقت پر رواں دواں ہیں آپ کو ان کا علم نہیں ہے ہمیں ان کا علم ہے ہم انہیں دوبار عذاب میں مبتلا کریں گے بعد ازاں بڑے عذاب کی جانب پھیرے جائیں گے (۱۰۱) اور کچھ دوسرے ہیں جنہوں نے اپنے گناہوں کا اقرار کیا ہے انہوں نے اچھے عمل کو دوسرے برے عمل کے ساتھ ملایا ہوا ہے قریب ہے کہ اللہ ان پر رحمت کے ساتھ متوجہ ہو، بلاشبہ اللہ معاف کرنے والا مہربان ہے (۱۰۲)

لغوی تحقیق: مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ کے معنی یہ ہیں کہ اہل مدینہ سے بعض لوگ نفاق پر اڑ کر ہر قسم کی خیر سے محروم ہو گئے ہیں، اَلْمَارِدُ وَالْمَرِيْدُ جنوں اور انسانوں سے اس شیطان کو کہا جاتا ہے جو ہر قسم کی خیر سے عاری ہو چکا ہو، قرآن پاک میں ہے ﴿وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ﴾ (الصّٰفّٰت: ۷) ''اور ہر شیطان ہر سرکش سے اس کی حفاظت کے لئے، شَجَرٌ اَمْرَدُ جس درخت کے پتے نہ ہوں، امرد اس نوجوان کو کہتے ہیں جس کے چہرے پر ہنوز سبزہ نہ اُگا ہو، حدیث میں ہے ((اَهْلُ الْجَنَّةِ كُلُّهُمْ مُرْدٌ)) اہل جنت سب کے سب امرد ہوں گے۔ (صحیح ترمذی ۲/ ۳۱۳، مسند احمد ۲/ ۲۹۵، مفردات امام راغب ص ۸۶۴)

بلکہ اس کے مفہوم میں تجرد پایا جاتا ہے چنانچہ رَمْلَةٌ مَرْدَاءُ کا اطلاق اس ریتلے میدان پر ہوتا ہے جو سبزہ انگوری سے خالی ہو اور درخت کی شاخ کو اَمْرَد تب کہتے ہیں جب اس پر پتے نہ ہوں اور لڑکے کو اَمْرَد کہا جاتا ہے جب اس کی ٹھوڑی بالوں سے خالی ہو، لڑکی پر جَارِيَةٌ مَرْدَاءُ کا اطلاق نہیں ہو سکتا اس لئے کہ اس کے رخسار ہمیشہ بالوں سے خالی رہتے ہیں۔

تناسب: قبل ازیں اللہ پاک نے ان بدوی لوگوں کے فضائل کو بیان کیا جو مال کو اللہ پاک کے تقرب کے حصول کے لئے خرچ کرتے ہیں، بعد ازاں ان آیات میں ان کے اونچے مراتب کو بیان کیا، دراصل ان کا شمار ان لوگوں سے ہے جو شروع اسلام میں ہی اسلام کی نعمت سے مالا مال ہوئے، یہ لوگ معاشرہ میں سب سے پہلے اسلام کی دولت سے ہمکنار ہونے والے ہیں ان میں مہاجرین بھی ہیں اور انصار بھی ہیں ان کے بعد منافقین کے گروہ کا ذکر کیا جو تمام لوگوں سے زیادہ بدترین ہیں، منافقت کے ساتھ ان کا چولی دامن کا ساتھ ہے اور منافقت کی چالبازیوں میں نہایت کان کترے ہیں لیکن ان دونوں گروہوں کے درمیان کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جنہوں نے اعمال صالحہ کے ساتھ ساتھ اعمال سیئہ کا ارتکاب بھی کیا ہے یہ لوگ بھی اس لائق ہیں کہ اگر وہ اپنی لن ترانیوں سے رک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائیں اورتائب ہونے کا عزم کر کے بارگاہ الٰہی میں وفور شوق، بھیگی آنکھوں اور لرزتے ہوئے جسم اور گھبرائے ہوئے دلوں کے ساتھ پہنچ جائیں تو امید کی جاسکتی ہے کہ ان کی توبہ کو قبولیت کا لباس پہنایا جائے اور مغفرت الٰہی ان پر سایہ افگن ہو۔

تشریح: اس آیت میں اللہ پاک نے امت مسلمہ کے تین طبقات کا بیان فرمایا ہے جو امت کے دیگر افراد سے بہتر شمار ہوئے ہیں، پہلے طبقہ میں وہ ایمان والے ہیں جنہوں نے ہجرت میں پیش قدمی کی ان مہاجرین سے وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مقصود ہیں جنہوں نے صلح حدیبیہ سے پہلے ہجرت کی اس لئے کہ مشرکین مکہ ان پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑ رہے تھے اور پوری کوشش کرتے تھے کہ مکہ مکرمہ سے کسی شخص کو ہجرت نہ کرنے دی جائے، رکاوٹیں کھڑی کی جائیں جبکہ صحابہ کرام ان کے ظلم وستم سے تب محفوظ رہ سکتے تھے جب وہ مکہ مکرمہ سے ہجرت کر جائیں یا کسی سرغنہ لیڈر کی پناہ میں آجائیں ان حالات میں جن لوگوں نے ہجرت کے مقدس عمل کو اپنایا ان کا مقام اونچا ہے ان میں افضلیت کے حامل وہ چار صحابہ کرام ہیں جو بعد میں مسند خلافت پر سرفراز ہوئے ان کے بعد وہ دس صحابہ کرام خوش قسمت ہیں جنہیں جنت کی خوشخبری عطا کی گئی۔

دوسرا طبقہ ان انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ہے جو اسلام لانے میں سبقت لے گئے جنہوں نے نبوت کے گیارہویں سال میں پہلی بار منیٰ کی گھاٹی میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر اسلام کی بیعت کی، ان کا پہلا گروہ سات افراد پر مشتمل تھا اور دوسرے گروہ میں خوش قسمت مرد افراد کی تعداد ستر تھی اور دو عورتیں تھیں، تیسرا طبقہ ان مسلمانوں کا تھا جو مہاجرین اور انصار صحابہ کرام کے پیروکار تھے نہ وہ ہجرت کے پاکیزہ عمل سے پیچھے رہے اور نہ ہی مہاجرین انصار کی مدد سے کوتاہی کی بلکہ برابر رواں دواں رہے، انہیں ان کے اعمال صالحہ کی پاداش میں خوشخبری عطا کی گئی کہ اللہ کو ان کا ایمان لانا پسند ہے اللہ پاک نے ان کے اعمال کو شرف قبولیت سے نوازا ہے اور ان کی لغزشوں کو معاف کر دیا ہے اس لئے کہ ان کی مساعی سے اسلام کو غلبہ نصیب ہوا اور اسلام کے دشمنوں کو حسرت و یاس نے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔

رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ: ان تینوں گروہوں کو اللہ پاک نے اپنی خوشنودی سے نوازا ہے جب کہ ان کے اعمال صالحہ کو قبول فرمایا اور ان کی لغزشوں کو معاف کر دیا بلکہ ان کی مساعی سے اسلام کو غلبہ حاصل ہوا اور دشمنان اسلام اہل کتاب اور مشرکین کو عبرتناک سزا سے ہمکنار کیا گیا، اللہ نے ان کی اطاعت کو قبول کیا ہے اور وہ اللہ پاک کی ذات سے خوش ہیں جب کہ اللہ پاک نے ان پر دنیوی اخروی انعامات کی بارش کر دی ہے۔

وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ: مدینۃ الرسول کے باشندوں کو مخاطب کیا جا رہا ہے کہ تمہارے ماحول میں مزینہ، جھینہ، اسلم، غفار اور شجاع قبائل میں منافق افراد ہیں اور مدینہ کے باسیوں میں بھی منافق موجود ہیں جو نفاق پر ڈٹے ہوئے ہیں اس سے باز رہنے کا تصور بھی نہیں کرتے ہیں گویا کہ وہ نفاق کے ساتھ لازم وملزوم ہیں ان میں مشہور ترین افراد عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین، جُلاس اور ابو عامر راہب نامی لوگ ہیں، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کیا جا رہا ہے کہ آپ کو ان منافقین کا علم نہیں ہے وہ منافقت میں اتنے ہوشیار اور ماہر ہیں کہ اکثر لوگوں پر ان کا نفاق پوشیدہ ہے البتہ ہمیں ان کے بارے میں آگاہی حاصل ہے اسی لئے ہم آپ کو ان کی منافقت کے بارے میں آگاہ کر رہے ہیں، ایک صورت یہ بھی ہے کہ آپ کو ان کے انجام کا علم نہیں ان کے انجام کا علم ہمیں ہی حاصل ہے، معلوم ہوا کہ کسی شخص پر جنت میں داخل ہونے یا دوزخ کے داخل ہونے کا علم کسی شخص کو حاصل نہیں ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا: مدینۃ الرسول اور اس کے ماحول میں کچھ لوگ ایسے ہیں جنہوں نے اپنی کوتاہی کا اعتراف کیا اور انہوں نے غلط بہانے پیش نہ کئے ان سے مقصود وہ لوگ ہیں جو غفلت کے پیش نظر جہاد میں شریک نہ ہوسکے ان میں سے کچھ افراد نے خود کو مجرم باور کر کے ایک ستون کے ساتھ باندھ لیا، مجاہدؒ بیان کرتے ہیں یہ آیت مبارکہ ابولبابہ انصاری کے بارے میں نازل ہوئی جب بنوقریظہ کے بارے میں آپ نے فیصلہ کیا کہ انہیں موت سے ہم کنار کیا جائے تو ابولبابہ نے آپ کے فیصلہ سے بنوقریظہ کو مطلع کیا کہ تمہارے بارے میں آپ کا فیصلہ یہ ہے کہ تمہیں موت کے گھاٹ اتارا جائے گا، بعدازاں ابولبابہ اس پر نادم ہوا اور ندامت کے باعث اس نے خود کو مسجد کے ایک ستون کے ساتھ باندھ دیا اور قسم اٹھاتے ہوئے عہد کیا کہ میں خود کو ستون سے الگ نہیں کروں گا اور اس وقت تک کچھ کھانے پینے سے بھی دور رہوں گا جب تک کہ نبی اکرم ﷺ مجھے نہ کھولیں، چنانچہ کچھ عرصہ وہ ستون کے ساتھ بندھے رہے پھر اس کی توبہ قبول ہوئی تو اسے آزاد کر دیا گیا۔

جمہور محدثین کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ یہ آیت مبارکہ ان لوگوں کے بارے میں اتری جو غزوۂ تبوک سے بلاعذر پیچھے رہ گئے تھے، انہوں نے بھی ابولبابہ کی طرح خود کو مسجد کے ستونوں کے ساتھ باندھ دیا کہ جب تک اللہ پاک کے پیغمبر ﷺ ہمیں نہیں کھولیں گے اس وقت تک ہم خود کو مقید رکھیں گے ان کے بارے میں آیت مبارکہ نازل ہوئی، چنانچہ آیت مبارکہ کے نازل ہونے پر انہیں کھول دیا گیا اور ان کی معذرت کو قبول کیا گیا، آزاد ہونے پر انہوں نے اپنا مال آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا کہ آپ ہمارا صدقہ قبول فرمائیں اور ہمیں ہمارے گناہ سے پاک کریں اس کے بعد یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿١٠٣﴾ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَالتَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿١٠٤﴾ وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ ؕ وَسَتُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿١٠٥﴾

ترجمہ: ان کے مالوں سے زکوٰۃ لیجیے کہ آپ انہیں پاکیزہ کریں اور زکوٰۃ کے سبب ان کو برکت والا بنائیں اور ان کے بارے میں بھلائی کی دعا کریں بلاشبہ آپ کی دعا ان کے لئے سکون کا باعث ہے اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے (١٠٣) کیا وہ جانتے نہیں ہیں کہ اللہ ہی وہ ذات ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور صدقات قبول کرتا ہے اور بلاشبہ اللہ ہی وہ ذات ہے جو توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے (١٠٤) اور آپ اعلان کریں! عمل کرتے رہو پس اللہ اور اس کے پیغمبر اور ایماندار لوگ آپ کے عمل کا ملاحظہ کریں گے اور تم ضرور اس ذات کی جانب لوٹائے جاؤ گے جو پوشیدہ اور ظاہر کا علم رکھتا ہے پس وہ تمہیں بتائے گا جو تم عمل کرتے رہے (١٠٥)

لغوی تحقیق: صَدَقَةٌ وہ مال جس کو تقرب الٰہی کے حصول کے لئے فقراء مساکین میں تقسیم کیا جائے اس کا مادہ (ص دق) ہے، اَلصِّدْقُ سچائی، اَلْكِذْبُ اس کی ضد ہے، اَلصِّدْقُ کے معنی ہیں دل وزبان کی ہم آہنگی اور بات کا نفس واقعہ کے مطابق ہونا، ذہن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نشین کریں ایک کافر جب اپنے ضمیر کے خلاف محمد رسول اللہ کہتا ہے تو اسے نفس واقعہ کے مطابق ہونے کی حیثیت سے صِدۡقٌ (سچ) بھی کہا جا سکتا ہے اور اس کے دل وزبان کے ہم آہنگ نہ ہونے کی وجہ سے کذب (جھوٹ) بھی کہا سکتا ہے، چنانچہ اس دوسری حیثیت سے اللہ نے منافقین کو ان کے اس اقرار میں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ پاک کے پیغمبر ہیں، جھوٹا قرار دیا ہے کیونکہ وہ اپنے ضمیر کے خلاف یہ بات کہہ رہے تھے اور صدقة کو اس لئے صدقہ کہتے ہیں کہ جو شخص جان و مال کا صدقہ کرتا ہے اس کا خیرات کرنا اس کے سچے ہونے کی علامت ہے۔ واللہ اعلم

شان نزول: ابولبابہ رضی اللہ عنہ اور اس کے رفقاء جو غزوۂ تبوک میں شریک نہ ہو سکے عدم شرکت کو انہوں نے اپنی غلطی سمجھا اور تائب ہوئے ان کی توبہ کا ذکر آئندہ اوراق میں کیا جائے گا، چنانچہ وہ لوگ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے عرض کیا ہم آپ کی خدمت میں اپنا مال پیش کرتے ہیں آپ ہمارا صدقہ قبول کریں اور ہمارے لئے استغفار کریں، آپ نے انہیں کھلے لفظوں میں جواب دیا مجھے حکم نہیں دیا گیا کہ میں تمہارے مال سے صدقہ لوں اس پر اللہ پاک نے اس آیت کو نازل فرمایا، چنانچہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے مال سے ایک تہائی مال صدقہ لیا۔ (تفسیر ابن جریر طبری)

ذہن نشین کریں کا صیغہ اگرچہ بظاہر اس حقیقت کی غمازی کر رہا ہے کہ صدقہ وصول کرنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص ہے لیکن خصوصیت کا دعوی کرنا درست نہیں، چنانچہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس حکم کو آپ کے ساتھ خاص نہیں کیا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اعلان کیا اللہ کی قسم! اگر لوگ مجھے بھیڑ کا بچہ یا گلے کی رسی نہیں دیں گے جب کہ وہ عہد رسالت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتے تھے تو میں ان سے لڑائی کروں گا۔

تشریح: اے اللہ کے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ ان لوگوں کے مال بلکہ دیگر مسلمانوں کے مال سے بھی جو نقد مال ہے، چار پائے یا تجارتی مال ہے صدقہ یعنی زکوٰۃ وصول کریں اس طرح زکوٰۃ کے وصول کرنے سے آپ انہیں بخل کی رزالت، لالچ اور فقراء مساکین کے بارے میں ان کے دل کی سختی کو دور کرسکیں گے اور ان کا تزکیہ کرتے ہوئے انہیں پاکباز صالحین کے درجات پر بلند فرمائیں گے اس طرح وہ دنیوی اخروی سعادتوں سے اپنے دامن کو بھر لیں گے اور ان کا تزکیہ نفس کا دعویٰ عمل کی روشنی میں ان کے دعویٰ کا مؤید ہوگا۔

وَصَلِّ عَلَيۡهِمۡ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمۡ: خیال رہے لفظ صلوٰۃ کی نسبت اگر اللہ تعالیٰ کی جانب ہو تو اس سے مقصود اللہ کے بندوں پر اللہ کا رحمت بھیجنا ہوتا ہے اور اگر فرشتوں کی جانب نسبت ہو تو مقصود ان کا بندوں کے لئے طلب مغفرت ہوتا ہے اور اگر ایمان والوں کی جانب نسبت ہو تو مقصود ایمان والوں کا اپنے ایماندار بھائیوں کے لئے دعا کرنا ہوتا ہے، بخاری مسلم میں عبداللہ بن ابی اوفیٰ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں صحابہ کرام صدقات پیش کرتے تو آپ ان کے بارے میں برکت کی دعا فرماتے، چنانچہ میرے والد محترم ابواوفیٰ نے آپ کی خدمت میں صدقہ پیش کیا تو آپ نے ابواوفیٰ کے اہل وعیال کے حق میں مغفرت کی دعا کی۔ (صحیح ابوداؤد ۱/۲۹۹، صحیح ابن ماجہ ۱/۲۹۹)

[اس حدیث کے مفہوم سے مترشح ہو رہا ہے کہ صدقہ سے مقصود فرض، نفل دونوں صدقات ہیں]

اَلَمۡ يَعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقۡبَلُ التَّوۡبَةَ عَنۡ عِبَادِهٖ: غزوۂ تبوک سے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پیچھے رہ گئے تھے اور انہوں نے اس گناہ سے توبہ نہ کی انہوں نے ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں اظہار کیا کہ کل تک ان سے بائیکاٹ تھا اب کیا ہوا کہ انہیں ہم سے مخصوص

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرلیا گیا اوران کے ساتھ گفتگوئیں ہورہی ہیں ان کے اس ریمارک پر اللہ تعالیٰ نے واضح کیا کہ انہیں اس حقیقت سے آشنا ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے جب کہ وہ اعتراف گناہ کے بعد صدق دل سے تائب ہوجائیں اور اللہ تعالیٰ صدقات پر اجروثواب سے نوازتا ہے۔

وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ: اے اللہ کے پیغمبر (ﷺ)! آپ انہیں کہیں کہ تم عمل کرو دنیوی زندگی کو خوبصورت بنانے کیلئے یا اخروی زندگی کو تابناک بنانے کیلئے اپنی ذات کیلئے خاص کرو یا امت محمدیہ کی بھلائی کیلئے کرو، تمہارا عمل اللہ کی ذات سے مخفی نہیں رہ سکتا بلکہ معاشرہ میں تمہارے قرب وجوار میں رہنے والوں سے بھی پوشیدہ نہیں رہ سکتا، اللہ تعالیٰ کی ذات، اللہ کے پیغمبر ایماندار لوگ تمہارے اعمال سے بے خبر نہیں ہیں نہ ان سے پوشیدہ رہ سکتے ہیں پس اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کے مطابق اور نیت کے مطابق جزا سزا دے گا، ایک واقعہ ملاحظہ فرمائیں ایک شخص نے جنگل میں کسی عورت سے زنا کا مطالبہ کیا اور برملا اسے کہا کہ اس جنگل میں ہمیں کوئی ذی روح نہیں دیکھ رہا ہے صرف آسمان کے ستارے جگمگا رہے ہیں اس عورت نے جواب دیا وہ ذات دیکھ رہی ہے جس نے ستاروں کو بنایا ہے اسکے اس جواب پر وہ شخص شرمندہ ہوکر اپنے ارادہ سے باز آ گیا، حقیقت یہ ہے کہ اگر چہ لوگوں کی نظر سے اوجھل کام کچھ مدت تک اوجھل رہتا ہے بالآخر اس سے لوگوں کو آگاہی ہوجاتی ہے، زہیر شاعر کا ایک شعر ملاحظہ فرمائیں:-

وَمَهْمَا تَكُنْ عِنْدَ امْرِئٍ مِنْ خَلِيقَةٍ وَاِنْ خَالَهَا تَخْفٰى عَلَى النَّاسِ تُعْلَمِ

''جب کسی شخص کی کوئی عادت مستمرہ ہو اگر چہ وہ سمجھتا ہو کہ عوام کو اس کا علم نہیں لیکن وہ غلط فہمی میں مبتلا ہے علم ہوتا ہے حقیقت یہ ہے کہ وہ واقعہ لوگوں کی زبان پر نہیں آتا جو وقوع پذیر نہ ہو''۔ (المنار ١١/ ٣٤)

انس رضی اللہ عنہ سے حدیث مروی ہے کہ ایک جنازہ گزرا صحابہ کرام نے اس کے بارے میں تعریف کے کلمات کہے نبی اکرم ﷺ نے ان کلمات پر فرمایا واجب ہے، بعدازاں ایک دوسرے جنازے کا گزر ہوا صحابہ کرام نے اس کے بارے میں مذمت کے کلمات کہے آپ ﷺ نے فرمایا واجب ہے، اس اثنا میں عمر رضی اللہ عنہ نے استفسار کیا اے اللہ کے پیغمبر ﷺ! واجب ہونے سے کیا مقصود ہے آپ نے فرمایا جس جنازہ پر تم نے تعریف کے کلمات کہے اس کے لئے جنت واجب ہوگئی اور جس پر تم نے برے کلمات کا اظہار کیا اس کے لئے دوزخ واجب ہوگئی پس تم تو اللہ کی زمین پر اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو۔ (صحیح بخاری ح ١٣٦٧)

وَسَتُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ: اور تم سب قیامت کے دن اس ذات کی جانب لوٹائے جاؤ گے جس کو تمہاری پوشیدہ، ظاہر زندگی کا علم ہے اللہ کی ذات سے تو کوئی بھی چیز پوشیدہ نہیں تمہارے اعمال کا اسے علم ہے وہ اعمال کے مطابق اچھا یا برا بدلہ دیگا۔

وَاٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ اِمَّا يُعَذِّبُهُمْ وَاِمَّا يَتُوْبُ عَلَيْهِمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝١٠٦

ترجمہ: اور کچھ اور لوگ ہیں (جن کا معاملہ) اللہ کے حکم پر مؤخر کردیا گیا ہے یا اللہ تعالیٰ انہیں عذاب میں گرفتار کرے گا یا ان کی توبہ قبول کرے گا اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے (١٠٦)

لغوی تحقیق: مُرْجَوْنَ دوسری قراءت کے ساتھ مُرْجَؤُنَ ہے مقصود وہ لوگ ہیں جن کا معاملہ مؤخر کیا گیا ہے۔

تشریح: غزوۂ تبوک میں جو لوگ شریک نہ ہوسکے وہ تین طرح کے ہیں، (١) وہ منافق لوگ جو منافقت پر بضد تھے چنانچہ غزوۂ تبوک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں جولوگ شریک نہ ہو سکے ان میں اکثریت ان لوگوں کی تھی جو منافق تھے، (۲) دوسری قسم میں ان لوگوں کا شمار ہوتا ہے جو ایمان کے وصف کے ساتھ موصوف تھے لیکن انہوں نے غلطیوں کا اقرار کیا اور بارگاہ الٰہی میں تائب ہوئے اور توبہ کرتے ہوئے انہوں نے صدقہ خیرات کیا بلکہ اللہ کے پیغمبر ﷺ سے دعا کی درخواست کی چنانچہ ان کی درخواست پر آپ ﷺ نے ان کے لئے بارگاہ الٰہی میں عفو وکرم کی بھیک مانگی اس کے نتیجہ میں اللہ نے ان کی توبہ کو قبول فرمایا، (۳) تیسری قسم میں ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا شمار ہوتا ہے جو اپنے کردار کے سبب حیران تھے انہوں نے اللہ کے پیغمبر ﷺ کی بارگاہ میں معذرت خواہانہ انداز نہ اپنایا درحقیقت وہ معذور نہ تھے ان کی توبہ کے معاملہ کو مؤخر کر دیا گیا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما، مجاہدؒ، عکرمہؒ بیان کرتے ہیں ان سے مقصود وہ تین صحابہ کرام تھے جن کی توبہ کے مسئلہ کو مؤخر کر دیا گیا تھا، ان سے مقصود مرارۃ بن ربیع، کعب بن مالک اور ھلال بن امیہ رضی اللہ عنہم ہیں، یہ تینوں افراد بھی ان لوگوں میں شمار ہوتے ہیں جو آرام طلبی، سستی کے سبب غزوۂ تبوک میں شریک نہ ہو سکے بلکہ چونکہ پھل دار درختوں کے پھلوں سے فوائد کے حصول کا وقت تھا اور سخت گرمی اور تپش کے سبب درختوں کے سائے میں آرام کرنے کا داعیہ غالب تھا اس لئے وہ شرکت سے محروم رہے، ہرگز ان میں نفاق اور شک وشبہ کا داعیہ موجود نہ تھا بلکہ ان میں کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایسے بھی تھے جنہوں نے عدم شرکت کے سبب خود کو مسجد نبوی کے ستونوں کے ساتھ باندھ دیا تھا جیسا کہ ابولبابہ رضی اللہ عنہ اور اس کے رفقاء کا معاملہ سیرت کی کتب میں واضح طور پر موجود ہے جب کہ ایک گروہ میں تین افراد ایسے تھے جنہوں نے خاموشی اختیار کر رکھی تھی حزن ملال کے گہرے اثرات میں مستغرق تھے ان سے مقصود وہی تین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں جن کا تذکرہ پہلے کیا جا چکا ہے جن کی توبہ کے بارے میں سورہ توبہ کی آیات ۱۱۷۔۱۱۸ نازل ہوئیں۔

اِمَّا يُعَذِّبُهُمۡ وَاِمَّا يَتُوۡبُ عَلَيۡهِمۡ: ان کا معاملہ ابھی مبہم ہے ممکن ہے انہیں عذاب میں گرفتار کیا جائے اور ممکن ہے ان کی توبہ قبول کی جائے جیسا کہ ان صحابہ کرام کی توبہ قبول کی گئی جنہوں نے اپنے گناہ کا اعتراف کیا اس مقام میں حکم کے ابہام کا سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب صحابہ کرام ان خطا کار احباب سے گفتگو کا مقاطعہ کریں گے ان کے ساتھ باہم میل جول سے پرہیز کریں گے تو اس انداز سے ان کی تربیت مقصود تھی کہ اسلامی معاشرہ میں جو مسلمان اللہ اور اس کے پیغمبر کی اطاعت اور جہاد پر آرام اور عیش کوشی کو ترجیح دیں ان سے مقاطعہ کرنے میں وہ اسلام کی جانب مزید رغبت کریں گے۔

وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌ حَكِيۡمٌ: اللہ پاک کو علم ہے کہ کس طرح بندوں کے احوال کی اصلاح ہو سکتی ہے اور ان کی صحیح تربیت ممکن ہے، مزید برآں اللہ تعالیٰ کا ہر فیصلہ کسی حکمت کے تابع ہوتا ہے اور ان کی توبہ کا اعلان بھی مؤخر کیا گیا جیسا کہ احکام کی تلاوت مختلف اوقات میں ایمان داروں کے دلوں پر خوف طاری کرتی ہے اور وعظ ونصیحت کی جانب راغب کرتی ہے۔ (المراغی ۱۶۶/۴-۱۶۷)

وَالَّذِيۡنَ اتَّخَذُوۡا مَسۡجِدًا ضِرَارًا وَّكُفۡرًا وَّتَفۡرِيۡقًاۢ بَيۡنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ وَاِرۡصَادًا لِّمَنۡ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ مِنۡ قَبۡلُ ؕ وَلَيَحۡلِفُنَّ اِنۡ اَرَدۡنَاۤ اِلَّا الۡحُسۡنٰى ؕ وَاللّٰهُ يَشۡهَدُ اِنَّهُمۡ لَكٰذِبُوۡنَ ﴿۱۰۷﴾ لَا تَقُمۡ فِيۡهِ اَبَدًا ؕ لَمَسۡجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقۡوٰى مِنۡ اَوَّلِ يَوۡمٍ اَحَقُّ اَنۡ تَقُوۡمَ فِيۡهِ ؕ فِيۡهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوۡنَ اَنۡ يَّتَطَهَّرُوۡا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الۡمُطَّهِّرِيۡنَ ﴿۱۰۸﴾ اَفَمَنۡ اَسَّسَ بُنۡيَانَهٗ عَلٰى تَقۡوٰى مِنَ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهِ وَرِضْوَانٍ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٠٩﴾ لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِىْ بَنَوْا رِيْبَةً فِىْ قُلُوْبِهِمْ اِلَّاۤ اَنْ تَقَطَّعَ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿١١٠﴾ ع

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: اوران میں ایسے لوگ ہیں جنہوں نے مسجد کو نقصان پہنچانے اور کفر کے باعث اور ایمانداروں میں تفرقہ ڈالنے کیلئے اوران لوگوں کیلئے انتظار گاہ جو اس سے پہلے اللہ اور اسکے پیغمبر کیساتھ جنگ کرتے رہے ہیں اور وہ پختہ قسمیں اٹھاتے ہیں کہ ہمارا ارادہ تو اچھا ہی ہے جبکہ اللہ گواہ ہے بلاشبہ یہ لوگ جھوٹے ہیں (١٠٧) آپ کبھی بھی اس مسجد میں نہ کھڑے ہوں بلاشبہ جو مسجد پہلے دن سے تقویٰ کی بنیاد پر تعمیر کی گئی ہے مناسب ہے کہ آپ اس میں کھڑے ہوں اس میں ایسے آدمی ہیں جو اس بات کو محبوب جانتے ہیں کہ وہ پاک صاف رہیں اور اللہ پاک صاف رہنے والوں کو محبوب رکھتا ہے (١٠٨) بھلا جس شخص نے اسکی بنیاد اللہ سے ڈرتے ہوئے اور اسکی خوشنودی کیلئے رکھی ہے وہ بہتر ہے یا وہ شخص جس نے اس کی بنیاد زمین کے اس کنارے پر رکھی ہے جو گرنے والا ہے پس وہ اسکے ساتھ دوزخ کی آگ میں گر گیا اور اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا ہے (١٠٩) ان کی عمارت جس کو انہوں نے تعمیر کیا ہمیشہ انکے دلوں میں شک وشبہ کا باعث رہی البتہ انکے دل ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں اور اللہ علم والا حکمت والا ہے (١١٠)

لغوی تحقیق: جُرُفٍ دریا کا وہ کنارہ جس کو پانی نے کھوکھلا کر دیا ہو، اَلْجَارِفُ وبا جو انسانوں یا حیوانوں کو تباہ کر کے رکھ دے، اَلْجُرُفُ وہ سیلاب جو سب کو بہا لے جائے، اس آیت میں ایک تمثیل ہے دو گھروں کی، ایک کی اٹھان تقویٰ اور رضائے الٰہی کے مضبوط ستونوں پر ہے اور دوسرے کی دریا کے اس کنارے پر جس کو پانی کے بہاؤ نے کھوکھلا کر دیا ہے اور وہ گرنے ہی کو ہے یعنی جو شخص اپنی زندگی کی عمارت پاکیزگی اور اللہ کی رضاجوئی کی بنیادوں پر قائم کرے گا وہ خوش وخرم رہے گا اور چین سے زندگی بسر کرے گا اور جس نے خواہشات نفس کی پیروی کی اور کفر ومعصیت کو بنیاد ٹھہرایا وہ ذہنی سکون کھو بیٹھا، قلب راحت کے ضمیر سے محروم ہو گیا اور ہلاکت وفنا کے گرداب میں گھر گیا، هَارٍ باب تَفَعُّل سے تَهَوَّرَ الَّيْلُ رات کا سخت تاریک ہونا، تَهَوَّرَ الشِّتَاءُ کا معنی جاڑے کا اکثر موسم گزر جانے کے ہیں۔ (لسان القرآن ص ٣٣٩، مفردات امام راغب ص ١٠٢٢)

اجمالی خاکہ: ان آیات نے منافقین کی ایک گھناؤنی سازش سے پردہ اٹھایا ہے جس کا اہتمام انہوں نے نہ صرف صحابہ کرام ﷺ کے خلاف کیا بلکہ رسول اکرم ﷺ کو بھی انہوں نے ہدف بنایا اس کے بیان سے مقصود صحابہ کرام ﷺ کو ان کی سازش سے آگاہ کرنا ہے جو مسجد ضرار کے بانیوں کی خفیہ سازش سے بے خبر تھے اور انہیں خوفزدہ کیا جارہا ہے کہ ان کی وابستگی ہرگز ان لوگوں سے نہ ہو جنہوں نے مسجد ضرار کی تعمیر میں حصہ لیا ہے بلکہ ان کی تعمیر شدہ مسجد میں نماز کی ادائیگی سے بھی روک دیا گیا۔

شان نزول: ان آیات کے نازل ہونے کا سبب یہ تھا کہ رسول اکرم ﷺ کے مدینہ منورہ میں وارد ہونے سے قبل ایک شخص خزرج قبیلہ سے ابو عامر راہب کے نام کے ساتھ مشہور تھا وہ عیسائیت کے ساتھ وابستہ تھا، جب رسول اکرم ﷺ ہجرت کر کے مدینہ منورہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریف فرما ہوئے آپ کے گرد صحابہ کرام کا جم غفیر جمع ہو گیا، اسلام کو غلبہ حاصل ہوا شرک پیشاب کی جھاگ کی طرح بیٹھ گیا تو یہ شخص مکہ مکرمہ چلا گیا وہاں جا کر اس نے مشرکین کو نبی اکرم ﷺ کی مخالفت میں اکسایا، بالخصوص غزوۂ احد میں اس نے اسلام کے خلاف نہایت شرمناک کردار ادا کیا بلکہ اپنی قوم کے انصار کو اپنی مدد کے لئے مائل کرنے کی جانب پورا زور لگایا لیکن اس کی قوم نے نہ صرف یہ کہ اس کی مخالفت کی بلکہ اسے گالیاں دیں اور اس کی بے عزتی کی، جب غزوۂ احد سے فراغت ہوئی تو یہ شخص روم کے بادشاہ ہرقل کی جانب چلا گیا اس نے ہرقل سے مدد کرنے کی درخواست کی اس نے نہ صرف یہ کہ مدد کا وعدہ کیا بلکہ عطیات سے بھی نوازا، اس دوران ابوعامر نے اپنی قوم سے منافقین کو پیغام بھیجا کہ وہ مستقبل قریب میں ایک لشکر لا رہا ہے جو محمد (ﷺ) سے لڑائی کرے گا اور اسے شکست سے ہمکنار کرے گا تمہارے لئے ضروری ہے کہ تم مدینہ میں میرے لئے ایک جائے پناہ تعمیر کرو جس میں وہ لوگ رہائش کریں گے جن کو میں یہاں سے بھیجوں گا اسی جگہ میری رہائش بھی ہوگی جب میں وہاں پہنچوں گا، چنانچہ انہوں نے مسجد قبا کے قریب ہی مسجد ضرار کی تعمیر کے کام کا آغاز کر دیا چنانچہ رسول اکرم ﷺ کے غزوۂ تبوک کی جانب سفر کرنے سے پہلے وہ مسجد ضرار کی تعمیر کی تکمیل سے فارغ ہو چکے تھے وہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ آپ ان کی مسجد میں نماز پڑھائیں انہوں نے آپ کے سامنے معذرت کرتے ہوئے کہا کہ ہم نے اس مسجد کو کمزور اور معذور لوگوں کے لئے تعمیر کیا ہے۔

لیکن اللہ پاک نے نبی اکرم ﷺ کو مسجد ضرار میں نماز ادا کرنے سے محفوظ رکھا آپ نے انہیں جواب دیا کہ میں اس وقت غزوۂ تبوک کے لئے جا رہا ہوں جب ہم واپس آئیں گے تو پھر اگر اللہ پاک نے چاہا تو دیکھیں گے کیا کرنا ہے؟ لیکن جب آپ ﷺ غزوۂ تبوک سے واپس آ رہے تھے ایک دن کی مسافت باقی تھی تو جبرائیل علیہ السلام نے نبی ﷺ کو مسجد ضرار کے بارے میں آگاہ کیا کہ اس مسجد کی بنیاد ایمان والوں کے درمیان تفریق پیدا کرنے کے لئے رکھی گئی ہے جب کہ مسجد قباء کی بنیاد پہلے دن سے ہی تقویٰ پر رکھی گئی تھی اس لئے رسول اکرم ﷺ نے اس مسجد کے انہدام کیلئے صحابہ کرام کو بھیجا چنانچہ نبی ﷺ کے مدینۃ الرسول میں داخل ہونے سے پہلے مسجد کو منہدم کر دیا گیا اور مسجد کی جگہ کو گندگی کا ڈھیر بنانے کا حکم دیا کہ وہاں گلیوں بازاروں اور گھروں کا کوڑا کرکٹ پھینکا جائے، مسجد ضرار کو تعمیر کرنے والے منافق افراد کی تعداد بارہ (١٢) ہے ان کے نام یہ ہیں، **خذام بن خالد، بهرج ثعلبه بن حاطب، وديعه بن ثابت، معتب بن قشير، عباد بن حنيف، نبتل بن حارث، بجاد بن عون، ابو حبيب بن ازعر، جارية بن عامر، زيد، مجمع، جاريه** کے بیٹے، البتہ مجمع شخص جوان کا امام تھا وہ منافقت سے تائب ہو گیا تھا اور صحیح معنی میں اسلام کی جانب لوٹ آیا تھا اس کا گھر مسجد قباء کے بالکل قریب تھا۔ (**غرر التبيان ص ٢٧٦**)

تشریح: منافقین میں ایک گروہ ایسا ہے جنہوں نے تحکمانہ انداز میں پے در پے گھناؤنے جرم کئے یہاں تک کہ اپنی گھناؤنی سازشوں کی تکمیل کیلئے ایک مرکز تعمیر کیا وہ اکٹھے ہو کر اسلام کو نقصان پہنچانے کیلئے زیر زمین سازشیں کرتے تھے لیکن (برعکس نام نہند زنگی کافور) گھناؤنی سازشوں کے اس مرکز کا نام مسجد رکھا تا کہ اس نام سے صحابہ کرام کو دلی تکلیف حاصل ہو، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس مرکز کا نام مسجد ضرار رکھا جس سے ان کی خوفناک سازشوں کی جانب اشارہ تھا، اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ مسجد ضرار کفر اور کفار کی اعانت کیلئے تعمیر کی گئی، مزید برآں اس کے سبب ایمان والوں کی وحدت میں انتشار کو مزید بڑھانا مقصود تھا اور مسجد قباء جو اسلامی مرکز تھا اس سے دور رکھنا تھا پھر وہ ان لوگوں کا مرکز تھا جو صحیح ایمانداروں کے خلاف گھناؤنی سازشوں میں مصروف تھے اور وہ نہایت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گھبراہٹ کے عالم میں ابو عامر فاسق کے آنے کا انتظار کر رہے تھے جس نے اللہ کے پیغمبر کے سامنے برملا کہا تھا جو لوگ بھی تجھ سے لڑائی کریں گے میں ان کیساتھ مل کر آپ کے خلاف جنگ کرتا رہوں گا یہی وہ دشمن تھا جس نے انہیں مسجد ضرار کی تعمیر کا مشورہ دیا تھا بلکہ وہ کہا کرتے تھے جب ابو عامر واپس آیگا تو وہ اس مسجد میں نمازیں ادا کریگا نیز اس کے آنے کے فوراً بعد ابو عامر کو اس پیغمبر پر تغلب حاصل ہوگا، منافقین کا گروہ قسمیں اٹھاتے ہوئے اعلان کرے گا کہ ہمارا ارادہ تو خیر سگالی کا ہے غریبوں مسکینوں کے ساتھ تعاون کرنا اور بھائی چارے کی فضا کو اجاگر کرنا لیکن اللہ گواہی دے رہا ہے کہ یقیناً یہ لوگ اپنے ادعاء میں جھوٹے ہیں!

لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا: اے محمد (ﷺ)! آپ نے منافقین کی تعمیر کردہ مسجد میں ہرگز نماز ادا نہیں کرنا ہے یہ مسجد نہیں ہے بلکہ منافقین کی سازشوں کی جائے پناہ اور مرکز ہے، البتہ مسجد قباء جس کی بنیاد اول روز سے ہی خشیت الٰہی اور اللہ کی اطاعت پر استوار کی گئی ہے وہی اس لائق ہے کہ آپ اس میں نمازیں ادا کریں، اس مسجد میں پرہیز گاروں کا آنا جانا ہے انہیں مرغوب ہے کہ وہ گناہ اور معصیت کی زندگی سے دور رہیں اور اللہ تعالیٰ ایسے ہی لوگوں کو محبوب جانتا ہے جو نہ صرف یہ کہ جسمانی طہارت و نظافت کو محبوب سمجھتے ہیں بلکہ روحانی قوت جن گناہوں کی کثافت سے روبہ زوال ہونے لگتی ہے ان سے بھی کنارہ کش رہتے ہیں۔

اَفَمَنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى تَقْوٰى مِنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٍ: غور کریں کیا وہ شخص جس نے پرہیز گاری کے وصف اور اللہ تعالیٰ کے جلال سے خائف ہوتے ہوئے اور اللہ کی خوشنودی کے حصول کے لئے اس کے احکام کے مطابق رواں دواں ہوتے ہوئے مسجد کی بنیاد کو استوار کیا وہ بہتر ہے یا وہ شخص جس نے اس کی بنیاد کو ایسی وادی کے کنارے پر استوار کیا جو گرنے کے قریب ہے اس میں دراڑیں نمودار ہو چکی ہیں اسکے سبب وہ عمارت منہدم ہو جائیگی تو وہ دوزخ کے گڑھے میں گر جائیں گے جس میں ہمیشہ آگ بھڑک رہی ہے۔

وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ: اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو ظلم کی روش پر قائم دائم رہتے ہیں انہیں صراط مستقیم پر رواں دواں ہونے کی توفیق عطا نہیں کرتا ہے بلکہ رشد و ہدایت کی جانب سے وہ محروم رہتے ہیں، حقیقت یہ ہے کہ آیت مبارکہ میں تشبیہ اور تمثیل کا پہلو کارفرما ہے اخلاص اور ایمان کے وصف کے ساتھ موصوف افراد اور اس کے مقابلہ میں نفاق اور گمراہی کے ساتھ موصوف لوگوں کی تمثیل ہے، خلاصہ یہ ہے کیا وہ شخص جس کے دین کی بنیاد تقویٰ اور اخلاص پر ہے اس شخص جیسا ہوسکتا ہے جس کی بنیاد باطل اور منافقت پر ہے جو کسی ایسی وادی کا کنارہ ہے جو گرا ہی چاہتا ہے؟

لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِىْ بَنَوْا رِيْبَةً فِىْ قُلُوْبِهِمْ: مسجد ضرار کی تعمیر کرنے والوں کے دلوں میں ہمیشہ منافقت برقرار رہے گی وہ تذبذب اور شک کی زندگی گزاریں گے اور مسجد ضرار کے انہدام کے باعث وہ غیظ و غضب کے سمندر میں مستغرق رہیں گے ان کے ذہن سے یہ خیال کبھی دور نہیں ہوگا کہ اس مسجد کی تعمیر میں ان کا کردار بہتر تھا ان کے غیظ و غضب کو کبھی سکون حاصل نہیں ہوگا، البتہ غصہ کے سبب جب ان کے دل ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے تو پھر انہیں سکون حاصل ہوگا یعنی وہ موت سے ہم کنار ہو جائیں گے مبالغہ کی انتہائی صورت ہے جس کا ذکر کیا گیا ہے چنانچہ ایک حدیث میں تذکرہ ملتا ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ نے مسجد ضرار کے جلانے اور انہدام کا حکم دیا اور اسے راکھ کا ڈھیر بنا دیا گیا تو آپ ﷺ نے حکم دیا کہ مردار جانوروں کی لاشوں اور گندگی کو وہاں پھینکا جائے تاکہ منافقین اس کیفیت کو دیکھنے کے بعد مزید غیظ و غضب کی کیفیت میں بے قرار رہیں اور انہیں آرام نصیب نہ ہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَؕ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِؕ وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖؕ وَ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴿۱۱۱﴾ اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ﴿۱۱۲﴾

ترجمہ: یقیناً اللہ نے ایمان والوں سے ان کی جان اور ان کے مال کو خرید کرلیا ہے اس کے بدلہ میں ان کے لئے جنت ہے وہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے رہے قتل کرتے رہے اور قتل ہوتے رہے اللہ پر وعدہ لازم ہے تورات اور انجیل اور قرآن میں، اور کون ہے جو وعدہ کو زیادہ پورا کرنے والا ہے اللہ سے، پس تم اپنے سودے کرنے پر خوش ہو جاؤ جس کا تم نے سودا کیا وہ بہت بڑی کامیابی ہے (۱۱۱) توبہ کرنے والے ہیں عبادت کرنے والے ہیں اچھے کاموں کا حکم دینے والے ہیں اور برے کاموں سے روکنے والے ہیں اور اللہ کے احکام کی حفاظت کرنے والے ہیں آپ ایمان داروں کو خوشخبری دیں (۱۱۲)

لغوی تحقیق: اَلسَّآئِحُوْنَ مادہ (س ی ح) ہے، اَلسَّاحَةُ میدان، فراخ جگہ، اس اعتبار سے مکان کے صحن کو سَاحَةُ الدَّارِ کہا جاتا ہے چنانچہ قرآن پاک میں ہے ﴿فَاِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ﴾ (الصّٰفّٰت: ۱۷۷) ''مگر جب وہ ان کے میدان میں اترے گا'' اور ہموار میدان میں ہمیشہ کھڑے رہنے والے پانی کو سَائِحٌ کہا جاتا ہے اور سَاحَ فُلَانٌ فِي الْاَرْضِ کے معنی پانی کی طرح زمین میں چکر کاٹنے کے ہیں، قرآن پاک میں ہے ﴿فَسِيْحُوْا فِي الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ﴾ (التوبہ:۲) ''تو مشرکو! تم زمین میں چار مہینے چل پھر لو'' اور اسی سے ہمیشہ سفر کرنے والے آدمی کو سَائِحٌ یا سَيَّاحٌ کہا جاتا ہے اور آیت میں اَلسَّآئِحُوْنَ روزہ رکھنے والے اور اَلسَّآئِحَاتُ روزہ رکھنے والی عورتیں مراد ہیں۔ (مفردات امام راغب ص۲۵۲)

تناسب: قبل ازیں ان منافق لوگوں کے حالات اور ان کی کیفیات سے پردہ کشائی کی گئی تھی جو جہاد کی عظمت سے محروم رہے بلکہ اپنے رفقاء کو جہاد میں شرکت سے باز رہنے کا مشورہ دیتے ہیں اب تضاد کی مناسبت کی روشنی میں ان مخلص ایمانداروں کا بیان ہو رہا ہے جنہوں نے نہ صرف اپنا مال بلکہ اپنی پیاری جان کو بھی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے فروخت کر دیا ہے۔

شان نزول: انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جن کی تعداد ستر تھی انہوں نے گھاٹی میں رات کے وقت رسول اکرم ﷺ کے ہاتھ مبارک پر بیعت کی اس دوران عبداللہ بن رواحہ نے رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا اے اللہ کے پیغمبر ﷺ! آپ اپنے اور اپنے پروردگار کے لئے جو شرط لگانا چاہتے ہیں لگائیں آپ ﷺ نے فرمایا میں اپنے پروردگار کے بارے میں تو یہ شرط عائد کرتا ہوں کہ تم نے اس کی عبادت کرنا ہے اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بنانا ہے اور اپنے بارے میں یہ شرط عائد کرتا ہوں کہ تم نے میری ذات کا تحفظ اسی انداز سے کرنا ہوگا جیسا کہ تم خود اپنی حفاظت کا انتظام کرتے ہو، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اگر ہم شرائط پر کاربند رہیں تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمیں کیا حاصل ہوگا؟ آپ نے فرمایا تمہیں جنت ملے گی اس خوشخبری پر صحابہ کرام ﷺ نے مسرت کے عالم میں یہ کلمہ دہرایا یہ سودا کس قدر منفعت بخش ہے! ہم ہرگز جنت کے حصول پر کبھی اس سودا کو واپس نہیں کریں گے اور نہ واپسی کا مطالبہ کریں گے اس پر آیت مبارکہ نازل ہوئی، اگرچہ اس آیت مبارکہ کا شان نزول یہ واقعہ ہے لیکن بعدازاں یہ آیت ہر مجاہد پر منطبق ہوتی ہے جو قیامت کے وقوع تک میدان جہاد میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنے سے ہرگز کمزوری نہیں دکھاتا۔

تشریح: نہایت عمدہ قسم کی تمثیل ہے جس میں ایمان داروں کو جنت عطا کرنے کی بشارت سے نوازا ہے جب وہ اپنی پیاری جان اور مال کو عہد و پیمان کے پیش نظر جنت کے حصول کے لئے اللہ کی راہ میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے قربان کریں گے حالانکہ ان کا خالق اللہ ہے اس نے انہیں پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ انہیں زندگی گزارنے کے لئے مال و دولت سے بھی نوازا ہے، بعدازاں ان سے ان کی پیاری جان اور محبوب مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا حکم دیا ہے ایماندار شخص جو اپنی جان کا سودا کر رہا ہے کس قدر خوش نصیب ہے اور اللہ رب العزت جو خریدار ہے! کس قدر عظمتوں کے ساتھ موصوف ہے، اور اس پر معاوضہ کتنا عمدہ ہے! مال و جان کی قربانی پر ہمیشہ کی راحت اور مسرت کا عالم کتنا مبارک عطیہ ہے اس مبارک کاروبار میں واسطہ محمد ﷺ ہیں جن کے ذریعہ یہ مبارک سودا امت محمدیہ کے ان خوش نصیب مجاہدین کو مل رہا ہے جس پر ان کی خوشیاں ہمیشہ دوبالا رہیں گی ہرگز اختتام اور فنا کا تصور بھی نہیں ہوگا۔

ذہن نشین کریں کس قدر خوش نصیب ہیں وہ مجاہدین جو کفار کے مقابلہ میں! اپنی پیاری جان اور مال کو قربان کرتے ہوئے میدان جہاد میں خوشی کے گیت الاپتے ہیں دشمن کو موت کے گھاٹ اتار دیتے ہیں یا خود میدان جہاد میں اپنی جان جان آفرین کے سپرد کر دیتے ہیں، اللہ پاک کی جانب سے یہ عہد تورات، انجیل اور قرآن پاک میں ہمیشہ قیامت تک کے لئے موجود رہے گا، ظاہر ہے کہ اللہ سے بڑھ کر کوئی عہد کی وفاداری کرنے والا نہیں ہے اس لئے کہ اللہ پاک کی مخلوق میں بھی ایسے بہترین اخلاق کے ساتھ موصوف لوگ موجود ہیں جو ہر قیمت پر عہد کی وفاداری کرتے ہیں یہاں تک کہ اگر جان قربان کرنی پڑے تو اس کا ہدیہ بھی پیش کرنے سے ہچکچاتے نہیں ہیں انہیں اللہ پاک خوشخبری عطا کر رہے ہیں کہ تم نے اپنی جان و مال کا جو سودا کیا ہے اس کی عظمت کی انتہا نہیں اس سے بڑی کامیابی اور کیا ہو سکتی ہے؟ عربی کا ایک شاعر جان کی قربانی پر کتنے بہترین جذبات کا اظہار کرتا ہے ؎

اَلْجُوْدُ بِالْمَاءِ جُوْدٌ فِيْهِ مَكْرَمَةٌ وَالْجُوْدُ بِالنَّفْسِ اَقْصٰى غَايَةِ الْجُوْدِ

''کسی ذی روح پیاسے کو پانی پلانا کرامت کا پیش خیمہ ہے جب کہ جان کی قربانی تو سخاوت کی آخری منزل ہے''

اور جنت میں داخلہ ہو جانا یقیناً بہت بڑی کامیابی ہے، مزید برآں وہاں ہمیشہ ہمیشہ رہنا عظیم سعادت ہے اصمعی ادیب نے امام جعفر صادق کی خدمت میں تین اشعار پیش کئے جن کا قارئین کرام کی خدمت میں اردو ترجمہ پیش کر رہا ہوں ''میں اپنی عمدہ جان کا اس کے پروردگار سے سودا کر رہا ہوں جبکہ تمام کائنات میں اس کی قیمت موجود نہیں ہے اس کے عوض جنتوں کو خرید کیا جا رہا ہے لیکن اگر میں اس کے علاوہ کسی بھی چیز کے بدلے میں اسے فروخت کروں تو یہ سودا خسارے کا ہے اگر میری جان دنیا کے بدلے میں چلی جائے تو پھر کتنا افسوسناک منظر ہے کہ میرا نفس بھی نہ رہا یعنی قیمت محروم ہوگئی تو جنت کیسے مل سکتی ہے؟''

اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ: ان ایمان داروں کے اوصاف ذکر ہو رہے ہیں کہ اللہ پاک نے جن کے جان و مال کو خرید کیا ہے وہ مکمل طور پر تمام گناہوں سے صدق دل کیساتھ تائب ہو جاتے ہیں بے حیائی کے کاموں سے کنارہ کش رہتے ہیں اپنے پروردگار کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبادت میں مصروف رہتے ہیں اور عبادت پر مداومت اختیار کرتے ہیں، خوشی غمی میں اللہ پاک کی حمد و ثنا میں رطب اللسان رہتے ہیں، عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کا جب کسی خوشی کیساتھ سابقہ ہوتا تو آپکی زبان پر یہ کلمات ہوتے تھے ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی بِنِعْمَتِهِ تَتِمُّ الصَّالِحَاتِ)) اس اللہ کیلئے تمام تعریف کے کلمات لائق ہیں جس کے احسان کے سبب تمام اچھے کام تکمیل پذیر ہوتے ہیں اور جب کسی ناپسندیدہ کام سے آپ کا واسطہ پڑتا تو آپ کی زبان پر یہ کلمات ہوتے تھے ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ)) ہر حال میں تمام حمد و ثنا کے کلمات اللہ کی ذات کیلئے سزاوار ہیں۔ (ابی داؤد کتاب الادب باب ۱۲)

السَّآئِحُوْنَ: وہ لوگ جو زمین میں منفعت بخش علم کے حصول کیلئے سفر کرتے ہیں یا امتوں کے حالات معلوم کرنے کیلئے سفر کرتے ہیں تاکہ امتوں کے حالات ان کیلئے باعث عبرت ہوں جب کہ سیاحت سے مقصود روزے رکھنا بھی ہے ظاہر ہے کہ روزہ بھی انسان کو لذات سے کنارے میں رکھتا ہے بلکہ ایک حدیث میں وارد ہے کہ میری امت کی سیاحت جہاد ہے۔ (ابی داؤد کتاب الجھاد باب ٦)

الرّٰکِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ: فرض نمازیں ادا کرتے ہیں خصوصیت کے ساتھ رکوع سجود کا اس لئے ذکر ہے کہ ان دونوں میں تذلل اور خشوع کارفرما ہے۔

الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ: ایمان اور اعمال صالحہ کی جانب دعوت دیتے ہیں اور شرک، بدعات اور برے کاموں سے روکتے ہیں، شریعت کے احکام کی محافظت کرتے ہیں۔

وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ: اے اللہ کے پیغمبر (ﷺ)! آپ ایمان والوں کو ان صفات کے ساتھ موصوف ہونے کے بعد خوش خبری پہنچائیں کہ ان کا دامن دنیوی اخروی سعادتوں سے مالا مال ہوگیا، البتہ جس چیز کی خوشخبری دی گئی ہے اس کا ذکر نہیں ہے اس حقیقت کی جانب اشارہ ہے کہ جس چیز کی خوشخبری دی گئی ہے اس کا حصر کرنا ممکن نہیں وہ ایسی نعمتیں ہیں جن کو کسی آنکھ نے دیکھا نہیں کسی کان نے سنا نہیں کسی انسان کے دل میں اس کا خیال تک نہیں آیا۔

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۱۱۳﴾ وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ ۭ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۱۴﴾ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًۢا بَعْدَ اِذْ هَدٰىهُمْ حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَّا يَتَّقُوْنَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۭ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۱۱۶﴾

ترجمہ: کسی پیغمبر اور ایمان والوں کے لئے جائز نہیں کہ وہ شرک کرنے والوں کے لئے بخشش طلب کریں اگرچہ وہ ان کے قرابت دار ہی کیوں نہ ہوں اس کے بعد کہ ان کے سامنے ظاہر ہو چکا ہے کہ وہ دوزخی ہیں (۱۱۳) اور ابراہیم کا اپنے باپ کے لئے بخشش کی دعا کرنا محض اس وعدہ کی بنا پر تھا جو اس نے اس سے وعدہ کیا تھا لیکن جب ابراہیم کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سامنے یہ بات روشن ہوگئی کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو اس نے اس سے برأت کا اظہار کیا بلاشبہ ابراہیم دردمند بردبار تھا(۱۱۴) اور اللہ کی شان کے لائق نہیں ہے کہ کسی قوم کو گمراہ کرے بعد اس کے کہ اللہ نے ان کو ہدایت سے نوازا یہاں تک کہ ان کے سامنے واضح کرے جن سے انہوں نے بچاؤ اختیار کرنا ہے بلاشبہ اللہ کو ہر چیز کا علم ہے(۱۱۵) بلاشبہ آسمانوں، زمین کی بادشاہت اللہ کے لئے ہے وہ زندگی عطا کرتا ہے اور فوت کرتا ہے اور تمہارے لئے اللہ کے علاوہ نہ کوئی دوست اور نہ کوئی مددگار ہے(۱۱۶)

لغوی تحقیق:اَوَّاهٌ مادہ (اوہ) ہے ہر وہ کلمہ جس سے حزن وغم کا اظہار ہوتا ہو، اَوَّاهٌ نرم دل کثیر الحزن،فقیہ مرد مومن نیکی اور خیر کی طرف دعوت دینے والا یا تسبیح کرنیوالا، ابن فارس نے کہا ہے کہ اس سے مراد ایسا شخص جو خشیت الٰہی اور قرب حق کی نعمتوں سے بہرہ ور ہونے کی وجہ سے اکثر دعا و مناجات میں مشغول رہے، قرآن حکیم میں ہے ﴿اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ﴾ (هود:۷۵) ''بیشک ابراہیم بڑے تحمل والے نرم دل اور اللہ کی طرف رجوع کرنے والے تھے'' تَاَوَّهُ نرم دلی کا اظہار کرنا اور خشیت الٰہی سے معمور ہو کر مشغول بدعا ہونا، اٰهِ تکلیف کے اظہار کے وقت بولا جاتا ہے اور خوشی کے اظہار کیلئے وَاهِ کہا جاتا ہے۔(لسان القرآن ص ۱۳۶)

تناسب: سورۃ توبہ کے آغاز سے لے کر یہاں تک کفار اور منافقین سے برأت کا اظہار کیا گیا تھا، اب اس آیت میں واضح کیا جا رہا ہے کہ کفار اور منافقین جو فوت ہو چکے ہیں ان سے بھی برأت کا اظہار کیا جائے اگرچہ وہ کتنے ہی قریبی تعلق دار کیوں نہیں تھے، جیسا کہ ماں باپ ہیں اس کے بعد وضاحت کی گئی ہے جب یہ سوال مترشح ہوا کہ پھر ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد کیلئے کیوں مغفرت کی دعا کی؟ اس کا جواب دیا گیا ہے کہ انہوں نے اپنے باپ کیلئے استغفار کا وعدہ کیا تھا اس وعدہ کو پورا کرنے کیلئے دعا کی گئی ہے۔

شان نزول: بخاری، مسلم و دیگر کتب حدیث میں وارد ہے کہ جب ابوطالب پر وفات کا لمحہ آن پہنچا تو رسول اکرم ﷺ ابوطالب کے ہاں گئے اس وقت وہاں ابوجہل اور عبداللہ بن ابوامیہ بھی بیٹھا تھا، رسول اکرم ﷺ نے ابوطالب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے چچا! آپ (لا الہ الا اللہ) کہیں میں اللہ کے ہاں تیرے بارے میں گواہی دوں گا اس پر ابوجہل بول اٹھا اے ابوطالب! تعجب ہے آپ عبدالمطلب کے دین سے اعراض کرتے ہیں۔

چنانچہ رسول اکرم ﷺ برابر اپنی بات دہراتے رہے لیکن ابوطالب کی زبان پر زندگی کے آخری لمحہ میں کلمہ تھا کہ میں عبدالمطلب کے دین پر فوت ہو رہا ہوں، اس نے (لا الہ الا اللہ) کہنے سے انکار کیا، اسکے باوجود رسول اکرم ﷺ نے اس خواہش کا اظہار کیا خبردار! اللہ کی قسم! میں تیرے لئے مغفرت کی دعا کرتا رہوں گا جب تک کہ مجھے اس سے روکا نہ گیا، بعد ازاں یہ آیت نازل ہوئی:﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْآ اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ﴾ نیز یہ آیت نازل ہوئی ﴿اِنَّكَ لَا تَهْدِىْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ﴾ (بخاری ح ۱۳۶۰، مسلم کتاب الایمان باب ۷، نسائی کتاب الجنائز باب ۳۰۲، المراغی ۱۷۸/۴)

ذہن نشین فرمائیں کہ ذکر شدہ آیت میں اس حقیقت کی جانب اشارہ ملتا ہے کہ جو شخص کفر پر فوت ہوا اس کے لئے مغفرت کی دعا کرنا جائز نہیں اور اس کے بارے میں مغفور مرحوم کا لفظ نہ کہا جائے، چنانچہ مسلم اور دیگر کتب حدیث میں اس مفہوم کی حدیث وارد ہے کہ رسول اکرم ﷺ اپنی والدہ کی قبر پر حاضر ہوئے تو والدہ کا تصور کرنے سے آپ کی آنکھیں اشک بار ہوگئیں بلکہ آپ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے رفقاء کی آنکھیں بھی فرطِ غم سے ڈبڈبا آئیں لیکن اس دوران آپ نے وضاحت کی کہ میں نے اپنے پروردگار سے اجازت طلب کی کہ میں اپنی والدہ کیلئے مغفرت کی دعا کروں لیکن مجھے اجازت نہ ملی پھر میں نے اجازت طلب کی کہ مجھے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کرنے کی اجازت مل جائے چنانچہ مجھے اجازت عطا کی گئی پس آپ لوگ بھی قبروں کی زیارت کیلئے قبرستان کی جانب آنا جانا جاری رکھو اس لئے کہ وہاں جانے سے موت کا تصور دلوں میں اجاگر رہتا ہے۔(ابی داوٗد ۲/ ۶۲۳،ابن ماجہ ۱/ ۲۶۲،مشکوٰۃ البانی ۱/ ۵۵۲)

تشریح: پیغمبر اور ایمان والوں کیلئے ہرگز جائز نہیں کہ وہ شرک کرنے والوں کے بارے میں مغفرت کی دعا کریں اگرچہ وہ ان کے کتنے ہی قرابت دار کیوں نہ ہوں، ظاہر ہے کہ قرابت داری کے سبب شفقت کا داعیہ ابھرتا ہے لیکن ان کیلئے مغفرت کرنا ممنوع ہے جب کہ ان کے بارے میں یہ حقیقت واضح ہو چکی ہو کہ وہ لوگ کفر پر فوت ہوئے اگرچہ ان کیساتھ قرابت داری کے لحاظ سے کتنا ہی گہرا رابطہ کیوں نہ ہو جبکہ ان کے بارے میں وضاحت موجود ہے کہ وہ دوزخی ہیں، یہاں ایک سوال مترشح ہوتا ہے کہ اگر ان کے لئے استغفار جائز نہیں تو پھر ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد کیلئے مغفرت کی دعا کیوں کی؟ اس کا جواب دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِيَّاهُ: دراصل ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد کے لئے مغفرت کی دعا کرنے کا وعدہ کیا تھا ارشادِ ربانی ملاحظہ فرمائیں ﴿سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّيْ﴾ (مریم:۴۷)"میں تیرے لئے مغفرت کی دعا کرتا رہوں گا" اگرچہ تجھے ہدایت عطا کرنا اور نجات دینا میرے بس سے باہر ہے البتہ دعا کروں گا چنانچہ ابراہیم علیہ السلام نے اس وعدہ کا ایفاء کرتے ہوئے اپنے والد کے لئے مغفرت کی دعا کی، اسی لئے اللہ پاک نے ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں فرمایا ﴿وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰٓي﴾ (النجم:۳۷)"اور ابراہیم جس نے وعدہ پورا کیا"

فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ: ابراہیم علیہ السلام اپنے والد کیلئے مغفرت کی دعا کرتے رہے یہاں تک کہ انکے والد فوت ہو گئے اس کے فوت ہونے کے بعد جب انہیں معلوم ہوا کہ وہ تو اللہ پاک کا دشمن ہے تو پھر انہوں نے اپنے والد سے برأت کا اظہار کیا۔

اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ: ابراہیم علیہ السلام کے دل میں واقعتاً مبالغہ کی حد تک اللہ پاک کا خوف موجزن تھا اور اللہ پاک کی ذات کے سامنے ان کا خود کو اللہ کی ذات کے لئے تذلل وابتہال کی کیفیت میں رکھنا اور تکالیف شاقہ پر صبر کرنا اور جہلاء کی لغزشوں سے عفو ودرگزر کرنا ان کا معمول تھا۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًۢا بَعْدَ اِذْ هَدٰىهُمْ: اللہ تعالیٰ کا اس کی مخلوق کے بارے میں ہرگز یہ انداز نہیں ہے نہ اس کی رحمت اور حکمت کا یہ تقاضا ہے کہ وہ کسی قوم کو گمراہ قرار دے اور ان پر عذاب کے احکام کا نفاذ کرے جب کہ اللہ پاک نے انہیں ایمان کی جانب ہدایت کی راہ پر گامزن کیا اور ان کے دلوں کو اسلام کی دولت کے لئے مستقر بنایا۔

حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَّا يَتَّقُوْنَ: جب تک کہ صراحتاً وحی کیساتھ یا اشارۃً انہیں آگاہ نہ کرے بلاشبہ اللہ تعالیٰ کو تمام چیزوں کا علم ہے ان میں یہ حقیقت بھی داخل ہے کہ کن حقائق کو واضح کرنا لوگوں کیلئے ضروری ہے تاکہ وہ گمراہ ہونے سے محفوظ رہیں یہی وجہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام سے مؤاخذہ نہ کیا گیا جب انہوں نے اپنے والد کیلئے مغفرت کی دعا کی اسلئے انہیں اپنے والد کی کیفیت کے بارے میں کچھ علم نہ تھا۔

اِنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ: بلاشبہ آسمانوں، زمین کی بادشاہت اور قبضہ اور جو کچھ ان میں ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت اور ملک میں ہے اس اکیلے کا وصف ہے کہ وہ زندگی عطا کرتا ہے وہی موت سے ہمکنار کرتا ہے اور تمہارا اللہ کی ذات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے علاوہ کوئی مددگار نہیں جہاں تم پناہ حاصل کرسکو پس اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ بھی سے برأت کا اظہار کیا جائے اللہ کی ذات ہی ملجاوماویٰ ہے اس کے سوا سے کنارہ کش رہا جائے۔

لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْۢ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۷﴾ وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ؕ حَتّٰۤى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْۤا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّاۤ اِلَيْهِ ؕ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۱۸﴾ع يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۱۹﴾

ترجمہ: بیشک اللہ پاک پیغمبر، مہاجرین اور انصار پر (رحمت کیساتھ) متوجہ ہوا جنہوں نے تنگ دستی کے وقت پیغمبر کی پیروی کی بعد اسکے کہ قریب تھا کہ ان میں سے ایک گروہ کے دل میں کجی نمودار ہوتی پھر اللہ ان پر رحمت کیساتھ متوجہ ہوا، بلاشبہ اللہ ان پر شفقت فرمانے والا مہربان ہے (۱۱۷) اور ان تین اشخاص پر جن کا معاملہ موقوف رکھا گیا تھا یہاں تک کہ جب زمین باوجود فراخ ہونے کے ان پر تنگ ہوگئی اور انکی جانیں بھی ان پر تنگ ہوگئیں اور انہیں معلوم ہوگیا کہ اللہ سے پناہ نہیں ہے مگر اللہ ہی کی جانب ہے پھر اللہ ان پر رحمت کیساتھ لوٹا تاکہ وہ لوٹیں بیشک اللہ توبہ قبول کرنیوالا مہربان ہے (۱۱۸) اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچائی اختیار کرنے والوں کیساتھ شامل ہوجاؤ (۱۱۹)

تناسب: قبل ازیں اللہ پاک نے ان لوگوں کے حالات کا تفصیلاً ذکر کیا ہے جو غزوۂ تبوک میں شریک نہ ہوسکے اب ان لوگوں کے بارے میں وضاحت ہورہی ہے جنہوں نے توبہ کی، ترتیب کا یہ انداز مؤثر ہوتا ہے مزید برآں مطالعہ کرنے والا شخص نہ صرف یہ کہ متاثر ہوتا ہے بلکہ تھکاوٹ بھی محسوس نہیں کرتا ہے پھر ماقبل کے ساتھ بھی مناسبت ہے جس میں مشرکین کے لئے مغفرت طلب کرنے سے روکا گیا ہے بہر حال پہلے بھی توبہ کا ذکر ہے اور ان آیات میں بھی توبہ کا بیان ہے۔

تشریح: کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں کسی بھی جنگ سے پیچھے نہیں رہا جو آپ ﷺ کی زندگی میں وقوع پذیر ہوئیں البتہ جنگ تبوک میں شریک نہ ہوسکا ہاں جنگ بدر میں بھی شریک نہ ہوسکا تھا لیکن نبی ﷺ نے کسی بھی صحابی کو معتوب قرار نہیں دیا جو جنگ بدر میں شریک نہ ہوسکا تھا اس لئے کہ آپ تو تجارتی قافلہ سے مڈبھیڑ ہونا چاہتے تھے دوسری جانب سے قریش مکہ تجارتی قافلہ کے تحفظ کے لئے نکل پڑے، دونوں گروہوں کی ملاقات اچانک ہوئی کوئی وقت مقرر نہ تھا جیسا کہ قرآن پاک میں بھی اس کی وضاحت ہے اور مجھے اپنی زندگی کی قسم! کہ لوگوں میں جس غزوہ کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل تھی وہ غزوۂ بدر تھا لیکن مجھے پسند نہ تھا کہ میں جنگ بدر میں حاضر نہ ہوتا اور گھاٹی کی رات جب ہم نے نبی ﷺ کے ہاتھ پر پختہ بیعت کی تھی اس میں حاضر نہ ہوتا اس کے بعد میں کسی بھی غزوہ میں پیچھے نہ رہا یہاں تک کہ غزوۂ تبوک میں شریک نہ ہوسکا آپ ﷺ کی زندگی میں یہ آخری غزوہ تھا غزوۂ تبوک کے لئے آپ نے عام کوچ کرنے کا اعلان فرمایا (حدیث طویل ہے) چنانچہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ مسجد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبوی میں تشریف فرما تھے آپ کے اردگرد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم موجود تھے آپ کا رخ انور چاند کی مانند چمک رہا تھا آپ کو جب بھی کسی خوش کن واقعہ سے مطلع کیا جاتا تو آپ کے چہرے پر مسکراہٹ پھیلی ہوئی نظر آتی تھی چنانچہ میں بھی آپ کی خدمت میں دوزانو ہو کر بیٹھ گیا آپ نے فرمایا، اے کعب بن مالک! تجھے خوش خبری دے رہا ہوں آج کا دن آپ کی ماضی کی زندگی کے دنوں سے نہایت بہتر ہے میں نے سوال اٹھایا خوشخبری اللہ کی جانب سے ہے یا آپ کی جانب سے ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی جانب سے ہے، بعدازاں آپ نے آیت مبارکہ تلاوت فرمائی جس کی تشریح کی جارہی ہے کعب بن مالک نے مزید وضاحت کی کہ آیت مبارکہ ﴿اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ﴾ ''اللہ سے ڈرو! اور سچے لوگوں کا ساتھ دو'' بھی ہمارے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

(صحیح بخاری ح ۴۴۱۸، صحیح مسلم کتاب التوبۃ باب ۹، صحیح ترمذی ۳/ ۳، مسند احمد ۳/ ۴۰۶، صحیح ابی داؤد ۲/ ۵۴۴، جامع البیان ۷/ ۸۴)

مولانا ابوالکلام آزاد (رحمہ اللہ) نے رسول رحمت کے ص نمبر ۵۲۱ میں کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے واقعہ کو تفصیل کے ساتھ تحریر کیا ہے پھر ان کا انداز بیان نہایت انوکھا اور روح پرور ہے۔

چہ مبارک سحرے بود وچہ فرخندہ شبے — آں شب قدر کہ این تازہ براتم دادند

ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول: وہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقین کو گھروں میں بیٹھنے کی اجازت دی تھی جب کہ انہیں اجازت نہیں دینی چاہیے تھی چنانچہ ارشاد ربانی ﴿عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ﴾ (التوبہ:۴۳) ''اللہ آپ کو معاف کرے آپ نے انہیں کیوں اجازت دی؟'' اس پر دلالت کر رہا ہے اور صحابہ کرام کی کوتاہی یہ تھی کہ ان کا میلان اس جانب تھا کہ وہ گھروں میں آرام کریں شدت کی گرمی سے تحفظ حاصل کرنے کی جانب جھکاؤ رکھتے تھے۔

اَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو آپ کی معیت میں تھے ان پر اس جنگ میں شمولیت نہایت شاق گزر رہی تھی، سواریوں کی کمی تھی، زادراہ بھی ضرورت سے کم تھا، مزید برآں پانی کی کمیابی نے بالخصوص انہیں سخت پریشانی میں مبتلا کر رکھا تھا بلکہ دوران سفر ایک اونٹ پر باری باری سوار ہوتے تھے وگرنہ پیدل سفر کر رہے تھے جب کہ ان کی خوراک ردی قسم کی کھجوریں اور ایسے جَو جن کی حالت تبدیل ہو چکی تھی اور گھی کی بجائے بدبودار چربی استعمال میں تھی، ان کی کیفیت کو بیان کرتے ہوئے اس حقیقت کو اجاگر کیا گیا ہے کہ ان کی خوراک اکثر و بیشتر کھجور تھی اور کھجور کو چاٹ کر بھوک کو کم کرتے، باری باری اس صورت حال سے نبرد آزما تھے اور چاٹنے کے بعد پانی کا گھونٹ گلے سے گزارتے تھے جب آخری شخص کے پاس کھجور پہنچتی تو گٹھلی ہوتی، اس کیفیت کے ساتھ صدق دلی اور یقین کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے انہوں نے سفر کو جاری رکھا اس لئے اللہ پاک نے اس کیفیت کو شدید تنگی کا وقت قرار دیا ہے، اس کیفیت سے پریشان ہو کر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کی خدمت میں عرض کیا آپ ہمارے لئے دعا فرمائیں آپ نے ہاتھ اٹھائے دعا کی ابھی آپ نے ہاتھ اٹھائے ہوئے تھے کہ آسمان پر بادل چھا گئے خوب بارش ہوئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بارش کے پانی سے اپنے برتن بھر لئے، بعدازاں ہم نے دیکھا کہ بارش صرف لشکر کے پڑاؤ کے بقدر مقام تک برسی آگے بارش کا نام و نشان تک نہ تھا، دوران سفر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھوک کا احساس کیا آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اگر آپ ہمیں اجازت دیں تو ہم آب پاشی والے اونٹوں کو ذبح کرتے ہیں ہم گوشت تناول کر کے تازہ دم ہو جائیں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت عطا کی لیکن عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا اگر اونٹ اسی طرح ذبح ہوتے رہے تو سواری کی کمی کا خطرہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے، البتہ آپ رفقاء سفر کو حکم دیں کہ وہ اپنے زادراہ کو اکٹھا کریں آپ وہاں برکت کی دعا فرمائیں، اغلب خیال یہ ہے کہ دعا سے برکت ہوگی آپ نے اس رائے سے اتفاق کیا چنانچہ چمڑے کی چٹائی بچھائی گئی بعدازاں آپ نے کھانے کے سامان کو اس پر لانے کا حکم دیا چنانچہ ایک شخص مٹھی بھر چنے، دوسرا مٹھی بھر کھجور، تیسرا روٹی کا ٹکڑا لایا اس طرح دسترخوان پر معمولی سا خوردونوش کا سامان نظر آنے لگا، ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے اندازہ لگایا تو وہ بکری کے بیٹھنے کی جگہ سے زیادہ جگہ نہ تھی، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس پر برکت کی دعا کی، پھر آپ نے حکم دیا اس سے اپنے برتنوں کو بھرنا شروع کرو، چنانچہ تعمیل حکم کرتے ہوئے صحابہ کرام نے خوراک سے اپنے برتن بھر لئے لشکر کے سبھی افراد نے اسے تناول کیا یہاں تک کہ وہ سیر ہو گئے بلکہ کچھ بچ بھی رہا، اس پر نبی ﷺ نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا پیغمبر ہوں ان دونوں گواہیوں کیساتھ جو شخص بھی اللہ سے ملاقات کریگا لیکن اسے ہرگز شک وشبہ نہ ہو تو اسے جنت میں داخل ہونے سے روکا نہیں جائیگا۔ (تفسیر المراغی ۱۸۲/۴، تفسیر ابن کثیر ۶۱۵/۲)

ذہن نشین کریں کہ غزوۂ تبوک میں لشکر کی تعداد تیس ہزار سے زائد تھی جب کہ غزوۂ بدر میں تین سو تیرہ، غزوۂ احد میں سات سو، غزوۂ خیبر میں ایک ہزار پانچ سو، فتح مکہ میں دس ہزار اور غزوۂ حنین میں بارہ ہزار تھی۔

مِنْ م بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ: اس کے بعد کہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دل قریب تھے کہ وہ حق وصداقت قبول کرنے سے انکار کردیں اس لئے کہ انہیں شدید قسم کی تکالیف کا سامنا کرنا پڑا لیکن اللہ پاک نے انہیں ثابت قدمی کی توفیق سے نوازا اور ندامت کے سبب ان کی توبہ قبول کی بلاشبہ اللہ پاک ایمانداروں پر شفقت کرنے والا مہربان ہے۔ (قرطبی ۲۷۸/۸)

وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا: اللہ تعالیٰ نے ان تین افراد کی توبہ کو قبول فرمایا جو غزوۂ تبوک میں شریک نہ ہو سکے ان کا معاملہ مؤخر کیا گیا تھا وہ تعداد میں تین افراد تھے کعب بن مالک، ھلال بن امیہ اور مرارۃ بن ربیع، جب ان کی توبہ کا معاملہ مؤخر کر دیا گیا تو انہوں نے زبردست تنگی محسوس کی زمین اگرچہ کس قدر فراخ تھی لیکن ان پر انجام کے خوف کے سبب تنگ ہوگئی انہیں بائیکاٹ میں گھبراہٹ لاحق ہوئی، نہ اللہ کے پیغمبر ان سے ہم کلام ہورہے ہیں، نہ صحابہ کرام ان کی جانب دھیان کرتے ہیں اس وجہ سے ان کا قرار چھن گیا گھبراہٹ کے عالم میں ان کی پریشانی میں برابر اضافہ ہوتا رہا ان کے دل تنگ ہوگئے حزن وملال ان کے دلوں پر چھا گیا مسرت وشادمانی کا تصور بھی ان کے دماغ کی پلیٹ سے کافور ہوگیا، امن واطمینان کی دولت سے محروم ہوگئے۔

وَظَنُّوْٓا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّآ اِلَيْهِ: انہوں نے شدت کے ساتھ محسوس کیا کہ اللہ اور اس کے پیغمبر کی ناراضگی سے اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں کہ اللہ کی بارگاہ میں ہی نہایت تواضع اور انکساری کے عالم میں حاضر ہوکر توبہ کی جائے، مغفرت کی بھیک طلب کی جائے، کثرت کے ساتھ طلب مغفرت کی جائے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کو طلب کیا جائے بالآخر اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ کو قبول کیا بلاشبہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کی توبہ کو قبولیت سے نوازتا ہے مقام احسان پر فائز ہونے والوں کے لئے اس کی رحمت بہت وسیع ہے ؎

گدایاں را ازیں معنی خبر نیست   کہ سلطان جہاں باما است امروز

کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب رسول اکرم ﷺ غزوۂ تبوک سے واپس لوٹے تو میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ پر سلام مسنون عرض کیا، آپ ﷺ نے سلام کا جواب ناراضگی کی کیفیت میں دیا آپ کی خدمت میں حاضر ہونے سے پہلے آپ نے میرا ذکر کیا اور یہ جملہ آپ کی زبان پر تھا کاش مجھے معلوم ہو جائے کہ کعب کس وجہ سے غزوۂ تبوک میں حاضر نہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوسکا آپ کے اس جملہ پر آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا، غزوۂ تبوک میں حاضر ہونے سے اس کو اس کی دوخوبصورت چادروں نے روکا ہے، مزید برآں وہ مسرت کے عالم میں اپنے دونوں کندھوں کی جانب دیکھا کرتا تھا، آپ نے جب یہ سنا تو اللہ تعالیٰ سے پناہ طلب کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کعب کے بارے میں مجھے اس کے اسلام اور اس کے فضائل کا اعتراف ہے اس کیساتھ ساتھ آپ نے ہم تینوں کے بائیکاٹ کا حکم دیا، بائیکاٹ کے بعد ہماری کیفیت ناگفتہ بہ تھی، قریبی اور دور والے سبھی نے ہم سے گفتگو کا مقاطعہ کردیا، اسی کیفیت میں چالیس راتیں بیت گئیں بعد ازاں ہمارے بارے میں حکم دیا گیا کہ ہم اپنی بیویوں سے بھی الگ ہوجائیں جب پچاس راتیں بیت گئیں تو سلع پہاڑ کی چوٹی سے میرے کان اس آواز سے ہمکنار ہوئے کہ اے کعب! آپ خوش ہوجائیں چنانچہ اس بشارت کے سننے کے بعد میں نے زمین پر اپنا سر رکھ دیا، میری کیفیت بائیکاٹ کے دور میں بالکل اس طرح تھی جس کی عکاسی قرآن پاک میں کی گئی ہے کہ باوجود زمین کے فراخ ہونے کے مجھ پر تنگ ہوگئی پھر میں نے اپنا دوسرا لباس زیب تن کیا آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کیلئے نکل پڑا آپ مسجد میں تشریف فرما تھے آپ کے اردگرد صحابہ کرام حاضر تھے چنانچہ اس دوران طلحہ بن عبداللہ میری جانب آنے کیلئے کھڑا ہوا اس نے دوڑتے ہوئے میرے ساتھ مصافحہ کیا اور مجھے توبہ کی قبولیت پر مبارک باد پیش کی مجھے طلحہ کا خوشیوں سے بھرپور انداز کبھی بھولتا نہیں ہے اس دوران اللہ پاک کے پیغمبر ﷺ نے فرمایا جبکہ آپ ﷺ کا چہرہ مسرت کے عالم میں چاند کی طرح روشن اور چمکدار تھا اے کعب! آج کا دن آپ کیلئے پہلی پوری زندگی سے بہتر ہے جب سے آپ کو آپ کی والدہ نے جنم دیا ہے، بعد ازاں آپ ﷺ نے آیت مبارکہ تلاوت کی، ذہن نشین کریں کہ اس واقعہ میں سبھی ایمانداروں کیلئے عبرت کا سامان ہے اس واقعہ سے دلوں میں اللہ کا خوف جلوہ افروز ہوتا ہے آنکھیں اشکبار ہوجاتی ہیں چنانچہ امام احمد بن حنبلؒ قرآن پاک کی اس آیت کی تلاوت پر جس قدر اشکبار ہوتے تھے کسی دوسری آیت پر نہیں ہوتے تھے۔ (تفسیر المراغی ۱۸۳/۴)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ: اے لوگو! جو اللہ اور اس کے پیغمبر پر ایمان لائے ہو تم اللہ تعالیٰ کی ذات سے خوف زدہ رہو اور فرائض کی ادائیگی اور منہیات سے بچاؤ کا اہتمام کرتے رہو، دنیوی زندگی میں اللہ تعالیٰ کی دوستی کا دم بھرتے رہو اور فرمانبرداری کرتے رہو اس کے نتیجہ میں تم آخرت میں نیکوکار لوگوں کی معیت میں جنت میں شادکام رہو گے لیکن ہرگز منافقین کا ساتھ نہیں دینا ہوگا جو کذب بیانی سے کام لیتے ہوئے اپنے گناہوں پر پردہ پوشی کرتے ہیں بلکہ جھوٹی قسمیں اٹھا کر جھوٹ کو سچ بنا دیتے ہیں، ارشاد نبوی ہے، سچ انسان کو نیکی کی جانب چلاتا ہے اور نیکی انسان کو جنت کی جانب پہنچاتی ہے جبکہ جھوٹ انسان کو فسق وفجور کی جانب دھکیلتا ہے اور فسق وفجور دوزخ میں گراتا ہے کچھ شبہ نہیں کہ انسان سچ بولنے کا عادی ہوجاتا ہے تو اس کا نام صدیقین کی فہرست میں شامل کردیا جاتا ہے لیکن جھوٹ کہنے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جھوٹ کے سبب اس کا نام جھوٹ بولنے والوں کی فہرست میں شامل کردیا جاتا ہے۔

(صحیح بخاری ح ۶۰۹۴، صحیح ابی داؤد ۹۴۲/۳، صحیح ترمذی ۱۸۸/۲، المراغی ۱۸۵/۴)

ذہن نشین کریں ضرورت کے پیش نظر جھوٹ کہنا شرعاً صحیح ہے جیسا کہ میدان جہاد میں دشمن کے سامنے اس کو دھوکہ دینے کے سبب جھوٹ بولنا ہے یا دو مسلمانوں کے درمیان مصالحت کرانے کیلئے جھوٹ بولنا یا خاوند جب اپنی بیوی کی ناراضگی کو کالعدم قرار دینے کیلئے کذب بیانی کا سہارا لیتا ہے، یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ کنایات اشارات میں صاحب عقل وفراست شخص واقعتاً جھوٹ کہنے سے دور رہتا ہے حدیث میں وارد ہے کہ بلاشبہ تعریضات، کنایات کا کذب بیانی سے ہرگز کچھ واسطہ نہیں۔

(مسند احمد ۴۵۴/۶، تفسیر المراغی ۱۸۵/۴، مشکوٰۃ البانی ۱۴۰۰/۳، صحیح ترمذی ۱۸۳/۲)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَا كَانَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ وَلَا يَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ نَّفْسِهٖ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ لَا يُصِيْبُهُمْ ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا مَخْمَصَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَطَـُٔـوْنَ مَوْطِئًا يَّغِيْظُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿١٢٠﴾ وَلَا يُنْفِقُوْنَ نَفَقَةً صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً وَّلَا يَقْطَعُوْنَ وَادِيًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٢١﴾

ترجمہ: مدینہ منورہ کے باسیوں اور ان کے اردگرد جنگل کے باسیوں کے لئے یہ مناسب نہ تھا کہ وہ اللہ کے پیغمبر[کی رفاقت] سے پیچھے رہتے اور نہ وہ اللہ کے پیغمبر کی ذات سے روگردانی کرتے ہوئے اپنی حفاظت میں دلچسپی لیتے اس کا سبب یہ ہے کہ انہیں پیاس، تھکاوٹ اور بھوک اللہ کی راہ میں نہیں پہنچتی ہے اور وہ ایسے مقام کا سفر نہیں کرتے ہیں جس سے کفار کو ناراضگی ہوتی ہے اور وہ دشمن سے کسی چیز کو حاصل نہیں کرتے ہیں مگر ان کے لئے اس کے سبب صالح عمل لکھ دیا جاتا ہے، بلاشبہ اللہ نیک کام کرنے والوں کے اجر وثواب کو ضائع نہیں کرتا ہے (١٢٠) اور وہ نہیں خرچ کرتے ہیں خرچ کرنا تھوڑا نہ زیادہ اور وہ کسی وادی کو طے نہیں کرتے ہیں مگر ان کا عمل صالح تحریر ہوجاتا ہے تاکہ اللہ ان کو بہت اچھا بدلہ عطا کرے جو وہ عمل کرتے رہے (١٢١)

لغوی تحقیق: وادیا اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں پانی بہتا ہو، اسی سے دو پہاڑوں کے درمیان کشادہ زمین کو بھی وادی کہا جاتا ہے، قرآن پاک میں ہے ﴿اِنَّکَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًی﴾ (طٰہٰ:١٢) ''تم یہاں پاک میدان یعنی طویٰ میں ہو'' اس کی جمع اَوْدِیَةٌ ہے جیسے نَادٍ کی اَنْدِیَةٌ، قرآن پاک میں ہے ﴿فَسَالَتْ اَوْدِیَةٌ م بِقَدَرِهَا﴾ (الرعد:١٧) ''پھر اس سے اپنے اپنے اندازے کے مطابق نالے بہہ نکلے'' اور استعارہ کے طور پر مذہب، طریقہ اور اسلوب بیان کو وادی کہا جاتا ہے، چنانچہ محاورہ ہے فُلَانٌ فِیْ وَادٍ غَیْرِ وَادِیْکَ کہ فلاں کا مسلک تجھ سے جداگانہ ہے اور قرآن نے شعراء کی مذمت کرتے ہوئے ان کے متعلق کہا ہے ﴿اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِیْ کُلِّ وَادٍ یَّهِیْمُوْنَ﴾ (الشعراء:٢٢٥) ''کیا تو نے دیکھا کہ وہ ہر وادی میں مارے مارے پھرتے ہیں؟'' تو یہاں فی کل واد سے مختلف اسالیب سخن مراد ہیں جیسے مدح، ہجو، جدل، غزل وغیرہ اور کنایہ کے طور پر مرد کی اس رطوبت کو ودی کہا جاتا ہے جو عورت سے لذت اندوزی کے وقت یا پیشاب کے بعد خارج ہوتی ہے اور مذی اور منی کی طرح ودی نزکا (ودی) رطوبت خارج کرنے کے ہیں، اَلْوَدِیُّ چھوٹے پودے کو کہتے ہیں کیوں کہ وہ بھی پانی کی طرح طول میں بڑھتا چلا جاتا ہے، اَوْدَاہ کا معنی ہلاک کرنے کا ہے گویا اس نے خون کو بہا دیا۔ (مفردات امام راغب ص ٩٦٦)

تناسب: قبل ازیں اللہ پاک نے ان لوگوں کی توبہ کو قبول کرنے کا ذکر کیا ہے جو غزوہ تبوک میں شمولیت نہ کر پائے تھے جب کہ ان کی نیت درست تھی ہرگز کوتاہی کا داعیہ نہ تھا پھر انہیں اپنے کئے پر ندامت تھی اس کے بعد اب آئندہ اس حقیقت پر زور دیا گیا ہے کہ اللہ پاک کے پیغمبر کی پیروی اور آپ ﷺ کی معیت میں جہاد کے لئے نکلنا ضروری ہے شرکت کرنے والوں کو اجر عظیم سے نوازا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے گا اور بلا اجازت کسی شخص کا پیچھے رہنا ممنوع ہے۔

تشریح: ان صحابہ کرامؓ کو ڈانٹ پلائی جارہی ہے جو غزوۂ تبوک میں نہ پہنچ سکے کہ ان کا یہ کردار شرعاً صحیح نہیں بالخصوص مدینہ منورہ کے باسیوں کیلئے درست نہیں ان لوگوں کیلئے جو مدینہ منورہ سے باہر جنگل میں سکونت پذیر ہیں انہیں اللہ کے پیغمبر ﷺ کی معیت میں گھروں سے نکلنا چاہیے تھا ان کا گھروں میں پیچھے رہنا اللہ پاک کی ناراضگی کا باعث ہے گویا کہ وہ خود کو اللہ پاک کے پیغمبر کے مقام سے اونچا گردانتے ہیں کہ وہ اپنے لئے مشقت سے ہم کنار ہونے کو ناگوار سمجھتے ہیں لیکن اللہ کے پیغمبر کیلئے مصائب میں گھرے رہنے کو گوارا جانتے ہیں، ناپسند نہیں سمجھتے ہیں جبکہ ان کیلئے ازبس ضروری تھا کہ وہ آپ ﷺ کی ذات مبارک کے تحفظ کے لئے اپنی جانوں تک کو قربان کرنے سے ذرہ برابر بھی دریغ نہ کرتے اور وہ آپ ﷺ کی معیت میں ہر قسم کی خوفناکیوں اور مصائب کو خندہ پیشانی کے ساتھ جھیلتے جس طرح آپ اولوالعزمی اور ثابت قدمی کیساتھ تکالیف کو اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے برداشت کئے ہوئے تھے فقر و فاقہ اور مسلسل مصائب کے روح گداز مناظر کے سامنے مثل چٹان کے تھے صحابہ کرام نہایت پختگی اور یقین کیساتھ باور کرتے تھے کہ اللہ پاک کا پیغمبر اللہ کے نزدیک نہایت عظمتوں کا حامل ہے بلکہ بے شمار کرامتوں کا مجموعہ ہے، صحابہ کرام کے دل میں آپ ﷺ کی عظمت یہ تھی کہ وہ اپنی پیاری جانوں کو آپ ﷺ کی ذات پر قربان کرنے سے گریز پائی کے دھندلے سے تصور کو بھی ذہن کی پلیٹ پر لانے کو برداشت نہیں کرتے تھے۔

ذٰلِکَ بِاَنَّهُمْ لَا یُصِیْبُهُمْ ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا مَخْمَصَةٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ: صحابہ کرامؓ کے لئے آپ ﷺ کی ذات سے پیچھے رہنے کا ہرگز جواز نہیں بلکہ ان کے لئے ضروری تھا کہ وہ آپ کے نقش قدم پر رواں دواں رہتے انہیں دشمن کے ساتھ جہاد میں جو بھی اذیت پہنچے خواہ حقیر کیوں نہ ہو مثلاً پانی کی کمی کے سبب ان کا پیاس میں مبتلا ہونا یا دور دراز سفر کے سبب تھکاوٹ کے ظہور پذیر ہونے یا زاد راہ کی کمی کے باعث بھوک کی پریشانی سے دوچار ہونا یا سواریوں کی کمی کے سبب تھکان سے دوچار ہونا وغیرہ، شرعاً ایسے بیش بہا قیمتی اوصاف ہیں کہ ہر عمل کے بدل میں عظیم ثواب نامہ اعمال میں ثبت ہوتا ہے بلکہ میدان جہاد میں مجاہد کا ہر قدم، اس کے ہاتھ کی حرکت اس کا بھوک پیاس سے دوچار ہونا اس کے نامۂ اعمال میں ثبت ہوتا رہتا ہے بلکہ جہاد کے اختتام پر اگر کوئی جہادی دستہ بڑے لشکر کے ساتھ آملتا ہے تو اسے بھی غنیمت کے مال میں شریک کیا جائے اس لئے کہ ان کا دشمن کے علاقے میں آنا ہی عظمت کا حامل ہے ان کی آمد سے دشمن غصہ میں مبتلا ہوگا بالآخر خوف اس کے دامن کو تھام لے گا۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ: اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے اجر و ثواب کو رائیگاں نہیں کرتا جو اچھے اعمال کرنے میں محو رہتے ہیں۔

وَلَا یُنْفِقُوْنَ نَفَقَةً صَغِیْرَةً وَّلَا کَبِیْرَةً: اللہ پاک کی راہ میں کم یا زیادہ خرچ کرنا اور جہاد کے لئے سفر کرنا باعث اجر و ثواب ہے ان کے نامۂ اعمال میں اجر و ثواب ثبت ہوتا رہتا ہے۔

وَمَا کَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِیَنْفِرُوْا کَآفَّةً ؕ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ کُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّیَتَفَقَّهُوْا فِی الدِّیْنِ وَلِیُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْۤا اِلَیْهِمْ لَعَلَّهُمْ یَحْذَرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ ع

ترجمہ: اور ایمان والوں کیلئے ممکن نہیں کہ سبھی ایک ہی بار نکل پڑیں پس ہر جماعت سے چند لوگ باہر کیوں نہیں نکلتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں تا کہ وہ دین کو سمجھیں اور تا کہ وہ اپنی قوم کو خوف زدہ کریں جب ان کی جانب واپس لوٹیں تا کہ وہ ڈریں (۱۲۲)

لغوی تحقیق: لَوْلَا ایسا کلمہ ہے کہ جس کلمہ پر یہ داخل ہوتا ہے اس میں ترغیب کو اجاگر کرتا ہے جب کہ مستقبل میں اس کا وقوع ہوتا ہے، مقصود یہ ہے کہ مستقبل میں ہر جماعت سے کچھ لوگوں کو دین اسلام کے فہم کیلئے نکلنا چاہیے، لیکن اگر اس کی دلالت زمانہ ماضی پر ہو تو معنی میں ملامت کارفرما ہوتی ہے کہ اس کام کو کیوں کیا گیا ہے، نہیں کرنا چاہیے تھا، اگر تلافی ممکن ہو تو معنی میں حکم ہوتا ہے کہ اس کام کو مستقبل میں سرانجام دیا جائے، اَلْفِرْقَةُ کثیر افراد جماعت پر اس کا اطلاق ہوتا ہے جبکہ طَآئِفَةٌ کا اطلاق تھوڑی تعداد والی جماعت پر ہوتا ہے، بعض اہل علم نے اس مقام میں طَآئِفَةٌ سے ایک فرد بھی مراد لیا ہے اس لئے کہ خبر واحد پر بھی عمل کرنا ضروری ہے، خیال کریں کہ خبر واحد کا اطلاق خبر متواتر کے خلاف ہوتا ہے مزید دلیل یہ ہے کہ ارشاد ربانی ﴿وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا﴾ (الحجرات:۹) ''اگر دو ایمان دار باہم دگر الجھ پڑیں'' اِنْ شرطیہ کی جزا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ کہ تم دونوں بھائیوں کے درمیان صلح کراؤ، ظاہر ہے کہ اَخَوَيْكُمْ تثنیہ کا صیغہ ہے واحد اَخٌ تثنیہ اَخَوَانِ، اَخَوَيْنِ استعمال ہوتا ہے۔ (قرطبی ۲۹۴/۸)

تناسب: جس آیت کی تفسیر مطلوب ہے اس آیت کے ساتھ جہاد کے احکام کی تکمیل ہو رہی ہے اس لئے کہ اس آیت میں علم کے حصول کی رغبت دلائی گئی ہے تا کہ دین اسلام کی سمجھ حاصل ہو، معلوم ہوا دینی علم کا حصول جہاد کے لئے وسیلہ ہے جس سے اسلام کے ستونوں کو قائم کیا جاتا ہے اور اسلام پر حملہ آوروں کو دعوت حقہ کے ذریعہ روکا جاتا ہے۔ (المراغی ۱۸۸/۴)

تشریح: ذہن نشین کریں جہاد فرض عین نہیں ہے بلکہ فرض کفایہ ہے ظاہر ہے کہ اگر سب لوگ گھر بار کو خیرباد کہہ کر جہاد کی جانب چلے جائیں گے تو ان کے اہل وعیال کے ضیاع کا اندیشہ ہے اس لئے ایک فریق کو جہاد کیلئے نکلنا چاہیے جب کہ ایک گروہ کو گھر میں رہنا چاہیے اور دینی علم کے حصول کے لئے کوشاں رہنا چاہیے تا کہ جب مجاہدین اپنے گھروں کی جانب واپس آئیں تو گھر میں اقامت پذیر اہل علم ان لوگوں کو شرعی علوم سے آگاہ کریں جو میدان جہاد سے گھر واپس لوٹ آئے ہیں لیکن دین کے علم کا حصول فرض کفایہ ہے، شرعی علم سبھی کیلئے ضروری ہے مثلاً نماز، روزہ اور زکوۃ کے مسائل وغیرہ کا علم ہر مسلمان کے لئے طلب کرنا فرض ہے لیکن علم فرض کفایہ ہے جیسا کہ حدود الٰہیہ کا قیام اور جھگڑوں میں فیصلوں کا نفاذ ہے، اس میں ہرگز کچھ شک نہیں کہ اسلامی علوم کی تحصیل بہت بڑی فضیلت کی حامل ہے اس کے شرف کے برابر کوئی دوسرا شرف نہیں ہے، شرعی علم کی فضیلت کے بارے میں کتب احادیث میں کثرت کے ساتھ احادیث موجود ہیں بلکہ علماء کو انبیاء علیہم السلام کا وارث قرار دیا گیا ہے علماء کے لئے فرشتے اپنے پروں کو تواضع کے لئے بچھا دیتے ہیں، امت محمدیہ کا جو گروہ قیامت تک حق پر قائم رہے گا اس سے مقصود اہل حدیث ہے جیسا کہ یزید بن ھارون کا قول ہے ‹‹ اِنْ لَّمْ يَكُوْنُوْا اَصْحَابُ الْحَدِيْثِ فَلَا اَدْرِيْ مَنْ هُمْ ›› ''اگر وہ طائفہ اصحاب الحدیث نہیں ہے تو میں نہیں جانتا کہ ان کے علاوہ پھر کون لوگ اس سے مقصود ہیں، واللہ اعلم۔ (قرطبی ۲۹۶/۸)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِيْنَ يَلُوْنَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوْا فِيْكُمْ غِلْظَةً ۭ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۲۳﴾

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ایمان والو! ان کافروں سے جنگ کرو جو تمہارے نزدیک ہیں اور وہ تم میں سختی کو محسوس کریں اور جان لو بے شک اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے (۱۲۳)

لغوی تحقیق: غِلۡظَۃً سختی، مادہ (غ ل ظ) ہے، لفظ غِلۡظَۃً غین کے کسرہ اور ضمہ کے ساتھ مستعمل ہے معنی موٹا پایا گاڑھا پن ہے اس کے مخالف لفظ رِقَّۃٌ ہے، اصل میں یہ اجسام کی صفات ہیں لیکن کبیر اور کثیر کی طرح بطور استعارہ معانی کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے، آیت میں ﴿وَلۡيَجِدُوۡا فِيۡكُمۡ غِلۡظَةً﴾ کہ وہ تم میں سختی محسوس کریں ﴿ثُمَّ نَضۡطَرُّهُمۡ اِلٰى عَذَابٍ غَلِيۡظٍ﴾ (لقمٰن:۲۴) پھر شدید عذاب کی طرف مجبور کر کے لے جائیں گے، اِسۡتَغۡلَظَ کے معنی موٹا اور سخت ہونے کو تیار ہو جانا ہیں اور کبھی موٹا اور سخت ہو جانے پر بھی بولا جاتا ہے، قرآن پاک میں ہے ﴿فَاسۡتَغۡلَظَ فَاسۡتَوٰى عَلٰى سُوۡقِهٖ﴾ (الفتح:۲۹) ''پھر موٹی ہوئی اور پھر اپنی نالی پر سیدھی کھڑی ہوگئی'' (مفردات امام راغب ص۳۶۷)

تناسب: قبل ازیں اللہ پاک نے تمام مشرکوں کیساتھ لڑائی کا حکم دیا اب اس آیت میں انہیں اس مسئلہ میں صحیح راہ پر رواں دواں رہنے کی تلقین کی کہ وہ اولاً ان کفار سے جنگ پیا ہوں جو رہائش کے لحاظ سے قریب ترین ہیں، بعد ازاں درجہ بدرجہ جو دور ہیں ان سے مڈبھیڑ ہوں چنانچہ نبی ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام اسی منہج پر چلتے رہے صحابہ کرام ؓ نے اولاً اپنی قوم سے جنگ آزمائی کی بعد ازاں درجہ بدرجہ لڑائی کرتے رہے چنانچہ اہل عرب کے بعد شامیوں اور عراقیوں کیساتھ جنگ کی چنانچہ دعوت الی السلام کا اسلوب بھی بالکل اسی طرح کا ہے اولاً اللہ پاک نے یہ حکم نازل فرمایا ﴿وَاَنۡذِرۡ عَشِيۡرَتَكَ الۡاَقۡرَبِيۡنَ﴾ (الشعراء:۲۱۴) ''اپنے قرابت داروں کو ڈرائیں'' اس کے بعد عام دعوت کا حکم دیا اور جو دعوت کی راہ میں مزاحم ہو اس سے لڑائی کی جائے ارشاد ربانی ہے ﴿قَاتِلُوا الَّذِيۡنَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ﴾ (التوبۃ:۲۹) ''ان لوگوں سے جنگ کرو جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان نہیں رکھتے ہیں''

تشریح: ایمان والو! جو لوگ اسلام کے قلعہ سے زیادہ اقرب ہیں ان سے جنگ کرو اس لئے کہ ان سے جنگ کرنے کو اس وقت جائز قرار دیا گیا ہے جب پہلے انہیں دین اسلام کی دعوت دی جائے اور دعوت میں اَقۡرَب فَالاَقۡرَب کو مقدم سمجھا جائے، ارشاد ربانی ہے: ﴿لِتُنۡذِرَ اُمَّ الۡقُرٰى وَمَنۡ حَوۡلَهَا﴾ (الانعام:۹۲) ''آپ مکہ والوں اور اس کے گرد جو لوگ آباد ہیں انہیں ڈرائیں'' خیال رہے اس انداز میں بہت زیادہ فوائد ہیں اولاً اخراجات کم ہوں گے سواریوں کی خاص ضرورت پیش نہیں آئے گی اور قریب ترین مخالف کی کیفیت سے آسانی کیساتھ آگاہی بھی حاصل ہو سکتی ہے کہ ان کے لشکر کی تعداد، ان کا اسلحہ کیسا اور کتنا ہے؟ جبکہ قریب دشمن سے صرف نظر کر کے دور والے دشمن کیساتھ مڈبھیڑ ہونے میں خطرہ ہے کہ دشمن بچوں عورتوں پر حملہ آور نہ ہو جائے چنانچہ اخراجات، صدقات میں بھی بلکہ مشروبات کی تقسیم میں بھی دائیں جانب سے آغاز کیا جائے اگرچہ دائیں جانب میں بیٹھنے والے لوگ افضل نہ بھی ہوں بعد ازاں جو ان کے قریب ہیں، چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے ایک اعرابی کو حکم دیا کہ آپ کھانا اپنے قریب سامنے سے تناول کریں جبکہ اس نے دور کناروں کی جانب کھانا اٹھانے کیلئے اپنے ہاتھ کو پھیلا رکھا تھا۔ (صحیح ابوداؤد ۲/۷۱۹، صحیح ابن ماجہ ۲/۲۲۵)

مزید برآں حملہ کے وقت تم میں سختی کا پہلو نمایاں ہو دشمن کے قتل اور اس کو قید کرنے میں جراٴت کا پہلو نمایاں ہو اس کے نتیجہ میں دشمن پر اسلامی لشکر کے افراد کا رعب چھا جائے گا، ارشاد ربانی ہے ﴿يٰۤاَيُّهَا النَّبِىُّ جَاهِدِ الۡكُفَّارَ وَالۡمُنٰفِقِيۡنَ وَاغۡلُظۡ عَلَيۡهِمۡ﴾ (التوبۃ:۷۳) ''اے پیغمبر! کفار منافقین کے ساتھ نبرد آزما رہو اور ان پر سختی کرو'' بعض اوقات سختی کرنے سے ایسے فوائد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاصل ہوتے ہیں جن کا تصور بھی نہیں ہوتا جب کہ عمومی کیفیت میں نرمی، ہمدردی، عدل وانصاف کی جلوہ گری نمایاں ہو۔

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ: یقین رکھو! اللہ تعالیٰ کی معیت تمہارے ساتھ ہے جب تم اللہ تعالیٰ کی ذات سے ڈرتے رہو گے اس کے احکام کے مطابق رواں دواں، کوتاہیوں سے دور رہو گے تو اللہ تعالیٰ کی مدد تمہارے ساتھ ہوگی لیکن وقت مقام کے لحاظ سے استطاعت کے مطابق اسلحہ کی تیاری اور لشکر کی تعداد میں کمی نہ ہو اس طرح آپ کے لشکر کا رعب ودبدبہ دشمن کے لشکر پر چھایا رہے گا۔

وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ اَيُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖٓ اِيْمَانًا فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ
اِيْمَانًا وَّهُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ﴿۱۲۴﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰى
رِجْسِهِمْ وَمَاتُوْا وَهُمْ كٰفِرُوْنَ﴿۱۲۵﴾ اَوَلَا يَرَوْنَ اَنَّهُمْ يُفْتَنُوْنَ فِيْ كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ
ثُمَّ لَا يَتُوْبُوْنَ وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُوْنَ﴿۱۲۶﴾ وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ نَّظَرَ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ ؕ هَلْ
يَرٰىكُمْ مِّنْ اَحَدٍ ثُمَّ انْصَرَفُوْا ؕ صَرَفَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ﴿۱۲۷﴾

ترجمہ: اور جب کسی سورت کا نزول ہوتا ہے تو ان میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں ان آیات سے تم میں سے کس شخص کے ایمان میں اضافہ ہوا ہے البتہ آیات کے سبب ایمان والوں کے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے اور وہ خوش وخرم دکھائی دیتے ہیں (۱۲۴) البتہ جن لوگوں کے دلوں میں (نفاق کی) بیماری ہے تو آیات کے سبب ان کے نفاق میں اضافہ ہوتا ہے اور وہ کفر پر فوت ہوتے ہیں (۱۲۵) کیا وہ مشاہدہ نہیں کررہے ہیں کہ وہ ہر سال میں ایک بار یا دو بار فتنے میں مبتلا ہوتے ہیں بعدازاں وہ توبہ نہیں کرتے ہیں اور نہ وہ نصیحت پکڑتے ہیں (۱۲۶) اور جب کوئی سورت نازل ہوتی ہے تو وہ ایک دوسرے کی جانب آنکھیں بچا کر دیکھنا شروع کردیتے ہیں [گویا کہ وہ کہہ رہے ہوتے ہیں] کیا تمہیں اللہ کے پیغمبر یا ایمان والے دیکھ تو نہیں رہے ہیں، بعدازاں وہ وہاں سے چلے جاتے ہیں اللہ نے ان کے دلوں کو [رشد کے حصول سے] پھیر دیا ہے اس لئے کہ وہ حقائق کو سمجھنے سے گریز پائی اختیار کرتے ہیں (۱۲۷)

تناسب: قبل ازیں اللہ پاک نے منافقین کی رسوا کن کیفیات کا ذکر کیا ہے اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ وہ نہ صرف یہ کہ غزوۂ تبوک میں شرکت سے محروم رہے بلکہ انہوں نے محرومیت پر جھوٹی قسموں کا سہارا لیا اب اس کے بعد ان کی مزید کوتاہیوں اور عیوب کو واضح کرنا مقصود ہے انہوں نے نہ صرف یہ کہ قرآن پاک کے بارے میں مزاحیہ انداز کو اپنایا بلکہ قرآن پاک کی سماعت سے خود کو دور کرنے کے لئے پناہ گاہیں تلاش کیں، ان آیات میں قرآن پاک کے اثرات کو واضح انداز میں پیش کیا گیا ہے کہ ان کے ایمان وعمل پر قرآن پاک کے نازل ہونے سے کون سے اثرات جلوہ افروز ہوئے۔

تشریح: جب اللہ پاک اپنے پیغمبر پر قرآن پاک کی کسی سورت کو نازل فرماتے ہیں تو کچھ منافقین اپنے ہم مشرب رفقاء کو مزاحیہ انداز میں یہ جملہ دہراتے کہ بتاؤ اس آیت سے تمہارے ایمان میں کتنا اضافہ ہوا ہے اس سے ان کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ انہیں منافقت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر ثابت قدم رکھنا ہوتا ہے یا پھر ان کے شک وارتیاب میں مزید اضافہ کرتے ہیں بتاؤ اس آیت کے نازل ہونے سے تمہارے ایمان میں کتنا اضافہ ہوا ہے؟ کیا عملی زندگی میں مزید نکھار رونما ہوا ہے اور کیا عملی زندگی میں کوتاہی سے دور رہنے کا عزم کیا ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ عہد نبوی میں نزول قرآن کے سبب ایمان میں اضافہ ہوتا رہتا تھا، بالخصوص جو صحابہ کرام ﷺ نزول قرآن کے وقت آپ ﷺ کی مجلس میں حاضر ہوتے تھے اور نازل ہونے والی آیات ان کے دل ودماغ پر اثر انداز ہوتی تھیں، تقرب الٰہی کے جذبہ میں مزید اضافہ ہوتا تھا عملی زندگی میں نکھار کی جلوہ گری لائق تحسین ہوتی تھی۔

فَاَمَّا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا فَزَادَتۡهُمۡ اِيۡمَانًا وَّهُمۡ يَسۡتَبۡشِرُوۡنَ: قرآن پاک کے نزول سے ان کے ایمان میں اضافہ ہوتا تھا دلوں میں اطمینان کی لہر جلوہ گر ہوتی اور عملی زندگی میں مزید تقرب الٰہی کا جذبہ اجاگر ہوتا، دنیوی اخروی سعادتوں کو سمیٹنے کے لئے خود کو مزید تزکیہ کے زیور سے اپنی روحانی زندگی کو مزین کرتے تھے۔

وَاَمَّا الَّذِيۡنَ فِىۡ قُلُوۡبِهِمۡ مَّرَضٌ فَزَادَتۡهُمۡ رِجۡسًا: جن کے دلوں میں شکوک وشبہات جلوہ گر ہوتے انکے نفاق میں مزید اضافہ ہوتا یہاں تک کہ انکی موت کفر اور نفاق پر ہوتی جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اصول ہیں کہ اعمال کے اثرات سے دل ضرور متاثر ہوتے ہیں۔

اَوَلَا يَرَوۡنَ اَنَّهُمۡ يُفۡتَنُوۡنَ فِىۡ كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً اَوۡ مَرَّتَيۡنِ: کیا ان پر انکے احوال وکیفیات مخفی ہیں؟ ہرگز نہیں، ہر سال ایک بار یا دو بار انہیں آزمائش کے کٹہرے میں رہنا ہوتا ہے جس کے بعد حق وباطل میں امتیاز رونما ہو جاتا ہے، آزمائشوں میں ثابت قدمی کا کردار ادا کرنے والے اللہ پاک کی نصرت سے ہم کنار ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے دشمن ذلت اور رسوائی کے سبب عبرت کا نشان دکھائی دیتے ہیں۔

ثُمَّ لَا يَتُوۡبُوۡنَ وَلَا هُمۡ يَذَّكَّرُوۡنَ: وہ اسی کیفیت پر سالہا سال اللہ پاک کی نافرمانی پر دلیری کے ساتھ رواں دواں رہتے ہیں منافقت سے توبہ کا تصور بھی ان کے دل ودماغ پر نہیں چھاتا بلکہ عذاب الٰہی کی لپیٹ میں آنے کے باوجود بھی وہ گناہ کی زندگی سے تائب نہیں ہوتے کیا ان کے اعمال کے سبب اس قدر شقاوت قلبی اور فطرت کی روشنی کے چھن جانے کے بعد وہ توبہ کی جانب مائل ہو سکتے ہیں عربی کا ایک شاعر نہایت عمدہ اسلوب میں اس حقیقت کو اجاگر کر رہا ہے۔

قَدۡ تُنۡكِرُ الۡعَيۡنُ ضَوۡءَ الشَّمۡسِ مِنۡ رَمَدٍ ... وَيُنۡكِرُ الۡفَمُ طَعۡمَ الۡمَاءِ مِنۡ سَقَمٍ

''آنکھیں درد میں مبتلا ہوں تو وہ سورج کی روشنی کی جانب نظر اٹھا نہیں سکتیں اور زبان بیماری کے سبب پانی کے ذائقے کا انکار کر دیتی ہے''

وَاِذَا مَاۤ اُنۡزِلَتۡ سُوۡرَةٌ نَّظَرَ بَعۡضُهُمۡ اِلٰى بَعۡضٍ: جب وہ اللہ پاک کے پیغمبر کی مجلس میں ہوتے ہیں اور کسی سورت کا نزول ہوتا ہے تو وہ ایک دوسرے کی جانب چوری چوری دیکھتے ہیں اور آنکھوں سے اشارے کرتے ہیں جب کہ ایمان والوں کی آنکھیں نیچی ہوتی ہیں اور ان کے سر جھکے ہوتے ہیں اور وہ مجلس نبوی سے کھسک جانے کا اشارہ کرتے ہیں تاکہ وہ ظاہر رسوائی سے محفوظ رہیں وہ ایک دوسرے سے در پردہ محو گفتگو ہوتے ہوئے یوں ہم کلام ہوتے ہیں کیا تمہیں اللہ کا پیغمبر یا ایمان دار لوگ دیکھ تو نہیں رہے تھے جب تم مجلس سے اٹھ کر جا رہے تھے آہستہ آہستہ نزول وحی کی مجلس سے سبھی کھسک جاتے ہیں ایک دوسرے کا سہارا ڈھونڈتے ہیں وہ آپ کی باتوں کو سننا پسند نہیں کرتے ہیں وہ اس انتظار میں ہوتے ہیں کہ کب اس مجلس سے جاتے ہیں، دراصل اللہ پاک نے ان کے دلوں کو ایمان سے دور کر دیا ہے اور کتاب الٰہی کی آیات سے رشد وہدایت کے طلب کرنے سے محروم کر دیا ہے اس کا سبب یہ ہے کہ یہ لوگ حقائق کے فہم سے کوسوں دور ہیں بلکہ ان میں فہم وفراست کا داعیہ موجود ہی نہیں ہے وہ حق وباطل میں امتیاز کرنے کے لئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غوروفکر سے آشنا ہی نہیں ہیں اس قسم کے لوگوں کو آیات قرآنیہ سے ہدایت کیسے میسر آ سکتی ہے؟

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٢٨﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِىَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿١٢٩﴾ ع

ترجمہ: اہل اسلام! تمہارے پاس تمہاری جنس سے پیغمبر آیا ہے اس پر دشوار ہے وہ چیز جو تمہیں مشقت میں مبتلا کرے وہ تمہاری ہدایت پر حریص ہے مسلمانوں پر شفقت کرنے والا مہربان ہے (۱۲۸) اگر وہ پھر جائیں تو آپ کہیں مجھے اللہ کافی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں اسی پر میرا بھروسہ ہے اور وہ عرش عظیم کا رب ہے (۱۲۹)

تناسب: جب اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ میں اپنے پیغمبر کو حکم دیا کہ وہ دنیائے انسانیت تک ان ذمہ داریوں کے اٹھانے کا حکم پہنچائے جن کا اٹھانا بظاہر دشوار تھا البتہ ان لوگوں پر دشوار نہیں جن کو اللہ پاک توفیق سے نوازے اور انہیں مقام کرامت پر سرفراز فرمائے پھر اس سورہ کے اختتام پر انہیں آگاہ کیا ہے کہ تکالیف شاقہ سے عہدہ برآ ہونا کیسے ممکن ہے؟ ذہن نشین کریں تکالیف شاقہ کے اٹھانے کی ذمہ داری اللہ کے پیغمبر پر بھی ہے اور ان تکالیف شاقہ سے نبردآزما ہونے کے بعد ہی شرف انسانی کی تکمیل ہوتی ہے اس لئے امت محمدیہ کو بھی شرف انسانیت کے منصب پر فائز ہونے کا حکم دیا گیا ہے لیکن بایں ہمہ رسول اکرم ﷺ پر امت کے افراد کو تکلیف میں مبتلا کرنا خاصا گراں گزرتا ہے جبکہ اللہ پاک کے پیغمبر ﷺ امت محمدیہ کے افراد کیلئے ناقابل تصور رغبت اور شوق رکھتے ہیں کہ وہ دنیوی اخروی عظمتوں سے اپنا دامن بھریں جیسا کہ مشفق طبیب اور والد بیمار بیٹے کے علاج کیلئے زبردست دوڑ دھوپ کرتا ہے تاکہ بیماری معدوم ہو جائے اور مریض مکمل طور پر صحت یاب ہو جائے بہترین دوا کیساتھ ساتھ مضر اشیاء سے پرہیز کی بھی تاکید کرتا ہے۔

تشریح: بے شک تمہارے پاس ایسا پیغمبر آیا ہے جو تمہاری جنس سے ہے عرب کے قریش قبیلہ کے ساتھ اس کا تعلق ہے اس کے قرابت دار بنو ہاشم اور بنو المطلب ہیں اگر عرب لوگ اس پر ایمان نہیں لائیں گے اور اس کی جانب نازل کردہ کتاب کی تصدیق نہیں کریں گے تو عجمی لوگوں سے کیا توقع کی جاسکتی ہے؟ اس نے اپنے اقرب رشتہ داروں کو اسلام کی دعوت دی، چنانچہ انہوں نے آپ کی دعوت کو تسلیم کیا اور آپ کی نبوت پر ایمان لے آئے اگرچہ اہل عرب نے تو فہم قرآن کے بعد اسلام قبول کیا، آپ ﷺ کی تبلیغ اور آپ کی عملی زندگی نے انہیں متاثر کیا جبکہ آپ کی قوم سے قلیل تعداد نے تکبر کرتے ہوئے آپ کی دعوت کو قبول نہ کیا انہوں نے آپ کو اپنے سے فروتر سمجھا، مزید برآں آپ کی اطاعت کے نتیجہ میں خود کو ہی نہیں بلکہ اپنے آباؤاجداد کو بھی کافر تسلیم کرنا پڑے گا حالانکہ اہل عرب تو آبائی تفاخر پر فخر وناز کرنے میں بہت آگے ہیں، مزید برآں آپ ﷺ کی کامیابی کا بھی انہیں یقین نہ تھا، دنیوی اخروی سعادتوں سے دامن بھرنے کو افسانہ سمجھ رہے تھے۔

عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ: اللہ پاک کے پیغمبر ﷺ کے مزاج پر تمہارا مشقت میں مبتلا ہونا نہایت دشوار گزار ہے اس لئے کہ پیغمبر نسب کے لحاظ سے تم سے ہے اسے ہرگز گوارا نہیں ہوگا کہ اس کے سبب تمہیں ذلت حاصل ہو اور دشمنوں کو غلبہ حاصل ہو، مزید برآں کسی صورت میں اسے گوارا نہیں کہ تم اس پر ایمان نہ لانے کی صورت میں اخروی زندگی میں دوزخ کا ایندھن بنو، حقیقت یہ ہے کہ وہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمہاری فلاح و بہبود کو دل و جان سے محبوب سمجھتا ہے اور جو لوگ اس پر ایمان لے آئیں گے ان کے ساتھ وہ نہایت شفقت، مودّت، رحمت سے پیش آتا ہے اگر تمہارے انکار پر وہ جہاد کیلئے میدان میں اتر رہا ہے تو اس سے بھی اس کا مقصود یہ ہے کہ آخرت کی زندگی میں یہ لوگ دوزخ کے عذاب سے محفوظ ہو جائیں، حدیث میں وارد ہے آپ ﷺ فرماتے ہیں میں تمہیں تمہاری کمروں سے پکڑ رہا ہوں تا کہ تمہیں دوزخ کی آگ سے نجات حاصل ہو جائے لیکن تم میری مخالفت کرتے ہوئے دوزخ میں یوں چھلانگیں لگا رہے ہو جیسے پروانے روشنی پر اڈ پڑتے ہیں۔(صحیح بخاری ح ۶۴۸۳، صحیح مسلم کتاب الفضائل باب ۵، صحیح ترمذی ۳۸۱/۲)

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَط عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ: اگر یہ لوگ آپ ﷺ پر ایمان لانے سے روگردانی کریں تو آپ انہیں کہہ دیں مجھے اللہ کافی ہے اس کے نتیجہ میں اللہ پاک یقیناً آپ کی مدد کرے گا انہیں شکست سے دوچار کرے گا اور اللہ تو عرش عظیم کا رب ہے، ذہن نشین کریں کہ عرش کائنات کے معاملات کی تدبیر کا مرکز ہے کیفیت معلوم نہیں، زید بن ثابت رضی اللہ عنہ جن کو اللہ کے پیغمبر ﷺ نے قرآن پاک کے جمع و تدوین کا منصب سونپا تھا اس نے بیان کیا کہ میں نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں قرآن پاک کے جمع کرنے کے کام کا بیڑا اٹھایا تو مجھے سورۃ توبہ کی یہ دو آیات ابوخزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ کے ہاں سے دستیاب ہوئیں کسی دوسرے صحابی سے نہ ملیں لیکن بعض دوسری روایات سے پتہ چلتا ہے کہ کثیر تعداد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی ان کا تذکرہ ملتا ہے، مزید برآں سورۃ توبہ کا اختتام بھی انہیں پر ہوتا ہے۔(صحیح بخاری کتاب التفسیر باب ۲۰ ح ۴۶۷۹)

کون نہیں جانتا کہ نبی ﷺ امت محمدیہ کیلئے زبردست شفیق تھے، اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی آپ کے حکم پر جان کی بازی لگانے سے دریغ نہیں کرتے تھے انہیں ہرگز گوارا نہیں تھا کہ اللہ کے پیغمبر سفر کی صعوبتوں میں گھرے ہوئے ہوں اور وہ خود اپنے گھروں میں عیش و آرام کیساتھ زندگی گزاریں، اس کیساتھ ہی ابوخیثمہ رضی اللہ عنہ صحابی کا واقعہ بھی ملحوظ خاطر فرمائیں کہ وہ شدید گرمی اور تپش کے زمانہ میں غزوۂ تبوک کے دوران اپنے باغ میں داخل ہوا اس کی بیوی نہایت حسین و جمیل تھی اس نے سائے میں اپنے خاوند کیلئے چٹائی بچھائی تا کہ وہ آرام کرے اور تازہ کھجور، ٹھنڈا پانی پیش کیا اس نے اس منظر کو بغور دیکھا تو پکار اٹھا کہ میں گھنے سائے میں آرام کروں، تازہ کھجور اور ٹھنڈا مشروب میرے لئے میسر ہے بلکہ خوبصورت بیوی میرے پاس ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ﷺ شدید گرمی اور تیز لو میں جھلس رہے ہیں، میرے لئے ہرگز یہ کیفیت قابل برداشت نہیں، فوراً سواری کی جانب پہنچا اس پر پالان رکھا تلوار نیزہ اپنے ساتھ لیا آندھی کی طرح نہایت تیزی کیساتھ سفر طے کرتا ہوا آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے اچانک پلٹ کر اپنے پیچھے کی جانب دیکھا تو ریتلے میدان میں ایک شہسوار آ رہا تھا آپ نے فرمایا خدا کرے ابوخیثمہ ہی ہو! چنانچہ آپ کا کہنا صحیح ثابت ہوا وہ واقعی ابوخیثمہ ہی تھا، رسول اکرم ﷺ نے اسے دیکھا تو بہت خوش ہوئے اور اس کے حق میں مغفرت کی دعا کی، حقیقت یہ ہے کہ جس قدر با ہمت جانی مالی قربانی پیش کرنے والے رفقاء صحابہ کرام رسول اکرم ﷺ کو میسر آئے یقیناً دنیائے عالم کی تاریخ ان کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے، [فوا حبذا هم] ''وہ کتنے ہی اچھے ہیں''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اٰيَاتُهَا: ١٠٩ ١٠ سُوْرَةُ يُوْنُسَ مَكِّيَّةٌ ٥١ رُكُوْعَاتُهَا: ١١

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام کے ساتھ جو بخشش کرنے والا مہربان ہے

الٓرٰ تِلْکَ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ الْحَکِیْمِ ﴿١﴾ اَکَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَیْنَآ اِلٰی رَجُلٍ مِّنْهُمْ اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْآ اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ قَالَ الْکٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِیْنٌ ﴿٢﴾

ترجمہ: الٓرٰ، یہ حکمت والی کتاب کی آیات ہیں (١) کیا لوگوں کو تعجب ہوا ہے کہ ہم نے ان میں سے ایک شخص کی جانب وحی کی ہے کہ آپ لوگوں کو ڈرائیں اور ایمان والوں کو خوشخبری دیں کہ ان کے لئے ان کے پروردگار کے ہاں سچا مقام ہے کفار نے کہا بے شک یہ شخص ظاہر جادوگر ہے (٢)

لغوی تحقیق: اَلْوَحْیُ کسی شخص کو پوشیدہ اطلاع دینا کہ اسکے علاوہ کو اس کا علم نہ ہو، صِدْقٍ سچائی خواہ قول یا فعل کے لحاظ سے ہو نیز صِدْقٍ کا اطلاق ایمان وفا اور فضائل پر بھی ہوتا ہے، قَدَمَ کا معنی پہلے ہے لیکن مقصود کسی کا مقدم ہونا، اونچے درجے پر فائز ہونا۔

بلاغت: قَدَمَ صِدْقٍ اونچے مقام سے کنایہ ہے اس میں آخری درجہ کی بلاغت کارفرما ہے، ظاہر ہے کہ کسی شخص کا سبقت لے جانا قدم (پاؤں) کے تیز چلنے سے ہوتا ہے جیسا کہ لفظ ید (ہاتھ) کہہ کر نعمت مقصود ہوتی ہے اس لئے کہ نعمت کے دینے کا تعلق ہاتھ سے ہوتا ہے۔ (صفوۃ التفاسیر القسم الخامس ص ٦٣)

الٓرٰ ان حروف کو الگ الگ ساکن پڑھا جاتا ہے اس کے ذکر سے مقصود سننے والے کو خبردار کرنا ہوتا ہے کہ اس کے بعد جو پڑھا جائے اسے سنا جائے اور اس کو سمجھا جائے گویا کہ یہ حروف تنبیہ کے قبیل سے ہیں، ﴿تِلْکَ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ﴾ یہ محکم کتاب کی آیات ہیں جس کے معانی پر غور کرنے والا شخص ہدایت سے ہمکنار ہوتا ہے ﴿اَکَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا﴾ اللہ ان لوگوں پر تعجب کا اظہار کر رہے ہیں جنہوں نے کسی انسان کے پیغمبر ہونے سے انکار کیا جبکہ ان کا تعجب مضحکہ خیز ہے۔

شان نزول: ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول بنا کر مبعوث فرمایا تو عرب کے لوگوں نے اس سے انکار کیا انہوں نے بطور تعجب کہا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اس سے بلند ہے کہ وہ محمد جیسا پیغمبر ارسال کرے اس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی۔ (تفسیر ابن کثیر ٢/٦٢٩)

تشریح: ان لوگوں پر تعجب ہے جو اس بات کا انکار کر رہے ہیں کہ ان کی جنس کے کسی فرد پر وحی کا نزول ہو گویا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے کسی کو کسی خاص علم کیساتھ مختص کرنا تھا تو اس کا مقام انسانوں سے بلند ہونا چاہیے تھا کسی انسان کو پیغمبر بنانا تعجب خیز ہے کبھی یہ جملہ کہا کہ اللہ تعالیٰ کسی انسان کی بجائے فرشتوں کو اتار دیتا یہ ایسا اشتباہ ہے جو پہلے پیغمبروں کی امتوں نے بھی پیش کیا جیسا کہ نوح، ہود علیہما السلام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور دیگر پیغمبروں کو ان کے عوام نے کہا کبھی اس میں اضافہ کرتے ہوئے یہ جملہ بھی کہا کہ اس شخص کو پیغمبر بھیجا جاتا جو مال کے لحاظ سے اپنا خاص مقام رکھتا ہوتا، عجیب بات یہ ہے کہ محمد (ﷺ) تو یتیم شخص ہے اور اللہ تعالیٰ کو اس کے علاوہ کوئی دوسرا شخص میسر نہیں آ سکتا تھا، جبکہ ان کا یہ انداز نہایت غلط ہے اس لئے کہ نبوت سے پہلے بھی آپ کا مقام اخلاق، فضائل کے لحاظ سے اونچا تھا امانت، دیانت، راستبازی، اچھی شہرت اور کمالات کے لحاظ سے آپ کی شخصیت لائق احترام تھی ایک عربی شاعر کا شعر ملاحظہ فرمائیں ؂

خُلِقْتَ مُبَرَّاءً مِّنْ كُلِّ عَيْبٍ كَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَآءُ

''آپ ﷺ تو ہر قسم کے عیب سے پاک گویا کہ آپ کی تخلیق بالکل اس انداز پر منتج تھی جیسا کہ آپ چاہتے تھے'' ذہن نشین کریں کہ کسی شخص کا مال و دولت کے لحاظ سے مستغنی ہونا اس کا کمال نہیں کمال کا دارومدار تو اخلاق فاضلہ پر ہے آپ کے بارے میں قرآن پاک کی شہادت ملاحظہ فرمائیں کہ آپ کی ذات گرامی اخلاق کے لحاظ سے عظمتوں کے ساتھ موصوف تھی۔

اَنۡ اَنۡذِرِ النَّاسَ: اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا کہ آپ دنیائے انسانیت کو توحید سے آگاہ کریں اور انہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے خوفزدہ کریں کہ وہ احکام الٰہیہ کے مطابق رواں دواں رہیں وگرنہ مخالفت میں اللہ تعالیٰ کے عذاب کے مستحق قرار دیئے جائیں گے اور ایمان لانے والوں کو بشارت دیں کہ انہیں ان کے اعمال صالحہ ادا کرنے پر اللہ تعالیٰ ثواب عطا کریں گے اور اخلاص کی نعمت سے مالا مال ہونے پر اونچے درجات پر انہیں رہائش ملے گی۔

قَالَ الۡكٰفِرُوۡنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِيۡنٌ: جب اللہ تعالیٰ کے پیغمبر نے ان پر کتاب اللہ کی آیات کی تلاوت کی تو اللہ تعالیٰ کی توحید اور آپ کی رسالت کا انکار کرنے والوں نے برملا کہا محمد (ﷺ) نامی شخص نے جو کچھ پیش کیا ہے یہ جادو ہے اس کے جادو ہونے میں ہرگز کلام نہیں ہے اس کا دعویٰ باطل ہے، سوال مترشح ہوتا ہے کہ انہوں نے آپ کے پیش کردہ کلام کو جادو کیوں قرار دیا؟

اس کا جواب واضح ہے کہ آپ کے کلام سے وہ زبردست متاثر ہوئے ان کے دلوں میں اثر انگیزی کی یہ کیفیت تھی کہ وہ اضطراری طور پر آپ کی جانب کشاں کشاں جانے کیلئے خود کو آمادہ پا رہے تھے وہ چاہتے تھے کہ آپ کی باتوں کو تسلیم کیا جائے اور دنیوی زندگی کی لذات کو پائے استحقار سے ٹھکرا دیا جائے، حقیقت یہ ہے کہ قرآن پاک اللہ تعالیٰ کا کلام اپنے اندر خاص کشش رکھتا ہے نہ صرف یہ کہ اس کے الفاظ میں ظاہراً حسن ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ قرآن پاک کے اثرات طبائع انسانیت پر اس قدر زوردار تبدیلی پیدا کرنے کی جانب زود اثر ہوتے ہیں کہ انسان باوجود مزاحمت کے انہیں روک نہیں سکتا، اسی لئے انہوں نے اس کو جادو قرار دیا حالانکہ قرآن پاک جادو سے پاک ہے جادو تو فنی چیز ہے جبکہ قرآن پاک ایسے مضامین پر مشتمل ہے جن سے انسان کی قوت ارادی میں غیر شعوری طور پر ایسا ہیجان رونما ہوتا ہے کہ انسان اس سے روگردانی کرنے میں خود کو بے بس پاتا ہے اس کے اسلوب میں اعجاز کارفرما ہے اس کی ترتیب اس کے معانی کے بیان میں اس قدر فریفتگی جلوہ افروز ہے کہ انسان حیرت زدہ ہو جاتا ہے اور وہ اس حقیقت کے اظہار سے خود کو روک نہیں سکتا کہ یہ کسی انسان کا کلام نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اللہ نے اسکا القاء اپنے پیغمبر پر کیا ہے۔

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِىۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ فِىۡ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسۡتَوٰى عَلَى الۡعَرۡشِ يُدَبِّرُ الۡاَمۡرَ‌ؕ مَا مِنۡ شَفِيۡعٍ اِلَّا مِنۡۢ بَعۡدِ اِذۡنِهٖ‌ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمۡ فَاعۡبُدُوۡهُ‌ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوۡنَ ﴿۳﴾ اِلَيۡهِ مَرۡجِعُكُمۡ جَمِيۡعًا‌ؕ وَعۡدَ اللّٰهِ حَقًّا‌ؕ اِنَّهٗ يَبۡدَؤُا الۡخَلۡقَ ثُمَّ يُعِيۡدُهٗ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لِيَجْزِيَ الَّذِينَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بِالْقِسْطِ ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ﴿۴﴾

ترجمہ: یقیناً تمہارا پروردگار اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا فرمایا پھر وہ عرش پر مستوی ہوا وہ ہر کام کا انتظام کرتا ہے کوئی سفارش کرنیوالا نہیں مگر اسکی اجازت کے بعد یہ اللہ تمہارا پروردگار ہے پس تم اسکی عبادت کرو کیا تم نصیحت حاصل نہیں کرتے ہو؟ (۳) تمہارا لوٹنا اسکی جانب ہے ایک ہی بار اللہ کا وعدہ سچا ہے یقیناً اس نے پہلی بار مخلوق کو پیدا کیا پھر وہی دوبارہ پیدا کریگا تا کہ ان لوگوں کو بدلہ عطا کرے جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے انصاف کیساتھ اور جو کافر ہوئے ان کیلئے گرم پانی پینا ہے اور دردناک عذاب ہے اس لئے کہ وہ حق کا انکار کرتے تھے (۴)

لغوی تحقیق: اَلْقِسْطُ مبنی بر عدل حصہ، ارشاد ربانی ہے ﴿وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ﴾ (الرحمٰن: ۹) ''اور انصاف کیساتھ ٹھیک تولو'' اور قسط کا معنی دوسرے کا حق مارنے کیلئے بھی آتا ہے قرآن پاک میں ہے ﴿وَاَمَّا الْقَاسِطُونَ فَكَانُوا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا﴾ (الجن: ۱۵) ''اور جو گناہ گار ہوئے وہ دوزخ کا ایندھن ہیں'' القسطاس ترازو کو کہتے ہیں قرآن پاک میں ہے ﴿وَزِنُوا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ﴾ (بنی اسرائیل: ۳۵) ''اور جب تول کر دو تو ترازو سیدھا رکھ کر تولا کرو'' (مفردات ص ۷۴۸)

تناسب: قبل ازیں اللہ پاک نے سورہ یونس کے آغاز میں کتاب اللہ کی آیات کا ذکر کیا ہے اور لوگوں کے اس بات پر تعجب کے اظہار کا رد کیا ہے کہ کیوں کر ان میں سے ایک شخص پر وحی کو نازل کیا ہے جو لوگوں کو اعمال صالحہ پر خوشخبری عطا کرتا ہے اور کفر و نافرمانی کے کاموں پر ڈراتا ہے کہ ان پر عذاب اتارا جائے گا بعد ازاں دو حقیقتوں کو ثابت کیا گیا ہے، ایک حقیقت یہ ہے کہ اس جہاں کا ایک خدا ہے جو قدرت والا ہے اس کا حکم چلتا ہے وہ اچھے کاموں کا حکم دیتا ہے اور برے کاموں سے روکتا ہے وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے، دوسری حقیقت یہ ہے کہ موت کے بعد ہر شخص کو زندہ کیا جائے گا اور اعمال صالحہ اور سیئہ پر ثواب اور سزا کا نظام قائم کیا جائے گا ان دونوں معاملات کو انبیاء علیہم السلام نے واضح کیا ہے۔

تشریح: بے شک تمہارا پروردگار وہ اللہ ہی ہے جو آسمانوں کا خالق ہے جو تمہارے اوپر سایہ فگن ہیں اور یہ زمین ہے جس پر تم زندگی بسر کر رہے ہو ان کو چھ دنوں میں تخلیق کیا پھر اللہ عرش پر مستوی ہوا جب کہ ہم اللہ پاک کے مستوی ہونے کی کیفیت سے ہرگز آگاہ نہیں ہیں، اللہ پاک اپنے جلال اور کبریائی کے ساتھ عرش پر مستوی ہے اس کے بارے میں سوال کرنا درست نہیں بلکہ سوال کرنا محدثین کے نقطۂ نظر سے بدعت ہے البتہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اپنی جانب سے علم سے نوازتا ہے اس طرح لوگوں میں صلاحیت ابھرتی ہے دلوں میں روشنی جلوہ گر ہوتی ہے اس کے نتیجہ میں دنیوی زندگی سعادتوں کے ساتھ ہمکنار ہوتی ہے اور اخروی زندگی میں ہمیشہ خوشیوں اور شادمانیوں کے باغیچوں میں لطف اندوز ہونا ہوتا ہے، نیز ہرگز اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ قرآن پاک اللہ کی جانب سے وحی ہے یہ تو اللہ کی کمال تدبیر کا شاہکار ہے اس پر تو اللہ کے علاوہ کوئی بھی قدرت نہیں رکھتا ہے۔

مَامِنْ شَفِيْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ: اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اللہ کی اجازت کے بغیر ہرگز کوئی سفارش نہیں کر سکتا ہے اس جملہ میں اشارہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[illegible]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوروشن کرنے والا ہے جبکہ اَلنَّارُ اس شعلہ کو کہتے ہیں جو آنکھوں کے سامنے ظاہر ہوتا ہے النار کا اطلاق دوزخ کی آگ پر بھی ہوتا ہے لڑائی کی آگ کو نَارُالْحَرْب کہا جاتا ہے قرآن پاک میں ہے ﴿ كُلَّمَا اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ ﴾ (المائدہ:۶۴) ''یہ جب لڑائی کی آگ جلاتے ہیں'' (مفردات امام راغب ص ۹۴۸)

تناسب: قبل ازیں اللہ پاک نے ان نشانیوں کو بیان کیا جو اللہ کے وجود پر دلالت کرتی تھیں ان سے مقصود آسمان وزمین کونہایت مستحکم نظام کے ساتھ استوار کرنا ہے اس کے بعد کائناتی دلائل کو بیان کیا جارہا ہے جیسے سورج اور چاند ہیں ان کونہایت محکم نظام کے مطابق استوار کیا ہے اب اس کی تفصیل کونہایت عمدہ انداز اور تعجب خیز اسلوب کے ساتھ بیان کیا جارہا ہے۔

تشریح: تمہارا پروردگار ایسی ذات ہے جو آسمانوں، زمین کا خالق ہے اور وہی تو ہے جس نے سورج کے ساتھ دن کو روشن کیا اور چاند کے ساتھ رات کی تاریکی کو دور کر کے روشنی عطا کی اور تمہاری معیشت کیلئے مناسب تدبیر فرمائی جونہایت عجیب وغریب ہے اور چاند کو اس کے آسمان میں مخصوص انداز میں چلایا اس کی منازل مقرر کیں ہر رات ایک منزل میں رہتا ہے گویا کہ سائنٹیفک (Scientific) اصولوں کی روشنی میں نہ اس میں کمی آتی ہے اور نہ اضافہ ہوتا ہے چنانچہ چاند کی منازل اٹھائیس ہیں ان میں چاند کو دیکھا جاسکتا ہے اور پورے ماہ میں چاند ایک یا دو رات نظر نہیں آتا ان دونوں کے سبب تم مہینوں اور دنوں کے اوقات کا تعین کر کے عبادات اور معاملات مالیہ اور مدنیہ کا انضباط کرتے ہو اگر یہ نظام نہ ہوتا تو ان پڑھ دیہاتی لوگوں کیلئے عبادات وغیرہ کے نظام کو چلانا مشکل ہوتا جب کہ اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ سالوں اور شمسی مہینوں کے حساب کو معلوم کرنے کیلئے مزید تعلیم کے حصول کی ضرورت ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ پاک نے روزہ حج کی ادائیگی اور طلاق کی عدت کو قمری حساب کیساتھ منسلک کیا ہے جسے ہر شخص آسانی کے ساتھ معلوم کرسکتا ہے لیکن روزہ حج کی عبادت سال کے تمام اوقات میں گردش کرتے ہوئے آتی رہتی ہے اس طرح تمام مسلمان لوگ تمام اوقات گرم، سرد، معتدل موسم میں عبادات کی ادائیگی سے بہرہ ور ہوسکیں گے قرآن پاک میں شارح علیہ السلام نے شمسی نظام سے فائدہ حاصل کرنے کی بھی ترغیب کی ہے ارشاد ربانی ہے ﴿اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ﴾ (الرحمٰن:۵) ''سورج اور چاند ایک حساب مقرر سے چل رہے ہیں'' نیز فرمایا ﴿وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ فَمَحَوْنَآ اٰيَةَ الَّيْلِ وَجَعَلْنَا اٰيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ﴾ (الاسراء:۱۲) ''اور ہم نے رات اور دن کو دو نشانیاں بنایا تو ہم نے رات کی نشانی کو بے نور کر دیا اور دن کی روشنی کو دیکھنے کا سبب بنایا تاکہ تم اپنے رب کا فضل تلاش کرو اور تاکہ تم سال کی گنتی اور حساب کو جانو''

اللہ نے سورج کو روشنی عطا کی اس کی شعاعیں ان ستاروں پر واقع ہوتی ہیں جو نظام شمسی میں اس کے تابع ہیں اس کے نتیجہ میں تمام ذی روح اشیاء میں حرارت ظہور پذیر ہوتی ہے اور سورج کی روشنی کے ساتھ لوگ ان چیزوں کو دیکھتے ہیں جن کو دیکھنے کی ضرورت ہے اور اپنی معیشت اور دیگر امور کو سرانجام دینے کے لئے متحرک ہوتے ہیں جب کہ چاند کو اللہ پاک نے روشن کیا ہے لیکن اس کی روشنی سورج کی مرہون منت ہے چاند کی روشنی میں راتوں کا سفر کرنے والے قافلے سفر کرسکتے ہیں اور چاند کی تاریخوں میں سے سالوں اور مہینوں کا علم حاصل ہوتا ہے ان کی تخلیق خاص حکمت پر مبنی ہے اور کائنات کی زندگی کیلئے منفعت بخش ہے مزید معیشت کے نظام کا دارومدار اسی پر ہے اس محکم نظام میں ذرہ بھر خلل رونما نہیں ہوتا نظام کا معطل ہونا تو کیسے ممکن ہے رب کائنات کے اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم نظام پر غور وفکر کے بعد تسلیم کرنا ہوگا کہ کائنات کی تخلیق بے فائدہ نہیں، مزید برآں کیسے باور کیا جاسکتا ہے کہ انسان کو پیدا کرنے کے بعد اسے قوت بیانیہ سے نہ نوازا جائے بلکہ کمال قسم کی استعداد کے ساتھ اسے بہرہ ور فرمایا جب کہ اس جیسی استعداد انسان کے علاوہ کسی دوسری مخلوق کے حصہ میں نہیں آئی ہے پھر کیسے ممکن ہے کہ انسان کو بے کار محض چھوڑ دیا جائے کہ وہ فوت ہو جائے اور فوت ہونے کے بعد اسے نہ اٹھایا جائے تاکہ ہر انسان کو اس کے اعمال کے مطابق بدلہ دیا جائے پرہیزگاروں کو ان کے اعمال صالحہ کے سبب جنت میں داخلہ دیا جائے ان کے مقابلہ میں شرک کرنے والوں، ظالموں اور مجرموں کو ان کے کفر اور جرائم کے سبب سزا دی جائے ارشاد ربانی ہے ﴿اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِيْنَ كَالْمُجْرِمِيْنَ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ﴾ (القلم:۳۵-۳۶) ''بھلا ہم مسلمانوں کو مجرموں کی مانند کر دیں گے؟ تمہیں کیا ہوگیا ہے تم کیسے فیصلے کرتے ہو!''

یُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ: اللہ پاک کائنات کی تخلیق کے دلائل عقلیہ اور کونیہ کو اپنے پیغمبر پر تفصیل کے ساتھ پیش کر رہا ہے ان لوگوں کے لئے جو دلائل کا فہم رکھتے ہیں اور عقل کے ذریعہ آیات قرآنیہ کے مفہوم کو سمجھتے ہیں اور ان کے ذریعہ حق و باطل میں امتیاز کرتے ہیں انہیں یقین حاصل ہوتا ہے کہ جس ذات نے سورج چاند کے نظام کو عجیب کیفیت کے ساتھ چلا رکھا ہے اس کی روشنی میں ہرگز باور نہیں کیا جاسکتا کہ انسان جو اشرف المخلوقات ہے اسے بے فائدہ پیدا کیا گیا ہو۔

اِنَّ فِي اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ: بلاشبہ رات کے ظہور پذیر ہونے اور ان میں ہر ایک کا دوسرے کے پیچھے ظہور پذیر ہونا اور زمین کے سورج سے مختلف مقامات کے مطابق وقوع پذیر ہونے میں دن رات کا لمبا ہونا اور مختصر ہونا اور سورج کی یومیہ اور سالانہ گردش کے لحاظ سے جو سائنٹیفک (Scientific) نظام کارفرما ہے اور رات دن میں سے ہر ایک میں طبعی طور پر نیند، آرام، دینی، دنیوی امور کا سرانجام دینا ہے نیز آسمانوں اور زمین میں جمادات، نباتات، حیوانات کے حالات بجلیوں کا کوندنا، چمکنا بادلوں کا ظہور پذیر ہونا بارش کا برسنا سمندروں میں مدوجزر کی کیفیت کا نمودار ہونا اور مختلف قسم کی کانوں کی کیفیات میں اللہ کے وجود پر زبردست دلائل کارفرما ہیں ان میں وہی لوگ اپنے دامن کو بھر سکتے ہیں جو اللہ پاک کے تکوینی اور تشریعی اصولوں کے مطابق رواں دواں رہتے ہیں مخالفت سے کنارہ کش رہتے ہیں چنانچہ اللہ پاک خالق کائنات نے جسمانی صحت کی حفاظت کے لئے جہاں اصول مقرر فرمائے ہیں وہاں نفس امارہ کی سرکشی سے بچاؤ کے لئے بھی ضوابط موجود ہیں ان کا خیال رکھا جائے بے حیائی کے کاموں کے ارتکاب سے دور رہا جائے تاکہ تزکیہ نفس حاصل ہو اس انداز کے ساتھ زندگی بسر کرنے والے انسانوں کو قیامت کے دن یقیناً نوازا جائے گا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا وَرَضُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاطْمَاَنُّوْا بِهَا وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنْ اٰيٰتِنَا غٰفِلُوْنَ ﴿۷﴾ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۸﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ يَهْدِيْهِمْ رَبُّهُمْ بِاِيْمَانِهِمْ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۹﴾ دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰﴾

ترجمہ: بلاشبہ جو لوگ ہماری ملاقات کا ارادہ نہیں رکھتے ہیں وہ دنیوی زندگی پر ہی خوش ہیں اور اس پر انہیں اطمینان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاصل ہے اور وہ لوگ جو ہماری نشانیوں سے غافل ہیں (۷) ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے بدلے اس کے جو وہ عمل کرتے رہے (۸) بلا شبہ جو لوگ ایمان لائے اور اعمال صالحہ بجا لاتے رہے ان کو ان کا پروردگار ان کے ایمان کے سبب انہیں ایسے نعمت والے باغوں کی جانب راہ نمائی کرے گا کہ ان کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی (۹) وہاں ان کی پکار سُبْحٰنَکَ اللّٰهُمَّ [اے اللہ تو پاک ہے] ہوگی اور ان کی دعا اس میں ایک دوسرے کو سلام کہنا ہوگا اور ان کی آخری دعا یہ ہوگی کہ ہر قسم کی حمد و ثنا اللہ کی ذات کے لئے سزاوار ہے جو جہانوں کا پروردگار ہے (۱۰)

لغوی تحقیق: مَاْوٰاهُم ان کا ٹھکانہ، مادہ (اوی) ایسا ٹھکانہ جہاں تھکا ماندہ یا خوف زدہ یا محتاج جگہ پکڑتا ہے امن حاصل کرتا ہے آرام کرتا ہے یا ضرورت پوری کرتا ہے وہ مقام و منزل جہاں آخر کار انسان کو رہنا ہے یعنی بہشت یا دوزخ (لسان القرآن ص ۱۳۷) لَا یَرْجُوْنَ لِقَاءَ نَا وہ ہماری ملاقات کی امید نہیں رکھتے ہیں ارشاد ربانی ہے ﴿لَا یَرْجُوْنَ نِکَاحًا﴾ (النور:٦٠) ''وہ نکاح کا ارادہ نہیں کرتے ہیں امید خواہ اچھی ہو یا بری'' (الراغب ۴/۲۰۷)

تناسب: قبل ازیں اللہ پاک کے وجود پر دلالت کرنے والے دلائل کا بیان ہوا آسمانوں اور زمین کی تحقیق رات دن کے بدلنے قیامت کا اثبات اور اعمال پر جزا سزا کا بیان اور اللہ کی بارگاہ میں پیشی اور محاسبہ کا ذکر تھا اب ان لوگوں کا بیان ہے جنہوں نے اللہ کی ذات کا انکار کیا اور دلائل سے بے رخی اختیار کی پھر ایمان والوں کی کیفیت جو اعمال صالحہ کرتے ہیں اور برائیوں سے روگردانی کرتے ہیں انہیں اپنے رب کی ملاقات پر یقین ہے بعد ازاں دونوں فریقوں میں سے ہر فریق کو جو اعمال صالحہ پر بدلہ ملے گا اس کا تذکرہ ہے۔

تشریح: جو لوگ اخروی زندگی کا انکار کرتے ہیں وہ اعمال پر جزا سزا کا بھی انکار کرتے ہیں ان کی دوڑ دھوپ تو بس دنیا کے حصول پر ہے دنیوی لذات کے حصول میں مستغرق رہتے ہیں نیز وہ لوگ جو ان آیات پر غور و فکر نہیں کرتے ہیں جن کو ہم نے اپنے پیغمبر پر نازل کیا ہے ان میں موعظت و عبرت اخروی زندگی کی کیفیات کا نقشہ اپنے اذہان میں نہیں لاتے ہیں اور کائناتی دلائل سے روگردانی کرتے ہیں یہ لوگ بھی پہلے گروہ میں شامل ہیں انہوں نے محاسبہ کے لئے خود کو تیار ہی نہیں کیا ان لوگوں کا ٹھکانہ آخرت میں دوزخ ہے انہیں ان کی نافرمانیوں پر جو زندگی بھر کرتے رہے محاسبہ کے بعد جہنم میں داخل کر دیا جائے گا۔

اب دوسرے گروہ کا تذکرہ ہے جو ان باتوں پر ایمان لائے جن پر ایمان لانا ضروری تھا اور آیات الٰہیہ سے غفلت اختیار نہ کی اپنے پروردگار کا انہیں یقین تھا وہ محاسبہ اور اللہ کے عذاب سے خوف زدہ رہے ان کا پروردگار انہیں ان کے ایمان کے سبب صراط مستقیم کی جانب راہ نمائی فرماتا رہے گا جس کے نتیجہ میں انہیں جنت میں داخلہ ملے گا جس کو اللہ تعالیٰ نے پرہیز گاروں کے لئے تیار کر رکھا ہے، ایمان دار شخص کو اس کا عمل نہایت خوبصورت شکل میں ملے گا اس کے ساتھ مانوسیت اختیار کرے گا اور اسے اس کے ٹھکانے کی جانب راہ نمائی کرے گا جب کہ کافر شخص سے اس کا عمل نہایت قبیح شکل میں ملاقات کرے گا جس کے سبب اس کی پریشانی میں اضافہ ہوگا اس کی دوزخ کی جانب راہ نمائی کرے گا۔

دَعْوٰهُمْ فِیْهَا سُبْحٰنَکَ اللّٰهُمَّ: ایمان والوں کا جنت میں پکارنا ہوگا ''پاک ہے تو اے اللہ'' اور ان کا آپس میں تَحِیَّه سلام ہوگا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اللہ پاک کا سلام بھی انہی الفاظ سے ہی ہوگا ارشاد ربانی ہے ﴿ تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهُ سَلٰمٌ ﴾ (الاحزاب:۴۴) ''اللہ کی جانب سے ان کے لئے تحفہ سلام کا ہوگا اسی طرح فرشتے بھی انہیں سلام کا تحفہ دیں گے''

وَاٰخِرُ دَعْوٰهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ: جنت والوں کے آخری دعائیہ کلمات جن کلمات کو زبان پر لاتے ہوئے اپنے پروردگار سے مناجات کریں گے وہ کلمات الحمدللہ رب العالمین ہیں جب کہ اللہ کی بارگاہ میں حاضری کے وقت ثنائیہ کلمات بھی اللہ کی حمد وثنا پر مشتمل ہوں گے ارشاد ربانی ہے ﴿وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَآءُ ۚ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ﴾ (الزمر:۷۴) ''اور وہ پکار اٹھیں گے ہر قسم کی حمد وثنا اللہ کے لئے لائق ہے جس نے ہم سے وعدہ کو سچا ثابت فرمایا اور ہمیں زمین کا وارث بنایا ہم جہاں چاہتے ہیں جنت میں رہائش کرتے ہیں ان لوگوں کی مزدوری بہت عمدہ ہے'' جنہوں نے اعمال صالحہ کئے، پس ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ جنت کے حصول کے لئے تزکیہ نفس کرے اپنی روحانی قوت کو مزید روشن کرے اور اس حقیقت کو دل وجان کے ساتھ تسلیم کرے کہ وہ جنت میں رہائش کا مستحق تب ہوگا جب وہ اعمال صالحہ پر مداومت کرے گا اور نفس امارہ خواہشات نفسانی کے کچلنے کیلئے مجاہدہ نہ کرے گا جبکہ اولیاء کا وسیلہ اختیار کرنے اور ان کی سفارش کی آرزوں سے ہرگز دل کو نہ بہلایا جائے ارشاد ربانی ہے ﴿لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ وَلَآ اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ ۭ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْۗءًا يُّجْزَ بِهٖ وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰۗئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا﴾ (النساء:۱۲۳۔۱۲۴)

''نجات کا دارومدار نہ تمہاری آرزوں پر ہے اور نہ اہل کتاب کی آرزوں پر جو شخص بھی برائی کرے گا اس کو اس کی سزا ملے گی اور وہ اللہ کے سوا کسی کو اپنا دوست اور مددگار نہیں پائے گا اور جو بھی اعمال صالحہ کرے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت جب کہ وہ لوگ ایمان دار ہوں تو ایسے لوگ جنت میں داخل ہوں گے ان کی ذرہ بھر حق تلفی نہ ہوگی''

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ذوالنون پیغمبر نے مچھلی کے پیٹ میں دعا کی اس کے کلمات ملاحظہ فرمائیں ﴿اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ڰ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ﴾ (الانبیاء:۸۷) اس کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا جو مسلمان ان دعائیہ کلمات کیساتھ دعا کرے گا تو اس کی دعا قبول کی جائے گی حالانکہ اس میں دعائیہ کلمات نہیں ہیں اسی طرح اسی معنی کی حدیث موجود ہے کہ آپ ﷺ کو جب کوئی تکلیف اور بے چینی لاحق ہوتی تو آپ یہ دعا پڑھتے تھے:

((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ)) ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ عظمت والا حلم والا ہے اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں وہ عرش عظمت والے پروردگار کا ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ آسمان وزمین کا پروردگار ہے اور عزت والے عرش کا رب ہے''

(صحیح بخاری ح ۷۴۳۱، صحیح ترمذی ۳/۱۵۴)

وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ لَقُضِيَ اِلَيْهِمْ اَجَلُهُمْ ۭ فَنَذَرُ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَاۗءَنَا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿١١﴾ وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْۢبِهٖٓ اَوْ قَاعِدًا اَوْ قَاۗىِٕمًا ۚ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهٗ مَرَّ كَاَنْ لَّمْ يَدْعُنَآ اِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ ۭ كَذٰلِكَ زُيِّنَ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لِلْمُسْرِفِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴿١٢﴾

ترجمہ: اور اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو جلدی سے سختی پہنچاتا جیسا کہ وہ جلدی نعمت کو طلب کرتے ہیں تو ان کے حق میں ان کی موت کا فیصلہ کر دیا جاتا پس ہم ان لوگوں کو چھوڑ دیتے ہیں جو ہماری ملاقات کی امید نہیں رکھتے ہیں کہ وہ اپنی بے راہ روی میں حیران پھرتے ہیں (۱۱) اور جب انسان کو رنج پہنچتا ہے تو وہ ہماری بارگاہ میں دعا کرتا ہے اپنے پہلو پر لیٹے ہوئے یا بیٹھے ہوئے یا کھڑے ہو کر پھر جب ہم اس سے اس کی تکلیف کو دور کر دیتے ہیں تو وہ ایسا ہو جاتا ہے گویا کہ اس نے ہم سے اس کی تکلیف کو دور کرنے کی دعا کی ہی نہیں ہے جو اس کو پہنچی تھی اس طرح آراستہ کر دیا جاتا ہے حد اعتدال سے تجاوز کرنے والوں کے لئے جو وہ کرتے رہے (۱۲)

لغوی تحقیق: تَعْجِيْلُ الشَّيْءِ کسی کام کو اس کے مقرر وقت سے پہلے یا وعدہ سے قبل یا وعدہ کے وقت سے پہلے طلب کرنا اِسْتِعْجَالٌ کسی کام میں عجلت سے کام لینا جب کہ حقیقت یہ ہے کہ عجلت انسان کا خاصہ ہے اور طبعی چیز ہے ارشاد ربانی ہے ﴿خُلِقَ الْإِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ﴾ (الانبیاء: ۳۷) ''انسان کی سرشت میں جلدی کارفرما ہے'' چنانچہ انسان کا اچھی بات کے طلب کرنے میں جلدی کرنا اس لئے ہے کہ وہ منفعت بخش چیز کے طلب کرنے میں زبردست حریص واقع ہوا ہے تاکہ اس کا فائدہ اسے جلدی حاصل ہو جائے صبر کرنا مشکل ہو جاتا ہے لیکن تکلیف دہ چیز کو جلدی طلب کرنا عبادت کے خلاف ہے البتہ عناد غصہ ناواقفیت کے پیش نظر جلدی کرتا ہے، قَضَاءُ الْأَجَلِ سے مقصود عمر کا ختم ہونا ہے عمۃ کمی، کام یا برائی میں حیران ہونا۔

تناسب: کفار نے محمد ﷺ کو منصب نبوت پر سرفراز کئے جانے پر برہمی کا اظہار کیا بلکہ تعجب کیا تو تعجب کو ختم کرتے ہوئے ان الفاظ کے ساتھ واضح کیا، تمہارا اس بات پر تعجب کرنا کہ ایک شخص کو پیغمبر بنایا گیا بلکہ یہ کہنا کہ اگر یہ پیغمبر جو کچھ کہہ رہا ہے درست ہے تو ہم پر آسمان سے پتھروں کی بارش اتار دی جائے اس کا جواب واضح ہے انہیں عذاب میں مبتلاء کرنا مصلحت کے تقاضا کے خلاف ہے ظاہر ہے کہ عذاب کے سبب وہ موت سے ہم کنار ہو جائیں گے اور ان کو موت کے گھاٹ اتارنے سے کچھ فائدہ نہیں اس طرح اصلاح تو ممکن نہیں ہے بلکہ عین ممکن ہے کچھ عرصہ بعد یہ لوگ ایمان قبول کرلیں یا ان کی پشت سے پیدا ہونے والے لوگ ایمان قبول کرلیں۔

شان نزول: بعض مفسرین نے نقل کیا ہے کفار مکہ نے جب اللہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ اے اللہ! اگر یہ دین اسلام سچا ہے تو ہم پر آسمان سے پتھروں کی بارش برسا، ہمیں تباہ کر: یا جائے علامہ زمخشری وضاحت کرتے ہیں اگر ہم ان پر عذاب جلدی بھیج دیتے جس عذاب کا انہوں نے مطالبہ کیا جیسا کہ جب انہوں نے خیر و برکت کا مظاہرہ کیا اور ہم نے انہیں جلد اس کام سے شاد کام کیا تو اسی طرح ان پر عذاب اتار کر انہیں موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا۔

تشریح: اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے ساتھ حلم اور مہربانی کے ساتھ پیش آتے ہیں جب کہ ان کی اس دعا کو قبول نہیں کرتے ہیں جب وہ اپنے فوت ہونے یا مال اولاد کے بارے میں بددعا کرتے ہیں اللہ کو معلوم ہے کہ ان کا ارادہ یہ نہیں ہے کہ وہ موت کے گھاٹ اتر جائیں دراصل اللہ پاک کی جانب سے اپنے بندوں کے ساتھ یہ ہمدردی اور مہربانی کا انداز ہے، حدیث شریف میں ہے آپ ﷺ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے فرمایا اپنی اولاد اور مال کے بارے میں بددعا نہ کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہاری بددعا کے کلمات ایسے وقت کہے جائیں جس وقت دعا کی قبولیت ہوتی ہے تو تمہاری بددعا قبول ہو جائے ۔ (صحیح ابی داؤد ۱/ ۲۶۲ ۳ ،تفسیر ابن کثیر ۲/ ۶۳۴ ،صحیح مسلم کتاب الذھد باب ۱۸)

وَاِذَامَسَّ الْاِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْبِہٖ: جب کسی انسان کو تکلیف لاحق ہوتی ہے، بیمار ہو جاتا ہے، فقر وفاقہ سے مزاحم ہوتا ہے یا کسی اور مصیبت سے دوچار ہوتا ہے تو وہ تمام کیفیات میں ہم سے دعا کرتا ہے کبھی قیام کی حالت میں کبھی بیٹھے ہوئے کبھی لیٹے ہوئے تو ہم مصیبت سے اسے تحفظ عطا کرتے ہیں اس کے بعد اس کی کیفیت یوں ہو جاتی ہے کہ وہ پھر نافرمانی کے کاموں پر مصر ہو جاتا ہے اور اپنی پہلی کیفیت کو فراموش کر دیتا ہے گویا کہ وہ کبھی کسی تکلیف سے دوچار ہوا ہی نہیں تھا۔

کَذٰلِکَ زُیِّنَ لِلْمُسْرِفِیْنَ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ: اس شخص کی طرح جس نے اخلاص کے ساتھ تکلیف میں بارگاہ الٰہی میں کانپتے ہوئے ہاتھوں، آنکھوں سے آنسو بہاتے ہوئے توبہ کی اور پختہ عہد کیا کہ مستقبل میں ان گناہوں کے قریب بھی نہیں جائے گا خیال رہے مکہ کے ظالم لوگوں نے نہ صرف شرک کیا بلکہ اللہ کے پیغمبر کے ساتھ دشمنی کی اور جب اللہ کے پیغمبر نے نافرمانی کے سبب اللہ کے عذاب سے خوف زدہ کیا تو اس کی باتوں کا استہزاء اڑایا اور پختہ زبان سے عذاب کی دعوت کو چیلنج کیا کہ اگر یہ پیغمبر سچا ہے اور یہ دین درست ہے تو ہم پر آسمان سے پتھروں کی بارش برسائی جائے۔

وَلَقَدْ اَھْلَکْنَاالْقُرُوْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا وَجَآءَتْھُمْ رُسُلُھُمْ بِالْبَیِّنٰتِ وَ مَا کَانُوْا لِیُؤْمِنُوْا ط کَذٰلِکَ نَجْزِی الْقَوْمَ الْمُجْرِمِیْنَ ﴿۱۳﴾ ثُمَّ جَعَلْنٰکُمْ خَلٰٓئِفَ فِی الْاَرْضِ مِنْ بَعْدِھِمْ لِنَنْظُرَ کَیْفَ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴﴾

ترجمہ: بے شک ہم تم سے پہلے بہت قوموں کو تباہ و برباد کر چکے ہیں جب انہوں نے ظلم کئے حالانکہ ان کے پیغمبران کے پاس روشن دلائل لے کر آئے لیکن وہ ایمان لانے کے لئے تیار نہ ہوئے ہم گناہ گاروں کو اسی طرح سزا دیتے ہیں (۱۳) پھر ہم نے ان کے بعد تمہیں ان کا زمین میں جانشین بنایا تا کہ ہم دیکھیں کہ تم کیسے عمل کرتے ہو (۱۴)

لغوی تحقیق: اَلْقُرُوْنَ کا واحد اَلْقَرْنُ ہے معنی ملانا، سینگ، قَرْنٌ وہ آدمی جو دوسرے شخص کا ہم عمر ہو قَرِیْنٌ ہم نشین، ساتھی اس کی جمع قُرَنَاءُ ہے قَرْنٌ ایک صدی کے لوگ جمع قُرُوْنٌ. اَلْقِرَانُ حج ،عمرہ کو جمع کرنا، قَرْنٌ جانور کا سینگ کَبْشٌ اَقْرَنٌ سینگوں والا مینڈھا۔ (مفردات امام راغب ص ۷۴۳)

تناسب: ان سے پہلی آیات میں اس حقیقت کو واضح کیا گیا کہ لوگوں نے عذاب کے جلد آنے کا مطالبہ کیا لیکن ان کی دعا قبول ہونے میں ان کے لئے کچھ فائدہ نہیں بعدازاں واضح کیا کہ عذاب کے جلدی آنے میں انہیں کچھ فائدہ نہیں ہے بلکہ وہ عذاب کے مطالبہ میں جھوٹے ہیں، ظاہر ہے کہ جب ان پر عذاب نازل ہوا تو اس کے تحفظ کے لئے بارگاہ الٰہی میں نہایت تضرع وزاری کے ساتھ گڑگڑا کر کہیں کہ ہم سے عذاب کو دور کر دیا جائے، اب انہیں ڈانٹ پلائی جا رہی ہے کہ اللہ ان پر عذاب نازل کر سکتا ہے جس کے بعد ان کا وجود زمین سے نابود ہو جائے گا ان کا استیصال ہو جائے گا جیسا کہ سابقہ امتوں پر اللہ کا عذاب نازل ہوا تو پہلی امتوں کے واقعات سے انہیں عبرت حاصل کرنی چاہئے اور اس مطالبہ سے باز رہنا چاہئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح: اہل مکہ کو مخاطب کر کے بتایا جا رہا ہے کہ ہم نے تم سے پہلے بہت سی قوموں کو ان کے ظلم کے سبب تباہ و برباد کیا ارشاد ربانی ملاحظہ فرمائیں ﴿وَتِلْكَ الْقُرٰٓى اَهْلَكْنٰهُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا وَجَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِمْ مَّوْعِدًا﴾ (الکهف:۵۹) ''اور یہ بستیاں ہیں جن کو ہم نے تباہ و برباد کیا جب وہ ظالم ہو گئے اور ہم نے انکی ہلاکت کا وقت مقرر کر رکھا ہے'' ذہن نشین کریں قوموں کے ظلم کے سبب انکی ہلاکت دو طرح کی ہوتی ہے، اولاً جن لوگوں کی جانب اللہ پاک نے پیغمبروں کو مبعوث فرمایا کہ وہ ایمان اور اعمال صالحہ کی جانب خود کو جھکائیں جیسے قوم نوح، عاد، ثمود وغیرہ ہیں لیکن ان قوموں نے پیغمبروں کی مخالفت کی اس پر پیغمبروں نے انہیں انکے انکار پر عذاب الٰہی سے خوف زدہ کیا لیکن وہ باز نہ آئے اسکے نتیجہ میں ان کا استیصال کر دیا گیا، ثانیاً معاشرہ میں جب ظالم لوگوں نے جو برسر اقتدار تھے کمزور لوگوں پر ظلم کیا انہیں اپنا محکوم بنایا اور ان کو جانوروں کی مانند سمجھا ان پر آزادی کے دروازے بند کر دیئے اخلاق فاسدہ سے معاشرہ کو بگاڑنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا، تو اللہ کے عذاب کی لاٹھی سے وہ محفوظ نہ رہ سکے حالانکہ اللہ کے پیغمبر انکے پاس جب آئے تو دلائل واضحہ لے کر آئے جن سے ان کی صداقت الم نشرح ہو رہی تھی لیکن وہ بدستور کفر پر ڈٹے رہے شہوات، لذات سے ہم کنار رہے تو اللہ نے ان کا استیصال کر دیا اللہ پاک کا قانون ہے کہ مجرموں کو بالآ خر صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جاتا ہے ان واقعات میں مکہ کے باشندوں کو ڈانٹ پلائی جا رہی ہے کہ تم اللہ کے پیغمبر کی تکذیب سے باز آ جاؤ ورنہ تمہارا انجام بھی پہلے لوگوں کی طرح ہوگا۔

ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ فِي الْاَرْضِ: مخاطب وہ لوگ ہیں جن کی جانب محمد ﷺ کو مبعوث کیا گیا تھا کہ ہم نے تم سے پہلے ظالموں کو تباہ و برباد کرنے کے بعد تمہیں زمین میں ان کا خلیفہ بنایا ہم تمہاری کیفیات کا جائزہ لے رہے ہیں کہ تم اچھے کام کرتے ہو یا برے کاموں پر اصرار کرتے ہو بہرحال تمہارے اعمال کے مطابق تم سے معاملہ کیا جائے گا، حدیث شریف میں ہے ''بلاشبہ دنیا میں کشش ہے شیرینی ہے اور اللہ تمہیں دنیا میں تم سے پہلے لوگوں کے بعد لانے والا ہے وہ جائزہ لینا چاہتا ہے کہ تم کس طرح کے اعمال کرتے ہو'' (صحیح مسلم کتاب الرقاق باب ا، مشکوۃ البانی ۹۲۸/۲ تفسیر المراغی ۲۱۳/۴، تفسیر ابن کثیر ۶۳۵/۲)

اس حدیث میں اشارہ ہے کہ خلافت کا دارومدار اعمال پر ہے آباؤ اجداد کے کارناموں اور اعمال پر فخر کرنا درست نہیں بلکہ اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلا جائے تاکہ انعامات الٰہیہ سے اسلامی معاشرہ جنت نظیر بنا رہے۔

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيَاتُنَا بَيِّنٰتٍ ۙ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَآ اَوْ بَدِّلْهُ ؕ قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِيْ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۚ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۵﴾ قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ ۖ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۶﴾ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۱۷﴾

ترجمہ: اور جب ان پر ہماری واضح آیات کی تلاوت کی جاتی ہے تو وہ لوگ جنہیں ہماری ملاقات کی توقع نہیں کہتے ہیں اس کے علاوہ کوئی قرآن پیش کرو یا اسے تبدیل کرو آپ کہیں میرے لئے جائز نہیں کہ میں اس کو اپنی جانب سے تبدیل کروں میں تو پیروی نہیں کرتا ہوں مگر اس کی جس کی میری جانب وحی کی جاتی ہے بے شک مجھے بڑے دن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے عذاب کا ڈر ہے اگر میں نے اپنے پروردگار کی نافرمانی کی (۱۵) آپ کہیں اگر اللہ چاہتا تو میں اس کی تم پر تلاوت نہ کرتا اور نہ تمہیں اس کے بارے میں خبر دیتا میں نے تم میں اس سے پہلے زندگی گزاری ہے تم سمجھتے کیوں نہیں ہو (۱۶) پس اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہے جس نے ایک اللہ پر جھوٹ باندھا یا اللہ کی آیات کو جھٹلایا بے شک مجرم لوگ کامیاب نہیں ہوں گے (۱۷)

تشریح: قبیلہ قریش کے مشرکین کی ہٹ دھرمی سے آگاہ کیا جا رہا ہے کہ جب ان پر اللہ کے پیغمبر قرآن پاک کی آیات کو تلاوت کرتے ہیں جن میں اللہ کی توحید کے واضح دلائل پائے جاتے ہیں تو وہ ان کے سننے کے بعد آپ کو مخاطب ہو کر کہتے ہیں کہ آپ اس کے سوا کسی دوسرے انداز کا قرآن لائیں ان کے اس مطالبہ کے جواب میں اللہ پاک رسول اکرم ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے اس حکم سے انہیں آگاہ کرنے کا حکم دیتے ہیں کہ آپ انہیں بتائیں میرے لئے ہرگز ممکن نہیں کہ میں اپنی جانب سے اس میں ایک شوشہ کو بھی تبدیل کروں میں تو اللہ کا فرماں بردار بندہ ہوں اور اللہ کے پیغامات کو آپ تک پہنچا رہا ہوں اگر میں اپنے پروردگار کی نافرمانی کروں گا تو قیامت کے عظیم الشان دن مجھے خطرہ ہے کہ میں عذاب میں گرفتار نہ ہو جاؤں، بعد ازاں آپ نے انہیں جن احکام الٰہیہ سے آگاہ کیا ہے ان کے صحیح ہونے پر دلیل پیش کرتے ہوئے اللہ کی جانب سے اس پیغام کو پہنچا رہے ہیں کہ اگر اللہ کی مشیت میرے شامل حال نہ ہوتی تو میرے لئے ممکن نہ تھا کہ قرآن پاک کی آیات تمہیں پڑھ پڑھ کر سناتا اور نہ تمہیں اس سے آگاہ کرتا جو کچھ بھی میں آپ لوگوں کے سامنے پیش کر رہا ہوں وہ اللہ کے حکم کے مطابق ہے اس کی مشیت اور اس کے ارادہ کے ماتحت ہے ہرگز ممکن نہیں کہ میں اپنی جانب سے اس انداز کے ساتھ احکام وغیرہ پیش کر سکوں میں ہرگز اللہ پاک کی ذات پر جھوٹ کہنے کی سکت نہیں رکھتا ہوں اور جو کچھ میں پیش کر رہا ہوں اس کے من جانب اللہ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ تم اس کا مقابلہ کرنے سے عاجز ہو، مزید برآں تمہیں میرے صادق اور امین ہونے کا اعتراف ہے میری پیدائش تم میں ہوئی یہاں تک کہ اللہ نے مجھے تمہاری جانب پیغمبر بنا کر بھیجا اب تمہارے لئے ہرگز درست نہیں کہ تم مجھ پر تنقید کرو اور مجھے حقارت کے انداز سے دیکھو میں نے تم میں زندگی کا ایک عرصہ گزارا ہے چالیس سال کا عرصہ کچھ کم نہیں ہوتا تمہیں سوچ سمجھ کر میرے بارے میں کوئی قدم اٹھانا چاہیئے اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ اللہ نے تمہیں عقل و دانش سے نوازا ہے جس کی روشنی میں تم حق و باطل کے درمیان امتیاز کی صلاحیت رکھتے ہو۔

کیا آپ کے علم میں یہ بات نہیں کہ روم کے بادشاہ ھرقل نے جب ابوسفیان اور اس کے رفقاء سے میرے بارے میں استفسار کیا، کیا تم اس شخص کے نبوت کے دعویٰ کرنے سے قبل اس پر جھوٹ کہنے کی تہمت لگا سکتے ہو؟ ابوسفیان نے نفی میں جواب دیا خیال رہے! ابوسفیان نے اپنی پارٹی کے افراد کی نمائندگی کرتے ہوئے یہ جواب دیا گویا کہ اس نے آپ کی نبوت کی سچائی کا اعتراف کیا حالانکہ ابوسفیان اس وقت کافر تھا اور جب کسی شخص کی سچائی کی گواہی اس کا دشمن دیتا ہے تو اس کی سچائی میں ہرگز شبہ نہیں ہو سکتا، ھرقل نے ابوسفیان کو مخاطب کرتے ہوئے اس حقیقت کا اظہار کیا کہ جو شخص لوگوں کے بارے میں جھوٹ کہنے سے محتاط ہے وہ اپنے پروردگار کے بارے میں کیسے جھوٹ کہہ سکتا ہے آپ کی صداقت پر جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے حبشہ کے بادشاہ نجاشی کے دربار میں جو بیان دیا اس سے آپ کی صداقت کا پتہ چلتا ہے ملاحظہ فرمائیں جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے نجاشی کے دربار میں اس حقیقت کا اظہار کیا کہ اللہ پاک نے ہم میں ایسا پیغمبر بھیجا ہے جس کے نسب سے ہم آگاہ ہیں وہ ہم میں اونچے خاندان کا ایک فرد ہے مزید

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برآں اس کی صداقت وامانت کا شہرہ ہے وہ شخص نبوت کے دعویٰ سے قبل چالیس سال تک ہم میں رہا ہم اس کے بارے میں ہرگز جھوٹ کہنے کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔(ابن کثیر ج۲ص ۶۳۶)

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا: مشرکین کے مطالبہ کا رد کیا ہے اولاً اس حقیقت کو واضح کیا جا رہا ہے کہ قرآن پاک میں تبدیلی کا مرتکب ہونا اللہ کے کسی پیغمبر کیلئے درست نہیں، نہ اللہ نے اس کی اجازت دی ہے بلکہ اگر بفرض محال کسی پیغمبر سے اس کا وقوع صادر ہوتا ہے تو اس جرم کے سبب اللہ اس پیغمبر کو سخت عذاب میں مبتلاء کرے گا اس لئے کہ قران پاک تو اللہ کا خاص کلام ہے نیز عقلی دلائل کی روشنی میں قرآن پاک اللہ کا کلام ہے اور کسی میں ہرگز ایسی صلاحیت موجود نہیں کہ قرآن پاک کا مثل پیش کر سکے اس کے بعد ان دو دلیلوں کو مزید تقویت عطا کرتے ہوئے تیسری دلیل یہ پیش کی ہے کہ انتہا درجہ کا جرم اللہ کی ذات پر جھوٹ باندھنا ہے اور اللہ کی آیات کو جھٹلانا ہے جسے صیغہ استفہام انکاری کیساتھ بیان کیا گیا ہے کہ اللہ کے نزدیک سب سے بڑا ظالم اور اللہ کی ناراضگی کا باعث یہ دونوں فریق ہیں تو میں تمہیں آگاہ کر رہا ہوں کہ اللہ کی آیات کی تکذیب کرنے والا بہت بڑا ظالم ہے تو کیسے ممکن ہے کہ میں اللہ کی ناراضگی مول لوں کہ میں اللہ پر جھوٹ کہوں، اللہ کی ذات پر جھوٹ کہنا تو اللہ کی آیات کی تکذیب کے جرم سے کہیں بڑا جرم اور گناہ ہے مجھے اتنے بڑے جرم سے کیسے فائدہ ہو سکتا ہے جب کہ میرا ارادہ اصلاح کا ہے اور میری دعوت بھی اصلاح پر مبنی ہے اور اصلاح کے لئے تکالیف شاقہ کو برداشت کر رہا ہوں مزید برآں مجھے یقین ہے کہ مجرم لوگ جو افتراء کے مرتکب ہوتے ہیں انہیں کامیابی حاصل نہیں ہوگی، چنانچہ سورہ انعام: ۶، ۲۱، ۳۹، ۱۴۴، اور سورہ اعراف: ۷، ۳۷ کی تفسیر میں ملاحظہ فرمائیں۔ (تفسیر المنار ۱۱/۳۲۲)

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ؕ قُلْ اَتُنَبِّئُوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۱۸﴾
وَمَا كَانَ النَّاسُ اِلَّآ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ فِيْمَا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۹﴾
وَيَقُوْلُوْنَ لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۚ فَقُلْ اِنَّمَا الْغَيْبُ لِلّٰهِ فَانْتَظِرُوْا ۚ اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿۲۰﴾ ع

ترجمہ: اور وہ اللہ کے سوا ان کی عبادت کرتے ہیں جو انہیں نہ تکلیف دے سکتے ہیں اور نہ انہیں فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہوں گے آپ کہیں کیا تم اللہ کو اس بات کے بارے میں خبردار کر رہے ہو جس کے وجود کا آسمانوں اور زمین میں اللہ کو علم نہیں ہے اللہ پاک ہے اور بلند ہے اس سے جس کو وہ شریک بناتے ہیں (۱۸) اور نہیں تھے سبھی لوگ مگر ایک ہی امت پھر انہوں نے اختلاف کیا اور اگر نہ ہوتا ایک کلمہ جو تیرے پروردگار کی جانب سے پہلے صادر ہو چکا تھا تو ان کے درمیان اس چیز کے بارے میں فیصلہ کر دیا جاتا جس میں وہ اختلاف رکھتے تھے (۱۹) اور وہ کہتے ہیں کیوں نہیں اتاری گئی اس پیغمبر پر کوئی نشانی اس کے پروردگار کی جانب سے، آپ کہیں بیشک غیب کا علم اللہ کیلئے ہے پس تم انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کر رہا ہوں (۲۰)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح: غیر اللہ کی عبادت کے جواز پر جو شبہ پیش کیا جاتا ہے آیت مبارکہ نمبر ۱۸ اس شبہ کو ختم کر رہی ہے شبہ کی وضاحت یہ ہے کہ مشرکین لوگ اس خیال میں مستغرق تھے کہ ان کی عبادت کے سبب ہمیں ان کی شفاعت کا استحقاق حاصل ہوگا، لیکن ان کے شبہ کے بطلان کو قدرے وضاحت کے ساتھ بیان کیا جارہا ہے وضاحت ملاحظہ فرمائیں ان لوگوں کا شرک واضح ہے اور اس کی قباحت میں ہرگز شک وشبہ کی گنجائش نہیں جب کہ وہ حق وصداقت کے انکار میں عقل کی تمام حدود کو پھلانگ رہے ہیں، تعجب کی انتہا ہے کہ یہ لوگ اللہ وحدہٗ لاشریک کی عبادت سے روگردانی کرتے ہوئے جن کو اپنا معبود قرار دیتے ہیں وہ پتھروں کے تراشے ہوئے بت ہیں ان کی حماقت اس سے زیادہ اور کیا ہوسکتی ہے کہ وہ انسان ہو کر جو اشرف المخلوقات کے لقب کیساتھ ملقب ہے ایک پتھر کی عبادت کرتے ہیں جس میں زندگی نہیں ہے جس کا تعلق جمادات سے ہے وہ خود کو نفع ونقصان پہنچانے کی استطاعت نہیں رکھتے ہیں ان میں شعور بھی نہیں ہے حالانکہ انکی عبادت کے لائق صرف ایک اللہ وحدہٗ لاشریک کی ذات مستحق ہے اگر وہ اللہ کی عبادت کیساتھ بتوں کو بھی اپنا معبود قرار دیتے ہیں تب بھی ان کا شمار ان لوگوں سے ہوگا جو اللہ کی ذات کیساتھ اللہ کے سوا کو شریک بناتے ہیں ارشاد الٰہی ملاحظہ فرمائیں جس میں ان کی تصویر کی صحیح عکاسی کی گئی ہے ﴿وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ﴾ (یوسف:۱۰۶) ''ان میں اکثریت کا ایمان اللہ کی ذات پر شرک کے ساتھ ملا ہوا ہے'' جب اللہ کی ذات کے علاوہ وہ ان معبودوں کی بھی عبادت کرتے ہیں جو نہ کسی کو فوائد سے شاد کام کر سکتے ہیں نہ نقصانات سے تحفظ عطا کر سکتے ہیں اگر چہ ان باطل معبودوں کے علاوہ وہ اللہ کی بھی عبادت کرتے ہیں تو انکے مشرک ہونے میں ہرگز شک وشبہ نہیں اسلئے کہ اللہ کی عبادت میں اللہ کے سوا کو شریک نہیں کرنا چاہئے اللہ کے ہاں تو خلوص کی قدر وقیمت ہے منافقت تو کفر سے بھی زیادہ بری چیز ہے اس لئے منافقین دوزخ کے سب سے نچلے طبقے میں ہوں گے۔

جو شخص انسانی تاریخ کے شہری اور دیہاتی لوگوں کے طور واطوار پر غور کرے گا اس کے سامنے یہ حقیقت اظہر من الشمس ہوجائے گی اصل حقیقت دین کی صحیح عکاسی میں ہے، اللہ کی ذات کے علاوہ جن بتوں کی عبادت کی جاتی ہے وہ پتھروں سے تراشے ہوئے بت ہوں یا لکڑی سے تیار کئے گئے ہوں یا انہیں تیار نہ کیا گیا ہو جیسے لات بت تھا جو طائف میں رکھا گیا تھا یہ پتھر سے تھا اس پر ستوؤں کا چڑھاوا چڑھایا جاتا تھا اس کی تعظیم میں اضافہ ہوتا گیا یہاں تک کہ اس کی پوجا ہونے لگی جب کہ (عزیٰ) معبود جس کی قریش عبادت کرتے تھے ایک درخت تھا اور جس درخت کو شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہابؒ نے نجد میں کٹوا دیا تھا اور اس کی عبادت ہوتی تھی، حقیقت یہ ہے کہ اکثر بت صالحین کی یاد کو تازہ کرنے کے لئے بنائے گئے تھے جیسا کہ امام بخاریؒ نے ابن عباس سے قوم نوح کے بتوں کے بارے میں وضاحت کی ہے بعد ازاں اہل عرب میں ان کی پوجا پاٹ شروع ہوگئی ان سے وابستہ عقیدت مند لوگوں کا یہ عقیدہ تھا کہ ان میں جنوں کی روحیں حلول کر آئی ہیں جیسا کہ عزی درخت کے کاٹنے کے وقت خالد بن ولید کے سامنے سیاہ فام عورت نظر آئی جس کے جسم پر لباس نہ تھا اس کے سر کے بال پراگندہ تھے اس کے بارے میں خیال یہ تھا کہ وہ جن عورت ہے اس نے خالد بن ولید کو ڈرانا چاہا بلکہ حملہ کرنا چاہا تو خالد بن ولید نے اسے موت کے گھاٹ اتار دیا اسی طرح بعض قبروں کا معاملہ ہے جن پر عمارتیں تعمیر کی جاتی ہیں اور عمارتوں پر چادریں اور غلاف چڑھائے جاتے ہیں اور ان قبروں کے پجاری قبروں میں مدفون لوگوں کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ زندہ ہیں جو لوگ ان کے ہاں حاضر ہو کر ان سے مانگتے ہیں وہ سوال کرنے والوں کی ضرورتوں کو پورا کرتے ہیں جب کہ خرافی قسم کے علماء ان کے بارے میں کہتے ہیں کہ لوگوں کا قبروں پر جانا اور ان سے ضرورتوں کو پورا کرنے کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درخواست کرنا شریعت میں درست ہے۔(لمنار ج١١ص٣٢٤) نعوذ باللہ من ذلک

وَمَا كَانَ النَّاسُ اِلَّآ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا: سورۃ کے آغاز سے اس آیت تک اس حقیقت کو بیان کیا گیا ہے کہ اہل مکہ نے اللہ کے پیغمبر کی اس طرح تکذیب کی جیسا کہ ان سے پہلے لوگوں نے اپنے پیغمبروں کو جھٹلایا اور انہوں نے بھی اپنے پیغمبروں سے مطالبہ کیا کہ جب ہم آپ کو جھٹلا رہے ہیں تو ہم پر اللہ کا عذاب جلد لے آیئے، اسی طرح آپ سے بھی ان کا یہی مطالبہ ہے مزید کفار کی رعونت اور جلد بازی کا بیان بھی پہلے گزر چکا ہے لیکن جب ان پر مصائب نازل ہوئے تو وہ بارگاہ الٰہی میں ذلت و مسکنت کی کیفیت میں گڑگڑاتے رہے لیکن خوشحالی کے عالم میں انہوں نے اللہ پاک کو فراموش کر دیا اور اللہ کے ساتھ شرک کرنے کی کیفیت میں انہوں نے کھلے لفظوں میں اعلان کیا کہ جن کی ہم عبادت کرتے ہیں یہ اللہ کی بارگاہ میں ہماری سفارش کریں گے ہمیں عذاب الٰہی سے تحفظ پہنچائیں گے اور اپنی وجاہت کے پیش نظر ہمیں فوائد و آرام سے ہم کنار کریں گے۔

آیت میں لفظ اَلنَّاسُ سے مقصود اہل عرب ہیں جو خود کو ملت ابراہیمی سے شمار کرتے تھے یہاں تک کہ ان میں سے ایک شخص جس نام عمرو بن لحی تھا اس نے بتوں کو بنایا اور انہیں ان کی عبادت کی جانب دعوت دی کچھ لوگوں نے اس کی دعوت کو قبول کیا اور شرک کرنے لگ گئے جبکہ دیگر افراد دین حنیفیت پر قائم رہے اگر تقدیر الٰہی میں انکے بارے میں فیصلہ نہ ہوتا کہ انہیں ان کے شرک کی سزا آخرت میں دی جائے گی تو پھر انہیں دنیوی زندگی میں ہی تباہ و برباد کر دیا جاتا، اللہ کے اس فیصلہ کا تذکرہ اسی سورت میں ملاحظہ فرمائیں ارشاد ربانی ہے ﴿اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِىْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ﴾ (یونس:٩٣) ''بلاشبہ آپ کا پروردگار قیامت کے دن ان کے درمیان ان معاملات میں فیصلہ فرمائیں گے جس میں وہ اختلاف کیا کرتے تھے'' (المنار:١١/٣٢٥)

وَيَقُوْلُوْنَ لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ: کفار قریش نے بار بار اس مطالبہ کو دہرایا کہ محمد ﷺ پر کائناتی دلیل کیوں نہیں اتاری جاتی جیسا کہ پہلے انبیاء پر اتاری گئی تھیں اللہ تعالیٰ نے ان کا رد کرتے ہوئے اپنے پیغمبر کو تلقین کی کہ جن کائناتی آیات کا انہوں نے مطالبہ کیا ہے ہم انہیں ان آیات سے ہم کنار کر سکتے تھے لیکن ان آیات کے نہ اتارنے کا سبب یہ ہے کہ جس طرح ان سے پہلے قوم عاد و ثمود نے آیات کو جھٹلایا تو ان پر اللہ کا عذاب نازل ہوا جس نے ان کا استیصال کر دیا لیکن امت محمدیہ کے بارے میں ہم نے فیصلہ کر رکھا ہے کہ ان کا استیصال نہیں کیا جائے گا اس لئے کہ یہ خاتم النبیین کی امت ہے اور آپ کا لقب رحمۃ للعالمین ہے اس لئے آپ کی امت کے سلسلہ تو الد کو باقی رکھنا ہے ان میں کچھ لوگ ایمان لائیں گے اور اسی طرح ان کی اولاد میں سے بھی کچھ لوگ ایمان لاتے رہیں گے، مزید برآں اللہ تعالیٰ نے آپ کو نہ صرف کائناتی معجزات بلکہ علمی معجزہ سے بھی سرفراز فرمایا ہے جو اللہ کا کلام ہے وہ ہمیشہ ہمیشہ قیامت تک امت محمدیہ کے مطالعہ میں رہے گا اس کے علاوہ آپ کی دعا سے بیماروں کو شفایابی ہوئی نہایت قلیل مقدار میں کھانا کثیر تعداد میں صحابہ کرام کے لئے کافی ہو گیا غزوۂ بدر اور غزوۂ تبوک میں اس کا ملاحظہ کیا جا سکتا ہے کتب حدیث کی ورق گردانی کی ضرورت ہے، مزید برآں آپ کے حکم پر بادل کو مسخر کیا گیا جس سے صحابہ کرام سیراب ہوئے اور چار پایوں کو بھی سیراب کیا گیا اور غزوۂ بدر کے موقعہ پر ریتلے میدان میں پاؤں ریت میں دھنس رہے تھے اللہ پاک نے بارش نازل فرما کر میدان کو تیز چلنے کے قابل بنا دیا اور صحابہ کرام ثابت قدمی کے ساتھ دشمن پر وار کرتے رہے، قرآن پاک جیسے عظیم معجزہ سے آپ کو نوازا گیا۔

فَقُلْ اِنَّمَا الْغَيْبُ لِلّٰهِ فَانْتَظِرُوْا ۚ اِنِّىْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ: آپ انہیں خبردار کریں مستقبل کی باتوں کا علم اللہ تعالیٰ کو معلوم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے تم انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں، دراصل اس میں اشارہ ہے کہ ان پر عذاب نازل ہوگا اور اللہ کے پیغمبر اور اس کے پیروکاروں کو غلبہ حاصل ہوگا اسلامی تاریخ اس کی شاہد ہے۔ (المراغی: ۲۲۰/۴)

وَاِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً مِّنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُمْ اِذَا لَهُمْ مَّكْرٌ فِیْٓ اٰیَاتِنَا ؕ قُلِ اللّٰهُ اَسْرَعُ مَكْرًا ؕ اِنَّ رُسُلَنَا یَكْتُبُوْنَ مَا تَمْكُرُوْنَ ﴿۲۱﴾ هُوَ الَّذِیْ یُسَیِّرُكُمْ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ حَتّٰٓی اِذَا كُنْتُمْ فِی الْفُلْكِ ۚ وَجَرَیْنَ بِهِمْ بِرِیْحٍ طَیِّبَةٍ وَّفَرِحُوْا بِهَا جَآءَتْهَا رِیْحٌ عَاصِفٌ وَّجَآءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اُحِیْطَ بِهِمْ ۙ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ۚ لَئِنْ اَنْجَیْتَنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِیْنَ ﴿۲۲﴾ فَلَمَّآ اَنْجٰىهُمْ اِذَا هُمْ یَبْغُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ ؕ یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا بَغْیُكُمْ عَلٰٓی اَنْفُسِكُمْ ۙ مَّتَاعَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۫ ثُمَّ اِلَیْنَا مَرْجِعُكُمْ فَنُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۳﴾

ترجمہ: اور جب ہم لوگوں کو تکلیف پہنچانے کے بعد آرام پہنچاتے ہیں اچانک ان کیلئے ہماری نشانیوں میں فریب کرنا ہوتا ہے آپ کہیں اللہ بہت جلد تمہارے فریب کا جواب دیگا ہمارے فرشتے تمہارے فریب کو لکھ رہے ہیں (۲۱) اللہ وہ ذات ہے جو تمہیں خشکی اور سمندر میں چلاتا ہے یہاں تک کہ جب تم کشتیوں میں ہوتے ہو اور وہ کشتیاں موافق ہوا کیساتھ اپنے مسافروں کو لے کر چلتی ہیں اور وہ موافق ہوا کے سبب خوش ہوتے ہیں کہ اچانک ان کشتیوں کو ناموافق ہوا پہنچتی ہے اور ہر جانب سے ان کے پاس موجیں پہنچتی ہیں اور وہ اس خیال میں ہوتے ہیں کہ وہ ہر طرف سے گھراؤ میں ہیں تو وہ اللہ کو پکارتے ہیں اللہ کیلئے خالص عبادت کرنیوالے ہوتے ہیں [اور وہ دعا کرتے ہیں] اگر تو نے ہمیں اس مصیبت سے نجات عطا کی تو ہم شکر گزار بندوں میں سے ہوجائیں گے (۲۲) جب اللہ ان کو نجات عطا کردیتا ہے اچانک وہ زمین پر ناحق بغاوت کرتے ہیں، اے لوگو! تمہاری بغاوت کا اثر تم ہی پر ہوگا تم دنیوی زندگی کے فوائد حاصل کرو پھر تمہیں ہماری جانب ہی لوٹنا ہے تو ہم تمہیں خبر دیں گے جو تم عمل کیا کرتے تھے (۲۳)

لغوی تحقیق: اَذَقْنَا ہم چکھاتے ہیں، اس کا مادہ (ذوق) ہے کھانے کی چیز کو منہ میں ڈال کر معلوم کرنا کہ اس کا ذائقہ کیا ہے نیز معنوی چیزوں کے ادراک میں بھی اس کا استعمال ہوتا ہے جیسے رحمت، نعمت، عذاب، ناراضگی خیال رہے کہ ذوق کا معنی چکھنے کا ہے جبکہ زیادہ مقدار میں کھانے کیلئے لفظ اکل استعمال ہوتا ہے قرآن میں عذاب کے متعلق ذوق کا لفظ استعمال ہوا ہے قرآن میں یہ لفظ عام طور پر عذاب کیلئے آیا ہے اور بعض مقامات پر رحمت کیلئے استعمال ہوا ہے جیسا کہ اس آیت میں ہے۔ (مفردات ص ۳۳۱)

تناسب: قبل ازیں بیان کیا گیا ہے کہ کفار مکہ نے رسول اللہ ﷺ سے قرآن پاک کے علاوہ کسی دوسرے معجزہ کا مطالبہ کیا اس کا جواب دیا گیا کہ آپ کو اس میں کچھ اختیار نہیں یہ معاملہ تو ایسا ہے کہ اللہ نے اس علم کو اپنے لئے خاص کرلیا ہے اس کے بعد ایک دوسرے جواب کا ذکر کیا جارہا ہے کہ مشرکین کی کیفیت یہ ہے کہ وہ معجزات دیکھ کر بھی ایمان نہیں لائیں گے ان کی عادت تو جھگڑنا اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دشمنی پر اتر آنا ہے معجزات دیکھنے کے باوجود وہ گمراہی میں مزید بڑھتے چلے جائیں گے۔

تشریح: اللہ پاک خبردار کر رہے ہیں کہ جب وہ لوگوں کو قحط سالی کے بعد خوشحالی سے نوازتے ہیں تو وہ ہماری آیات پر استہزاء کی کیفیت اختیار کرتے ہیں، صحیح حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فجر کی نماز کی امامت فرمائی اس رات بارش کا نزول ہوا تھا آپ نے نماز کی فراغت کے بعد فرمایا تمہیں معلوم ہے کہ آج رات تمہارے رب نے کیا فرمایا ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اللہ اور اس کے پیغمبر کو اس کا زیادہ علم ہے آپ نے کہا اللہ تعالیٰ نے فرمایا! بارش برسنے کے بعد میرے بندے دو گروہوں میں بٹ گئے ایک گروہ نے مجھ پر ایمان کا اظہار کیا جب کہ دوسرے گروہ نے میری الوہیت کا انکار کیا جن لوگوں نے بارش برسنے کے بعد اس تاثر کا اظہار کیا کہ بارش اللہ کے فضل اور رحمت کے سبب ہوئی ان لوگوں کے ایمان کے بارے میں کچھ شبہ نہیں اس لئے کہ انہوں نے بارش کے برسنے کی نسبت ستاروں کی جانب نہیں کی بلکہ اللہ کی ہی جانب کی ہے اور جن لوگوں نے اس رائے کا اظہار کیا ہے کہ فلاں ستارے کے نمودار ہونے کے نتیجہ میں بارش ہوئی ہے انہوں نے ستاروں پر اپنے ایمان کا اظہار کیا ہے تو انہوں نے میری ذات کا انکار کیا ہے اور ستاروں پر ان کا ایمان ہے۔

(صحیح بخاری ح ۱۰۳۸، صحیح مسلم کتاب الایمان باب ۳۰، صحیح ابی داؤد ۲/ ۷۴۰، سنن نسائی ح ۱۵۲۵، مشکوٰۃ البانی ۲ / ۱۲۹۴)

قُلِ اللّٰهُ اَسْرَعُ مَكْرًا: آپ انہیں خبردار کریں کہ اللہ کی ذات بعض مجرموں کو ڈھیل دیتی ہے یہاں تک کہ بعض مجرم لوگ اس وہم میں مبتلاء ہو جاتے ہیں کہ انہیں ان کے گناہ کے سبب عذاب میں گرفتار نہیں کیا جائے گا حالانکہ اللہ پاک کی جانب سے ڈھیل ہوتی ہے، بعدازاں اچانک وہ کسی مؤاخذہ کی زد میں آجاتے ہیں جب کہ وہ فرشتے جو انسانوں کے اعمال تحریر کرتے ہیں وہ انسانوں کے سبھی کاموں کو تحریر میں لاتے ہیں اور انہیں شمار کر کے اللہ کے ہاں ان کا میزانیہ پیش کرتے ہیں تو انہیں ان کے اچھے برے، بڑے چھوٹے، کھجور کی گھٹلی پر نشان کے برابر کا بھی بدلہ دیا جاتا ہے یا سزا سے ہم کنار کیا جاتا ہے۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب قریش مکہ نے رسول اللہ ﷺ کی نبوت کا انکار کیا بلکہ آپ کی مخالفت میں تیغ پا ہو گئے تو آپ نے ان کے بارے میں ان الفاظ کے ساتھ بددعا کی اے اللہ! انہیں قحط سالی کے عذاب میں مبتلاء کریں جیسا کہ یوسف علیہ السلام کے دور میں قحط سالی وقوع پذیر ہوئی تھی آپ کی بددعا کے نتیجہ میں قریش مکہ شدید قحط سالی کی لپیٹ میں آگئے یہاں تک کہ انہوں نے اپنی بھوک کو ختم کرنے کے لئے ہڈیوں اور مردار تک کو تناول کیا ان کی بھوک کی یہ کیفیت تھی کہ جب وہ آسمان کی جانب نظر اٹھاتے تو ان کی آنکھوں کے سامنے دھواں چھا جاتا تھا اس واقعہ پر یہ آیت نازل ہوئی ارشاد ربانی ہے ﴿فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَاْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ يَّغْشَى النَّاسَ هٰذَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ (الدخان: ۱۰-۱۱) ''پس آپ انتظار رکھیں جس روز آسمان پر نمایاں دھواں چھا جائے گا لوگوں کو ڈھانپ لے گا یہ دردناک عذاب ہوگا''

بعدازاں ابوسفیان رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اس نے آپ کو مخاطب کر کے کہا اے محمد! (ﷺ) اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ ہمیں صلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں اس وقت آپ کی قوم تباہی کے کنارے پر ہے آپ ان کے لئے دعا کریں چنانچہ آپ نے ان کے حق میں دعا کی تو اللہ نے ان سے عذاب کو ٹال دیا اس دوران بارش برسی اور وہ اپنے حال پر واپس آ گئے، خیال فرمائیں ان کا پہلا مکر یہ تھا کہ وہ اللہ کی آیات میں طعن لگاتے تھے اللہ کے پیغمبر کے ساتھ دشمنی رکھتے تھے اور آپ کی تکذیب کرتے تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

هُوَ الَّذِیْ یُسَیِّرُكُمْ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں خشکی کے راستوں پر سفر کرنے کی قدرت عطا کی ہے تمہارے سفر کے لئے اونٹوں چارپایوں کو تمہارے لئے فرمانبردار بنادیا ہے اور سمندری سفر میں تمہارے لئے کشتیوں، بحری جہازوں کو مسخر کردیا ہے جب کہ فضا میں تم ہوائی جہازوں میں سفر کرتے ہو۔

حَتّٰۤى اِذَا كُنْتُمْ فِی الْفُلْكِ وَجَرَیْنَ بِهِمْ: جب سمندر میں کشتیوں، بحری جہازوں پر سفر کرتے ہوئے موافق ہوا کے چلنے کے باعث کشتیاں منزل مقصود کی جانب چلتی رہتی ہیں چونکہ سفر میں آرام ہوتا ہے اور خوبصورت مناظر دیکھنے کا موقعہ ملتا ہے اور ہوا میں خاص قسم کا کیف اور سرور محسوس ہوتا ہے اس لئے مسافر لوگ سفر میں خوشی محسوس کرتے ہیں جب کہ کہیں ناموافق تیز ہوا چلنے لگتی ہے سمندر کی لہروں میں طغیانی آجاتی ہے ہر طرف سے تیز ہوا کے جھونکے سمندر کی سطح کی خوفناک موجوں کے تلاطم کے باعث کشتی میں سوار لوگ خوف ناک منظر کو بھانپ کر خاموش ہوجاتے ہیں حیرانی ان کے دامن کو تھام لیتی ہے ان کا احساس شدید متأثر ہوتا ہے گویا کہ اب وہ سمندر کی لہروں کے نذر ہوجائیں گے مدوجزر کی شدت سے ان کے دلوں کا قرار جاتا رہتا ہے موت انہیں سامنے نظر آتی ہے اچانک کسی ٹھاٹھ کے ساتھ زوردار دباؤ کے سبب وہ اونچائی کی جانب پہنچ جاتے ہیں گویا کہ وہ کسی بلند پہاڑ کی چوٹی پر ہیں اس وقت ان کے خوف میں مزید اضافہ ہوجاتا ہے بظاہر بچاؤ کے اسباب مفقود ہیں تو ایسی کیفیت میں وہ اللہ کی بارگاہ میں اخلاص کے ساتھ دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے ہیں تاکہ وہ موت کے پنجوں سے نجات حاصل کرلیں ایسی ولدوز کیفیت میں وہ کسی ولی کو نہیں پکارتے ہیں اور ایسے انسان کو بطور سفارش کے پیش نہیں کرتے ہیں جن کی جانب وہ عام حالات میں جاتے رہتے ہیں وہ عزم صمیم کے ساتھ ایک اللہ کی اطاعت کا پختہ عہد کرتے ہیں اور وہ کانپتے ہوئے دل اور اشک بار آنکھوں کے ساتھ التجا کرتے ہیں کہ اگر تو ہمیں اس ہلاکت گاہ سے نجات عطا کردے گا تو ہم تیرے شکر گزار بندوں سے ہوجائیں گے ہم کسی پیر فقیر کی چوکھٹ کا ہرگز رخ نہیں کریں گے وہ اللہ کی اطاعت کا عہد عزم صمیم کے ساتھ دہراتے ہوئے اقرار کرتے ہیں اے ہمارے پروردگار! اگر تو ہمیں اس مصیبت سے نجات عطا کرے گا تو ہم تیرے شکر گزار بندوں میں شامل ہوجائیں گے۔

اس آیت میں اشارہ ہے کہ لوگوں کی فطرت میں داعیہ موجزن ہوتا ہے وہ مصائب کے بھنور میں صرف اللہ کی جانب متوجہ ہوتے ہیں جب کہ موجودہ پیر پرستی اور عجمی کے تصوف دور میں مصائب، بیماریوں اور دیگر پریشانیوں میں فوت شدہ اولیاء کی قبروں کا رخ کرتے ہیں ان کے نام کی منتیں مانتے ہیں علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش کے مزار پر پہنچ کر نہ صرف ننگے پاؤں حاضر ہوتے ہیں بلکہ سجدہ کی کیفیت میں نہایت عجز اور زاری کے ساتھ آبدیدہ ہوکر اسے ہی مشکل کشا گردانتے ہیں، ان میں اور بتوں کے پجاریوں میں کچھ فرق نہیں صرف نام کے مسلمان ہیں، ﴿انا للہ وانا الیہ راجعون﴾ (اللہ پاک محفوظ فرمائے آمین)

مزید تفصیل کے لئے راقم الحروف کی کتاب قبروں پر مسجدیں اور اسلام اردو ترجمہ **تحذیر الساجد عن اتخاذ القبور مساجد** اور روضہ اقدس کی زیارت اردو ترجمہ **الرد علی الاخنائی** تالیف شیخ الاسلام ابن تیمیہ (رحمہ اللہ) کا مطالعہ کریں۔

فَلَمَّاۤ اَنْجٰىهُمْ اِذَا هُمْ یَبْغُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ: جب انہیں اللہ تعالیٰ مصائب کے بھنور سے نجات عطا کرتا ہے تو پہلی کیفیت کو فراموش کردیتے ہیں دوبارہ شرک کی خطرناک راہ میں چلنا شروع کردیتے ہیں۔

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا بَغْیُكُمْ: تمثیل کے بیان کے بعد اسلام کے باغیوں کو مخاطب کرتے ہوئے انہیں ڈانٹ پلائی جارہی ہے خواہ وہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی ملک میں اقامت پذیر ہیں کسی دور میں ہیں دین اسلام کے خلاف تمہاری بغاوت کا وبال تمہیں عذاب الٰہی میں مبتلاء کرے گا ہاں! دنیوی زندگی میں جو ختم ہونے والی ہے اس میں جس قدر چاہو تم مال و متاع اکٹھا کر لو عیش و عشرت کی زندگی بسر کرتے رہو یہ زندگی چند روزہ ختم ہونے والی ہے اور تمہارے گھناؤنے جرموں کی سزا تمہیں اخروی زندگی میں ہمیشہ ہمیشہ ملتی رہے گی، حدیث شریف میں ہے رسول اکرم نے فرمایا جو گناہ بھی کسی شخص سے سرزد ہو جاتا ہے اللہ پاک کی جانب سے اس کی سزا دنیوی زندگی میں ضرور ملتی ہے اس کے ساتھ ساتھ آخرت کی زندگی میں بھی اس کی سزا اسے ملتی رہے گی اس لئے کہ کسی شخص پر ظلم کرنا حقوق العباد کے خلاف ہے اس طرح رشتہ داری میں بجائے صلہ رحمی کے قطع رحمی اختیار کرنا بھی حقوق العباد کے خلاف ہے۔

(صحیح ابن ماجہ ۲/۴۱۱، صحیح ابی داؤد ۳/۹۲۷، مسند احمد ۵/۳۶، تفسیر ابن کثیر ۲/۶۴۰)

اِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا يَاْكُلُ النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ ؕ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ اَهْلُهَاۤ اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَيْهَاۤ ۙ اَتٰٮهَاۤ اَمْرُنَا لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِيْدًا كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَاللّٰهُ يَدْعُوْۤا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ ؕ وَيَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۲۵﴾

ترجمہ: بلاشبہ دنیوی زندگی کی مثال ایسے پانی کی مانند ہے جس کو ہم نے آسمان سے برسایا اس کے سبب زمین کی انگوری خوب خوب نکلی جس کو انسان اور چارپائے کھاتے ہیں یہاں تک کہ زمین روئیدگی کے سبب خوش نما اور شگفتہ ہوگئی اور زمینداروں نے خیال کیا کہ وہ زمین سے منفعت حاصل کرنے پر قادر ہیں تو زمین پر ہمارا عذاب رات یا دن کے وقت آ پہنچا تو ہم نے اس کو جڑ سے کٹی ہوئی کھیتی کی مانند کر دیا جیسے کل وہاں کچھ بھی نہ تھا اسی طرح ہم کھول کر بیان کرتے ہیں اپنی نشانیوں کو ان لوگوں کے لئے جو سوچ و بچار کرتے ہیں (۲۴) اور اللہ تمہیں جنت کی جانب دعوت دیتا ہے اور وہ جسے چاہتا ہے سیدھی راہ پر پہنچاتا ہے (۲۵)

تشریح: اللہ تعالیٰ نے دنیوی زندگی کی زیب و زینت اور اس کے جلد ختم ہونے کی مثال اس سبزہ سے دی ہے جس کو اللہ نے بارش برسا کر زمین سے اگایا جو نہ صرف انسانوں کی خوراک بنتا ہے بلکہ چارپائے بھی اسے تناول کرتے ہیں سبزہ کی شگفتگی اور پھلوں پھولوں سے جو شکل اور خوبصورتی کے لحاظ سے مختلف ہوتے ہیں اور سبزہ چارہ وغیرہ کے مالک جنہوں نے اسے کاشت کیا ہوتا ہے وہ اس خیال میں مستغرق ہوتے ہیں کہ اب فصل کاٹنے کا وقت آن پہنچا ہے وہ فصل دیکھ کر پھولے نہیں سماتے ہیں کہ اچانک ان کے لہلہاتے ہوئے کھیت آسمانی بجلی یا سخت آندھی کی لپیٹ میں آ جاتے ہیں جس کی وجہ سے درختوں کے پتے گر جاتے ہیں اور شاخوں پر آویزاں پھل تلف ہو جاتا ہے گویا کہ ان کا وجود ہی نہیں تھا، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں ہم دلائل و براہین سے ان لوگوں کو آگاہ کر رہے ہیں جو بیان کردہ تمثیل پر غور و فکر کرتے ہیں، حدیث میں ہے قیامت کے دن ایک ایسے شخص کو لایا جائے گا جس کی دنیوی زندگی عیش و

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آرام سے گزری تھی اسے دوزخ میں ایک غوطہ دیا جائے گا اس کے بعد اس سے دریافت کیا جائے گا کیا کبھی تو نے آرام کی زندگی دیکھی ہے؟ وہ نفی میں جواب دے گا اس طرح ایک دوسرے شخص کو لایا جائے گا جس کی دنیوی زندگی شدید مشکلات میں بسر ہوئی تھی اسے جنت میں لحہ بھر داخل کئے جانے کے بعد اس سے دریافت کیا جائے گا کبھی تو مصائب میں گرفتار ہوا تھا؟ وہ نفی میں جواب دے گا گویا کہ وہ لحہ بھر کے آرام وآسائش کے بعد دنیا میں پہنچنے والے تمام مصائب وآلام کو فراموش کر جائے گا۔

(صحیح مسلم کتاب المنافقین باب ۱۳، مسند احمد ۲۵۳/۵، صحیح ابن ماجہ ۲ / ۴۳۴، تفسیر ابن کثیر ۶۴۱/۲، مشکوٰۃ البانی ۱۵۷۹/۳)

وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ: دنیا کے تیزی کے ساتھ ختم ہونے کے بیان کے بعد اللہ تعالیٰ رغبت دلا رہے ہیں کہ جنت کے حصول کے لئے کوشش کرو جس کا نام دار السلام ہے یعنی وہ سلامتی والا گھر ہے وہاں تکلیف، پریشانی کا ہرگز شائبہ تک ظہور پذیر نہ ہوگا اللہ پاک اپنی مشیت کے مطابق صراط مستقیم پر رواں دواں رہنے کی توفیق عطا کرتا ہے اسی لئے اللہ سے توفیق کی دعا کرنے کا حکم ہے ابوکلابہ صحابی نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں آپ نے فرمایا مجھے کہا گیا آپ کی آنکھیں نیند سے ہم کنار ہو جاتی ہیں لیکن آپ کا دل بیدار رہتا ہے اور آپ کے کان ہماری باتوں کو سنتے ہیں چنانچہ اللہ کے حکم کے مطابق ایسا ہی ہوا بعد ازاں احکام الٰہیہ کی ایک تمثیل بیان کی کہ اسلام کی جانب دعوت کی مثال اس شخص کی مانند ہے جس نے ایک گھر تعمیر کیا بعد ازاں وہاں لوگوں کے لئے کھانے پینے کا اہتمام کیا اور ایک منادی کرنے والے کو بھیجا جس شخص نے منادی کرنے والے کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے اسے قبول کیا وہ گھر میں داخل ہو گیا اور اس نے دستر خوان سے کھانا تناول کیا میز بان اس پر خوش ہوا اور جس شخص نے دعوت کو قبول کیا نہ وہ گھر میں داخل ہوا اور نہ اس نے کھانا تناول کیا تو میز بان اس پر خوش نہ ہوا چنانچہ اللہ پاک میز بان ہیں گھر سے مقصود اسلام ہے اور دستر خوان سے مقصود جنت ہے اور دستر خوان کی جانب دعوت دینے والے محمد ﷺ ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر ۶۴۱/۲)

لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَ زِيَادَةٌ ۭ وَلَا يَرْهَقُ وُجُوْهَهُمْ قَتَرٌ وَّلَا ذِلَّةٌ ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَالَّذِيْنَ كَسَبُوا السَّيِّاٰتِ جَزَاۗءُ سَيِّئَةٍۢ بِمِثْلِهَا ۙ وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۭ مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ كَاَنَّمَآ اُغْشِيَتْ وُجُوْهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّيْلِ مُظْلِمًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۷﴾

ترجمہ: جن لوگوں نے اچھے کام کئے انکی اچھی حالت ہوگی مزید اور بھی ان کے چہروں کو ہرگز سیاہی اور معمولی ذلت بھی نہیں ڈھانپے گی یہ لوگ جنتی ہیں وہ جنت میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے (۲۶) اور وہ لوگ جنہوں نے برے عمل کئے تو برائی کا بدلہ اسکے برابر ہوگا اور ان کو ذلت نے ڈھانپ رکھا ہوگا ان کو اللہ سے کوئی پناہ دینے والا نہیں ہوگا گویا کہ ان کے چہرے تاریک رات کی تاریکیوں سے ڈھانپے ہوں گے یہ لوگ دوزخی ہیں وہ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے (۲۷)

لغوی تحقیق: اَلرَّهْقُ ڈھانپنا، غالب آنا، رکاوٹ بننا، وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ اور ان پر ذلت چھائی ہوئی ہوگی سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا ہم عنقریب اسے عذاب سخت میں مبتلاء کریں گے اس سے اَرْهَقَتِ الصَّلٰوةُ ہے جس کے معنی نماز کو آخری وقت تک مؤخر کرنے کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں حتیٰ کہ دوسری نماز کا وقت آ جائے اَلصَّبِیُّ الْمُرَاهِقُ جولڑکا بالغ ہو جائے عورت کو ڈھانپ لے۔ (مفردات راغب ص ٣٧٢)

تشریح: جن لوگوں نے دنیوی زندگی میں اعمال صالحہ کئے ہوں گے انہیں اچھا بدلہ ملے گا بلکہ مزید دس گنا یا اس سے بھی زیادہ بدلہ عطا ہوگا جب کہ زِيَادَةٌ سے مقصود اللہ کی ذات کا دیدار ہے، صہیب رومی رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں آپ نے فرمایا جب قیامت کے دن جنتی لوگ جنت میں داخل ہو جائیں گے تو اللہ تبارک وتعالیٰ ان سے استفسار کریں گے تم مزید کیا چاہتے ہو وہ عرض کریں گے اے اللہ! آپ نے ہمارے چہروں کو روشن فرمایا ہمیں بہشت میں داخلہ دیا ہے اور ہمیں دوزخ سے نجات عطا کی ہے (حدیث کے راوی بیان کرتے ہیں) اس دوران درمیان سے پردہ اٹھ جائے گا تو وہ اللہ کے چہرے کا دیدار کریں گے وہ محسوس کریں گے کہ اللہ کے چہرے کے دیدار سے بڑی نعمت کوئی نہیں ہے چنانچہ وَزِيَادَةٌ سے مقصود اللہ کی ذات کا دیدار ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان باب ٨٠، صحیح ابن ماجہ ١/٣٧، صحیح ترمذی ٢/٣١٥، مسند احمد ٦/١٦)

وَلَا يَرْهَقُ وُجُوْهَهُمْ قَتَرٌ وَّلَا ذِلَّةٌ: ان کے چہروں کو ہرگز کسی چیز نے نہیں ڈھانپ رکھا ہوگا جیسا کہ کفار کے چہروں کو غبار نے ڈھانپ رکھا ہوگا جس میں سیاہی کی آمیزش ہوگی یہ ایسے لوگ ہیں کہ جن کی رہائش جنت میں ہوگی وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ سدا بہار رہیں گے ہمیشہ ہمیشہ انعامات الٰہیہ سے چاہت کے مطابق انہیں حظ وافر ملتا رہے گا۔

وَالَّذِيْنَ كَسَبُوا السَّيِّاٰتِ: اور جن لوگوں نے دنیوی زندگی میں بداعمالیاں کیں اللہ کی نافرمانی میں محو رہے اللہ کی توحید اور اللہ کے پیغمبر محمد ﷺ کی رسالت کا انکار کیا انہیں ان کے برے اعمال کے پیش نظر آخرت میں ٹھیک ٹھیک سزا سے دوچار ہونا ہوگا ذرہ بھر زیادتی نہ ہوگی اور ان کے چہروں کو ذلت و رسوائی نے ڈھانپ رکھا ہوگا جب کہ دنیوی زندگی میں وہ شرک، کفر و ظلم، فسق و فجور اور اللہ کی ناراضگی کے کاموں کے مرتکب رہے، انہیں اللہ کے عذاب سے ہرگز کوئی بچاؤ نہ ہوگا جب کہ دنیوی زندگی میں کسی اونچے شخص کی سفارش سے فائدہ حاصل ہونا ممکن ہے لیکن اخروی زندگی میں ہر قسم کے اسباب اور تعلقات ختم ہو کر رہ جائیں گے۔

كَاَنَّمَآ اُغْشِيَتْ وُجُوْهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّيْلِ مُظْلِمًا: گویا کہ ان کے چہروں پر سیاہ تاریک کھال پہنا دی جائے گی جس میں روشنی کی ہرگز کرن تک دکھائی نہ دے گی ظلمت و سیاہی کے غلاف ایک دوسرے کے اوپر استوار ہوں گے۔

اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ: ان اوصاف کے ساتھ موصوف لوگ دوزخی ہیں وہ دوزخ میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے وہاں سے انہیں نکلنا نہیں ہوگا ان کا اس کے علاوہ کوئی دوسرا ٹھکانہ ہی نہ ہوگا میدان حشر میں ایمان داروں اور اللہ کے نافرمانوں کے اوصاف قرآن پاک کی متعدد آیات میں وارد ہیں ان میں ایمان کو روشنی سے اور کفر کو تاریکی سے تعبیر کیا ہے ارشاد ربانی ہے ﴿وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ وَّوُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ بَاسِرَةٌ تَظُنُّ اَنْ يُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ﴾ (القیامہ: ٢٢-٢٥) ''بہت سے چہرے اس دن تروتازہ ہوں گے اپنے پروردگار کا دیدار کریں گے جب کہ بہت سے چہرے اس دن بسورے ہوئے ہوں گے وہ یقین کریں گے کہ ان کے ساتھ کمر توڑ برتاؤ ہوگا'' نیز ارشاد ربانی ہے ﴿وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ۝ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ لِّسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ﴾ (الغاشیۃ: ٢-٤، ٩) ''اس دن کچھ چہرے خوف زدہ ہوں گے سخت محنت کرنے والے تھکے ہوں گے دہکتی آگ میں داخل ہوں گے، بہت سے چہرے اس روز خوش باش ہوں گے اپنی مساعی پر خوش ہوں گے''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا مَكَانَكُمْ اَنْتُمْ وَ شُرَكَآؤُكُمْ ۚ فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ وَقَالَ شُرَكَآؤُهُمْ مَا كُنْتُمْ اِيَّانَا تَعْبُدُوْنَ﴿٢٨﴾ فَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغٰفِلِيْنَ﴿٢٩﴾ هُنَالِكَ تَبْلُوْا كُلُّ نَفْسٍ مَّا اَسْلَفَتْ وَرُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ﴿٣٠﴾ ع

ترجمہ: اورتم اس دن سے ڈرو کہ ہم ان سب کو اٹھائیں گے پھر ہم شرک کرنے والوں سے کہیں گے تم اپنی جگہ پر ٹھرو اورتمہارے شریک بھی تو ہم ان کے درمیان تفرقہ ڈال دیں گے اوران کے شریک کہیں گے کہ تم ہماری عبادت تو نہیں کیا کرتے تھے (۲۸) پس ہمارے اور تمہارے درمیان اللہ گواہ کافی ہے بلا شبہ ہم تمہاری عبادت سے بالکل بے خبر تھے (۲۹) وہاں ہر شخص پائے گا جو اس نے آگے بھیجا اور انہیں اللہ کی جانب پھیر دیا جائے گا جو ان کا حقیقی مالک ہے اورانہیں بھول جائے گا جو وہ جھوٹ کہتے تھے (۳۰)

لغوی تحقیق: مَكَانَكُمْ اسمائے افعال سے ہے یہ ایسا کلمہ ہے جس میں وعید ہے مقصود یہ ہے کہ تم اپنی جگہ پر جمے رہو اس سے پہلے صیغہ امر پوشیدہ ہے، اِلْزَمُوْا ذہن نشین کریں کہ اسمائے افعال میں زمانہ پایا جاتا ہے کہ یہ کام فلاں وقت میں کیا گیا ہے اس لئے افعال ہیں چونکہ ان پر زبر جزم دینے والے عوامل داخل نہیں ہوتے اس لئے اسماء کے ساتھ مشابہ ہیں اور اسمائے افعال مبنی ہیں آخری حرف پر جو حرکت ہے اس میں تبدیلی نہیں آتی ہے اسم فعل ماضی کی مثال هيهات ''دور ہوا'' اسم فعل مضارع جیسے اُفِّ اس کا معنی ہے مجھے افسوس ہے اسم فعل امر جیسے آمین قبول فرما۔ (اعراب القرآن ۱۱-۱۲/۱۱۶)

تناسب: قبل ازیں اللہ پاک نے ان لوگوں کی سزا کو بیان کیا ہے جو برے اعمال کے مرتکب ہوئے کہ انہیں اپنی بداعمالیوں کے سبب قیامت کے دن ذلت کا سامنا کرنا پڑے گا بعد ازاں قیامت کے دن کا تذکرہ ہے جس میں انہیں سزا سے واسطہ پڑے گا۔

تشریح: اے پیغمبر ان دونوں گروہوں کو خبردار کریں کہ قیامت کے دن انہیں میدان حشر میں اکٹھا کیا جائے گا کوئی فرد پیچھے نہ رہے گا وہاں نیکوکار بھی ہوں گے بدکار بھی ہوں گے جن بھی انسان بھی کوئی شخص غائب نہ ہوگا وہاں ہم ان لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے حکم دیں گے کہ جنہوں نے دنیوی زندگی میں اللہ کی ذات کے ساتھ کسی کو شریک بنایا تھا وہ ایمان والوں سے الگ ہو جائیں چونکہ بندوں کے درمیان فیصلہ کا دن ہے اس دن ایمان دار لوگ اللہ کی بارگاہ میں اجازت حاصل کرنے کے بعد سفارش کریں گے کہ ہمارے درمیان فیصلہ فرما کر ہمیں حشر کے میدان کی سختیوں سے تحفظ عطا فرمائیں۔

(صحیح بخاری ح ۷۴۱۰، صحیح مسلم کتاب الایمان باب ۸۱، صحیح ابن ماجہ ۲/۴۳۲، مسند احمد ۳/۱۱۶، مشکوٰۃ البانی ۳/۱۵۴۵)

[ایک دوسری حدیث کے الفاظ ہیں، کہ صلحاء لوگ دیگر لوگوں سے ممتاز اور اونچے مقام پر ہوں گے]

(مسند احمد ۳/۳۵۴، تفسیر ابن کثیر ۲/۶۴۴، نہایہ لابن اثیر ۴/۲۱۱)

جب کہ مشرکین کو مخاطب کرتے ہوئے ڈانٹ پلاتے ہوئے کہا جائے گا کہ تم اور تمہارے معبود جن کو اللہ کا شریک بنا کر تم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کی عبادت کرتے رہے تھے چنانچہ ان کے معبودان کی عبادت سے انکار کریں گے کہ تم اپنی خواہشات کے پجاری تھے اور تم نے دنیوی مال ومتاع کے حصول کے لئے ہمارے نام پر عبادت گاہیں قائم کی تھیں جب کہ معبود برحق صرف اللہ کی ذات ہے اس لئے کہ اللہ کو تمام مخلوق پر غلبہ حاصل ہے وہی نفع ونقصان کا مالک ہے ہمارے اور تمہارے درمیان اللہ کی گواہی کافی ہے وہ نہ صرف یہ کہ ہمارے حالات سے باخبر ہے بلکہ تمہارے حالات سے بھی باخبر ہے ہمیں ہرگز معلوم نہیں کہ تم ہماری عبادت کیا کرتے تھے۔

هُنَالِكَ تَبْلُوْا كُلُّ نَفْسٍ مَّا اَسْلَفَتْ: حشر کے میدان میں ہر شخص خواہ وہ عبادت کرنیوالا تھا یا اس کی عبادت کی جاتی تھی, ایمان دار تھا یا ایمان کا منکر تھا, سب کو معلوم ہو جائے گا جو انہوں نے دنیوی زندگی میں کیا تھا, کون سا اچھا کام کیا تھا اور کس گناہ کا ارتکاب کیا تھا وہاں کسی کو دم مارنے کی اجازت نہ ہوگی ہر شخص کا اعمال نامہ اس کیساتھ ہوگا اسی لئے بعض مفسرین نے تَبْلُوْا کا مفہوم بتایا ہے کہ ہر شخص اپنی زندگی کے اعمال کو پڑھے گا جبکہ بعض مفسرین نے اس کی وضاحت میں ایک حدیث ذکر کی ہے کہ حشر کے میدان میں اللہ پاک کی جانب سے منادی کرادی جائیگی کہ جو لوگ جس کو اپنا معبود سمجھتے تھے اس کیساتھ ہو جائیں گے چنانچہ جو لوگ سورج کی پرستش کرتے رہے وہ سورج کے پیچھے چلنے لگیں گے اور جو لوگ چاند کی پوجا کرتے رہے وہ چاند کے پیچھے اور جو بتوں کی عبادت کرتے رہے وہ ان کے پیچھے چلیں گے۔ (صحیح بخاری ح ۷۴۳۹، صحیح مسلم کتاب الایمان باب ۷۹، مسند احمد ۲/۲۷۵، تفسیر ابن کثیر ۲/۶۴۵)

بہر حال تمام مخلوق کا فیصلہ بارگاہ الٰہی میں ہوگا اللہ پاک جنتیوں کو جنت میں اور دوزخیوں کو دوزخ میں داخل کرے گا اور اللہ کی ذات کے ساتھ شرک کرنے والے لوگ اپنے معبودوں سے کچھ فائدہ حاصل نہ کرسکیں گے، معبودان کی مدد نہ کرسکیں گے انہیں حشر کے میدان کی ہولناکیوں سے تحفظ عطا نہ کرسکیں گے ارشاد ربانی ہے ﴿يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْئًا وَّالْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ﴾ (الانفطار:۹) اس دن کوئی انسان کسی دوسرے انسان کو فائدہ پہنچانے کی استطاعت نہیں پائے گا عاجز درماندہ بے بس ہوگا قرآن پاک میں اس مفہوم کی آیات کثرت کے ساتھ موجود ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر ۲/۶۴۴)

قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ؕ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ۚ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۳۱﴾ فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ ۚ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ ۚ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ﴿۳۲﴾ كَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ فَسَقُوْٓا اَنَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۳﴾

ترجمہ: آپ کہیں! تمہیں آسمان وزمین میں سے کون رزق عطا کرتا ہے یا کون ہے جو کان اور آنکھ کا مالک ہے اور کون ہے جو زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے اور کون ہے جو تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے تو وہ کہیں گے وہ اللہ ہے تو آپ کہیں تم پھر ڈرتے کیوں نہیں ہو (۳۱) پس یہ اللہ ہے جو تمہارا حقیقی پروردگار ہے پس نہیں ہے سچائی کے بعد مگر گمراہی ہی ہے تو تم کہاں پھرے جا رہے ہو (۳۲) اسی طرح تیرے پروردگار کا فیصلہ ان لوگوں پر ثابت ہوگیا ہے جو فاسق ہیں کہ وہ ایمان نہیں لائیں گے (۳۳)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لغوی تحقیق: وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ اورکون معاملہ کی تدبیر کرتا ہے، مادہ (د ب ر) ہے، دَبَّرَ غور کیا کسی فعل یا شے کے انجام پر غور کرنا، دَبَرَ ختم ہوجانا، انجام کو پہنچ جانا، دَبَرَ الرَّجُلُ آدمی مرگیا، دَبَرَ السَّهْمُ تیرنشانے سے اچک گیا، اَدْبَرَ پیٹھ پھیرنا، اَدْبَرَتِ الدُّنْيَا اس کا اقبال ختم ہوا، اَلدُّبُرُ پچھلا حصہ، اَلدَّبُوْرُ پچھائی ہوا، اَلدَّبَرِيُّ وہ رائے جو بعد میں سوجھے، رَجُلٌ مُقَابِلٌ وَمُدَابِرٌ نجیب الطرفین شریف انسان، جَعَلَهٗ دُبَرَ اُذُنَيْهِ اس نے بات سنی ان سنی کردی بات کو درخور اعتناء نہ سمجھا، وَلَّوْا اَدْبَارَهُمْ بھاگ کھڑے ہوئے، دَبَرَ فُلَانٌ وہ بوڑھا ہوگیا، شَرُّ الرَّأْيِ الدَّبَرِيُّ وہ رائے اچھی نہیں جو بعد میں سوجھے، لَا يُصَلِّي اِلَّا دَبَرِيًّا وہ ہمیشہ آخر وقت میں نماز پڑھتا ہے۔ (لسان القرآن ص ۷۱۵)

بلاغت: قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ سے فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ تک، اگر کوئی شخص اعتراض کرے کہ اس آیت کے مفہوم سے یہ حقیقت واضح ہورہی ہے کہ مشرکین مکہ اس حقیقت کے معترف تھے کہ اللہ ہی خالق رازق اور مدبر ہے تو پھر وہ کیسے بتوں کی عبادت کرتے تھے؟ حقیقت یہ ہے کہ تمام مشرکین بتوں کی عبادت کے ساتھ ساتھ اللہ کی عبادت کے بھی معتقد تھے اور تقرب الٰہی کے بھی قائل تھے البتہ ان کے انداز مختلف تھے چنانچہ ایک گروہ اس حقیقت کو واضح کرتا ہے کہ ہم میں بلاواسطہ اللہ کی عبادت کرنے کی اہلیت ہی نہیں ہے اس لئے کہ اللہ کی عظمت کا مقام بہت بلند ہے تو ہم بتوں کی عبادت اس لئے کرتے ہیں تاکہ وہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے قریب پہنچادیں جیسا کہ ان کے اس نظریہ کی حکایت قرآن پاک میں موجود ہے ارشاد ربانی ہے ﴿ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَا اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ﴾ (الزمر: ۳) ''ہم ان بتوں کی عبادت محض اس لئے کرتے ہیں تاکہ یہ ہمیں اللہ کے قریب پہنچادیں'' دوسرا گروہ اس رائے کا اظہار کرتا ہے کہ فرشتوں کا مقام و مرتبہ اللہ کے ہاں بہت بلند ہے تو ہم نے فرشتوں کی ہیئت کذائی کے مطابق بت بنالیا ہے تاکہ وہ ہمیں اللہ کے قریب پہنچادیں، تیسرا گروہ اس خیال کا اظہار کررہا ہے کہ اللہ کی عبادت کے وقت ہم نے بتوں کو اپنا قبلہ بنایا جیسا کہ کعبہ مکرمہ کو عبادت کا قبلہ قرار دیا گیا ہے، چوتھا گروہ یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ ہر بت کے ساتھ شیطان ہے جسے اللہ کے حکم کے مطابق وہاں مقرر کیا گیا ہے تو جو شخص بت کی عبادت صحیح طور پر انجام دے گا تو شیطان اللہ کے حکم کے ساتھ اس کی ضرورتوں کو سرانجام دیتا ہے وگرنہ شیطان اس کو اللہ کے حکم کے ساتھ کسی نہ کسی مصیبت بیماری تکلیف میں مبتلاء کردیتا ہے۔ (فتح الرحمان ص ۲۴۷)

تشریح: ان آیات میں اللہ کی توحید کو دلائل کی روشنی میں واضح کرنا مقصود ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے حکم دے رہے ہیں کہ آپ مشرکین مکہ سے استفسار کریں کہ تم پر آسمان سے کون بارش نازل کرتا ہے اور کون زمین سے انگوری چارہ، غلہ اور درختوں کو نکالتا ہے؟ جو نہ صرف تمہاری خوراک کے لئے کفایت کرتے ہیں بلکہ چارپایوں کی بھی ان سے خوراک پوری ہوتی ہے، نیز آپ انہیں خبردار کریں کہ تمہاری بنیادی ضرورتوں کے فراہم کرنے کے لئے اللہ نے تمہیں قوت سامعہ سے نوازا ہے اور قوت باصرہ کے عظیم عطیہ کا تم پر احسان کیا ہے کہ اگر تم ان دونعمتوں سے محروم ہوتے تو دنیوی معالات کے بارے میں تمہیں ہرگز معلوم نہ ہوتا کہ انہیں کیسے چلایا جائے بلکہ ایسی صورت میں چارپائے کیڑے مکوڑے بلکہ نباتاتی مخلوق درخت وغیرہ تم سے بہتر ہوتے جب کہ وہ اپنی معیشت کی ضرورتوں سے مستغنی ہیں ظاہر ہے کہ تمام مخلوق کی معیشت کا مکمل نظام قادر مطلق کے تصرف میں ہے وہ دیگر اوصاف کے ساتھ ساتھ رازق بھی ہے۔

سوال مترشح ہوتا ہے کہ بالخصوص قوت سامعہ اور باصرہ کا ذکر کیوں کیا گیا ہے اس کا جواب واضح ہے اس لئے کہ حیوانات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی زندگی اور انسانوں کی کمال درجہ کی زندگی کا انحصار ان دونوں قوتوں پر ہے ان دونوں سے شناسائی اور اشیاء کی معرفت حاصل ہوتی ہے، اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ جس ذات نے حواس خمسہ ظاہرہ، باطنہ کے ساتھ انسانوں کو دیگر حیوانات سے متمیز بنایا ہے اور انہیں آفات وغیرہ سے تحفظ عطا کیا ہے اگرچہ اس مسئلے میں گہرے غور وفکر کی ضرورت نہیں ہے تاہم اگر غور وفکر کے زاویوں کو ذرا وسیع کیا جائے تو نہ صرف یہ کہ مزید علم میں اضافہ ہوگا بلکہ انسان مسرت وشادمانی کی کیفیت میں پھولا نہیں سمائے گا کہ واقعتاً اللہ پاک کی جانب سے یہ انعامات معمولی نہیں کیا اللہ کی ذات کے علاوہ کوئی بھی متنفس ان دونوں قوتوں کو پیدا کرنے اور عطا کرنے پر قادر ہے؟

وَمَنْ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ: اور وہ کون قوت والی عظیم ذات ہے جس کے قبضہء قدرت میں مخلوق کی موت اور حیات ہے وہ مردہ سے زندہ اور زندہ سے مردہ کو نکالتا ہے کیا یہ حقیقت نہیں کہ اللہ زمین سے سبزہ اگاتا ہے جب کہ زمین مردہ ہے اور سبزہ میں زندگی ہے جب زمین پر بارش برستی ہے تو بارش کے سبب زمین سبزہ اگاتی ہے نباتات میں زندگی کی علامت نباتات کا بڑھنا ہے اور حیوانات میں زندگی کی علامت حیوانات کے جسم کا بڑھنا ہے نیز احساس اور حرکت کا ظہور ہے اسی طرح کھجور کے درخت کا نشوونما پانا زندگی ہے اور گھٹلی جس سے کھجور کا درخت نشوونما پاتا ہے وہ بے جان ہے اسی طرح پرندے کی پیدائش انڈے سے ہے اور انڈے کی پیدائش پرندے سے ہے اسی طرح مادہ منویہ سے انسان جس میں زندگی ہے اور مادہ منویہ میں زندگی نہیں ہے اس وضاحت کی روشنی میں اللہ کی قدرت، حکمت تدبیر اور رحمت کے اوصاف دماغ کی پلیٹ پر مرتسم ہوتے ہیں، خلاصہ یہ ہے کہ زندگی کے بارے میں ریسرچ سکالرز اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں کہ تمام مخلوقات کی تدبیر کا معاملہ ایک ایسے نظام کے مطابق ہے جس میں ہرگز ذرہ بھر کمی بیشی کی گنجائش نہیں ہے چنانچہ ان پانچ سوالات کے جواب میں ان کا جواب بلا جھجک یہ ہے کہ ان تمام افعال کا فاعل اللہ کی ذات ہے جو تمام عالم کا پروردگار اور مالک ہے ظاہر ہے کہ اس جواب کے سوا کوئی دوسرا جواب ہو ہی نہیں سکتا جبکہ وہ بھی اس جواب کا انکار نہیں کرتے ہیں۔

فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ: اے پیغمبر! آپ ان پر واضح کریں کہ تمہیں اللہ کی ناراضگی سے بچاؤ اختیار کرنا چاہئے جب تم اللہ کے ساتھ اس کے سوا مخلوق کو اس کا شریک بناتے ہو جو ہرگز تمہیں فائدہ یا نقصان پہنچانے کا اختیار نہیں رکھتے ہیں۔

فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ: پس وہ ذات جو ان ذکر کردہ اوصاف کے ساتھ موصوف ہے وہ اللہ کی ذات ہے جو اپنے انعامات کے ساتھ تمہاری تربیت کرتا ہے اور تمہارے معاملات کی تدبیر کرنے والا ہے وہی ذات عبادت کے لائق ہے اور کوئی نہیں۔

فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ: پس پروردگار عالم کے بعد جس کی ربوبیت مسلم ہے، نہیں ہے مگر گمراہی ہے ظاہر ہے کہ تمام معاملات کی تدبیر کرنے والی ذات اللہ ہی ہے جو حق ہے اور اس ایک اللہ کی عبادت کرنا ہدایت ہے اس کے علاوہ اس کے شرکاء کی عبادت گمراہی ہے اور عبادت کرنے والا مشرک اور گمراہ ہے پس تمہارے لئے ضروری ہے کہ تم حق وصداقت پر قائم رہو گمراہی کی جانب نہ جاؤ، تعجب ہے کہ تم توحید فی الربوبیت کے قائل ہو لیکن توحید فی الالوہیت کا انکار کرتے ہو جب کہ اللہ کی ذات کے ساتھ اس کی مخلوق کی عبادت کرتے ہو۔

سید قطب شہید تفسیر فی ظلال القرآن میں رقمطراز ہیں: انسان جسے اشرف المخلوقات کے لقب سے نوازا گیا ہے اس لئے کہ انسان جب کائنات الٰہی میں گہرے غور وفکر کے بعد ان حقائق کا مشاہدہ کرنے کیلئے جن کو اللہ تعالیٰ نے کائنات ارضی وسماوی میں سمویا ہوا ہے تو وہ پکار اٹھتے ہیں کہ آسمان وزمین میں ہی نہیں بلکہ خیر اور شر کے مجموعوں میں بھی اللہ کی عظیم قدرت کے ایسے خزانے پائے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاتے ہیں جن کے مشاہدہ کرنے سے عقل دنگ رہ جاتی ہے یہ سب کچھ عطیات الٰہیہ ہیں جن سے خدمت لینے کے طور طریقوں سے اللہ نے انسان کو بھرپور عقل و بصیرت سے نوازا ہے اگر سطح زمین پر اللہ کے رزق کے بیشمار خزانے موجود ہیں تو زمین کے نیچے بھی قیمتی خزانے موجود ہیں جن کے سراغ کو انسان نے محنت و مشقت کیساتھ حاصل کر لیا ہے مثلاً گیس کا خزانہ ہے، زمین تو گونا گوں جواہرات سے مالا مال ہے اس طرح پانی کی سطح پر اور سطح کے نیچے گہرائی میں قیمتی خزانے موجود ہیں جن کو موجودہ سائنسدان مسلسل محنت کے بعد اپنے تصرف میں لے آئے ہیں اس طرح سورج کی شعاعوں اور چاندکی روشنی سے بھی سائنٹیفک (Scientific) اصولوں کے تحت استفادہ کر رہے ہیں یہاں تک کہ زمین پر گندگی کے ڈھیروں سے بھی بعض بیماریوں کا علاج معلوم کیا گیا ہے بہر حال ریسرچ کا دائرہ خاصا وسیع ہے اور پھیلتا جا رہا ہے اللہ پاک کا فرمان کس قدر صحیح اور مدلل ہے کہ وہ کون ذات ہے جو تمہیں آسمان وزمین سے بے حساب رزق کے متنوع ذخیروں سے آشنا کرا رہا ہے۔ (صفوۃ التفاسیر القسم الخامس ص ۰ ۷، ظلال القرآن)

كَذٰلِكَ حَقَّتۡ كَلِمَةُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيۡنَ فَسَقُوۡٓا: اسی طرح تمہارے رب کی وعید ان لوگوں کے لئے ثابت ہوگئی جو توحیدِ الالوہیہ والربوبیہ کے دائرہ سے نکل چکے ہیں کہ وہ ہمارے پیغمبروں کی دعوت توحید پر ایمان نہیں لائیں گے خواہ توحید کے دلائل کتنے واضح کیوں نہ ہوں مقصود جبر نہیں ہے بلکہ نور بصیرت کا فقدان ہے حق و باطل کے درمیان فرق کرنے کی جانب متوجہ ہی نہیں ہوتے۔

قُلۡ هَلۡ مِنۡ شُرَكَآئِكُمۡ مَّنۡ يَّبۡدَؤُا الۡخَلۡقَ ثُمَّ يُعِيۡدُهٗ ؕ قُلِ اللّٰهُ يَبۡدَؤُا الۡخَلۡقَ ثُمَّ يُعِيۡدُهٗ فَاَنّٰى تُؤۡفَكُوۡنَ ﴿۳۴﴾ قُلۡ هَلۡ مِنۡ شُرَكَآئِكُمۡ مَّنۡ يَّهۡدِىۡۤ اِلَى الۡحَـقِّ ؕ قُلِ اللّٰهُ يَهۡدِىۡ لِلۡحَـقِّ ؕ اَفَمَنۡ يَّهۡدِىۡۤ اِلَى الۡحَـقِّ اَحَقُّ اَنۡ يُّتَّبَعَ اَمَّنۡ لَّا يَهِدِّىۡۤ اِلَّاۤ اَنۡ يُّهۡدٰى‌ ۚ فَمَا لَـكُمۡ كَيۡفَ تَحۡكُمُوۡنَ ﴿۳۵﴾ وَمَا يَتَّبِعُ اَكۡثَرُهُمۡ اِلَّا ظَنًّا ؕ اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغۡنِىۡ مِنَ الۡحَـقِّ شَيۡـئًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيۡمٌۢ بِمَا يَفۡعَلُوۡنَ ﴿۳۶﴾

ترجمہ: آپ کہیں! کیا تمہارے شریکوں میں سے کوئی ایسا بھی ہے جو پیدائش کا آغاز کرے پھر اسے دوبارہ لوٹائے [آپ کہیں! اللہ پیدائش کا آغاز کرتا ہے پھر دوبارہ پیدا کرے گا] پس تم کہاں پھرے جا رہے ہو (۳۴) آپ کہیں! کیا تمہارے شریکوں میں سے کوئی ایسا بھی ہے جو دین حق کی جانب راہ نمائی کرے؟ آپ کہیں! اللہ ہی دین حق کی جانب راہ نمائی فرماتا ہے تو کیا جو ذات دین حق کی جانب راہ نمائی کرتا ہے وہ زیادہ لائق ہے کہ اس کی پیروی کی جائے یا اس کی جو راہ نہیں پاتا مگر اس وقت کہ اس کی راہ نمائی کی جائے پس تمہیں کیا ہے تم کیسے فیصلے کرتے ہو (۳۵) ان میں اکثریت ان کی ہے جو پیروی نہیں کرتے ہیں مگر وہم کی بلا شبہ وہم حق کی معرفت سے کفایت نہیں کرتا ہے بلا شبہ اللہ کو علم ہے جو وہ کر رہے ہیں (۳۶)

لغوی تحقیق: اَمَّنۡ لَّا يَهِدِّىۡۤ اس کا اصل لایھتدی تھا تا کو دال میں ادغام کر دیا اب دو ساکن جمع ہو گئے، ھا اور پہلا دال، تو ھا کو کسرہ دے دیا اس لئے کہ اس کو سکون کے ساتھ پڑھنا ممکن نہیں اور ساکن کو کسی ضرورت کے پیش نظر جب حرکت دی جاتی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے تو کسرہ کی حرکت دی جائے گی تو وہ لا یھدی ہو گیا۔

اجمالی خاکہ: توحید الٰہی کے اثبات کے سلسلے میں ایک دلیل کو پیش کرنا مقصود ہے اور شرک کا ابطال کرنا ہے جب کہ دلیل کا انداز استفہامی ہے بتوں کی پرستش کرنے والوں کو ڈانٹ پلانا مقصود ہے کہ وہ خاموشی اختیار کریں اس لئے کہ دلیل کے درست ہونے میں ہرگز شک وشبہ نہیں جب کہ وہ دلوں میں جاگزیں ہو رہی ہے بلاغت کا یہ انداز مخاطبین کو خاموش کرانے والا ہے۔

تشریح: ان آیات میں اللہ تعالی اپنے پیغمبر محمد ﷺ کو مخاطب فرما رہے ہیں کہ آپ ان سے استفسار کریں کیا تمہارے بت جن کو تم نے اپنا معبود بنا رکھا ہے ان میں از سر نو کسی چیز کے پیدا کرنے کی پھر اس کے فنا کرنے کے بعد دوبارہ اسی طرح اس کے لوٹانے کی قدرت ہے؟ اللہ پاک واضح فرما رہے ہیں کہ ان میں دوبارہ پیدا کرنے کی ہرگز قوت نہیں ہے جب کہ وہ اس بارے میں خاموش ہیں گویا کہ وہ تسلیم کر رہے ہیں کہ ہمارے معبودوں میں فنا کرنے کے بعد دوبارہ پیدا کرنے کی ہرگز قوت نہیں ہے تو ثابت ہوا کہ ان کا بتوں کو اللہ کی عبادت میں شریک کرنا کسی طرح بھی درست نہیں چنانچہ اللہ پاک فرما رہے ہیں کہ آپ ان سے کہیں! کہ اللہ نے مخلوق کو اولاً پیدا فرمایا ہے جبکہ اس سے پہلے ان کا اصل کچھ نہ تھا بعد ازاں اللہ مخلوق کو فنا کرے گا جب چاہے گا، بعد ازاں جب وہ ارادہ کریگا کہ انکے فنا ہونے کے بعد پہلی کیفیت پر ان کو لوٹائے تو وہ اس پر بھی قادر ہے پس تمہیں اس راہ سے ادھر ادھر نہیں جانا چاہئے۔

قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآءِكُمْ مَنْ يَّهْدِيْٓ: اللہ تعالی اپنے پیغمبر محمد ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے حکم دے رہے ہیں کہ آپ مشرکین مکہ سے استفسار کریں کیا تمہارے بت معبود جن کو تم اللہ کے سوا پکار رہے ہو ان میں صلاحیت موجود ہے کہ کسی ایسے شخص کو جو صراط مستقیم سے دور ہے اسے گمراہی سے نکال کر صراط مستقیم پر کھڑا کریں جبکہ وہ ہرگز یہ دعویٰ نہیں کرتے ہیں کہ ان کے بت جو ان کے خدا ہیں وہ کسی گمراہ کو ہدایت سے ہمکنار کریں، ظاہر ہے کہ ان کا دعویٰ مشاہدہ کے خلاف ہے ان کا عجز واضح ہے تو گویا کہ انہوں نے اپنے معبودوں کے بارے میں ان کے عجز کا اقرار کر لیا تو پھر ان سے کہیں صرف اللہ کی ذات ہی وہ ذات ہے جو گمراہوں کو گمراہی سے نکال کر ہدایت عطا کرتا ہے تو پھر اس حقیقت کو تسلیم کرنا ہوگا کہ جو ذات راہ ہدایت سے بھٹکے ہوؤں کو حق وصداقت کی جانب رہنمائی کرتی ہے وہ زیادہ لائق ہے کہ اس کی دعوت کے پیچھے چلا جائے یا اس کی پکار کو سن کر جو خود راہ ہدایت سے ہٹا ہوا ہے وہ خود گمراہ ہے وہ کسی کی کیا رہنمائی کر سکتا ہے؟

فَمَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ: کیا تمہیں معلوم نہیں کہ جو ذات حق وصداقت کی جانب رہنمائی کرتی ہے وہ زیادہ لائق ہے اس سے جو خود ہدایت یافتہ نہیں ہے، اسے ضرورت ہے کہ کوئی قوت اسے ہدایت سے آگاہ کرے، پس ضروری ہے کہ تم ایسے شخص کی جانب ہرگز جھکاؤ اختیار نہ کرو جو خود گمراہ ہے وہ تمہیں کیسے ہدایت سے ہم کنار کرے گا البتہ اس کی پیروی کرو جو بحر وبر کے سفر میں، خشکی اور تری میں تمہاری رہنمائی کرتا ہے اسی ایک کی خلوص کے ساتھ عبادت کرو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ جب کہ مشرکین کی اکثریت وہم و گمان کی پیروکار ہے حقائق سے بے خبر ہے بلکہ ان میں شک وشبہ کرتے ہیں ظاہر ہے کہ شک میں یقین کا شائبہ بھی نہیں ہوتا۔

اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ: اللہ کو علم ہے کہ مشرک لوگ ظن کے پیچھے چل رہے ہیں اور یقین کی تکذیب کر رہے ہیں جب کہ انہیں یقین کی منزل پر استقامت کے ساتھ رہنا چاہئے تھا۔ (طبری ج ۷ ص ۱۵۲۔۱۵۳)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِىْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ
الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۷﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَ ادْعُوْا
مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۸﴾ بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ يُحِيْطُوْا بِعِلْمِهٖ وَلَمَّا
يَاْتِهِمْ تَاْوِيْلُهٗ ؕ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۹﴾

ترجمہ: اور یہ قرآن نہیں ہے اللہ کی ذات کے سواے جھوٹ بنایا گیا البتہ اس کتاب کی تصدیق کرتا ہے جو اس سے پہلے ہے اور شریعت کی وضاحت ہے جسے انسانوں کے لئے تحریر کیا گیا اس میں ہرگز شک نہیں کہ یہ پروردگار عالم کی جانب سے ہے (۳۷) کیا وہ کہتے ہیں کہ اس شخص نے اس کو جھوٹ بنایا ہے آپ کہیں! تم اس جیسی ایک سورت لاؤ اور اللہ کے سوا ہر شخص کو بلاؤ جن کو تم بلا سکتے ہو اگر تم سچے ہو (۳۸) بلکہ انہوں نے اس کتاب کو جھٹلایا کہ جس کے علم کا انہوں نے احاطہ نہیں کیا ہے اور ابھی اس کے وعدہ کا مصداق نہیں آیا اس طرح ان لوگوں نے جھٹلایا جو ان سے پہلے تھے پس آپ غور کریں ظالموں کا انجام کیا ہوا (۳۹)

تناسب: اس حقیقت کو واضح کرنے کے بعد کہ قرآن پاک منزل من اللہ کتاب ہے اور محمد ﷺ جن پر قرآن پاک نازل ہوا وہ بھی اس جیسا کلام پیش کرنے سے عاجز ہیں بعد ازاں دلائل کی روشنی میں ان کے شرک کو باطل قرار دیا گیا ہے جب کہ ان میں اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جن کے عقائد نہایت بوسیدہ ہیں بعد ازاں پھر ان کی اس رائے کو احمقانہ قرار دیا گیا ہے جو وہ قرآن پاک کے بارے میں رکھتے تھے ان کی تعداد زیادہ تھی جب کہ کم تعداد میں ایسے لوگ بھی تھے جو کھل کر دشمنی کے انداز میں قرآن پاک کی صداقت کے سرے سے منکر تھے دراصل معاشرہ میں اس ذہن کے لوگ لیڈر قسم کے اور متکبر مزاج تھے۔

تشریح: ان آیات کی روشنی میں یہ کہنا درست نہیں اور نہ عقل اس کو باور کرتی ہے کہ کوئی شخص اپنی جانب سے افتراء باندھ کر اس کی نسبت اللہ کی جانب کرے ظاہر ہے کہ قرآن پاک میں جو علوم موجود ہیں اور حکمت کے جن خزانوں کو آشکارا کیا گیا ہے اور ایسی عادلانہ تشریح اور وضاحت جس سے قرآن پاک بھرا ہوا ہے اور زمانہ ماضی کے واقعات اور مستقبل کی پیشین گوئیوں کو جس اختصار اور پر مغز معنویت کے ساتھ آشکارا کیا گیا ہے غور وفکر کے بعد اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ اس اسلوب کے ساتھ ان روشن کوائف کو بیان کرنا کسی انسان کی طاقت میں نہیں ہے اگر بفرض محال تسلیم کر بھی لیا جائے کہ ایسا ہونا ممکن ہے تو ان افراد سے ممکن ہے جو مقام نبوت پر سرفراز ہوں یا نہایت عظیم المرتبت دانشور ہوں بلکہ فرشتے ہوں لیکن اتنے عظیم المرتبت لوگ ہرگز اللہ کی جانب ایسی باتوں کی نسبت نہیں کریں گے، [حَاشَا وَ كَلَّا] کیا یہ حقیقت نہیں کہ نبی ﷺ کا سب سے بڑا دشمن ابوجہل تھا اس کا قول تاریخ اسلام کے صفحات پر مرتسم ہے کہ محمد نامی شخص کے بارے میں ہرگز اس کا دشمن بھی اس رائے کا اظہار نہیں کرے گا کہ آپ نے اپنی زندگی میں کسی انسان کے بارے میں جھوٹ کہا ہو تو کیا ایسا محتاط انسان اللہ کی جانب کسی غلط بات کی نسبت کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ قرآن مجید اس وحی کی تصدیق کرتا ہے جو آپ سے پہلے پیغمبروں پر نازل ہوتی رہی جیسے نوح، ابراہیم،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام ہیں، انہوں نے اصول دین کی طرف دعوت دی اللہ کی ذات وحدہٗ لاشریک پر ایمان لائے اور آخرت کے دن پر ایمان لانے کا پیغام پہنچایا لیکن ان کے پیروکاروں کی غفلت کے سبب بعض احکام مٹ گئے اگر آپ پر وحی نازل نہ ہوتی تو آپ کو ان کے بارے میں ہرگز کچھ علم نہ ہوتا، ارشاد ربانی ہے ﴿وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا﴾ (النساء:۸۲) ''اگر یہ کتاب اللہ کے سوا سے نازل ہوتی تو اس میں کثرت کے ساتھ اختلاف ہوتا''

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ط قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ: کیا یہ حقیقت نہیں کہ قرآن پاک جیسا کلام بلکہ ایک سورت لانا بھی ممکن نہیں تمام مخلوق اس جیسا کلام لانے سے عاجز ہے تو جب آپ نے قرآن پاک کو پیش کیا تو کفار نے آپ کے بارے میں یہ جملہ دہرایا کہ قرآن پاک اس کا اپنا بنایا ہوا ہے تو اس پر آیت نازل ہوئی جس کی تفسیر پیش کی جارہی ہے، تمہارے لئے ہرگز لائق نہیں کہ تم کہو کہ محمد ﷺ نے قرآن کو اپنی جانب سے گھڑ لیا ہے اگر تم اس دعویٰ میں سچے ہو تو تم بھی اسی اسلوب اور ترتیب کیساتھ صرف ایک سورت پیش کرو جس کو تم نے مرتب کیا ہو جب کہ جو زبان اس کی ہے وہی زبان تمہاری بھی ہے اور اسی طرح کا کلام کرتا ہے اور ایسا کرنے پر جن فصحاء اور بلغاء سے تعاون لینا چاہو تمہیں اختیار ہے اللہ کے سوا سبھی کو اپنے ساتھ شامل کرو لیکن اس جیسا کلام پیش نہیں کرسکو گے، ارشاد ربانی ملاحظہ فرمائیں ﴿قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰۤى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا﴾ (الاسراء:۸۸) ''آپ آگاہ کریں اگر انسان اور جن اس پر اکھٹے ہو جائیں کہ وہ اس قرآن جیسا مثل پیش کریں ہرگز اس کا مثل نہیں لاسکیں گے اگر چہ ان میں کچھ دیگر لوگوں کی مدد کرنے والے بن جائیں'' اور جب تم اس کا مثل لانے سے عجز و درماندگی کا اعتراف کرتے ہو حالانکہ تم نے اس میدان میں زبردست مقابلہ کرنے کی بھرپور کوشش کی بایں ہمہ عکاظ کے میلے میں جن فصیح بلیغ ادیبوں کیلئے خصوصی طور پر منبر رکھے جاتے تھے اس پر براجمان ہو کر وہ لوگ نظم، نثر دونوں میدانوں میں اپنا کلام پیش کرتے تھے خوب مقابلہ ہوتا تھا اس میدان میں اس دور کے ادب وانشاء میں اونچی پرواز کرنے والے ادیبوں نے قرآن پاک کا مقابلہ کرنے سے اپنی عجز و درماندگی کا اظہار کیا اور پکار اٹھے کہ یہ کسی انسان کا کلام نہیں یہ تو اللہ خالق کائنات کا شاہکار ہے، اور اس حقیقت کے واضح ہونے میں ہرگز شک وشبہ کی گنجائش نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے مرتبہ انسانی کے لحاظ سے اس قدر اونچا چیلنج کرنا ممکن ہی نہیں تھا یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ آپ مقام نبوت کے اونچے مقام پر فائز ہونے کے لحاظ سے انہیں بلاخوف وخطر چیلنج کررہے ہیں کہ تم اس جیسا کلام پیش کرو مزید چیلنج کررہے ہیں کہ تم اس جیسا کلام بلکہ ایک چھوٹی سورت کا مقابلہ کرنے کی اہلیت بھی نہیں رکھتے ہو، مختصر یہ کہ محمد ﷺ اس یقین کیساتھ قرآن پاک کو پیش کررہے ہیں کہ یہ قرآن اللہ کی جانب سے ہے میری جانب سے نہیں میں انسان ہونے کے لحاظ سے تم سے بڑھ کر نہیں ہوں میں بھی انسان ہونے کے لحاظ سے ایسا کلام پیش کرنے سے عاجز ہوں۔

بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ يُحِيْطُوْا بِعِلْمِهٖ: بلکہ انہوں نے قرآن کی تکذیب میں جلد بازی سے کام لیتے ہوئے دلائل و براہین پر غور وفکر کے دامن کو سمیٹتے ہوئے تصویر کے دوسرے رخ سے اغماض کرتے ہوئے کہ ہم اس کا مقابلہ کرنے سے تو عاجز ہیں بڑی بے شرمی اور بے باکی سے کہا کہ یہ قرآن تو جھوٹ کا پلندہ ہے، مزید برآں قرآن پاک نے مستقبل کے جن واقعات سے پردہ کشائی کی ہے انکے وقوع پذیر ہونے سے پہلے ہی انہوں نے جہالت، تعصب اور غایت درجہ دشمنی کا ثبوت پیش کرتے ہوئے ڈھٹائی اور بے شرمی کے ساتھ کوتاہ نظری اور جہالت کا واضح ثبوت پیش کیا چنانچہ ہر وہ شخص جو صاحب شعور ہے انکی کوتاہ نظری اور دشمنی کا اعتراف کریگا اور ان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بارے میں اس رائے کا اظہار کرنا بالکل درست ہے کہ وہ تقلید کے گڑھے میں گر چکے ہیں انکے غور وفکر کے زاویے مختل ہو چکے ہیں
كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ: جس طرح بلا غور وفکر ان لوگوں نے قرآن پاک اللہ کے کلام کو جھٹلایا اسی طرح ان سے پہلے مشرک لوگوں نے ان پیغمبروں کی تکذیب کی جن کو ان کی ہدایت کے لئے مبعوث کیا گیا تھا۔

فَانۡظُرۡ كَيۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيۡنَ: اے اللہ کے پیغمبر! آپ جائزہ لیں جن لوگوں نے اللہ کے پیغمبروں کو جھٹلایا ان کا انجام کیسا ہوا انکی ہلاکت و بربادی آنے والی نسلوں کیلئے عبرت کا سامان فراہم کر رہی ہے ارشاد ربانی ہے ﴿فَكُلًّا اَخَذۡنَا بِذَنۡۢبِهٖ ۚ فَمِنۡهُمۡ مَّنۡ اَرۡسَلۡنَا عَلَيۡهِ حَاصِبًا ۚ وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ اَخَذَتۡهُ الصَّيۡحَةُ ۚ وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ خَسَفۡنَا بِهِ الۡاَرۡضَ ۚ وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ اَغۡرَقۡنَا ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظۡلِمَهُمۡ وَلٰكِنۡ كَانُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ يَظۡلِمُوۡنَ﴾ (العنکبوت:۴۰) ''پس ہر ایک کو ہم نے اس کے گناہ کے باعث گرفتار کیا پھر ان میں کچھ لوگ ایسے تھے جن پر ہم نے پتھروں کی آندھی برسائی اور کچھ ان میں وہ تھے جن کو چیخ نے اپنی گرفت میں کر لیا اور ان میں کچھ ایسے تھے جن کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا جب کہ ان میں سے کچھ وہ تھے جن کو ہم نے غرق کر دیا اور اللہ کیلئے لائق نہیں کہ اللہ ان پر ظلم کرے البتہ وہ خود اپنے اوپر ظلم کرتے رہے'' چنانچہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کی امت کو اس آیت کے ساتھ خوف زدہ کیا ہے کہ جس طرح پہلی قوموں پر اللہ کا عذاب آیا انہیں تباہ و برباد کر دیا گیا اس طرح وہ لوگ اللہ کے عذاب سے تحفظ حاصل نہیں کر سکیں گے جو اللہ کے پیغمبر محمد ﷺ کی نازل کردہ شریعت پر ایمان نہیں لائیں گے اور انکی سیرت کے مطابق اپنی سیرت کو سنوارنے سے غفلت اختیار کریں گے بہر حال اللہ کی ذات ظلم سے منزہ ہے ہر شخص کو اس کے کردار کے مطابق جزا و سزا کے عمل سے گزرنا ہوگا۔

وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ يُّؤۡمِنُ بِهٖ وَ مِنۡهُمۡ مَّنۡ لَّا يُؤۡمِنُ بِهٖ ؕ وَرَبُّكَ اَعۡلَمُ بِالۡمُفۡسِدِيۡنَ ﴿۴۰﴾ ع وَاِنۡ كَذَّبُوۡكَ فَقُلۡ لِّىۡ عَمَلِىۡ وَلَـكُمۡ عَمَلُكُمۡ ۚ اَنۡتُمۡ بَرِيۡٓـــُٔوۡنَ مِمَّاۤ اَعۡمَلُ وَاَنَا بَرِىۡٓءٌ مِّمَّا تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۴۱﴾ وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ يَّسۡتَمِعُوۡنَ اِلَيۡكَ ؕ اَفَاَنۡتَ تُسۡمِعُ الصُّمَّ وَلَوۡ كَانُوۡا لَا يَعۡقِلُوۡنَ ﴿۴۲﴾ وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ يَّنۡظُرُ اِلَيۡكَ ؕ اَفَاَنۡتَ تَهۡدِى الۡعُمۡىَ وَلَوۡ كَانُوۡا لَا يُبۡصِرُوۡنَ ﴿۴۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظۡلِمُ النَّاسَ شَيۡـئًا وَّلٰـكِنَّ النَّاسَ اَنۡفُسَهُمۡ يَظۡلِمُوۡنَ ﴿۴۴﴾ وَيَوۡمَ يَحۡشُرُهُمۡ كَاَنۡ لَّمۡ يَلۡبَثُوۡۤا اِلَّا سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ يَتَعَارَفُوۡنَ بَيۡنَهُمۡ ؕ قَدۡ خَسِرَ الَّذِيۡنَ كَذَّبُوۡا بِلِقَآءِ اللّٰهِ وَمَا كَانُوۡا مُهۡتَدِيۡنَ ﴿۴۵﴾

ترجمہ: اور ان میں کچھ ایسے لوگ ہیں جو اس [قرآن] پر ایمان رکھتے ہیں جب کہ ان میں ایسے لوگ بھی ہیں جو [قرآن] پر ایمان نہیں رکھتے ہیں اور تیرا پروردگار ان فساد انگیزی کرنے والوں کو خوب جانتا ہے (۴۰) اور اگر وہ آپ کو جھوٹا باور کریں تو آپ کہیں کہ میرے لئے میرا عمل اور تمہارے لئے تمہارا عمل تم اس سے بے تعلق ہو جو میں کر رہا ہوں اور میں اس سے بے تعلق ہوں جو تم کر رہے ہو (۴۱) اور ان میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو آپ کی باتوں کو سنتے ہیں بھلا کیا تو بہروں کو سنا سکتا ہے جب کہ وہ کچھ سمجھ نہیں رکھتے ہیں (۴۲) اور ان میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو آپ کی جانب دیکھتے ہیں بھلا آپ اندھوں کی رہنمائی کر سکتے ہیں جب کہ وہ دیکھتے نہیں ہیں (۴۳) بلاشبہ اللہ لوگوں پر ظلم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں کرتا ہے البتہ لوگ اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں (۴۴) اور اللہ جس دن انہیں اٹھائے گا گویا کہ وہ [دنیا کی] صرف دن کی ایک ساعت ٹھہرے ہیں وہ ایک دوسرے کے ساتھ متعارف ہوں گے بے شک ان لوگوں نے نقصان اٹھایا جنہوں نے اللہ کی ملاقات کو جھوٹ قرار دیا اور وہ ہدایت یافتہ نہ تھے (۴۵)

تشریح: اے محمد ﷺ ان لوگوں میں سے جن کی جانب آپ کو پیغمبر بنا کر بھیجا گیا ہے کچھ ایسے لوگ ہیں جو قرآن پاک پر ایمان لاتے ہیں آپ کی اطاعت کرتے ہیں اور وہ آپ کی جانب سے بیان کردہ پیغامات پر عمل پیرا رہتے ہیں جب کہ ان میں کچھ ایسے افراد بھی ہیں جو آپ کی نبوت پر ایمان نہیں لائیں گے کفر پر ان کا مرنا ہوگا اور کفر پر ہی ان کو اٹھنا ہوگا اس لئے کہ آپ کا پروردگار خوب جانتا ہے کون شخص ہدایت کا مستحق ہے تو اسے اللہ تعالیٰ ہدایت سے نوازتے ہیں اور کون ایسا ہے جو گمراہی کا استحقاق رکھتا ہے تو اسے گمراہ رکھتا ہے بہر حال اللہ کی ذات جسّتہ تو وصف عدل کے ساتھ موصوف ہے ذرہ بھر کسی پر ظلم نہیں ہوگا ہر شخص کیساتھ اس کے استحقاق کے مطابق معاملہ ہوگا اللہ کی ذات بابرکت ہے ظلم وزیادتی بلکہ ہر قسم کے عیب سے پاک ہے اس لئے وہی ذات معبود حقیقی ہے۔

وَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ لِّيْ عَمَلِيْ وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ: اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے پیغمبر محمد ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے پیغام دے رہے ہیں اگر یہ مشرکین آپ کی تکذیب پر مصر ہیں تو آپ ان سے اور ان کے کردار سے برأت کا اظہار کرتے ہوئے کہیں کہ میں اپنے اعمال کا ذمہ دار ہوں اور تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں باز پرس ہوگی جیسا کہ ارشاد ربانی ہے ﴿قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ لَاۤ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ وَلَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ وَلَاۤ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ وَلَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ﴾ (الکافرون) ''آپ کہیں! اے کافرو! میں ان چیزوں کی عبادت نہیں کرتا ہوں جن کی تم عبادت کرتے ہو اور تم اس کی عبادت نہیں کرتے ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں اور نہ میں عبادت کرتا ہوں جن کی تم عبادت کرتے ہو اور نہ تم عبادت کرتے ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں تمہارے لئے تمہارا دین ہے اور میرے لئے میرا دین ہے'' اسی طرح ابراہیم علیہ السلام اللہ کے خلیل اور ان کے پیروکاروں نے شرک کرنے والوں کو مخاطب کرتے ہوئے آگاہ کیا ہم تم سے اور اللہ کی عبادت کو چھوڑ کر جن باطل خداؤں کی تم عبادت کرتے ہو ان سے برأت کا اظہار کرتے ہیں۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ: ان کفار میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جو آپ کی پرکشش خوبصورت باتوں پر کان دھرتے ہیں مزید برآں قرآن پاک کی تلاوت احادیث صحیحہ جو فصاحت و بلاغت کا مجموعہ ہیں توجہ کے ساتھ سننے والوں کے دلوں پر ان کے اثرات مرتسم ہوتے ہیں دین اور دنیوی تمام معاملات میں رہنمائی حاصل ہوتی ہے جب کہ بہرے لوگوں کو سنانا آپ کی قدرت سے باہر ہے اسی طرح انہیں ہدایت سے بہرہ ور فرمانا آپ کے دائرہ کار میں نہیں جب تک کہ اللہ کی مشیت شامل حال نہ ہو۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْظُرُ اِلَيْكَ: آپ کی زندگی کے اطوار واوضاع ان کے سامنے ہیں وہ محسوس کرتے ہیں کہ آپ میں گوناگوں خوبیاں موجود ہیں حلم، تواضع اخلاقی برتری، کردار کا حسن جلوہ گر ہے مزید برآں آپکی نبوت پر دلائل و براہین ان لوگوں کیلئے مقناطیسی حیثیت رکھتے ہیں جن میں بصیرت اور دانشمندی کے جواہر نمایاں ہیں لیکن جن لوگوں کے دلوں میں آپ کی مخالفت کا داعیہ موجزن ہے انہیں کیسے ہدایت حاصل ہو سکتی ہے وہ تو آپ کی دشمنی پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں جبکہ آپ کی نبوت پر ایمان لانے والے خوش قسمت افراد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپکی جانب محبت بھرے انداز اور وقار کیساتھ دیکھتے ہیں لیکن کفار آپ کو حقارت آمیز انداز کیساتھ دیکھتے ہیں ارشاد ربانی ہے ﴿وَاِذَا رَاَوْکَ اِنْ یَّتَّخِذُوْنَکَ اِلَّا هُزُوًا﴾ (الفرقان:٤١) ''اور جب وہ آپ کو دیکھتے ہیں تو آپ کو مزاح کا نشانہ بناتے ہیں''

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْئًا: اللہ پاک آگاہ فرمار ہے ہیں کہ اللہ کی ذات کسی انسان پر ذرہ بھر بھی ظلم کو درست نہیں جانتا ہے کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ اللہ کی ذات حاکم مطلق ہے وہ جس طرح چاہتا ہے کائنات میں تصرف کرتا ہے اس سے بلند تر کوئی قوت نہیں جو اس سے استفسار کی جرأت کر سکے لیکن اللہ کے علم، حکمت اور عدل کی روشنی میں سبھی انسانوں سے پرسش ہوگی ابوذر رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث قدسی مروی ہے نبی ﷺ اپنے پروردگار سے بیان کرتے ہیں اللہ اپنے بندوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں !اے میرے بندو! میں نے اپنی ذات پر ظلم کو حرام کر دیا ہے مزید برآں تم پر بھی ظلم کو حرام قرار دیا گیا ہے تم نے آپس میں ایک دوسرے پر ظلم نہیں کرنا ہوگا اس طویل حدیث کے آخر میں ہے ،اے میرے بندو! تم نے زندگی بھر جو اعمال کئے ہوں گے ان کو شمار کیا جائے گا انہیں ان اعمال کے مطابق پورا پورا بدلہ عطا کیا جائے گا جو شخص محسوس کرتا ہے کہ اس کی زندگی میں اس سے اعمال صالحہ ادا ہو رہے ہیں اسے چاہئے کہ وہ اللہ کی ذات کا شکریہ ادا کرے اللہ کی تعریف میں رطب اللسان رہے اور جس شخص کا کردار کتاب اللہ اور سنت صحیحہ کے خلاف ہے تو وہ خود ہی کو ملامت کرے کسی اور کو ملامت کرنا اس کے لئے زیبا نہیں ہے، مسلم نے طویل حدیث بیان کی۔

(صحیح مسلم کتاب البر باب ١٦، ابن کثیر ٦٤٩/٢)

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ: اللہ تعالیٰ لوگوں کو قیامت کے وقوع کے مناظر سے آگاہ فرمار ہا ہے جب انہیں قبروں سے اٹھا کر قیامت کے میدان میں محصور کر دے گا تو وہ محسوس کریں گے کہ وہ صرف دن کی ایک ساعت دنیا میں رہے معلوم ہوا دنیوی زندگی کی مقدار اخروی زندگی کے مقابلہ میں کس قدر قلیل ہے بیٹے اپنے والدین کو پہچان لیں گے اسی طرح قریبی رشتہ دار بھی ایک دوسرے کو پہچان لیں گے البتہ وہاں ہر شخص اپنے بارے میں اس قدر پریشان ہوگا کہ کسی دوسرے شخص کے ساتھ کچھ وابستگی نہ ہوگی جیسا کہ ارشاد باری ہے ﴿فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَّلَا يَتَسَآءَلُوْنَ﴾ (المؤمنون:١٠١) ''اس دن وہ لوگ زبردست خسارے میں ہوں گے جنہوں نے قیامت کے وقوع کو جھوٹ قرار دیا تھا حقیقت یہ ہے کہ اس سے بڑھ کر اور کوئی خسارہ نہیں کہ حسرت و ندامت کے ساتھ احباب اپنے احباب سے مفارقت اختیار کریں گے خاندانی روابط ختم ہو کر رہ جائیں گے''

وَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ اللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰى مَا
يَفْعَلُوْنَ﴿٤٦﴾ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ فَاِذَا جَآءَ رَسُوْلُهُمْ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا
يُظْلَمُوْنَ﴿٤٧﴾ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ﴿٤٨﴾ قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ
ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا اِلَّا مَاشَآءَ اللّٰهُ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ اِذَاجَآءَ اَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً
وَّلَايَسْتَقْدِمُوْنَ﴿٤٩﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُهٗ بَيَاتًا اَوْنَهَارًا مَّاذَا يَسْتَعْجِلُ مِنْهُ
الْمُجْرِمُوْنَ﴿٥٠﴾ اَثُمَّ اِذَا مَاوَقَعَ اٰمَنْتُمْ بِهٖ آٰلْئٰنَ وَقَدْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ﴿٥١﴾ ثُمَّ قِيْلَ
لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ﴿٥٢﴾ وَ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَسْتَنْبِئُوْنَكَ اَحَقٌّ هُوَ ؕ قُلْ اِیْ وَ رَبِّیْۤ اِنَّهٗ لَحَقٌّ ؔ ۚ وَ مَاۤ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِیْنَ ﴿۵۳﴾ وَ لَوْ اَنَّ لِكُلِّ
نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَا فِی الْاَرْضِ لَافْتَدَتْ بِهٖ ؕ وَ اَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ۚ وَ قُضِیَ
بَیْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَ هُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ﴿۵۴﴾ اَلَاۤ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ
وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۵۵﴾ هُوَ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُ وَ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۵۶﴾

ترجمہ: اور اگر ہم آپ کو اس کا کچھ حصہ دکھائیں جس کا ہم ان سے وعدہ کرتے رہے یا ہم آپ کو موت سے ہم کنار کریں [بہر حال] ہماری جانب ان کا لوٹنا ہے پھر اللہ ان کے بارے میں مطلع ہے جو وہ کرتے رہے (۴۶) اور ہر امت کے لئے ایک پیغمبر ہے جب پیغمبران کے پاس آ گیا تو ان کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا جائے گا اور ان پر ظلم نہیں ہوگا (۴۷) اور وہ کہتے ہیں یہ وعدہ کب پورا ہوگا اگر تم سچے ہو (۴۸) آپ کہیں میں تو اپنی ذات کے لئے نقصان اور فائدہ کا اختیار نہیں رکھتا مگر جو اللہ چاہے ہر امت کا ایک وقت ہے جب ان کا وقت آئے گا تو نہ ایک ساعت کی تاخیر ہوگی اور نہ تقدیم ہوگی (۴۹) آپ کہیں! مجھے بتائیں اگر اللہ کا عذاب تمہارے پاس رات یا دن کے وقت آتا ہے تو بہر حال مجرم لوگ اس عذاب سے کس چیز کو جلدی طلب کر رہے ہیں (۵۰) کیا جس وقت عذاب وقوع پذیر ہو گیا کیا اس وقت اس پر ایمان لاؤ گے [اس وقت کہا جائے گا] کیا اب تم ایمان لائے ہو اور اس سے پہلے تم اس کو جلدی طلب کرتے تھے (۵۱) پھر ظالموں سے کہا جائے گا تم ہمیشہ کا عذاب چکھو تمہیں بدلہ نہیں دیا جائے گا مگر اس کا جو تم کرتے رہے (۵۲) اور وہ آپ سے استفسار کرتے ہیں کیا یہ وعدہ صحیح ہے آپ بتائیں! ہاں! میرے پروردگار کی قسم بلا شبہ وہ صحیح ہے اور تم اس کو عاجز نہیں کر سکو گے (۵۳) اور اگر ہم ہر نفس کے لئے جو اس نے ظلم کیا ہے جو کچھ زمین میں ہے اس کا فدیہ دیں اور انہوں نے اپنے دلوں میں پشیمانی کو چھپا رکھا ہوگا جب وہ عذاب کا معائنہ کریں گے اور ان کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ ہوگا اور ان پر ظلم نہیں ہوگا (۵۴) خبر دار اللہ کے لئے ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے خبر دار بے شک اللہ کا وعدہ درست ہے جب کہ ان میں زیادہ لوگ جانتے نہیں ہیں (۵۵) وہ ذات زندہ کرتی ہے اور فوت کرتی ہے اور اسی کی جانب تم لوٹائے جاؤ گے (۵۶)

تناسب: اللہ پاک نے اس سے پہلی آیت میں واضح کیا ہے کہ مشرکین جو اللہ کی ملاقات کا انکار کرتے ہیں وہ سراسر نقصان میں ہیں ہدایت الٰہی سے کوسوں دور ہیں انہیں عذاب الٰہی سے ڈرایا گیا ہے جس سے وہ قیامت کے دن کے علاوہ دنیوی زندگی میں بھی اللہ کے عذاب سے محفوظ نہ رہ سکیں گے، بعد ازاں واضح کیا گیا ہے کہ اے اللہ کے پیغمبر! آپ ان پر نازل شدہ عذاب کا معائنہ کریں گے جس سے آپ کی آنکھوں کو ٹھنڈک حاصل ہوگی علاوہ ازیں اخروی زندگی میں بھی وہ عذاب سے ہم کنار ہوں گے چونکہ اللہ پاک کو ان کے گناہوں سے آگاہی حاصل ہے تو اللہ پاک انہیں اس عذاب میں مبتلاء کریں گے جس کے وہ مستحق ہوں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح: اگر ہم نے دنیوی زندگی میں اس عذاب کے کچھ حصہ سے آپ کو آگاہ کیا ہے تو اس حقیقت سے ہرگز انکار ممکن نہیں کہ وہ واقعی اس عذاب میں گرفتار کئے جانے کے مستحق تھے چنانچہ آپ نے اپنی زندگی میں مشاہدہ کیا کہ کفار مکہ آپ کی بددعا کے نتیجہ میں قحط سالی میں مبتلاء ہوئے اور شدید بھوک کے باعث ان کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا جاتا تھا، مزید برآں اللہ پاک نے آپ کو پہلی جنگ میں ہی کامیابی سے نوازا جو غزوۂ بدر کے نام کے ساتھ اسلامی تاریخ کے صفحات پر مرتسم ہے ان میں سے کچھ افراد موت کے گھاٹ اتارے گئے تھے اور زندہ بچنے والے بدترین ذلت وحقارت کے ساتھ تتر بتر ہو گئے غزوۂ بدر کی طرح دیگر غزوات میں بھی انہیں شکست کا سامنا کرنا پڑا یہاں تک کہ مکہ مکرمہ جو کفار کا مرکز تھا فتح ہو گیا اور اس فتح کے سبب کفار کی کثیر تعداد نے اسلام قبول کیا۔

اَوْنَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ: اے نبی ہم فتح مکہ سے پہلے آپ کو موت سے ہم کنار کریں گے بہرحال انہوں نے ہر صورت ہماری جانب آنا ہے بعد میں انہیں ان کے اعمال کی سزا ملے گی جس کا مشاہدہ کرنے کیلئے انہیں اللہ کے عذاب کی وعید میں گرفتار ہونا ہوگا۔

ثُمَّ اللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ: چونکہ اللہ پاک انکے افعال سے آگاہ ہے تو اللہ انہیں اپنے علم اور سچی گواہی کی بنیاد پر سزا دے گا۔

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ: چونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر رحیم ہے اور بندوں کے بہانوں کو ختم کرتا ہے اس لئے ہر امت میں ضرورت کے مطابق پیغمبر مبعوث فرمائے تاکہ وہ انہیں آگاہ کریں کہ ایمان لانے کے بعد کیا واجب ہے اور قیامت کے دن کے عذاب سے کیسے رہائی حاصل ہو سکتی ہے؟ ظاہر ہے کہ نجات کے لئے اعمال صالحہ کا زندگی بھر اہتمام کرنا ہے معلوم ہوا اللہ تعالیٰ نے ہر امت کی جانب پیغمبر ارسال فرمائے، ارشاد الٰہی ہے ﴿وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ﴾ (فاطر:٢٤) ''ہر امت میں ڈرانے والا آیا''

فَاِذَا جَآءَ رَسُوْلُهُمْ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ: جب ان کے پاس ان کا پیغمبر آیا اس نے ان تک اللہ کے دین کے اصولوں کو پہنچایا بعد ازاں پیغمبر کی مخالفت کرنے میں ان کے ہاں کوئی عذر باقی نہ رہا تو حشر کے دن اللہ ان میں عدل وانصاف کے ساتھ فیصلہ فرمائے گا ان پر ہرگز ظلم نہ ہوگا اس لئے کہ پیغمبر کی مخالفت کے سبب ان پر اللہ کا عذاب نازل ہوگا جب کہ انہوں نے اپنی دنیوی زندگی کو بداعمالیوں کے ارتکاب کے سبب اخروی ذلت سے ہم کنار کیا ہوگا قیامت کے دن جس امت کو بارگاہ الٰہی میں پیش کیا جائے گا تو اس کے ساتھ ان کی جانب بھیجا گیا پیغمبر بھی بارگاہ الٰہی میں موجود ہوگا اور اعمال ناموں کا دفتر بھی ہوگا جو ان پر گواہی دے گا اور وہ فرشتے جو انسانوں کی محافظت کرتے ہیں وہ بھی گواہی دیں گے بلا جرم کسی شخص کو عذاب میں گرفتار نہیں کیا جائے گا۔

وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ: کفار مکہ نے نبی ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اگر تو سچا ہے تو جس عذاب کا تو ہمارے ساتھ وعدہ کر رہا ہے بتائیں وہ کب وقوع پذیر ہوگا اس کے بارے میں ہمیں مطلع کیجئے؟ دراصل ان کا سوال استہزاء پر مبنی تھا، اس کے جواب میں فرمایا:

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا: اے پیغمبر! آپ ان پر اس حقیقت کو واضح کریں جو آپ سے اللہ کی وعید کے بارے میں جلد وقوع پذیر ہونے کا مطالبہ کر رہے ہیں کہ میں تو اللہ کا پیغمبر ہوں انسان ہوں میں نہ تو اپنی ذات اور نہ کسی دوسرے کے لئے کچھ اختیار نہیں رکھتا نہ خود کسی کو بلا اسباب فائدہ پہنچا سکتا ہوں اور نہ نقصان سے ہم کنار کر سکتا ہوں البتہ جو ہوتا ہے اللہ کی مشیت کے مطابق ہوتا ہے اس لئے مجھے ہرگز شک نہیں یہ مقام تو ربوبیت کا ہے رسالت کا نہیں ہے اس لئے کہ رسالت کا وظیفہ تو پہنچانا ہے کسی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کام کو معرض وجود میں لانا نہیں ہے۔

لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ؕ اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ: جن امتوں نے پیغمبروں کو جھوٹا قرار دیا ان پر اللہ کے عذاب کے نازل ہونے کا وقت مقرر ہے اپنے وقت پر عذاب نازل ہوگا ان سے کسی دوسری امت کی جانب تجاوز نہیں کرے گا اور جب عذاب کا وقت آن پہنچے گا تو اللہ کا پیغمبران کو اللہ کے عذاب سے رستگاری نہیں دلا سکتا عذاب کے آنے میں ایک ساعت کی گنجائش نہیں ہے اللہ کی مشیت میں کوئی شخصیت حائل نہیں ہو سکتی مستقل عقیدہ یہ رکھنا چاہئے جو کچھ اللہ چاہتا ہے وقوع پذیر ہوتا ہے اور جو وہ نہیں چاہتا ہرگز وقوع پذیر نہیں ہو سکتا۔

علامہ نواب صدیق حسن خان کی وضاحت: جو لوگ مصائب و حوادثات سے ہم کنار ہوتے ہیں وہ اللہ کی تقدیر کے مطابق ہوتے ہیں جو لوگ مصائب سے بچاؤ یا بیماری کی حالت میں شفا طلبی کے لئے بارگاہ الٰہی میں عجز و نیاز کے ساتھ حاضر نہیں ہوتے بلکہ اللہ کے پیغمبر کو مخاطب کر کے ان سے مدد طلب کرتے ہیں تو وہ اللہ کے پیغمبر کو اللہ کے مقام الوہیت پر سرفراز فرماتے ہیں، یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ یہ مقام تو اللہ رب العالمین کا ہے جو انبیاء، صالحین اور تمام مخلوق کا خالق ہے جو سبھی کو رزق عطا کر رہا ہے سبھی کو اس نے زندگی عطا کی ہے کسی پیغمبر، فرشتے یا صالح انسان سے عطیات کی درخواست کرنا شرک ہے یہ مقام تو رب العالمین کا ہے جو خالق اور رازق ہے کسی کو عطیات سے نوازتا ہے اور اپنی مشیت کے مطابق جسے چاہتا ہے محروم رکھتا ہے۔

جس آیت کی تفسیر پیش کی جارہی ہے اس میں اس حقیقت کو واضح انداز میں ثابت کیا گیا کہ محمد ﷺ جہاں وہ اولاد آدم کے سردار ہیں وہاں ان کا لقب خاتم النبیین بھی ہے اللہ پاک انہیں آگاہ کررہے ہیں کہ آپ کھلے الفاظ میں اعلان کریں کہ میں تو اپنی ذات کیلئے نفع و نقصان کا مالک نہیں ہوں تو میں کسی کی مدد کیسے کر سکتا ہوں؟ معلوم ہوا جب آخر الزماں پیغمبر کو یہ مقام عطا نہیں کیا گیا تو جن کا مقام آپ سے فروتر ہے وہ کیسے کسی کی فریادرسی کر سکتے ہیں یا کسی کو فوائد سے نواز سکتے ہیں کسی کو پریشانیوں سے نجات دے سکتے ہیں؟ زبردست تعجب اور حیرانی کی بات ہے کہ جو لوگ قبروں کا رخ کرتے ہیں وہاں قبروں میں مدفون لوگوں سے درخواستیں کرتے ہیں کہ آپ ہماری ضرورتوں کو پورا فرمائیں ہمیں پریشانیوں سے نجات عطا کریں حالانکہ ان کاموں کے سرانجام دینے کی قدرت صرف اللہ کی ذات کیساتھ ہے، انہیں خود کو شرک سے باز رکھنا چاہئے انہیں خبردار کیا جائے کہ یہ لا الہ الا اللہ کی صریح مخالفت ہے اور سورہ اخلاص کے مدلول کی بھی مخالفت ہے افسوس تو ان اہل علم پر ہے بلکہ حیرانی کا مقام ہے کہ وہ اپنے ساتھ وابستہ نام نہاد مسلمانوں کو ان شرک کے کاموں سے نہیں روکتے ہیں خاموش تماشائی بنے رہتے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ (تفسیر المراغی ۴/۲۴۵)

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُهٗ بَيَاتًا اَوْ نَهَارًا: آپ ان لوگوں کو خبردار کریں کہ جو دین اسلام کی تکذیب کر رہے ہیں اگر تمہارے پاس اللہ کا عذاب رات کے وقت یا دن کی کسی ساعت میں آ پہنچے تو تمہیں کیا فائدہ ملے گا؟ حقیقت یہ ہے کہ کس قدر خوفناک عذاب کا وہ تیزی کے ساتھ مطالبہ کر رہے ہیں، کیا وہ دنیوی عذاب یا اخروی عذاب کے ساتھ ہم کنار ہونا چاہتے ہیں؟ بہر حال جس عذاب کو وہ طلب کر رہے ہیں ان کا مطالبہ جہالت اور حماقت کا پیش خیمہ ہے۔

اَثُمَّ اِذَا مَا وَقَعَ اٰمَنْتُمْ بِهٖ: کیا مجرم لوگ جن کیلئے ضروری تھا کہ وہ ہر لحہ اللہ کے خوف سے دامن گیر رہتے لیکن وہ تو ایمان کی دولت کے حصول کی بجائے عذاب الٰہی کے نازل ہونے کے آرزومند ہیں جس سے انہیں خوف زدہ رہنا چاہئے تھا اور جب اللہ کا عذاب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نازل ہو جائے گا تو اس وقت تمہارا ایمان لانا تمہیں اللہ کے عذاب سے بچا نہ سکے گا بلکہ مجرموں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا جائے گا تم اب ایمان لا رہے ہو جبکہ تم اس سے پہلے عذاب الٰہی کے نازل ہونے کے بارے میں استہزاء کیا کرتے تھے بلکہ تم کہا کرتے تھے کہ تم عذاب لے آؤ جس کا تم وعدہ کر رہے ہو بعد ازاں ظالموں کو مخاطب کر کے کہا جائے گا تمہیں تمہارے کفر اور جھٹلانے کا بدلہ مل رہا ہے۔

وَيَسْتَنْبِئُوْنَكَ اَحَقٌّ هُوَ: اے پیغمبر! وہ آپ سے دریافت کر رہے ہیں کہ آپ انہیں اس عذاب کے بارے میں بتلائیں جس کے آنے کا آپ ان سے وعدہ کر رہے ہیں ممکن ہے کہ دنیا میں ہی آ جائے یا پھر آخرت میں اس سے ہمکنار ہوں یا عذاب کے اترنے کا کہنا صرف ان کے ڈرانے کیلئے ہے آپ اثبات میں جواب دیتے ہوئے کہیں ہاں! بالکل درست ہے اس پر میں تمہارے سامنے اپنے پروردگار کی قسم اٹھاتا ہوں کہ اللہ کا عذاب واقع ہو کر رہے گا کوئی عذاب کو ٹال نہیں سکتا تم سب اللہ کی بادشاہت میں ہو جب وہ عذاب اتارنے کا ارادہ کرے گا تو عذاب نازل ہو جائے گا پس تمہارے لئے از بس ضروری ہے کہ تم اپنے بارے میں اللہ کی ناراضگی سے خوف زدہ رہو کہ کہیں تم پر اللہ کا غضب نہ نازل ہو جائے۔

حماد بن ثعلبہ کا واقعہ: اسلام قبول کرنے کے بعد جب وہ اپنی قوم کے ہاں پہنچا اس کو آتا دیکھ کر اس کی قوم کے لوگ آن پہنچے تو اس کی پہلی گفتگو جو اس نے کی وہ یہ تھی کہ لات اور عزیٰ بہت برے ہیں لوگوں نے اسے اس سے باز رہنے کا کہا مزید اسے خوف زدہ کیا کہ اگر تو باز نہیں آئے گا تو پھلبہری اور کوڑھ کی بیماری میں مبتلاء ہو جائے گا بلکہ دیوانگی تجھے گھیر لے گی اس نے کہا کہ نہایت افسوس کی بات ہے جو تم کہہ رہے ہو جبکہ اللہ کی قسم! حقیقت یہ ہے کہ وہ نہ تو نقصان پہنچا سکتے ہیں نہ فائدہ دے سکتے ہیں بے شک اللہ نے تمہاری جانب ایک پیغمبر بھیجا ہے اور اس پر کتاب قرآن کو اتارا ہے اس کتاب کو اتار کر اللہ نے تمہیں شرک بت پرستی سے تحفظ عطا کیا ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے پیغمبر ہیں میں تمہارے پاس اس کی جانب سے آیا ہوں ان باتوں سے آگاہ کروں گا جن کے بجالانے کا اس نے حکم دیا ہے اور ان باتوں سے دور رہنا ہوگا جن سے اس نے روکا ہے اس کے نتیجہ میں اس روز غروب شمس تک اس بستی کے سبھی مرد اور عورتیں اسلام کے زیور سے آراستہ پیراستہ ہو گئے۔ (تفسیر المراغی ۲۴۶/۴)

وَلَوْ اَنَّ لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَا فِي الْاَرْضِ لَا فْتَدَتْ بِهٖ: اگر وہ شخص جس نے اللہ کے ساتھ کفر کیا ہے اس کے ملک میں جو کچھ موجود ہے اس کو قربان کرے کہ اللہ کے عذاب سے اسے نجات حاصل ہو لیکن رستگاری حاصل ہوگی نہ فدیہ قبول ہوگا۔

وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ: ظلم کے مرتکب لوگ اپنے ظلم پر افسوس کا اظہار نہیں کریں گے جب وہ ظلم کے سبب اپنی آنکھوں کے سامنے عذاب الٰہی کو منڈلاتے ہوئے دیکھیں گے دوزخ ان کے سامنے پورے زور کے ساتھ بھڑک رہی ہوگی انہیں اپنی جگہ پر یقین ہوگا کہ اب انہیں ہرگز دوزخ کے عذاب سے بچاؤ حاصل نہ ہوگا ان کے دل و دماغ پر حزن و غم کا اتنا بوجھ ہوگا کہ زبان سے ہزار کوشش کے باوجود کوئی کلمہ نہیں کہہ سکیں گے وہ پتھر کے بتوں کی طرح جامد ہوں گے ان میں حرکت کا نام و نشان تک نہ ہوگا۔

وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ: ان کے اور ان کے مخالفین کے درمیان عدل و انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا جائے گا خیال رہے ان کے مخالفین سے مقصود پیغمبروں کی جماعت اور ان پر ایمان لانے والے ہیں مزید ان کے دشمن وہ لوگ بھی ہیں جنہوں نے انہیں گمراہی کے راستہ پر چلایا اور انہیں ایمان کی جانب متوجہ ہونے سے روک رکھا تھا اور کفر اختیار کرنے پر روشن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مستقبل کی نوید سے انہیں اپنا رفیق بنایا ارشاد ربانی ہے ﴿وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ط وَجَعَلْنَا الْاَغْلٰلَ فِيْٓ اَعْنَاقِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ط هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ (سبا:٣٣) ''اورانہوں نے دل میں پشیمانی کو چھپا رکھا جب انہوں نے عذاب کو دیکھا اور ہم نے کفار کی گردنوں میں طوق ڈال دیا انہیں نہیں سزا دی گئی ہے مگر موافق اس کے جو وہ کیا کرتے تھے''

اس کے بعد اللہ کی قدرت پر جو دلیل پہلے ذکر ہوئی ہے اس کو بیان کیا جا رہا ہے کہ اللہ کا فیصلہ نافذ ہوگا اور ظالم لوگ اللہ کے عذاب سے تحفظ حاصل نہ کر پائیں گے اس لئے کہ اللہ کی آسمانوں زمین میں بادشاہت ہے اور جو مخلوق اس میں ہے وہ بھی اللہ کے قبضہ اور تصرف میں ہے کفار کا ان میں کچھ حصہ نہیں کہ وہ عذاب سے نجات حاصل کرنے کیلئے کوئی فدیہ دے سکیں، ظاہر ہے کہ تمام چیزیں اللہ کے قبضۂ قدرت میں ہیں اور جن لوگوں نے گناہ کئے ہیں انہیں ان کے گناہوں کے سبب سزا دی جائے گی اللہ کے فیصلہ کے سامنے ہرگز کوئی رکاوٹ نہ ہوگی۔

اَلَآ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ: اللہ پاک کی جانب سے بھیجے گئے پیغمبروں کی زبان پر جو وعدہ ہوا وہ صحیح ہے اس کے صحیح ہونے میں کچھ شک نہیں ظاہر ہے یہ ایسی ذات کا وعدہ ہے جو ہر چیز کا مالک ہے اور اسے ہر چیز پر قدرت حاصل ہے کوئی بھی اللہ کو عاجز نہیں کر سکتا جب کہ کفار کی اکثریت جو جزا سزا کے دن کا انکار کرتے ہیں وہ آخرت کے دن کے معالات سے غافل ہیں انہوں نے اس کے بارے میں سوچ و بچار نہیں کیا ہے تو وہ کیسے اس دن کی حقیقت تک پہنچ سکتے تھے، اس کے بعد اپنی قدرت پر دلائل پیش کرتے ہوئے فرمایا:

هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ: اللہ پاک کا وصف زندہ کرنا اور زندوں کو موت سے ہم کنار کرنا ہے اللہ کی ذات قادر مطلق ہے کسی کام کا سرانجام دینا اس پر ہرگز کوئی مشکل نہیں ہے مرنے کے بعد تم سب کو آخرت میں زندہ کرنا ہے اور اعمال کا محاسبہ ہوگا پھر جزا سزا کا عمل وقوع پزیر ہوگا۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٥٧﴾ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ط هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿٥٨﴾

ترجمہ: اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی جانب سے نصیحت اور دلوں میں جو بیماری ہے اس کے لئے شفا ہے اور مسلمانوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے (٥٧) آپ کہیں اللہ کے فضل و کرم اور اس کی رحمت کے ساتھ خوش ہوں یہ اس مال سے بہتر ہے جو وہ اکٹھا کر رہے ہیں (٥٨)

لغوی تحقیق: مَوْعِظَةٌ نصیحت مادہ (و ع ظ) ہے، اَلْوَعْظُ کا معنی زجر و توبیخ کا ہے جس میں خوف کی آمیزش ہو خلیل نے اس کا معنی یہ کیا کہ خبر کا اس طرح تذکرہ کرنا جس سے دل میں رقت پیدا ہو عِظَةٌ اور مَوْعِظَةٌ دونوں اسم ہیں يَعِظُكُمْ تمہیں نصیحت کرتا ہے، اَلْعِظَةُ درست بات اور اچھے کام کی وصیت کرنا، جھوٹ اور برائی سے بچاؤ اختیار کرنا البتہ ترغیب و ترہیب کا اسلوب اختیار کیا جائے تا کہ اس کے سبب دلوں میں رقت طاری ہو جس کے سبب کسی اچھے کام کو کیا جائے اور برے کام سے دور رہا جائے، علامہ بقاعی نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وعظ کی تشریح کرتے ہوئے کہا ہے کہ وعظ اس کلام کا نام ہے جو خشوع کی جانب مائل کرے اور فسق وفجور سے روکے جب کہ جہالت کی بیماری جسم کی بیماری سے کہیں زیادہ نقصان دہ ہے اور اس کا علاج خاصا مشکل ہے اس کے صالحین کم ہیں۔
(مفردات ۹۸۵/۲، نظم الدرر ۱۴۶/۹)

شِفَاءٌ دوا اس کا مادہ (ش ف ی) ہے، بیماری سے شفا حاصل کرنا بطور اسم کے استعمال ہوتا ہے ﴿فِيهِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ﴾ ''اس میں لوگوں کے امراض کی شفا ہے'' اَلْفَرَحُ محبوب کے پالینے کی صورت میں دل میں لذت وجدان ہے قرآن پاک کے متعدد مقامات میں فَرَحٌ کو مذموم قرار دیا گیا ہے: نیز ارشاد ربانی ہے ﴿لَا تَفْرَحْ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِينَ﴾ (القصص:۷۶) ''خوش نہ ہو بے شک اللہ خوش ہونے والوں کو دوست نہیں رکھتا'' نیز ارشاد ربانی ہے ﴿إِنَّهُ لَفَرِحٌ فَخُورٌ﴾ (هود:۱۰) ''بے شک وہ خوش ہونے والا ہے اترانے والا ہے''، لیکن مذموم تب ہوگا جب مطلق ہوگا لیکن جب مقید ہوگا تو مذموم نہیں ہوگا ارشاد ربانی ہے ﴿فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ﴾ (آل عمران:۱۷۰) ''وہ خوش ہو رہے ہیں اس چیز پر جو اللہ نے ان کو عطا کی ہے۔ (قرطبی:۳۵۴/۸)

تناسب: دین اسلام کے تین بنیادی دلائل اللہ کی وحدانیت، پیغمبروں کو مبعوث فرمانا اور قیامت کے دن کو یقینی بنانا انکے بیان کرنے کے بعد اسلامی شریعت کو نہایت اختصار کیساتھ محکم انداز میں پیش کیا جا رہا ہے چونکہ اسلامی شریعت کی بنیاد قرآن پاک ہے اس لئے اسکی تشریح کو اجمالی طور پر اس سورہ کی پہلی آیت میں ذکر کیا گیا ہے جس کے بغور مطالعہ سے ہر صاحب بصیرت انسان کے سامنے یہ حقیقت واضح ہو جائیگی کہ قرآن پاک تو حق وصداقت کا مجموعہ ہے اصلاحات کا مکمل تجزیہ پیش کر رہا ہے ہرگز کسی عقل وفراست کے حامل کیلئے جائز نہیں کہ قرآن پاک کے مضامین میں شک وشبہ کرے اور قرآن پاک کی تعلیمات کے خلاف انگشت نمائی کرے۔

تشریح: اے لوگو! تمہارے پاس ایسی کتاب موجود ہے جس میں نہ صرف تمہارے اخلاق کی اصلاح کیلئے وعظ ونصیحت کا ایسا مجموعہ ہے جس پر عمل پیرا ہونے سے تمہارے اخلاق کی اصلاح ہوگی اور تمہیں باطنی بیماریوں کے ازالہ سے حقیقی مسرت حاصل ہوگی تم زندگی بھر صراط مستقیم پر گامزن رہنے کی صورت میں دنیوی اخروی سعادتوں سے فیضیاب رہو گے جبکہ ایمان والوں پر بالخصوص رحمت الٰہی کا فیضان ہوگا جس کے نتیجہ میں ایمان کے ساتھ موصوف لوگ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ شفقت، مودت، نرمی کے ساتھ پیش آئیں گے اس کے ساتھ ساتھ امت محمدیہ کیلئے آخر الزمان پیغمبر کو رحمۃ للعالمین کے لقب سے نوازا گیا ہے اور ان کی دنیوی اخروی اصلاح کیلئے ایسا مجموعہ پیش کیا ہے جس کے مطالعہ سے مسلمانوں کو خصوصی امتیاز حاصل ہوا جس سے پہلی امتیں محروم ہیں۔

چنانچہ ایک مشہور فرانسیسی فلسفی ڈاکٹر گوستاپ لوبون نے اہل عرب کے فاتحین مسلمانوں کو کمال درجہ کا خراج تحسین پیش کرتے ہوئے اعلان کیا ہے کہ تاریخ عالم کے صفحات پر عرب کے پیغمبر محمد ﷺ نے عادلانہ نظام اور محبت واخوت سے بھرپور ایسا لٹریچر پیش کیا ہے جس کی مثال پیش کرنے سے تاریخ عالم خاموش ہے، چنانچہ قرآن پاک نے اس آیت میں جن چار مقاصد کا ذکر کیا ہے اور جن پر عمل پیرا ہونے سے نہ صرف دنیوی جاہ وجلال اور عظمت سے ہم کنار ہونے کا پیغام دیا گیا ہے بلکہ اخروی اصلاحات کے لئے جو چارٹر Charter پیش کیا ہے اس سے کسی بھی عقلمند انسان کے لئے انکار کی گنجائش نہیں یہاں تک کہ اللہ کے پیغمبر محمد ﷺ کے دشمنوں میں سے بہت بڑا دشمن جس نے دعوت کے میدان میں صحابہ کرام کو اذیتوں سے ہم کنار کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا لیکن جن فضائل اور مکارم اخلاق کی جانب انہیں دعوت دی گئی ہے اس میدان میں داعی کے اخلاق وعادات کے خلاف ان کی زبان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پرطعن وتشنیع کا ادنیٰ سا کلمہ بھی ظہور پذیر نہیں ہوا اس کی مثال میں ابوسفیان کا نام پیش کیا جاسکتا ہے جب اس نے روم کے بادشاہ ھرقل سے نبی ﷺ کے بارے میں حقائق بتائے۔ (تفسیر اصدق البیان ۲/۱۹۷)

مزید برآں نبی ﷺ کے آداب واخلاق کے خلاف باتیں اگر کچھ مشرکین مقلدین پر مخفی رہیں تو اس دور کے بعد بھی آپکی ذات کے خلاف اگر اخلاق باختہ پروپیگنڈا کا کچھ نشان ہوتا تو عیسائی دانشور اور فلاسفر جو کنیسہ کے محافظ تھے جو مسلمانوں کے خلاف ہمیشہ محاذ آرائی رکھتے تھے انکی مساعی میں اس کا واضح ثبوت نہیں ملتا ہے بلکہ وہ آپ کی تعریف میں رطب اللسان دکھائی دیتے ہیں، ذہن نشین کریں کہ اس آیت مبارکہ میں انسانیت کی اصلاح کے لئے بنیادی طور پر چار وصیتوں کا ذکر فرمایا ہے انسانیت کو مقام کمال پر سرفراز کرنے کیلئے ان کے برابر کوئی اور وصیت کارفرما نہیں ہے مزید وضاحت ہے کہ اصلاح کی کیفیت کا یہ فارمولا تمہارے پروردگار عالم کی جانب سے ہے اس صراحت سے مزید عظمت جلوہ آراء ہوتی ہے اسلئے کہ پروردگار عالم تمام لوگوں کے معاملات کا مالک ہے اور وہ ذات انکی تربیت بھی فرما رہا ہے تربیت میں اس کا فضل وکرم، علم اور اس کی رحمت اور حکمت کارفرما ہیں۔

پہلی وصیت: حق وصداقت پر عمل پیرا رہنے اور کذب بیانی بلکہ ہر قسم کے شر سے مکمل کنارہ کش رہنے کا عزم صمیم اختیا کرنا جب کہ اس وصیت کے بارے میں ترغیب وترہیب کا جو اسلوب اختیار کیا گیا ہے اس کو محسوس کرتے ہوئے انسانیت اسے قبول کرنے میں ہرگز پس وپیش کا بہانہ نہیں کرتی ہے یقیناً ہر دور اور ہر ملک میں انسانیت کی اصلاح کے لئے اس کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔

دوسری وصیت: قرآن پاک شفاء کا آئینہ دار ہے شرک، کفر، نفاق بلکہ تمام روحانی بیماریوں کا علاج اس کی تعلیمات میں موجود ہے امام راغب بیان کرتے ہیں، قرآن پاک میں جہاں قلب کا لفظ موجود ہے تو اس سے مقصود عقل اور علم ہوتا ہے اور جہاں لفظ صدر وارد ہوتا ہے اس سے مقصود دل بلکہ تمام قوتیں شہویہ غصبیہ وغیرہ ہوتی ہیں ارشاد ربانی ہے ﴿رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ﴾ (طٰہٰ:۲۵) ''اے میرے پروردگار مجھے انشراح صدر عطا فرما'' اس میں دل کی اصلاح کیلئے دعا کی گئی ہے، جبکہ ﴿فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ﴾ (الحج:۴۶) ''بلاشبہ آنکھیں تو بینائی سے محروم نہیں ہیں البتہ دل جو سینوں میں ہے وہ سوچ سمجھ سے محروم ہیں'' البتہ تحقیق کی روشنی میں لفظ صدر کا اطلاق دل پر ہوتا ہے لیکن عقل کا مرکز دماغ ہے جبکہ لغوی طور پر عقل سے مقصود صحیح فیصلہ ہوتا ہے۔

www.KitaboSunnat.com

تیسری وصیت: ہدایت ہے مقصود وہ سچائی ہے جو دلیل کی روشنی میں اعتقاد کی گمراہی سے تحفظ عطا کرے اور اعمال میں حکمتوں اور مصلحتوں کا بیان کرنا ہے۔

چوتھی وصیت: رحمت ہے قرآن پاک کی ہدایت سے پروردگار عالم لوگوں کے دلوں پر اس کا فیضان فرماتا ہے اس کے نتیجہ میں انسان کسی مصیبت زدہ انسان کی مدد کے لئے خود کو آمادہ پاتا ہے حسن سلوک کا کردار ادا کرتا ہے ظلم سے خود کو روکتا ہے اور برائی کا مقابلہ کرتا ہے چنانچہ آخر الزماں پیغمبر کو تمام اولاد آدم کا سردار بنایا گیا ہے بلکہ خاتم النبیین کے اعلیٰ منصب پر سرفراز رکھا گیا ہے آپ کے اوصاف کا ذکر کیا گیا ہے ﴿بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ (التوبہ:۱۲۸) ''ایمان والوں پر شفیق اور مہربان ہے'' بلکہ آپ کو مجسمہء رحمت قرار دیا گیا ہے چنانچہ رحمت عالم ہونے کے نتیجہ میں آپ کی کیفیت یہ ہوتی تھی کہ نماز کی امامت کراتے ہوئے جب کسی بچے کے رونے کی آواز آپ کے کانوں میں محسوس ہوتی تو آپ نماز مختصر کردیتے تھے آپ کا یہ انداز غمازی کررہا ہے کہ آپ نہ صرف بچے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلکہ اس کی والدہ کا بھی خیال کر رہے ہیں بلکہ آپ تو چار پایوں پرندوں اور کیڑوں مکوڑوں پر بھی رحمت فرماتے تھے بالخصوص چھوٹے بچوں اور ان کی ماؤں کے ساتھ شفقت فرماتے تھے۔ (المنار ۱۱/۴۰۲)

امام الھند مولانا ابوالکلام آزاد (رحمہ اللہ) تفسیر ترجمان القرآن میں اس کی وضاحت کرتے ہوئے رقمطراز ہیں یاد رہے کہ عربی میں قلب، فواد اور صدر کے الفاظ جب کبھی ایسے موقعہ پر بولے جائیں جیسا کہ یہ موقعہ ہے تو ان سے مقصود انسان کی معنوی حالت ہوتی ہے یعنی ذہن وفکر کی قوت، عقلی ادراک، جذبات، عواطف اخلاق و عادات اندرونی حیات وہ عضو مقصود نہیں ہوتا جو فن تشریح کا دل اور سینہ ہے پس دل کی شفاء کا مطلوب یہ ہوا کہ انسان کی فکری اور اخلاقی حالت کے جس قدر مرض ہو سکتے ہیں ان سب کے لئے یہ نسخہ شفاء ہے یقین کرنے والوں کے لئے پیام رحمت ہے یعنی ظلم وفساد اور بغض وتنفر سے دنیا کو نجات دلاتا اور رحمت ومحبت اور امن وسلامتی کی روح سے مامور کرتا ہے۔ (ترجمان القرآن ۲/۱۶۱)

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا: اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ اللہ کا فضل وکرم اس کے تمام بندوں پر کارفرما ہے اور عظمت والا ہے لیکن ان میں بالخصوص ایمان والوں پر بڑی عظمت والا ہے اور اس کی عام رحمت کی وسعتوں نے انہیں گھیر رکھا ہے جبکہ اللہ کی خاص رحمت ایمان والوں پر بہت زیادہ حاوی ہے اس آیت میں ہی فضل ورحمت کو اکٹھا ذکر نہیں کیا ہے بلکہ اسکے علاوہ بھی آیات موجود ہیں جن میں فضل ورحمت کو اکھٹا ذکر کیا گیا ہے چنانچہ سورہ نور میں ملاحظہ فرمائیں ﴿وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ﴾ (النور:۲۱) ''اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اسکی رحمت نہ ہوتی تو تم میں ہرگز کوئی شخص پاکیزہ نہ ہوتا اور لیکن اللہ جس کو چاہتا ہے پاک کرتا ہے اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے''

ذہن نشین کریں فضل اور رحمت دونوں پر حرف (با) کو داخل کیا گیا ہے مقصود یہ ہے کہ دونوں اپنا وجود الگ رکھتی ہیں تاکہ خوشی میں مزید اضافہ ہو، مجاہد تابعی کا قول ہے کہ دونوں سے مقصود قرآن پاک ہے، انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اللہ کے فضل سے مقصود قرآن ہے اور اللہ کی رحمت یہ ہے کہ اس نے تمہیں قرآن پاک سے نوازا اور زیادہ صحیح صورت یہ ہے کہ اللہ کے فضل سے مقصود اللہ کا توفیق عطا کرنا ہے کہ وعظ ونصیحت کے ساتھ نفس امارہ کا تزکیہ کیا جائے اور شفاء ہدایت کے لحاظ سے قرآن پاک کو امتیاز حاصل ہے اور رحمت وسعت کے سبب اللہ کی ذات کو زیادہ رحیم قرار دیا گیا ہے چنانچہ قرآن پاک میں اعلان کیا ہے کہ انصاف ہر انسان کے ساتھ کیا جائے اور بہتر سلوک بھی روا رکھا جائے بلکہ جو انسان مسلمانوں کے ساتھ جنگ کر رہے ہیں ان کے ساتھ رحمت کا جذبہ اس قدر اختیار کیا جائے کہ ان کے شر سے تحفظ حاصل ہو، ذہن نشین کریں کہ بفضل اللہ وبرحمته کو صیغہ امر فليفرحوا سے مقدم ذکر کیا گیا ہے مقصود تخصیص کرنا ہے کہ اگر کوئی چیز دنیا میں اس لائق ہے کہ اس پر خوشی کا اظہار کیا جائے تو وہ اللہ کا فضل اور اس کی رحمت ہے اور فعل پر حرف فا لانے سے مقصود سببیت ہے کہ ایمان دار شخص کیلئے خوشی کا باعث اگر کوئی چیز ہے تو وہ اللہ کا فضل اور اس کی رحمت ہے تخصیص کے لئے اسے فعل سے مقدم ذکر کیا ہے جبکہ دنیا کا مال ومتاع اور ساز وسامان ہرگز خوشی کا باعث نہیں ہے۔

هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ: اللہ کے فضل وکرم پر خوش ہونا زیادہ بہتر ہے اور زیادہ منفعت بخش ہے کہ دنیوی ساز وسامان کو اکٹھا کیا جائے سونے چاندی کا ذخیرہ بنایا جائے، دنیوی ساز وسامان اور آرائش تو فانی ہے اور اللہ کا فضل ورحمت اخروی زندگی میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہے۔ (المنار ۱۱/۱۰۶)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا ؕ قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَمَا ظَنُّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۶۰﴾ ع

ترجمہ: آپ کہیں! خبر دیجئے اللہ نے تمہارے لئے جس رزق کو اتارا تھا تو تم نے اس سے بعض کو حرام اور بعض کو حلال قرار دیا آپ دریافت کریں کیا اللہ نے تمہیں اس کی اجازت دی ہے یا تم اللہ پر جھوٹ باندھ رہے ہو (۵۹) اور ان لوگوں کا جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں قیامت کے دن کے بارے میں کیا خیال ہے بے شک اللہ سب لوگوں پر مہربان ہے لیکن ان میں سے اکثر لوگ شکر گزار نہیں ہیں (۶۰)

تشریح: ان دونوں آیات میں ان مشرکین پر دلیل قائم کرنا ہے جو وحی کا زبان سے تو انکار نہیں کرتے ہیں جب کہ عملاً وحی کا انکار کرتے ہیں اس دلیل کی بنیاد ایک مسلمہ قاعدہ پر استوار ہوتی ہے کہ اشیاء کی تحریم و تحلیل شرعاً صرف ایک اللہ کا حق ہے کسی انسان کا اس میں دخل نہیں ہے نیز یہ قاعدہ مسلمہ بھی ہے کہ کھانے پینے کی چیزیں اور جن سے اللہ کی مخلوق فوائد اٹھاتی ہے ان کے استعمال میں جواز ہے اور شریعت کا حق جو پروردگار عالم کے ساتھ خاص ہے اللہ نے وہ حق اپنے بعض بندوں کے سپرد کر دیا ہے یہ اللہ کی ذات پر صراحتاً جھوٹ باندھنا ہے بلکہ اللہ کی ذات کا انکار کرنا ہے جو بھی شخص اس کا مرتکب ہوگا وہ اللہ کی طرف سے شدید قسم کے عذاب کا مستحق ہے اللہ کی وحدانیت کے اقرار کے ساتھ ساتھ اللہ کے پیغمبر محمد ﷺ کو سچا پیغمبر تسلیم کرنا ہے کہ انہوں نے قرآن پاک کو لوگوں تک پہنچایا اور قرآن پاک اللہ تعالیٰ کا ایسا کلام ہے جس کا مثل پیش کرنے سے تمام مخلوق عاجز ہے چنانچہ اللہ پاک اپنے پیغمبر کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں آپ ان سے مخاطب ہو کر کہیں کہ اے لوگو! تم شریعت الٰہی اور وحی کا انکار کر رہے ہو آپ مجھے یہ بتائیں کہ اللہ نے آسمان سے اپنے فضل و احسان کے ساتھ تم پر رزق کا فیضان کیا ہے وہ نباتات کی شکل میں ہے یا حیوانات کی شکل میں جس کے تناول سے تمہیں زندگی مل رہی ہے لیکن تم نے اس سے بعض کو حلال اور بعض کو حرام قرار دیا ہے، اس کی وضاحت سورۃ الانعام کی آیت نمبر ۱۳۶ میں بیان کی جا چکی ہے نیز سورۃ المائدۃ آیت نمبر ۱۰۳ میں بھی وضاحت گزر چکی ہے، آپ بتائیں کیا اللہ نے تمہیں اس کی اجازت دی ہے؟ اس آیت میں استفہام انکاری ہے کہ ہرگز کسی کو اجازت نہیں کہ وہ لوگوں پر کسی چیز کو حلال یا حرام قرار دے یہ حق تو اللہ کی ذات کیلئے زیبا ہے تو کیا اللہ نے تمہیں وحی کیساتھ اس کی اجازت دی ہے ہرگز نہیں بلکہ تم اللہ پر جھوٹ کہہ رہے ہو اللہ نے تمہیں ہرگز اس کی اجازت نہیں دی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ استفہامی انداز میں ان لوگوں کو زبردست ڈانٹ پلائی جا رہی ہے جو پختگی سے ہم کنار نہیں ہیں اور فتویٰ بازی پر اتر آتے ہیں جیسا کہ اس دور میں بعض فقہاء کا بھی یہی انداز ہے کہ ان کے فتاویٰ کی بنیاد کسی معقول دلیل پر استوار نہیں ہوتی ہے اس قاعدہ پر ان کی جانب سے دو قسم کے شبہات پیش کئے جاتے ہیں:-

پہلا شبہ: جو قدیم دور سے چلا آ رہا ہے اس کی وضاحت یہ ہے کہ کسی حیوان کے گوشت کا تناول کرنا حیوان کے ذبح کرنے پر موقوف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اور کسی جانور کو ذبح کرنا اسے عذاب میں مبتلاء کرنا ہے جب کہ عقل اس کو قبیح سمجھتی ہے۔

شبہ کا جواب: حقیقت یہ ہے کہ اس شبہ کی بنیاد جہالت پر ہے اس لئے کہ کسی جانور کو شرعی انداز میں ذبح کرنا جانور کو تکلیف سے ہمکنار کرنا نہیں ہے بسا اوقات ذبح کرنا جانور کیلئے نہایت آسان ہوتا ہے بنسبت اسکے کہ کسی دوسرے سبب سے اس پر موت طاری ہو جیسا کہ جب اس پر درندہ حملہ آور ہو اور وہ اسے پھاڑ جائے یا حیوان پہاڑ کی بلندی سے نیچے گر جانے سے مر جائے یا دو درختوں کی لپیٹ میں گلا گھوٹنے سے مر جائے یا دو جانور آپس میں ایک دوسرے پر حملہ آور ہوں تو اسکے نتیجہ میں ایک یا دونوں موت کے گھاٹ اتر جائیں جبکہ اللہ نے سورہ مائدہ میں اس جانور کے کھانے کو حرام قرار دیا ہے جو ان اسباب میں سے کسی سبب کے پیش نظر مر جاتا ہے جیسا کہ جب وہ پوری زندگی گزارنے کے بعد جب اسکی موت کا وقت آتا ہے تو وہ مر جاتا ہے گو ذبح کے وقت اتنی تکلیف نہیں ہوتی جس قدر انسان کو ہوتی ہے، مزید برآں شریعت اسلامیہ نے ہر ذی روح جانور کو عذاب میں مبتلاء کرنے سے روکا ہے اور جانوروں پر رحم کرنے کا حکم دیا ہے ارشاد نبوی ہے، بلاشبہ اللہ نے لازم قرار دیا ہے کہ ہر چیز کیساتھ اچھا سلوک کیا جائے جب تم کسی کو موت سے ہمکنار کر رہے ہو تو اس میں بھی اچھا انداز ہو اگر ذبح کرنا چاہو تب بھی جانور کو کم از کم تکلیف میں مبتلاء کرنیکی کوشش کرو اور تمہارے لئے ضروری ہے کہ جس چھری کیساتھ تم ذبح کر رہے ہو اسے پہلے سے تیز کر و تا کہ جانور کو جلد آرام اور سکون حاصل ہو۔

(صحیح مسلم کتاب الصید باب ۱۱، صحیح ابن ماجہ ۲/۲۰۸، صحیح ترمذی ۲/۵۹، صحیح ابی داؤد ۲/۵۴۱، سنن نسائی کتاب الضحایا باب ۲۱)

دوسرا شبہ اور اس کا جواب: یہ شبہ جدید ہے علم نباتات کے ماہرین جو نباتی غذائیت کو حیوانات کی غذا پر ترجیح دیتے ہیں اس کا سبب یہ بتاتے ہیں کہ گوشت ایسی غذا ہے جو لوگوں کو بیمار کرتی ہے ہم اس کے جواب میں وضاحت کرنا چاہتے ہیں کہ یہ قاعدہ کلیہ درست نہیں کہ گوشت سب لوگوں کو تکلیف دیتا ہے تجربہ بھی اس پر شاہد ہے مزید اکثر اطباء بھی اس نظریہ کو تسلیم نہیں کرتے ہیں لیکن اگر وہ اس نظریہ پر بضد ہوں کہ کچھ افراد کو اس کے استعمال سے بیماری لاحق ہو جاتی ہے لیکن اس بنیاد پر اس کے تناول کو حرام قرار دینا ہرگز درست نہیں۔

دوسرا تیسرا قاعدہ: کسی چیز کی حرمت حلت بلحاظ دین کے ایک اللہ کا حق ہے کسی اور کو اللہ کا شریک بنانا شرک ہے۔

چوتھا قاعدہ: جس چیز کو اللہ نے پیدا فرمایا اور اس کے فوائد کے پیش نظر اسے ہمارے لئے مسخر فرمایا ہے تو اصل اس میں اباحت ہے جیسا کہ اللہ کا رزق ہے ارشاد باری ہے ﴿هُوَ الَّذِىْ خَلَقَلَكُمْ مَّا فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا﴾ (البقرة:۲۹) ''اللہ کی ذات نے تمہارے فائدے کے لئے زمین کی تمام چیزوں کو پیدا فرمایا ہے''

وَمَا ظَنُّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ: جو لوگ اللہ کی ذات کی جانب جھوٹی باتوں کو منسوب کرتے ہیں کیا وہ اس خیال میں ہیں کہ انہیں ان کے جرم پر عذاب میں گرفتار نہیں کیا جائے گا ہرگز نہیں! ارشاد الٰہی ہے ''کیا انہوں نے اپنے لئے اللہ کے علاوہ اس کے شرکاء بنا لئے ہیں اور وہ دین اسلام میں ایسی باتوں کو داخل کر رہے ہیں جن کی اللہ نے ہرگز اجازت نہیں دی ہے'' اس انداز کے جاہل مقلدین جو لوگوں پر بعض کاموں کو حلال اور بعض کو حرام قرار دیتے ہیں وہ ان لوگوں کی تقلید کرتے ہیں جو کتاب وسنت کے مقابلہ میں اپنی آراء کو پیش کرتے ہیں یا خواہشات کی پیروی کرتے ہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ: اللہ کی قسم! اس میں ہرگز شک وشبہ نہیں ہے کہ اللہ کی ذات کا تمام لوگوں پر بہت بڑا انعام ہے اللہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے ان کے لئے گوناں گوں نعمتوں کو پیدا فرمایا اور اللہ کے رزق میں اصل چیز اس کا جائز ہونا ہے اور تحریم و تحلیل کا حق صرف ایک اللہ کی ذات کے لئے خاص ہے اللہ کی ذات کے ساتھ علماء اور صوفیاء کو شریک نہ بنایا جائے۔

اکثر لوگ شکر گزار نہیں ہیں بلکہ شکر گزار لوگوں کی تعداد کم ہی ہوتی ہے لوگوں کا معمول دیکھا گیا ہے کہ جن چیزوں کو اللہ نے ان پر حرام قرار نہیں دیا ہے وہ اپنی جانب سے ان کو حرام قرار دے دیتے ہیں جیسا کہ زاہد لوگ زہد میں غلو اختیار کرتے ہوئے حلال پاک چیزوں کو اپنے لئے حرام قرار دیتے ہیں جائز زیب و زینت سے دور رہتے ہیں بلکہ عمدہ قسم کے ماکولات سے بھی کنارہ کش رہتے ہیں اس کا نام وہ اسراف رکھتے ہیں مقصود لوگوں میں اچھی شہرت کا حصول ہوتا ہے جس سے تکبر ظہور پذیر ہوتا ہے صحابی رسول عوف بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا میری حالت لباس کے لحاظ سے پراگندہ تھی آپ نے مجھ سے دریافت فرمایا کیا تیرے ہاں مال کی فراوانی ہے؟ میں نے اثبات میں جواب دیتے ہوئے عرض کیا میرے پاس تو اونٹ گھوڑے بکریاں اور غلام بھی موجود ہیں آپ نے فرمایا جب تجھے اللہ نے اس قدر مال و متاع سے نوازا ہے تو اس کے آثار تیرے وجود پر دکھائی دینے چاہئیں۔ (سنن نسائی کتاب الزینۃ باب ۵۲، مسند احمد ۴/۱۳۷)

ایک اور حدیث میں ہے کہ تکلف کے ساتھ فقر و فاقہ کا اظہار اللہ کو پسند نہیں ہے، اس لئے کہ انعامات الٰہیہ پر شکر گزاری کرنا نصف ایمان ہے جیسا کہ مصائب کے حملہ میں صبر کرنا نصف ایمان ہے، اس سلسلہ میں مزید معلومات کے لئے امام غزالی کی احیاء العلوم کی چوتھی جلد کا مطالعہ کیا جائے۔ (تفسیر المنار ۱۱/۴۱۲، تفسیر المراغی ۴/۲۵۳)

وَمَا تَكُونُ فِي شَأْنٍ وَّمَا تَتْلُوا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ وَّلَا تَعْمَلُونَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ تُفِيضُونَ فِيهِ ؕ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَلَا اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرَ اِلَّا فِي كِتٰبٍ مُّبِينٍ ﴿۶۱﴾

ترجمہ: اور آپ نہیں ہوتے ہیں کسی کام میں اور نہیں تلاوت کرتے ہیں کسی آیت کی قرآن پاک سے اور نہیں کرتے ہو تم کوئی کام مگر ہم تمہارے پاس موجود ہوتے ہیں جب تم اس میں بحث کرتے ہو اور پوشیدہ نہیں ہے تیرے پروردگار سے ذرہ بھر زمین میں نہ آسمان میں اور نہ اس سے کم حجم والا اور نہ بڑا مگر وہ روشن کتاب میں تحریر ہے (۶۱)

لغوی تحقیق: شَأْنٌ حالت اور اس اتفاقی معاملہ کے ہیں جو کسی کے مناسب حال ہو اس کا اطلاق صرف اہم امور اور معاملات پر ہوتا ہے قرآن پاک میں ہے ﴿كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ﴾ (الرحمٰن:۲۹) "وہ ہر روز کام میں مصروف رہتا ہے" شَأْنُ الرَّأْسِ کھوپڑی کی چھوٹی ہڈیوں کے ملنے کی جگہ جن سے انسان کا قوام ہے اسکی جمع شؤون آتی ہے، تُفِيضُونَ اَفَاضَ فِي شَيْءٍ اَوْ مِنَ الْمَكَانِ اس میں قوت کیساتھ داخل ہوا، سخی انسان کو فَيَّاضٌ کہا جاتا ہے فَيَضَانٌ سیلاب کو کہتے ہیں۔ (مفردات ص ۵۰۳، المراغی ۴/۲۵۴)

بلاغت: سوال مترشح ہوتا ہے کہ اس آیت میں آسمان کے ذکر سے پہلے زمین کو لایا گیا ہے جب کہ سورہ سبا میں زمین کو آسمان کے ذکر کے بعد لایا گیا ہے اس میں کیا حکمت ہے؟ اس آیت میں زمین کے ذکر کو مقدم لانے میں یہ نکتہ کارفرما ہے کہ زمین والوں کے احوال کی شہادت کا ذکر پہلے ہے اس مناسبت سے اس کو پہلے لایا گیا ہے۔ (اعراب القرآن ۱۱/۱۵۶)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح: اے اللہ کے پیغمبر! آپ اپنے عظیم الشان کاموں میں سے جس کام میں مشغول ہوتے ہیں، آپ امت کے معاملات میں صبر آزما ہو کر انہیں حکمت وموعظت کے ساتھ دعوت دیتے ہیں انہیں ڈراتے ہیں خوشخبری سے نوازتے ہیں علم وعمل کی جانب رغبت دلاتے ہیں اس اثناء میں آپ ان پر قرآن پاک کی آیات کی تلاوت کرتے ہیں تا کہ انہیں احکام سے آگاہی حاصل ہو یا حصول ثواب کے لئے تلاوت میں مشغول رہتے ہیں آپ کی مشغولیت کا تذکرہ لفظ شان سے کیا گیا ہے اس لئے کہ آپ کے تمام معاملات عظمت شان کے ساتھ موصوف تھے خواہ ان کا تعلق عادات کے ساتھ ہی کیوں نہ ہو اس لئے کہ عادات میں بھی آپ اچھا نمونہ تھے۔

وَلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ: اولاً رسول اکرم ﷺ کو مخاطب کیا گیا تھا اس کے بعد آپ کی امت کو مخاطب کر کے کہا جارہا ہے کہ امت محمدیہ کے سبھی افراد جو عمل بھی کریں گے عمل صحیح ہے یا غیر صحیح ہے اگر چہ ذرہ کے برابر ہے تو ہم تمہارے عمل کا مشاہدہ کر رہے ہیں ہم اسے محفوظ کر رہے ہیں اور تمہیں اس کا بدلہ دیں گے ذہن نشین کریں کہ عمل کو لفظ افاضہ سے تعبیر کرنے میں ان کا عمل کرنے کے بارے میں اہتمام ہے خواہ وہ اچھا ہے یا برا ہے وہ اس لائق ہے کہ پروردگار عالم کو سب کچھ معلوم ہے خواہ دور ہے یا نزدیک اللہ کے علم میں ہے بلکہ ذرہ سے کم جسم والا جس کو دیکھنا ممکن نہیں اس سے پوشیدہ نہیں ہے اسی طرح اس سے بڑا جیسا کہ عرش ہے سب کا اللہ کو علم ہے لوح محفوظ میں اس کا اندراج ہے لوح محفوظ ایسی عظیم الشان کتاب ہے جس میں تمام موجودات کی تقدیر درج ہے۔

اس آیت میں اشارہ ملتا ہے کہ بعض چیزوں کا وجود اس قدر کم ہے کہ آنکھ سے اسے دیکھا نہیں جا سکتا چنانچہ جدید سائنسی علوم نے ان کے وجود کو آلات کے ذریعہ معلوم کر لیا ہے جن کے ذریعہ وہ چیزیں آنکھوں سے دیکھنا ممکن نہیں انہیں مائکروسکوپ (Microscope) سے دیکھا جا سکتا ہے عہد رسالت مآب میں یہ آلات موجود نہ تھے جدید سائنس سے ان کا انکشاف ہوا ہے یہ بہت بڑی دلیل ہے کہ قرآن پاک ایسی ذات کا کلام ہے جس کا علم ہر چیز پر حاوی ہے۔ (المراغی ۴/۲۵۴)

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٦٢﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿٦٣﴾ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ ۚ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿٦٤﴾

ترجمہ: خبردار! بے شک اللہ کے دوست ان پر کچھ ڈر نہیں ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے (۶۲) وہ لوگ جو ایمان لاتے ہیں اور تقویٰ اختیار کرتے ہیں ان کے لئے دنیوی زندگی اور اخروی زندگی میں خوش خبری ہے اللہ کی باتوں میں ہرگز تبدیلی نہیں ہے یہ بشارت تو بہت بڑی کامیابی ہے (۶۳)

تشریح: اے لوگو! اللہ کی نافرمانی سے خود کو روکیں اور اس حقیقت کو ذہن نشین کریں کہ اللہ کے محبوب اور اس کے دوست اخروی زندگی میں انہیں اللہ کے عذاب سے تحفظ حاصل ہوگا وہ اللہ کے عذاب سے بے خوف ہوں گے اور دنیوی زندگی میں جن انعامات سے انہیں محرومی حاصل رہی اس پر انہیں ہرگز حزن وملال نہیں ہوگا، اس کے بعد واضح کیا ہے کہ اولیاء اللہ لوگ ان اوصاف کے ساتھ موصوف ہوتے ہیں وہ اللہ اور اس کے پیغمبر کی تصدیق کرتے ہیں اور اللہ کی ذات کے عذاب سے خوف زدہ ہو کر اللہ کے احکامات پر عمل پیرا رہتے ہیں اور منہیات سے خود کو دور رکھتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ اللہ کا ولی وہ شخص ہوتا ہے جو ایمان کے وصف کیساتھ موصوف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہونے کے ساتھ ساتھ تقویٰ کے زیور سے آراستہ ہو وہ ہر لمحہ خوف زدہ رہتا ہے کہ کہیں اس سے اللہ کی نافرمانی سرزد نہ ہو جائے۔
حدیث مبارکہ میں ہے بے شک اَللہ کے کچھ بندے ایسے ہیں نہ وہ پیغمبر ہیں نہ ان کا شمار شہیدوں سے ہوتا ہے لیکن قیامت کے دن ان پر انبیاء اور شہداء رشک کریں گے اس لئے کہ اللہ کے ہاں ان کا مقام بہت بلند ہوگا صحابہ کرام نے عرض کیا آپ ہمیں بتائیں وہ کون لوگ ہیں اور انہوں نے کون سے اعمال کئے تاکہ ہم ان کے ساتھ محبت کا اظہار کریں آپ نے ان کے بارے میں واضح کیا وہ باہم اللہ کی رضا اور خوشنودی کے پیش نظر محبت رکھتے ہیں اس کے علاوہ ان کے درمیان قرابت داری کا ہرگز تعلق نہیں اور نہ مالیات کے نظام کی بنا پر تعلق ہے اللہ کی قسم ان کے چہرے روشن ہوں گے اور وہ نور کے منبروں پر براجمان ہوں گے انہیں ہرگز کچھ خوف نہیں ہوگا نہ غم لاحق ہوگا جب کہ ان کے علاوہ لوگ خوف زدہ ہوں گے اور غمگین بھی ہوں گے۔
(تفسیر ابن کثیر ۶۵۵/۲ تفسیر طبری ۱۷۲/۷، صحیح ابی داؤد ۶۷۳/۲، مشکوٰۃ البانی ۱۳۹۶/۳)

لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ: وہ دونوں جہانوں میں مسرت وانبساط کے ساتھ موصوف رہیں گے جب ان پر موت طاری ہوگی اس دوران فرشتے انہیں اللہ کی خوشنودی اور اس کی رحمت کی خوشخبری دیں گے ارشاد ربانی ہے ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ﴾ (حٰمٓ سجدہ: ۳۰) ''یقیناً وہ لوگ جنہوں نے کہا ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر وہ اس پر قائم رہے ان پر فرشتے اتریں گے کہ تم نہ ڈرو اور نہ غم کھاؤ اور خوش ہو جاؤ اس جنت کے ساتھ جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے''

لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ: اللہ سے کئے گئے وعدہ کی ہرگز خلاف ورزی نہ ہوگی۔

ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ: یہ ایسی کامیابی ہے جس سے بڑھ کر کوئی اور کامیابی نہیں ہے بلکہ اس کے برابر بھی اور کوئی کامیابی نہیں ہے نیز بشارت سے مقصود اس فرشتے کا اسے نیکی کی جانب راغب کرنا، حق وصداقت، تصدیق کی جانب میلان کرنا کہ جہاں آدم کے بیٹے کے ساتھ شیطان کی وابستگی ہے وہاں فرشتہ بھی اس کے ساتھ وابستہ ہوتا ہے جو نیکی کی جانب راغب کرتا ہے اور برائی سے نفرت دلاتا ہے جس شخص کو نیکی کی جانب رغبت کا داعیہ محسوس ہو تو وہ اللہ کی حمد وثنا کرے اور جو برائی کی جانب داعیہ کو محسوس کرے تو وہ اللہ کے ساتھ شیطان سے تحفظ طلب کرے۔ (جامع ترمذی کتاب التفسیر سورۃ ۱، مشکوٰۃ البانی ۲۸/۱)

وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿٦٥﴾ اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَتَّبِعُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُرَكَآءَ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ﴿٦٦﴾ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ﴿٦٧﴾

ترجمہ: اور آپ کو ان کا کہنا غمگین نہ کرے بے شک تمام قسم کا غلبہ اللہ کے لئے ہے وہ ذات سننے والا جاننے والا ہے (۶۵) خبردار اللہ کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اور تابعداری نہیں کرتے ہیں وہ لوگ جو اللہ کے سوا شرکاء کو پکارتے ہیں وہ نہیں پیروی کرتے ہیں مگر وہم کی اور وہ تو بس جھوٹ کہنے والے ہیں (۲۶) اللہ وہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذات ہے جس نے تمہارے لئے رات کو بنایا تا کہ تم اس میں آرام کرو اور دن کو روشن بنایا بے شک اس میں ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو سنتے ہیں (٦٧)

لغوی تحقیق: اَلْخَرْصُ انکل لگانا، اندازہ کرنا، ناپ تول کے بغیر کچھ کہنا جیسا کہ پھلدار درخت کے بارے میں اندازہ لگانا کہ اس سے اتنا پھل حاصل ہوگا اس کا معنی جھوٹ بولنا بھی استعمال ہوتا ہے اس لئے کہ جھوٹ میں تخمینہ ہوتا ہے قرآن پاک میں ہے قُتِلَ الْخَرّٰصُوْنَ ''غارت ہوں انکل پچو باتیں بنانے والے'' ذہن نشیں کریں کہ علم دلائل پر مبنی ہوتا ہے اور خرص سنی سنائی باتوں اور انکل پچو قائم کئے گئے افکار سے عبارت ہے۔

بلاغت: ﴿وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ﴾ میں اِنْ نافیہ ہے اور وہ نہیں ہیں مگر انکل لگاتے ہیں جیسا کہ ﴿اِنِ الْكٰفِرُوْنَ اِلَّا فِيْ غُرُوْرٍ﴾ میں ہے، اسی طرح اِنْ نافیہ جملہ فعلیہ پر بھی داخل ہوتا ہے جیسے اِنْ اَرَدْنَا اِلَّا الْحُسْنٰى معلوم ہوا اِنْ نافیہ کے بعد لفظ اِلَّا آتا ہے یا لَمَّا آتا ہے جیسے ﴿اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ﴾ (طارق:۴) ''نہیں ہے کوئی ذی روح مگر اس پر محافظ مقرر ہے'' بعض اوقات اِلَّا نہیں آتا ہے، جیسے ارشاد ربانی ہے ﴿اِنْ عِنْدَكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ بِهٰذَا﴾ ''تمہارے پاس اس کی کچھ دلیل نہیں ہے'' نیز ارشاد ربانی ہے ﴿قُلْ اِنْ اَدْرِيْٓ اَقَرِيْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ﴾ (الجن:۲۵) ''آپ کہیں مجھے معلوم نہیں کیا قریب ہے وہ چیز جس کا تمہیں وعدہ دیا جا رہا ہے'' (اعراب القرآن:۱۱/۱۶۱)

تناسب اور شان نزول: قبل ازیں اللہ پاک نے اپنے پیغمبر کو اولیاء اللہ کے بارے میں آگاہ کیا کہ انہیں دنیوی اور اخروی زندگی میں خوشیوں سے نوازا جاتا ہے اور ان کی مدد کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے اور ان آیات میں اشارہ ہے کہ جو لوگ ایمان کے وصف کے ساتھ موصوف ہوتے ہیں انہیں اللہ کی مدد حاصل ہوتی ہے ان کے بالمقابل ان کے دشمنوں کو اپنی قوت پر ناز ہوتا ہے جبکہ ان کی تعداد زیادہ ہوتی ہے چنانچہ مکی زندگی میں یہی کیفیت تھی چنانچہ کفار غرور کے عالم میں مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہتے کہ اللہ نے تم سے جو وعدہ کیا ہوا ہے یہ تو جھوٹ کا پلندہ ہے ان کی ان باتوں سے آپ غمزدہ ہو جاتے تھے، ارشاد ربانی ملاحظہ فرمائیں ﴿قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ﴾ (الانعام:۳۳) ''بلاشبہ ہم جانتے ہیں کہ آپ کو غم زدہ کر رہے ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں لیکن وہ لوگ آپ کی نسبت جھوٹ کی جانب نہیں کر رہے ہیں البتہ یہ ظالم لوگ اللہ کی آیات کا انکار کر رہے ہیں'' اس بناء پر اللہ پاک اپنے پیغمبر کو اطمینان دلاتے ہیں اور نصرت الٰہیہ سے انہیں شادکام کرتے ہیں۔

تشریح: آپ ان کی باتوں سے غم زدہ نہ ہوں اور آپ کے بارے میں وہ جو الٹی سیدھی باتیں کر رہے ہیں ان سے ہرگز پریشان نہ ہوں ظاہر ہے کہ غلبہ اللہ کی ذات ہی کے لئے ہے اللہ کے سوا کوئی بھی کسی چیز پر دسترس نہیں رکھتا ہے اللہ پاک جسے چاہتا ہے اسے غلبہ عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے محروم کر دیتا ہے ہمیشہ ایسا نہیں ہوا کہ جو تعداد میں زیادہ ہوں انہیں غلبہ حاصل ہو، ارشاد ربانی ہے ﴿كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً بِاِذْنِ اللّٰهِ﴾ (البقرہ:۲۴۹) ''اور بہت سے قلیل تعداد والی جماعتیں غالب آ جاتی ہیں زیادہ تعداد والی جماعت پر اللہ کے حکم کے ساتھ''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ: خبردار جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے وہ اللہ کے غلام اور اس کے قبضہ میں ہے اللہ کے علاوہ کوئی مالک نہیں تو کیسے ان بتوں کو معبود قرار دیا جاسکتا ہے جن کی مشرک لوگ عبادت کر رہے ہیں اور مصائب میں ان سے فریادرسی کر رہے ہیں جبکہ عبادت تو مالک کی ہوتی ہے مملوک کی نہیں ہوا کرتی، پروردگار عالم کی ہوسکتی ہے مخلوق کی نہیں ہوسکتی۔

وَمَا یَتَّبِعُ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُرَكَآءَ: بلاشبہ یہ مشرکین جو مصائب میں غیر اللہ کی عبادت کرتے ہیں ان سے فریادرسی کی امید رکھتے ہیں اور ان کی خدمت میں نذر و نیاز کا سلسلہ جاری رکھتے ہیں کیا وہ ان کے مصائب کو دور کر سکتے ہیں ہرگز نہیں! اللہ ہی کو یہ مقام حاصل ہے کسی اور میں کوئی قوت نہیں، کوئی اس کا شریک نہیں۔

اِنْ یَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ: یہ لوگ تو ظن و تخمین کی پیروی کر رہے ہیں انہیں اللہ کا دوست اور سفارشی سمجھ رہے ہیں یہ لوگ دنیوی بادشاہوں پر قیاس کرتے ہوئے اس غلطی میں مبتلاء ہیں کہ وہ معبود ان کی سفارش کر سکیں گے ان کا یہ خیال تو کسی دلیل علم و آگہی پر مبنی نہیں ہے، خلاصہ یہ ہے کہ یہ لوگ تو اپنے فاسدانہ تخیلات اور باطل اوہام کے پیچھے لگے ہوئے ہیں انہوں نے پروردگار عالم کا بادشاہوں پر قیاس کر رکھا ہے وہ اس حقیقت سے آشنا نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فیصلے اس کی مشیت ازلیہ اس کے علم کے مطابق اور اس کی حکمت کے پیش نظر طے پاتے ہیں اور تمام پیغمبر بھی فرشتے اور تمام اولیاء اللہ، اللہ کے غلام ہیں اس کے قبضہ میں ہیں۔

هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الَّیْلَ لِتَسْكُنُوْا فِیْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا: اللہ پاک کی ذات تو اس وصف کیساتھ لائق ہے جس نے وقت کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے اس تقسیم کرنے میں ہرگز اس کا کوئی معاون نہیں سفارش کرنے والا نہیں اس ذات نے محض اپنے علم اور مشیت کے پیش نظر رات کو اندھیرا عطا کیا تاکہ تم تھکاوٹ دور کرنے کیلئے رات کے لمحات میں سکون حاصل کرو اور دن کو روشن بنایا تاکہ تم اللہ کی زمین میں رزق کی تلاش میں متحرک ہو جاؤ اور اپنی معیشت کو برقرار رکھنے کیلئے محنت و مشقت کرو اور پروردگار عالم کا شکریہ ادا کرو۔

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّسْمَعُوْنَ: یقیناً رات دن کے اختلاف اور ان اوقات میں اللہ کی مخلوق کے احوال و کوائف میں دلائل موجود ہیں کہ معبود برحق وہی اللہ کی ذات ہے جس نے رات دن کو بنایا اور ان میں مخالفت کے ظہور میں ایسے لوگوں کے لئے واضح دلائل موجود ہیں جو ان آیات کو سنتے ہیں جن میں اس ذات کی عبادت کا حکم دیا گیا ہے جو رات دن کا خالق ہے اور ان میں اختلاف کو برقرار رکھنے کی قوت رکھتا ہے پس آپ ان آیات کو توجہ سے سن کر ان کے معانی پر غور کریں اور عبرت حاصل کریں۔

قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ؕ هُوَ الْغَنِیُّ ؕ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ اِنْ عِنْدَكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍۭ بِهٰذَا ؕ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَی اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۸﴾ قُلْ اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا یُفْلِحُوْنَ ﴿۶۹﴾ مَتَاعٌ فِی الدُّنْیَا ثُمَّ اِلَیْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ نُذِیْقُهُمُ الْعَذَابَ الشَّدِیْدَ بِمَا كَانُوْا یَكْفُرُوْنَ ﴿۷۰﴾ ع

ترجمہ: کفار نے کہا اللہ نے لڑکا بنایا ہے اللہ پاک ہے وہ بے نیاز ہے اسی کیلئے ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے تمہارے ہاں اسکی کوئی دلیل نہیں کیا تم اللہ کے بارے میں وہ باتیں کہتے ہو جن کا تمہیں علم نہیں ہے (۶۸) آپ کہیں بیشک وہ لوگ جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں وہ کامیاب نہیں ہوں گے (۶۹) انکے لئے دنیا میں سامان ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر ہماری جانب ان کا لوٹنا ہے پھر ہم انہیں سخت عذاب میں مبتلاء کریں گے اس وجہ سے کہ وہ کفر کرتے تھے (٧٠)

لغوی تحقیق: اَلْوَلَدُ مفرد اور جمع دونوں صورتوں میں استعمال ہوتا ہے اس کا معنی اولاد ہے اور اس کی جمع اَوْلَادٌ اور وِلْدَۃٌ استعمال ہوتی ہے وَلَدٌ کا معنی متبنیٰ ہوتا ہے قرآن پاک میں ہے ﴿اَوْنَتَّخِذَهٗ وَلَدًا﴾ (یوسف:٢١) ''یا ہم اسے بیٹا بنائیں'' مراد متبنیٰ ہے اَلْوَلِیْدُ نوزائدہ بچہ اس کی جمع وِلْدَانٌ ہے اَلْوَلِیْدَۃُ لونڈی اور لِدَۃٌ خاص کر تِرْبٌ لنگوٹیا کو کہتے ہیں چنانچہ محاورہ ہے فُلَانٌ لِدَۃُ فُلَانٍ وَتِرِبُهٗ ''فلاں اس کا ہم عمر ہے'' (مفردات ص٩٩٦)

تناسب: قبل ازیں اللہ پاک نے بیان کیا کہ مشرکین میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جنہوں نے بتوں کو اللہ کا شریک اور سفارشی بنا رکھا ہے بعد ازاں ان کے ایک اور مشرکانہ تصور کا ذکر ہو رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اولاد ہے اس بات کے کہنے میں مشرکین یہودی عیسائی سبھی برابر ہیں۔

تشریح: مشرکین نے فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں قرار دیا جبکہ عیسائیوں نے مسیح علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا قرار دیا اور یہودیوں میں سے کچھ لوگوں نے عزیر علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا قرار دیا سورہ توبہ میں اس کا ذکر ہو چکا ہے۔

سُبْحَانَهٗ: اللہ کی ذات ہر اس چیز سے پاک ہے جو اس کی ربوبیت اور الوہیت کے خلاف ہے یہ کلمہ بطور تعجب کے استعمال ہوا ہے اللہ کی ذات تو اولاد سے بے پرواہ ہے، ظاہر ہے کہ عالم علوی اور سفلی میں جو کچھ ہے وہ اللہ کے ملک میں ہے اور اس کے غلام ہیں اللہ کی ذات کو ہرگز ان کی ضرورت نہیں ہے جب کہ ہر چیز اللہ کی محتاج ہے اور کوئی چیز اللہ کے مشابہ نہیں ہے، ذہن نشین کریں انسان اولاد کا محتاج ہے اس لئے کہ اس کے بعد اس کا تذکرہ ہوتا ہے انسان کو اولاد کے ساتھ تقویت ملتی ہے، مزید برآں اولاد کا وجود گھر کی زینت ہے اور فخر کی علامت ہے ضروریات کی تکمیل کے لئے اولاد اپنے والدین کے ساتھ دست تعاون دراز کرتی ہے جب کہ اللہ تعالیٰ کو کسی کی ضرورت نہیں وہ اپنی ذات کے لحاظ سے ہر چیز سے ازلی طور پر اور ہمیشہ کے لئے بے پرواہ ہے۔

اِنْ عِنْدَكُمْ مِنْ سُلْطَانٍ بِهٰذَا: جو بات تم اللہ کی ذات کے بارے میں کہہ رہے ہو تمہارے پاس اس کی کوئی دلیل نہیں ہے اللہ کی ذات اولاد سے پاک ہے اللہ کی ذات تو آسمان وزمین اور جو کچھ ان میں ہے سب اس کے قبضہء قدرت میں ہے

اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَالَا تَعْلَمُوْنَ: استفہامی کلام میں انہیں ڈانٹ پلائی گئی ہے کہ تمہارا کفر اور تمہاری حماقتیں اس قدر زیادہ ہو چکی ہیں کہ تم اللہ کی ذات کے بارے میں ایسے کلمات کہہ رہے ہو جن کا تمہیں علم نہیں ہے نہ تم میں عقل ہے نہ اللہ کی وحی سے ہے تمہاری یہ بات جہالت پر مبنی ہے۔

قُلْ اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ: آپ اعلان کریں بے شک جو لوگ اپنے خیالات میں اللہ کا کسی مخلوق کو شریک بناتے ہیں یا اللہ کی ذات کیلئے اولاد ثابت کرتے ہیں یا شریعت اسلامی میں اپنی جانب سے کسی چیز کو حلال کسی کو حرام قرار دیتے ہیں وہ آخرت کے عذاب سے رستگاری حاصل نہ کر پائیں گے۔

مَتَاعٌ فِی الدُّنْیَا: دنیوی زندگی تو نہایت قلیل ہے حقیر ہے بنسبت اس زندگی کے جو اخروی ہے وہ ہمیشہ کی زندگی ہے وہاں سب نے بالآخر جانا ہے موت کے بعد قبروں سے اٹھنا ہے محشر کے میدان میں حاضر ہونا ہے اعمال کا محاسبہ ہوگا ہر شخص اللہ کی بارگاہ میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاضر ہوگا بعدازاں جولوگ ہماری نازل کردہ آیات اور انعامات کی ناشکری کرتے تھے اور ہمارے پیغمبروں کو جھٹلاتے تھے انہیں سخت عذاب میں مبتلاء کریں گے لیکن ان پر ہرگز ظلم نہیں کریں گے۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ نُوْحٍ اِذْقَالَ لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَقَامِيْ وَتَذْكِيْرِيْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ فَاَجْمِعُوْٓا اَمْرَكُمْ وَشُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ اَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوْٓا اِلَيَّ وَلَا تُنْظِرُوْنِ ﴿٧١﴾ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَمَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ ۭ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿٧٢﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَنَجَّيْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ فِي الْفُلْكِ وَجَعَلْنٰهُمْ خَلٰٓئِفَ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿٧٣﴾

ترجمہ: آپ ان پر نوح پیغمبر کا واقعہ پڑھیں جب اس نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم! اگر تم پر میرا ٹھہرنا اور میرا اللہ کی آیات کے ساتھ نصیحت کرنا گراں ہوگیا ہے تو میں تو اللہ پر توکل کرتا ہوں پس تم اپنے کام میں اپنے شریکوں کیساتھ پختگی اختیار کرو پھر تمہارا معاملہ تم پر مخفی نہ رہے پھر تم [خود کو] میری جانب پہنچاؤ اور مجھے مہلت نہ دو (۷۱) لیکن اگر تم روگردانی کرو تو میں تم سے کچھ مزدوری طلب نہیں کرتا ہوں میری مزدوری تو اللہ ہی پر ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں مسلمانوں میں رہوں (۷۲) لیکن انہوں نے اس کو جھٹلایا تو ہم نے اس کو اور جولوگ اس کے ساتھ کشتی میں تھے انہیں نجات عطا کی اور ہم نے انہیں جانشین بنایا اور ہم نے ان لوگوں کو غرق کردیا جنہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا پس آپ دیکھیں ان لوگوں کا انجام کیسا ہوا جنہیں ڈرایا گیا تھا (۷۳)

لغوی تحقیق: فَاَجْمِعُوْٓا اَمْرَكُمْ تم میرے بارے میں اپنے معاملہ کو پختہ کرو، حدیث میں ہے ((مَنْ لَّمْ يُجْمِعِ الصِّيَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ فَلَا صِيَامَ لَهٗ)) ''جو شخص رات کو روزہ رکھنے کا عزم نہیں کرتا اس کا روزہ نہیں ہے'' (صحیح ترمذی ۲۲۲/۱، صحیح ابوداؤد ۴۶۵/۲، نسائی ۲۶۰/۱) غُمَّةٌ مشکل مبہم غُمَّ عَلَى النَّاسِ الْهِلَالُ چاند کے طلوع ہونے کا مسئلہ واضح نہ ہوا مبہم رہا۔ (تفسیر طبری ۱۸۵/۷)

تناسب: قبل ازیں اللہ پاک نے رسول اکرم ﷺ کے بارے میں مشرکین کی دشمنی اور مخالفت کا ذکر کیا جب کہ آپ کی صداقت پر واضح دلائل موجود تھے اس کے بعد پیغمبروں کی قوموں کا ذکر ہورہا ہے محض آپ کو صبر دلانا مقصود ہے اور اس حقیقت سے آگاہ کرنا ہے کہ آپ کی قوم نے اگر آپ کی نبوت کو جھٹلایا ہے اور آپ کے ساتھ دشمنی کررہے ہیں تو یہ صورت حال کچھ انوکھی نہیں ہے ان سے پہلی امتوں نے اپنے پیغمبروں کو جھٹلایا لیکن اللہ نے پیغمبروں کو کامیاب فرمایا شاید ان واقعات میں انہیں عبرت حاصل ہو تو وہ آپ کی مخالفت سے باز آجائیں اور آپ پر ایمان لے آئیں۔

تشریح: اے اللہ کے پیغمبر! آپ مشرکین مکہ اور دیگر کفار کے سامنے اس حقیقت کو واضح کریں کہ جس طرح آپ سے پہلے پیغمبروں کو ان کی قوم نے جھٹلایا تو ان پر عذاب الٰہی نازل ہوا جیسا کہ نوح علیہ السلام کی قوم نے جب انہیں جھٹلایا تو نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے مخاطب ہوکر کہا اے میری قوم! اگر تم پر یہ بات دشوار گزر رہی ہے کہ میں تمہیں کیوں اس بات کی دعوت دیتا ہوں کہ تم صرف اپنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پروردگار کی عبادت کرو اور میں تمہارے سامنے ان دلائل کا ذکر کر رہا ہوں جو اللہ کی وحدانیت پر دلالت کر رہے ہیں اور صرف اللہ کی عبادت کو ضروری قرار دے رہے ہیں تو پھر میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں جس نے مجھے پیغمبر کے منصب پر بٹھایا اور میں ایک اللہ پر بھروسہ کرتا ہوں جب کہ میں نے اللہ کے پیغامات کو اپنی طاقت کے مطابق تمہارے پاس پہنچایا ہے تو تم میرے بارے میں جو اقدام کرنا چاہتے ہو اس کیلئے مکمل تیاری کر کے عزم وثبات کے ساتھ اپنے شرکاء کی معیت میں جن کی اللہ کے سوا تم عبادت کر رہے ہو پیش قدمی کرو جیسا کہ میں اپنے پروردگار کی بارگاہ میں دعا کر رہا ہوں اور صرف اسی پر بھروسہ کر رہا ہوں، مزید برآں تمہارا معاملہ تم پر واضح ہو تم علیٰ وجہ البصیرت اسی پر ڈٹے رہو اور اس سے روگردانی نہ کرو بعد ازاں نہایت پختگی کے عالم میں علیٰ الوجہ البصیرت اقدام کرو، پس وپیش نہ کرو پھر کر گزرو جو کرنا چاہتے ہو اور مجھے ہرگز مہلت نہ دو۔

فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَمَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ: اگر تم میری دعوت پر متوجہ ہونے کے خلاف اعراض اختیار کرو تو مجھے اس سے ذرہ بھر نقصان نہیں ہوگا میں نے تمہیں جو دعوت دی ہے اس پر میں تم سے ہرگز کچھ معاوضہ کا طلب گار نہیں ہوں میرے مشن کا بدلہ تو صرف میرے پروردگار کے پاس ہے جس نے مجھے تمہاری جانب پیغمبر بنا کر بھیجا ہے وہ میرے اس کام پر مجھے پورا پورا بدلہ عطا کرے گا تم اللہ کی ذات پر ایمان لاؤ یا روگردانی کرو مجھے تو حکم دیا گیا ہے کہ میں عملاً اس دعوت پر قائم رہوں جس کی جانب میں تمہیں دعوت دے رہا ہوں۔

فَكَذَّبُوْهُ فَنَجَّيْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ فِي الْفُلْكِ: نوح کی قوم نے نوح علیہ السلام کو جھٹلایا اور اس پر اصرار کیا حالانکہ دعوت الی اللہ پر دلائل موجود تھے اور نوح علیہ السلام کا عمل بھی شاہد تھا تو ہم نے نوح علیہ السلام اور اس کی نبوت پر ایمان لانے والوں کو کشتی میں سوار کیا اور نجات عطا کی جس کو وہ ہمارے حکم کیساتھ بناتے رہے اور جن ایمان داروں کو ہم نے نوح علیہ السلام کے ساتھ نجات عطا کی ہم نے انہیں زمین میں ان کی قوم کا خلیفہ بنا دیا اور جنہوں نے نوح علیہ السلام کو جھٹلایا تھا حالانکہ نوح علیہ السلام نے انہیں اللہ کے عذاب سے خوفزدہ کیا تھا تو ہم نے انہیں پانی کے طوفان میں ڈبو دیا اور ان پر پروردگار عالم کا فیصلہ ثبت ہوا۔

فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ: اے اللہ کے پیغمبر! آپ بصیرت کی آنکھ کھولیں اور عقل کیساتھ سوچیں ان لوگوں کا انجام کس قدر عبرت ناک ہوا جن کو ان کے پیغمبر نے خوف زدہ کیا تھا کہ اگر وہ اللہ کے پیغمبر کی تکذیب پر ڈٹے رہیں گے تو ان پر عذاب الٰہی نازل ہوگا اے محمد ﷺ آپ کی قوم میں سے جو لوگ آپ کی نبوت کا انکار کریں گے انجام کار وہ اللہ کے عذاب سے محفوظ نہیں رہیں گے البتہ ان لوگوں کا انجام نہایت بہتر ہوگا جو آپ کی نبوت پر ایمان لائیں گے اور ان کی عملی زندگی آپ کی سیرت کے تابع ہوگی۔

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ؕ كَذٰلِكَ نَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۷۴﴾

ترجمہ: پھر ہم نے نوح پیغمبر کے بعد پیغمبروں کو ان کی قوم کی جانب بھیجا تو انہوں نے ان کے سامنے دلائل پیش کئے لیکن وہ اس پر ایمان نہ لائے جس کی انہوں نے پہلے تکذیب کی تھی اسی طرح ہم حد سے گزرنے والوں کے دلوں کو مہر زدہ کر دیتے ہیں (۷۴)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لغوی تحقیق: اَلْمُعْتَدِیْنَ حد سے تجاوز کرنے والے، مادہ (ع د و) ہے، اَلْعَدُوُ حد سے بڑھنا باہم ہم آہنگی نہ ہونا، عَدُوٌ تیز رفتار عَدُوٌ دشمن جمع اَعْدَاءُ کبھی اس کی جمع عِدَیٌ بھی استعمال ہوتی ہے عِدَاءٌ دوڑ، تَعَادَیٰ دوڑ لگانا، اَلْاِعْتِدَاءُ حق سے تجاوز کرنا، عُدْوَانٌ زیادتی، اَلْعُدْوَۃُ الدُّنْیَا قریب والا ناکہ۔ (مفردات امام راغب ص ٦٠٤)

تناسب: قبل ازیں اللہ پاک نے نوح علیہ السلام کے واقعہ کا ذکر کیا ہے کہ اس کی قوم کا ان کی دعوت پر کیا ردعمل ہوا جب انہوں نے نوح علیہ السلام کی تکذیب کی تو انہیں طوفان میں غرق کردیا جب کہ نوح اور ان کے رفقاء کو تحفظ عطا فرمایا اس واقعہ سے اہل مکہ کو عبرت حاصل کرنی چاہئے اللہ پاک کا قوموں کے بارے میں ایک قانون ہے جس میں تبدیلی ممکن نہیں پس انہیں خوف زدہ رہنا چاہئے کہ کہیں ان پر اللہ کا عذاب نازل نہ ہوجائے جیسا کہ قوم نوح وغیرہ پر نازل ہوا۔

تشریح: نوح علیہ السلام کے بعد ہم نے پیغمبروں کو ان کی قوم کی جانب مبعوث کیا جیسا کہ نوح علیہ السلام کو بھیجا تھا لیکن انہوں نے اپنے پیغمبروں کو جھٹلایا چنانچہ ھود علیہ السلام کو قوم عاد کی طرف اور صالح علیہ السلام کو قوم ثمود کی طرف بھیجا لیکن کسی ایک پیغمبر کو تمام قوموں کی جانب نہیں بھیجا جو اس کے زمانے میں موجود تھیں البتہ شعیب علیہ السلام کو اس کی قوم مدین کی جانب اور مدین کے قرب وجوار میں جو قومیں موجود تھیں جو **اصحاب المؤتفکہ** کے لقب کے ساتھ معروف تھے وہ زبان اور وطن کے لحاظ سے ایک تھے چنانچہ ان میں ہر پیغمبر نے اپنی قوم کے سامنے ایسے عقلی اور مشاہداتی دلائل پیش کئے جو ان کے پیغمبر ہونے کی تائید کرتے تھے لیکن انہوں نے پیغمبروں کی تصدیق نہ کی اور ان سے گزشتہ لوگوں کی سزا نے بھی انہیں نہ روکا اسی طرح ہم ان لوگوں کے دلوں کو مہر زدہ کردیتے ہیں جو کفر اور تکذیب میں حدود کو پھاند جاتے ہیں اسی طرح اللہ کا قانون مکافات عمل ہے کہ اللہ ان قوموں کو تباہ و برباد کردیتے ہیں جو اللہ کے پیغمبر کو جھوٹا قرار دینے پر اتر آتے ہیں اور ان لوگوں کو تحفظ فرماتے ہیں جو پیغمبروں پر ایمان رکھتے ہیں چنانچہ آدم علیہ السلام سے لے کر نوح علیہ السلام تک لوگ اسلام کے احکام پر رواں دواں تھے لیکن جب انہوں نے بتوں کی عبادت شروع کی تو اللہ نے ان کی جانب نوح علیہ السلام کو پیغمبر بنا کر بھیجا یہی وجہ ہے کہ قیامت کے دن ایماندار لوگ نوح علیہ السلام کو مخاطب کرتے ہوئے کہیں گے کہ اے نوح علیہ السلام! آپ پہلے پیغمبر ہیں جن کو اللہ نے روئے زمین کے لوگوں کی طرف مبعوث کیا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ملاحظہ فرمائیں کہ آدم علیہ السلام اور نوح علیہ السلام کے درمیان ایک ہزار سال کا فاصلہ ہے اور اس دوران وہ سب اسلام پر تھے، ارشاد ربانی ملاحظہ فرمائیں ﴿وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ بَعْدِ نُوْحٍ﴾ (الاسراء: ١٧) ''کہ ہم نے نوح کے بعد بہت صدیوں کے لوگوں کو تباہ و برباد کیا'' اس آیت کے اس جملہ میں عرب کے مشرکین کو زبردست انداز میں خوف زدہ کیا ہے جنہوں نے سید المرسلین ﷺ کو جھوٹا قرار دیا تو جس طرح ان لوگوں کو عذاب میں گرفتار کیا گیا جنہوں نے پیغمبروں کو جھوٹا قرار دیا جس کا ذکر قرآن پاک میں وارد ہوا ہے تو اب ان کا کیا خیال ہے جو ان سے بھی بڑے جرم کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر ٢/ ٦٦٠)

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى وَهٰرُوْنَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ بِاٰيٰتِنَا فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ﴿٧٥﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْٓا اِنَّ هٰذَا لَسِحْرٌ مُّبِيْنٌ﴿٧٦﴾ قَالَ مُوْسٰٓى اَتَقُوْلُوْنَ لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَكُمْ ۭ اَسِحْرٌ هٰذَا ۭ وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُوْنَ﴿٧٧﴾ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا وَتَكُوْنَ لَكُمَا الْكِبْرِيَآءُ فِي الْاَرْضِ ۭ وَمَا نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِيْنَ﴿٧٨﴾

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: پھر ہم نے ان کے بعد موسیٰ اور ہارون کو فرعون اور اس کی قوم کی جانب اپنی نشانیوں کے ساتھ بھیجا لیکن انہوں نے تکبر کیا اور وہ مجرم لوگ تھے (۷۵) تو جب ان کے پاس ہماری جانب سے سچائی آ پہنچی تو انہوں نے کہا یہ تو ظاہر جادو ہے (۷۶) موسیٰ نے کہا تم سچائی کے بارے میں کہتے ہو جب کہ وہ تمہارے پاس آ چکی ہے کیا یہ جادو ہے اور جادوگر کامیابی سے ہم کنار نہیں ہو سکتے (۷۷) انہوں نے کہا کیا تو ہمارے پاس آیا ہے تا کہ تو ہمیں اس دین سے روکے جس پر ہم نے اپنے باپ دادوں کو پایا اور تا کہ تمہارے لئے زمین میں سیادت ثابت ہو اور ہم تم پر ایمان لانے والے نہیں ہیں (۷۸)

تشریح: پھر ہم نے ان پیغمبروں کے بعد موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کو ملک مصر کے بادشاہ اور اس کی قوم کے مغرور سرکردہ لوگوں کی جانب بھیجا فرعون اور مغرور لوگوں کا ذکر خصوصیت کیساتھ اس لئے کیا گیا ہے کہ ان کی قوم کے قبطی باشندے ان کے پیروکار تھے ان کا اپنا ذہن اور اپنی سوچ بالکل نہ تھی ان کے کفر کے وقت وہ بھی کفر پر آمادہ تھے اور ایمان لانے پر بھی ان کے مقلد محض تھے معاشرتی لحاظ سے اہم منصوبوں میں ان کیساتھ مرکزی کردار ادا کرنے میں کمزوری نہیں دکھاتے تھے، چنانچہ ان کو اللہ کے دین کی جانب راغب کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو نو نشانیوں سے نوازا جن کا تذکرہ سورہ اعراف میں گزر چکا ہے لیکن انہوں نے کبر ونخوت کے عالم میں پیغمبر کی اطاعت سے روگردانی کی حالانکہ وہ ان کے سچا ہونے کا یقین رکھتے تھے، دراصل وہ لوگ جادوگری کے فن میں مہارت رکھتے تھے لیکن نافرمانی، ظلم اور زمین میں فساد برپا کرنے میں انہیں غایت درجہ دلچسپی تھی چنانچہ موسیٰ علیہ السلام کی جانب جب ان کے ہاں دین حق پہنچا اور اللہ کی ربوبیت اور الوہیت پر انہوں نے دلائل کا مشاہدہ کیا تو انہوں نے سرکشی اور دشمنی کے عالم میں کہا کہ یہ تو ظاہر جادو کے علم کی علامت ہے جو شخص بھی اس کیفیت کو دیکھ پائے گا وہ فوراً پکار اٹھے گا کہ یہ تو فن جادوگری کا کرشمہ ہے۔

موسیٰ علیہ السلام ان سے ہم کلام ہوتے ہوئے انہیں ڈانٹ پلاتے ہوئے کہہ رہے ہیں تعجب اور حیرانی کی انتہا ہے کہ تم واضح سچائی کو جادو کہہ کر اس کا انکار کر رہے ہو جب کہ اس میں جادو کے فن کے ساتھ ہرگز شائبہ تک نہیں ہے جادو تو باطل مٹ جانے والی چیز ہے اور اس کی صداقت اظہر من الشمس ہے لیکن تم نے تو غور وفکر کے کواڑ بند کر رکھے ہیں کیا یہ حقیقت نہیں کہ جب تم نے لاٹھی کو سانپ کی شکل میں دیکھا تو اس کی عظمت کے سبب تمہارے دلوں پر خوف وہراس طاری ہوا اس بنا پر اسے ہرگز جادو کا علم قرار نہیں دیا جا سکتا تم لوگ جادو کے علم سے آشنا ہو تمہارے دلوں کی یہ آواز نہیں ہے کہ یہ جادو ہے، مزید برآں اللہ کی سنت معلومہ یہ ہے کہ جادوگر فنی لحاظ سے اہم کردار ادا کرنے سے ہمیشہ قاصر رہتے ہیں جب کہ موسیٰ علیہ السلام تو اللہ کے دین کی دعوت دے رہے ہیں اور اس کی بنیاد پر ایک بادشاہت کی بنیاد استوار کرنا چاہتے ہیں تمہاری گفتگو کی بنیاد نہایت کمزور ہے اگرچہ معاشرہ میں تمہیں اپنی قوت پر ناز ہے حقیقت یہ ہے کہ جادو کا فن تو شعبدہ بازی ہے وہ دیرپا نہیں رہتا اور اس کی بنیاد کمزور ہوتی ہے۔

جب ان کے ذہن میں کوئی مضبوط دلیل جلوہ گر نہ ہو سکی اور موسیٰ علیہ السلام بھی جواب میں انہیں معقول انداز سے خاموش نہ کرا سکے تو انہوں نے اپنے آباؤ اجداد کی تقلید کرتے ہوئے برملا کہا ہمارے پاس تیرا اس انداز کے ساتھ آنا صرف اس لئے ہے تا کہ تو ہمیں اس راہ سے دور کرے جس پر ہم نے اپنے باپ دادوں کو پایا ہے اور ہم تیرا دین اختیار کریں اس طرح نتیجۃً تجھ کو اور تیرے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھائی کو ملک مصر کی ریاست کی دینی سربراہی حاصل ہوگی اس کے بعد بادشاہت اور دنیوی عظمت خود بخود تمہارے قدموں میں سرنگوں ہوگی ہم ہرگز تمہاری اطاعت نہیں کر سکتے جس کے نتیجہ میں ہم اپنے آباؤ اجداد کے دین سے محروم ہو جائیں جب کہ ہماری رعایا اسی دین پر قائم ہے اور ریاست کے بل بوتے پر ریاست کے عوام ان کی اطاعت کا دم بھر رہے ہیں مختصر یہ کہ اے موسیٰ تیرا مقصود اس کے سوا کچھ نہیں اگر چہ تو اس حقیقت کا لاکھ بار انکار کرے کہ تجھے اور تیرے بھائی کو اس ملک کی بادشاہت میسر آ جائے۔

وَقَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُوْنِيْ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ ﴿٧٩﴾ فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰٓى اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ﴿٨٠﴾ فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿٨١﴾ وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿٨٢﴾

ترجمہ: اور فرعون نے کہا تم میرے ہاں اس جادوگر کو پیش کرو جو اس فن میں ماہر ہو (۷۹) تو جس وقت جادوگر آن حاضر ہوئے تو موسیٰ نے ان سے کہا تم گراؤ جو تم گرانا چاہتے ہو (۸۰) جب انہوں نے گرایا تو موسیٰ نے کہا جس کو تم لائے ہو وہ جادو ہے بے شک اللہ یقیناً اس کو باطل کر دے گا بے شک اللہ فساد کرنے والوں کے عمل کو درست نہیں سمجھتا ہے (۸۱) اور اللہ حق کو اپنے حکم کے ساتھ ثابت کرنا چاہتا ہے اگر چہ مجرموں پر ناگوار گزرے (۸۲)

تشریح: فرعون نے اپنے نمائندوں کو حکم دیا کہ تم موسیٰ علیہ السلام کی دلیل کی موافقت کے لئے عملی طور پر کوئی صورت نکالو چنانچہ میرے نزدیک اس کا ایک ہی حل ہے کہ سٹیٹ میں ان تمام جادوگروں کو میرے ہاں پیش کرو جو جادو کے فن میں مہارت تامہ رکھتے ہوں چنانچہ فرعون کے حکم پر انہیں لایا گیا جب وہ وہاں پہنچ گئے تو موسیٰ علیہ السلام نے ان سے ہم کلام ہو کر کہا جب کہ انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کو اختیار سونپ دیا تھا کہ اولاً جو اس کے پاس ہے وہ اس کو پیش کرے یا وہ پیش کرتے ہیں جو ان کے پاس ہے جیسا کہ سورۃ الاعراف اور سورۃ طٰہٰ میں اس کا ذکر ہے، تا کہ حق کو غلبہ حاصل ہو اور باطل نابود ہو جائے تو جب انہوں نے اپنی لاٹھیوں اور رسیوں کو میدان میں گرایا جن پر جادو کا نشان تھا تو موسیٰ علیہ السلام نے بلا تردد یقین کی کیفیت میں انہیں مخاطب ہو کر کہا بلا شبہ جو کچھ تم نے تیار کیا پھر اس کو لوگوں کے سامنے میدان میں پیش کیا ہے اس کے جادو ہونے میں کچھ کلام نہیں جب کہ جو کچھ میں نے پیش کیا ہے وہ تو اللہ پاک کی جانب سے واضح دلائل ہیں اس حقیقت کو فراموش نہ کیا جائے خود فرعون اور اس کے نمائندوں نے بھی ان کے عمل کا نام جادو ہی رکھا۔

تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنے پروردگار عالم کی جانب نسبت کرتے ہوئے برملا اس حقیقت کا اظہار کیا یقیناً اللہ پاک اس معجزہ کے سبب جو میرے ہاتھوں پر ظہور پذیر ہو گا اس جادو کو ملیا میٹ کر دے گا حاضرین اس منظر کو دیکھنے کے بعد حقیقت کو پہچان لیں گے کہ جو کچھ جادوگر نے پیش کیا ہے وہ تو فنی چیز ہے خارق عادت کوئی اعجوبہ نہیں ہے اور اس کو باطل قرار دیئے جانے پر واضح دلیل موجود ہے مزید حقیقت کو آشکارا کرتے ہوئے ایک دلیل کو پیش فرمایا ہے کہ حق و باطل میں جب کشمکش ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ باطل پرست اور مفسد لوگوں کے عمل کے وجود کو بقا عطا نہیں کرتا ہے اس کا ازالہ کر دیا جاتا ہے اس کے وجود کو ختم کر دیا جاتا ہے اور حق پرست لوگوں کے عمل کو ثابت رکھتا ہے اور اسے اپنے کلمات کے ساتھ باطل پر غلبہ عطا کرتا ہے چنانچہ اسی وجہ سے اللہ پاک نے موسیٰ علیہ السلام کو فرعون پر غلبہ عطا کیا اور موسیٰ کی قوم کو فرعون کی غلامی سے نجات دلائی اگر چہ مخالفین پر ناگوار کیوں نہ گزرے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَمَآ اٰمَنَ لِمُوْسٰٓى اِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ عَلٰى خَوْفٍ مِّنْ فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهِمْ اَنْ يَّفْتِنَهُمْ ۚ
وَاِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِى الْاَرْضِ ۚ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۸۳﴾ وَقَالَ مُوْسٰى يٰقَوْمِ اِنْ
كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِيْنَ ﴿۸۴﴾ فَقَالُوْا عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۚ رَبَّنَا
لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۵﴾ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۶﴾
وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰى وَاَخِيْهِ اَنْ تَبَوَّاٰ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوْتًا وَّاجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قِبْلَةً
وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۗ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۷﴾

ترجمہ: چنانچہ موسیٰ پر ایمان نہ لائے مگر چند نوجوان اس کی قوم سے فرعون اور اس کے درباریوں سے ڈرتے ہوئے کہ کہیں وہ ان کو آزمائش میں مبتلاء نہ کردیں اور بے شک فرعون تو زمین میں بڑا مغرور تھا اور بلاشبہ وہ حد سے گزر جانے والا تھا (۸۳) اور موسیٰ نے اپنی قوم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے میری قوم! اگر تم اللہ پر ایمان رکھتے ہو تو تم اس پر بھروسہ رکھو اگر تم مسلمان ہو (۸۴) تو انہوں نے کہا کہ اللہ پر ہی ہمارا بھروسہ ہے اے ہمارے پروردگار! ہمیں ظالم لوگوں کے لئے فتنہ نہ بنا (۸۵) اور ہمیں اپنی رحمت کے ساتھ ان کافر لوگوں سے بچانا (۸۶) اور ہم نے موسیٰ اور اس کے بھائی کی جانب وحی کی کہ وہ اپنی قوم کے لئے مصر میں کچھ گھر بنائیں اور ان گھروں کو قبلہ بنائیں اور نماز قائم کریں اور ایمان والوں کو بشارت دیں (۸۷)

لغوی تحقیق: اَلذُّرِّيَّةُ عربی زبان میں اس کا اطلاق چھوٹی عمر والی اولاد پر ہوتا ہے لیکن عرف میں اس کا اطلاق اولاد پر ہوتا ہے خواہ وہ چھوٹی ہو یا بڑی ہو، فِتْنَةٌ شدید قسم کی آزمائش خواہ کسی کام کو سرانجام دیا جائے یا نہ دیا جائے مقصود خود کو تکلیف میں ڈالنا اور عذاب میں مبتلاء کرنا ہے، تَبَوَّءَ الدَّارُ کسی کو اپنے واپس آنے کا کہے کہ وہاں کام کاج سے فارغ ہو کر آرام کیلئے ٹھہرے گا، قِبْلَة انسان کے چہرے کے سامنے کی جہت کو قبلہ کہا جاتا ہے اسی سے نماز ادا کرنے کیلئے قبلہ ہے کہ نماز ادا کرتے وقت اس جہت کی جانب منہ کیا جاتا ہے۔

بلاغت: آیت مبارکہ ﴿وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰى﴾ میں اللہ پاک کا خطاب موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام دونوں کو ہے صیغہ تثنیہ ہے اس کے بعد واجعلوا بیوتکم جمع کا صیغہ ہے وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ واحد کا صیغہ ہے گویا کہ خطاب میں تنوع کارفرما ہے اولاً موسیٰ اور ہارون کو مخاطب کیا گیا کہ وہ دونوں اپنی قوم کیلئے گھر تعمیر کریں اور عبادت کے لئے اس کا انتخاب کریں بعد ازاں خطاب ان کو بھی ہے اور ان کے ساتھ تمام قوم مخاطب ہے کہ تم نماز کی ادائیگی کے لئے مساجد تعمیر کرو ظاہر ہے کہ نمازوں کی ادائیگی سبھی پر فرض ہے بعد ازاں موسیٰ علیہ السلام کو خوشخبری کے ساتھ خاص کیا گیا ہے جو کہ اصل مقصود ہے اس میں موسیٰ کی عظمت کے ساتھ ساتھ نماز کی ادائیگی بھی عظمت کی حامل ہے۔ (اعراب القرآن ۱۱/۱۸۷)

تناسب: قبل ازیں اللہ پاک نے ذکر کیا کہ فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ کے لئے کیا پاپڑ بیلے اور کیا حیلے اختیار کئے اس کے بعد اللہ پاک نے بیان کیا کہ بنو اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کیا رویہ اختیار کیا جب انہیں مصر کی سرزمین سے نکالا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح: جادوگروں کی ناکامی کے بعد موسیٰ علیہ السلام کو جو حق پر تھے انہوں نے باطل کو مغلوب کیا تو فرعون نے اپنی خفت مٹانے کیلئے موسیٰ کو موت کے گھاٹ اتار دینے کا عزم مصمم کرلیا جیسا کہ ارشاد باری ہے ﴿وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِيْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰى وَلْيَدْعُ رَبَّهٗ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يُّبَدِّلَ دِيْنَكُمْ اَوْ اَنْ يُّظْهِرَ فِي الْاَرْضِ الْفَسَادَ﴾ (المومن:۲۶) ''اور فرعون بولا کہ مجھے چھوڑ دو کہ میں موسیٰ کو قتل کردوں اور وہ اپنے پروردگار کو بلا لے مجھے ڈر ہے کہ وہ (کہیں) تمہارے دین کو (نہ) بدل دے یا ملک میں فساد (نہ) پیدا کردے'' ان تمام کوائف کے پیش نظر بنی اسرائیل کے دلوں میں خوف طاری ہوگیا چنانچہ چند منچلے قسم کے نوجوان موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے جب کہ وہ نہ صرف فرعون سے خائف تھے بلکہ اپنی قوم کے لیڈروں سے بھی خوف زدہ تھے جو بزدل اور ریاکار قسم کے لوگ تھے جن کو بنی اسرائیل نے فرعون کے لئے اپنے نمائندے مقرر کر رکھے تھے فرعون ان نمائندوں کی وساطت سے بنی اسرائیل کے ساتھ تمام معاملات کرتا تھا کہ کہیں وہ انہیں اذیتوں سے ہم کنار کر کے موسیٰ علیہ السلام کے دین سے برگشتہ نہ کردیں، اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ فرعون سرکش انسان کی مصر کی زمین میں طاقت مسلم تھی کوئی شخص اس کے سامنے بات کرنے کی ہمت نہیں رکھتا تھا اس لحاظ سے اس سے خوف زدہ رہنا ضروری تھا چنانچہ فرعون کی استبدادی کیفیت کی نقشہ کشی سورہ اعراف کی ایک آیت میں ملاحظہ فرمائیں ﴿وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اَتَذَرُ مُوْسٰى وَ قَوْمَهٗ لِيُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَيَذَرَكَ وَ اٰلِهَتَكَ ؕ قَالَ سَنُقَتِّلُ اَبْنَآءَهُمْ وَنَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ ۚ وَاِنَّا فَوْقَهُمْ قٰهِرُوْنَ﴾ (الاعراف:۱۲۷) ''فرعون کی قوم سے اونچی سطح کے لوگوں نے کہا کیا تو موسیٰ اور اس کی قوم کو کھلی چھٹی دے رہا ہے تاکہ وہ زمین میں فساد برپا کریں اور تیری اور تیرے خداؤں کی عبادت چھوڑ دیں، اس نے کہا ہم ضرور ان کے بیٹوں کو قتل کریں گے اور ان کی لڑکیوں کو زندہ چھوڑیں گے اور بے شک ہم ان پر غالب ہیں''

چونکہ فرعون نے ظلم وفساد انگیزی ناروا خون گرانے حق وصداقت کی تحقیر بلکہ اللہ کی مخلوق کو حقیر گردانے میں اس قدر حیا سوزی کا رویہ اختیار کیا کہ اس نے اپنی الوہیت کا دعویٰ کردیا اور انبیاء علیہم السلام کی اولاد بنی اسرائیل کو اپنا غلام بنالیا چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے ایمان لانے والوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا جب موسیٰ علیہ السلام نے محسوس کیا کہ بنی اسرائیل تو اس فتنہ کے باعث سخت خوف زدہ ہیں کہ کہیں انہیں کسی سخت قسم کے عذاب میں مبتلاء نہ کردیا جائے کہ اگر تمہارا اللہ کی ذات پر پختہ ایمان ہے تو اللہ پر بھروسہ کرو اور اس کے عہد و پیمان پر اعتماد کرو ظاہر ہے کہ ایمان کی پختگی کا تب پتہ چلتا ہے جب عملی زندگی میں بھی ایمان کارفرما ہو مزید برآں آیت کے سیاق وسباق سے یہ معلوم نہیں ہورہا ہے کہ تمام لوگ دائرہ ایمان میں داخل ہوگئے تھے ظاہر ہے کہ اللہ کی ذات پر ایمان لانے کی حقیقت کچھ اور ہے جب کہ موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانا اس بات کا متقاضی ہے کہ مکمل طور پر تابعداری ہو جب کہ حقیقت یہ ہے کہ بنی اسرائیل نے بحر قلزم عبور کرنے کے بعد موسیٰ علیہ السلام سے مطالبہ کیا کہ ان کے لئے بتوں کو خدا بنادیا جائے اور کیا یہ بات مخفی ہے کہ بنی اسرائیل نے اس کے بعد بچھڑے کو اپنا معبود بنایا اور اس کی عبادت کرنے لگے جس کو سامری نے بنایا تھا چنانچہ موسیٰ علیہ السلام کے فرمان کو تسلیم کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ہم اس کے حکم پر سر تسلیم خم کرتے ہیں ظاہر ہے کہ ان کے ساتھ کیا ہوا وعدہ اس پر موقوف تھا نیز انہوں نے دعا کی کہ ان کا پروردگار انہیں ظالموں کے فتنہ سے تحفظ عطا کرے۔

اس حقیقت کو ہرگز فراموش نہ کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل کرنا ایمان کی سب سے بڑی علامت ہے کسی شخص کا ایمان اس وقت تک تکمیل پذیر نہیں ہوتا جب تک کہ وہ مصائب وآلام کے حملہ آور ہونے پر صبر کے دامن کو نہیں تھامتا، مزید برآں دعا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی مقبولیت اس وقت ظہور پذیر ہوتی ہے جب کہ دعا کے ساتھ اسباب کو بھی بروئے کار لایا جائے کہ استطاعت کے مطابق عملی زندگی کو سنوارا جائے اور بارگاہ الٰہی میں نہایت تضرع اور زاری کے ساتھ اللہ سے طلب کیا جائے کہ جو کچھ میری دسترس میں نہیں ہے اس کو بھی میرے تابع کیا جائے۔

خلاصہ: بارگاہ الٰہی میں انہوں نے نہایت عجز و ابتہال کے ساتھ جو کچھ عرض کیا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اے ہمارے پروردگار! تو ہم پر انہیں مسلط نہ کرنا کہ وہ کہیں کسی فتنہ میں مبتلاء نہ کریں اور ہمیں ان کے سبب ایسی آزمائش میں مبتلاء نہ کرنا کہ ہم اپنے پیغمبر کی اتباع سے روگردانی کریں یا ہمیں کمزوری لاحق ہو کہ ہم ان کے ظلم سے راہ فرار اختیار کریں نیز ہمارے سبب انہیں بھی فتنہ میں مبتلاء نہ کرنا کہ وہ کفر اور مخالفت میں مزید تیز ہو جائیں جب انہیں ہم پر تغلب حاصل ہو اور وہ اس خیال میں مستغرق ہوں کہ وہ حق پر ہیں اور ہم باطل پر ہیں، اور ہمیں اپنی رحمت کے ساتھ فرعون کی قوم کفار کے پنجہ سے نجات عطا کرنا جب کہ فرعونیوں نے بنی اسرائیل کو اپنا غلام بنا رکھا تھا اور ان سے حقیر قسم کے کام کرواتے تھے۔

اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام اور ان کے بھائی ہارون علیہ السلام کی جانب وحی کی ہم نے انہیں آگاہ کیا کہ تم نے اپنے رفقاء کیلئے مصر میں بود و باش کیلئے گھر بنانے ہوں گے تاکہ تم ان میں پناہ حاصل کر کے امن کی زندگی بسر کر سکو اور گھروں کو قبلہ رخ ایک ہی جہت میں تعمیر کرنا ہوگا اور ایک ہی سمت کی جانب اقامت نماز کرتے رہنا ممکن ہے سمت کی وحدت کے نتیجہ میں تمہارے دلوں میں وحدت فکر کار فرما ہو جائے اور ایمان والوں کو خوشخبری دیں کہ اللہ نے انہیں فرعون کے فتنہ سے تحفظ عطا کیا ہے اب فرعون کا لاؤ لشکر بھی ان پر ظلم کے بازار کو گرم کرنے کا خیال تک نہیں کرے گا آخر میں موسیٰ علیہ السلام کو ایمان والوں تک خوشخبری پہنچانے کی ذمہ داری اس لئے سونپی ہے کہ خوشخبری کا پیغام پہنچانا اس شخص کی ذمہ داری قرار پاتی ہے جو پیغمبر ہے یا پیغمبر کا نمائندہ ہے لیکن قوم کے دیگر معاملات میں بھی موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہارون علیہ السلام کو بھی شریک کیا گیا ہے کہ قوم سے برأت کے پروگرام میں باہم مشورہ کرنا چاہئے یہ ایسی تدبیر عملی ہے جس کے نفاذ پر اپنے ساتھ موافقت کرنے والے وزراء کو بھی شامل کرنا چاہئے تاکہ کوئی ناخوشگوار صورت ظہور پذیر نہ ہو جائے۔

وَقَالَ مُوْسٰى رَبَّنَآ اِنَّكَ اٰتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَاَهٗ زِيْنَةً وَّاَمْوَالًا فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا رَبَّنَا لِيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِكَ ج رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓى اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿۸۸﴾ قَالَ قَدْ اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِيْمَا وَلَا تَتَّبِعٰٓنِّ سَبِيْلَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۸۹﴾

ترجمہ: اور موسیٰ نے دعا کی اے ہمارے پروردگار تو نے فرعون اور اس کے رفقاء کو دنیوی زندگی میں زیب و زینت اور بہت زیادہ مال دیا ہے اے ہمارے پروردگار! تاکہ یہ لوگوں کو تیرے راستہ سے گمراہ کریں اے ہمارے پروردگار! ان کے مالوں کو ختم کر دے اور ان کے دلوں پر مہر لگا دے وہ اس وقت تک ایمان نہ لائیں جب تک وہ دردناک عذاب کو نہ دیکھ پائیں (۸۸) اللہ نے فرمایا تم دونوں کی دعا قبولیت سے ہمکنار ہوگئی ہے پس تم دونوں استقامت اختیار کرو اور ان لوگوں کی راہ کی پیروی نہ کرو جو جاہل ہیں (۸۹)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لغوی تحقیق: اَلطَّمْسُ زائل کرنا کہا جاتا ہے، طَمَسَ الْاَثَرُ نشان مٹ گیا، طَمَسَتْهُ الرِّيْحُ آندھی نے اس کو مٹا دیا جب نشان باقی نہ رہے، وَاشْدُدْ سے مقصود دل پر مہر لگانا ہے کہ اس میں نرمی نہ رہے قساوت رونما ہو جائے جس کے سبب انشراح صدر ختم ہو کر رہ جائے، خیال رہے شدت کا لفظ عہد، بدن، قوائے نفس اور عذاب سب کے متعلق ہوتا ہے، غِلَاظٌ شِدَادٌ تند خو اور سخت مزاج فرشتے ارشاد ربانی ہے ﴿حَتّٰى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً﴾ (الاحقاف: ۱۵) ''یہاں تک کہ جب وہ خوب جوان ہو جاتا ہے اور چالیس برس کو پہنچ جاتا ہے، تو اس کی عادات پختہ ہو جاتی ہیں اور وہ انہیں ترک نہیں کر سکتا اِشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ'' کہ اس پر زور کی ہوا چلے'' شاعر نے کیا ہی خوب اشارہ کیا ہے۔

اِذَا الْمَرْءُ وَافَى الْاَرْبَعِيْنَ وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ دُوْنَ مَا يَهْوٰى حَيَاءٌ وَلَا سِتْرٌ
فَدَعْهُ وَلَا تُنَفِّسْ عَلَيْهِ الَّذِيْ مَضٰى وَاِنْ جَرَّ اَسْبَابَ الْحَيَاةِ لَهُ الْعُمُرُ

''جب انسان چالیس برس کی عمر کو پہنچ جائے اور اسے اس کی خواہش سے حیاء کا پردہ مانع نہ ہو تو اسے اس کی حالت پر چھوڑ دیں اور گزشتہ پر کسی قسم کا دریغ نہ کریں اگرچہ عمر اس کے لئے زندگی کے تمام اسباب کھینچ کر کیوں نہ لے کر آئے''

تناسب: قبل ازیں اللہ پاک نے فرعون اور اس کے وزراء کبار کے فخر وغرور کو اور بنی اسرائیل کے خوف کو ان کی پکڑ دھکڑ سے بیان کیا اور اس حقیقت کو واضح کیا کہ وہ ایمان کی دولت کے سبب ان سے محفوظ رہے چند نوجوانوں نے موسیٰ علیہ السلام کی دعوت کو قبول کیا اور موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے مطالبہ کیا کہ وہ شہر میں دینی معاملات کی ادائیگی کیلئے مسجدیں تعمیر کریں بعد ازاں انہیں خوشخبری دی کہ انہیں غلبہ حاصل ہوگا اور وہ کامیاب رہیں گے اس کے بعد موسیٰ نے فرعون اور اس کے لشکر کے خلاف جو بددعا کی تھی اس کا تذکرہ ہے اس کے ساتھ ساتھ اس سبب کو بھی واضح کیا گیا جس نے انہیں اس کی جانب جھکایا وہ سبب ان کا دعوت سے دشمنی اور انکار ہے، انکار کا سبب یہ ہے کہ نعمتوں کی فراوانی نے انہیں مغرور بنا دیا تو انہوں نے دین اسلام اور اس کے احکام کو پس پشت ڈال دیا۔

تشریح: اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ فرعون اور اس کی قوم کی سرکشی اور گمراہی کا سبب زیب وزینت کے اسباب فراہم ہونے اور مال ودولت کے بل بوتے پر تھا وہ نہ صرف یہ کہ خود اللہ کے باغی بن گئے بلکہ انہوں نے دوسروں کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا اس پر موسیٰ علیہ السلام بارگاہ الٰہی میں عرض کر رہے ہیں کہ اس کے شر سے نجات تب ممکن ہے اگر اسے مال ودولت سے محروم کر دیا جائے چنانچہ اس کی حکایت بیان ہو رہی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے طویل عرصہ تک اسے اسلام کی دعوت دی اور معجزات پیش کئے لیکن اس نے موسیٰ علیہ السلام کو پرکاہ کی حیثیت نہ دی تو موسیٰ نے اس کی اور اس کے لاؤ لشکر کی تباہی کیلئے دعا کی اور اعتراف کیا کہ ان کو تباہی وبربادی کیساتھ ہم کنار کرنا ہم پر بہت بڑا احسان ہوگا چنانچہ موسیٰ علیہ السلام بارگاہ رب العزت میں دعا کر رہے ہیں اے ہمارے پروردگار اور ہمارے محسن! آپ نے فرعون اور اس کی قوم کے متکبر قسم کے لوگوں کو زیب وزینت، زیورات، استعمال کے بستروں اور برتنوں سے نوازا ہے سونے چاندی کے علاوہ اعلیٰ نسل کے چار پایوں اور کھیتی باڑی کے سبب انہیں مغرور بنا دیا ہے چنانچہ وہ بے دریغی کیساتھ اپنی عیاشیوں کو داد ودہش کے لئے پانی کی طرح دولت خرچ کر رہے ہیں اور اپنی شہوات نفسانیہ کو آسائش پہنچا رہے ہیں اے ہمارے پروردگار! اس قدر ہوش ربا فراوانی کے نتیجہ میں ان میں تکبر حق وصداقت کا انکار تمرد کے سبب ان لوگوں کو صراط مستقیم پر رواں دواں رہنے سے سختی کیساتھ روک رہے ہیں کہ وہ حق وصداقت سے بے بہرہ ہو کر ظلم اور سرکشی کیساتھ اللہ کے بندوں کی زندگی کو اجیرن بنا رہے ہیں کیا یہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حقیقت نہیں کہ مال و دولت کی کثرت کبر و رعونت سرکشی کو دعوت دیتی ہے اور اللہ کی مخلوق پر ناروا ظلم و ستم پر آمادہ کرتی ہے، چنانچہ مصری لوگوں کی قبروں کے اوپر جو خوبصورت بلڈنگیں تیار کی گئی ہیں جب ان میں زیب و زینت و آرائش کے سامان کا جائزہ لیا گیا جن کے کچھ کھنڈرات اور آثار اب بھی یورپ کے عجائب گھروں میں دیکھے جاسکتے ہیں تو مشاہدہ کرنے والوں کی عقلیں دنگ رہ گئیں زیورات دیگر خوبصورت متنوع قسم کی اشیاء کا ملاحظہ کرنے سے اس نتیجہ پر پہنچنا آسان تھا کہ دور حاضر میں انسان جس مقام پر پہنچ چکا ہے اس سے کہیں زیادہ انسان کی پرواز اس دور میں تھی۔

رَبَّنَا اطۡمِسۡ عَلٰۤی اَمۡوَالِهِمۡ: موسیٰ علیہ السلام بارگاہ الٰہی میں دعا کر رہے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! فرعونیوں کے مال و متاع کو ان آفات کیساتھ سرسبز شاداب کھیتوں کو ہمیشہ کے لئے قوت نباتیہ سے محروم کر دیں اور ان کے چار پایوں کو مہلک بیماریوں سے موت کے گھاٹ اتار دے جس سے ان کی بنیادی ضرورتیں اور کاروبار معطل ہو کر رہ جائیں اور ہر طرف سے انہیں ذلت اور بے چارگی گھیرا ڈال لے ان کے دلوں کو مہر زدہ کر دے ان میں بغض و عناد کو مزید تیز اور مشتعل کرتا کہ وہ تیری سزا کے مستحق ہوں اور عذاب الٰہی کا مشاہدہ کرنے کے باوجود بھی ایمان کی جانب التفات نہ کریں اور اگر ایمان لانا بھی چاہیں تو انہیں ان کا ایمان لانا فائدہ نہ دے گویا کہا گیا کہ وہ گمراہی پر بضد قائم رہیں مجھے ان کے ساتھ ہرگز تعلق نہیں وہ جس عذاب کے مستحق تھے اس میں مبتلاء رہیں اس کی مثال تو اس شفیق باپ کی ہے جو اپنے اس بیٹے کے بارے میں کہتا ہے جو راہ صواب سے دور ہو چکا ہے اور اپنے والد کی خیر خواہی کی جانب کان نہیں جھکاتا ہے کہ تو گمراہی میں مزید گرفتار رہے اور زمین پر فساد انگیزی کرتا رہے باپ کا اپنے بیٹے کے بارے میں اس قسم کے جملے کہنا اس پر ناراضگی کا باعث ہیں جبکہ فی الحقیقت والد اپنے بیٹے کے بارے میں کبھی پسند نہیں کرتا کہ وہ صراط مستقیم سے دور رہے۔

قَالَ قَدۡ اُجِیۡبَتۡ دَّعۡوَتُكُمَا: اللہ پاک نے موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ فرعون اور اس کے نمائندوں اور ان کے مال و متاع کے بارے میں تمہاری بددعا قبولیت سے ہمکنار ہو چکی ہے اب تم نے میرے حکم کے مطابق رواں دواں رہنا ہے اور دعوت الی الحق کے منصب پر استقامت اختیار کرنی ہے اور اپنے رفقاء کو مقابلہ کیلئے اور مصر سے ہجرت کرنے کیلئے تیار کرنا ہے اور تم نے ان لوگوں کی راہ پر نہیں چلنا ہے جو میری مخلوق کے بارے میں میرے قانون سے ناواقف ہیں کہ وہ قبل از وقت کسی کام کے وقوع پذیر ہونے کا مطالبہ نہ کریں اور وقت معین پر اس کے وقوع کا انتظار کریں۔

سوال مترشح ہو رہا ہے کہ دعا کرنے والے تو موسیٰ علیہ السلام ہیں ہارون علیہ السلام تو آمین کہنے والے ہیں تو انہیں دعائیہ کلمات میں موسیٰ علیہ السلام کیساتھ کیوں شریک کیا گیا ہے جواب بالکل واضح ہے کہ ہارون علیہ السلام جنہوں نے دعائیہ کلمات پر آمین کہا تو آمین کہنا بھی دعا ہے مزید برآں اہل عرب بسا اوقات ایک شخص سے یوں مخاطب ہوتے ہیں جیسا کہ دو افراد سے بات کی جارہی ہے۔

وَجٰوَزۡنَا بِبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ الۡبَحۡرَ فَاَتۡبَعَهُمۡ فِرۡعَوۡنُ وَجُنُوۡدُهٗ بَغۡیًا وَّعَدۡوًا ؕ حَتّٰۤی اِذَاۤ اَدۡرَكَهُ الۡغَرَقُ ۙ قَالَ اٰمَنۡتُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیۡۤ اٰمَنَتۡ بِهٖ بَنُوۡۤا اِسۡرَآءِیۡلَ وَاَنَا مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ ﴿۹۰﴾ آٰلۡـٰٔنَ وَقَدۡ عَصَیۡتَ قَبۡلُ وَكُنۡتَ مِنَ الۡمُفۡسِدِیۡنَ ﴿۹۱﴾ فَالۡیَوۡمَ نُنَجِّیۡكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوۡنَ لِمَنۡ خَلۡفَكَ اٰیَةً ؕ وَاِنَّ كَثِیۡرًا مِّنَ النَّاسِ عَنۡ اٰیٰتِنَا لَغٰفِلُوۡنَ ﴿۹۲﴾ ع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: اور ہم نے بنی اسرائیل کو سمندر سے گزار دیا تو فرعون اور اس کے لشکر نے ظلم اور زیادتی کرتے ہوئے ان کا تعاقب کیا یہاں تک کہ جب فرعون [سمندر میں] غرق ہونے لگا (تو) وہ پکار اٹھا کہ میں تسلیم کرتا ہوں کہ اس ذات کے سوا کوئی معبود نہیں جس پر بنی اسرائیل کا ایمان ہے اور میں فرمانبرداروں سے ہوں (۹۰) [اسے کہا گیا] اب [تو ایمان لاتا ہے] اور اس سے پہلے تو نافرمانی کرتا رہا اور تو فساد کرنے والوں میں سے [بڑا فسادی] تھا (۹۱) پس آج ہم تیرے بدن کو بلند جگہ پر گرادیں گے تاکہ تو ان کے لئے عبرت کا نشان ہو جو تیرے بعد آنے والے ہیں اور اکثر لوگ ایسے ہیں جو ہماری نشانیوں سے غافل رہتے ہیں (۹۲)

لغوی تحقیق: نُنَجِّيْكَ ہم تیرے بدن کو بلند مقام پر گرادیں گے مادہ (ن ج و) ہے، اَلنَّجْوَةُ زمین کی اونچی جگہ کو کہتے ہیں جو بلندی کی وجہ سے اپنے ماحول سے الگ معلوم ہو بعض نے کہا ہے سیلاب کی زد سے محفوظ ہو، مناجات سرگوشی کرنا اَلنَّجْوٰی سرگوشی۔

تشریح: بنی اسرائیل اللہ کی مدد اور اس کی قدرت سے سمندر عبور کر گئے دراصل سمندر عبور کرنا بھی موسیٰ علیہ السلام کا ایک معجزہ تھا کہ اس کے سبب پانی کی روانی ختم ہوگئی چونکہ بنی اسرائیل کے تعاقب میں فرعون اور اس کا لشکر چل پڑا تھا وہ جب سمندر کے کنارے پر پہنچا اور سمندر میں گزرگاہ کیلئے راستہ موجود پایا تو وہ بھی بنی اسرائیلیوں کے تعاقب میں سمندر میں قدم زن ہو گیا تاکہ بنی اسرائیلیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا جائے یا انہیں واپس مصر شہر میں لا کر شدید جسمانی سزا سے ہمکنار کیا جائے جو ان کیلئے باعث عبرت ہو پھر انہیں غلامی کے بندھن میں جکڑ دیا جائے لیکن فرعون اور اس کا لشکر جب سمندر میں مکمل طور پر داخل ہو گیا تو رکے ہوئے پانی کو اللہ نے چلنے کا حکم دے دیا جب فرعون نے محسوس کیا کہ وہ سمندر میں ڈوب رہا ہے تو اس کی زبان پر یہ کلمات تھے کہ میں اس ذات پر ایمان رکھتا ہوں جس ذات پر بنی اسرائیل کا ایمان ہے اور میں اللہ کی ذات پر یقین رکھتا ہوں اور اس کے احکامات کو تسلیم کرتا ہوں اگرچہ قبل ازیں گزشتہ دور میں اللہ کی آیات کا انکار کرتا رہا ہوں اور اس کے پیغمبر کیساتھ دشمنی کرتا رہا اس نے حریصانہ انداز میں یہ کلمات کہے تاکہ اس کی زندگی کو تحفظ حاصل ہو جائے لیکن اب ایمان لانے اور اسکے تسلیم کرنے کا وقت جاتا رہا مایوسی کے عالم میں ایمان کا اقرار کرنا ذرہ بھر فائدہ نہیں دے سکتا تو اللہ پاک کی جانب سے فرعون کو سرزنش کرتے ہوئے کہا گیا کہ اب جبکہ تو زندگی سے مایوس ہو چکا ہے اور موت تیری آنکھوں کے سامنے آنکھ مچولی کھیل رہی ہے جبکہ زمانہ ماضی میں تو اللہ کی نافرمانیوں میں مستغرق رہا اور فساد انگیزی میں مغرور بنا رہا تو اس وقت تو نے اپنی لن ترانیوں سے عفو و کرم کی بھیک کیوں نہ مانگی جب کہ گناہوں سے عفو و کرم کی بھیک مانگنے اور توبہ کرنے کا دروازہ کھلا تھا لیکن جب فرعون پانی میں ڈوب رہا تھا تو جبرائیل نے اس کے منہ میں مٹی ڈال دی اس خطرہ کے پیش نظر کہ اسکی زبان پر کلمہ توحید کے الفاظ نہ آجائیں اور اس پر اللہ کی رحمت سایہ افگن ہو جائے، حقیقت یہ ہے کہ فرعون نے جب خود کو خدائی کے مقام پر بٹھا رکھا تھا تو اس کی سزا یہی تھی فرعون کی غرقابی کا واقعہ محرم کی دس تاریخ کو ہوا، ابن عباس بیان کرتے ہیں نبی ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہودی محرم کی دس تاریخ کا روزہ رکھتے تھے آپ نے ان سے دریافت کیا تم اس دن کا روزہ کیوں رکھتے ہو انہوں نے بتایا کہ محرم کی دس تاریخ کو موسیٰ علیہ السلام کو فرعون پر غلبہ حاصل ہوا تھا اس پر نبی ﷺ نے صحابہ کرام کو حکم دیا کہ تمہارا تعلق موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ان سے زیادہ ہے اس لئے تم بھی محرم کی دس تاریخ کا روزہ رکھو۔

(صحیح بخاری ح ۲۰۰۴، صحیح مسلم کتاب الصیام باب ۱۹، ابن ماجہ ۱/ ۲۸۹، صحیح ابوداود ۲/ ۴۶۳)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس اقرار پر اس کے نفس نے ہی اس کو ملامت کی اور کہا کہ اب تو ایمان لا رہا ہے جب کہ زندگی بھر تو اللہ کا نافرمان بنا رہا بلکہ خدائی کا دعویٰ کیا اور زندگی بھر تیرا وطیرہ ان انسانوں کا سا رہا جو فساد انگیزی میں مستغرق رہتے ہیں۔

فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ بِبَدَنِكَ: آج ہم تیرے جسم کو اونچے ٹیلے پر پھینک رہے ہیں تاکہ جو لوگ تیری ہلاکت کا انکار کریں گے ان کے لئے تیری ہلاکت باعث عبرت ہو اور ان کے لئے بھی جو تیرے بعد مستقبل میں آنے والے ہیں وہ تیری ہلاکت وتباہی کے باعث اللہ کی نافرمانی سے باز رہیں اللہ کی زمین پر فساد انگیزی سے اللہ کی مخلوق پر زندگی کو اجیرن نہ بنائیں، ترمذی شریف میں اسی مفہوم کی حدیث ذکر ہوئی ہے کہ اللہ بندے کی توبہ قبول کرتا ہے جب تک کہ موت کا غرغرہ ظہور پذیر نہ ہو یعنی اس وقت شرعاً ایمان لانا معتبر نہیں ہوتا۔ (صحیح ابن ماجہ ۴۱۸/۲، صحیح ترمذی ۱۷۵/۳، مشکوٰۃ البانی ۷۲۴/۲)

مولانا حنیف ندوی کی وضاحت: اس آیت میں فرعون کی طرف اشارہ ہے مقصد یہ ہے کہ اس کو اس غلط فہمی میں نہیں رہنا چاہئے کہ دریا میں ڈوب جانے کے بعد اس کی لاش دریا کی طغیانیوں کی نذر ہو جائے گی مشیت ایزدی یہ تھی کہ اس کی لاش کو صحیح سالم رکھا جائے تاکہ آنے والی نسلوں کے لئے یہ موجب عبرت ہو اور لوگ بچشم خود اس شخص کا حشر دیکھ لیں جس نے موسیٰ علیہ السلام کی دعوت حق کو ٹھکرایا اور ربوبیت کا دعویٰ کیا اس آیت میں اعجاز کا یہ پہلو نمایاں ہے کہ نبی ﷺ کے زمانے میں کسی کو بھی معلوم نہ تھا کہ مصری فراعنہ کی لاشوں کو ممی کر کے محفوظ کر لیتے ہیں۔ (لسان القرآن ص ۱۵۹)

ذہن نشین کریں کہ یہ قرآن پاک کا عظیم معجزہ ہے آج بھی فرعون کی ممی شدہ لاش قاہرہ کے عجائب گھر میں موجود ہے ۱۸۹۸ء میں اس کی دریافت ہوئی۔ (تیسیر القرآن از مولانا عبدالرحمٰن کیلانی رحمہ اللہ ص ۲۳۰)

مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ کا بیان: قدیم مصریوں میں حنوط کا طریقہ رائج تھا یعنی بادشاہوں اور امیروں کی لاشیں ایک خاص طرح کا مصالحہ لگا کر ایک عرصہ تک کے لئے محفوظ کر دیتے تھے چنانچہ اٹھارویں صدی کے اوائل سے لے کر اس وقت تک بے شمار نعشیں مصر میں نکل چکی ہیں اور دنیا کا کوئی عجائب خانہ نہیں جس کے حصے میں دو چار نعشیں نہ آئی ہوں اس طرح کی لاشوں کے لئے ممی کا لفظ یونانیوں نے استعمال کیا جو غالباً مصریوں ہی کی اصطلاح تھی، آیت کا مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ تو اب موت سے نہیں بچ سکتا لیکن تیرا جسم سمندر کی موجوں سے بچا لیا جائے گا تاکہ وہ حسب معمول ممی کر کے رکھا جائے اور آنے والی نسلوں کے لئے عبرت وتذکیر کا موجب ہو اگرچہ بعض علماء کی یہ تحقیق درست ہے کہ یہ فرعون ریمسس ثانی تھا تو اس کا بدن آج تک زائل نہیں ہوا ہے کیونکہ اس کی ممی نکل آئی ہے اور قاہرہ کے دارالآثار میں صحیح سالم موجود ہے۔ (تفسیر ترجمان القرآن ۱۶۹/۲)

وَلَقَدْ بَوَّأْنَا بَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ مُبَوَّأَ صِدْقٍ وَّرَزَقْنٰهُم مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۚ فَمَا اخْتَلَفُوْا حَتّٰى جَآءَهُمُ الْعِلْمُ ۚ إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيمَا كَانُوْا فِيهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۹۳﴾ فَإِن كُنتَ فِي شَكٍّ مِّمَّآ أَنزَلْنَآ إِلَيْكَ فَسْئَلِ الَّذِينَ يَقْرَءُوْنَ الْكِتٰبَ مِن قَبْلِكَ ۚ لَقَدْ جَآءَكَ الْحَقُّ مِن رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ ﴿۹۴﴾ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الَّذِينَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَتَكُوْنَ مِنَ الْخٰسِرِينَ ﴿۹۵﴾ إِنَّ الَّذِينَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۹۶﴾ وَلَوْ جَآءَتْهُمْ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كُلُّ اٰيَةٍ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ﴿٩٧﴾

ترجمہ: اور ہم نے بنی اسرائیل کو اچھا ٹھکانا عطا کیا اور انہیں پاکیزہ چیزوں سے رزق دیا پس انہوں نے اختلاف نہ کیا یہاں تک کہ ان کے پاس علم آیا بے شک آپ کا پروردگار قیامت کے دن ان میں فیصلہ فرمائے گا جس چیز میں وہ اختلاف کرتے رہے (۹۳) پس اگر آپ کسی شک میں ہیں اس چیز کے بارے میں جس کو ہم نے آپ کی جانب اتارا تو آپ ان لوگوں سے دریافت کریں جو آپ سے پہلے کتاب پڑھتے تھے بلا شبہ آپ کے پاس آپ کے پروردگار کی جانب سے صحیح وحی آ چکی ہے تو آپ شک کرنے والوں سے نہ ہوں (۹۴) اور آپ ان لوگوں میں سے نہ ہوں جنہوں نے اللہ کی آیات کو جھٹلایا اس وقت تو خسارہ پانے والوں سے ہو جائے گا (۹۵) بے شک وہ لوگ جن کے بارے میں آپ کے پروردگار کا حکم ثابت ہو گیا ہے وہ ایمان نہیں لائیں گے (۹۶) اگرچہ ان کے پاس ہر طرح کی نشانی آ جائے یہاں تک کہ وہ دردناک عذاب کو دیکھیں گے (۹۷)

لغوی تحقیق: بَوَّاْنَا ہم نے جگہ دی اس کا مادہ (ب وء) ہے، بَوَاءٌ موافق وساز گار ہونا، مَكَانٌ بَوَاءٌ اقامت اختیار کرنے کی جگہ، بَاءَ لوٹا، بَاءَ بِذَنْبٍ گناہ کا بھار لادے ہوئے لوٹا، اَبَاءَ مِنْهُ بھاگ فرار اختیار کیا، تَبَوَّاَ بِمَكَانٍ اقامت اختیار کی، اَلْبَاءَةُ وَالْبِيْئَةُ حالت، کہا جاتا ہے هُوَ حَسَنُ الْبِيْئَةِ وہ اچھی حالت والا ہے، وَبَاءُوْ بِغَضَبٍ وہ اللہ کے غضب کا بھار لئے ہوئے لوٹے یعنی اپنے کرتوت کی وجہ سے اللہ کے غضب کے مستحق ہو گئے یہاں یہودیوں کی طرف اشارہ ہے ﴿اِنِّیْ اُرِيْدُ اَنْ تَبُوْاَ بِاِثْمِیْ وَاِثْمِكَ﴾ (المائدہ:۲۹) ''میں تو یہی چاہتا ہوں کہ تو میرے قتل کا گناہ اور پچھلا گناہ اپنے سر رکھ لے'' ﴿وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرَاهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ﴾ (الحج:۲۶) ''اور وہ وقت یاد دلائیں جب ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو بیت اللہ کی جگہ دی'' (لسان القرآن ص ۲۳۸)

تشریح: اللہ تعالیٰ ان دنیوی دینی نعمتوں کے بارے میں اطلاع دے رہے ہیں جن سے بنی اسرائیل کو نوازا تھا کہ ہم نے بنی اسرائیل کو بہترین رہائش گاہوں سے نوازا مقصود مصر اور شام کے علاقے ہیں جو بیت المقدس اور اس کے نواح میں تھے جب اللہ نے فرعون اور اس کے لشکر کو تباہ و برباد کر دیا تو موسیٰ علیہ السلام کو مکمل زمام اقتدار سے نوازا اور ملک مصر کے تمام شہروں پر ان کا ہولڈ تھا ارشاد ربانی ہے ﴿وَ اَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِیْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ؕ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِیْٓ اِسْرَآئِيْلَ بِمَا صَبَرُوْا ؕ وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهٗ وَمَا كَانُوْا يَعْرِشُوْنَ﴾ (الاعراف:۱۳۷) ''اور ہم نے ان لوگوں کو جو کمزور سمجھے جاتے تھے ملک (شام) کے مشرق اور مغرب کا وارث بنایا جس کو ہم نے برکت عطا کی تھی اور تیرے پروردگار کا بہتر وعدہ ہی بنی اسرائیل کے حق میں پورا ہوا جب انہوں نے صبر اختیار کیا اور ہم نے فرعون اور اس کی قوم نے جو محلات بنائے اور انگور کے باغ جن کو وہ چھتریوں پر چڑھاتے تھے سبھی کو تباہ و برباد کر دیا'' نیز فرمایا ﴿فَاَخْرَجْنٰهُمْ مِّنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۙ وَّكُنُوْزٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ ۙ كَذٰلِكَ ؕ وَاَوْرَثْنٰهَا بَنِیْٓ اِسْرَآئِيْلَ﴾ (الشعراء:۵۸-۵۹) ''تو ہم نے ان کو باغات چشموں اور خزانوں اور بہترین ٹھہرنے کی جگہ سے نکال دیا اسی طرح ہم کرتے ہیں اور ان چیزوں کا ورثہ ہم نے بنی اسرائیل کو دیا''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن بنی اسرائیل مسلسل موسیٰ علیہ السلام سے مطالبہ کرتے رہے کہ ہمیں بیت المقدس کے علاقے میں سکونت اختیار کرنے کا موقعہ ملنا چاہئے لیکن ان کا مقابلہ زبردست جنگجو قوم عمالقہ سے تھا چنانچہ بنی اسرائیل نے ان کے ساتھ لڑائی جاری رکھنے سے انکار کر دیا اس بزدلی کے سبب انہیں جنگل تیہ میں ذلت کی زندگی گزارنے پر قناعت اختیار کرنا پڑی اس عرصہ میں موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام فوت ہو گئے، بعدازاں یوشع بن نون علیہ السلام کی معیت میں وہاں سے چلے تو اللہ نے انہیں بیت المقدس کی فتح سے نوازا بیت المقدس پر ان کا تسلط رہا بعدازاں بخت نصر کا وہاں کچھ عرصہ تسلط رہا بعدازاں پھر زمام اقتدار ان کے ہاتھ میں آ گئی بعدازاں یونان کے حکام نے وہاں اپنا تسلط قائم رکھا ان کا دور اقتدار طویل عرصہ تک قائم رہا اس دوران اللہ پاک نے عیسیٰ علیہ السلام کو منصب نبوت پر سرفراز فرمایا لیکن یہودیوں نے (اللہ ان کو برباد کرے) عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ دشمنی کو مزید مشتعل کرنے کے لئے یونان کے بادشاہوں سے مدد طلب کی چنانچہ وہ ان کے زیر انتداب رہے انہوں نے انہیں آمادہ کیا کہ عیسیٰ علیہ السلام واحد شخص ہے جو عوام کو فساد انگیزی پر مشتعل کر رہا ہے چنانچہ انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو موت کے گھاٹ اتارنے کے لئے ایک شخص کو بھیجا لیکن اللہ نے عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی جانب اٹھا لیا اور عیسیٰ کے حواریوں میں سے ایک شخص کو عیسیٰ کے مشابہ قرار دیا گیا چنانچہ انہوں نے اس مشابہ انسان کو پکڑا اور اسے صلیب پر لٹکا دیا جب کہ ان کا عقیدہ یہی تھا کہ یہی شخص عیسیٰ ہے جس کو انہوں نے صلیب پر لٹکایا تھا بعدازاں مسیح علیہ السلام کے آسمان کی جانب اٹھائے جانے کے تقریباً تین صد سال بعد یونان کے ایک بادشاہ قسطنطین نے عیسائیت کے دین کو بطور تقیہ کے قبول کیا وہ شخص فلسفیانہ مزاج رکھتا تھا تاکہ عیسائیت کو نیچا دکھائے چنانچہ عیسائی پادریوں نے اپنی جانب سے شریعت کے کچھ قوانین وضع کئے گرجوں کی تعمیر میں دلچسپی لی جس کے سبب عیسائیت کو فروغ حاصل ہوا صلیب کی پوجا پاٹ ہونے لگی مشرق کی سمت کو قبلہ بنایا خنزیر کے گوشت کو حلال قرار دیا، خلاصہ یہ کہ ان کا تسلط ان علاقوں پر طویل عرصہ قائم رہا یہاں تک کہ صحابہ کرام نے ان سے اقتدار کو چھین لیا اور عمر بن خطاب امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں بیت المقدس اسلامی سلطنت کی زیر نگیں آیا اس کے ساتھ ساتھ ہم نے انہیں پاکیزہ حلال چیزوں سے نوازا جو شرعاً اور طبعاً خوشگوار تھیں۔

فَمَا اخْتَلَفُوْا حَتّٰى جَآءَهُمُ الْعِلْمُ: مسائل میں ان کا اختلاف اس وقت وقوع پذیر ہوا جب ان کے پاس علم کی روشنی پہنچی چنانچہ حدیث میں وارد ہے کہ یہودی اکہتر فرقوں میں، عیسائی بہتر فرقوں میں بٹ گئے اور امت محمدیہ تہتر فرقوں میں تقسیم ہو گئی ان میں ایک فرقہ جنتی ہے اور بہتر فرقے دوزخی ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا وہ کون سا فرقہ ہے؟ آپ نے فرمایا اس سے مقصود وہ لوگ ہیں جو میرے اور میرے صحابہ کرام کے نقش قدم پر رواں دواں رہیں گے۔

(صحیح ابوداؤد ۸۶۹/۳، صحیح ترمذی ۳۳۴/۲، صحیح ابن ماجہ ۳۶۴/۲، مشکوٰۃ البانی ۶۱/۱)

اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ: ان کے اختلاف کا حل دنیا میں ممکن نہیں البتہ آخرت میں اللہ تعالیٰ ان کے درمیان فیصلہ فرمائیں گے حق پرستوں کو باطل پرستوں سے الگ کر دیں گے چنانچہ حق پرستوں کو جنت میں داخل کر دیا جائے گا اور باطل پرست دوزخ میں رہائش رکھیں گے جب کہ دوزخ تو بہت بری رہائش گاہ ہے۔

فَاِنْ كُنْتَ فِيْ شَكٍّ مِّمَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ: قبل ازیں اللہ پاک نے فرعون اور اس کے لاؤ لشکر کی تباہی و بربادی کو آشکارا کیا ہے بعدازاں بنی اسرائیل کے انجام سے آگاہ کیا اس وضاحت کی روشنی میں ان لوگوں کو عبرت حاصل کرنی چاہئے جو آپ کو نعوذ باللہ جھوٹا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرار دے رہے ہیں اور اپنی قوت اور کثرت کے بل بوتے پر آپ کی نبوت کا انکار کر رہے ہیں انہیں غور کرنا چاہئے کہ فرعون اور اس کی قوم گنتی کے لحاظ سے تعداد میں زیادہ تھی جسمانی مالی قوت میں بھی سر برآوردہ تھے جب کہ اللہ کا قانون مکافات ان سب لوگوں کے لئے مساوی ہے جو حق وصداقت کا انکار کرتے ہیں چنانچہ جو لوگ تکذیب کر رہے ہیں انہیں غور کرنا چاہئے اور اپنے برے انجام سے خوفزدہ رہنا چاہئے کہ کہیں ان پر اسی طرح کا عذاب نازل نہ ہو جائے جس نے بنی اسرائیل کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ان کے لیڈروں کی کثیر تعداد کو تباہ و برباد کر دیا لیکن ایمان والوں کو انجام کار بہت بڑی عظمتوں اور آسائشوں سے نوازا اور اللہ کا یہ انداز ہمیشہ ایسا ہی رہا ہے چنانچہ اسلوب میں لطافت کے پہلو کو برقرار رکھتے ہوئے مخاطب کیا ہے کہ آپ کو ہرگز شک نہیں کرنا چاہئے جب کہ آپ تو شک وشبہ سے بہت دور تھے مقصود آپ کی قوم ہے اسی انداز کے مطابق اللہ پاک کا یہ کلام بھی ہے ﴿لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ﴾ (الزمر:٦٥) ''اگر [بالفرض] آپ نے بھی شرک کیا تو آپ کے اعمال بھی ضائع ہو جائیں گے''

بہر حال پیغمبروں کے واقعات جن کا تذکرہ تورات انجیل میں مرقوم ہے آپ کو ان کے بارے میں شک نہیں کرنا چاہئے بالفرض اگر شک ہے تو آپ ان لوگوں سے استفسار کریں جو انبیاء علیہم السلام کی جانب نازل شدہ کتابوں کو پڑھتے رہے ہیں وہ اس حقیقت کو صحیح گردانتے ہیں کہ جو کتاب آپ کی جانب نازل ہو رہی ہے وہ حق ہے اس سے انکار کی ان میں قوت نہیں ہے بلکہ آپ کے پاس حق واضح پہنچ چکا ہے، آپ اللہ کے پیغمبر ہیں جب کہ یہودی اور عیسائی بھی اس کو صحیح تسلیم کرتے ہیں اور آپ کے اوصاف کو اپنی کتابوں میں ملاحظہ کر رہے ہیں آپ کو ہرگز شک نہیں کرنا چاہئے۔

وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ: اے پیغمبر ﷺ! آپ کا شمار ہرگز ان لوگوں میں نہیں ہونا چاہئے جو کائنات میں اللہ کے دلائل کا انکار کرتے ہیں جن دلائل کی روشنی میں اللہ کی وحدت کا ثبوت ملتا ہے اگر بفرض محال آپ ایسا کریں گے تو آپ کا شمار بھی ان لوگوں میں ہوگا جو ایمان کی دولت سے محروم رہے دنیوی اخروی سعادتوں کو حاصل نہ کر پائے اور دنیوی اخروی گھاٹے میں رہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ: بلاشبہ جن لوگوں پر تیرے پروردگار کا حکم ثبت ہو چکا ہے کہ وہ ایمان نہیں لائیں گے اللہ کے عذاب میں گرفتار ہوں گے اس لئے کہ وہ کفر میں جمے رہے اور گناہوں نے انہیں ہر طرف سے گھیرے رکھا۔

وَلَوْ جَآءَتْهُمْ كُلُّ اٰيَةٍ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ: اگرچہ ان کے سامنے ہر قسم کے کائناتی دلائل بھی ظہور پذیر کیوں نہ ہو جائیں پھر بھی وہ ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ اللہ کے عذاب کا اپنی آنکھوں کے ساتھ مشاہدہ نہ کر پائیں اور عذاب میں جب وہ گرفتار ہو جائیں گے تو ان کا ایمان اضطراری شکل کا ہوگا اور اس قسم کے ایمان پر ہرگز کسی عمل کو قبول نہیں کیا جا سکتا بلکہ اس کیفیت میں انہیں کہا جائے گا ﴿آٰلْئٰنَ وَقَدْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ﴾ (یونس:٥١) [اس وقت کہا جائے گا] کیا اب تم ایمان لائے ہو اور اس سے پہلے تم اس کو جلدی طلب کرتے تھے''

فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ ؕ لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ﴿٩٨﴾ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِي الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا ؕ اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿٩٩﴾ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تُؤْمِنَ اِلَّا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿١٠٠﴾

ترجمہ: پس کیوں نہ ہوئی ایسی بستی کہ وہ ایمان لاتی کہ اس کو اس کے ایمان لانے نے فائدہ عطا کیا سوائے یونس کی قوم کے کہ جب وہ ایمان لائے تو ہم نے ان سے رسوائی کے عذاب کو دنیوی زندگی میں اٹھا دیا اور کچھ مدت تک ہم نے انہیں فائدہ عطا کیا (٩٨) اور اگر آپ کا پروردگار چاہتا کہ زمین پر تمام لوگ ایک ہی بار ایمان لے آئیں کیا آپ لوگوں کو مجبور کر رہے ہیں تا کہ وہ مسلمان ہو جائیں (٩٩) اور کسی شخص کے لئے جائز نہیں کہ وہ اللہ کے چاہنے کے بغیر ایمان لائے اور اللہ ان لوگوں پر گندگی گراتا ہے جو عقل نہیں رکھتے ہیں (١٠٠)

لغوی تحقیق: حِيْنَ ہلاکت موت اس کا اطلاق (مطلق وقت) غیر متعین عرصہ یا زمانے پر بھی ہوتا ہے اور مخصوص مدت اور وقت پر بھی بولا جاتا ہے قرآن پاک میں ایک جگہ حِيْنَ سال اور فصل کے معنوں میں بھی آتا ہے قرآن پاک میں ہے فَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ سو ہم نے ان کو زمانے تک عیش دیا۔ (لسان القرآن ص ٥٦٣)

اعجاز قرآن کی مثال: بلاشبہ جن لوگوں پر کلمہ کفر ثابت ہو چکا ہے وہ کبھی بھی ایمان نہیں لائیں گے اسلام کو سچا دین قرار نہیں دیں گے یہاں تک کہ وہ قیامت کے دن دردناک عذاب دیکھ پائیں گے اعجاز کی صورت یہ معلوم ہوتی ہے کہ ہم بعض اوقات کچھ لوگوں کا مشاہدہ کرتے ہیں وہ کفر پر بضد ہوتے ہیں وہ ہرگز ایمان نہیں لاتے خواہ ان کے سامنے ایسی دلیل کیوں نہ پیش کی جائے جس میں اس قدر قوت ہو کہ وہ خاموش ہو جائیں لیکن وہ برابر کفر پر ڈٹے رہتے ہیں یہاں تک کہ اگر انہیں اللہ کی ذات کو بھی دکھایا جائے تو وہ اسے جادو کہہ کر بھاگ جائیں گے اس کیفیت والی جماعت کسی دور کے ساتھ خاص نہیں بلکہ آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت کے وقوع تک ایسی جماعت پائی جائے گی جو ہرگز ایمان نہیں لائیں گے اس سے قران پاک کی صداقت واضح ہوتی ہے کہ وہ اللہ کی جانب سے نازل ہوا ہے جس نے انسان کو پیدا کیا اور وہ ہر انسان کے بارے میں معلومات رکھتا ہے۔

قوم یونس کا واقعہ: اس واقعہ کو ابن مسعود سعید بن جبیر اور وہب رضی اللہ عنہم وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ یونس علیہ السلام کی قوم نینوی بستی میں رہائش پذیر تھی یہ لوگ کفر اور شرک میں مبتلاء تھے اللہ نے ان کی جانب یونس علیہ السلام کو مبعوث فرمایا کہ وہ انہیں اللہ کی ذات پر ایمان لانے کی دعوت دیں لیکن انہوں نے ایمان لانے سے انکار کیا انہوں نے برملا کہا کہ اس پر آپ جو دلیل بھی پیش کریں گے ہم ایمان نہیں لائیں گے کفر پر ہی ہم مصر رہیں گے یہاں تک کہ اگر انہیں اللہ کی ذات کا بھی دیدار کرائیں گے تب بھی ایمان نہیں لائیں گے چنانچہ اللہ نے انہیں حکم دیا کہ وہ قوم کو مطلع کریں کہ صبح کے وقت ان پر عذاب آ جائے گا انہوں نے آپس میں گفتگو کی کہ ہم نے اس کی زبان سے کبھی جھوٹ نہیں سنا ہے چنانچہ آدھی رات کے وقت یونس علیہ السلام وہاں سے نکل آئے جب صبح ہوئی تو عذاب نے قوم کو ڈھانپ لیا عذاب ان کے سروں پر منڈلا رہا تھا اس وقت انہوں نے دعا کا سلسلہ جاری کیا اور اپنے بچوں اور چارپایوں اور عورتوں کو چٹیل میدان میں لے کر پہنچے وہاں انہوں نے مسکنت اختیار کرتے ہوئے ٹاٹ کا لباس زیب تن کیا اسلام کا اعلان کیا اور صدق دل سے تائب ہوئے تو اللہ پاک نے ان پر رحم فرمایا ان کی دعا قبول ہوئی اور اللہ کا عذاب ٹل گیا۔ (اعراب القرآن ١١-١٢/١٩٨)

تعریض: اس واقعہ کو بیان کر کے مکہ والوں کو ڈرایا گیا ہے بلکہ انہیں ترغیب دلائی گئی ہے کہ وہ یونس علیہ السلام کی قوم کی طرح کیوں ان کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انداز اختیار نہیں کرتے جو نافرمانی کے سبب اللہ کے عذاب کے مستحق قرار پا گئے تھے لیکن جب ان کے پیغمبر نے انہیں عذاب الٰہی کے ظہور پذیر ہونے سے مطلع کیا اور ان کی بستی کو خیر باد کہہ کر وہاں سے چل دیئے اس دوران انہوں نے عذاب کے وقوع ہونے سے پہلے توبہ کی اور ایمان لے آئے تو ان سے عذاب الٰہی ٹل گیا۔

سورۃ الصافات میں بھی یونس علیہ السلام کا بستی والوں سے ناراض ہو کر چلے جانے کا تذکرہ اختصار کے ساتھ موجود ہے اور انہیں ذوالنون علیہ السلام کے لقب کے ساتھ ملقب کیا گیا ہے جب بستی والوں نے اس کی دعوت کو قبول نہ کیا اور کفر پر اصرار کیا تو وہاں سے بھاگ نکلے اور قوم کو دھمکی دی کہ تین دنوں کے بعد انہیں عذاب میں گرفتار کیا جائے گا چنانچہ یونس علیہ السلام اپنے پروردگار کی اجازت کے بغیر وہاں سے نکل پڑے سمندر کے کنارے پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ کشتی مسافروں سے کھچا کھچ بھری ہوئی ہے ان کے سوار ہونے کے بعد کشتی کی روانی میں تعطل نمودار ہوا کشتی میں سفر کرنے والوں نے بیک زبان ہو کر کہا کہ اس کشتی میں ایک ایسا شخص سوار ہے جو اپنے آقا کی اجازت کے بغیر بھاگ کر آیا ہے اور اس میں سوار ہو گیا ہے اس پر قرعہ اندازی ہوئی چنانچہ قرعہ میں یونس علیہ السلام کا نام وقوع پذیر ہوا انہوں نے بلا اجازت بھاگ کر آنے کا اقرار کیا اور خود کو سمندر میں گرا دیا چنانچہ ایک مچھلی نے یونس کو اپنا لقمہ بنایا اس کیفیت میں یونس علیہ السلام خود کو ملامت کرنے لگے کہ مجھے اللہ کی اجازت کے بغیر اپنے شہر سے نکلنا نہیں چاہئے تھا بلکہ قوم کی جانب سے تکالیف پر صبر کرنا چاہئے تھا جیسا کہ اولوالعزم پیغمبروں نے مشکلات اور اذیتوں کے پہنچنے پر صبر کیا چونکہ یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں جانے کے بعد اللہ پاک کی تسبیح وتحمید میں مشغول ہو گئے اگر وہ خود کو اس انکساری کیفیت میں نہ ڈھالتے تو قیامت کے دن تک وہ مچھلی کے پیٹ میں ہی رہتے چنانچہ ہم نے مچھلی کو حکم دیا کہ وہ یونس علیہ السلام کو کھلے میدان میں پھینک دے اس لئے کہ مچھلی کے پیٹ میں جانے کے بعد وہ بیمار ہو گئے جسمانی صحت کمزور ہو گئی بالخصوص اس وجہ سے کہ قوم نے ان کی دعوت سے روگردانی کی مزید برآں مچھلی کے نگل لینے سے انہیں تکلیف کا سامنا کرنا پڑا مچھلی کے پیٹ سے باہر آنے کے بعد اللہ پاک کا ان پر خاص احسان یہ ہوا کہ اس کے جسم کے اردگرد اللہ نے بیل دار درخت اگا دیا جس کے پتوں اور شاخوں کے سبب اسے سایہ حاصل ہو گا نیز سورج کی تپش سے تحفظ حاصل رہے گا اور اس کے پھل سے اسے غذائیت حاصل ہو گی بعد ازاں ہم نے یونس علیہ السلام کو دوبارہ ایسے لوگوں کی جانب پیغمبر بنا کر بھیجا جن کی تعداد ایک لاکھ سے زائد تھی چنانچہ انہوں نے اس کی نبوت کو تسلیم کیا اس لئے کہ انہوں نے اپنی پہلی غلطی کا اعتراف کیا اور محسوس کیا کہ اگر وہ ایمان نہیں لائیں گے تو انہیں تباہ و برباد کر دیا جائے گا جیسا کہ پہلی امتوں کو تباہ و برباد کیا گیا جنہوں نے پیغمبروں کی اطاعت سے روگردانی کی۔

ذہن نشین کریں قرآن پاک میں ہرگز اس حقیقت کو واضح نہیں کیا گیا کہ وہ اپنی قوم سے کیوں بھاگ نکلے تھے پھر یہ بھی معلوم نہیں کہ کتنا عرصہ مچھلی کے پیٹ میں رہے بہرحال ان کا مچھلی کے پیٹ میں رہنا پھر وہاں سے زندہ نکلنا ایک معجزہ ہے سورۃ الصافات آیت نمبر ۱۳۹ تا ۱۴۸ تک کا ترجمہ اور تشریح کا مطالعہ کیا جائے، سورہ انبیاء میں یونس علیہ السلام کی دعا کا تذکرہ موجود ہے ان کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں ﴿لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ﴾ (الانبیاء: ۸۷) ''بلاشبہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے بلاشبہ میرا شمار ظالموں میں سے ہے''

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مچھلی کے پیٹ میں یونس علیہ السلام نے جن الفاظ کیساتھ دعا کی اب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو شخص بھی ان کلمات کے ساتھ دعا کرے گا تو اس کی دعا قبول ہوگی۔ (المراغی ١٩٥/٦، صحیح ترمذی ١٦٩/٣، مشکوٰۃ البانی ٢/٧٠٩)

وَلَوْشَاءَ رَبُّکَ لَاٰمَنَ مَنْ فِی الْاَرْضِ کُلُّھُمْ جَمِیْعًا: اگر آپ کا پروردگار چاہتا کہ روئے زمین پر آباد تمام لوگ ایمان لے آئیں تو یقیناً وہ ایمان لے آتے انہیں جبراً اسلام کی طرف دھکیل دیا جاتا یا پھر ان کی تخلیق فرشتوں کی مانند ہوتی جن کی فطرت میں ایمان کے علاوہ ہرگز کوئی دوسری استعداد کارفرما نہیں ہے جب کہ اللہ کی حکمت اس بات کی متقاضی ہوئی کہ انسان کی تخلیق اس انداز سے ہو کہ وہ اپنے اختیار کے ساتھ ایمان اور کفر میں موازنہ کر سکے اس کے نتیجہ میں کچھ لوگ ایمان کی نعمت کو قبول کریں اور ان کے علاوہ دوسرے لوگ کفر پر اتر آئیں گے آپ لوگوں کو ایمان لانے پر مجبور نہ کریں نہ تو یہ آپ کی ذمہ داری ہے، ظاہر ہے کہ آپ اور دیگر پیغمبروں کی ہرگز یہ ذمہ داری نہیں نہ ان کی استطاعت ہے کہ وہ لوگوں کو ایمان لانے پر مجبور کریں تمام پیغمبروں کے ساتھ ساتھ آپ کی بھی صرف اس قدر ذمہ داری ہے کہ آپ نے اللہ کے پیغامات اللہ کی مخلوق تک پہنچانے ہیں۔

وَمَاکَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تُؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ: اللہ پاک نے ہر شخص کو اس کے افعال میں جو بھی اختیار تفویض کیا ہے اس کی روشنی میں ہرگز وہ اللہ کے ارادہ کے بغیر ایمان قبول نہیں کر سکتا ہے ہر شخص اسباب اور مسببات کے دائرہ میں با اختیار ہے لیکن ان کے اختیار کرنے میں اسے مکمل اختیار نہیں ہے سب کچھ ایک نپے تلے نظام اور تقدیر الٰہیہ کے ساتھ مربوط ہے تو جب ہر چیز اللہ کے اذن اس کی مشیت اور اس کے آسان کرنے پر منتج ہے جو اللہ کی قدرت کے تابع ہے تو اللہ پاک ایمان لانے کی ان لوگوں کو اجازت مرحمت فرماتا ہے اور آسانی کرتا ہے جو اس کی آیات کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں اور اللہ کے احکامات کا موازنہ کرنے کے بعد اچھے اعمال کے کرنے کو ترجیح دیتے ہیں اور برے اعمال سے کنارہ کشی کرتے ہیں منفعت بخش کاموں کو مضرت رساں کاموں پر ترجیح دیتے ہیں جب کہ ذلت اور رسوائی کے حصول کا دارومدار کفر اور بے حیائی پر ظہور میں آتا ہے اس کی لپیٹ میں وہ لوگ آتے ہیں جو عقل سے کام نہیں لیتے اور تفکر و تدبر سے ناآشنا ہیں یہ لوگ تو کفر کو ایمان کے مقابلہ میں اور فسق و فجور کے کاموں کو پرہیزگاری پر ترجیح دیتے ہیں اور کھلے بندوں حدود الٰہیہ کو پامال کرتے ہیں۔ (المراغی ٢٧٩/٤)

قُلِ انْظُرُوْا مَاذَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَا تُغْنِی الْاٰیٰتُ وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَّا یُؤْمِنُوْنَ
﴿١٠١﴾ فَھَلْ یَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا مِثْلَ اَیَّامِ الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِھِمْ ؕ قُلْ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّیْ مَعَکُمْ مِنَ
الْمُنْتَظِرِیْنَ﴿١٠٢﴾ ثُمَّ نُنَجِّیْ رُسُلَنَا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کَذٰلِکَ ج حَقًّا عَلَیْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِیْنَ﴿١٠٣﴾

ترجمہ: آپ کہیں کہ تم دیکھو آسمان اور زمین میں کیا ہے اور نشانیاں اور ڈرانے والے ان لوگوں کو فائدہ نہیں دے سکتے جو تسلیم نہیں کرتے ہیں (١٠١) پس نہیں انتظار کر رہے ہیں مگر ان لوگوں کے مصائب کی طرح جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں آپ کہیں! تم انتظار کرو بے شک میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کر رہا ہوں (١٠٢) پھر ہم اپنے پیغمبروں اور ایمان والوں کو نجات عطا کریں گے اسی طرح ہم مسلمانوں کو نجات عطا کریں گے ہم پر وعدہ لازم ہے ہم مسلمانوں کو نجات عطا کریں گے (١٠٣)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لغوی تحقیق: اَیَّامٌ کا واحد یوم ہے یوم سے مقصود دن ہے مطلق وقت پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے اور ایام سے مراد وہ زمانہ ہے جب کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنے افضال وانعام کے سمندر بہادیئے تھے۔(مفردات امام راغب ص ۱۰۳۴)

تناسب: قبل ازیں اس حقیقت سے پردہ کشائی کی گئی تھی کہ انسان کی تخلیق میں ایمان وکفر اور خیر وشر دونوں کا استحقاق موجود ہے اللہ کی مشیت نے نہ چاہا کہ انسان کو صرف کفر یا صرف ایمان پر پیدا کیا جائے اس کے ساتھ ساتھ اللہ پاک نے اپنے پیغمبر کو مخاطب کر کے حکم دیا کہ کہ اللہ کی مشیت میں تجھے ہرگز اختیار حاصل نہیں ہے ان آیات میں واضح کیا ہے کہ سعادت کے حصول کا دارومدار عقل پر منتج ہے جب کہ عقل کا کام یہ ہے کہ وہ اچھائی اور برائی میں امتیاز کی راہ نکالتی ہے جب کہ اللہ کے پیغمبر پر تو یہ ذمہ داری عائد کی ہے کہ آپ لوگوں کو اللہ کی اطاعت میں خوشخبری سے نوازیں کہ اطاعت کے نتیجہ میں نہ صرف دنیوی سعادتیں بلکہ اخروی سعادتوں سے بھی دامن بھرپور ہوگا، مزید برآں دین اسلام تو عقل کی موافقت کرتا ہے جب کہ عقل غور وفکر سے فیصلہ کرے گی تو اس کا فیصلہ شریعت اسلامی کے ساتھ ہم آہنگ ہوگا چنانچہ جو لوگ ایمان وصداقت کا انکار کر رہے ہیں انہیں اللہ کے عذاب سے خوف زدہ رہنا چاہئے کہ جس طرح زمانہ ماضی میں جن لوگوں نے شریعت اسلامیہ کا انکار کیا ان پر عذاب الٰہی اسی طرح نازل ہوا جس طرح ان سے پہلے تکذیب کرنے والوں کو عذاب الٰہی نے اپنی لپیٹ لے لیا ہمارا انداز ایک جیسا ہے اس میں تغیر و تبدل نہیں ہے ہم اپنے فرستادہ پیغمبروں اور ان پر ایمان لانے والوں کو سعادتوں سے ہمکنار کرتے ہیں انہیں تحفظ عطا کرتے ہیں جب کہ جھٹلانے والوں کو ہم نے تباہ وبرباد کیا اور پھر اخروی زندگی میں انہیں دوزخ میں داخل کیا جائے گا۔

تشریح: اے پیغمبر! آپ ان لوگوں کو آگاہ کریں جو آپ کی قوم میں سے ان کی ہدایت کے خواہاں تھے کہ آپ ذرا آسمانوں اور زمین میں روشن ستاروں، سورج، چاند، رات، دن، بادلوں، بارش، ہوا، پانی اور ان کے اوقات کے زیادہ ہونے اور کم ہونے اور بارش کے اترنے اس سے زمین کے روئیدہ ہونے اور زمین سے مختلف قسم کے پھلوں اور انگوریوں کے پیدا ہونے اور مختلف قسم کے چارپایوں مزید پہاڑوں، میدانی علاقوں سمندر کے عجائبات یہ سب کچھ اس ذات کی قدرت کے تحت مسخر ہیں جو عظیم قدرت والا ہے اس کا علم ہر چیز پر حاوی ہے اس کے سوا کوئی پروردگار نہیں نہ کوئی معبود ہے اس اللہ وحدہٗ لاشریک نے تمہیں اپنی قدرت تامہ کے ساتھ ان تمام کائناتی چیزوں کو پیدا کیا تعجب ہے کہ تم ان تمام حقائق کو جانتے ہوئے پھر اس کے ساتھ اس کے سوا اس کی مخلوق کو اس نظام میں شریک کررہے ہو لیکن اللہ کے کائناتی دلائل اور اللہ کے پیغمبر جو فصاحت وبلاغت کے لحاظ سے فائق تھے ان سے ان لوگوں کو کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوسکتا جن کے ایمان لانے کی امید نہیں ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ کائناتی دلائل وغیرہ اور ڈرانے والے پیغمبر ایسے لوگوں کو کچھ فائدہ نہیں دے سکتے جن سے ایمان لانے کی امید نہیں ہے وہ لوگ تو غور وفکر سے محروم ہیں تو اب یہ لوگ اپنے پروردگار کی جانب سے عذاب کے نازل ہونے کی انتظار میں ہیں جیسا کہ ان سے پہلے گزشتہ اقوام اللہ کے عذاب کی لپیٹ میں آئیں آپ انہیں آگاہ کریں انہیں دھمکی دیں کہ اب تم اللہ کے عذاب کے نازل ہونے کا انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ تمہاری تباہی وبربادی کے منظر کو دیکھنے کی انتظار میں ہوں کہ جو لوگ ہٹ دھرمی پر اتر آتے ہیں اور کفر کے راستہ کو نہیں چھوڑتے انہیں تباہ وبرباد کردیا جاتا ہے اور انکی ہلاکت دیگر اقوام کیلئے باعث عبرت ہوتی ہے۔

ثُمَّ نُنَجِّیْ رُسُلَنَا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا: لیکن ہمارا انداز اپنے پیغمبروں کے بارے میں یہ ہوتا ہے جنہوں نے اپنی قوموں کو اللہ کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وحدانیت کے دلائل سے آگاہ کیا اور انہیں خوف زدہ کیا کہ اگر تم نے ہماری باتوں کو تسلیم نہ کیا تو تمہارا انجام عبرت ناک ہوگا تو جب انہوں نے انکار پر اصرار کیا تو اللہ نے اپنے پیغمبروں اور ایمان والوں کو عذاب سے نجات عطا کی اسی طرح ہم نے خود اپنے اوپر اس حقیقت کو لازم کیا ہوا ہے کہ اللہ کے پیغمبر اور اس کے رفقاء کو جو دعوت الی اللہ کے کام میں منہمک رہتے ہیں مخالفین پر دلائل پیش کرتے رہتے ہیں انہیں ایمان قبول نہ کرنے کی صورت میں برے انجام سے آگاہ کرتے رہتے ہیں نتیجۃً کچھ لوگ ایمان قبول کر لیتے ہیں جب کہ ان کے علاوہ لوگ کفر پر بضد ہوتے ہیں ہم انہیں تباہ و برباد کر دیتے ہیں اور پیغمبروں اور ان پر ایمان لانے والوں کو عذاب سے محفوظ رکھتے ہیں ہمارا یہ انداز ہم پر ہماری جانب سے لازم ہے ہم اس کی خلاف ورزی نہیں کرتے ہیں ارشاد ربانی ہے ﴿سُنَّةَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيْلًا﴾ (الاسراء:٧٧) ''ان لوگوں کا راستہ ہے جن کو ہم نے آپ سے پہلے پیغمبر کے منصب پر متمکن فرما کر بھیجا اور آپ ہرگز ہمارے اس انداز میں تبدیلی کا شائبہ تک نہیں پائیں گے''

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْ دِيْنِيْ فَلَآ اَعْبُدُ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ اَعْبُدُ اللّٰهَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ ۚ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٠٤﴾ وَاَنْ اَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۚ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿١٠٥﴾ وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ۚ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٠٦﴾ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ۭ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۭ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿١٠٧﴾

ترجمہ: کہیں اے لوگو! اگر تم میرے دین کے بارے میں شک میں ہو [تو تم سن لو] کہ میں ان کی عبادت نہیں کروں گا جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کر رہے ہو لیکن میں اس اللہ کی عبادت کروں گا جو تمہاری روحوں کو قبض کرتا ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں مسلمانوں میں سے ہو جاؤں (١٠٤) نیز مجھے حکم دیا گیا ہے کہ آپ اپنے چہرے کو ایسے دین کی جانب سیدھا کریں جو ایک جانب میں ہے اور تو نے مشرکین سے نہیں ہونا ہے (١٠٥) اور تو نے اللہ کے سوا نہیں پکارنا ہے اس کو جو نہ تجھے فائدہ دے سکتا ہے اور نہ نقصان پہنچا سکتا ہے پس اگر تو ایسا کرے گا تو پھر تو اس وقت ظالموں سے ہو جائے گا (١٠٦) اور اگر تجھے اللہ تکلیف پہنچاتا ہے تو اس کو کوئی دور کرنے والا نہیں مگر وہی اور اگر اللہ تعالیٰ تیرے بارے میں کسی نعمت کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے فضل کو کوئی روکنے والا نہیں وہ اس کو اپنے بندوں تک پہنچاتا ہے جس کو چاہتا ہے اور وہ معاف کرنے والا مہربان ہے (١٠٧)

تناسب: قبل ازیں اللہ کے پیغمبر کی صداقت کے دلائل اور دین اسلام کے صحیح ہونے کا بیان ہوا جس دین کو اللہ کے پیغمبر محمد ﷺ نے پیش کیا بلکہ اسے بھرپور انداز میں واضح کیا جس کے نتیجہ میں ہر قسم کے شکوک وشبہات کا ازالہ ہو گیا، بعدازاں ان آیات میں دین اسلام کی حقیقت کو واضح کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا چنانچہ دین اسلام اور بتوں کی پرستش جو نفع ونقصان کے مالک نہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں ان دونوں میں فرق کو واضح کیا مزید اس حقیقت کو اجاگر کیا گیا کہ اللہ کی ذات جو تمام مخلوق کی خالق ہے اس کے قبضہء قدرت میں فائدہ اور نقصان پہنچانا ہے بلکہ تمام معاملات کا ہولڈ بھی اسی کے ہاتھ میں ہے۔

تشریح: ان چار آیات اور ان کے بعد دو آیات میں جن پر سورت کا اختتام ہو رہا ہے میں اسلام کے عقیدہ کی جانب دعوت دی جا رہی ہے اللہ پاک اپنے پیغمبر محمد ﷺ کو حکم دے رہے ہیں کہ آپ کفار کو مخاطب کرتے ہوئے اعلان کریں اگر تمہیں اس دین کے بارے میں شکوک وشبہات ہیں جسے میں پیش کر رہا ہوں اور تم محسوس کر رہے ہو کہ اس پر میری استقامت نہیں رہے گی تو غور سے سن لیں کہ میں اپنی زندگی میں کسی وقت کسی حالت میں ان معبودوں کی عبادت نہیں کروں گا جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کر رہے ہو خواہ تمہارے معبود فرشتے، انسان، کوئی ستارہ، درخت یا پتھر ہیں جبکہ میں تو صرف اس اللہ کو عبادت کے لائق سمجھتا ہوں جو تمہیں موت سے ہمکنار کر رہا ہے مرنے کے بعد تمہیں اٹھائے گا تمہارا محاسبہ ہوگا اور تمہیں تمہارے اعمال کے مطابق بدلہ دیا جائے گا اللہ کی ذات کے علاوہ ہرگز کوئی بھی نہ یہ کام کر سکتا ہے اور نہ اسے قدرت حاصل ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں ایمان داروں کے زمرہ میں داخل ہو جاؤں جن سے اللہ نے نجات کا وعدہ کر رکھا ہے بلکہ ان سے یہ وعدہ بھی کیا گیا ہے کہ ان کو ان کے دشمنوں اور اپنے دشمنوں پر غلبہ عطا کرے گا مزید برآں زمین کی خلافت کے اعزاز سے نوازا جائے گا۔

وَاَنْ اَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا: اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں ایمان والوں کی جماعت میں شامل رہوں اور میں خود کو دین اسلام کے تابع کروں جس میں ہرگز ٹیڑھا پن نہیں ہے اس میں ہرگز شرک کی آمیزش کا شائبہ تک نہیں ہے جب کہ جس شخص کا دل عبادت اور دعا میں اللہ کے سوا کی جانب متوجہ ہوا تو اس کے مشرک ہونے میں ہرگز شک وشبہ نہیں ہے ظاہر ہے کہ دعا کو ایک حدیث میں عبادت کا مغز قرار دیا گیا ہے۔

وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ: ان سے مقصود وہ لوگ ہیں جو اپنے اور اللہ کی ذات کے درمیان واسطے بناتے ہیں جب انہیں کوئی مصیبت پریشان کر دیتی ہے انہیں نجات دہندہ قرار دیتے ہیں ان کی تصویریں تبرک کے لئے گھروں میں آویزاں کرتے ہیں یا ان کی قبروں پر پہنچ کر نہایت احترام اور غایت درجہ محبت کے ساتھ اپنی ضرورتوں کو کامیابی کے ساتھ ہمکنار کرنے کے لئے ان سے فریاد رسی کرتے ہیں یا ان کی وساطت یا سفارش کے ساتھ اپنے پروردگار کی بارگاہ میں مصروف دعا ہو جاتے ہیں حالانکہ اللہ کی ذات تو انسان کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔

وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ: اللہ کی ذات کے سوا کسی کو نفع ونقصان کا مالک قرار دے کر نہ اس کی عبادت کرو اور نہ اس کو سفارشی سمجھو اس لئے کہ اللہ کے سوا کسی میں ہرگز نفع ونقصان پہنچانے کی طاقت نہیں ہے لیکن اگر کوئی اللہ وحدہ لاشریک کے دروازہ کو چھوڑ کر اس کے سوا کی چوکھٹ پر حاضر ہو کر اس سے فریاد رسی کرے گا نقصان سے تحفظ کی امید رکھے گا تو پھر آپ اس کیفیت میں ان لوگوں میں شمار ہوں گے جو خود اپنے آپ پر ظلم کر رہے ہیں اور بہت بڑے شرک کے مرتکب ہو رہے ہیں جب کہ شرک تو بہت بڑا ظلم ہے ظاہر بات ہے کہ جب ایک اللہ کی ذات سے دعا کرنا عظیم عبادت ہے تو اللہ کے سوا اس کی مخلوق سے دعا کرنا، استعانت کرنا، انہیں سفارشی باور کرنا بہت بڑا شرک ہے۔

اس مضمون کی آیات مبارکہ کثرت کے ساتھ مختلف سورتوں میں تکرار کے ساتھ موجود ہیں تاکہ اللہ کے بندوں کے دلوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے شرک اکبر کے شائبہ تک کو نکال دیا جائے حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ دین اسلام کے احکامات کو قرآن پاک کی تعلیم سے حاصل کرتے ہیں اور صبح شام ان کی وابستگی قرآن پاک کی تلاوت اور فہم کے ساتھ برقرار رہتی ہے لیکن جو لوگ اسلام کو اپنا دین قرار دیتے ہیں لیکن قرآن پاک کے معنی میں تدبر نہیں کرتے ہیں مزید برآں ان کے عقائد کی بنیاد ان کے والدین پر ہوتی ہے جو ایسے لوگوں سے علم حاصل کرتے ہیں جن کا تعلق خرافی لوگوں سے ہوتا ہے جن کی مساجد میں کسی ایسے شخص کی قبر ہوتی ہے جس کے ساتھ ان کی عقیدت وابستہ ہوتی ہے چنانچہ عقیدت کے پیش نظر اس کی قبر پر چراغ روشن کئے جاتے ہیں جب کہ صبح و شام ان کی قبروں پر عقیدت مندوں کا ہجوم رہتا ہے وہ ان کے بارے میں عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ قبروں میں زندہ ہیں ان کے لئے نذر و نیاز کا سلسلہ جاری رہتا ہے منفعت کے حصول اور مضرت سے تحفظ کے لئے درخواستیں تحریر کر کے پیش کی جاتی ہیں تا کہ انہیں مصائب سے نجات حاصل ہو اس کے شرک اکبر ہونے میں کچھ شبہ نہیں جب کہ وہ اس کا نام وسیلہ رکھتے ہیں۔ (اعاذنا الله منها)

وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ : اے انسان! اگر صحت کے اصولوں کا خیال نہ رکھنے سے اللہ تعالیٰ تجھے کسی بیماری سے دوچار کر دے یا کسی وجہ سے مال و دولت میں کمی آ جائے تو اس کے ازالہ کے لئے اللہ پاک کے ساتھ ہی رابطہ قائم کیا جائے اس لئے کہ صرف اللہ کی ذات ہی اس کا ازالہ کر سکتی ہے جیسا کہ بیماریوں کے ازالہ کیلئے ان کے اسباب کو ختم کیا جائے اور ان دواؤں کو استعمال کیا جائے، جن میں بیماریوں کے ازالہ کی خصوصیات موجود ہیں بہر حال ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہماری نظر اسباب پر ہو ان اسباب کے ساتھ ساتھ ہم ایک اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوں خلوص دل سے دعا کریں اسی پر بھروسہ کریں اور اسی سے صحت یابی کی بھیک مانگیں۔

وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ: اگر آپ کیساتھ آپ کا پروردگار کسی نعمت کے عطا کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو کوئی قوت ایسی نہیں جو آپ کے اور اللہ کے فضل و کرم کے درمیان حائل ہو اس لئے کہ اللہ کی مشیت کو کوئی قوت پھیر نہیں سکتی البتہ کسی شخص کا کسی نقصان سے دوچار ہونا اس کا انحصار انسان کے اپنے کسب پر ہے جیسا کہ بیماری تب لاحق ہوتی ہے جب حفظان صحت کے اصولوں کا خیال نہ رکھا جائے جیسا کہ کسی شخص کا اقتدار اس وقت زوال پذیر ہوتا ہے جب اس کے اقتدار میں عدل کا فقدان ہو جائے اور ظلم وستم کا دور دورہ ہو، اللہ پاک ان لوگوں کے گناہوں پر پردہ ڈال دیتے ہیں جو گناہوں سے تائب ہو کر انابت الی اللہ کریں اور شرک وبدعت کی زندگی سے تائب ہو کر اللہ کی ذات پر پختہ ایمان لائیں اور اطاعت خداوندی کے جذبہ سے سرشار ہو کر زندگی بسر کریں جب کہ اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ اگر اللہ کی بے پایاں مغفرت اور اس کی رحمت عامہ لوگوں کے شامل حال نہ ہوتی تو تمام لوگوں کو ان کے گناہوں کے سبب دنیوی زندگی میں ہی تباہی سے ہمکنار کر دیتا ارشاد ربانی ہے ﴿وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ﴾ (فاطر:۴۵) ''اور اگر اللہ لوگوں کو پکڑ لیتا ان کے کئے ہوئے پر سزا دیتے ہوئے تو زمین کی سطح پر ایک جانور کو بھی نہ باقی چھوڑتا'' نیز ارشاد ربانی ہے ﴿وَمَا اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ﴾ (الشوریٰ:۳۰) ''اور جو کچھ تمہیں مصیبتیں پہنچتی ہیں تو اس سبب سے ہے کہ تمہارے ہاتھوں نے جو گناہ کئے ہیں اور وہ معاف کر دیتا ہے زیادہ گناہوں کو''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قُلْ يَاأَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمُ الْحَقُّ مِن رَّبِّكُمْ فَمَنِ اهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ وَمَن ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا وَمَا أَنَا عَلَيْكُم بِوَكِيلٍ ﴿١٠٨﴾ وَاتَّبِعْ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ وَاصْبِرْ حَتَّىٰ يَحْكُمَ اللَّهُ وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ ﴿١٠٩﴾ ع

ترجمہ: آپ کہیں اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی جانب سے سچائی آ گئی ہے پس جو شخص ہدایت یافتہ ہوا وہ اپنے لئے ہدایت یافتہ ہوا اور جو شخص گمراہ ہوا تو یہ اس کے اوپر ہے اور میں تم پر نگران نہیں ہوں (۱۰۸) اور آپ اس چیز کی پیروی کریں جس کی آپ کی جانب وحی کی جا رہی ہے آپ صبر کریں یہاں تک کہ اللہ فیصلہ فرمائے اور وہ سبھی فیصلہ کرنے والوں سے بہتر ہے (۱۰۹)

تناسب: قبل ازیں اللہ پاک نے توحید نبوت اور قیامت کے دلائل کو واضح طور پر بیان فرمایا ہے جب کہ سورت کے اختتام پر تمام لوگوں کو پیغام دیا کہ جو نبی ﷺ کی بعثت کا تقاضا تھا جس کی تفصیل اسی سورت میں بیان ہو چکی ہے جب کہ ان دو آیات میں اجمالی خاکے کی ایک جھلک نمایاں کی جا رہی ہے۔

تشریح: اے پیغمبر! آپ تمام لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے بالخصوص جو لوگ آپ کے ارد گرد موجود ہیں اور آپ کی دعوت کو آپ کی زبان سے سن رہے ہیں نیز وہ لوگ بھی مخاطب ہیں جن کو آپ کی دعوت کسی واسطہ کے ساتھ پہنچ جائے گی کہ تم پر دین اسلام کی حقیقت واضح ہو چکی ہے جب کہ تم میں سے ایک شخص کو یہ خصوصیت حاصل ہوئی کہ اسے وحی الٰہی کے لئے منتخب کیا گیا اور اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ گزشتہ پیغمبروں کی دعوت سے تم آشنا نہیں ہو یا ان کی دعوت تحریف کی نذر ہو گئی اور اس کی حقیقت کو بگاڑا گیا چنانچہ اس کی حقیقت کو کھلے انداز میں اس کتاب قرآن مبین نے واضح کر دیا ہے جو شخص قرآن پاک کے ساتھ وابستگی رکھے گا اور اس کو منزل من اللہ کتاب قرار دے گا کہ یہ کتاب ہرگز باطل باتوں اور کہانیوں کا مجموعہ نہیں ہے تو ظاہر ہے کہ وہ شخص اس کتاب قرآن پاک سے استفادہ کر سکے گا اس کے نتیجہ میں وہ شخص دینی دنیوی سعادتوں سے اپنے دامن کو بھر لے گا جب کہ اس کتاب کے محتویات کے مطابق عملی زندگی گزارنے کا عہد کرے گا ہرگز اس کو پس پشت ڈال کر کسی دوسری کتاب کو اپنا رہنما نہیں سمجھے گا اور ہرگز کسی دوسرے انسان کی سفارش یا اس کے طفیل سعادتوں سے اپنے دامن کو ہرگز نہیں بھرے گا۔

وَمَنْ ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا: اور جو شخص جادہ مستقیم سے ہٹ جائے گا جس پر رواں دواں رہنے کی اسے تاکید کی گئی ہے اور قرآن پاک کے مشمولات سے روگردانی کرے گا اور ذاتی، آفاقی دلائل سے برگشتہ ہو جائے گا تو اس کی گمراہی کے وبال سے اسے نپٹنا ہو گا جب کہ دنیوی زندگی میں بھی گمراہی کے نتیجہ میں بے شمار فوائد سے محروم رہے گا جب کہ اخروی زندگی میں کفر اور گناہوں کی پاداش میں عذاب الٰہی میں گرفتار رہے گا۔

وَمَا أَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيلٍ: یاد رکھیں! مجھے تمہارے معاملات کے بارے میں ہرگز اللہ کی جانب سے کوئی ذمہ داری نہیں سونپی گئی ہے اور نہ مجھے تم پر مسلط کیا گیا ہے کہ میں تمہیں ایمان لانے پر مجبور کروں اور کفر نافرمانی سے تمہیں قوت کے ساتھ روک سکوں بلکہ میں اس حیثیت میں بھی ہرگز نہیں ہوں کہ میں تمہیں نقصان سے تحفظ عطا کر سکوں اور نہ فوائد سے ہمکنار کر سکوں میں تو صرف اللہ کے پیغامات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ تک پہنچا رہا ہوں ان لوگوں کو مسرتوں سے ہمکنار کر رہا ہوں جو ہدایت یافتہ ہو جائیں گے اور ان لوگوں کو اللہ کے عذاب سے خوف زدہ کر رہا ہوں جو صراط مستقیم سے بہک جاتے ہیں اور جس شخص کو ڈرایا گیا اس کا کچھ عذر قبول نہیں ہوگا۔

وَاتَّبِعْ مَا يُوْحَىٰ اِلَيْكَ: اے پیغمبر! آپ اللہ کی وحی کی تابعداری کریں جس کو اللہ نے آپ کی جانب اپنی کتاب میں اتارا ہے اور اس کے مطابق عملی زندگی گزاریں اور اپنی امت کو اس کی تعلیم سے سرفراز فرمائیں اس راہ حق میں اگر آپ کو مصائب اٹھانے پڑیں اور قوم کی جانب سے آزمائشوں کا سامنا کرنا پڑے تو آپ صبر سے کام لیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ آپ اور ان لوگوں کے درمیان فیصلہ فرمائے گا جو آپ کی نبوت کو جھٹلا رہے ہیں اور آپ کے ساتھ جو وعدہ کیا گیا اللہ اس کو پورا فرمائے گا اور اللہ پاک تو ایسی ذات ہے کہ اس سے بہتر اور عادلانہ فیصلہ اور کون کر سکتا ہے اللہ کا فیصلہ تو حق وصداقت پر مبنی ہوتا ہے جب کہ اللہ کے علاوہ دیگر اس کی مخلوق کے افراد کا فیصلہ باطل بھی قرار پا سکتا ہے اس سبب سے کہ اسے حق کی جانب رہنمائی نہ ہو سکی یا اپنی خواہش کے پیش نظر راہ حق سے اتر گیا جب کہ اللہ کے پیغمبر محمد ﷺ کے تمام فیصلے اپنے پروردگار کی منشاء کے عین مطابق ہیں آپ نے زندگی بھر دشمنوں کے مقابلہ میں صبر و مصابرت سے کام لیا اور آپ کے ساتھ کئے گئے وعدے کا ایفاء فرمایا اسی طرح آپ کے پیروکار ایمان والوں کے ساتھ کئے گئے عہود ومواثیق کو پورا فرمایا انہیں خلافت ارضی کے منصب پر متمکن فرمایا اور جب تک انہوں نے اقامت دین کے عمل کو قائم رکھا انہیں اپنے اسلاف کا وارث بنایا اور ان کی معاونت ہوتی رہی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اٰيَاتُهَا: ١٢٣ ١١ سُوْرَةُ هُوْدٍ مَّكِّيَّةٌ ٥٢ رُكُوْعَاتُهَا: ١٠

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام کے ساتھ جو بخشش کرنے والا مہربان ہے

الٓرٰ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ ۝١ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ۭ اِنَّنِيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ ۝٢ وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ ۭ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ ۝٣ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ ۚ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝٤

ترجمہ: الرٰ یہ ایسی کتاب ہے جس کی آیات محکم ہیں بعدازاں ان کی وضاحت اس اللہ کی جانب سے ہے جو حکمت والا خبردار ہے (۱) کہ تم عبادت نہ کرو مگر اللہ کی بے شک میں تم کو اللہ کی جانب سے ڈرانے والا اور خوشخبری دینے والا ہوں (۲) اور اس بات کی کہ تم اپنے پروردگار سے مغفرت طلب کرو بعدازاں اس کی جانب رجوع کرو تاکہ تمہیں مقررہ وقت تک بہتر فائدہ سے بہرہ ور فرمائے اور ہر فضل والے کو اس کے فضل کا بدلہ عطا کرے اور اگر تم روگردانی کرو گے تو میں تمہارے بارے میں بڑے دن کے عذاب سے خوفزدہ ہوں (۳) اللہ ہی کی جانب تمہارا لوٹنا ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے (۴)

لغوی تحقیق: اُحْکِمَتْ قرآن پاک کی آیات محکم ہیں، مادہ (ح ک م) ہے، حَکَمَ دانا ہونا، اَحْکَمَ استقرار کیا گھوڑے کے منہ میں لگام دینا، کہا جاتا ہے، اَحْکَمَ التَّجَارِبُ زندگی کے تجربوں نے اسے دانائی سکھا دی، اَلْحَکَمَۃُ لگام کا وہ حصہ جو گھوڑے کے جبڑوں کے قریب ہو، اَلْحُکُوْمَۃُ گورنمنٹ، اَلْحَکَمُ سرپنچ، اَلْحِکْمَۃُ دانائی، مُحْکَمٌ مضبوط۔ (لسان القرآن ص۵۰۲)

سورۃ ھود کی فضیلت: ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ کیا آپ پر بڑھاپا طاری ہو گیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے سورۃ ھود اور اس جیسی سورتوں کے مضامین نے بوڑھا بنا دیا ہے۔

(فتح القدیر امام شوکانی ۲/۴۷۹، صحیح ترمذی ۳/۱۱۳، الاحادیث الصحیحۃ البانی ح ۹۵۵)

تشریح: یہ کتاب قرآن مجید ایسی کتاب ہے جس کی آیات محکم ہیں ان میں ہرگز نقص نہیں ہے اس میں مضبوط دلائل ذکر کئے گئے ہیں جو اس حقیقت سے ہم کنار کر رہے ہیں کہ یہ کتاب اللہ کی جانب سے نازل ہوئی ہے، بعدازاں اس میں تفصیل کے ساتھ جزا اور سزا کے احکام کو بیان کیا گیا ہے اور اللہ کی ذات کا وصف حکیم ذکر کیا گیا ہے کہ آیات محکم ہیں منسوخ نہیں ہیں اور تفاصیل کو اس ذات نے بیان کیا جو مصلحتوں سے باخبر ہے کہ تم نے اللہ کی ذات کے سوا کسی کو بھی اپنا معبود نہیں بنانا ہے اور میں ان لوگوں کو اللہ کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عذاب سے خوفزدہ کر رہا ہوں جو احکام الٰہیہ کے مطابق زندگی بسر نہیں کر رہے ہیں لیکن جو لوگ اللہ کی اطاعت میں مستعار زندگی گزاریں گے انہیں جنت کی خوشخبری سے نوازوں گا اور ان پر اللہ کی رحمتیں نازل ہوں گی اور تم اپنے گناہوں پر نادم ہو کر اللہ کی مغفرت کی بھیک طلب کرو اور کبیرہ گناہوں سے سچی توبہ کرو اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ تمہیں دنیوی زندگی میں رزق کی فراوانی عطا کرے گا اور موت تک تمہیں رزق کے بارے میں ہرگز پریشانی لاحق نہیں ہوگی اور اگر تم شرک سے کنارہ کش رہو گے اور اللہ کی ذات پر تمہارا ایمان صحیح ہوگا اس کے ساتھ ساتھ تم استغفار کو زندگی کے لمحات میں جاری وساری رکھو گے تو تمہیں دنیوی زندگی میں اللہ پاک اس قدر خوشحالی عطا کرے گا کہ تم قوت، انعامات کے لحاظ سے تمام لوگوں سے بہتر قرار دیئے جاؤ گے جب کہ اخروی زندگی میں بھی تو اللہ کے انعامات ہمیشہ ہمیشہ جاری وساری رہیں گے البتہ دنیوی زندگی میں کبھی پریشانیوں سے بھی دوچار ہونا ہوگا۔

وان تولّوا فانّی اخاف علیکُم: لیکن اگر تم نے اللہ کی عبادت سے روگردانی کی تو تمہارے بارے میں مجھے ہولناک عذاب کا خطرہ ہے کہ جس طرح پہلے پیغمبروں کی امتوں پر اللہ کا عذاب نازل ہوا جنہوں نے اللہ پاک کے احکام کی نافرمانی کی اور پیغمبروں کو جھوٹا قرار دیا اس طرح تم پر اللہ کا عذاب سایہ فگن نہ ہو جائے۔

الی اللّٰہِ مرجعُکُم وَھُوَ علی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ: یاد رکھو! مرنے کے بعد تم سب نے اجتماعی صورت اور انفرادی صورت میں بہرحال اللہ پاک کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے ایک فرد بھی پیچھے نہیں رہے گا وہاں عدل وانصاف کے ساتھ تمہیں جزا سزا سے ہم کنار کیا جائے گا۔ ظاہر ہے کہ اللہ پاک ہر چیز پر قادر ہے اس کی قدرت سے کوئی بھی باہر نہیں ہے۔

اَلَآ اِنَّھُمْ یَثْنُوْنَ صُدُوْرَھُمْ لِیَسْتَخْفُوْا مِنْہُ ط اَلَا حِیْنَ یَسْتَغْشُوْنَ ثِیَابَھُمْ یَعْلَمُ مَا یُسِرُّوْنَ وَمَا یُعْلِنُوْنَ اِنَّہٗ عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝۵

ترجمہ: خبردار! جب یہ لوگ اپنے کپڑوں کے ساتھ [خود کو] ڈھانپ لیتے ہیں تو اللہ کو علم ہے جو کچھ یہ چھپاتے ہیں اور جو کھلم کھلا کرتے ہیں بے شک اللہ تو سینوں میں پوشیدہ بھید کو جاننے والا ہے (۵)

لغوی تحقیق: یَثْنُوْن لپیٹتے ہیں، اِثْنَاءَ الثَّوْب کپڑے کو لپیٹنا، ثَنیٰ عَنْہُ کپڑے کو لپیٹ کر پھیر لینا، ثَنیٰ عَلَیْہِ اوپر سے لپیٹ لینا تاکہ خود کو اس میں چھپائے، ثَنیٰ عِنَانَہ عَنِّی اس نے مجھ سے روگردانی کی۔

تناسب: قبل ازیں اللہ پاک نے اس حقیقت کو واضح کیا ہے کہ جب انہوں نے روگردانی کی تو بڑے دن کے عذاب نے ان کا گھراؤ کر لیا اس آیت میں اللہ نے ان کی عجیب کیفیت کو نمایاں کیا ہے جس سے ان کی انتہائی جہالت واشگاف ہو رہی ہے۔

شان نزول: بخاری شریف میں ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس کی تشریح میں واضح کیا ہے کہ ان سے مقصود وہ لوگ ہیں جو جب تنہائی میں پاخانہ پیشاب کے لئے بیٹھتے یا بیوی کے ساتھ مجامعت کرتے وقت شرم محسوس کرتے کہ کہیں ان کی شرم گاہ بالکل لباس سے خالی نہ ہو ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ (فتح الباری ۳۴۹/۸، صحیح بخاری ص ۶۷۹، ابن کثیر ۶۷۶/۲)

تشریح: بلاشبہ یہ کفار جو توحید کی دعوت کو ناپسند جانتے ہوئے اپنی کمر کو جھکا رہے ہیں اپنے سروں کو پھیر رہے ہیں گویا کہ قرآن کے سننے کے وقت اپنے سینوں کو اپنے پیٹوں کی جانب جھکاتے ہیں تاکہ نبی اکرم ﷺ جب قرآن پاک کی تلاوت کریں تو اس وقت وہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ کی نظر سے اوجھل رہیں کہ آپ انہیں اس وقت دیکھ نہ سکیں جب مصائب کو ان کے سروں پر منڈلانے والی آیات نازل ہو رہی ہوں، ابن جریر طبری میں مذکور ہے کہ ابن شداد نے بیان کیا کہ ان میں سے جو شخص نبی ﷺ کے قریب سے گزرتا تو اپنا سینہ پھیرتے ہوئے گزر جاتا تا کہ کوئی شخص اس کو دیکھ نہ سکے۔

اَلَا حِیْنَ یَسْتَغْشُوْنَ ثِیَابَھُمْ یَعْلَمُ مَا یُسِرُّوْنَ وَمَا یُعْلِنُوْنَ: بلاشبہ ان کے سینوں کو پھیرنا اور سروں کو ٹیڑھا کرنا اس سبب سے تھا کہ وہ خود کو اس شخص سے چھپانا چاہتے تھے جو انہیں ان کے پروردگار کی توحید کی جانب بلاتا تھا لیکن یہ انداز ہرگز انہیں کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتا جب کہ پروردگار عالم تو ان کاموں کو بھی جانتا ہے جن کو رات کی تاریکی میں سرانجام دیتے ہیں، مزید برآں رات کی تاریکی کے ساتھ ساتھ خود کو اپنے کپڑوں کے ساتھ بھی چھپاتے تھے جن سے ان کا تمام جسم چھپ جاتا تھا اور دن کی روشنی میں علانیہ یہ کام نہیں کرتے تھے۔

اِنَّهٗ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ: بلاشبہ اللہ تعالیٰ سینوں میں چھپے ہوئے رازوں اور دلوں میں گردش کرنے والے تخیلات کا بھی علم رکھتا ہے اس لئے تمہیں اللہ کی ذات سے خوفزدہ رہنا چاہیے کہ کہیں تمہارے کردار پر تمہارا پروردگار باخبر نہ ہو جائے جب کہ تم نے اپنے دلوں میں توحید، اوامر ونواہی کے بارے میں شکوک کو چھپا رکھا ہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَمَامِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَ مُسْتَوْدَعَهَا ؕ كُلٌّ فِيْ
كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿۶﴾ وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ وَّكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى
الْمَآءِ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ وَلَئِنْ قُلْتَ اِنَّكُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ مِنْۢ بَعْدِ الْمَوْتِ
لَيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۷﴾ وَلَئِنْ اَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِلٰٓى
اُمَّةٍ مَّعْدُوْدَةٍ لَّيَقُوْلُنَّ مَا يَحْبِسُهٗ ؕ اَلَا يَوْمَ يَاْتِيْهِمْ لَيْسَ مَصْرُوْفًا عَنْهُمْ وَحَاقَ بِهِمْ
مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۸﴾ ع

ترجمہ: اور زمین میں چلنے والا کوئی جانور نہیں مگر اس کا رزق اللہ کے ذمہ ہے اور وہ اس کی قرارگاہ اور اس کی محفوظ جگہ کا علم رکھتا ہے ہر چیز ظاہر کتاب میں ہے (۶) اور وہی وہ ذات ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا فرمایا اور اس کا عرش پانی پر تھا [اس نے تمہیں پیدا فرمایا] تا کہ تمہاری آزمائش کرے کہ تم میں کون عمل کے لحاظ سے زیادہ بہتر ہے؟ اور اگر آپ کہتے ہیں بلاشبہ تمہیں موت کے بعد اٹھایا جائے گا تو کفار کہیں گے نہیں ہے یہ بات مگر ظاہر جادو ہے (۷) اور اگر ہم ان سے عذاب کو ایک مدت تک جس کا شمار کیا جاتا ہے روک دیں تو وہ کہیں گے کہ اس کو کس چیز نے روکا ہوا ہے؟ آپ آگاہ رہیں جس دن ان کے پاس عذاب آجائے گا تو ان سے روکا نہیں جائے گا اور ان کا وہ چیز گھیراڈال لے گی جس کے بارے میں استہزاء کیا کرتے تھے (۸)

لغوی تحقیق: دَآبَّۃٌ کی جمع دَوَآبٌّ ہے، اکثر اس سے مقصود گھوڑے خچر اور گدھے ہوتے ہیں، اَلدَّبِیْبُ ہلکی آہٹ چلتے ہوئے جیسے چیونٹی کا چلنا، بچے بوڑھے کا چلنا، بچھو کا چلنا، عَرْشٌ شاہی نظام کا مرکز اور تدابیر کے بروئے کار لانے کا مقام، اُمَّۃٌ جماعت، کچھ وقت، جیسے وَادَّكَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ (یوسف:۴۵) ''کچھ وقت کے بعد اسے یاد آیا، حَاقَ اترا اور احاطہ کیا'' (المراغی ۴/۲۹۰)

تشریح: زمین میں جس طرح کا کوئی حیوان وغیرہ ہے اس کو رزق اللہ پہنچاتا ہے خواہ ایسے جراثیم کیوں نہیں جن کو آنکھ سے دیکھنا ممکن نہیں یا بھاری بھرکم وجود رکھتے ہیں یا درمیانی کیفیت والے ہیں سبھی کو پیدا کرنے کے بعد ان کی مناسب غذا کا بھی انتظام کیا گیا ہے بلکہ فطرت اس کی راہ نمائی کرتی ہے کہ وہ فلاں چیز سے اپنی غذا حاصل کرے، فرض کیجئے ہمیں سانپوں اور زہریلے جانوروں کی تخلیق کے فوائد سے اگر آشنائی نہیں ہے تو ہم یہ جملہ ضرور کہہ سکتے ہیں کہ اگر ان کی تخلیق نہ کی جاتی تو زمین کی سطح پر زندگی گزارنا بوجہ زندہ چیزوں کی کثرت اور بہتات کے مشکل ہو جاتا یا پھر اموات کی کثرت کے سبب زمین کی آب و ہوا متعفن ہو جاتی۔

مولانا محمد حنیف ندوی رقم طراز ہیں: ''مقصد یہ ہے کہ ایک رینگنے والے کیڑے سے لے کر حیوانات اور انسان تک کیلئے اللہ تعالیٰ کے کرشمہ ربوبیت نے رزق کا سامان بہم پہنچا رکھا ہے اس لئے جہاں حصول رزق کے لئے ان اسباب، عوامل اور اداروں سے تعرض کرنا ضروری ہے جو رزق بہم پہنچانے کے ذمہ دار ہیں وہاں تشکر و امتنان کا ربط اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ رہنا چاہیے کہ اس کی ذات گرامی نے یہ انتظام فرمایا ہے کہ ہر ذی روح کو اس کے رزق کا حصہ ملے، یہ تو ایک امر واقعہ ہوا کہ اللہ پاک نے ہر ذی حیات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیلئے رزق مقرر کر رکھا ہے اس کی روح یہ ہے کہ اس وقت تک کوئی حکومت عادلانہ حکومت کہلانے کی حق دار نہیں کہلا سکتی جب تک کہ وہ تمام رعایا کیلئے رزق کی بہم رسانی کا اہتمام نہ کرے، اگر کسی حکمرانی میں انسان بھوکے رہتے ہیں اور پیٹ بھران کو صحت مند غذا نہیں ملتی تو اس کے معنی یہ ہیں کہ یہ حکمرانی اللہ کے منشا کے خلاف ہے" (لسان القرآن ص ۷۱۳)

اور جو بھی چیز زمین کی سطح پر رواں دواں ہے اللہ کو اس کے بارے میں علم ہے کہ اس نے کہاں رہائش اختیار کرنی ہے اس کی رات کہاں گزرے گی اس کا دن کہاں گزرے گا اور وہ کس جگہ موت سے ہم کنار ہوگا کس جگہ اسے دفن کیا جائے گا نیز اس سے مراد مادہ منویہ ہے جو نر (مذکر) کی پشت میں قرار پکڑتا ہے پھر مادہ کے رحم میں اسے جگہ میسر آتی ہے۔

كُلٌّ فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ: ہر قسم کے جانوروں کا شمار ان کی خوراک کی مقدار وغیرہ اللہ کے ہاں لوح محفوظ میں تحریر ہے دراصل ان لوگوں کو متنبہ کرنا مقصود ہے جو برائی کے ارتکاب کیلئے اپنے برے فعل کو چھپانا چاہتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ کو تو ہر معمولی وغیر معمولی حرکت اور سکون کا ہر وقت علم ہے اور ان سب باتوں کو اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ میں کائنات کی تخلیق سے پہلے ثبت فرما دیا ہے تو جو ذات ان کی ایجاد سے پہلے ان کے افعال کا علم رکھتی ہے تو اس ذات سے ان لوگوں کے افعال کیسے پوشیدہ رہ سکتے ہیں جب تکلیف کیساتھ پہلو کو پھیرتے ہوئے اپنے جسم کو کپڑے سے ڈھانپتے ہوئے یا مقفل کمرے میں اس قسم کی عیاشی کے مرتکب ہوتے ہیں۔

وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ: غور کیجئے کیا وہ ذات تمہاری وفات کے بعد عاجز ہے کہ تمہیں دوبارہ زندہ کرے جب کہ اس نے اولاً آسمانوں، زمین کو چھ دنوں میں پیدا فرمایا، ذہن نشین کریں آسمانوں اور زمین کی تخلیق اور ان میں دیگر مخلوقات کی تخلیق سے پہلے اللہ کا عرش پانی پر تھا، ابن عباس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا پانی کس پر تھا انہوں نے بتایا کہ پانی ہوا پر تھا، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا اللہ نے مٹی کو ہفتہ کے دن، پہاڑوں کو اتوار کے دن اور ان میں درختوں کو پیر کے دن اور ناپسند چیزوں کو منگل کے دن، اور روشنی کو بدھ کے دن اور جمعرات کے دن زمین پر ہر ذی روح کو پیدا فرمایا جب کہ آدم کو جمعہ کے دن سب سے آخر میں جمعۃ المبارک کی آخری ساعت عصر کے وقت سے رات تک پیدا فرمایا۔ (صحیح مسلم کتاب صفة القیامة باب ا، مسند احمد ۳۲۷/۲، تفسیر طبری ۷/۷)

لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا: کائنات کی تخلیق سے مقصود ابن آدم کی آزمائش کرنا تھی کہ کون شخص اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں زیادہ بہتر ہے، عقل کے لحاظ سے کون اچھا ہے محرمات سے دور رہنے میں کون زیادہ پرہیز گار ہے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں کون زیادہ تیزی دکھاتا ہے۔

وَلَئِنْ قُلْتَ اِنَّكُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ: اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر کو مخاطب کرتے ہوئے حکم دے رہے ہیں کہ اگر آپ ان کو بتائیں کہ تم مرنے کے بعد اٹھائے جاؤ گے اور انہیں اس وحی کی تلاوت کرتے ہوئے بتائیں تو وہ بول اٹھیں گے اس میں شبہ نہیں کہ جو الفاظ تیری زبان سے نکل رہے ہیں وہ جادو کا اثر رکھتے ہیں اسی لئے وہ آپ کو جادوگر کہا کرتے تھے۔

وَلَئِنْ اَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! اگر ہم آپ کی قوم کے مشرکوں سے عذاب کو کچھ مقرر وقت تک مؤخر کر دیں یعنی ایک جماعت کے ختم ہونے کے بعد اس کی جگہ پر دوسری جماعت کو لے آئیں تو مشرک فوراً بول اٹھیں گے کہ جلد عذاب اتارنے سے کس نے روکا ہے جس کی دھمکیاں دی جا رہی تھیں کہیں دھمکیاں جھوٹ پر مبنی تو نہیں ہیں؟

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الا یوم یاتیھم لیس مصروفا عنھم: خبردار! جس دن عذاب آ جائے گا جس کو یہ لوگ جھٹلا رہے ہیں تو عذاب کو ان سے ہٹایا نہیں جا سکے گا بلکہ انہیں تباہ و برباد کردے گا اور اسے کوئی روک نہیں سکے گا۔ (تفسیر طبری ۱۲/۷)

وَلَئِنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنٰهَا مِنْهُ اِنَّهٗ لَيَئُوْسٌ كَفُوْرٌ ۝۹ وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ ذَهَبَ السَّيِّاٰتُ عَنِّيْ ؕ اِنَّهٗ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ ۝۱۰ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝۱۱

ترجمہ: اور اگر ہم کسی انسان کو اپنی جانب سے رحمت کا مزہ چکھاتے ہیں پھر ہم اس سے اس کو واپس لے لیتے ہیں تو بلاشبہ انسان مایوس ناشکرا ہوتا ہے (۹) اور اگر ہم اسے خوشحالی کا مزہ چکھاتے ہیں تنگ حالی کے بعد جو اس کو لاحق تھی تو وہ کہتا ہے تکالیف مجھ سے دور ہوگئی ہیں بے شک وہ خوش و خرم فخر کرنے لگتا ہے (۱۰) مگر وہ لوگ جنہوں نے صبر اختیار کیا اور اعمال صالحہ کئے یہ لوگ ان کیلئے مغفرت اور بہت بڑا ثواب ہے (۱۱)

لغوی تحقیق: الْاِذَاقَةُ معمولی نوعیت کا عطیہ، مادہ (ذوق) ہے، فَخُوْرٌ وہ شخص جسے انعامات سے نوازا گیا ہے اس وجہ سے وہ لوگوں پر خود کو بلند سمجھتا ہے لیکن انعامات کا شکریہ ادا نہیں کرتا ہے۔

تناسب: قبل ازیں اللہ پاک نے آسمانوں، زمین کی تخلیق کو بیان کیا تا کہ انسان کی آزمائش کی جائے کہ وہ اللہ کے انعامات پر شکریہ ادا کرتا ہے یا کفران نعمت کرتا ہے، بعدازاں انسان کی طبیعت کا ذکر کیا ہے کہ جب کسی انسان کو خوشحالی عطا ہوتی ہے بعدازاں اس سے چھن جاتی ہے تو وہ اللہ کی رحمت سے ناامید ہو جاتا ہے اور کفران نعمت پر اتر آتا ہے اور جب فقر و فاقہ کے بعد خوشحالی سے ہم کنار ہوتا ہے تو فخر کرنے لگتا ہے انسان اس وصف کے ساتھ موصوف ہے جب کہ انسان کو فقر و فاقہ کی حالت میں صبر کرنا چاہیے اور خوشحالی میں اس کی زبان پر تشکر کے کلمات ہوں اور عملی زندگی بھی باعث رشک ہو۔

تشریح: اگر ہم انسان کو مختلف قسم کی نعمتوں سے نوازتے ہیں کہ زندگی مسرتوں سے ہم کنار ہے، رزق کی فراوانی ہے، صحت قابل رشک ہے، اطمینان میسر ہے، اولاد بھی نیکوکار ہے تو اس کی کیفیت قابل رشک ہوتی ہے، بعدازاں حوادثات اس کا گھراؤ کرتے ہیں بیماری کے سبب صحت برباد ہو جاتی ہے گزران تنگ ہو جاتی ہے بلکہ بعض بچے موت کی آغوش میں چلے جاتے ہیں تو وہ رحمت خداوندی سے مایوس ہو جاتا ہے کہ اب پھر خوشحالی کی زندگی کا واپس آنا خواب و خیال سے زیادہ نہیں ہے، خلاصہ یہ ہے کہ جو نعمت اس سے چھن جاتی ہے دوبارہ اس کے واپس آنے سے ناامید ہوتا ہے اور جو انعامات موجود ہوتے ہیں ان پر اس کی زبان سے کلمات تشکر سننے نہیں جاتے ہیں اس میں صبر و شکر کا فقدان ہو جاتا ہے۔

وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ: اگر ہم اس کی تنگ حالی کو ختم کر دیتے ہیں اور تنگ حالی کی بجائے خوشحالی سے ہم کنار کرتے ہیں، بیماری کافور ہو جاتی ہے، قوت میں اضافہ ہو جاتا ہے تو اس کی زبان پر نہایت مسرت کے عالم میں یہ الفاظ ہوتے ہیں کہ مجھ پر نازل ہونے والے مصائب ختم ہو گئے ہیں اب دوبارہ مصائب میرا رخ نہیں کریں گے جیسا کہ موسم گرما میں بادل فوراً چھٹ جاتے ہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب مجھے ماضی کی تکالیف کو ہمیشہ کے لئے فراموش کر دینا چاہیے اور جس آرام وسکون سے میں شاد کام ہوں اس پر مجھے خوشی کا اظہار اس انداز سے کرنا چاہیے کہ دشمن میری خوشیوں کو دیکھ کر بیخ پا نہ ہو جائے، بعدازاں انسان کی ذکر کردہ دو حالتوں میں سے ان لوگوں کو مستثنیٰ کیا ہے جو مالی پریشانیوں اور خطرناک بیماریوں میں مبتلا ہونے کے باوجود اللہ پاک کی ذات پر ایمان رکھتے ہوئے اور طلب ثواب کے ارادہ سے صبر کرتے ہیں اور اعمال صالحہ کے بجالانے میں ہرگز کوتاہ دستی سے کام نہیں لیتے ہیں تو ان پر ان کے پروردگار کی جانب سے مغفرت کا نزول ہوتا ہے جس کے سبب ان کے گناہ ڈھل جاتے ہیں اور چونکہ وہ مستقبل میں ہمیشہ اعمال صالحہ کے بجالانے میں کوتاہی نہیں کرتے ہیں تو انہیں آخرت میں اجر عظیم سے نوازا جائے گا جبکہ جنت کی نعمتیں ہمیشہ کیلئے ہیں اور عذاب سے تحفظ ہے اس کے ساتھ ساتھ اللہ کی خوشنودی اور اللہ کی ذات کا دیدار بھی ہوگا۔

فَلَعَلَّكَ تَارِكٌۢ بَعۡضَ مَا يُوحَىٰٓ إِلَيۡكَ وَضَآئِقُۢ بِهِۦ صَدۡرُكَ أَن يَقُولُواْ لَوۡلَآ أُنزِلَ
عَلَيۡهِ كَنزٌ أَوۡ جَآءَ مَعَهُۥ مَلَكٌۚ إِنَّمَآ أَنتَ نَذِيرٞۚ وَٱللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيۡءٖ وَكِيلٌ ﴿١٢﴾ أَمۡ
يَقُولُونَ ٱفۡتَرَىٰهُۖ قُلۡ فَأۡتُواْ بِعَشۡرِ سُوَرٖ مِّثۡلِهِۦ مُفۡتَرَيَٰتٖ وَٱدۡعُواْ مَنِ ٱسۡتَطَعۡتُم مِّن دُونِ ٱللَّهِ
إِن كُنتُمۡ صَٰدِقِينَ ﴿١٣﴾ فَإِلَّمۡ يَسۡتَجِيبُواْ لَكُمۡ فَٱعۡلَمُوٓاْ أَنَّمَآ أُنزِلَ بِعِلۡمِ ٱللَّهِ وَأَن لَّآ إِلَٰهَ
إِلَّا هُوَۖ فَهَلۡ أَنتُم مُّسۡلِمُونَ ﴿١٤﴾

ترجمہ: پس کیا آپ جو وحی آپ کی جانب کی جاتی ہے اس سے کچھ وحی کو چھوڑنا چاہتے ہیں اور آپ کا سینہ اس کی وجہ سے تنگ ہوتا ہے اس وجہ سے کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ کیوں اس پر خزانہ نہیں اتارا گیا ہے یا کیوں اس کے ساتھ فرشتہ نہیں آیا اس کے سوا کچھ نہیں کہ آپ تو ڈرانے والے ہیں اور اللہ ہر چیز پر محافظ ہے (۱۲) کیا یہ لوگ کہتے ہیں اس نے خود قرآن گھڑ لیا ہے؟ آپ اعلان کریں کہ تم اس جیسی دس سورتیں لاؤ جنہیں گھڑ لیا ہو اور اللہ کے سوا بلاؤ جس کو تم بلا سکتے ہو اگر تم سچے ہو؟ (۱۳) پھر اگر وہ تمہاری بات کو قبول نہ کریں تو جان لو کہ قرآن کو اللہ کے علم کے ساتھ اتارا گیا ہے اور سمجھ لو کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں تو کیا تم مسلمان ہو؟ (۱۴)

لغوی تحقیق: لَعَلَّ کیا ہے؟ استفہام انکاری ہے، سینہ کی تنگی سے مقصود غم ہے کَنۡزٌ وہ مال جس کو زمین میں سٹور کیا جاتا ہے، وَکِیۡلٌ سے مقصود نگران، محافظ جس کو حفاظت کیلئے مقرر کیا گیا ہو، اَلۡاِسۡتِجَابَۃُ داعی کی دعوت کو قبول کرنا، اسلام سے مقصود اطاعت کرنا ہے۔

تناسب: سورۃ کے آغاز میں اللہ عزوجل نے قرآن پاک کے بارے میں کفار کا قول نقل کیا کہ وہ قرآن کو کھلم کھلا جادو قرار دیتے ہیں اور جب قرآن پاک کی تلاوت کی جاتی ہے تو وہ قرآن پاک کے سننے کو پسند نہیں جانتے اس لئے اپنے وجود کو کپڑوں سے ڈھانپ لیتے ہیں تاکہ قرآن کی آواز ان کے کانوں تک نہ پہنچنے پائے، بعدازاں ان کے بارے میں وضاحت ہے کہ وہ نہ صرف اللہ پاک کے پیغمبر کو کذاب قرار دیتے ہیں بلکہ قرآن پاک کو بھی جھوٹ کا پلندہ سمجھتے ہیں اس وجہ سے آپ کا حزن وملال مبالغہ کی حد تک آپ کو تکلیف میں مبتلا کر رہا تھا اس وجہ سے کہ ان کی گفتگو آپ کے بارے اور قرآن پاک کے بارے میں نہایت ہی تکلیف دہ تھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ اس وجہ سے اللہ پاک نے آپ کو حکم دیا کہ آپ انہیں چیلنج کریں کہ قرآن مجید کے مثل دس سورتیں پیش کریں لیکن جب وہ اس چیلنج کے باوجود اس جیسی دس سورتیں نہ پیش کر سکے تو حقیقت واضح ہوگئی کہ قرآن پاک یقیناً اللہ پاک کی جانب سے وحی ہے قبل ازیں اللہ پاک نے ذکر کیا ہے کہ مشرکین کے جھٹلانے کے باعث آپ کا دل تنگ نہ ہو اس کے بعد قرآن پاک کے بارے میں انہوں نے جو کہا اس کا ذکر ہے۔

شانِ نزول: ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں مکہ کے لیڈروں نے آپ ﷺ کو مخاطب کر کے کہا کہ اگر آپ واقعتاً اللہ کے پیغمبر ہیں تو آپ مکہ کے پہاڑوں کو سونا بنادیں کچھ اور لوگوں نے کہا آپ کی نبوت کی تصدیق کیلئے فرشتے آسمان سے اتریں تو ہم آپ کو پیغمبر تسلیم کرلیں گے، آپ نے کھلے انداز میں انہیں جواب دیا کہ مجھے ہرگز اس پر قدرت حاصل نہیں ہے۔ (المراغی ۴/۲۹۵)

تشریح: قبل ازیں اللہ پاک نے ذکر کیا ہے کہ مشرکین کے جھٹلانے کے باعث آپ کا دل تنگ نہ ہوا سکے بعد قرآن کے بارے میں انہوں نے جو کہا اس کا ذکر ہے مشرکین مکہ نے رسول اکرم ﷺ سے مطالبہ کیا کہ آپ کے پاس خزانہ نہیں ہے؟ اگر آپ پیغمبر ہیں تو آپ کے پاس خزانہ ہونا چاہیے تھا یا آپ کی معیت میں فرشتہ آئے، ان کا یہ انداز مزاحیہ تھا تو اللہ تعالیٰ نے واضح کیا اور آپ ﷺ کو مخاطب کیا اے محمد! (ﷺ) شائد ان کے مزاحیہ انداز کے پیش نظر قرآن پاک کو ان کی جانب پہنچانے میں دلیری سے کام نہیں لے رہے ہیں اور آپ کا دل تنگ ہو رہا ہے کہ کہیں وہ اس کو جھوٹ کا پلندہ نہ باور کریں آپ ہرگز یہ خیال ذہن میں نہ لائیں آپ رسالت کی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے میں ہرگز سستی نہ دکھائیں اور ان کی اس بات کی ہرگز پرواہ نہ کریں کہ اسکے پاس تو مال کی بہتات نہیں ہے یا اس کی معیت میں فرشتہ آتا وہ اسکی تصدیق کرتا، اللہ تعالیٰ نے انہیں جواب دیا کہ اے محمد (ﷺ)! آپ تو مجرموں کو اللہ پاک کے عذاب سے خوفزدہ کرر ہے ہیں اور اللہ تو اپنے سب بندوں کے افعال پر نگران ہے انکے افعال محفوظ ہیں۔

تعجب ہے کیا یہ لوگ کہہ رہے ہیں کہ محمد ﷺ نے قرآن کو اپنی جانب سے بنالیا ہے یہ تو سراسر جھوٹ کا پلندہ ہے اللہ پاک اس کے جواب میں حقیقت کو واضح کرر ہے ہیں کہ اگر تمہارا کہنا درست ہے تو اس قرآن کی دس سورتوں جیسی فصاحت و بلاغت کی آئینہ دار دس سورتیں پیش کرو جو کہ اس کی مانند بنائی گئی ہوں جب کہ تم خود کو عربی زبان میں فصاحت و بلاغت کے اونچے معیار پر سمجھتے ہو اور اللہ کی ذات کے علاوہ جس فرد کو اپنے ساتھ شریک کرنا چاہو کرلو اگر تم سچے ہو کہ یہ قرآن جھوٹ کا پلندہ ہے، اگر وہ تمہارے چیلنج کو قبول نہ کریں اور مقابلہ سے باز آجائیں تو اے مشرکین مکہ! تم اس حقیقت کو سمجھ لو کہ یہ قرآن مجید اللہ کی جانب سے وحی ہے اور اس حقیقت کو تسلیم کرو کہ اللہ پاک کی ذات کے سوا کوئی پروردگار نہیں، نہ کوئی معبود ہے جس نے اس قرآن کو اتارا۔ جس کے مقابلہ سے تمام فصحاء بلغاء عاجز آچکے ہیں اور اپنی شکست تسلیم کر چکے ہیں تو اب اس حقیقت کے اجاگر ہونے کے بعد تمہیں اس کے سامنے سر تسلیم خم کر دینا چاہیے اور معارضہ سے خود کو باز رکھنا چاہیے اب ہرگز معذرت نام کی کوئی چیز باقی نہیں ہے گویا کہ کفار کو ڈانٹ پلائی جارہی ہے کہ جب اسلام کے صحیح ہونے پر واضح دلائل موجود ہیں جبکہ قرآن پاک جیسا کلام پیش کرنے سے انہوں نے اپنی شکست کو تسلیم کرلیا ہے تو تم بھی خاموشی اختیار کرو۔ (صفوۃ التفاسیر القسم الخامس ص ۹۰)

قرآن پاک کے واقعات میں تو علم وہدایت کی روشنی کی شعاعیں ہیں جن کو ایک ایسے شخص نے ادھیڑ عمر میں پیش کیا جو لکھنے پڑھنے سے آشنا نہیں تھا وہ فنِ انشاء سے باخبر نہیں ہے لیکن اس میں ذیل کے جواہرات موجود ہیں:-

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱) دین اسلام کے اصول جو تمام انبیاء میں مشترک ہیں مثلاً ایمان باللہ، اللہ کا وحدہٗ لاشریک ہونا، اس کی حکمت، عدل، رحمت، قیامت کے وقوع پر ایمان لانا

(۲) اللہ کے پیغمبروں کی ذمہ داری کہ وہ اللہ کے بندوں تک اللہ کے احکامات کو پہنچائیں وہ خود کسی نفع یا نقصان کے مالک نہیں ہیں،

(۳) انبیاء کرام کے پیغامات جو کہ ہر قوم کو ان کے حالات کے مطابق عطا کئے گئے ہیں ان سب کو ہرگز جھوٹ کا پلندہ قرار نہیں دیا جا سکتا جب کہ اللہ کے پیغمبر جنہوں نے قرآن پاک کو پیش کیا اس دور کے سبھی لوگوں سے علم و دانش اور اوصاف حمیدہ میں اپنی مثال آپ ہیں اور قیامت تک حجت ہیں۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ﴿١٥﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴿١٦﴾

ترجمہ: جو شخص دنیوی زندگی اور اس کی زیب و زینت کا خواہاں ہے تو ہم ان کی جانب اس کے اعمال کے بدلہ کو پورا پورا پہنچا دیں گے اور انہیں دنیا میں نقصان سے ہمکنار نہیں کیا جائے گا (۱۵) یہ ایسے لوگ ہیں جن کے لئے آخرت میں دوزخ ہی ہے اور انہوں نے جو اعمال کئے وہ آخرت میں ضائع ہوں گے اور نابود ہو جائیں گے جو وہ اعمال کرتے رہے (۱۶)

تناسب: قبل ازیں اللہ پاک نے دعوت اسلام کی حقانیت کے اثبات میں دلیل ذکر فرمائی ہے نیز اس حقیقت کو واضح کیا کہ قرآن پاک اللہ کا کلام ہے یہ محمد ﷺ کی جانب سے افتراء نہیں ہے جیسا کہ مشرکین مکہ کا دعویٰ تھا کہ اس (قرآن) کو اس شخص نے خود تیار کیا ہے اس کے بعد اس حقیقت کو واضح الفاظ میں پیش کیا ہے کہ کفار اسلام کی مخالفت پر اس قدر کیوں پا کیوں ہوئے اور انہوں نے قرآن پاک کو جھوٹ کا پلندہ کیوں قرار دیا اس کا سبب ان کا دنیوی خواہشات کی تکمیل کرنا ہے اور آخرت کے وجود کا انکار کرنا ہے جبکہ اسلام کی دعوت یہ ہے کہ آخرت کی زندگی کو دنیوی زندگی پر ترجیح دی جائے۔

تشریح: جن لوگوں کا منتہائے مقصود دنیوی زندگی میں کھانے پینے کی اشیاء سے خود کو شاد کام کرنا ہے اور دنیوی زیب و زینت اور سامان آرائش کو فراہم کرنا ہے اور مال کی فراہمی کیلئے ممکنہ ذرائع کو بروئے کار لانا ہے اور اولاد کے آرام اور انہیں زیادہ سے زیادہ سہولتیں پہنچانے میں اپنا پورا زور صرف کرنا ہے اسکے بالمقابل اخروی زندگی کی جانب کچھ توجہ ہی نہیں ہے بلکہ اخروی زندگی پر یقین ہی نہیں ہے اسے افسانہ قرار دیا جاتا ہے اس پر افتادیہ کہ اچھے کام کی جانب کشش ہی نہیں ہے اور تزکیہ نفس کیلئے کبھی دل و دماغ پر تصور کی پرچھائیں بھی منعکس نہیں ہوئی ہیں تو ہم انہیں ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ اسباب کی دنیا میں معیار کے مطابق بہم پہنچاتے رہتے ہیں اور ان کے کفر اور بداعمالیوں کے باعث کمی واقع نہیں ہوتی ہے، ظاہر ہے کہ دنیوی عطیات کا دارومدار تو دنیوی اسباب اور محنت پر منتج ہوتا ہے اور ہر شخص کی تقدیر کے مطابق اسے رزق سے ہمکنار کیا جاتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَهُمْ فِيهَا لَا يُبْخَسُوْنَ: اوراس میں ان کی حق تلفی نہیں کی جاتی، یعنی جولوگ صرف دنیا کی زیب وزینت کے طالب ہوں انہیں ہر حالت میں دنیا کی آسائشوں کا حصہ ملے گا یہ الگ بات ہے کہ آخرت میں ان کا ٹھکانہ جہنم ہو۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ: یہ ایسے لوگ ہیں جن کا منتہائے مقصود صرف دنیوی سامان کوفراہم کرنا ہوتا ہے اس لئے اخروی زندگی میں انہیں دوزخ میں گرایا جائے گا جب کہ انہوں نے اخروی زندگی کیلئے ، نیوی زندگی میں کوئی عمل ہی نہیں کیا تھا اگر انہوں نے دنیوی زندگی میں کسی نادار مفلس کوعطیہ دیا تھا تو صرف دنیوی طور پر مدح وستائش کے پیش نظر دیا تھا اللہ کی خوشنودی کے لئے نہیں دیا تھا، مقصود نمائش کا اظہار تھا اور اپنے قریبی رشتہ داروں کی نظر میں اپنی ساکھ کو قائم رکھنا تھا، چنانچہ اس آیت کے مفہوم کو ایک دوسری سورت میں مزید اجاگر کیا گیا ہے ملاحظہ فرمائیں:﴿مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلٰهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ○ وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ○ كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ط وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ○ اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ط وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّاَكْبَرُ تَفْضِيْلًا﴾ (الاسراء:۱۸۔۲۱)

''جو شخص دنیوی آسودگی چاہتا ہے ہم اس کو اس دنیا میں جلد ہی دے دیں گے جو ہم چاہیں گے جس کیلئے چاہیں گے پھر ہم اس کیلئے دوزخ مقرر کریں گے جس میں وہ داخل ہوگا مذمت کیا ہوا دھتکارا ہو، اور جو شخص اخروی ثواب کا خواہاں ہوتا ہے اور اس کیلئے مناسب کوشش کرتا ہے جبکہ وہ مسلمان ہے پس ان لوگوں کی مساعی کو قبول کیا جائے گا، ہر جماعت کو ہم مسلسل دیں گے اور آپ کے پرودگار کے عطیہ کو روکا نہیں جائے گا، آپ ملاحظہ کریں کہ ہم نے کس طرح بعض لوگوں کو بعض پر فضیلت عطا کی ہے اور بلاشبہ آخرت درجات کے لحاظ سے بہت بڑی اور فضیلت کے لحاظ سے زیادہ ہے''

ارشاد نبوی ملاحظہ فرمائیں، اعمال کا بدلہ نیات پر ملے گا ہر شخص کی نیت کے مطابق ہوگا تو جس شخص کی ہجرت اللہ اور اس کے پیغمبر کی خوشنودی کیلئے ہے تو اس کی ہجرت کو قبولیت حاصل ہوگی اور جس شخص کی ہجرت مال ودولت کے حصول یا کسی عورت کے ساتھ نکاح کے سبب ہے تو اس کی ہجرت اس کے مقصود کے مطابق ہے۔(صحیح بخاری ح/۱، صحیح ابی داؤد ۲/۴۱۵، صحیح ترمذی ۲/۱۲۸)

مختصر یہ کہ دین اسلام اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ آپ عمدہ قسم کے ماکولات اور مشروبات کے ساتھ اپنے کام ودہن کو مسرتوں کے ساتھ ہم کنار کریں اسی طرح زیب وزینت کی اجازت عطا کرتا ہے لیکن اسراف اور تکبر کے انداز کوممنوع قرار دیتا ہے جب کہ زندگی کا اولین مقصود یہ قرار دیتا ہے کہ دنیوی زندگی ہر لحاظ سے نہایت عمدہ بسر ہو لیکن وہ روحانیت کے عطیہ کو کچھ حیثیت نہیں دیتا حالانکہ روحانیت ہی ایک ایسا جوہر ہے جس کے ارتقاء کے سبب انسان کو دیگر تمام مخلوقات پر برتری حاصل ہے ورنہ یہ حقیقت ہے کہ زیادہ خورد ونوش کے وصف میں بیل کو انسان پر برتری حاصل ہے اور مشروبات کو حلق سے زیادہ گزارنے کے لحاظ سے اونٹ کو انسان پر فوقیت حاصل ہے اور مجامعت میں نر چڑیا کو انسان پر فوقیت حاصل ہے اور طاؤس کی زیب وزینت اور چمکدار پروں کے لحاظ سے اسے انسان کی ظاہری چمک دمک پر فائق ہے۔

اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّ رَحْمَةً ط اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ط وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّکَ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یُؤْمِنُوْنَ﴿۱۷﴾

ترجمہ: کیا وہ شخص جو اپنے پروردگار کی جانب سے روشن دلیل پر ہے اور اس کے ساتھ اس کے پروردگار کی جانب سے گواہی ملی ہوئی ہے اور قرآن سے پہلے موسیٰ کی کتاب گواہ ہے اور رحمت ہے یہ وہ لوگ ہیں کہ اس پر ایمان رکھتے ہیں اور جس شخص نے جماعتوں میں سے اس کا انکار کیا تو دوزخ اس کے وعدہ کی جگہ ہے آپ قرآن کے نازل ہونے کے بارے میں شک نہ کریں بلاشبہ وہ تو آپ کے پروردگار کی جانب سے صحیح ہے جب کہ اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے ہیں (۱۷)

لغوی تحقیق: بَیِّنَۃٍ وہ چیز جس کے سبب حق وصداقت واضح ہوتا ہے عقلی معاملات میں اس کا نام برھان دلیل ہے اور شرعی معاملات میں اس کا نام نصوص ہے اور محسوس واقعات میں اس کا نام تجربہ ہے اور فیصلوں میں اس کا نام شہادت گواہی ہے، وَیَتْلُوْہُ اس کے پیچھے ہے، مصدر تِلُوٌّ ہے اور جب مصدر تلاوت ہوگا تو اس کا معنی پڑھنا ہوتا ہے اور لفظ شَاھِد سے مقصود قرآن پاک ہے۔

تناسب: قبل ازیں اللہ پاک نے ان لوگوں کی حالت کو بیان کیا جو دنیا اور اس کی زیب وزینت کے طالب ہیں آخرت کے بارے میں انہیں کچھ خیال نہیں اسی طرح آخرت کے لئے اعمال کرنے کا بھی انہیں کچھ خیال نہیں ہوتا اس کے بعد ان لوگوں کی کیفیت کو بیان کیا ہے جن کا م، مطمع نظر آخرت کو بہتر بنانا ہے وہ آخرت کے سنوارنے میں جادہ پیار ہتے ہیں اور ہر کام کے کرتے وقت ان کے سامنے ان کے پروردگار کی جانب سے نہ صرف یہ کہ دلیل ہوتی ہے بلکہ اس کے درست ہونے پر گواہ بھی ہے اس گواہ سے مقصود قرآن پاک ہے اس کے ساتھ ان لوگوں کی کیفیت کو اجاگر بھی کیا ہے جو قرآن پاک کی صحت کا انکار کرتے ہیں۔

تشریح: دلائل کے اظہر من الشمس ہونے کے بعد جو لوگ خواہ مخواہ جھگڑے پیدا کرتے ہیں تو گویا کہ وہ انکار کر رہے ہیں اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ ہدایت یافتہ شخص اور ہدایت کے راستہ سے خود کو دور رکھنے والا شخص ہرگز دونوں برابر نہیں ہیں اس لئے کہ ہدایت یافتہ شخص دینی لحاظ سے علیٰ وجہ البصیرت روشنی پر ہے پھر اس کا گواہ ہے جو اس کی تائید کر رہا ہے اور غیبی طور پر قرآن پاک اس کی صحت کی گواہی دے رہا ہے، مزید اس کا ایک اور گواہ ہے اس سے مقصود وہ کتاب ہے جس کو موسیٰ علیہ السلام پر اتارا گیا تھا جس میں راہ نمائی کے ساتھ شریعت کی واضح شکل بھی موجود ہے، پھر موسیٰ علیہ السلام نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر گواہی دی ہے بلکہ خوشخبری کے ساتھ نوازا ہے، مزید برآں احوال کے لحاظ سے بھی شہادت موجود ہے کہ ان دونوں پیغمبروں کے درمیان پیغمبری کے لحاظ سے مشابہت موجود ہے چنانچہ جو لوگ وہبی دلیل اور نقلی دلیل کے پیش نظر قرآن پاک کی صداقت پر یقین رکھتے ہیں وہ اسے جھوٹ کا پلندہ قرار دینے سے کوسوں دور ہیں لیکن جو لوگ قرآن پاک کو اللہ تعالیٰ کی کتاب قرار دینے سے انکار کرتے ہیں جیسا کہ مکہ کے باشندے اور قریش کے لیڈر عوام کو قرآن پاک سے دور رکھنے کے لئے اجتماعی طور پر کوششیں کر رہے ہیں ان سے مقصود بنو امیہ، بنو مغیرہ، آل طلحہ بن عبید اللہ ہیں۔

اسی طرح اہل کتاب میں سے جو لوگ جماعتی شکل میں مخالفت بلکہ تصادم پر اتر چکے ہیں تو ان کی تکذیب کے سبب وہ لوگ دوزخ کا ایندھن بنیں گے چنانچہ ہر مکلف شخص کو مخاطب کرتے ہوئے تنبیہ کی جارہی ہے کہ قرآن پاک کی حق وصداقت کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بارے میں ہرگز خود کو شکوک وشبہات میں نہ ڈالیں بلکہ قرآن پاک تو آپ کے پروردگار کی جانب سے حق وصداقت کا مجموعہ ہے آپ کے پروردگار کی جانب سے نازل ہوا ہے جب آپ کی تربیت اس انداز سے کر رہا ہے کہ آپ کی فطرت میں تکمیل کی جلوہ آرائی ہو اور آپ کو دنیوی اخروی سعادتوں سے ہم کنار کرنا چاہتا ہے جب کہ اکثر لوگوں کا حال یہ ہے کہ ان کا ایمان کامل نہیں ہے جب کہ مشرکین مکہ اپنے لیڈروں کے پیروکار ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ ان کے لیڈر کبر ونخوت کا مجسمہ بنے ہوئے ہیں اور ان کی رعایا اور عوام لوگ ان کی تقلید پر قناعت کئے ہوئے ہیں جب کہ اہل کتاب کی کیفیت ان سب سے زیادہ افسوسناک ہے کہ وہ اپنے پیغمبروں کے دین میں تحریف کرنے میں بے باکی کا مظاہرہ کرتے ہیں اور پیغمبروں کے نقوش سے خود کو دور کرتے ہوئے یہودیت میں بدعات کے دروازے کھول رہے ہیں اور من مانی تاویلات سے دین اسلام کے حلیہ کو بگاڑنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کر رہے ہیں اللہ پاک ہمیں ان کے نقوش پر رواں دواں رہنے سے تحفظ عطا فرمائے اور کتاب اللہ اور سنت صحیحہ کی واضح روشن راہ پر ہمیشہ چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔(آمین)

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًاؕ اُولٰٓئِكَ يُعْرَضُوْنَ عَلٰی رَبِّهِمْ وَيَقُوْلُ الْاَشْهَادُ هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰی رَبِّهِمْ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٨﴾ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًاؕ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿١٩﴾ اُولٰٓئِكَ لَمْ يَكُوْنُوْا مُعْجِزِيْنَ فِی الْاَرْضِ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ يُضٰعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُؕ مَا كَانُوْا يَسْتَطِيْعُوْنَ السَّمْعَ وَمَا كَانُوْا يُبْصِرُوْنَ ﴿٢٠﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿٢١﴾ لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ﴿٢٢﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَخْبَتُوْٓا اِلٰی رَبِّهِمْ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٢٣﴾ مَثَلُ الْفَرِيْقَيْنِ كَالْاَعْمٰی وَالْاَصَمِّ وَالْبَصِيْرِ وَالسَّمِيْعِؕ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًاؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿٢٤﴾ ع

ترجمہ: اور اس شخص سے بڑا ظالم کون ہے؟ کہ جس نے اللہ پر جھوٹ کہا ان لوگوں کو ان کے پروردگار کے سامنے پیش کیا جائے گا اور گواہ بیان دیں گے کہ یہ ایسے لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار پر جھوٹ باندھا خبردار! ظالموں پر اللہ کی لعنت ہو (١٨) ان پر جو لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور ان کیلئے ٹیڑھا راستہ چاہتے ہیں اور وہ آخرت کا انکار کرتے ہیں (١٩) یہ لوگ زمین میں اللہ کو عاجز کرنے والے نہیں ہیں اور ان کیلئے اللہ کے علاوہ کوئی دوست نہیں ہوگا انہیں دوگنا عذاب دیا جائے گا بوجہ زبردست غم کے سننے کی استطاعت نہیں رکھیں گے اور دیکھ بھی نہیں سکیں گے (٢٠) یہ ایسے لوگ ہیں جنہوں نے اپنا نقصان کیا اور ان سے ضائع ہوگئی جو وہ دروغ گوئی کرتے رہے (٢١) بلاشبہ یہ لوگ ہی آخرت میں نقصان سے دوچار ہوں گے (٢٢) بلاشبہ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اعمال صالحہ کئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اپنے پروردگار کی جانب متوجہ ہوئے یہ لوگ جنتی ہیں یہ لوگ جنت میں ہمیشہ رہیں گے (٢٣) دونوں گروہوں کی مثال اندھے اور بہرے اور دیکھنے والے اور سننے والے کی طرح ہے کیا یہ دونوں وصف میں برابر ہیں تم خیر خواہی کیوں قبول نہیں کرتے ہو (٢٤)

لغوی تحقیق: عِوَجًا کجی، مادہ (ع و ج) ہے، سیدھے کھڑے ہونے کی حالت سے ایک طرف جھک جانا کے ہیں جیسے عُجْتُ الْبَعِيرَ بِزِمَامِهِ میں نے اونٹ کو اس کی مہار کے ذریعہ ایک طرف موڑ دیا، فُلَانٌ مَّا يَعُوْجُ عَنْ شَيْءٍ يُسَمِّمُ بِهِ یعنی فلاں اپنے ارادہ سے باز نہیں آتا، اَلْعَوَجُ اس ٹیڑھے پن کو کہتے ہیں جس کو آنکھ سے بسہولت دیکھا جا سکے جیسے کھڑی چیز میں ہوتا ہے مثلاً لکڑی وغیرہ اور اَلْعِوَجُ اس ٹیڑھے پن کو جو صرف عقل وبصیرت سے دیکھا جا سکے جیسے صاف میدان کی ناہمواری کہ غور وفکر کے بغیر اس کا ادراک نہیں ہوسکتا ہے یا معاشرہ میں دینی اور معاشی ہمواریاں کہ عقل وبصیرت سے ہی ان کا ادراک ہوسکتا ہے اور کنایہ کے طور پر کج خلق آدمی کو بھی اَعْوَج کہا جاتا ہے، اَخْبَتُوْا متوجہ ہونا، مادہ (خ ب ت) ہے، خَبْتٌ زمین کا نشیبی کشادہ اور نرم حصہ، اَخْبَتَ الْقَوْمِ لوگ زمین کے نشیبی کھلے اور نرم قطع میں ٹھہرے، اَلْإِخْبَاتُ خشوع وخضوع نرمی اور تواضع، قرآن پاک میں ہے ﴿وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ﴾ (الحج:٣٤) ''اور خوشخبری سنادیجئے گردن جھکانے والوں کو'' (مفردات امام راغب ص ٦٥٠، لسان القرآن ص ١٧١)

بلاغت: (١) ارشاد ربانی ﴿مَا كَانُوْا يَسْتَطِيْعُوْنَ السَّمْعَ﴾ میں استعارہ تصریحیہ تبعیہ ہے مفہوم ملاحظہ فرمائیں، بلاشبہ یہ لوگ حق وصداقت کی باتوں کو سنتے وقت بوجھ محسوس کرتے ہیں جس کو اللہ کے پیغمبر نے پیش فرمایا اور اسے غایت درجہ مکروہ قرار دیتے ہیں یہاں تک کہ گویا وہ حق وصداقت کے سننے کی استطاعت ہی نہیں رکھتے ہیں جیسا کہ ایک شخص کا قول ہے کہ اَلْعَاشِقُ لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يَّسْمَعُ كَلَامَ الْعَاذِلِ عاشق شخص ملامت گر انسان کی بات سننے کی ہی طاقت نہیں پاتا ہے۔ (اعراب القرآن ١١/ ٢٤٣)

(٢) ﴿مَثَلُ الْفَرِيْقَيْنِ كَالْاَعْمٰى وَالْاَصَمِّ وَالْبَصِيْرِ وَالسَّمِيْعِ﴾ میں دو تشبیہات کارفرما ہیں تشبیہ اول وہ کفار جو اللہ کی آیات کے دیکھنے سے اندھے ہیں اور ان کے سننے سے بہرے ہیں وہ مشبہ ہیں جبکہ مشبہ بہ وہ شخص ہے جو پیدائشی اندھا بہرہ ہے وہ نہ آواز سنتا ہے اور نہ اشارات کو دیکھ سکتا ہے، تشبیہ ثانی جو لوگ ایمان دار ہیں اعمال صالحہ بجالاتے ہیں وہ قوت سماعت اور قوت بصارت سے فوائد حاصل کرتے ہیں ان کو ان لوگوں کیساتھ تشبیہ دی گئی ہے جن میں دیکھنے اور سننے کی قوت موجود ہے وہ شخص تاریک رات میں روشنی سے فائدہ حاصل کرتا ہے اور ڈرانے بلکہ اشارے کیساتھ مال غنیمت سے فوائد حاصل کرتا ہے اور مقصود میں کامیاب ہوتا ہے۔

مزید یہ احتمال بھی ہے کہ اس مقام میں چار تشبیہات ہیں دونوں گروہوں میں سے ہر گروہ کی حالت کی تشبیہ یعنی کفار اور ایمان والوں کی تشبیہ، یعنی کافر کی مثال اندھے شخص کی مانند نیز اس کی مثال بہرے شخص کی طرح ہے اور ایماندار فریق کی مثال اس شخص کی مانند ہے جو قوت بصارت رکھتا ہے اسی طرح اس شخص کی مانند ہے جو قوت سماعت رکھتا ہے جب کہ آیت مذکورہ کے احتمالات ایک شعر میں بھی موجود ہیں، شعر ملاحظہ فرمائیں ؎

كَاَنَّ قُلُوْبَ الطَّيْرِ رَطْبًا وَيَابِسًا   لَدٰى وَكْرِهَا الْعُنَّابُ وَالْحَشَفُ الْبَالِيْ

گویا کہ پرندوں کے دل بعض تر وتازہ ہیں بعض خشک ہیں ان کے آشیانوں کے پاس منقہ جیسے اور ردی خشک کھجور کی مانند ہیں، گویا کہ شعر کی تشبیہ میں دو چیزیں ہیں جب کہ قرآن پاک کی آیت کی تشبیہ میں بھی چار چیزوں کا تذکرہ ہے جو فن بلاغت کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لحاظ سے نہایت عمدہ ہے کافر شخص کی دو تشبیہات جب کہ ایماندار شخص کی بھی دو تشبیہات ہیں۔(اعراب القرآن ۱۱-۱۲/۲۴۷)

تشریح: اس شخص سے بڑھ کر خود اپنی جان اور دیگر لوگوں پر زیادہ ظلم کرنے والا کوئی نہیں ہے جو اپنے قول وفعل میں جھوٹ سے بچاؤ اختیار نہیں کرتا ہے یا یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں جیسا کہ دور جاہلیت میں عرب لوگ فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں قرار دیتے تھے اور عیسائی دنیا مسیح علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا سمجھتے تھے ان کا اصل **مطمح** نظر یہ تھا کہ لوگوں کو توحید کے واضح راستہ سے دور کریں، قیامت کے دن ان لوگوں کو ان کے پروردگار کی عدالت میں پیش کیا جائے گا تو وہاں ان کی زبانوں سے نکلی ہوئی باتوں اور ان کے افعال کو پروردگار عالم کی عدالت میں پیش کیا جائے گا اور فرشتے، انبیاء کرام اور ایمان دار لوگ ان کے خلاف گواہی دیں گے کہ انہوں نے اپنے پروردگار کے بارے میں جھوٹ کہا اس گواہی کے سبب انہیں رسوائی حاصل ہوگی بلکہ لعنت خداوندی کے مستحق ہوں گے جب کہ انہیں رحمت کے دائرہ سے باہر نکال دیا جائے گا، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا، قیامت کے دن اللہ پاک ایماندار شخص کو اپنے قریب کریں گے دیگر تمام لوگوں سے پردہ کی کیفیت میں اس پر اپنے پہلو کو رکھیں گے اور اس سے اس کے گناہوں کے بارے میں استفسار کریں گے کہ تو فلاں گناہ کا اقرار کرتا ہے؟ اور فلاں گناہ کا اعتراف کرتا ہے؟ وہ شخص جواب میں کہے گا میرے پروردگار! میں اعتراف کرتا ہوں یہاں تک کہ جب اس سے اس کے گناہوں کا اقرار لیا جائے گا تو وہ شخص محسوس کرے گا کہ اقرار کے بعد اب میری تباہی و بربادی لازم ہے اس پر اللہ پاک فرمائیں گے میں نے دنیوی زندگی میں تیرے گناہ کو پردے میں رکھا اور آج بھی میں اسے پردے میں رکھتا ہوں اور معاف کرتا ہوں، بعد ازاں اس کے اعمال صالحہ کا دفتر اسے عطا کیا جائے گا البتہ کفار اور منافق لوگوں کے بارے میں گواہی دینے والے گواہی دیں گے کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار کے بارے میں کذب بیانی کی خبردار! ظالم لوگوں پر اللہ کی لعنت کی بوچھاڑ ہو۔

(صحیح بخاری ح ۴۶۸۵، صحیح مسلم ۱۰۵/۸، صحیح ابن ماجہ مقدمہ ص ۳۶)

الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ: یاد رکھیں! وہ لوگ ظالم ہیں جو لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکتے رہے یعنی صراط مستقیم سے دور کرتے رہے اور اسے ٹیڑھا راستہ بتاتے رہے تا کہ لوگوں کو اس سے متنفر کریں، حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ آخرت کے جہان کا انکار کر رہے ہیں جزا سزا اور اٹھائے جانے پر بھی ان کا ایمان نہیں ہے۔

اُولٰٓئِكَ لَمْ يَكُوْنُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ يُضٰعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ: یہ لوگ ہرگز اللہ کے عذاب سے چھٹکارا حاصل نہیں کر سکیں گے جب اللہ انہیں عذاب میں گرفتار کرنا چاہے گا تو وہ بھاگ نہ سکیں گے جب ان کو پیشی کے لئے بلایا جائے گا وہ اللہ کے ملک اور گرفت میں ہیں وہ ہرگز رکاوٹ نہیں کر سکیں گے بلکہ ان کا کوئی معاون اور کوئی قوت انہیں عذاب الٰہی سے تحفظ عطا نہ کر سکے گی۔

مَا كَانُوْا يَسْتَطِيْعُوْنَ السَّمْعَ وَمَا كَانُوْا يُبْصِرُوْنَ: چونکہ کفر و شرک کا ان پر غلبہ رہا ہے وہ اپنی شہوات کو تسکین عطا کرنے کے لئے حق وصداقت کو ناپسندیدہ جانتے تھے ان پر احکام الٰہیہ کا سننا بوجھل تھا اور آنکھوں سے دلائل کو دیکھنا گوارا نہ گزرتا رہا گویا کہ اللہ پاک نے ان کے کانوں اور ان کی آنکھوں کو مہر زدہ کر دیا ہے وہ حق وصداقت کی باتوں کو فوائد کے حصول کی غرض سے نہیں سنتے ہیں اور اللہ کی قدرت کے دلائل کو بصیرت افروز انداز سے دیکھتے نہیں ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَھُمْ: جن لوگوں کے یہ اوصاف ہیں کہ انہوں نے اللہ کی رحمت سے فیض حاصل کرنے کی بجائے خودکو بہت بڑے خسارہ میں ڈال رکھا ہے کہ اللہ کی ذات پر افتراء بازی کر رہے ہیں اور گمراہی کو ہدایت پر ترجیح دے رہے ہیں اور ان کی اس بات میں ہرگز کچھ قوت نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کے شرکاء اور سفارشی ہیں جن کی وساطت اور سفارش سے انہیں اللہ کا تقرب حاصل ہوگا بلکہ یہ راستہ تو انہیں دوزخ میں لے جانے والا ہے اور ان کے معبودان باطلہ معدوم ہو جائیں گے، ظاہر ہے کہ ان کے معبود دنیا میں تراشے ہوئے پتھر یا لکڑی سے تیار کئے گئے تھے یا کسی دھات سے بنائے ہوئے تھے وہ ہرگز ان کے کچھ کام نہ آئیں گے، اس حقیقت میں ہرگز شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ یہ لوگ اخروی زندگی میں بے حساب گھاٹے میں ہوں گے جبکہ انہوں نے جنت کے انعامات کے بدلے میں گرم پانی کو پسند کیا اور مہر زدہ شراب کی بجائے ان کا مشروب لہو، پیپ کا مرکب ہوگا۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ: بلاشبہ جن لوگوں نے اللہ پاک اور اس کے پیغمبر کو سچا قرار دیا اور دنیوی زندگی میں اعمال صالحہ بجالاتے رہے منکر کاموں سے کنارہ کش رہے ان کا میلان ان کے پروردگار کی رضاجوئی کی جانب رہا، ان لوگوں کو جنت میں رہائش عطا ہوگی اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے نہ اس سے انہیں باہر جانا ہوگا نہ ان پر موت طاری ہوگی وہ تو ہمیشہ ہمیشہ وہاں شادکام رہیں گے۔

مَثَلُ الْفَرِیْقَیْنِ کَالْاَعْمٰی وَالْاَصَمِّ وَالْبَصِیْرِ وَالسَّمِیْعِ: کفار اور ایمان دار دونوں گروہوں کی مثال اس نابینا شخص کی ہے جو پیدائشی اندھا ہے اور قوت سامعہ سے محروم ہے اس کے نتیجہ میں علم ومعرفت سے یکسر ناآشنا ہے جب کہ جو شخص سننے اور دیکھنے کی بھرپور صلاحیت سے نوازا ہوا ہے وہ شخص قرآن پاک کی آیات کو سن کر علم اور روشنی سے خود کو شادکام کرتا رہے گا اور کائنات کے مناظر کو دیکھنے اور ان پر غور وفکر کرنے کے نتیجہ میں اللہ کی معرفت سے آشنائی حاصل کر پائے گا، ظاہر ہے کہ یہ دونوں فریق ہرگز اپنے اوصاف، کردار اور نتائج کے لحاظ سے برابر نہیں ہیں، پس تمہیں ایسی واضح روشن تمثیل سے سبق حاصل کرنا چاہیے ان دونوں میں کس قدر تباین اور اختلاف ہے اس سے عبرت حاصل کرنی چاہیے گویا کہ کفار اندھے ہیں وہ اپنی بصیرت کو استعمال نہیں کرتے ہیں اور بہرے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے داعی کے ارشادات کو قبول نہیں کرتے ہیں اور جو ایمان دار لوگ اپنی ان دونوں قوتوں سے استفادہ کرتے ہیں وہ جنت کی جانب راہ پاتے ہیں لیکن جو لوگ اللہ کے داعی کی دعوت کو سنتے ہی نہیں خود کو تباہی وبربادی کے گڑھے سے دور نہیں کرتے ہیں اور بصیرت کی راہ نمائی میں رواں دواں نہیں رہتے ہیں تو وہ تباہی سے محفوظ نہیں رہ سکتے ہیں ان کا مقدر تو دوزخ ہی ہے۔
(المراغی ۴/۳۰۵)

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖٓ اِنِّیْ لَکُمْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۲۵﴾ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْکُمْ عَذَابَ یَوْمٍ اَلِیْمٍ ﴿۲۶﴾ فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا نَرٰکَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَمَا نَرٰکَ اتَّبَعَکَ اِلَّا الَّذِیْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِیَ الرَّاْیِ ۚ وَمَا نَرٰی لَکُمْ عَلَیْنَا مِنْ فَضْلٍۭ بَلْ نَظُنُّکُمْ کٰذِبِیْنَ ﴿۲۷﴾

ترجمہ: اور یہ حقیقت ہے کہ ہم نے نوح کو اس کی قوم کی جانب پیغمبر بنا کر بھیجا اس نے کہا واقعی میں تمہیں ظاہر باہر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈرانے والا ہوں (۲۵) کہ تم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو میں یقین کے ساتھ تمہارے بارے میں دردناک دن کے عذاب سے خوف زدہ ہوں (۲۶) اس پر اس کی قوم میں سے کفار سرداروں نے کہا ہم تو تجھ میں اس کے علاوہ کچھ نہیں دیکھتے ہیں کہ تو بھی ہمارے جیسا انسان ہے اور ہم تیری تابعداری کرنے والے لوگوں میں ایسے لوگوں کو ہی دیکھتے ہیں جو ہم میں کمینے ہیں اور ہم تم میں اپنے اوپر کوئی برتری نہیں دیکھتے ہیں بلکہ ہم تمہارے بارے میں خیال رکھتے ہیں کہ تم جھوٹے ہو (۲۷)

لغوی تحقیق: اَلْمَلَاءُ سوسائٹی میں اونچے لوگ، اَرَاذِل سوسائٹی میں رذیل لوگ، اس کا واحد اَرْذَل ہے وہ کمینہ شخص جس میں اخلاق نام کی کوئی چیز نہیں اور اسے کچھ خیال نہیں کہ وہ معاشرہ میں کس کردار کو اپنا رہا ہے جس میں کمینگی انتہا درجہ کی ہے۔

بلاغت: ارشاد ربانی ﴿فَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ﴾ میں نوح علیہ السلام کی قوم کا مقصود تعریض تھی کہ نبوت کا استحقاق وہ رکھتے ہیں اگر اللہ نے کسی کو پیغمبر بنانا ہوتا تو ان میں سے کسی کو بناتا جب کہ ذلیل لوگ تو اس لائق نہیں کہ ان میں سے کسی شخص کا نبوت کے لئے انتخاب ہوتا۔ (اعراب القرآن ص ۲۵۱)

تناسب: قبل ازیں مکہ کے کفار کا تذکرہ ہے کہ انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شدید دشمنی کا اظہار کیا آپ کو جھوٹا کہا مزید الزام لگایا کہ اس نے قرآن کو خود بنایا ہے اس مناسبت سے نوح کی قوم نے نوح علیہ السلام کے ساتھ ایسا ہی کردار اپنایا تھا اس میں ان لوگوں کے لئے عبرت کا مقام ہے جو اللہ کے پیغمبر کی تکذیب کر رہے ہیں اس کے ساتھ ساتھ اللہ کے پیغمبر کو تسلی دی جا رہی ہے کہ آپ کی قوم اگر آپ کی مخالفت پر اتر آئی ہے اور آپ کی تکذیب کر رہی ہے تو یہ کچھ اچھنبے کی بات نہیں ہے پہلے پیغمبروں کو بھی ان دشوار گزار راستوں سے گزرنا پڑا ہے۔ (صفوۃ التفاسیر القسم الخامس ص ۹۳)

نیز قبل ازیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کو دلیل کے ساتھ واضح کیا کہ آپ پر جو کتاب نازل ہو رہی ہے واقعی وہ کتاب اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے اب اس کے بعد سابقہ انبیاء علیہم السلام کے واقعات کا مسلسل ذکر کیا جا رہا ہے تاکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم کو اس حقیقت سے آگاہ کیا جائے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کچھ عجیب انداز کی نہیں ہے آپ اسی طرح اللہ کے پیغمبر ہیں جس طرح آپ سے پہلے پیغمبر اللہ تعالیٰ کی جانب سے اپنی اپنی قوم کی جانب مبعوث کئے گئے اور جس طرح پہلے پیغمبروں نے ایک اللہ کی عبادت کی جانب اور آخرت کے دن پر ایمان لانے کی دعوت پیش کی بعینہٖ یہی کیفیت اس پیغمبر کی بھی ہے۔

تشریح: اس میں کچھ شبہ نہیں کہ ہم نے نوح علیہ السلام کو اس کی قوم کی جانب پیغمبر بنا کر بھیجا اس نے انہیں واشگاف الفاظ میں مطلع کیا کہ میں تمہیں اللہ پاک کے عذاب سے خوفزدہ کر رہا ہوں اگر تم نے اللہ پاک کی ذات کا انکار کیا، تمہارے لئے ازبس ضروری ہے کہ تم اللہ کی ذات پر ایمان رکھو اور اس کے احکام کی اطاعت کرو اور اللہ کی ذات کے علاوہ اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہ بناؤ جب کہ انہوں نے اولاً اللہ کی ذات کے ساتھ شرکاء ٹھہرائے اور یہ حقیقت مسلمہ ہے کہ نوح علیہ السلام زمین پر آباد لوگوں کی جانب پہلے پیغمبر کی حیثیت میں مبعوث کئے گئے لیکن اگر تم نے اس کی عبادت میں بتوں کو شریک بنایا تو مجھے خطرہ ہے کہ تم پر اللہ کی جانب سے دردناک عذاب نازل ہوگا اس دعوت پر ان میں سے قوم کے لیڈروں نے یہ کہا کہ تو ہمارے جیسا انسان ہے تجھے ہم پر فوقیت حاصل نہیں ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ ہم تیری نبوت کو تسلیم کریں اور تیرے احکام کی اطاعت کریں، مزید برآں تیرے پیروکار تو ہمیں کمینے لوگ معلوم ہوتے ہیں کوئی زراعت پیشہ ہے تو کوئی معاشرہ میں مزدوری کرتا ہے ان میں غور وفکر کا ملکہ نہیں ہے نتائج سے انہیں آشنائی حاصل نہیں ہے عقل وفکر کا ان میں فقدان ہے اس لئے ہم اس دعوت سے متاثر نہیں ہیں ہم نے اس کے رد کا فیصلہ کر لیا ہے۔

مزید برآں آپ اور آپ کے پیروکاروں میں ہم سے زیادہ کوئی خصوصیت نظر نہیں آ رہی ہے قوت، علم اور رائے کی پختگی میں بھی انہیں ہرگز ہم پر تفوق نہیں ہے بلکہ ہم اور وہ ہر لحاظ سے برابر ہیں، مزید برآں ہم تو آپ کو اور انہیں جھوٹا باور کرتے ہیں، کفار کا نوح علیہ السلام اور اس کے پیروکاروں پر ذکر کردہ اعتراض ان کی جہالت اور کم عقلی پر مبنی ہے، ظاہر ہے کہ حق وصداقت کے صحیح ہونے میں ہرگز کلام نہیں ہے خواہ اس کو معاشرہ کے اونچے طبقہ کے لوگ اپنائیں یا نچلے طبقہ کے لوگ اس کا دامن تھام لیں جب کہ حقیقت یہ ہے اور اس میں ہرگز شک وشبہ نہیں ہے کہ حق وصداقت کے پیروکار کو ہی معاشرہ میں معزز سمجھا جاتا ہے اگرچہ وہ مال ودولت سے تہی دامن کیوں نہ ہوں اور جو لوگ حق وصداقت کا انکار کرتے ہیں وہ ذلیل باور کئے جاتے ہیں اگرچہ وہ صاحب ثروت ہی کیوں نہ ہوں، ارشاد ربانی ہے ﴿وَ كَذٰلِكَ مَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِیْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّ اِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ﴾ (الزخرف:۲۳) ''اور اسی طرح ہم نے آپ سے پہلے کسی بستی میں کسی ڈرانے والے کو نہیں بھیجا مگر اس بستی کے آسودہ حال لوگوں نے کہا بیشک ہم نے اپنے آباؤ اجداد کو ایک دین پر پایا ہے اور بے شک ہم ان کے نقوش پر پیروی کرنے والے ہیں'' اس سلسلہ میں روم کے بادشاہ ہرقل کا جواب ملاحظہ فرمائیں جب اس نے ابوسفیان سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف کے بارے میں دریافت کیا بالخصوص جب اس نے اس سے استفسار کیا کہ اس پیغمبر کے تابعدار معاشرہ میں اونچے درجہ کے لوگ ہیں یا کمتر درجہ کے ہیں تو ابوسفیان نے جواب دیا کہ اس کے پیروکار وہ لوگ ہیں جنہیں معاشرہ میں کمزور سمجھا جاتا ہے تو ہرقل نے برملا کہا کہ پیغمبروں کے پیروں کار ہمیشہ وہی لوگ رہے ہیں جنہیں معاشرہ میں کمزور گردانا جاتا تھا۔

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّیْ وَاٰتٰىنِیْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِهٖ فَعُمِّيَتْ عَلَيْكُمْ ؕ اَنُلْزِمُكُمُوْهَا وَاَنْتُمْ لَهَا كٰرِهُوْنَ﴿۲۸﴾ وَيٰقَوْمِ لَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا ؕ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ اِنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَلٰكِنِّیْٓ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ﴿۲۹﴾ وَيٰقَوْمِ مَنْ يَّنْصُرُنِیْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ طَرَدْتُّهُمْ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ﴿۳۰﴾ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ اِنِّیْ مَلَكٌ وَّلَآ اَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ تَزْدَرِیْٓ اَعْيُنُكُمْ لَنْ يُّؤْتِيَهُمُ اللّٰهُ خَيْرًا ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا فِیْٓ اَنْفُسِهِمْ ۚۖ اِنِّیْٓ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ﴿۳۱﴾

ترجمہ: نوح نے کہا اے میری قوم! تم مجھے بتاؤ اگر میں اپنے پروردگار کی جانب سے دلیل پر ہوں اور اس نے مجھے اپنے پاس رحمت سے نوازا ہے تو تم پر اس کی حقیقت مخفی ہے بھلا! ہم تمہیں ہدایت کیلئے مجبور کریں جبکہ تم اسے ناپسند جانتے ہو (۲۸) اور اے میری قوم! میں تم سے اس [پیغام پہنچانے] پر مال کا مطالبہ نہیں کرتا ہوں میری مزدوری تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ پر ہی ہے اور میں ان لوگوں کو [اپنی رفاقت سے] دور نہیں کر سکتا جو ایمان والے ہیں بے شک وہ اپنے پروردگار سے ملاقات کرنے والے ہیں لیکن میں تمہیں دیکھ رہا ہوں کہ تم جاہل لوگ ہو(۲۹) اور اے میری قوم! کون اللہ [کے عذاب] سے میری مدد کرے گا اگر میں نے انہیں دور کر دیا تم نصیحت قبول کیوں نہیں کرتے ہو(۳۰) اور میں تم سے نہیں کہتا ہوں کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہ میں غیب کا علم رکھتا ہوں اور میں نہیں کہتا کہ میں فرشتہ ہوں اور میں ان لوگوں کو نہیں کہتا جن کو تمہاری آنکھیں ذلیل گردانتی ہیں کہ اللہ ان کو ہرگز کسی نعمت کے ساتھ ہم کنار نہیں کرے گا اللہ کو علم ہے جو ان کے دلوں میں ہے بلاشبہ میں اس وقت ظالموں سے ہوں گا(۳۱)

لغوی تحقیق: اَرَءَ یْتُمْ مجھے بتائیں، قُلْ اَرَءَ یْتُمْ اے پیغمبر! ان سے پوچھو کہ بھلا دیکھو تو سہی، ﴿اَرَءَ یْتَ الَّذِیْ یَنْھٰی ٥ عَبْدًا اِذَا صَلّٰی﴾ (العلق:۹،۱۰) ''اے پیغمبر! تم نے اس شخص کے مال پر بھی نظر کی جو منع کرتا ہے (یعنی) ایک بندے کو جب وہ نماز پڑھنے لگتا ہے'' ﴿قُلْ اَرَءَ یْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰہُ﴾ (القصص:۷۱) ''اے پیغمبر! ان سے کہو کہ بھلا دیکھو تو سہی کہ اگر یہ ہو'' ﴿اَرَءَ یْتَ اِذْ اَوَیْنَا اِلَی الصَّخْرَۃِ﴾ (الکھف:۶۳) ''آپ نے یہ بھی دیکھا کہ جب ہم (دریا کے کنارے) اس پتھر کے پاس ٹھہرے'' ان میں تشبیہات کے معنی پائے جاتے ہیں، رَاىٌ غلبہ ظن کی بنا پر کسی معاملہ کے دو متناقض پہلوؤں میں سے کسی ایک کی صحت کا یقین کر لینا رائے کہلاتا ہے، رَاىٌ عینی مشاہدہ، اَلرَّءِیَۃُ ایک رائے کو اختیار کرنا، اَلرَّءِیَۃُ اس علامت کو کہتے ہیں جو دیکھنے کے لئے نصب کی گئی ہو، اَلرُّؤْیَا خواب، رِئَاءٌ ریاکاری، اَلْمِرءَ ۃُ آئینہ، اَلرِئَۃُ پھیپھڑا، تَزْدَرِیْ حقیر جانتی ہے، اس کا مادہ (زری) باب افتعال میں تزتری یہ اس کا اصل ہے، حقیر جاننا، چونکہ باب افتعال کی تاء زاء کے بعد ہے تو اسے دال میں تبدیل کر دیا گیا اس کا وزن تفتعل ہے۔ (مفردات ص۳۸۲، اعراب القرآن ۱۱-۱۲/۲۵۶)

بلاغت: علم بدیع کے لحاظ سے اس آیت میں نہایت عمدگی کار فرما ہے، فن بدیع میں اس کا نام (الجمع مع التقسیم) ہے اس کی وضاحت یہ ہے کہ کلام کرنے والا شخص دو باتوں یا زیادہ کو اکٹھا لاتا ہے بعد ازاں اس کی تقسیم کرتا ہے چنانچہ ان آیات میں کفار کے شبہات کا رد ہے جب کفار نے کہا کہ نوح پیغمبر تو ہم جیسا انسان ہے، مزید انہوں نے کہا کہ نوح کے پیروکار معاشرہ میں ذلیل اور نکمے گردانے جاتے ہیں اس سے بھی آگے تجاوز کرتے ہوئے کہا کہ ان کو ہرگز ہم پر برتری حاصل نہیں ہے بلکہ ہم ان تمام کو جھوٹے سمجھتے ہیں، چنانچہ اللہ پاک نے ان کے شبہات کی تردید کرتے ہوئے اس حقیقت کو آشکارا کیا کہ اگر تم میرے بارے میں اس برتری کا انکار کرتے ہو کہ میرے پاس مال کی بہتات نہیں ہے اور تم میرے بارے میں یہ خیال رکھتے ہو کہ معاشرہ میں میرا اونچا مقام نہیں ہے تو ذرا غور کریں کہ میں نے کب اپنے مالدار ہونے اور جاہ وجلال کا دعویٰ کیا ہے؟ میں نے ہرگز نہیں کہا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں کہ تم مجھ سے ان کے بارے میں جھگڑا کر رہے ہو، مزید برآں اس آیت میں اللہ پاک کا یہ قول بھی موجود ہے ﴿اَنُلْزِمُکُمُوْھَا﴾ کیا ہم تم پر ہدایت مسلط کر دیں جب کہ تم ہدایت کو ناپسند گردانتے ہو؟

ذہن نشین کریں کہ نوح علیہ السلام نے اس وقت اپنی قوم کو مخاطب کیا جب انہوں نے ہدایت سے روگردانی کی اور اسلام کو بالکلیہ اپنے مطاعن کا ہدف بنایا اور انہوں نے باور کیا کہ ان لوگوں کا اسلام لانا نہایت مشکل بلکہ ناممکن ہے اس بنا پر انہوں نے اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قدرے شدید انداز کا جملہ زبان سے نکلا جس میں لفظ کو لمبا کر دیا گیا ہے، مزید برآں اس میں دو ضمائر (ک) اور (ھا) کو اکٹھا کر دیا گیا ہے اور میم کی پیش کو لمبا کر دیا گیا ہے گویا کہ ایک دوسری واؤ نظر آ رہی ہے اور شروع میں استفہام انکاری ہے، مزید برآں حروف کی ادائیگی کے وقت مزید زور موجود ہے ان اسباب کے ساتھ ساتھ جبر و اکراہ کی معنویت کو زوردار انداز میں مخاطب کے دل و دماغ پر مرتسم کیا جا رہا ہے جو اس کے انکار پر مصر ہے ان ذکر کردہ نکات کی روشنی میں ہم سمجھتے ہیں کہ اس انداز میں بلاغت جس قدر کارفرما ہے اس کے علاوہ میں اتنا زور کبھی ظہور پذیر نہیں ہوسکتا ہے، حقیقت یہ ہے کہ اللہ کا کلام ترکیب و تالیف اور نسق کے لحاظ سے اس قدر بلند ہے کہ عقل و شعور سے جس کو نوازا گیا ہے وہ غور و فکر کے بعد پکار اٹھتا ہے کہ اسے ہرگز انسان کا کلام باور نہیں کیا جا سکتا، اس میں کس قدر کشش ہے سیاق میں کس قدر جلوہ آفرینی ہے بلکہ شیرینی سے دل و دماغ فرحت محسوس کرتے ہیں اور اس نتیجہ پر پہنچنا کچھ مشکل نہیں ہوتا کہ یہ واقعی اللہ کا کلام ہے ہرگز مخلوق کا کلام اس کا ہمسر نہیں ہوسکتا ہے بلکہ اس کے قریب بھی نہیں ہوسکتا مزید وضاحت سے اس حقیقت کو سمجھنے کیلئے انسان کے کلام اور اللہ کے کلام میں وہی فرق ہے جو ایک انسان اور مورتی کے درمیان ہے جس میں نہ حرکت ہے نہ گفتگو ہے نہ گفتگو کو سننا ہے۔ (اعراب القرآن ۱۱-۱۲/۲۵۷)

تشریح: نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو مخاطب کرتے ہوئے اعلان کیا تم مجھے بتاؤ اگر میں اپنے پروردگار کی جانب سے سچا پیغمبر ہوں لیکن تم پر میری حیثیت واضح نہیں ہے تم نے ہدایت کی قبولیت سے روگردانی کی اس کو جھوٹ قرار دیا تو اب ممکن نہیں کہ تمہارے ہدایت قبول کرنے کے لئے تم پر جبر کیا جائے جب کہ تم اسے ناپسندیدہ باور کرتے ہو، نیز نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اگر میں انہیں ان کے ایمان لانے کے بعد اپنی مجلس سے اٹھا دیتا ہوں تو اس کی پاداش میں اللہ پاک جس عذاب سے مجھے ہم کنار کرے گا مجھے اس عذاب سے ہرگز کوئی رستگاری نہیں دلا سکتا یہ تو بہت بڑا ظلم ہے، جو شخص بھی اس جرم کا ارتکاب کرے گا اللہ پاک اس شخص کو دردناک عذاب میں گرفتار کریں گے چنانچہ سورۂ انعام میں اس کی وضاحت موجود ہے۔

اے میری قوم! میں تمہاری خیرخواہی کر رہا ہوں اس پر میں تم سے ہرگز اپنی مزدوری کا مطالبہ نہیں کرتا ہوں میری مزدوری کا اجر و ثواب اللہ پاک عطا فرمائیں گے اور تمہارا مطالبہ کہ میں ایمان والوں کو اپنی مجلس سے نکال دوں اس لئے کہ تم ان کے ساتھ بیٹھنے کو عار محسوس کرتے ہو تو میں ہرگز انہیں اپنی مجلس سے دور کرنے کا اشارہ بھی نہیں دے سکتا، حقیقت یہ ہے کہ تمہارا یہ مطالبہ ہرگز تسلیم نہیں کیا جا سکتا یہ تو تمہاری جہالت کا واضح ثبوت ہے نیز ان کا یہ مطالبہ ان مشرکین مکہ کے مطالبہ کے مطابق ہے جنہوں نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں نہ حاضر ہونے کا یہ سبب بھی قرار دیا کہ ہم ان کی موجودگی میں آپ کی مجلس میں شریک نہیں ہو سکتے ہیں ہمارے ساتھ الگ خصوصی مجلس کا انتظام کیا جائے ان کے اس اصرار پر اللہ پاک نے ذیل کی آیت کو نازل فرمایا ارشاد الٰہی ملاحظہ فرمائیں ﴿وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ﴾ (الانعام:۵۲) ''اور آپ ان لوگوں کو اپنے سے دور نہ کریں جو اپنے پروردگار سے صبح اور شام مناجات کرتے ہیں اس کی خوشنودی کے طلبگار ہیں''

وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ: اس میں ہرگز شک کی گنجائش نہیں کہ مجھے اللہ نے پیغمبر کی حیثیت میں مبعوث کیا ہے لیکن میں ہرگز یہ نہیں کہتا ہوں کہ میرے پاس رزق کے خزانے ہیں اور بلا اسباب مجھے عطا کئے گئے ہیں تو میں ان سے خود پر اور اپنے پیروکاروں پر خرچ کر رہا ہوں ہرگز نہیں، نبوت کی یہ خصوصیت نہیں ہے اگر یہ خصوصیت ہوتی تو اس سبب کی بنا پر عوام الناس پیغمبروں کی اطاعت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے ہرگز انکار نہ کرتے جب کہ حقیقت یہ ہے کہ پیغمبروں کی بعثت سے مقصود نفس امارہ کو مغلوب کرنا، اللہ پاک کی معرفت کے حصول کے لئے اس کی عبادت میں انہماک اختیار کرنا بالخصوص اللہ کی رضا کے حصول کے لئے سعی پیہم کرنا اور قیامت کے دن کی ہولناکیوں سے تحفظ طلب کرنا جس روز مال و دولت اولاد اور دوست احباب کچھ کام نہ آئیں گے۔

وَلَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ: میں دیگر انسانوں کی طرح غیب کا علم نہیں رکھتا ہوں غیب کا علم اللہ پاک ہی کے پاس ہے، ارشاد ربانی ملاحظہ فرمائیں ﴿قُلْ لَّآ اَمْلِکُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَاشَآءَ اللّٰهُ ؕ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ وَمَا مَسَّنِیَ السُّوْٓءُ﴾ (الاعراف:۱۸۸) ''آپ کہیں! میں خود کو فائدہ پہنچانے اور تکلیف پہنچانے کا مالک نہیں ہوں مگر جس قدر اللہ چاہے اور اگر میں غیب کے علم کو جانتا ہوتا تو ضرور میں بہت سے فائدوں کو جمع کر لیتا اور مجھے کوئی تکلیف نہ پہنچتی''

وَلَآ اَقُوْلُ اِنِّیْ مَلَكٌ: اور میں خود کو فرشتہ نہیں کہتا ہوں اگر فرشتہ ہونے کا دعویٰ کروں تو میرا یہ دعویٰ جھوٹا ہوگا میں تو تمہاری طرح انسان ہوں البتہ اللہ پاک نے مجھے یہ ذمہ داری سونپی ہے کہ میں تمہیں اللہ پاک کی توحید کی جانب دعوت دوں اور اللہ پاک کے احکامات تم تک پہنچاؤں۔

وَلَآ اَقُوْلُ لِلَّذِیْنَ تَزْدَرِیْٓ اَعْیُنُكُمْ لَنْ یُّؤْتِیَهُمُ اللّٰهُ خَیْرًا: اور میں اپنے ان پیروکاروں کے بارے میں نہیں کہتا ہوں کہ اللہ انہیں دنیوی اخروی سعادتوں سے نہیں نوازے گا لیکن تم انہیں حقارت آمیز نظر سے دیکھتے ہو اس لئے کہ وہ مالدار نہیں ہیں اور معاشرہ میں ان کا کوئی پرسان حال نہیں ہے اللہ کو معلوم ہے کہ ان کے دلوں میں ایمان کی روشنی کارفرما ہے انہوں نے اخلاص کے ساتھ دین اسلام کو قبول کیا ہے جو شخص ان کے خلاف بلا دلیل زبان درازی کرے گا تو وہ شخص اللہ کے ہاں ظالموں سے شمار ہوگا۔

قَالُوْا یٰنُوْحُ قَدْ جٰدَلْتَنَا فَاَكْثَرْتَ جِدَالَنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ اِنَّمَا یَاْتِیْكُمْ بِهِ اللّٰهُ اِنْ شَآءَ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِیْنَ ﴿۳۳﴾ وَلَا یَنْفَعُكُمْ نُصْحِیْٓ اِنْ اَرَدْتُّ اَنْ اَنْصَحَ لَكُمْ اِنْ كَانَ اللّٰهُ یُرِیْدُ اَنْ یُّغْوِیَكُمْ ؕ هُوَ رَبُّكُمْ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۳۴﴾

ترجمہ: انہوں نے کہا اے نوح! تو نے ہمارے ساتھ جھگڑا کیا پس تو نے ہمارے ساتھ زیادہ جھگڑا کیا پس تو ہمارے پاس لے آ جس کا تو ہم سے وعدہ کرتا ہے اگر تو سچ کہنے والوں سے ہے (۳۲) اس نے کہا سوائے اس کے نہیں کہ اس کو تمہارے پاس اللہ لائے گا اگر وہ چاہے گا اور تم عاجز کرنے والے نہیں ہو (۳۳) اور میری خیر خواہی تمہیں فائدہ نہیں دے سکتی اگر میں تمہاری خیر خواہی کرنا چاہوں اگر اللہ چاہتا کہ تمہیں گمراہ کرے وہی تمہارا پروردگار ہے اور اسی کی جانب تمہیں پھیرا جائے گا (۳۴)

لغوی تحقیق: جٰدَلْتَنَا تو نے ہمارے ساتھ جھگڑا کیا، مادہ (ج د ل) ہے، جَدَلَ الْحَبْلَ رسّی بٹی، جَدَلَ الْوَلَدُ بچے نے استواری حاصل کی تن و توش اور ہڈیوں کے اعتبار سے مضبوط ہوا، جَدَلَهٗ اس کو زمین پر پٹخ دیا، جَدَالَةٌ زمین، جَادَلَ جھگڑا کیا، خصومت کو طول دیا، بات بڑھائی، اَلْجَدَلُ بحث اور ردو قدح، رَجُلٌ مجدول مضبوط اور گٹھے ہوئے جسم کا آدمی، اَلْجَدِیْلَةُ ڈھب عادت فطرت کھا جاتا ہے، رَكِبَ جَدِیْلَتَهٗ وہ اپنی رائے پر قائم رہا۔ (لسان القرآن ص ۳۳۰)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تناسب: قبل ازیں اللہ پاک نے نوح علیہ السلام کی نبوت سے الگ تھلگ رہنے کے بارے میں نوح علیہ السلام کی قوم کے شبہات کا ذکر کیا پھر نوح علیہ السلام نے ان کے مؤقف کی تردید کی اور تردید کے بعد اگر ان میں عقل وشعور کا فقدان نہ ہوتا تو وہ ضرور قناعت اختیار کرتے اب ان آیات میں ان کی گفتگو کو بیان کیا جارہا ہے جو ان کے عجز اور خاموشی کا پتہ دے رہی ہے اس کے مقابلہ میں ان کا کوئی حیلہ کارگر ثابت نہ ہوسکا اور وہ باطل پر بضد قائم رہے، کفار کا یہ انداز سب پر عیاں ہے جب کہ انبیاء علیہم السلام ہمیشہ شبہات کا ازالہ کرتے رہے اور توحید اور آخرت کے اثبات پر دلائل پیش کرتے رہے۔

تشریح: نوح کی قوم نے نوح علیہ السلام کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تو نے ہمارے ساتھ جھگڑا کرنے میں کوئی کمی روا نہیں رکھی ہے تو نے دلائل کی بوچھاڑ کردی جن کو سن سن کر ہم تھکاوٹ محسوس کررہے ہیں اب ہمارے پاس کوئی بات نہیں جو ہم کہہ سکیں اب تو ہمارے پاس اس دنیا میں ہی اس عذاب کو لے آئے جس کا تو ہمیں وعدہ دیتا رہا اور ڈراتا رہا کہ اللہ ہمیں اس کی نافرمانی کے باعث دنیوی زندگی میں ہی ہم پر عذاب مسلط کردے گا ان کے اس مطالبہ پر نوح علیہ السلام نے ان سے کہا اے میری قوم! عذاب لانا تو اللہ کے ہاتھ میں ہے مجھے اس پر قدرت حاصل نہیں ہے جب اس کی حکمت اور مشیت کا تقاضا ہوگا تو وہ تم پر عذاب اتار دے گا اور تم اس سے بھاگ کر خود کو محفوظ نہیں کرسکتے ہو وہ جب چاہے گا عذاب واقع ہوجائے گا۔

یاد رکھیں! میری خیرخواہی تمہیں میرے ارادہ کے سبب عذاب سے نہ بچا سکے گی صرف اللہ کے ارادہ کے ساتھ ہی فائدہ حاصل ہوسکتا ہے جب کہ تجربہ اس کا شاہد ہے کہ خیرخواہی کو وہ لوگ قبول کرتے ہیں جن میں بھلائی کی جانب استعداد کارفرما ہو اور جن کے مزاج میں بگاڑ غالب ہو وہ خیرخواہی کو قبول ہی نہیں کرتے ہیں بلکہ مال ودولت اور جاہ وجلال کے نشہ میں مستغرق رہتے ہیں خواہشات کی پیروی میں مستغرق رہتے ہیں اللہ کی اطاعت سے روگردانی کرتے ہیں لیکن اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ اللہ نے ان میں ابتداءً گمراہی کو پیدا کیا ہے ہرگز نہیں بلکہ تمام معاملات تو اسباب کیساتھ مربوط ہیں اور نتائج کا توقف ہمیشہ مقدمات پر ہوتا ہے ذہن نشین کریں اللہ تمہارا پروردگار ہے تمام معاملات اس کی قدرت پر طے ہوتے ہیں اور اللہ ہی کی جانب تم سب نے آخرت میں لوٹ کر جانا ہے وہ سبھی کو اعمال صالحہ اور گناہوں کے ارتکاب کے مطابق بدلہ دے گا اور کسی پر ذرہ بھر ظلم نہیں ہوگا۔

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَعَلَيَّ اِجْرَامِيْ وَاَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُجْرِمُوْنَ ﴿۳۵﴾ ع

ترجمہ: (اے محمد!) کیا یہ کہتے ہیں اس نے قرآن کو جھوٹ بنالیا ہے؟ آپ کہیں اگر میں نے جھوٹ بنالیا ہے تو میرا گناہ مجھ پر ہے اور میں اس سے بری ہوں جو تم جرم کررہے ہو (۳۵)

تناسب: جس آیت کی تفسیر مقصود ہے یہ آیت نوح علیہ السلام کے واقعہ کے درمیان میں ہے اس آیت میں مشرکین مکہ کے قول کو نقل کیا ہے کہ وہ پیغمبروں کے ان واقعات کو جھٹلایا کرتے تھے چنانچہ بعض اوقات ایسی آیات معترضہ میں کچھ حکمتیں اور فوائد ملحوظ خاطر رکھے جاتے ہیں ایک حکمت تو یہ بھی ہے کہ سامعین کی اکتاہٹ کو ختم کرکے انہیں نشاط کے میدان میں داخل کرنا مقصود ہوتا ہے تاکہ وہ آگے ذکر ہونے والی گفتگو کی جانب غور وفکر کریں، چنانچہ اس خیال سے انکار ممکن نہیں کہ جب مشرکین مکہ نے نوح کے واقعہ کی تفصیل کو سنا تو ان کا ذہن اس طرف متوجہ ہوا کہ یہ واقعہ جو نوح کا بیان کیا گیا ہے کہ وہ حقیقت پر مبنی نہ ہو بلکہ جھوٹ ہو اس لئے کہ وہ ہمیشہ ہی لڑائی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جھگڑے میں مستغرق رہتے تھے اور قرآن کو جھوٹ باور کرتے تھے تو اس آیت مبارکہ کے لانے سے ان پر رد کیا گیا ہے۔

تشریح: مشرکین مکہ کہتے ہیں کہ اس پیغمبر نے نوح علیہ السلام کے واقعہ کو اپنی جانب سے جھوٹ بنالیا ہے تو اللہ پاک نے محمد ﷺ کو حکم دیا کہ آپ انہیں وارننگ دیں کہ اگر میں نے اللہ پاک کی ذات کے بارے میں جھوٹ کہا ہے جیسا کہ تم کہہ رہے ہو تو تم پر تو اس کا کچھ گناہ نہیں ہے اس گناہ کی سزا تو مجھ پر ہے تم پر تو نہیں ہے اس کے ساتھ ساتھ میں تمہارے گناہوں سے بری ہوں اللہ کا فیصلہ تو عادلانہ ہے ہر شخص کو اس کے اعمال کے مطابق بدلہ دیا جائے گا ارشاد ربانی ہے: ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی﴾ (الانعام:۱۶۴) ''اور کوئی جان بوجھ اٹھانے والی دوسری جان کا بوجھ نہیں اٹھائے گی''

وَ اُوْحِیَ اِلٰی نُوْحٍ اَنَّهٗ لَنْ یُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوْا یَفْعَلُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْیُنِنَا وَوَحْیِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِیْ فِی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَیَصْنَعُ الْفُلْكَ وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَیْهِ مَلَاٌ مِّنْ قَوْمِهٖ سَخِرُوْا مِنْهُ ؕ قَالَ اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُوْنَ ﴿۳۸﴾ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ مَنْ یَّاْتِیْهِ عَذَابٌ یُّخْزِیْهِ وَیَحِلُّ عَلَیْهِ عَذَابٌ مُّقِیْمٌ ﴿۳۹﴾

ترجمہ: اور نوح کی طرف وحی کی گئی کہ آپ کی قوم میں سے ایمان نہیں لائیں گے مگر وہی جو ایمان لا چکے ہیں آپ غم نہ کریں بہ سبب اس کے جو وہ کر رہے ہیں (۳۶) آپ ہمارے سامنے اور ہمارے حکم کے مطابق کشتی بنائیں اور مجھ سے ان لوگوں کے بارے میں کوئی بات نہ کرنا جو ظلم کر رہے ہیں بلاشبہ انہیں غرق کر دیا جائے گا (۳۷) اور نوح کشتی بنا رہے تھے اور جب بھی اس [کشتی] پر اس کی قوم سے کوئی گروہ گزرتا تو وہ اس کا تمسخر اڑاتے اس نے کہا اگر تم ہمارا تمسخر اڑاتے ہو تو لازمی طور پر ہم بھی تمہارا تمسخر اڑائیں گے جیسا کہ تم تمسخر اڑا رہے ہو (۳۸) تم عنقریب معلوم کر لو گے اس کو جس کے پاس رسوا کرنے والا عذاب آتا ہے اور اس پر ہمیشہ کا عذاب اترتا ہے (۳۹)

لغوی تحقیق: فَلَا تَبْتَئِسْ آپ غم نہ کریں، مادہ (ب ء س) ہے، بَأسٌ، بَأسَآءُ سختی، جنگ، عذاب، زجاج کا کہنا ہے کہ بأس کے معنی بھوک کے ہیں اور بَأسَآءُ اس تکلیف کو کہتے ہیں جس کا تعلق مالی مشکلات سے ہو، قرآن پاک میں ہے ﴿وَالصّٰبِرِیْنَ فِی الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِیْنَ الْبَاْسِ﴾ (البقرۃ:۱۷۷) ''اور سختی اور تکلیف میں اور معرکہ جنگ کے وقت ثابت قدم رہیں'' لا بأس محاورہ ہے جس کے معنی ہیں کوئی حرج نہیں، کوئی مضائقہ نہیں، بئس کلمہ ذم ہے جس طرح نِعْمَ کلمہ مدح ہے، اَلْبَائِسُ فقیر، درماندہ، زبوں حال، بَئِیْسٌ برا عذاب، شدید عذاب، وہ شخص جو فقر و احتیاج کی شدتوں میں مبتلا ہو۔ (لسان القرآن ص۱۴۴)

بلاغت: ﴿اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ﴾ میں خبر میں انکار ہے اور اِنَّ لا کر تاکید کی گئی ہے آغاز میں اللہ پاک نے فرمایا کہ اے نوح! تو نے مجھ سے ان پر عذاب نازل ہونے سے روکنے پر دعا نہیں کرنی ہے چونکہ نوح علیہ السلام کو تردد لاحق تھا کہ ان پر عذاب نازل ہوگا یا نہیں، تو ان کے تردد کو ختم کرنے کے لئے کلام کو تاکید کے ساتھ لایا گیا ہے جب کہ کشتی بناتے وقت انہیں خطرہ لاحق تھا کہ شائد انہیں پانی میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈبو کر ہلاک کیا جائے تو اِنَّ تاکید کیلئے لایا گیا ہے کہ واقعی انہیں پانی میں غرقاب کر کے تباہ کیا جائیگا۔ (اعراب القرآن ۱۱-۱۲/۲۶۵)

تناسب: قبل ازیں اللہ پاک نے مطلع فرمایا کہ نوح علیہ السلام کی قوم نے ان کے ساتھ اختلاف کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی تھی بلکہ وہ دن بدن زیادہ سرکش ہوتے چلے گئے یہاں تک کہ انہوں نے عذاب جلدی لانے کا مطالبہ کیا، بعدازاں اللہ نے نوح کو ان کی قوم کے ایمان لانے کے بارے میں مایوسی کی خبر دی کہ ان کا ایمان لانا تو محال ہے، مزید ان کے ساتھ جھگڑا کرنا بے فائدہ ہے البتہ جو ایمان لا چکے ہیں ان کے سوا اب کوئی ایمان نہیں لائے گا اب ان کی تباہی و بربادی کا وقت آن پہنچا ہے انتقام کی ساعت ان کے سروں پر منڈلا رہی ہے۔

تشریح: جب نوح کی قوم نے جلدی عذاب لانے کا مطالبہ کیا اس پر نوح علیہ السلام نے دعا کی اے میرے پروردگار! تو زمین کی سطح پر کفار کے ایک گھر کو بھی باقی نہ رہنے دے سبھی کو تباہ و برباد کر دے، اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کی جانب وحی کی جن لوگوں نے ایمان قبول کرنا تھا وہ ایمان لا چکے ہیں وہ ایمان پختہ رکھتے ہیں اب آپ حزن و ملال کو چھوڑ دیں آپ تقریباً ایک ہزار سال تک قوم کی اصلاح کے لئے کوشاں رہے ہیں اب آپ خود کو آرام پہنچائیں ان سے جنگ وجدال موقوف رکھیں بس عذاب اب آنے ہی والا ہے آپ ہماری نگرانی میں کشتی بنائیں آپ اور آپ کے رفقاء کو کشتی میں تحفظ عطا کریں گے اب آپ نے ان لوگوں کے بارے میں ہرگز اس کا مطالبہ نہیں کرنا ہے کہ ان پر عذاب نازل نہ ہو اور انہیں معاف کر دیا جائے اب تو ان کے بارے میں فیصلہ کر دیا ہے کہ وہ پانی کے عذاب سے تباہ و برباد کئے جائیں گے اب آپ ہرگز ان کے بارے میں شفقت کا پہلو نہ رکھیں۔

چنانچہ اللہ پاک کے حکم کے مطابق نوح علیہ السلام کشتی بنانے میں مصروف رہے اور قوم کے سرکردہ افراد جب ان کے پاس سے گزرتے تو ان سے ہنسی مذاق کرتے ہوئے گزرتے اور انہیں دیوانہ قرار دیتے کہ کل تک تو آپ پیغمبر تھے اب آپ نے بڑھئی کا پیشہ اختیار کر لیا ہے ان کا مزاحیہ انداز کچھ عجب نہیں اس لئے کہ ہر دور میں عقل و سمجھ سے ماوراء کاموں پر لوگ مزاحیہ انداز اختیار کرتے رہے ہیں اس پر نوح علیہ السلام نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے آگاہ کیا کہ اگر آج تم ہمارا مزاح اڑا رہے ہو اور تم ہماری جہالت پر ہنس رہے ہو تو ہم بھی مستقبل میں جب تم عذاب کی لپیٹ میں آجاؤ گے تمہارا مزاح اڑائیں گے، اگر تم آج ہمارے کاموں پر پھبتیاں کس رہے ہو کہ ہم بے فائدہ کام کر رہے ہیں تو تم مستقبل قریب میں دیکھ لو گے کہ کن کو رسوا کن عذاب اپنی لپیٹ میں لیتا ہے اور اس کے بعد آخرت میں ہمیشہ کے عذاب میں گرفتار ہونا ہے جب کہ دنیوی تکالیف تو اخروی عذاب کے مقابلہ میں بہت کم ہیں اس لئے کہ انہوں نے ایک نہ ایک دن ختم ہونا ہے جب کہ آخرت میں عذاب ہمیشہ دامن گیر رہے گا کبھی ختم ہونے والا نہیں ہے۔

حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ قُلْنَا احْمِلْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ اٰمَنَ ؕ وَمَآ اٰمَنَ مَعَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلٌ ﴿۴۰﴾ وَقَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا ؕ اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۴۱﴾ وَهِيَ تَجْرِيْ بِهِمْ فِيْ مَوْجٍ كَالْجِبَالِ قف وَنَادٰى نُوْحُ ِۨابْنَهٗ وَكَانَ فِيْ مَعْزِلٍ يّٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَلَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۴۲﴾ قَالَ سَاٰوِيْٓ اِلٰى جَبَلٍ يَّعْصِمُنِيْ مِنَ الْمَآءِ ؕ قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ ۚ وَحَالَ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ﴿۴۳﴾ وَقِيْلَ يٰٓاَرْضُ ابْلَعِيْ مَآءَكِ وَيٰسَمَآءُ اَقْلِعِيْ وَغِيْضَ الْمَآءُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِيِّ وَ قِيْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴿۴۴﴾

ترجمہ: یہاں تک کہ جب ہمارا حکم آن پہنچا اور تنورا ُبلنے لگا تو ہم نے کہا اس کشتی میں ہر جنس کے نر مادہ دو فرد سوار کریں اور اپنے اہل وعیال کو بھی سوائے اس کے جس پر عذاب کا حکم سبقت لے جا چکا ہے اور ایمان والوں کو سوار کریں جب کہ اس پر ایمان لانے والے تو بہت کم تھے (۴۰) اور نوح نے کہا کشتی پر سوار ہو جاؤ اللہ کے نام کے ساتھ اس کا چلنا ہے اور اس کا ٹھہرنا ہے بلا شبہ میرا پروردگار بخشنے والا مہربان ہے (۴۱) اور کشتی انہیں اپنی موج میں لے جارہی تھی جو پہاڑوں جیسی تھی اور نوح نے اپنے بیٹے کو آواز دی اور وہ کنارے میں تھا اے میرے بیٹے! ہمارے ساتھ سوار ہو جا اور تو کافروں کا ساتھی نہ بن (۴۲) اس نے کہا میں کسی ایک پہاڑ کی پناہ حاصل کروں گا جو مجھے پانی [میں ڈوبنے] سے بچائے گا، نوح نے کہا آج اللہ کے عذاب سے کوئی محفوظ نہیں رہ سکتا ہے البتہ جس پر اللہ رحم فرمائے اور ان کے درمیان موج حائل ہوئی تو وہ ڈوبنے والوں میں ہو گیا (۴۳) اور کہا گیا اے زمین! تو اپنے پانی کو نیچے لے جا اور اے آسمان! تو ٹھہر جا اور پانی کم ہو گیا اور کام تمام ہو گیا اور کشتی جودی پہاڑ پر ٹھہر گئی اور کہا گیا ظالموں کے لئے ہلاکت ہے (۴۴)

لغوی تحقیق: وَفَارَ التَّنُّوْرُ اور تنور جوش مارنے لگا، اس کا مادہ (ف ور) ہے، زوردار جوش، پانی کا جب چشمہ پھوٹ نکلتا ہے اور پانی جاری ہوتا ہے لیکن اس سے مقصود اللہ کا شدید غیظ وغضب ہے جو ظالموں پر اترا مشرکین اس کی لپیٹ میں آئے جو نہ صرف یہ کہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں بلکہ عوام الناس پر بھی ان کا ظلم عام ہوتا ہے، تنور سے مراد جس میں روٹیاں پکائی جاتی ہیں یہ لفظ اردو میں بھی استعمال ہوتا ہے اہل بیت سے مقصود عورتیں، اولاد اور بیویاں ہیں۔ (المراغی ۴/۳۱۶)

بلاغت: ﴿يٰٓاَرْضُ ابْلَعِيْ مَآءَكِ وَيٰسَمَآءُ اَقْلِعِيْ﴾ زمین اور آسمان میں مطابقت ہے اور اَبْلَعِيْ اور اَقْلِعِيْ میں بھی مناسبت ہے، ان دونوں کا شمار محسنات بدیعیہ سے ہوتا ہے۔

لطیفہ: ایک اعرابی نے اس آیت کو سنا تو کہا کہ یہ کلام ایسے شخص کا ہے جو قادر الکلام ہے، مقصود اللہ کی ذات ہے ہرگز مخلوق کے کلام کے ساتھ مشابہت نہیں ہے، ابن المقفع ادیب نے چاہا کہ قرآن پاک کا مقابلہ کرے وہ ایک بچے کے پاس سے گزرا جو اس آیت کی تلاوت کر رہا تھا گھر واپس گیا اور اپنی تحریر کو مٹاتے ہوئے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اس کلام کا مقابلہ کبھی نہیں ہو سکے گا یہ ہرگز انسان کا کلام نہیں ہے۔

تنبیہ: ﴿يٰٓاَرْضُ ابْلَعِيْ مَآءَكِ﴾ میں غایت درجہ کا اعجاز کارفرما ہے اس میں محاسن لفظیہ اور معنویہ دونوں موجود ہیں جن کو بیان کرنا آسان نہیں ہے، علامہ ابوحیان نحوی نے علم بدیع کے لحاظ سے اس میں ۲۱ محاسن کو بیان کیا ہے، راقم الحروف نے تفسیر اصدق البیان جلد اول کے مقدمہ ص ۲۲ میں محاسن کو بیان کیا ہے اس کا مطالعہ فوائد سے خالی نہیں ہوگا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح: جب ان کی تباہی و بربادی کا وقت آن پہنچا اور تنور نے پانی کے چشمہ کی صورت اختیار کر لی اور نوح علیہ السلام کے لئے علامت قرار پائی تھی جب قوم کی تباہی ہوگی البتہ زیادہ مناسب یہ ہے کہ تنور سے مراد روئے زمین کی سطح ہے تو پھر مفہوم یہ ہوگا کہ جب تمام روئے زمین سے پانی اُبلنے لگا تو ہم نے اس وقت نوح علیہ السلام کو آگاہ کیا کہ آپ کشتی میں ہر قسم کے حیوان کا ایک جوڑا سوار کرائیں تاکہ طوفان کے بعد توالد و تناسل کا سلسلہ جاری رہے۔

نیز انہیں حکم دیا کہ کشتی میں اپنے اہل وعیال کو بھی سوار کرائیں خواہ وہ نر ہے یا مادہ، البتہ جن لوگوں کے بارے میں فیصلہ صادر ہو چکا ہے کہ ان کو ان کے ظلم کے سبب سیلاب میں غرق کیا جائے گا انہیں نہیں داخل ہونے دینا ہے نیز جن لوگوں نے آپ کی تصدیق کی ہے اور آپ کی پیروی کی ہے انہیں بھی کشتی میں سوار کرائیں لیکن چند ہی افراد تھے اللہ پاک نے ان کی گنتی کی صراحت نہیں کی ہے اسی طرح جن حیوانات کو کشتی میں سوار کرایا گیا ان کی بھی وضاحت نہیں ہے، اور جب نوح علیہ السلام نے انہیں کشتی میں سوار کرایا تو ذیل کے کلمات کے ساتھ دعا کی ﴿بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖهَا وَمُرْسٰهَا اِنَّ رَبِّي لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ اس دعا میں اعتراف ہے کہ کشتی کا چلنا رکنا سب کچھ اللہ کے نام کیساتھ ہے، بلاشبہ میرا پروردگار بخشنے والا مہربان ہے جب کہ لوگوں کو ان کے گناہوں کے سبب تباہ و برباد نہیں کرتا البتہ کفار کو ہلاک کرتا ہے جو کفر کیساتھ ساتھ ظلم سے باز نہیں آتے ہیں البتہ نوح علیہ السلام کے پیروکاروں پر رحم فرمایا جب ان کیلئے کشتی کا اہتمام ہوا جس میں پناہ حاصل کر کے کچھ انسان اور حیوان صحیح سلامت رہے طوفان نے انہیں تباہ و برباد نہ کیا۔

چنانچہ نوح علیہ السلام کا بیڑا ایسی موجوں کے درمیان چلتا رہا جو بلندی کے لحاظ سے پہاڑ دکھائی دیتی تھی چنانچہ بحری جہاز سمندر کی پہنائی اور گہرائی میں اتر کر رواں دواں رہتے ہیں تو بڑے بڑے پہاڑوں کی طرح نظر آتے ہیں قریب ہے کہ وہ جہاز پر غالب آجائیں جب کہ کچھ عرصہ بعد یوں نظر آتا ہے کہ جہاز بہت اونچی موجوں کی جانب زور کے ساتھ جارہا ہے گویا کہ موجیں بہت اونچا پہاڑ ہیں اور جہاز ان کے گھیراؤ کے سبب ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جائے گا اور ملاح ان حالات میں اپنے اجسام کو اپنی کمر اور کناروں پر باندھ لیتے ہیں تاکہ تیز موجوں کی گرفت سے محفوظ رہیں، جہاز میں سوار ہوتے وقت اس دوران نوح علیہ السلام اپنے بیٹے کو شفقت پدری کی کشش کے سبب بلاتے ہیں اے میرے بیٹے! میرے ساتھ جہاز میں سوار ہو جائیں اور کفار کی رفاقت کو ختم کر دیجئے جن کے بارے میں تباہی و بربادی کا فیصلہ ہو چکا ہے تو نوح علیہ السلام کے بیٹے نے جواب دیا کہ میں پہاڑ کی پناہ حاصل کرلوں گا جس کے سبب میں ڈوبنے سے محفوظ رہوں گا بیٹے کے اس بیان پر نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو مخاطب کرتے ہوئے اعلان کیا آج اللہ کے عذاب سے وہی شخص محفوظ رہے گا جس پر اللہ تعالیٰ کا رحم وکرم ہوگا اب معاملہ اسباب کی دنیا پر موقوف نہیں اب تو شریر قسم کے لوگوں سے انتقام لیا جارہا ہے جنہوں نے اللہ کے ساتھ شرک کیا خود پر ظلم روا رکھنے کے ساتھ ساتھ لوگوں پر بھی ظلم کیا اس اثناء میں جب باپ، بیٹا کے درمیان گفتگو ہو رہی تھی پانی کی ایک موج اچانک بلند ہوئی وہ باپ، بیٹے کے درمیان حائل ہوگئی تو بیٹا طوفان کی زد میں آکر ڈوب کر ہلاک ہوگیا۔

طوفانِ نوح کا منظر اتنا ہولناک تھا کہ اس کی ہولناکی کے سبب بچے بوڑھے نظر آتے تھے ایک طرف آسمان سے بارش کا پانی نہایت شدت کے ساتھ اترا ہوا تھا دوسری جانب زمین سے پانی پھوٹنے لگا آناً فاناً سیلاب نے بہت بڑے سمندر کی شکل اختیار کر لی جس میں موجیں تلاطم آفریں تھیں اور کشتی نوح کی کیفیت سیلابی پانی پر یوں دکھائی دے رہی تھی جیسا کہ ابتداء میں اللہ کا عرش پانی پر تھا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قوم نوح کی تباہی و بربادی کے بعد زمین کو مخاطب کر کے حکم دیا گیا اے زمین تو اپنا پانی اپنے اندر داخل کر لے اور آسمان کو حکم دیا کہ تو بارش کو روک لے پھر زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ اللہ کے حکم کے مطابق پانی خشک ہوتا چلا گیا اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے ظالم تباہ و برباد کر دیئے گئے اور کشتی نوح جودی پہاڑ پر رک گئی اور ظالموں کو کہا گیا کہ تم تباہ و برباد ہو چکے ہو تم اپنی سرکشی کی وجہ سے اللہ پاک کی رحمت کی آغوش سے محروم ہو گئے ہو۔

وَنَادٰى نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِىْ مِنْ اَهْلِىْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَ اَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۴۵﴾ قَالَ يٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ فَلَا تَسْئَلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنِّىْۤ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۴۶﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّىْۤ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَسْئَلَكَ مَا لَيْسَ لِىْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَاِلَّا تَغْفِرْ لِىْ وَتَرْحَمْنِىْۤ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۴۷﴾ قِيْلَ يٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَبَرَكٰتٍ عَلَيْكَ وَعَلٰۤى اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ ؕ وَاُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ يَمَسُّهُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۴۸﴾ تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَاۤ اِلَيْكَ ۚ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَاۤ اَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا ؕ فَاصْبِرْ ؕ اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۹﴾ ع

ترجمہ: اور نوح نے اپنے پروردگار کو پکارا پھر عرض کیا اے میرے پروردگار! کچھ شک نہیں کہ میرا بیٹا میرے اہل سے ہے اور بے شک تیرا وعدہ درست ہے اور تو بہترین فیصلہ کرنے والا ہے (۴۵) اللہ نے کہا اے نوح! بے شک وہ تیرے اہل سے نہیں ہے یقیناً اس کے اعمال صالحہ نہیں ہیں اس لئے تو مجھ سے ایسی بات کا سوال نہ کر جس کا تجھے علم نہیں ہے بے شک میں تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ تو جاہلوں سے خود کو تحفظ عطا کر (۴۶) اس نے عرض کیا اے میرے پروردگار! میں تیرے ساتھ پناہ طلب کرتا ہوں کہ میں تجھ سے ایسی بات کا سوال کروں جس کا مجھے علم نہیں اور اگر تو نے مجھے معاف نہ کیا اور مجھ پر رحم نہ کیا تو میں نقصان اٹھانے والوں سے ہو جاؤں گا (۴۷) آواز آئی اے نوح! ہماری جانب سے سلامتی کے ساتھ نیچے آئیں اور برکات کے ساتھ نیچے آئیں جو آپ پر اور ان جماعتوں پر ہیں جو تیرے ساتھ ہیں نیز کچھ اور جماعتیں ہیں جن کو ہم دنیا میں فوائد سے نوازیں گے بعد ازاں انہیں ہماری جانب سے دردناک عذاب پہنچے گا (۴۸) یہ واقعہ غیب کی خبروں سے ہے جس کی ہم آپ کی جانب وحی کر رہے ہیں جن کا تجھے اور آپ کی قوم کو اس سے پہلے علم نہیں تھا چنانچہ آپ صبر کریں بے شک انجام پرہیزگاروں کا ہی ہے (۴۹)

تشریح: نوح علیہ السلام نے اپنے پروردگار کو پکارتے ہوئے عرض کیا کہ میرا بیٹا کشتی میں سوار نہ ہو سکا باوجود بلانے کے اس نے کشتی میں سوار ہونے سے انکار کیا جب کہ میرا بیٹا بھی میرے اہل و عیال کا ایک فرد ہے جن کی نجات کا تو نے مجھ سے وعدہ کیا تھا جب مجھے کشتی میں اس کے سوار کرانے کا حکم دیا تھا اور یہ حقیقت مسلم ہے کہ تیرا وعدہ برحق ہے وعدہ کی خلاف ورزی ممکن نہیں اور تو سب فیصلہ کرنے والوں سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے تیرا فیصلہ کمال درجہ کے علم اور حکمت پر مبنی ہوتا ہے اس میں ہرگز کسی غلطی اور ظلم کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شائبہ تک بھی نہیں ہوسکتا، اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو آگاہ کیا اے نوح! اسے آپ کے اہل سے شمار نہیں کیا جا سکتا جن کے بارے میں تجھے حکم دیا تھا کہ آپ انہیں کشتی میں سوار کرائیں تا کہ وہ طوفان کی زد سے محفوظ رہیں اس کے تو اعمال صالحہ نہیں ہیں وہ تو اعمال فاسدہ کا دلدادہ ہے اور اعمال صالحہ سے کنی کتراتا ہے، اس لئے آپ مجھ سے ایسی چیز کے بارے میں سوال نہ کریں جس کا تجھے علم نہیں ہے اس جملہ میں اشارہ ملتا ہے کہ اللہ کی سنت کے خلاف دعا کرنا کہ دعا کرنے والے کی دعا کے سبب کائنات کے مستحکم نظام میں تبدیلی ہو ہرگز درست نہیں اور جو کام شرعاً حرام ہے اس کا مطالبہ کرنا ہرگز درست نہیں، البتہ اسباب کی تسخیر کی دعا کرنا اور اس کے لئے توفیق کا مطالبہ کرنا اور مجہول چیز کے علم سے آگاہ ہونے کے لئے سنت اللہ سے ہے تا کہ اعمال صالحہ میں اضافہ ہو۔

اے نوح! میں تجھے جاہلوں کی جماعت میں شرکت سے روک رہا ہوں جو اللہ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ حکمت کے تقاضوں کے خلاف فیصلے فرمائے اور ان کی خواہشات کا خیال رکھا جائے معلوم ہوا کہ انسان کی یہ بہت بڑی جہالت اور دیدہ دلیری ہے کہ وہ پرہیزگار لوگوں سے ایسے معاملات کے سرانجام پانے کی درخواست کریں جو شرعاً ممنوع ہیں چونکہ نوح علیہ السلام سے غلطی سرزد ہوئی اس بنا پر وہ اپنے پروردگار کی بارگاہ میں دعا کر رہے ہیں کہ اے میرے پروردگار! میں تیری پناہ میں آتا ہوں میں ہرگز اب تجھ سے ایسے کام کے سرانجام پانے کا سوال نہیں کروں گا جو آپ کی حکمت کے تقاضوں کے موافق نہیں ہے اور اے اللہ! اگر تو مجھے اس بے جا سوال کرنے کے گناہ کو معاف نہیں کرے گا اور میری توبہ کو قبول فرماتے ہوئے مجھ پر رحم نہیں کرے گا جب کہ تیری رحمت تو ہر چیز پر حاوی ہے تو میرا شمار ان لوگوں میں سے ہوگا جو نقصان اٹھانے والے ہیں، حقیقت یہ ہے کہ میرا مقصود تو یہ تھا کہ میری تمام اولاد نجات پا جائے اور آپ کے احکام کی اطاعت کرتے ہوئے سعادت اخروی سے شادکام ہوں لیکن میں اقرار کرتا ہوں کہ ان کے بارے میں آپ کا علم بالکل درست ہے اور میرا خیال حقیقت پر مبنی نہیں ہے۔

نوح علیہ السلام کی دعا میں عبرت کے وجوہ: (۱) نوح علیہ السلام کا اپنے بیٹے کے لئے سوال کرنا اس میں اللہ کی نافرمانی کا شائبہ تک بھی نہیں ہے جب کہ نوح علیہ السلام نے اس میں اللہ کے کسی حکم یا کسی ممنوع کام کی مخالفت نہیں کی ہے البتہ صحیح نیت کے ساتھ اپنے بیٹے کے لئے ان کا مطالبہ اجتہادی غلطی ہے اس لحاظ سے اسے گناہ سمجھا جائے گا لیکن اس قسم کے غلط اجتہاد سے انبیاء کرام کو معصوم قرار نہیں دیا جا سکتا اس قسم کی اجتہادی غلطی کے بعد جب اللہ پاک انہیں آگاہ کرتے ہیں کہ ان سے یہ غلطی واقع ہوئی ہے تو اس کے سبب ان کی روحانی قوت میں مزید اضافہ ہوتا ہے، (۲) کسی انسان کی اصلاح کا تعلق وراثت اور نسب پر موقوف نہیں ہے بلکہ افراد کی استعداد کے اختلاف کے سبب اختلاف رونما ہوتا ہے اگر وراثت کا کچھ زیادہ اثر ہوتا تو آدم علیہ السلام کی تمام اولاد مساوی ہوتی اور نوح علیہ السلام کی کشتی میں سوار افراد کی اولاد بھی ایمان دار ہوتے جب کہ تاریخ کی گواہی اس کے خلاف ہے، (۳) دنیا اور آخرت میں لوگوں کی جزا سزا کا تعلق ان کے ایمان اور اعمال صالحہ کی بنیاد پر ہے ہرگز نسبی خاندانی رشتہ کی بنیاد پر نہیں ہے اگرچہ انبیاء علیہم السلام کی اولاد کیوں نہیں، (۴) جو شخص عالی نسب کے سبب مغرور ہے پروردگار عالم کی خوشنودی کے مطابق عملی زندگی بسر نہیں کرتا ہے اور خاندانی عظمت کے سبب خود کو علماء کرام اولیاء صالحین سے بہتر سمجھتا ہے اسے اللہ پاک کی کتاب قرآن پاک کے علم سے شناسائی حاصل نہیں ہے۔

قِيْلَ يٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا: اس ذات نے حکم دیا نوح علیہ السلام کو جس کے قبضۂ قدرت میں ہر چیز کی بادشاہت ہے جو تمام عالم کے امور کی تدبیر کرنے والا ہے جب کہ طوفان ختم ہو گیا بارش رک گئی زمین نے بارش کے پانی کو نگل لیا اور زمین کی سطح پر رہائش اختیار کرنا اور کام کاج کرنا آسان ہو گیا، اے نوح! آپ جودی پہاڑ سے کشتی سے اتریں جہاں کشتی رکی ہوئی ہے ہماری جانب سے تجھ پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلام ہو اور معیشت کے اسباب میں برکتوں کا نہ صرف آپ پر نزول ہو بلکہ ان سب افراد پر جو آپ کے ساتھ کشتی میں سوار تھے اور نسلاً بعد نسلٍ ان کی سب اولاد پر جو روئے زمین پر منتشر ہو جائیں گے اور وہ مستقل امتوں کی حیثیت میں شمار ہوں گے بلکہ ان میں کچھ اور لوگ جو ان کے بعد زمین پر آباد ہوں گے ہم انہیں دنیوی زندگی میں رزق کی برکات سے نوازیں گے جب کہ ان پر اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور رحمت نازل ہوگی جیسا کہ ایمان والے لوگ اللہ پاک کی رحمت سے خوش و خرم زندگی بسر کرتے رہے اس لئے کہ شیطان نے انہیں گمراہی پر چلایا اور اللہ کی ذات کے ساتھ اس کی مخلوق کو شریک ٹھہرانے پر نہایت خفیہ تدبیر کے ساتھ آمادہ کیا چنانچہ وہ نہ صرف یہ کہ دنیوی زندگی میں دردناک عذاب سے دوچار کئے گئے بلکہ اخروی زندگی میں انہیں دوزخ میں گرایا جائے گا۔

تِلْكَ مِنْ اَنْبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَآ اِلَيْكَ: اے محمد (ﷺ)! جن واقعات سے آپ کو آگاہ کیا جا رہا ہے یہ سب عالم غیب سے ہیں ہم آپ کی جانب ان کی وحی کر رہے ہیں ان واقعات کے ظہور پذیر ہونے کے وقت آپ موجود نہ تھے نہ ان واقعات کا علم آپ کو ہے نہ آپ کی قوم کو ہے اگرچہ اجمالاً تو کچھ علم تھا لیکن تفاصیل سے واقفیت نہ تھی اس لئے پردہ کشائی کی جا رہی ہے آپ نہایت استقامت کے ساتھ اللہ کے احکام کو پہنچائیں اور اگر آپ کو اس میدان میں قوم کی اذیتوں کا سامنا کرنا پڑے تو آپ صبر اختیار کریں جیسا کہ نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کی جانب سے تکالیف پہنچانے پر صبر کے دامن کو تھامے رکھا، چنانچہ اللہ کے پیغمبروں اور ان کی قوموں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی سنت جاریہ ہے کہ انجام کار نجات اور کامیابی پرہیزگاروں کا مقدر ہوتی ہے جو اللہ کی نافرمانی کے کاموں سے خود کو دور رکھنے میں کوشاں رہتے ہیں اور اللہ کے احکام کی اطاعت کرنے میں ہرگز کوتاہی روا نہیں رکھتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جو کامیابی و کامرانی سے ہمکنار ہوتے ہیں اور اللہ کی خوشنودی سے اپنے دامن کو معمور کرتے ہیں جب کہ پرہیزگاروں کے مخالف اور دشمن ہمیشہ دشمنی پر ڈٹے رہتے ہیں تو ان لوگوں کا مقدر نہ صرف یہ کہ وہ دنیا میں اللہ پاک کے عذاب کی لپیٹ میں آتے ہیں انہیں صفحۂ ہستی سے نیست و نابود کر دیا جاتا ہے بلکہ وہ ہمیشہ ہمیشہ عبرت کا نشان بنے رہتے ہیں۔ (المراغی ۳۲۱/۴-۳۲۳)

وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًاؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗؕ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ ﴿۵۰﴾ يٰقَوْمِ لَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًاؕ اِنْ اَجْرِىَ اِلَّا عَلَى الَّذِىْ فَطَرَنِىْؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۵۱﴾ وَيٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّ يَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿۵۲﴾ قَالُوْا يٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَّمَا نَحْنُ بِتَارِكِىْٓ اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۳﴾ اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍؕ قَالَ اِنِّىْٓ اُشْهِدُ اللّٰهَ وَاشْهَدُوْٓا اَنِّىْ بَرِىْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿۵۴﴾ مِنْ دُوْنِهٖ فَكِيْدُوْنِىْ جَمِيْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ ﴿۵۵﴾ اِنِّىْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّىْ وَرَبِّكُمْؕ مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَاؕ اِنَّ رَبِّىْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۵۶﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ مَّآ اُرْسِلْتُ بِهٖٓ اِلَيْكُمْؕ وَيَسْتَخْلِفُ رَبِّىْ قَوْمًا غَيْرَكُمْۚ وَلَا تَضُرُّوْنَهٗ شَيْئًاؕ اِنَّ رَبِّىْ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ حَفِيْظٌ ﴿۵۷﴾

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: اور ہم نے قوم عاد کی جانب ان کے بھائی ھود کو رسول بنا کر بھیجا اس نے کہا اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں تم تو جھوٹ کہنے والے ہی ہو (۵۰) اے میری قوم! میں اس پیغام پر تم سے مزدوری کا سوال نہیں کرتا ہوں میری مزدوری تو اللہ ہی پر ہے جس نے مجھے پیدا کیا، کیا تم سمجھتے نہیں ہو؟ (۵۱) اور اے میری قوم! تم اپنے پروردگار سے مغفرت طلب کرو بعد ازاں اس کی جانب رجوع کرو تو وہ تم پر بادل بھیجے گا جو بارش برسائے گا اور تمہاری قوت میں مزید قوت عطا کرے گا اور تم نے مجرم نہیں بننا ہوگا (۵۲) انہوں نے کہا اے ھود! تو ہمارے پاس کوئی دلیل نہیں لایا ہے اور ہم اپنے معبودوں کو تیرے کہنے پر چھوڑنے والے نہیں اور ہم تجھے تسلیم نہیں کرتے ہیں (۵۳) ہم نہیں کہتے ہیں مگر یہ کہ تجھے ہمارے بعض معبودوں نے تکلیف میں مبتلا کیا ہے اس نے کہا میں اللہ کو گواہ بناتا ہوں اور تم گواہ رہو بلاشبہ میں بری ہوں اس سے جس کو تم شریک بناتے ہو (۵۴) اللہ کے علاوہ تم سبھی اکٹھے ہو کر میرے بارے میں مکر و فریب کرو پھر تم مجھے مہلت نہ دو (۵۵) بے شک میں نے اللہ پر بھروسہ کیا ہے جو میرا اور تمہارا پروردگار ہے، نہیں ہے کوئی متحرک مگر اللہ نے اس کی پیشانی کے بالوں کو پکڑا ہوا ہے بے شک میرا پروردگار صحیح راستہ پر ہے (۵۶) پس اگر تم روگردانی کرو [تو مجھے کچھ تکلیف نہیں] بے شک میں نے تم تک اس چیز کو پہنچا دیا ہے جس کے ساتھ مجھے تمہاری جانب بھیجا گیا ہے اور میرا پروردگار تمہارے سوا لوگوں کو جانشین بنا دے گا اور تم اللہ کو کچھ تکلیف نہ پہنچا سکو گے بے شک میرا پروردگار ہر چیز پر نگران ہے (۵۷)

لغوی تحقیق: مِدْرَارًا کثرت کے ساتھ بارش برسانے والا، مادہ (درر) ہے، اَلدَّرُّ دودھ، دودھ کی کثرت و فراوانی، کہا جاتا ہے، لِلّٰهِ دَرُّكَ کلمہء استعجاب و تحسین تیری خوبی اللہ ہی کے لئے ہے، اَلدُّرُّ موتی، كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ موتی کی طرح درخشاں ستارہ، دَرَّ الْحَلِيْبُ دودھ کا زیادہ ہونا، دَرَّ الْفَرَسُ گھوڑے کا تیز دوڑنا، ﴿يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا﴾ وہ تم پر کثرت سے بارش بھیجے گا، نوح علیہ السلام کا ذکر ہے کہ انہوں نے ہر چند قوم کو سمجھایا کہ اگر تم ایک اللہ پر ایمان لے آؤ اور اس سے بخشش و رحم طلب کرو تو نہ صرف وہ تمہارے درجات اخروی میں اضافہ کرے گا بلکہ تمہاری دنیا بھی سنوار دے گا تم پر اس کا ابر کرم چھا چھوں برسے گا اور تمہاری سوکھی کھیتیاں سرسبز و شاداب ہو جائیں گی، تمہیں اموال و اولاد سے بھی نوازے گا لیکن انہوں نے ایک نہ مانی اور بدستور کبر و غرور سے کام لے کر دعوت خداوندی کو جھٹلاتے رہے نتیجہ یہ ہوا کہ ایک دن طوفان نے ان کو آ لیا اور ان کا انکار و کفران کو اللہ کے عذاب سے بچا نہ سکا، کسی قوم کو دنیوی خوشحالی باد و باراں کی کرم گستری اور مال و دولت کی فراوانی کا تعلق اگرچہ بظاہر قانون فطرت اور انسان کی سعی و تدبیر سے ہے لیکن اس کا ایک پہلو تعلق باللہ، ایمان خالص اور عمل صالح سے بھی متعلق ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی تدبیر کونی میں یہ امر بھی شامل ہے جو قوم اپنے تعصبات اور مفادات سے اونچا اٹھ کر اللہ کی دعوت پر لبیک کہے اللہ بھی اس کی مدد کرے گا اور اپنی نصرت و اعانت کا اس کو یقین دلائے گا۔ (لسان القرآن ص۴۰۷)

تشریح: ہم نے قوم عاد کی جانب ان کے نسب اور وطن کے لحاظ سے بھائی جناب ھود علیہ السلام کو پیغمبر کی حیثیت میں بھیجا، اس نے اپنی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قوم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ تم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں تم نے اللہ کی عبادت کی بجائے کسی بت، مورتی کی پرستش بھی نہیں کرنا ہو گی اگر تم اللہ کی عبادت کے ساتھ اس کے سوا کو اللہ کا شریک سمجھو گے تو تم اللہ کی ذات پر افتراء کے مرتکب ہو جاؤ گے جب کہ تم ان شریکوں کو اپنا سفارشی باور کرتے ہوئے ان کا تقرب حاصل کرو گے یا ان کے فوت ہونے کے بعد ان کی قبروں پر آمد و رفت جاری رکھو گے یا ان کے ڈھانچے اور تصویریں بطور تقرب کے گھروں میں آویزاں کرو گے اور ان کی وساطت سے تم منفعت کے حصول اور تکالیف کے دور ہونے کی امید رکھو گے، اے میری قوم کے لوگو! میں تمہیں دعوت دے رہا ہوں کہ تم ایک اللہ پاک کی اخلاص کے ساتھ عبادت کرو اور بتوں سے خود کو دور رکھو اس پیغام کے تم تک پہنچانے پر میں تم سے ہرگز کسی عطیہ کی امید نہیں رکھتا ہوں نہ مطالبہ کرتا ہوں کہ تم میرے بارے میں اس غلط فہمی میں مبتلا ہو جاؤ کہ اس کام میں مجھے کوئی مالی فائدہ ہے اپنے اس کام کے سرانجام دینے پر صرف اللہ کی ذات سے ثواب کا امیدوار ہوں جس نے مجھے فطرت سلیمہ پر پیدا فرمایا اور بت پرستی سے دور رکھا جس میں نوح علیہ السلام کی قوم گرفتار رہی، جب انہوں نے پرہیزگار لوگوں کے فوت ہونے کے بعد ان کے ڈھانچے بنا کر اس لئے معبد خانوں میں رکھے تا کہ ان نیک لوگوں کی یاد تازہ رہے لیکن شیطان ابلیس نے ان کے دلوں میں ان بتوں کے احترام اور محبت کو پیوست کر دیا محبت کے غلو کے بعد انہوں نے ان کی پرستش شروع کر دی تو تمہیں غور کرنا چاہیے اور سوچنا چاہیے کہ نفع، نقصان کے مالک ہرگز یہ ڈھانچے نہیں میں تمہاری خیرخواہی کا خواہاں ہوں جس اللہ پاک کی عبادت کی جانب میں تمہیں دعوت دے رہا ہوں اس دعوت میں ہرگز تمہیں دھوکہ میں مبتلا کرنا نہیں ہے۔

اے میری قوم! تم اپنے پروردگار کی بارگاہ میں اپنے گناہوں پر اشک ندامت بہاتے ہوئے بالخصوص شرک جیسے کبیرہ گناہ سے مغفرت کی بھیک طلب کرو، استغفار کے ساتھ ساتھ صدق دل کے ساتھ توبہ کرو تو اللہ تم پر مسلسل بارش نازل کرتا رہے گا جس سے تمہیں کچھ نقصان نہیں ہو گا البتہ فوائد کے راستے کھل جائیں گے اور تمہاری جسمانی اور مالی قوت میں اضافہ ہو گا لیکن تم نے ہرگز میری دعوت سے روگردانی کا سوچنا بھی نہیں ہے اور نہ ہی اپنی قوت پر فخر و غرور کرتے ہوئے اللہ پاک کی نافرمانی میں خود کو مبتلا کرنا ہو گا اس طرح تمہارا شمار ان لوگوں کی فہرست میں شامل ہو گا جو اللہ کے مجرم ہیں، ھود علیہ السلام کی دعوت پر قوم ھود نے برملا کہا اے ھود! تو نے اپنے دعویٰ کے اثبات میں کہ تو اللہ کی جانب سے پیغمبر ہے ہرگز کوئی دلیل پیش نہیں کی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان کا قول محض عناد کی بنا پر تھا اور حق و صداقت سے انکار کرنا تھا، مزید کہا کہ تیرے کہنے پر ہم اپنے معبودوں کی عبادت کو ہرگز چھوڑ نہیں سکتے اور نہ ہی ہم تیری نبوت کو درست سمجھتے ہیں، مزید اپنے غیظ و غضب کو مشتعل کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ تیری گفتگو سے ہمیں معلوم ہو رہا ہے کہ ہمارے خداؤں نے تجھے دیوانہ بنا دیا ہے جب کہ تو نے ان خداؤں کی عبادت سے خود کو روکا اور تکبر کیا تو اب تیرے دیوانہ ہونے کے بعد ہم ایک پاگل کی باتوں کو صحیح باور کریں؟ ہرگز نہیں۔

ان کے ان ہفوات کی تردید کرتے ہوئے ھود علیہ السلام نے اعلان کیا کہ میں اللہ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں تمہارے شرک سے برأت کا اظہار کرتا ہوں مزید اس پر تم کو بھی گواہ بناتا ہوں کہ میں تمہارے شرک سے برأت کا اظہار کرتا ہوں اور تمہیں چیلنج کرتا ہوں کہ تم سب میری مخالفت میں اکٹھے ہو جاؤ اور مجھے تکلیف میں مبتلا کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرو اور لمحہ بھر مجھے مہلت نہ دو اور تاخیر روا نہ رکھو، مجھے نہ تم سے کچھ خطرہ ہے اور نہ میں تمہارے خداؤں سے خائف ہوں میرا محافظ میرا پروردگار ہے جو تمام مخلوق کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معاملات کا مالک اور تصرف کرنے والا ہے اس کے لئے کائنات کی ہر چیز مسخر ہے اور اس کی قدرت کے تحت ہے اور وہ اپنے بندوں کو ان کے اعمال کے مطابق ثواب عطا کرے گا یا عذاب میں مبتلا کرے گا، جو شخص بھی اللہ پاک کی پناہ میں داخل ہوا وہ محفوظ رہا اور قانون الٰہی ہے کہ وہ اپنے دشمنوں کو اپنے دوستوں پر مسلط نہیں فرماتا ہے اور کوئی ظالم شخص اس کی پکڑ سے بچاؤ حاصل نہیں کر سکتا لیکن اگر اللہ کی بارگاہ سے روگردانی پر جاری وساری رہنا چاہتے ہو اور مجھے جھوٹا قرار دینے سے رکتے نہیں ہو تو تمہارا معاملہ میرے پروردگار کے ساتھ ہے میں نے تو اللہ پاک کے احکام کو تم تک پہنچا دیا ہے اور میری ذمہ داری صرف احکام کو پہنچانا تھا اب تم پر حجت قائم ہو چکی ہے اور تم اللہ کی جانب سے عذاب آنے کے مستحق ہو اس کے بعد اللہ تمہیں تباہ و برباد کر دیں گے اور تمہارے گھروں اور مالوں میں اور لوگوں کو تمہارا جانشین بنا دیں گے، یاد رکھو! اللہ پاک کی ذات پر ایمان نہ لانے کے باعث تم اللہ کو ہرگز کسی نقصان کے ساتھ ہم کنار نہیں کر سکتے اللہ کی ذات تم سے اور تمہارے ایمان لانے سے بے پرواہ ہے یقیناً میرا پروردگار ہر چیز پر نگران ہے اس کی مشیت کا جو تقاضا ہوتا ہے اس کے مطابق سب معاملات تکمیل پذیر ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے پیغمبروں کو غلبہ عطا کرتا ہے اور اپنے دشمنوں کو ذلیل کرتا ہے جب دلائل کے باوجود وہ کفر پر ڈٹے رہتے ہیں۔

وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا هُوْدًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَنَجَّيْنٰهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ﴿۵۸﴾ وَتِلْكَ عَادٌ جَحَدُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَعَصَوْا رُسُلَهٗ وَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ﴿۵۹﴾ وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اَلَآ اِنَّ عَادًا كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ؕ اَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ هُوْدٍ﴿۶۰﴾ ع

ترجمہ: اور جب ہمارا عذاب آن پہنچا تو ہم نے ھود اور اس پر ایمان لانے والوں کو اپنی رحمت کے ساتھ نجات عطا کی اور ہم نے انہیں سخت قسم کے عذاب سے نجات دی (۵۸) یہ قوم عاد کی سرگذشت ہے جنہوں نے اپنے پروردگار کے احکام کا انکار کیا اور اس کے پیغمبروں کی نافرمانی کی اور ہر سرکش لڑاکے کے حکم کی پیروی کی (۵۹) اور ان کے پیچھے اس دنیا میں لعنت بھیج دی گئی ہے اور قیامت کے دن بھی، خبردار! بلا شبہ قوم عاد نے اپنے پروردگار کا انکار کیا، خبردار! ھود کی قوم عاد ہلاک کئے گئے (۶۰)

تشریح: جب ہمارا عذاب نازل ہوا تو ہم نے ھود علیہ السلام اور اس پر ایمان لانے والوں کو اپنی رحمت سے نجات عطا کی اور ہم نے انہیں کفار پر نازل ہونے والے سخت عذاب سے الگ تھلگ رکھا ان پر اترنے والا عذاب ایسی شدید قسم کی آندھی تھی جس نے ہر چیز کو ملیا میٹ کر دیا، سورۃ القمر آیت نمبر (۱۹-۲۰) میں اس کی مزید وضاحت ملاحظہ فرمائیں، اس سے بعد والی آیت میں ان پر نازل ہونے والے عذاب کے سبب کو واضح کیا جا رہا ہے کہ ہم نے ان پر ناراضگی کے سبب عذاب کو اتارا اس لئے کہ انہوں نے اپنے پروردگار کے احکام اور توحید کے دلائل کو تسلیم کرنے سے انکار کیا اور ان کی جانب بھیجے جانے والے پیغمبروں کی نافرمانی کی جنہوں نے انہیں توحید کی دعوت دی اور اللہ پاک کے احکامات کی پیروی کا حکم دیا اگرچہ انہوں نے بظاہر صرف اسی پیغمبر کی نافرمانی کی تھی جسے ان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی جانب بھیجا گیا تھا لیکن اس ضابطہ کے پیش نظر کہ ایک پیغمبر کی نافرمانی کرنا سبھی پیغمبروں کی نافرمانی کو مستلزم ہے ظاہر ہے کہ اس طرح اصل بنیادی لحاظ سے نفس نبوت کے مقام کا انکار ہے کہ پیغمبر انسان نہیں ہوسکتا۔

قوم عاد کی اکثریت اور لیڈر ہر ایسے شخص کی پیروی پر بضد تھے جسے قوم کا رئیس گردانا جاتا تھا جسے ظلم واستبداد میں سربرآوردہ سمجھا جاتا تھا جو کسی قیمت پر حق وصداقت کے ساتھ اتفاق کرنے پر آمادہ نہیں ہوتا تھا اگرچہ دلائل کے انبار کیوں نہ موجود ہوں ان بدترین کوائف کے پیش نظر ان پر دنیوی زندگی میں لعنت ان کے ساتھ لازم ملزوم رہی چنانچہ جو شخص بھی ان کے بدترین کوائف سے آگاہ ہوتا وہ ان پر لعنت کی بوچھاڑ کرتا تھا، مزید برآں قیامت کے دن بھی ان پر لعنت کی بارش ہوتی رہے گی گویا کہ نہ صرف دنیوی زندگی میں ان پر لعنت مسلط رہی بلکہ اخروی زندگی میں بھی ہمیشہ لعنت کے ساتھ ہم کنار رہیں گے، خبردار! کس قدر واضح حقیقت ہے کہ قوم عاد نے اپنے پروردگار کی نعمتوں کا انکار کیا اور کبر ونخوت کے ساتھ پیغمبروں کو جھوٹا کہا جس کے نتیجہ میں قوم عاد ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اللہ کی رحمت سے محروم قرار دی گئی اور لعنت کا طوق ان کے گلے کا ہار بنا رہا۔

وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَالَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ
الْاَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِیْهَا فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَیْهِ ؕ اِنَّ رَبِّیْ قَرِیْبٌ مُّجِیْبٌ ﴿۶۱﴾ قَالُوْا
یٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ فِیْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَآ اَتَنْهٰىنَآ اَنْ نَّعْبُدَ مَا یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا وَاِنَّنَا لَفِیْ شَكٍّ مِّمَّا
تَدْعُوْنَآ اِلَیْهِ مُرِیْبٍ ﴿۶۲﴾ قَالَ یٰقَوْمِ اَرَءَیْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّیْ وَاٰتٰىنِیْ مِنْهُ رَحْمَةً
فَمَنْ یَّنْصُرُنِیْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ عَصَیْتُهٗ فَمَا تَزِیْدُوْنَنِیْ غَیْرَ تَخْسِیْرٍ ﴿۶۳﴾ وَیٰقَوْمِ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ
لَكُمْ اٰیَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِیْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَیَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِیْبٌ ﴿۶۴﴾
فَعَقَرُوْهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوْا فِیْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ ؕ ذٰلِكَ وَعْدٌ غَیْرُ مَكْذُوْبٍ ﴿۶۵﴾ فَلَمَّا جَآءَ
اَمْرُنَا نَجَّیْنَا صٰلِحًا وَّالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَمِنْ خِزْیِ یَوْمِىٕذٍ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ
الْقَوِیُّ الْعَزِیْزُ ﴿۶۶﴾ وَاَخَذَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوا الصَّیْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دِیَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ ﴿۶۷﴾
كَاَنْ لَّمْ یَغْنَوْا فِیْهَا ؕ اَلَآ اِنَّ ثَمُوْدَا۟ كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ؕ اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ ﴿۶۸﴾ ع

ترجمہ: اور ہم نے [قوم] ثمود کی جانب ان کے بھائی صالح کو بھیجا اس نے کہا اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو اللہ کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں اسی نے تمہیں زمین سے پیدا کیا اور اسی نے اس میں تمہیں آباد کیا تو تم اس سے مغفرت طلب کرو پھر تم اسی کی جانب رجوع کرو بے شک میرا پروردگار نزدیک ہے دعا قبول کرنے والا ہے (۶۱) انہوں نے کہا اے صالح! تو ہمارے درمیان اس سے پہلے رہا تجھ سے امید کی جاتی تھی کیا تو ہمیں روک رہا ہے اس سے کہ ہم ان معبودوں کی عبادت کر رہے ہیں جن کی عبادت ہمارے باپ دادا کیا کرتے تھے اور بلاشبہ ہمیں بڑا شک ہے اس سے جس کی جانب تو ہمیں دعوت دے رہا ہے (۶۲) اس نے کہا اے میری قوم! مجھے بتائیں! اگر میں اپنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پروردگار کی جانب سے دلیل پر ہوں اور اس نے مجھے اپنی جانب سے رحمت عطا کی ہے تو اللہ پاک کے عذاب سے کون میری مدد کرے گا اگر میں اس کی نافرمانی کروں گا پس تم تو میرے بارے میں صرف نقصان کا اضافہ کر رہے ہو (٦٣) اور اے میری قوم! یہ اللہ کی جانب سے تمہارے لئے نشانی ہے تو تم اسے چھوڑ دو کہ وہ اللہ کی زمین سے کھائے اور اسے کچھ تکالیف نہ پہنچاؤ کہیں تم کو قریب عذاب اپنی گرفت میں لے لے گا (٦٤) تو انہوں نے اس کو کاٹ ڈالا تو صالح نے کہا تم اپنے گھروں میں تین دن تک شاد کام رہو یہ ایسا وعدہ ہے جو جھوٹا نہیں ہے (٦٥) پس جب ہمارا حکم آ گیا تو ہم نے صالح اور اس کے ساتھ ایمان لانے والوں کو اپنی رحمت اور اس دن کی ذلت سے نجات عطا کی بلاشبہ آپ کا پروردگار قوت والا غالب ہے (٦٦) اور ظالموں کو سخت قسم کی آواز نے گرفت میں لے لیا پس وہ اپنے گھروں میں موت کے ساتھ ہم کنار ہوئے (٦٧) گویا کہ وہ اپنے گھروں میں آباد ہی نہ تھے، خبردار! بلاشبہ ثمودیوں نے اپنے پروردگار کا انکار کیا، خبردار! ثمود کے لئے ہلاکت ہو (٦٨)

تناسب: قوم عاد کے واقعہ کے بیان کے بعد ان لوگوں کا واقعہ بیان ہو رہا ہے جو ان کے بعد اسی دور میں عرب کی سرزمین میں بود و باش رکھتے تھے اور بتوں کی عبادت کرتے تھے عادیوں کو تند و تیز آندھی سے تباہ و برباد کیا گیا اور ثمودیوں کو زوردار چیخ سے ہلاک کر دیا گیا جب کہ چیخ کو ان کی جانب پہنچانے والی ہوا تھی۔

تشریح: ہم نے قوم ثمود کی جانب ان کے بھائی صالح علیہ السلام کو ان کی راہ نمائی کیلئے بحیثیت پیغمبر کے بھیجا اس نے اعلان کیا اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو اللہ کی ذات کے علاوہ تمہارا کوئی معبود نہیں ہے اس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا اس لئے کہ پہلا مادہ جس سے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا وہ مٹی تھی اس کے بعد مٹی سے جو نطفہ تیار ہوا اس سے سب کو پیدا فرمایا، چنانچہ نطفہ پہلے جمے ہوئے خون کی شکل میں منتقل ہوا پھر گوشت کا ایک ٹکڑا بنا اس سے انسانی ڈھانچہ معرض وجود میں آیا جس کا ہر جانب سے گوشت نے احاطہ کیا ہوا ہے، گوشت کا اصل خون ہے اور خون کا پیدا ہونا زمین کی نباتات سے ہے، پھر تم نے زمین کو آباد کیا تم میں سے کچھ نے کاشتکار کا لبادہ زیب تن کیا، کچھ نے صنعت و حرفت کی جانب خود کو متوجہ کیا اور کچھ نے مکانوں کی تعمیر کے لئے اپنی خدمات پیش کیں، مختصر یہ کہ جب اللہ تعالیٰ تمہارا خالق ہے اور اس نے تمہیں آبادی کے اسباب سے نوازا اور نعمتوں سے مالا مال کیا تو تم اللہ کی زمین پر آبادی اختیار کرتے ہوئے اسی کی عبادت کرو اس نے تم پر احسانات کی بارش کی تم انعامات پر اس کا شکریہ ادا کرو اخلاص کے ساتھ صرف ایک اللہ کی عبادت کرو اور چونکہ تم خود کو گناہوں سے محفوظ نہیں رکھ سکتے ہو اس لئے کسی بھی گناہ کے سرزد ہونے کے بعد اللہ کی بارگاہ کی جانب رجوع کرو اس سے مغفرت کی بھیک طلب کرو بلاشبہ میرا پروردگار اپنے بندوں کے بہت قریب ہے اللہ پر نہ تمہارے گناہ پوشیدہ ہیں اور نہ تمہارا اللہ سے مغفرت طلب کرنا پوشیدہ ہے وہ ہر اس شخص کی دعا کو قبول فرماتا ہے جب وہ اخلاص کے ساتھ دعا کرتا ہے۔

لیکن قوم نے جواب دیا اے صالح (علیہ السلام)! ہمارے نزدیک آپ کی شخصیت عقل و فکر کے لحاظ سے باعث اطمینان تھی ہم نے تجھ سے اپنی امیدیں وابستہ کر رکھی تھیں لیکن اب جس دعوت کو ہمارے سامنے پیش کیا جا رہا ہے اس کا مفہوم یہ ہے کہ ہم اپنے باپ دادا کے دین کو چھوڑ دیں ان کا دین باطل ہے اس لئے اب ہماری امیدیں خاک میں مل گئی ہیں، تعجب ہے کہ تو ہمیں ان معبودوں کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبادت سے منع کر رہا ہے جن کی عبادت ہم سے پہلے ہمارے باپ دادا کرتے رہے ہم تو ان کے منہج پر چلتے رہیں گے تجھ سے پہلے کسی بھی شخص نے ہمارے اس انداز کو قبیح قرار نہیں دیا تو تم کیوں اس کا انکار کر رہے ہو؟ اور حقیقت یہ ہے کہ تو ہمیں ایک اللہ کی عبادت کی جانب دعوت دے رہا ہے درمیان میں کسی وسیلہ کی اجازت نہیں دے رہا ہے اور ہمارے آباؤ اجداد جن تماثیل کی عبادت کرتے رہے ان سے بھی تو روک رہا ہے ان باتوں کی روشنی میں ہمیں خدشہ ہے کہ آپ کی دعوت پر عمل پیرا ہونے کی صورت میں ہم اطمینان سے محروم ہو جائیں گے۔

چنانچہ صالح علیہ السلام نے انہیں آگاہ کرتے ہوئے کہا اے میری قوم کے لوگو! تم ہی بتاؤ اگر میں اس وقت اپنے پروردگار کی جانب علیٰ وجہ البصیرت محسوس کرتا ہوں کہ میرا پروردگار جو میرے تمام کاموں کا مالک ہے سبھی اختیارات اسی کے پاس ہیں اس نے مجھے خاص رحمت کے ساتھ تمہاری جانب پیغمبر بنا کر مبعوث کیا ہے تو اگر میں اس ذمہ داری کے قبول کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے پیغامات تم تک نہ پہنچاؤں یا جو باتیں تمہیں پسند نہیں ہیں کہ میں تمہارے بتوں کی عبادت کو غلط سمجھتا ہوں ان سے رک جاؤں تو آپ مجھے بتائیں کہ پھر مجھے اللہ کے عذاب سے کون محفوظ کر سکتا ہے؟ اس لئے مجھے ہرگز تمہاری پرواہ نہیں ہے اگر تم مجھ سے تعلقات کو منقطع کرتے ہو اس حالت میں تم مجھے اگرچہ نقصان سے دوچار کرو گے لیکن میں ہرگز اللہ کی ناراضگی مول لینے کے لئے تیار نہیں ہوں جب کہ تمہاری خوشی اس حقیقت میں پوشیدہ ہے کہ میں تمہیں ہر حالت میں خوش رکھوں میرے لئے ایسا کرنا ممکن نہیں ہے۔

چنانچہ جب انہوں نے صالح علیہ السلام سے نبوت کے مقام پر سرفراز کئے جانے کی صورت میں معجزہ کا مطالبہ کیا تو انہوں نے آگاہ کیا کہ میرے پیغمبر ہونے کا معجزہ یہ اونٹنی ہے جو اپنی نسل کے اونٹوں سے ممتاز ہے کھانے، پینے بلکہ تمام امور میں اس کی شان انوکھی ہے اگر تم نے اس معجزہ کے دیکھنے کے بعد بھی میری نبوت کو تسلیم نہ کیا تو تمہیں تباہ و برباد کر دیا جائے گا، چنانچہ اونٹنی کے بارے میں طے پایا کہ اونٹنی جہاں چاہے چارہ تناول کرے تم میں سے کسی کے لئے اس کو تکلیف میں مبتلا کرنا جائز نہیں ورنہ بہت جلد تم عذاب الٰہی کی لپیٹ میں آ جاؤ گے لیکن انہوں نے ان کی خیر خواہی کی بات کو قبول نہ کیا بلکہ صالح علیہ السلام کو جھٹلاتے ہوئے اونٹنی کی کھونچیں کاٹ دیں اس پر صالح علیہ السلام نے انہیں بتایا کہ اب تم صرف تین دن تک زندہ رہو گے اللہ کی جانب سے وقت مقرر ہے اس کے بعد جب قوم ثمود کے پاس ہمارا عذاب آن پہنچا تو ہم نے صالح علیہ السلام اور اس کے رفقاء ایمان والوں کو عذاب الٰہی سے محفوظ رکھا دیگر سب کا استیصال کر دیا گیا اللہ پاک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مخاطب کر کے مطلع کر رہے ہیں کہ اے پیغمبر! آپ کا پروردگار جس نے انہیں تباہ و برباد کیا ہے وہ اس پر قادر ہے کہ وہ اسی طرح کا عذاب ان لوگوں پر بھی نازل کرے جب وہ آپ کے حکم کا انکار کریں اور اس پر اصرار کریں اس لئے کہ اللہ کو ہرگز کوئی مغلوب نہیں کر سکتا اللہ ہی اپنے احکام کے لحاظ سے غالب ہے چنانچہ ظالم لوگوں کو زبردست بجلی کے کوندنے کی آواز نے اپنی گرفت میں لے لیا اس کے دباؤ کے نتیجہ میں زمین پر زلزلہ کے جھٹکے محسوس کئے گئے بالآخر وہ سب بے ہوش ہو گئے اپنے چہروں کے بل زمین کی سطح پر گر گئے ان میں سے ایک فرد بھی زندہ سلامت نہ رہا آناً فاناً ان سب کے ملیامیٹ کئے جانے پر یوں محسوس ہو رہا تھا کہ وہ اپنے ان گھروں میں آباد ہی نہ تھے، ہو کا عالم طاری تھا ان کا عذاب الٰہی کی گرفت میں آنا محض اس لئے تھا کہ انہوں نے پروردگار عالم کے احکامات پر عمل پیرا ہونے سے انکار کیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًاؕ قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ﴿۶۹﴾ فَلَمَّا رَاٰۤ اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةًؕ قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ﴿۷۰﴾ وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ وَ مِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ﴿۷۱﴾ قَالَتْ يٰوَيْلَتٰۤى ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِىْ شَيْخًاؕ اِنَّ هٰذَا لَشَىْءٌ عَجِيْبٌ﴿۷۲﴾ قَالُوْۤا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِؕ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ﴿۷۳﴾ فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ الرَّوْعُ وَ جَآءَتْهُ الْبُشْرٰى يُجَادِلُنَا فِىْ قَوْمِ لُوْطٍ﴿۷۴﴾ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ﴿۷۵﴾ يٰۤاِبْرٰهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَاۚ اِنَّهٗ قَدْ جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَۚ وَاِنَّهُمْ اٰتِيْهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُوْدٍ﴿۷۶﴾

ترجمہ: یقیناً ہمارے بھیجے ہوئے ابراہیم کے پاس خوشخبری لے کر آئے تو انہوں نے ابراہیم کو سلام کہا، ابراہیم نے ان کے سلام کا جواب دیا ابراہیم بلا توقف بھنا ہوا بچھڑا لے آیا (۶۹) پس جب ابراہیم نے ان کے ہاتھوں کو دیکھا کہ وہ اس تک پہنچ نہیں رہے ہیں تو اس نے انہیں مشتبہ سمجھا اور ان کے بارے میں دل میں خوف محسوس کیا انہوں نے کہا آپ نہ ڈریں بیشک ہم کو قوم لوط کی جانب بھیجا گیا ہے (۷۰) اور ابراہیم کی بیوی وہاں کھڑی تھی وہ ہنسی تو ہم نے اس کو اسحاق کے پیدا ہونے اور اسحاق کے بعد یعقوب کے آنے کی بشارت دی (۷۱) اس نے کہا مجھے [افسوس ہے] کیا میں بچہ کو جنم دوں گی؟ جبکہ میں بوڑھی ہوں اور یہ میرا خاوند بڑی عمر کا ہو چکا ہے بیشک یہ تو عجیب چیز ہے (۷۲) فرشتوں نے کہا کیا تو اللہ کی قدرت کے بارے میں تعجب کر رہی ہے؟ اللہ کی نوازشات اور اس کی برکات تم پر ہیں اے گھر والو! بلاشبہ اللہ تعریف والا بزرگی والا ہے (۷۳) پس جب ابراہیم کا خوف دور ہوا اور خوشخبری اس تک پہنچ گئی تو وہ ہمارے ساتھ قوم لوط کے بارے میں جھگڑا کرنے لگا (۷۴) بیشک ابراہیم متحمل مزاج، ڈرنے والا اللہ کی جانب رجوع کرنیوالا تھا (۷۵) ہم نے کہا اے ابراہیم! اس جھگڑے سے روگردانی کریں بلاشبہ حقیقت یہ ہے کہ تیرے پروردگار کا عذاب آن پہنچا ہے اور بلاشبہ ان کے پاس ایسا عذاب آنے والا ہے جسے روکا نہیں جائے گا (۷۶)

لغوی تحقیق: حَنِيْذٌ بھنا ہوا، حَنَذَ اللَّحْمَ اس نے گوشت کو بھونا، دو پتھروں کے درمیان رکھ کر بھونا، حَنَذَ الْفَرَسَ گھوڑے کو اتنا دوڑایا کہ اس کو پسینہ آ گیا، ایسے گھوڑے کو مَحْنُوْذٌ کہتے ہیں جسے خوب دوڑایا گیا ہو، حَنَذَتْنَا الشَّمْسُ ہم کو سورج کی تمازت نے جھلسا دیا، اَوْجَسَ اس نے اپنے دل میں خوف محسوس کیا، اَلْوَجْسُ ہلکی آواز، تَوَجَّسَ اس نے مخفی آواز سننے کی کوشش کی۔

(لسان القرآن ص ۵۳۴، مفردات امام راغب ص ۹۵۶)

تشریح: ہماری جانب سے بھیجے گئے جبریل، میکائیل اور اسرافیل [علیہم السلام] جناب ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں لڑکے کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بشارت لے کر آئے انہوں نے ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں سلام عرض کیا ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا کہ تم پر بھی سلام ہو، چنانچہ ابراہیم علیہ السلام نے بلا تاخیر ان کی خدمت میں کباب شدہ بچھڑا پیش کیا جسے گرم پتھر پر کباب کیا گیا تھا، سورہ ذاریات (۲۶-۲۷) کے مفہوم سے معلوم ہو رہا ہے کہ ان کے ہاں پہلے سے بھنا ہوا گوشت مہانوں کی مہمان نوازی کے لئے رکھا ہوا تھا یا پھر فوراً بلا تاخیر کباب کر لیا گیا تو جب ابراہیم علیہ السلام نے دیکھا کہ ان کے ہاتھ کھانے کے تناول کی جانب دراز نہیں ہو رہے ہیں تو انہیں اس پر تعجب لاحق ہوا اس لئے کہ اس قسم کی کیفیت سے خطرہ محسوس کیا جاتا ہے اور گھبراہٹ ہوتی ہے، ان کے ذہن کی پلیٹ پر یہ خیال بھی منعکس ہوا کہ شائد یہ فرشتے ہوں جو انسانی شکل میں آئے ہیں اور کہیں ان کی قوم کو عذاب میں گرفتار کرنے کے لئے نہ آئے ہوں لیکن جب فرشتوں نے ان کے ذہن میں گردش کرنے والے خیال کو بھانپ لیا تو فوراً بول اٹھے آپ خوفزدہ نہ ہوں ہمارا ارادہ آپ کے بارے میں ہرگز خوفناک نہیں ہے البتہ ہمیں قوم لوط کی تباہی و بربادی کے لئے بھیجا گیا ہے اور قوم لوط کی رہائش گاہ ان کی رہائش گاہ کے نزدیک تھی مزید برآں سورۂ حجر میں وضاحت ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام نے ان سے خطرہ محسوس کیا تو انہوں نے ابراہیم علیہ السلام کو مطمئن کیا اور متحمل مزاج لڑکے کے تولد کی بشارت سے نوازا۔

اس اثنا میں ابراہیم علیہ السلام کی بیوی خدمت کے فرائض سرانجام دینے کے لئے قریب ہی کھڑی تھی تو وہ امن کے پیغام سے مسکرائیں یا قوم لوط پر عذاب کے قرب سے وہ مسرت کے عالم میں مسکرا دیں اللہ تعالیٰ وضاحت کے ساتھ فرما رہے ہیں کہ ہم نے ابراہیم علیہ السلام کی بیوی کو اسحاق کے تَوَلُّد کے بعد انہیں یعقوب کے تولد کی بھی خوشخبری سے نوازا تو اس بشارت سے ہمکنار ہونے پر تعجب کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگیں کیسے ممکن ہے کہ میں ایک بچے کو جنم دوں جبکہ میں عمر کی ایسی منزل میں داخل ہو چکی ہوں کہ اس عمر میں اولاد کی پیدائش رک جاتی ہے، مزید برآں میرا خاوند بھی بہت بوڑھا ہے اس عمر کے خاوند کے گھر میں بچے کا پیدا ہونا عجیب معلوم ہوتا ہے اللہ پاک کے قانون کے بھی خلاف ہے اس پر فرشتوں نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا تیرے لئے مناسب نہیں کہ تو اللہ کی جانب سے کسی ایسے کام کے ظہور پذیر ہونے پر تعجب کا اظہار کرے اس کے سرانجام دینے پر کوئی رکاوٹ کھڑی کرے وہ تو جس کام کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے حکم سے وہ کام ہو جاتا ہے، اے نبوت کے خاندان والو! قیامت تک تمہاری نسل پر اللہ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں نازل ہوتی رہیں گی، کیا یہ حقیقت نہیں کہ اسباب کے نظام کو اللہ پاک نے ہی پیدا فرمایا ہے وہ اگر اس نظام سے کسی کو مستثنیٰ کرنا چاہے تو وہ کر سکتا ہے بلاشبہ اللہ کی ذات تو ہر قسم کی تعریفوں اور عظمتوں کا استحقاق رکھتی ہے۔

فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ الرَّوْعُ : جب ابراہیم علیہ السلام سے گھبراہٹ دور ہوئی اس لئے کہ آنے والے فرشتے عذاب لانے والے فرشتے بھی تھے اور گھبراہٹ اس وقت دور ہوئی جب ان فرشتوں نے ابراہیم علیہ السلام کو بچے کے تولد کی خوشخبری دی اور آگے نسل بڑھنے کے بارے میں اطلاع دی تو ابراہیم علیہ السلام نے قوم لوط کے بارے میں جھگڑا شروع کر دیا جب کہ ان کا یہ مجادلہ اللہ کے حکم کے نفاذ کے بارے میں تھا، ارشاد ربانی ہے: ﴿ وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْٓا اِنَّا مُهْلِكُوْٓا اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ اِنَّ اَهْلَهَا كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ۝ قَالَ اِنَّ فِيْهَا لُوْطًا قَالُوْا نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ فِيْهَا لَنُنَجِّيَنَّهٗ وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴾ (العنکبوت:۳۱،۳۲) ”جب ہمارے فرشتے ابراہیم کے پاس خوش خبری لے کر آئے تو انہوں نے کہا کہ ہم اس بستی کو تباہ و برباد کرنے والے ہیں اس لئے کہ اس بستی کے باشندے ظالم ہیں ابراہیم نے کہا اس بستی میں تو لوط پیغمبر بھی ہیں انہوں نے جواب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیا کہ ہم خوب جانتے ہیں ان کو جو اس میں ہیں ہم لوط اور اس کے اہل کو سوائے اس کی بیوی کے نجات عطا کریں گے وہ تو پیچھے رہنے والوں سے ہے"

اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ: ابراہیم علیہ السلام نے فرشتوں کے ساتھ قوم لوط کے عذاب کے بارے میں جھگڑا کیا اس لئے کہ ابراہیم علیہ السلام حلیم الطبع تھے، کسی برے شخص سے بھی انتقام لینے میں عجلت سے کام نہیں لیتے تھے انہیں اس شخص سے سخت رنج ہوتا جو لوگوں کو تکالیف سے ہم کنار کرتا تمام معاملات میں اللہ کی جانب رجوع فرماتے تھے تو ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو مخاطب کرتے ہوئے حکم دیا کہ آپ قوم لوط کے بارے میں جھگڑا نہ کریں ایک کنارے پر رہیں تباہی و بربادی ان کا مقدر بن چکی ہے کہ اس سے مفر نہیں اور وہ ایسے عذاب سے ضرور دوچار ہوں گے جس کو ختم کرنا ممکن نہیں نہ طاقت کے استعمال سے عذاب کو روکا جاسکے گا نہ کسی قسم کی سفارش کارگر ہوگی، مزید اس آیت میں ان لوگوں کے لئے عبرت کا سبق ہے جو اللہ کے اولیاء کو اللہ کا شریک بناتے ہیں ان کا خیال ہے کہ وہ کائنات میں اپنے ارادہ کے ساتھ جس طرح چاہتے ہیں تصرف کرسکتے ہیں حالانکہ ابراہیم علیہ السلام انبیاء کرام علیہم السلام کے جداعلیٰ ہیں اور محمد ﷺ کے بعد ان کا مقام ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو بھی ان فیصلوں میں دخل دینے سے روک دیا ہے جن کا فیصلہ اللہ فرما چکے ہیں۔

وَ لَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِیْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالَ هٰذَا يَوْمٌ عَصِيْبٌ﴿۷۷﴾ وَ جَآءَهٗ قَوْمُهٗ يُهْرَعُوْنَ اِلَيْهِ ؕ وَمِنْ قَبْلُ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ؕ قَالَ يٰقَوْمِ هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِیْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ فِیْ ضَيْفِیْ ؕ اَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ﴿۷۸﴾ قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِیْ بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّ ۚ وَاِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِيْدُ﴿۷۹﴾ قَالَ لَوْ اَنَّ لِیْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِیْٓ اِلٰی رُكْنٍ شَدِيْدٍ﴿۸۰﴾ قَالُوْا يٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَّصِلُوْٓا اِلَيْكَ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَكَ ؕ اِنَّهٗ مُصِيْبُهَا مَآ اَصَابَهُمْ ؕ اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ ؕ اَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيْبٍ﴿۸۱﴾ فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَ اَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ مَّنْضُوْدٍ﴿۸۲﴾ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ ؕ وَمَا هِیَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ﴿۸۳﴾ ع

ترجمہ: اور جب ہمارے بھیجے ہوئے لوط کے پاس پہنچے تو وہ ان پر ناراض دکھائی دیئے اور ان کے سبب تنگ دل ہوئے اور اس نے کہا یہ دن تو مصیبت کا ہے (۷۷) اور لوط کے پاس اس کی قوم کے لوگ جلدی کے ساتھ پہنچے اور وہ قبل ازیں برائی کا کام کرتے تھے لوط نے انہیں کہا اے میری قوم! یہ میری بیٹیاں ہیں تم ان کے ساتھ نکاح کرو وہ تمہارے لئے پاکیزہ ہیں پس تم اللہ سے ڈرو اور تم مجھے میرے مہمانوں کے بارے میں ذلیل نہ کرو کیا تم میں کوئی شائستہ انسان نہیں ہے؟ (۷۸) انہوں نے کہا بلاشبہ تجھے علم ہے کہ ہمیں تیری بیٹیوں کی ہرگز ضرورت نہیں ہے اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلاشبہ تجھے علم ہے جو ہم چاہتے ہیں (۷۹) اس نے کہا اگر مجھ میں تمہارے مقابلہ کی قوت ہوتی یا طاقتور لوگوں کی پناہ اختیار کرتا [پھر میں کرتا جو کرتا] (۸۰) انہوں نے کہا اے لوط! ہم تیرے پروردگار کے بھیجے ہوئے ہیں وہ آپ تک ہرگز پہنچ نہیں سکیں گے تو آپ اپنے لوگوں کو رات کے کسی حصہ میں لے جائیں اور تم میں سے کوئی شخص گردن پھیر کر نہ دیکھے، سوائے آپ کی بیوی کے وہ بھی اسی عذاب سے ہم کنار ہوگی جس سے وہ ہم کنار ہوں گے بلاشبہ ان کی بربادی کا وقت فجر کا وقت ہے کیا صبح کا وقت نزدیک نہیں ہے؟ (۸۱) پس جب ہمارا حکم آ پہنچا تو ہم نے بستی کے اونچی جانب کو نچلی جانب کر دیا اور ہم نے ان پر آگ میں پکے ہوئے پتھر لگاتار برسائے جو کہ آپ کے پروردگار کی جانب سے علامات والے تھے اور یہ بستی ان ظالموں سے کچھ دور نہیں ہے (۸۲)

تشریح: جب ہمارے فرشتے لوط علیہ السلام کے پاس پہنچے تو ان کا آنا ان پر ناگوار گزرا اور ان کی مہمان نوازی کی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے سے درماندگی کا احساس ابھرا وہ اچھی طرح خبردار تھے کہ ان کی قوم کے سرکش لوگ اپنی عادت بد کے باعث کہیں ان پر زیادتی کے مرتکب نہ ہوں جبکہ ایک روایت کی روشنی میں کہ آنے والے مہمان خوبصورت امرد لڑکے تھے چنانچہ اس پریشانی کے عالم میں ان کی زبان پر یہ جملہ بار بار آ رہا تھا کہ آج کا دن میرے لئے سخت مصیبت اور آزمائش کا دن ہے اس دوران لوط علیہ السلام کی قوم کے کچھ افراد دوڑتے ہوئے ان کے پاس پہنچے جیسا کہ انہیں پیچھے سے کوئی شخص ہانک رہا ہے ان کا مقصود بے حیائی کرنا تھا جبکہ وہ لوگ قبل ازیں کثرت کیساتھ لواطت کے مرض میں مبتلا تھے حالانکہ لواطت کا پیشہ فطرت انسانی کے بھی خلاف ہے جبکہ شریعت الٰہیہ اور عام شہریت کے اصولوں کے بھی منافی ہے کہ عورت کو اپنی شہوت کا مقام نہ سمجھا جائے اس کے برخلاف لڑکوں کیساتھ عام کھلی مجلسوں میں وہ اس ناقابل برداشت مذموم فعل کا ارتکاب کرتے تھے ان کے اس وضع فطرت کے خلاف برے فعل کو لوط علیہ السلام نے ختم کرنے کی بھرپور کوششیں کیں اور کھلے الفاظ میں انہیں آگاہ کیا کہ اے میری قوم کے لوگو! یہ میری قوم کی بیٹیاں موجود ہیں تم ان کیساتھ نکاح کرو اور اپنی شہوت کو تسکین دو اس صورت میں جسمانی صحت کا بھی تحفظ ہے اور حسن میں بھی نکھار جلوہ افروز ہوگا اے میری قوم کے لوگو! تم اللہ کے جلال سے ڈر جاؤ اور اس کے عذاب سے خود کو تحفظ عطا کرو اس بے حیائی اور ذلت کے فعل سے رک جاؤ اور میرے مہمانوں کے بارے میں مجھے معاشرہ میں رسوا نہ کرو اس لئے کہ مہمان کی ذلت رسوائی دراصل میزبان کو معاشرہ میں رسوا کرنا ہوتا ہے، کیا تم میں کوئی شخص بھی ایسا نہیں ہے جو رشد و بھلائی سے آشنا ہو وہ ان بدمعاش عناصر کو اس ملعون فعل کے ارتکاب سے روکے بلکہ عملاً رکاوٹیں کھڑی کرے۔

بے حیاء بے غیرت بدمعاش نوجوانوں نے لوط علیہ السلام کو جواب دیا اے لوط! آپ کو خوب علم ہے کہ ہمیں قوم کی بیٹیوں کے ساتھ شہوت کو تسکین پہنچانے کی ہرگز چاہت نہیں ہے جن کو آپ پیش کر رہے ہیں آپ خوب جانتے ہیں کہ ہم لڑکیوں کیساتھ شہوت رانی کا ہرگز ارادہ نہیں رکھتے ہیں ہم تو لڑکوں کو اپنی شہوت رانی کا اصل مقام سمجھتے ہیں اور ہم لواطت کو ہرگز ترک نہیں کریں گے نہ اس پر عورتوں کی شرمگاہوں کو ترجیح دیں گے ان کے اس جواب سے لوط علیہ السلام کو زبردست پریشانی لاحق ہوئی لیکن ان کا مقابلہ کرنے کی ان میں طاقت نہ تھی اس لئے لوط علیہ السلام نے اپنی قوم کو مخاطب کرتے ہوئے نہایت بے چارگی کے عالم میں کہا کاش مجھ میں قوت ہوتی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرے کچھ مددگار ہوتے جو میری مدد کے لئے کمربستہ ہوتے یا میرا خاندان مضبوط ہوتا جو مجھے تم سے پناہ میں رکھتا تو میں یقیناً تمہارے اور تمہارے اس بے حیائی کے المیہ میں مضبوط چٹان کا کردار ادا کرتا۔

چنانچہ فرشتوں نے لوط علیہ السلام کو جب زبردست پریشان اور غم زدہ محسوس کیا اور واقعتاً پریشانی فرشتوں کے سبب تھی جو انسانی شکل میں آئے تھے انہوں نے آرزو کی کاش آج مجھ میں قوت ہوتی کہ میں اپنے مہمانوں کی عزت کو پارہ پارہ نہ ہونے دیتا تو اس عالم میں فرشتوں نے جو انسانی شکل میں تھے اپنے بارے میں وضاحت کی کہ ہم تو آپ کے پروردگار کی جانب سے اس لئے بھیجے گئے ہیں کہ انہیں تباہ و برباد کر دیا جائے اور آپ کو ان کے شر سے تحفظ حاصل ہو، مزید انہوں نے زور دے کر کہا کہ یہ بدمعاش فطرت کے مخالف مجرمانہ کردار میں مبتلا لوگ آپ کا کچھ بگاڑ نہیں سکیں گے اور نہ ہی آپ کے مہمانوں کو کسی اذیت سے دوچار کر سکیں گے آپ گھبراہٹ ختم کریں چنانچہ اسی وقت اللہ نے ان کی آنکھوں کی بصارت کو ختم کر دیا انہیں نہ صرف یہ کہ لوط علیہ السلام دکھائی نہیں دے رہے تھے اور نہ ہی وہ فرشتے نظر آرہے تھے جو انسانی شکل میں آئے تھے بلکہ اس قدر حواس باختہ ہو گئے کہ انہیں نہ تو گھروں کی جانب جانے والا راستہ نظر آرہا تھا اور نہ ہی گھروں کا کچھ نشانِ علامت دکھائی دے رہا تھا اس سخت پریشانی کے عالم میں ان کی زبان پر یہ جملہ تھا کہ ہمیں نجات کی ضرورت ہے، ہم اور کچھ نہیں چاہتے ہمیں تو معلوم ہو رہا ہے کہ لوط کے گھر میں اب جادوگروں کا راج ہے۔

چنانچہ لوط علیہ السلام اور ان کے اہل خانہ کو رات کے آخری حصہ میں اس بستی کے حدود سے باہر نکل جانا چاہیے اور ان میں سے کوئی فرد بھی پیچھے مڑ کر نہ دیکھے مقصود یہ تھا کہ وہ تیز تیز چلیں تاکہ قوم لوط پر نازل ہونے والے عذاب کو دیکھ نہ سکیں شائدان پر عذاب کی کیفیت کو دیکھ کر ان کے دلوں پر رقت طاری نہ ہو جائے البتہ لوط علیہ السلام کی بیوی کا مضبوط تعلق چونکہ قوم لوط کے ساتھ تھا اور وہ حقیقت میں کفر پر تھی مزید اس میں خیانت کا مذموم وصف کارفرما تھا اس لئے وہ بھی اسی عذاب کی لپیٹ میں آئے گی جس کی لپیٹ میں قوم لوط آچکی ہے اور ان کی تباہی و بربادی کا مقرر وقت صبح کا ہے اور صبح کے نمودار ہونے میں کچھ تاخیر نہیں ہے صرف رات کے کچھ لمحات ہی باقی ہیں تو آپ صبح صادق سے پہلے اپنے رفقاء کو اپنے ساتھ لے کر نکل جائیں، تو جب ہمارا عذاب ان پر نازل ہوا ان کی بستیوں کو الٹا کر دیا اور انہیں زمین میں دھنسا دیا لیکن بستیوں کے الٹا کرنے سے پہلے یا اسی اثناء میں ان پر پتھروں کی بوچھاڑ ہوئی اس قسم کے عذاب کے وقت اللہ پاک کا ایک انداز ہے کہ وہ تیز آندھی مسلط کرتے ہیں جو نشان زدہ پتھروں کو ان کے مراکز سے اٹھا کر جہاں اللہ کی مشیت کارفرما ہوتی ہے وہاں انہیں اللہ کے نافرمان باغی انسانوں پر پوری قوت کے ساتھ گرایا جاتا ہے جس سے ان لوگوں کو عبرتناک عذاب سے دوچار کر دیا جاتا ہے، مزید تفصیل امام الھند مولانا ابوالکلام آزادؒ رحمہ اللہ کی تحریر سے ملاحظہ فرمائیں:

''پس فرشتوں نے بیک وقت دو باتوں کی خبر دی ایک میں ایمان و نیک عملی کی کامرانیوں کا اعلان تھا دوسری میں کفر و بدعملی کی ہلاکتوں کا، یعنی جس دن اس بات کی خبر دی گئی کہ سدوم اور عمورہ کا علاقہ بدعملیوں کی پاداش میں ہلاک ہونے والا ہے اسی دن اس کی بھی بشارت دے دی گئی کہ نیک عمل کے نتائج ایک نئی نسل تیار کر رہے ہیں اور وہ عنقریب اس تمام ملک پر حکمرانی کرنے والی ہے پھر معاملہ کا ایک دوسرا پہلو بھی ہے سدوم اور عمورہ کا علاقہ فلسطین کا سب سے زیادہ شاداب علاقہ تھا اور معلوم ہے کہ سارہ تمام عمر اولاد کی تمنائیں کرتے کرتے بالآخر مایوس ہو چکی تھیں پس قدرت الٰہیہ نے بیک وقت دونوں کرشمے دکھلا دیئے جو زمین سب سے زیادہ شاداب ہے وہ بدعملی کی پاداش میں ایسی اجڑے گی کہ پھر کبھی سرسبز و شاداب نہ ہو سکے گی جو شجر امید بالکل سوکھ چکا ہے وہ اچانک اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح سرسبز ہو جائے گا کہ صدیوں تک اس کی شاخیں بار آور رہیں گی، چنانچہ سدوم اور عمورہ کا علاقہ آتش فشاں مادہ کے انفجار سے ایسا بنجر ہوا کہ آج تک بنجر ہے اور بشارت پر پورا سال بھی نہیں گزرا تھا کہ حضرت اسحاق علیہ السلام کی پیدائش ظہور میں آگئی اور پھر ان کی نسل روز بروز بڑھتی اور پھیلتی گئی‘‘ (ترجمان القرآن ۲/۱۹۸ از مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ)

اس حقیقت کی جانب توجہ فرمائیں کہ جن بستیوں کو ان کے مجرمانہ کردار کے باعث تہ و بالا کیا گیا وہ بستیاں ان مشرکین مکہ سے کچھ زیادہ فاصلہ پر نہیں ہیں جو آپ کو جھوٹا قرار دے رہے ہیں [نعوذ باللہ من ذلک] وہ بستیاں تو تمہارے اس راستہ میں واقع ہیں جب تم موسم گرما کی تمازت سے تحفظ کے لئے ملک شام کا رخ کرتے ہو، سورۂ صافات (۱۳۷-۱۳۸) میں وضاحت موجود ہے کہ تم شام کے سفر میں کبھی دن میں کبھی رات کے لمحات میں وہاں سے گزرتے ہو اور تم ان کی تباہی و بربادی کے مناظر کا چشم دید ملاحظہ کرنے کے بعد بھی اپنے لئے عبرت کا سامان فراہم نہیں کرتے ہو۔

وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًاؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗؕ وَلَا تَنْقُصُوا
الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ اِنِّيْۤ اَرٰىكُمْ بِخَيْرٍ وَّ اِنِّيْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيْطٍ﴿۸۴﴾ وَ
يٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَ لَا تَعْثَوْا فِي
الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ﴿۸۵﴾ بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ وَمَاۤ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ﴿۸۶﴾
قَالُوْا يٰشُعَيْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَاۤ اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِيْۤ اَمْوَالِنَا
مَا نَشٰٓؤُاؕ اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ﴿۸۷﴾ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ
وَ رَزَقَنِيْ مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًاؕ وَمَاۤ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَاۤ اَنْهٰىكُمْ عَنْهُؕ اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا
الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُؕ وَمَا تَوْفِيْقِيْۤ اِلَّا بِاللّٰهِؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَ اِلَيْهِ اُنِيْبُ﴿۸۸﴾ وَ يٰقَوْمِ لَا
يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِيْۤ اَنْ يُّصِيْبَكُمْ مِّثْلُ مَاۤ اَصَابَ قَوْمَ نُوْحٍ اَوْ قَوْمَ هُوْدٍ اَوْ قَوْمَ صٰلِحٍؕ وَمَا
قَوْمُ لُوْطٍ مِّنْكُمْ بِبَعِيْدٍ﴿۸۹﴾ وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْۤا اِلَيْهِؕ اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ﴿۹۰﴾
قَالُوْا يٰشُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ وَاِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْنَا ضَعِيْفًا وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ
وَمَاۤ اَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيْزٍ﴿۹۱﴾ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَهْطِيْۤ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِؕ وَاتَّخَذْتُمُوْهُ وَرَآءَ
كُمْ ظِهْرِيًّاؕ اِنَّ رَبِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ﴿۹۲﴾ وَيٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌؕ
سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌؕ وَارْتَقِبُوْۤا اِنِّيْ مَعَكُمْ
رَقِيْبٌ﴿۹۳﴾ وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَاَخَذَتِ الَّذِيْنَ
ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ﴿۹۴﴾ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَاؕ اَلَا بُعْدًا لِّمَدْيَنَ
كَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ﴿۹۵﴾ ع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: اور ہم نے مدین قوم کی جانب ان کے بھائی شعیب کو بھیجا اس نے کہا اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو تمہارا کوئی معبود نہیں مگر وہی ہے اور تم ناپ، تول میں کمی نہ کرو بلاشبہ میں تمہیں اچھی حالت میں دیکھتا ہوں اور بیشک تمہارے بارے میں مجھے اس دن کے عذاب کا خوف ہے جو دن سبھی کا احاطہ کرے گا (۸۴) اور اے میری قوم! تم انصاف کیساتھ ناپ، تول پورا رکھو اور لوگوں کو ان کا سامان کم نہ دو اور زمین میں فساد کرتے ہوئے تباہی نہ کرو (۸۵) اگر تم ایمان دار ہو تمہارے لئے اللہ کی جانب سے دیا گیا فائدہ تمہارے لئے بہتر ہے اور میں تم پر نگران تو نہیں ہوں (۸۶) انہوں نے کہا اے شعیب! کیا تمہاری عبادت تمہیں حکم دے رہی ہے کہ ہم ان معبودوں سے تعلق ختم کرلیں جن کی ہمارے باپ دادا عبادت کیا کرتے تھے یا ہم اپنے مالوں میں جو چاہتے ہیں اسے چھوڑ دیں بیشک آپ تو حلیم الطبع بھلے مانس نظر آتے ہو (۸۷) شعیب نے کہا اے میری قوم! تم مجھے بتاؤ! اگر میں اپنے پروردگار کی جانب سے روشن دلیل پر ہوں اور مجھے اللہ نے اپنی جانب سے اچھا رزق بھی دیا ہو [تو میں کیسے تمہارا ساتھ دے سکتا ہوں] اور میں نہیں چاہتا کہ جس کام سے میں تمہیں روکتا ہوں کہ میں اس کی مخالفت کروں میں تو بس استطاعت کے مطابق اصلاح کا ہی خواہاں ہوں اور مجھے توفیق کا میسر آنا تو محض اللہ کی مہربانی کے ساتھ ہے میرا اسی پر بھروسہ ہے اور میں اسی کی جانب رجوع کرتا ہوں (۸۸) اور اے میری قوم! میری مخالفت تمہیں اس بات پر برانگیختہ نہ کردے کہ تمہیں اسی طرح کی مصیبت نہ پہنچ جائے جس طرح کی نوح کی قوم یا ھود کی قوم یا صالح کی قوم کو پہنچی تھی اور قوم لوط [کا علاقہ] تو تم سے دور ہی نہیں ہے (۸۹) اور تم اپنے پروردگار سے مغفرت طلب کرو اور اس کی جانب رجوع کرو بیشک میرا پروردگار رحم کرنے والا محبت کرنے والا ہے (۹۰) انہوں نے کہا اے شعیب! تمہاری اکثر باتوں کو ہم سمجھ نہیں سکتے ہیں اور بلاشبہ ہم تجھے اپنے درمیان کمزور شخص سمجھتے ہیں اور اگر آپ کی جماعت نہ ہوتی تو ہم تجھے رجم کردیتے جبکہ تو ہم پر غالب بھی نہیں ہے (۹۱) شعیب نے کہا اے میری قوم! کیا میری برادری کا تم پر اللہ سے زیادہ دباؤ ہے؟ حال یہ ہے کہ تم نے اللہ کو بالکل پس پشت ڈال رکھا ہے بلاشبہ میرا پروردگار تمہارے اعمال کا احاطہ کئے ہوئے ہے (۹۲) اور اے میری قوم! تم اپنے انداز پر عمل کرتے رہو میں اپنے انداز پر عمل کرتا رہوں گا تمہیں جلد ہی معلوم ہو جائیگا کہ کس پر رسوا کرنے والا عذاب آتا ہے اور کون جھوٹا ہے تم انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں (۹۳) اور جب ہمارا عذاب آن پہنچا تو ہم نے شعیب اور اس پر ایمان لانے والوں کو اپنی مہربانی سے محفوظ رکھا اور ظلم کرنے والوں کو سخت چیخ نے آدبایا کہ وہ اپنے گھروں میں اوندھے گرے ہوئے تھے ہلاکت سے ہم کنار تھے (۹۴) گویا کہ وہ کبھی وہاں آباد بھی نہ ہوئے تھے خبردار! مدین والوں پر ایسی تباہی ہوئی جیسا کہ ثمود کی قوم پر ہوئی تھی (۹۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلاغت: ارشاد ربانی ﴿وَ يٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ﴾ میں توجہ فرمائیں کہ اس واقعہ میں تین انداز سے تکرار ہے، اولاً منفی جملہ لایا گیا کہ تم ناپ تول میں کمی نہ کرو، بعدازاں فرمایا کہ تم ناپ تول کو انصاف کے ساتھ پورا کرو، مفہوم ایک ہی ہے اس تکرار میں فائدہ یہ ہے کہ اس قوم کے لوگ چونکہ اس قبیح کام پر مصر تھے تو ضرورت تھی کہ انہیں زور دے کر روکا جائے مقصود اہتمام بتانا ہے کہ یہ کام ہرگز نہ کرو ہمیشہ ناپ تول پورا رکھو۔ (اعراب القرآن ۱۲-۱۱/۳۳۲)

تشریح: شعیب علیہ السلام کا واقعہ قبل ازیں سورۂ اعراف آیت (۸۵-۹۲) کی تشریح میں ذکر کیا جا چکا ہے اس مقام میں اس واقعہ کو بارہ آیات میں ذکر کیا جارہا ہے احکام، وعظ و نصیحت میں اسلوب کا اختلاف ہے لیکن تعارض نہیں ہے، ہم نے مدین کی جانب ان کے بھائی شعیب علیہ السلام کو پیغمبر بنا کر بھیجا تو انہوں نے اپنی قوم کو مخاطب کیا اور یہ پیغام دیا کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور اس کی عبادت میں اس کے ساتھ کسی اور کو شریک نہ بناؤ، حقیقت یہ ہے کہ اللہ کی ذات کے علاوہ تمہارا کوئی معبود نہیں شعیب علیہ السلام کی تبلیغ کا انداز بھی بالکل ان پیغمبروں کے عین موافق تھا جو ان سے پہلے مبعوث ہوتے رہے کہ آغاز میں توحید الٰہی کی جانب دعوت دی جائے اس لئے کہ توحید تو ایمان کی بنیاد ہے اس کے بعد جس چیز کا بیان جس قدر اہم محسوس کیا اسے عوام کے سامنے پیش کیا گیا اسی لئے انہیں حکم دیا گیا کہ وہ ناپ تول میں کمی نہ کریں جیسا کہ ان میں یہ بری عادت موجود تھی، مزید انہیں مطلع کیا کہ میرے خیال میں تمہارے پاس رزق کی فراوانی ہے مال و دولت وافر مقدار میں موجود ہے تمہیں لوگوں کے حقوق کو ادا کرنے میں ہرگز کمی نہیں کرنی چاہیے، ناپ تول میں کمی کر کے جو مال تمہاری دسترس میں آئے گا اس کا استعمال تمہارے لئے ہرگز جائز نہیں، تمہیں انعامات الٰہیہ کا شکریہ ادا کرنا چاہیے اللہ کے عطا کردہ مال سے صدقہ خیرات دیا جائے نہ یہ کہ تم لوگوں کے حقوق کو لوٹنا شروع کر دو اس طرح تم اللہ کی ناراضگی کو مول لے رہے ہو، مجھے خطرہ ہے کہ کہیں اللہ کا عذاب تمہارا احاطہ نہ کرلے، ظاہر ہے کہ جب تم حقوق العباد میں کمی بیشی کرو گے تو گویا تم ان پر ظلم کر رہے ہو اس طرح معاشرہ میں بگاڑ رونما ہوگا۔

لین دین میں ناپ تول پورا پورا رکھو اس انداز سے کاروبار کرنے میں جو مال تمہیں زیادہ مل رہا ہے وہ اللہ کی جانب سے مل رہا ہے اس کا ملنا تمہارے لئے بہتر ہے وہ مال حلال ہے، ذہن نشین کریں کہ ایمان ایسی قوت ہے جو نفس امارہ کو خباثتوں سے تحفظ عطا کرتی ہے، بخل، لالچ اور اسراف سے روکتی ہے البتہ غریب پروری اور سخاوت کے جذبہ کو مشتعل کرتی ہے لیکن مجھ میں ہرگز یہ استطاعت نہیں ہے کہ میں تمہیں معاشرہ کی قباحتوں سے روک سکوں اور جود و سخا کے انمٹ اثرات سے بہرہ ور کرسکوں یہ سب کچھ اللہ کی مشیت کے ساتھ ہے پس بنیادی طور پر مکمل توجہ اللہ تعالیٰ کی ذات کی جانب کرو اور اسی سے استعانت کی بھیک طلب کرو۔

قَالُوْا يٰشُعَيْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَآ: قوم نے شعیب علیہ السلام کو جواب دیا کہ وہ ہرگز اپنے آباؤ اجداد کے دین کو چھوڑ نہیں سکتے اور تجارت، کاروبار میں بھی وہ آزاد ہیں لیکن شعیب علیہ السلام نے ان کی اصلاح کے پیش نظر ان کی خیر خواہی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور یہاں تک کہہ دیا کہ اگر تم نے اصلاح نہ کی تو تمہارا حال قوم نوح، قوم ھود جیسا ہوگا، لہٰذا تم اپنے پروردگار کی بارگاہ میں خلوص کے ساتھ حاضر ہو کر اپنے گناہوں سے عفو کی بھیک طلب کرو اس کی رحمت کے سایہ میں پناہ حاصل کرو اللہ پاک تو وسیع رحمت والا ہے لیکن انہوں نے ان کی خیر خواہی کو قبول نہ کیا بلکہ دیدہ دلیری کے ساتھ انہیں جواب دیا اور ان کی عبادت کو انہوں نے دیوانوں کا عمل قرار دیا بالخصوص ان کی نماز کو تمسخر کا نشانہ بنایا اس لئے کہ شعیب علیہ السلام کثرت کے ساتھ اللہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاک کی عبادت میں مشغول رہتے تھے اور انہیں اس حالت میں دیکھ کر ان کا مزاح اڑاتے اور آپس میں ان کی حقارت پر کھلکھلاتے اور بھنگڑا ڈالتے بلکہ انہوں نے بصورت کنایہ کھلے الفاظ میں انکار کیا کہ ہم ہرگز بتوں کی عبادت سے خود کو دور نہیں کریں گے جس عبادت کو ہمارے آباؤاجداد کرتے رہے اور ہم تمہاری اس بات کو بھی تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں کہ ہم لین دین میں کمی بیشی نہ کریں اس طرح تو ہماری آزادی ختم ہو کر رہ جائے گی ہم اپنے کاروبار میں خود مختار ہیں ہم ہرگز کوئی پابندی قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں، ہم تو اس یقین پر ہیں کہ تو بے وقوف ہے تجھ میں چھچھورا پن ہے اور کثرت نماز کے عمل نے تجھے دیوانہ بنا رکھا ہے ان کا یہ انداز بالکل اس طرح کا ہے کہ کسی بخیل شخص کو کہا جائے کہ تو سخاوت میں اس قدر سربرآوردہ ہے کہ اگر حاتم طائی جیسا مشہور سخی انسان تجھے دیکھ پائے تو سخاوت میں تیری پیروی کرے گا۔

شعیب علیہ السلام نے قوم کو مخاطب کیا اور کہا کہ تم مجھے میرے بارے میں اور اپنے بارے میں بتاؤ اگر میں اپنے پروردگار کی جانب سے روشن دلیل پر ہوں میرا دعوت دینا میرا حکم دینا میرا کسی کام سے روکنا اللہ کی وحی سے ہے میری جانب سے نہیں ہے اور اس نے مجھے کثرت کے ساتھ حلال رزق سے نوازا ہے، ناپ تول کی کمی کے سبب مجھے نہیں ملا ہے اور نہ میں نے کبھی کسی کے مال پر ناجائز قبضہ کیا ہے تو جس راہ ہدایت کی جانب میں تمہیں دعوت دے رہا ہوں دراصل حلال مال کے حصول اور اس کی برکت کا نتیجہ ہے تو اس کے بعد کیا میرے لئے درست ہے کہ میں اللہ پاک کے احکام کے پہنچانے میں کوتاہی کروں اور اللہ پاک کے احکام کے پہنچانے کی بجائے انہیں چھپاؤں!، اور جب میں تمہیں ناپ تول میں کمی بیشی سے روکتا ہوں تو کیا میں اس طرح کی کمی بیشی کرسکتا ہوں؟ ہرگز نہیں، میں تو تم سے پہلے اس راہ پر گامزن ہوں میرا مقصود تو تمہاری خیر خواہی ہے اپنی استطاعت کے مطابق خیر خواہی کرتا رہوں گا ہرگز کوتاہی میرے دامن کو نہیں تھامے گی لیکن اس صالح عمل پر مجھے اللہ پاک کی ذات نے توفیق سے نوازا ہے اسی پر میرا بھروسہ ہے میرا اپنی قوت پر انحصار نہیں ہے اور اسی کی جانب ہی میرا جھکاؤ ہے وہی ذات آخرت میں مجھے میرے اعمال کا بدلہ عطا فرمائے گی۔

وَيٰقَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِيْ: اے میری قوم کے لوگو! تمہیں میری دشمنی اور میرا بغض کفر پر ڈٹے رہنے پر برانگیختہ نہ کرے اور نہ بتوں کی پرستش اور نہ لوگوں کے ساتھ ناپ تول میں کمی کرنے پر سیخ پا نہ بنا دے کہ تم بھی اس طرح کے عذاب کی لپیٹ میں گرفتار ہو جاؤ گے جس میں قوم نوح کو گرفتار کیا گیا انہیں پانی میں ڈبو دیا گیا اسی طرح قوم ھود، قوم صالح کو بھی زلزلہ اور خوفناک چیخ نے تباہ و برباد کیا جب کہ قوم لوط بھی تو زمانے اور آبادی کے لحاظ سے کچھ زیادہ دور نہیں ہے تمہیں ان کی تباہی و بربادی سے سبق حاصل کرنا چاہیے ان کی رہائش گاہیں تو تمہارے بالکل قریب ہیں اور ان کی بربادی کے واقعات سے تمہارے کان آشنا ہیں، اور تم اپنے پروردگار سے بخشش کی بھیک مانگو جب کہ نہ صرف یہ کہ بتوں کی پرستش میں محو ہو اور ناپ تول میں کمی کر کے لوگوں کے حقوق پر ڈاکہ زنی کر رہے ہو اب تم اللہ پاک کی اطاعت کی جانب خود کو پھیر دو اور احکام الٰہیہ کے مطابق عملی زندگی گزارو اور منہیات سے جہاں تک ممکن ہو خود کو دور رکھو، بلاشبہ میرا پروردگار ان لوگوں پر رحم فرماتا ہے جو گناہ سے آلودہ ہونے کے بعد توبہ کرتے ہیں بلکہ ان سے محبت کرتا ہے۔

قبل ازیں انہوں نے شعیب علیہ السلام سے احسن انداز کیساتھ مجادلہ کیا تھا وہ ایسے اسباب سے واقف نہ تھے جن کی وساطت سے وہ شعیب علیہ السلام پر شدید دباؤ ڈالتے اب ان کیلئے اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا کہ وہ شعیب علیہ السلام کی اہانت کرنے پر اتر آتے اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان سے ایسی بے ہودہ اور لچر گفتگو کرتے جس کا مفہوم اگر چہ کچھ بھی نہ ہوتا، تاہم شعیب علیہ السلام ان کے سامنے خاموش ہو جاتے لیکن ان کے خیال کے خلاف شعیب علیہ السلام نے قوم کو خوفزدہ کیا کہ عنقریب تم سخت قسم کے عذاب کی لپیٹ میں آنے والے ہو، شعیب علیہ السلام کی اس گفتگو پر وہ سیخ پا ہو گئے اور بول اٹھے کہ جو باتیں تیری زبان سے نکل رہی ہیں ان میں اکثر باتیں ایسی ہیں جو ہماری سمجھ سے بالاتر ہیں، مثال کے طور پر تیرا یہ کہنا کہ ہمارا اپنے معبودوں کی عبادت کرنا غلط ہے، مزید ہم کو اپنے مال میں تصرف کے لحاظ سے آزادی سے رکاوٹ ڈالنا اور احاطہ کرنے والے عذاب سے خوفزدہ کرنا اور یہ کہ ہم پر اسی طرح کا عذاب مسلط ہوگا جس طرح کے عذاب سے پہلی قومیں تباہی و بربادی سے ہم کنار ہوئیں گویا کہ یہ سب کچھ تیرے اختیار میں ہے اور تیرے اشارے پر تیرا پروردگار جس کو چاہے گا تباہ و برباد کر دے گا حالانکہ ہم محسوس کرتے ہیں کہ معاشرہ میں تجھے کمزور باور کیا جاتا ہے تجھ میں کچھ قوت نہیں اور کسی کو فائدہ سے ہم کنار کرنے اور نقصان میں مبتلا کرنے کی تجھ میں قوت نہیں ہے بلکہ اگر ہم تجھے اپنی گرفت میں لینا چاہیں تو تجھ میں طاقت نہیں ہے کہ تو ہماری گرفت سے چھٹکارا حاصل کر پائے اگر تیرے قبیلہ کا ہمیں پاس نہ ہوتا تو ہم تجھے پتھروں سے رجم کر دیتے یہاں تک کہ تو وہیں مدفون ہو جاتا اور تجھ میں ہرگز اتنی قوت نہیں کہ تو ہمارے اس اقدام کو روک سکے البتہ اگر چہ تیرے رفقاء کم تعداد میں ہیں پھر بھی ہم انہیں عزت کی نگاہ سے دیکھ رہے ہیں اس لئے کہ وہ ہم سے ہیں اور ہمارے مذہب پر ہیں جس کو تو نے پس پشت ڈال دیا ہے اور اس کی اہانت کی ہے اور تو نے ہمیں دعوت دی کہ ہم اپنا مذہب ترک کر کے تیرا مذہب اختیار کریں اس لئے کہ تیرے خیال میں ہمارا مذہب باطل ہے۔

ان کی اس جارحانہ گفتگو پر جس میں حماقت کا انداز مترشح ہو رہا تھا شعیب علیہ السلام نے انہیں ڈانٹ پلاتے ہوئے خبردار کیا، اے میری قوم! کیا میری جماعت تمہارے نزدیک اللہ پاک کی ذات سے زیادہ شرف والی ہے کہ تم مجھے رجم کرنے سے اس لئے رک گئے ہو کہ میرا نسبی تعلق ان کیساتھ ہے اور وہ میری جماعت ہے، میرا جو تعلق اللہ پاک کی ذات کے ساتھ ہے جس کی جانب میں تمہیں دعوت دے رہا ہوں اس کے سبب تم نہیں رکے ہو، معلوم ہوتا ہے کہ تم نے اپنے پروردگار کو فراموش کر دیا ہے تم اس کے احکام پر عمل پیرا نہیں ہو رہے ہو نہ اس کے عذاب سے خائف ہو نہ اس کی تعظیم کا حق ادا کر رہے ہو، بلاشبہ میرے پروردگار کے علم نے تمہارے اعمال کا احاطہ کر رکھا ہے اس پر کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے اور وہ تمہیں تمہاری بداعمالیوں پر سزا سے ہم کنار کرے گا البتہ میری جماعت میں تمہیں نقصان سے ہم کنار کرنے اور فوائد سے مالا مال کرنے کی ہرگز استطاعت نہیں ہے، اور اے میری قوم! تم اپنے حالات کے مطابق عمل کرتے رہو، تم کفر پر ڈٹے رہو اور میں اپنے وسائل کے مطابق جس قدر اللہ نے مجھے قوت عطا کی ہے عمل کر رہا ہوں مستقبل قریب میں تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ کس پر رسوا کن عذاب نازل ہوتا ہے اور کون اپنے قول میں سچا اور کون جھوٹا ہے اور تم اس بات کا انتظار کرو جو میں کہہ رہا ہوں کہ تم پر عذاب الٰہی نازل ہوگا میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کر رہا ہوں، اور جب ہمارا عذاب آن پہنچا تو ہم نے اپنے شعیب کو نجات عطا کی مزید ان لوگوں کو جو اس پر ایمان لائے اور انہوں نے اسے سچا باور کیا ان پر خاص رحمت کا نزول ہوا لیکن ظالموں کو زبردست خوفناک چیخ نے اپنی لپیٹ میں لے لیا وہ سب گھٹنوں کے بل اوندھے منہ زمین پر گر گئے گویا کہ وہ وہاں آباد ہی نہ تھے، خبردار! مدین قوم تباہی و بربادی کیساتھ ہم کنار ہوئی جیسا کہ ان سے پہلے قوم ثمود اللہ کی رحمت سے دور رہی جب ان پر اللہ کا عذاب نازل ہوا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زلزلوں، آندھیوں اور طوفانوں کا تعلق ان حوادثات طبعیہ سے ہے جو اخلاق و شریعت کے قاعدوں سے بالاتر ہیں زلزلے وہاں بھی آتے ہیں جہاں بظاہر زندگی معمول کے مطابق ہوتی ہے یہی نہیں اس سے نیک و بد دونوں گروہ متاثر ہوتے ہیں اور جب انسان پیدا نہیں ہوا تھا اور گناہ ثواب کا سرے سے کوئی تصور ہی موجود نہ تھا کرۂ ارض اس وقت بھی زلزلوں سے دوچار رہا اور آج بھی سورج اور چاند میں جہاں کوئی ذی روح پایا نہیں جاتا زلزلے ریکارڈ کئے جاتے ہیں، ان مصائب ارض و سماوی کی ایک توجیہ یہ ہے کہ یہ سب طبعی اسباب و عمل کی تماشہ گری ہے لیکن اس کے پہلو بہ پہلو یہ بھی حقیقت ہے کہ جب کچھ قومیں اللہ پاک کے احکام سے کھلی روگردانی اختیار کرتی ہیں اور انبیاء علیہم السلام کی ہدایت و اصلاح کے باوجود گناہ اور معصیت قوموں کو اس موڑ پر لے آتے ہیں کہ جہاں ان کا زندہ و باقی رہنا خود رب کائنات کی مصلحتوں کے خلاف ہوتا ہے تو اس صورت میں اللہ تعالیٰ کا غضب جوش میں آتا ہے اور ان کو تباہ کر دیا جاتا ہے اور اس مرحلے پر جو عذاب آتا ہے وہ اگرچہ اسباب طبعی کے تابع ہوتا ہے تاہم اس میں اور اسباب طبعی میں اللہ تعالیٰ کے علم و تدبیر میں ایک طرح کی ہم قرانی اور ہم زمانی پیدا کر دی جاتی ہے جس کو مادہ پرست انسان سمجھ نہیں پاتا اور از رہ جہل و نادانی اللہ تعالیٰ پر زبان طعن دراز کرنے لگتا ہے اور نہیں جانتا کہ جہاں اسباب اس کی فطرت کا کرشمہ ہیں وہاں قوانین اخلاقی بھی فطرت کا قانون ہیں اور فطرت اس کے باوجود ایک ہے اور اسی کی کائنات پر حکمرانی ہے۔ (لسان القرآن ص ۳۲۲)

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی بِاٰیٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ ﴿۹۶﴾ اِلٰی فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ فِرْعَوْنَ وَمَآ اَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِیْدٍ ﴿۹۷﴾ یَقْدُمُ قَوْمَهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ ؕ وَبِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ ﴿۹۸﴾ وَاُتْبِعُوْا فِیْ هٰذِهٖ لَعْنَةً وَّیَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ ﴿۹۹﴾ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْقُرٰی نَقُصُّهٗ عَلَیْكَ مِنْهَا قَآئِمٌ وَّحَصِیْدٌ ﴿۱۰۰﴾ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَمَآ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ الَّتِیْ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ لَّمَّا جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ؕ وَمَا زَادُوْهُمْ غَیْرَ تَتْبِیْبٍ ﴿۱۰۱﴾ وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰی وَهِیَ ظَالِمَةٌ ؕ اِنَّ اَخْذَهٗٓ اَلِیْمٌ شَدِیْدٌ ﴿۱۰۲﴾

ترجمہ: اور یہ حقیقت ہے کہ ہم نے موسیٰ کو اپنی جانب سے نشانیوں اور روشن دلیل کے ساتھ بھیجا (۹۶) فرعون اور اس کے رفقاء کی جانب لیکن انہوں نے فرعون کے حکم کی تابعداری کی جب کہ فرعون کا حکم صحیح نہ تھا (۹۷) فرعون قیامت کے دن اپنی قوم کا لیڈر ہوگا تو انہیں دوزخ میں داخل کرے گا اور دوزخ جس میں داخل کیا جائے گا وہ بہت بری جگہ ہے (۹۸) اور اس دنیا میں ان کے پیچھے لعنت مسلط کی گئی اور قیامت کے دن بھی، لعنت کا عطیہ برا ہے جو انہیں دیا گیا (۹۹) یہ بستیوں کے واقعات ہیں ہم انہیں آپ پر بیان کر رہے ہیں ان بستیوں میں سے کچھ موجود ہیں اور کچھ کا نام و نشان تک ختم کر دیا گیا ہے (۱۰۰) اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا ہے البتہ انہوں نے خود اپنے اوپر ظلم کیا تو ان کے خداؤں نے انہیں کچھ فائدہ نہ پہنچایا جن کو وہ اللہ کے سوا پکارا کرتے تھے جب آپ کے پروردگار کا حکم آن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہنچا اور انہوں نے انہیں ہلاکت میں ہی زیادہ مبتلا کیا (۱۰۱) اور اسی طرح آپ کے پروردگار کی پکڑ ہے جب وہ بستیوں کو اپنی گرفت میں لیتا ہے اور بستیاں ظالم ہوتی ہیں بے شک اللہ کی پکڑ سخت دردناک ہے (۱۰۲)

لغوی تحقیق: تَتْبِيْبِ ہلاکت، مادہ (ت ب ب) ہے، اَلتَّبُّ ہاتھ ٹوٹنا، گھاٹے اور خسارے میں رہنا، تَبَّابٌ ہلاک ہونا، اِسْتَتَبَّ الامر معاملہ درست ہوا، بات درست طریقے سے جاری رہی، اَلتَّابُّ بوڑھا اور کمزور، کہا جاتا ہے كُنْتُ شَابًّا فَصِرْتُ تَابًّا میں جوان تھا اب بوڑھا ہو گیا، اَلتِبَّةُ سخت حالت۔ (لسان القرآن ص ۲۵۷)

اَلْاٰيَات سے مقصود وہ نشانیاں ہیں جن کی تعداد نو (۹) ہے جن کی تفصیل سورۂ اعراف میں گزر چکی ہے، سُلْطٰنٌ مُّبِيْنٌ سے مقصود دلائل کے بیان میں جس مؤثر دلیل سے موسیٰ علیہ السلام کو اللہ پاک نے نوازا تھا کہ وہ فرعون کے مقابلہ میں مستقل مزاجی کیساتھ انہیں پیش کرے، اَلْمَلَاُ سے مقصود قوم کے اشراف اور لیڈر ہیں، اَلرِّفْدُ سے مقصود عطیہ ہے۔

تشریح: اس حقیقت کے تسلیم کرنے سے ہرگز انکار ممکن نہیں کہ ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو فرعون اور اس کی قوم کی جانب بحیثیت پیغمبر کے بھیجا انہیں ایسے واضح احکام سے نوازا گیا جن میں اللہ کی توحید کی عظمت کو اجاگر کیا گیا تھا، مزید ان کی نبوت پر واضح دلیل کو بھی انہوں نے اللہ پاک کے حکم کے مطابق پیش کیا، اس آیت میں قوم کے لیڈروں کا ذکر ہے حالانکہ موسیٰ علیہ السلام کو پوری قوم کی جانب بھیجا گیا تھا اس لئے کہ عوام کا انحصار ان پر تھا انہیں ارباب حل وعقد سمجھا جاتا تھا اور ان کے مشورہ کے مطابق ریاست کے نظام کو چلایا جاتا تھا اور حکومت جن احکام کو جاری کرتی ان کے نفاذ کی ذمہ داری ان پر تھی عام رعایا ان کے ماتحت زندگی بسر کر رہی تھی لیکن انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کو تسلیم نہ کیا فرعون کے احکامات کی پیروی کی اور بنی اسرائیل کو اپنے مظالم کا نشانہ بنایا ان کے بیٹوں کو قتل کیا جاتا رہا اور ان کی لڑکیوں کے بارے میں کچھ تعرض نہ کیا جاتا جب کہ فرعون کا انداز نتائج کے لحاظ سے اچھا نہ تھا وہ شخص گمراہی اور ظلم میں اس قدر سر برآوردہ تھا کہ اس نے خود کو رب کے مقام پر بٹھا دیا، چنانچہ اس کا انجام بہت برا ہوا قیامت کے دن وہ ظالم جابر خود کو خدائی کے مقام پر متمکن ہو کر جب دوزخ کی جانب روانہ ہوگا تو وہ دوزخیوں کا لیڈر ہوگا اور سب سے آگے ہوگا اور دنیوی زندگی میں اس کے تابعدار قیامت کے دن اس کی رفاقت میں دوزخ میں داخل ہوں گے، خیال رہے ان کے دوزخ میں داخل کئے جانے کیلئے قرآن پاک میں لفظ (ورد) کا استعمال ہوا ہے جس کا مفہوم پانی کے گھاٹ پر جانا ہے تاکہ وہاں پہنچ کر پیاس کی شدت کو پانی کے استعمال سے دور کیا جائے جب کہ آل فرعون کو جب دوزخ میں داخل کیا جائے گا تو ان کا جسم وہاں آگ کے شعلوں کی لپیٹ کے سبب جل جائے گا پھر ان کا چمڑا تبدیل ہوگا اور انہیں عذاب میں گرفتار کیا جائے گا جس کے سبب ان کے چمڑے جل جائیں گے یہی سلسلہ بدستور ان کے ساتھ جاری رہے گا، اور ان کے بعد آنے والے لوگ ان پر لعنت کرتے رہیں گے اور قیامت کے دن میدان حشر میں جمع لوگ بھی ان پر لعنت کریں گے مزید انہیں تکلیف پہنچانے کے لئے اس لعنت کو عطیہ سے تعبیر کیا گیا ہے کہ ان پر لعنت دنیوی اخروی زندگی میں ان کے ساتھ لازم وملزوم رہے گی۔

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْقُرٰى نَقُصُّهٗ عَلَيْكَ: یہ گذشتہ امتوں کے واقعات ہیں جن سے ہم قرآن پاک میں آپ کو مطلع کر رہے ہیں آپ دن رات کے لمحات میں ان واقعات سے لوگوں کو خبردار کرتے رہیں اسی طرح ایمان دار لوگ خود بھی قرآن پاک کا مطالعہ کریں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اوران واقعات سے عبرت حاصل کریں اوراپنے مستقبل میں خودکوان برے کاموں سے دوررکھیں جوانہیں تباہی وبربادی سے ہم کنار کریں جن شہروں اوربستیوں پر ہماراعذاب نازل ہواان میں سے کچھ کے آثارموجود ہیں جیسا کہ صالح ؑ کی قوم کی بستیاں ہیں۔ اورکچھ ایسی ہیں جن کے نشانات ناپید ہوچکے ہیں جیسے قوم لوط کی بستیاں ہیں، ذہن نشین کریں کہ ان قوموں کی تباہی وبربادی ان کے ان گناہوں کے سبب ہوئی جب انہوں نے اللہ پاک کی ذات کی توحید میں آمیزش کی، شرک کی راہ پر گامزن رہے اورحق وصداقت کے قبول کرنے سے انہوں نے اعراض کیا مسلسل اللہ کی بغاوت پر قائم رہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے سواجن کوانہوں نے اپنا معبود بنایا اوران سے مددطلب کرتے رہے جب ان پر اللہ پاک کا عذاب نازل ہوگیا توانہوں نے انہیں کچھ فائدہ نہ دیا بلکہ مزید ہلاکت میں غرقاب ہوگئے۔

اللہ پاک کا قانون ہے کہ جب کوئی قوم اللہ کی نافرمانی پراترآتی ہے اورمسلسل اسی راہ پررواں دواں رہتی ہے تو بالآخر وہ عذاب الٰہی کی لپیٹ میں آجاتے ہیں جس سے انہیں چھٹکارا حاصل نہیں ہوتا اور یہ حقیقت ہے کہ اللہ جب کسی قوم کواس کی مسلسل نافرمانیوں کے باعث گرفتار کرلیتا ہے تو ممکن نہیں کہ اسے اللہ کے عذاب سے نجات حاصل ہو، بخاری میں اس مضمون کی حدیث موجود ہے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ظالم کوڈھیل دیتا رہتا ہے اورجب اس کی گرفت کرتا ہے تو پھراسے چھوڑتا نہیں ہے بعدازاں آپ نے قرآن پاک کی ایک آیت کی تلاوت کی جس کا مفہوم یہ ہے جب کوئی بستی ظلم وتعدی میں گرفتار رہتی ہے تو اللہ اس کواپنی گرفت میں لے لیتا ہے بلاشبہ اللہ کی گرفت توسخت دردناک ہے پس ظالموں کواس سے عبرت حاصل کرنی چاہیے اورظلم سے بازآنا چاہیے۔(صحیح بخاری ح ۴۶۸۶، صحیح ابن ماجہ ۲/۳۷۰، صحیح ترمذی ۳/۶۲)

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ الْآخِرَةِ ۚ ذَٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوعٌ لَّهُ النَّاسُ وَذَٰلِكَ
يَوْمٌ مَّشْهُودٌ ﴿١٠٣﴾ وَمَا نُؤَخِّرُهُ إِلَّا لِأَجَلٍ مَّعْدُودٍ ﴿١٠٤﴾ يَوْمَ يَأْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ
فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَسَعِيدٌ ﴿١٠٥﴾ فَأَمَّا الَّذِينَ شَقُوا فَفِي النَّارِ لَهُمْ فِيهَا زَفِيرٌ وَشَهِيقٌ ﴿١٠٦﴾
خَالِدِينَ فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ إِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ ۚ إِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا
يُرِيدُ ﴿١٠٧﴾ وَأَمَّا الَّذِينَ سُعِدُوا فَفِي الْجَنَّةِ خَالِدِينَ فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ إِلَّا
مَا شَاءَ رَبُّكَ ۖ عَطَاءً غَيْرَ مَجْذُوذٍ ﴿١٠٨﴾ فَلَا تَكُ فِي مِرْيَةٍ مِّمَّا يَعْبُدُ هَٰؤُلَاءِ ۚ مَا
يَعْبُدُونَ إِلَّا كَمَا يَعْبُدُ آبَاؤُهُم مِّن قَبْلُ ۚ وَإِنَّا لَمُوَفُّوهُمْ نَصِيبَهُمْ غَيْرَ مَنقُوصٍ ﴿١٠٩﴾ ع

ترجمہ: بلاشبہ اس بات میں اس شخص کے لئے عبرت ہے جوآخرت کے عذاب سے خوفزدہ رہا وہ ایسا دن ہے جس میں لوگوں کواکٹھا کیا جائے گا اوریہ ایسا دن ہے جس میں تمام موجود ہوں گے(۱۰۳)اورہم اس کومؤخر نہیں کریں گے مگرمعین مدت تک(۱۰۴) جب وہ دن آگیا توکوئی شخص کلام نہیں کرے گا مگراس کی اجازت کے ساتھ، پس ان میں سے کچھ بدنصیب ہوں گے اورکچھ خوش نصیب ہوں گے(۱۰۵) لیکن جولوگ بدنصیب ہوں گے وہ دوزخ میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہیں گے ان کیلئے دوزخ میں چلّانا اور دھاڑنا ہوگا (۱۰۶) وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے جب تک کہ آسمان، زمین ہیں مگر جو تیرے پروردگار کی چاہت ہو وہ اپنی مشیت کے مطابق کرنیوالا ہے (۱۰۷) اور جو لوگ خوش نصیب ہوں گے وہ بہشت میں رہیں گے اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے مگر جب تک تیرا پروردگار چاہے ایسا عطیہ ہے جو ختم نہیں ہوگا (۱۰۸) آپ اس میں شک نہ کریں جس کی یہ لوگ عبادت کر رہے ہیں یہ عبادت نہیں کر رہے ہیں مگر اسی طرح جس طرح ان کے آباؤ اجداد پہلے عبادت کرتے رہے اور بلاشبہ ہم ان کو ان کا حصہ عطا کریں گے کچھ کمی نہیں ہوگی (۱۰۹)

لغوی تحقیق: زَفِيْرٌ اس کے اصل معنی سانس کی اس قدر تیزی سے آمد و رفت کے ہیں کہ اس سے سینہ پھول جائے، لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ ان کے لئے اس میں چیخنا ہے، اِزْدَفَرَ فُلَانٌ كذا کسی چیز کو مشقت سے اٹھانا جس سے سانس پھول جائے اس لئے پانی لانے والی لونڈیوں کو زَوَافِرُ کہا جاتا ہے، زَفِيْرٌ سانس کو زور سے نکالنا، شَهِيْقٌ سانس کو زور کے ساتھ واپس کرنا، دوزخیوں کے دوزخ میں چیخنے کو گدھوں کی آواز کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے، قتادہ کا قول ہے دوزخ میں کافر کی آواز گدھے کی آواز کی مانند ہوگی آواز کا پہلا حصہ زفیر اور آخری حصہ شھیق کہلاتا ہے، علامہ طبری کا قول ہے کہ اہل عرب جب کسی چیز کی مداومت کو بیان کرتے ہیں تو کہتے ہیں یہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہے جیسا کہ آسمان زمین ہمیشہ ہمیشہ ہے۔ (مفردات امام راغب ص ۳۸۷)

تناسب: قبل ازیں ظالم لوگوں کو دنیوی زندگی میں ہی تباہ و برباد کر دیا گیا، مقصود ان سے عبرت حاصل کرنا ہے اس کے بعد آخرت میں بدبخت اور سعید بخت لوگوں کو ان کے اعمال کے مطابق ان سے معاملہ کیا جائے گا بدبخت لوگ تو دوزخ میں داخل ہوں گے جہاں شدت کے ساتھ سانس کا معاملہ جاری رہے گا اور خوش نصیب لوگ جنت کی نعمتوں سے فوائد اٹھاتے رہیں گے جب کہ جنت کی کیفیت ہے کہ جو شخص جس چیز کی رغبت کرے گا وہ اسے عطا کی جائے گی آنکھیں انعامات الٰہیہ کے باعث ٹھنڈک محسوس کریں گی اور انہیں وہاں ہمیشہ ہمیشہ رہنا ہے۔

تشریح: اس حقیقت کو تسلیم کرنا ضروری ہے کہ جب قیامت کا واقعہ وقوع پذیر ہوگا تو اس دن کی خوفناکی اس قدر بے قرار کر دے گی کہ کوئی بھی شخص اللہ پاک کے حکم کے بغیر بات نہیں کر سکے گا میدان حشر میں کچھ لوگ بدنصیب اور کچھ خوش نصیب ہوں گے، چنانچہ اللہ پاک نے انہیں اسی اسلوب میں مخاطب کرتے ہوئے مطلع کیا ہے، ﴿اِلَّا مَاشَآءَ رَبُّكَ﴾ میں جو لوگ مستثنیٰ ہیں وہ موحدین کا گروہ ہے جو توحید کی دولت کے باوجود گناہوں کے ارتکاب سے رک نہ سکے، تو جب انہیں دوزخ کی آگ میں گرا کر انہیں گناہوں سے پاک کر لیا جائے گا تو پھر انہیں سید المرسلین محمد ﷺ کی سفارش کے ساتھ دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کر دیا جائے گا اور انہیں کہا جائے گا کہ اب تم خوش و خرم رہو اب تم ہمیشہ ہمیشہ جنت میں رہو گے اس کی واضح دلیل یہ ہے کہ اللہ پاک کے ارادہ میں ہرگز کوئی دخیل نہیں ہوسکتا وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے جس کو چاہتا ہے اس پر مہربانی فرماتا ہے اور جس کو عذاب میں مبتلا کرنا چاہتا ہے اسے عذاب میں مبتلا کرتا ہے اس کے حکم کو کوئی ٹھکرا نہیں سکتا اور اس کے فیصلہ کو کوئی قوت تبدیل نہیں کر سکتی، البتہ سعادت مند افراد ہمیشہ ہمیشہ جنت میں رہائش پذیر رہیں گے جس طرح کہ آسمانوں اور زمین کو دوام حاصل ہے، دعا ہے کہ اللہ پاک ہمیں سعادت مند لوگوں میں شامل فرمائے، آمین۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ پاک کا یہ عطیہ ایسا ہے جس کے لئے ہرگز ختم ہونا نہیں ہے ابن زید کا قول ہے کہ جب تک آسمان، آسمان رہیں گے اور جب تک زمین، زمین رہے گی، علامہ زمخشری کا قول ہے کہ مقصود آخرت کے آسمان اور آخرت کی زمین ہے، ظاہر ہے کہ اس لحاظ سے ان میں ابدیت ہمیشہ موجود رہے گی اور استثناء کا کلمہ مؤحدین کے لئے ہے ظاہر ہے کہ شقاوت کا لفظ جہاں کفار کو شامل ہے وہاں اہل اسلام گناہگاروں کو بھی شامل ہے تو نافرمان ایمانداروں کو مستثنیٰ کر دیا گیا ہے کہ جب وہ دوزخ کی آگ میں کچھ عرصہ تک رہنے کے باعث گناہوں سے پاک ہو جائیں گے تو انہیں رسول اکرم ﷺ کی سفارش کے ساتھ دوزخ سے نکال لیا جائے گا اور انہیں جنت میں داخلہ مل جائے گا انہیں کہا جائے گا اب تم خوش وخرم ہمیشہ جنت میں رہائش پذیر رہو گے بلاشبہ اللہ رب العالمین جب چاہتا ہے جس پر چاہتا ہے رحم فرماتا ہے اور جس کے بارے میں چاہتا ہے اسے عذاب میں گرفتار کرتا ہے اس کے حکم کو کوئی روکنے والا نہیں ہے اور اس کے فیصلہ کو کوئی رد کرنے والا نہیں ہے اور سعادت مند لوگ ہمیشہ ہمیشہ جنت میں رہیں گے جب تک آسمان زمین ہیں ظاہر ہے ان کے لئے دوام ہے یہ ایسا عطیہ ہے جو ہرگز ختم نہیں ہوگا، لامتناہی ہوگا۔

آپ ان مشرکین کے بارے میں ہرگز کسی اشتباہ میں نہ رہیں یہ تو گمراہ ہیں یہ تو بالکل اسی روش پر چل رہے ہیں جس پر ان کے باپ دادا چلتے رہے ان کے پاس ہرگز دلیل نہیں ہے، دراصل یہ جملہ ذکر کر کے رسول اکرم ﷺ کو مطمئن کرنا مقصود ہے اور آپ سے وعدہ کیا جا رہا ہے کہ ان مشرک لوگوں سے انتقام لیا جائے گا یہ لوگ گمراہ ہیں اور اللہ پاک کی الوہیت کا انکار کر رہے ہیں اور جس طرح ان کے آباؤ اجداد کو عذاب الٰہی نے تباہ و برباد کیا ان پر بھی اسی انداز کا عذاب نازل ہوگا عذاب ان کے گناہوں کے برابر ہوگا اس میں ہرگز کمی نہ ہوگی، البتہ جو اچھے کام ان سے دنیوی زندگی میں صادر ہوتے رہے جیسا کہ اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرتے رہے ان کی خدمت میں مصروف رہے، رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرتے رہے، مصیبت زدہ لوگوں کے ساتھ تعاون کرتے رہے، ان پر انہیں دنیوی زندگی میں فراخی رزق سے نوازا جائے گا اور انہیں تکالیف سے تحفظ حاصل رہے گا، لیکن اخروی زندگی میں ان کے ان کاموں کا کچھ بدلہ عطا نہیں ہوگا ظاہر ہے کہ دنیوی زندگی تو چند روزہ ہے تو محدود عرصہ تک انہیں ان کے اچھے کاموں کا بدلہ ملتا رہے گا لیکن اخروی زندگی میں انہیں ہرگز ان اچھے کاموں پر صلہ نہیں ملے گا۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ۭ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۭ وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿۱۱۰﴾ وَاِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ رَبُّكَ اَعْمَالَهُمْ ۭ اِنَّهٗ بِمَا يَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۱۱۱﴾ فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا ۭ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۱۲﴾ وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَاۗءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۱۱۳﴾

ترجمہ: اور یہ حقیقت ہے کہ ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا کی تو اس میں اختلاف کیا گیا اور اگر آپ کے پروردگار کی جانب سے حکم پہلے سے نہ ہوتا تو ان کے درمیان فیصلہ کر دیا جاتا اور وہ بھی اسکے بارے میں قوی شک میں ہیں (۱۱۰) اور یہ حقیقت ہے کہ آپ کا پروردگار سب کو انکے اعمال کا پورا بدلہ عطا کریگا بلاشبہ اللہ کو ان کے اعمال کا علم ہے (۱۱۱) تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ استقامت اختیار کریں جیسا کہ آپ کو حکم دیا گیا اور وہ بھی جنہوں نے آپ کیساتھ توبہ کی اور تم نے حد سے نہیں گزرنا بلاشبہ اللہ دیکھ رہا ہے جو تم کر رہے ہو (۱۱۲) اور تم نے ان لوگوں کی جانب جھکاؤ نہیں کرنا ہے جو ظالم ہیں کہ تمہیں دوزخ کی آگ پہنچے گی اور تمہارے لئے اللہ کے سوا کوئی دوست نہیں ہے پھر تمہیں مدد نہیں پہنچے گی (۱۱۳)

تناسب: قبل ازیں مشرکین مکہ کا بیان ہوا جن پر کفر غالب تھا ان میں سے چند افراد ہی مسلمان ہوئے اللہ تعالیٰ نے انہیں ان کے اعمال کا دنیوی زندگی میں پورا پورا بدلہ عطا کیا اور اخروی زندگی میں بھی انہیں ان کے اعمال کے بدلہ سے شادکام کیا جائے گا اب ان دو آیات میں انہیں موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے واقعہ سے آگاہ کیا ہے جنہیں اللہ پاک کی جانب سے کتاب عطا کی گئی لیکن انہوں نے اس میں اختلاف کیا چنانچہ آپ ﷺ کی امت میں سے جو لوگ کتاب الٰہی میں اختلاف کریں گے ان کی مثال ان جیسی ہے۔

تشریح: یہ حقیقت ہے کہ ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو تورات عطا کی اس میں اختلاف کیا گیا کہ یہ کتاب اللہ کی جانب سے ہے یا نہیں، چنانچہ کچھ لوگ اس پر ایمان لائے اور دوسروں نے انکار کیا، دراصل اللہ کے پیغمبر محمد ﷺ کو مخاطب کر کے آگاہ کیا جا رہا ہے کہ آپ ان کے اختلاف کی کچھ پرواہ نہ کریں جیسا کہ ان میں سے کچھ لوگوں نے کہا یہ شخص صاحب حیثیت نہیں ہے اس کے پاس مال و دولت کی فراوانی نہیں ہے اس لئے ہم اس پر ایمان نہیں لائیں گے ان مین سے کچھ لوگوں نے یہ شوشہ چھوڑا کہ اس پر جب فرشتہ نازل ہو جو وحی لائے اور ہم یہ منظر دیکھ رہے ہوں تب ایمان لائیں گے اس بنا پر ہم قرآن پر ایمان نہیں لاتے ہیں یہ تو اپنی جانب سے جھوٹ بنایا ہوا ہے اس پر اللہ پاک آگاہ کر رہے ہیں کہ اگر عذاب کی تاخیر کا فیصلہ نہ کیا جا چکا ہوتا اس لئے کہ تاخیر میں کوئی مصلحت کارفرما ہے تو ان اختلاف کرنے والوں کو تباہ و برباد کر دیا جاتا جیسا کہ قبل ازیں ان لوگوں کو تباہ و برباد کر دیا گیا جنہوں نے پیغمبروں کی دعوت کو جھٹلایا اور دشمنی کرتے ہوئے انکار کیا، اور اس حقیقت میں ہرگز شک کی گنجائش نہیں کہ ان اختلاف کرنے والوں میں سے سبھی کو ان کے اعمال کا بدلہ ملے گا اعمال صالحہ پر انعامات الٰہیہ سے نوازا جائے گا اور نافرمانی کے کاموں پر انہیں دوزخ میں گرایا جائے گا جب کہ اللہ پاک کی ذات سے ہرگز کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے، اس وضاحت کے بعد رسول اکرم ﷺ کو حکم دیا جا رہا ہے کہ آپ صراط مستقیم کو لازم پکڑیں اس میں ہرگز ٹیڑھا پن نہیں ہے اور اس پر استقامت اختیار کریں آپ کے ساتھ وہ لوگ بھی صراط مستقیم پر گامزن رہیں جو شرک سے تائب ہو چکے ہیں اور آپ کی نبوت پر ایمان لا چکے ہیں اور جو حدود اللہ کی جانب سے متعین کی جا چکی ہیں ان سے تجاوز نہیں کرنا ہے راہ اعتدال اختیار کیا جائے، افراط و تفریط سے باز رہا جائے نیز نصوص کے مقابلہ میں کسی بھی شخص کی رائے سے بچاؤ ضروری ہے اور اسلام میں تقلید کرنا خود کو ضلالت کے عمیق گڑھے میں گرانا ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ انسان کی عقل ذات باری اور اس کے اوصاف بلکہ فرشتوں، عرش، جنت، دوزخ کے بارے میں کسی فیصلہ تک نہیں پہنچ سکتی ہے بلکہ عظیم الشان سکالرز اور فلاسفر آج تک خود اپنی حقیقت کی معرفت سے عاجز و درماندہ ہیں اور ان کے علاوہ اللہ کی نہایت چھوٹی مخلوق جیسے شہد کی مکھی، چیونٹی، زمین کے کیڑوں مکوڑوں کی حقیقت سے ناآشنا ہیں تو کیسے وہ اللہ پاک کی ذات کی حقیقت اس کی صفات کی کیفیت فرشتوں کی حقیقت سے آگاہ ہو سکتے ہیں، پس ضروری ہے کہ اللہ پاک کی کتاب کا مطالعہ کیا جائے اور اللہ کے پیغمبر نے اس کی جو تشریح کی ہے اس کے مطابق زندگی بسر کی جائے رائے اور قیاس کو ہرگز دخیل نہ سمجھا جائے چنانچہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سائنس داں اور فلاسفہ جس قدر بھی ترقی کے مدارج طے کر پائیں امور دینیہ میں اللہ کی کتاب اور آخر الزمان پیغمبر کی سنت محکمہ کی جانب رجوع کرنا چاہیے اگر ان دونوں چشموں سے ہماری سیرابی نہ ہو تو پھر ثقہ اہل علم کو اجتہاد کی اجازت عطا کی گئی ہے، دراصل یہ مقام استقامت ہے جس پر گامزن رہنے کا حکم دیا گیا ہے ارشاد ربانی ہے: ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ﴾ (حم السجدہ:۳۰) ''بیشک جن لوگوں نے زبان سے اقرار کیا کہ ہمارا پروردگار اللہ کی ذات ہے بعد ازاں انہوں نے اس پر استقامت اختیار کی تو ان پر فرشتے اترتے رہتے ہیں وہ ان سے کہتے ہیں کہ تم خوف نہ کرو اور نہ تمہیں غم لاحق ہو اور تمہارے لئے جنت کی بشارت ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے''

اِنَّهٗ بِمَا یَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ: اللہ تعالیٰ کی نظر تمہارے اعمال پر ہے وہ دیکھ رہا ہے اس نے سب کائنات کا احاطہ کیا ہوا ہے وہ تمہیں تمہارے اعمال کے مطابق بدلہ دے گا اس لحاظ سے تمہارے دلوں میں اللہ کا خوف ہمیشہ موجزن رہے تاکہ تم اس کی نافرمانی سے باز رہو اور تم ہرگز ظالموں سے استعانت نہ چاہو اس طرح تو تم گویا کہ ان کی عملی زندگی پر خوش ہوا گر تم یہ انداز اپناؤ گے تو دوزخ تمہارا ٹھکانہ ہے اور اللہ کے سوا تمہارا کوئی دوست نہ ہوگا جو تمہیں اللہ کے عذاب سے نجات دلائے پھر اللہ تمہاری مدد نہ کرے گا اس لئے کہ جو لوگ ظالموں کی جانب جھکاؤ اختیار کرتے ہیں ان کا شمار بھی ان سے ہی ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ ظالموں کی مدد نہیں کرتا ہے۔

اس مفہوم کی ایک اور آیت ملاحظہ فرمائیں ﴿فَلِذٰلِكَ فَادْعُ وَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَیْنَكُمْ اَللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ لَا حُجَّةَ بَیْنَنَا وَبَیْنَكُمْ اَللّٰهُ یَجْمَعُ بَیْنَنَا وَاِلَیْهِ الْمَصِیْرُ﴾ (الشوریٰ:۱۵) ''پس اس کی جانب آپ دعوت دیں اور استقامت اختیار کریں جیسا کہ آپ کو حکم دیا گیا ہے اور ان کفار کی خواہشات کی پیروی نہ کریں اور آپ کہیں میں اس چیز پر ایمان لایا ہوں جس کو اللہ نے اتارا ہے جو کتاب ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تمہارے درمیان انصاف کروں اللہ ہمارا پروردگار ہے اور تمہارا پروردگار ہے ہمارے لئے ہمارے اعمال ہیں اور تمہارے لئے تمہارے اعمال ہیں ہمارے اور تمہارے درمیان ہرگز بات چیت نہیں ہے اللہ ہمارے درمیان اور تمہارے درمیان اکٹھا کرے گا اور اسی کی جانب لوٹنا ہے''

اور تم نے ظالموں کی جانب جھکاؤ اختیار نہیں کرنا ہے ان سے مقصود وہ لوگ ہیں جو ایمانداروں کے دشمن ہیں ایمان داروں کو تکالیف میں مبتلا کرتے ہیں تاکہ انہیں دین اسلام سے برگشتہ کریں، مختصر یہ کہ تم نے ظالموں سے ہرگز استعانت کی بھیک نہیں مانگنا ہے ایسی حالت میں گویا کہ تم نے ان کی کیفیت کو پسند کیا تو اس جھکاؤ کے سبب اور انہیں مقام عزت پر استوار کرنے اور ان پر اعتماد کے باعث تم نے انہیں ظلم کی راہ پر گامزن ہونے پر برقرار رکھا اور ان کے معاملات پر تم نے اعتماد کیا اور جور و ظلم کی جانب جھکاؤ اختیار کیا تو گویا کہ تمہارا شمار اب ان سے ہوگا جو ظلم کی راہ پر گامزن ہیں تو ان کے ساتھ تمہارا والہانہ تعلق تمہیں ان میں شامل کردے گا، چنانچہ اس جھکاؤ کے سبب تمہیں اللہ پاک کے عذاب سے کوئی قوت بچا نہ سکے گی اس کا نتیجہ ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری مدد نہیں کرے گا، مزید اس کی تائید ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول سے ہو رہی ہے جب کہ انہوں نے ظلم کو شرک قرار دیا ہے اور جو شخص بھی ظالموں کے ساتھ اختلاط رکھتا ہے اسے چاہیے کہ وہ اپنے قول اور عمل کو شریعت کے میزان سے پرکھے اور اگر شریعت کے میزان سے انحراف کریں گے تو گویا کہ انہوں نے خود پر ظلم کیا حالانکہ شریعت میں پابند کیا گیا ہے کہ ظلم کرنے والوں کے ہاتھ کو ظلم سے باز رکھنا چاہیے، بالخصوص

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جوحکمران ظالم ہوں انہیں اولاً تو قوت کے ساتھ روکنا چاہیے اگر ایسا کرنا ممکن نہیں تو زبان کے ساتھ ظلم کو روکنے کی کوشش کی جائے وگرنہ دل میں تو انہیں ناپسندیدہ شخصیت باور کیا جائے جب کہ یہ تو ادنیٰ درجہ کا ایمان ہے، چنانچہ مسند احمد اور سنن نسائی کی کتابوں میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ایک خطبہ منقول ہے کہ انہوں نے خطبہ کے آغاز میں اللہ پاک کی حمد وثنا کے کلمات کہے بعد ازاں آپ نے فرمایا اے لوگو! تم اس آیت مبارکہ کی تلاوت کرتے رہتے ہو ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ﴾ (المائدہ:١٠٥) ''اے ایمان والو! تم خود کو اسلام کے صراط مستقیم پر گامزن رکھو'' اس آیت کو مکمل پڑھا پھر فرمایا خبردار! ذہن نشین کریں کہ جب لوگ کسی ظالم کو دیکھیں اس کو ظلم سے باز رکھنے کے لئے اس کے ہاتھوں کو نہ پکڑیں تو مستقبل قریب میں ان سب پر اللہ کا عذاب نازل ہوگا، خبردار! میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے فرمایا جب لوگ معاشرہ میں منکر کاموں کو دیکھیں تو اس کی بندش کے لئے کوئی کوشش نہ کریں تو زیادہ عرصہ نہیں گزرے گا بلکہ قریب دور میں ان سب کو اللہ اپنے عذاب کی لپیٹ میں گرفتار کرے گا، خبردار! اس میں کچھ شک وشبہ کی گنجائش نہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے فرمایا کہ عوام جب معاشرہ میں کسی غلط کام کو دیکھیں اور اس کے خلاف محاذ آرائی نہ کریں تو مستقبل قریب میں ان سب پر اللہ کا عذاب نازل ہوگا۔

(صحیح ابن ماجہ ٢/٣٦٨، صحیح ابوداود ٣/٨١٨، صحیح ترمذی ٣/٤٨، مشکوٰۃ البانی ٣/١٤٢٢)

وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَ زُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ؕ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ؕ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ﴿١١٤﴾ وَاصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿١١٥﴾ فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ اُولُوْا بَقِيَّةٍ يَّنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْاَرْضِ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّنْ اَنْجَيْنَا مِنْهُمْ وَاتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَآ اُتْرِفُوْا فِيْهِ وَكَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿١١٦﴾ وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ ﴿١١٧﴾ وَلَوْشَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّ لَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ ﴿١١٨﴾ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ ؕ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ ؕ وَ تَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿١١٩﴾

ترجمہ: اور دن کے دونوں کناروں اور رات کے کچھ لمحات میں نماز قائم فرمائیں بلاشبہ اعمال صالحہ گناہوں کو محو کر دیتے ہیں یہ ان لوگوں کے لئے نصیحت ہے جو نصیحت قبول کرتے ہیں (١١٤) اور آپ صبر کریں بلاشبہ اللہ پاک اچھے کام کرنے والوں کے اجر وثواب کو ضائع نہیں فرمائیں گے (١١٥) تو تم سے پہلی صدیوں میں کیوں نہ ہوئے عقل وفراست والے جو زمین میں فساد انگیزی سے روکتے سوائے چند افراد کے جن کو ہم نے ان سے نجات عطا کی اور ظالم لوگوں نے ان لوگوں کی پیروی کی جنہیں خوشحالی عطا ہوتی تھی اور وہ مجرم تھے (١١٦) اور آپ کا پروردگار ہرگز نہیں کہ بستیوں کو ظلماً تباہ وبرباد کردے جب کہ ان میں آباد لوگ اچھے کردار والے ہیں (١١٧) اور اگر آپ کا پروردگار چاہتا تو سب لوگوں کو ایک جماعت بنا دیتا اور وہ تو ہمیشہ اختلاف میں رہیں گے (١١٨) مگر جس پر تیرا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پروردگار رحم فرمائے اور اسی اختلاف کے لئے انہیں پیدا فرمایا اور آپ کے پروردگار کی بات پوری ہوگئی کہ میں دوزخ کو جنوں اور تمام لوگوں سے بھر دوں گا (۱۱۹)

لغوی تحقیق: طَرَفُ الشَّیْءِ کسی چیز کا حصہ اور کنارا، چنانچہ دن کے دونوں کنارے صبح، شام ہیں، قتادہ کا قول ہے کہ ان سے مقصود صبح اور عصر کی نماز ہے، زُلَفٌ کا واحد زُلْفَةٌ ہے، اول رات کا کنارا اس لئے کہ وہ دن کے قریب ہے، ذِكْرٰی عبرت، لِلذّٰكِرِيْنَ عبرت حاصل کرنے والوں کے لئے۔

تناسب: قبل ازیں اللہ پاک نے اپنے پیغمبر کو استقامت کا حکم دیا ہے اور دین اسلام نے جو کچھ بیان کیا ہے اس سے تجاوز نہ کیا جائے نیز ظالموں کی جانب جھکاؤ اختیار نہ کیا جائے، بعدازاں آپ کو افضل قسم کی عبادت کی ادائیگی کا حکم دیا ہے جس کے فضائل عظمت والے ہیں تاکہ اس کی ادائیگی کرتے ہوئے ان کاموں کی ادائیگی پر اللہ سے مدد طلب کی جائے جن کا پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

شان نزول: ابن مسعودؓ سے روایت ہے ایک صحابی نے کسی ایک عورت کا بوسہ لیا اس پر اسے ندامت ہوئی وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس واقعہ سے آپ کو مطلع کیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ نماز ادا کرنے سے آپ کا یہ گناہ معاف ہو گیا اس لئے کہ اعمال صالحہ کے سبب برائیاں محو ہو جاتی ہیں۔ (صحیح بخاری ح ۴۶۸۷، صحیح ترمذی ۳/ ۶۳، صحیح ابوداؤد ۳/ ۸۴۵)

تشریح: آپ نماز ہمیشہ صحیح کیفیت کے ساتھ ادا کریں اور روزانہ دن کے دونوں کناروں اور رات کے اوقات میں ادا کریں جب کہ جس آیت میں پانچوں نمازوں کا ذکر وارد ہے وہ یہ آیت ہے ﴿فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ۝ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّ حِيْنَ تُظْهِرُوْنَ﴾ (الروم:۱۷) ''پس تم اللہ کی پاکیزگی بیان کرو جس وقت تم شام کرو اور جس وقت تم صبح میں داخل ہو جاؤ اور اسی کے لئے خاص ہے تعریف آسمانوں میں اور زمین میں اور دن کے آخر میں اور اس وقت میں جب تم زوال کرتے ہو'' شام کی نماز سے مقصود عصر کی نماز ہے جو ظہر اور مغرب کے درمیان ہے اور مغرب کی نماز سے مقصود مغرب کی نماز اور عشاء کی نماز سے مقصود وہ نماز ہے جب دن کی روشنی بالکل غائب ہو جاتی ہے، خیال رہے عبادت میں سے بالخصوص نماز کو بیان کیا ہے اس لئے کہ نماز کو عبادات کی بنیاد حاصل ہے اور اس کی ادائیگی سے دیگر اعمال کی ادائیگی بھی آسان ہو جاتی ہے، بعدازاں نماز کی ادائیگی کی حکمت سے آگاہ کیا گیا ہے کہ اچھے افعال کی ادائیگی برائیوں کا کفارہ بنتی ہے اس لئے کہ نماز کی ادائیگی کے باعث نفس امارہ کی اصلاح ہوتی ہے برے اعمال کے اثرات مٹ جاتے ہیں، صحیح حدیث میں وارد ہے کہ برائی کے بعد نیکی کرنے سے برائیوں کا خاتمہ ہوتا ہے۔ (صحیح ترمذی ۲/ ۱۹۱، مشکوۃ البانی ۳/ ۱۴۰۹، مسند احمد ۵/ ۱۵۲، سنن دارمی کتاب الرقاق باب ۷۴)

لیکن برائیوں سے مقصود صغیرہ گناہ ہیں اس لئے کہ کبیرہ گناہوں کا کفارہ تو صحیح توبہ کرنا ہے، مسلم کی حدیث میں وارد ہے کہ پانچوں نمازیں گناہوں کا کفارہ ہوتی ہیں لیکن جب کبیرہ گناہوں سے اجتناب کیا جائے۔

(صحیح مسلم کتاب الطہارت باب ۵، صحیح ابن ماجہ ۱/ ۱۷۹، صحیح ترمذی ۱/ ۶۹، مسند احمد ۲/ ۲۲۹)

ان تمام امور کی ادائیگی میں ان لوگوں کے عبرت کا سامان ہے جو نصیحت قبول کرتے ہیں اور نہ صرف اخروی بلکہ دنیوی فوائد سے بھی شادکام ہوتے ہیں اور ماموارت کی ادائیگی میں خود کو مشقت سے ہم کنار کرتے ہوئے صبر سے کام لیتے ہیں یہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ اچھے اعمال کرنے والوں کے اعمال کو ضائع نہیں کرتا ہے بلکہ بلا کسی کمی کے پورا ثواب عطا کرتا ہے اور کسی بھی برائی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ارتکاب کے بعد عمل صالح کرنے سے برائی کا خاتمہ ہو جاتا ہے جب کہ اخلاص کے ساتھ توبہ کی جائے اور ماضی کے گناہوں پر ندامت کے آنسو بہائے جائیں اور اس عزم کا اظہار کیا جائے کہ مستقبل میں پاک دامنی کی زندگی بسر ہوگی، بہر حال موت طاری ہونے سے پہلے عفو وکرم کی بھیک مانگنا ضروری ہے اور حقوق العباد کی ادائیگی بھی ضروری ہے۔

فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ اُولُوْا بَقِيَّةٍ: بَقِيَّةٍ سے مقصود منفعت بخش چیز ہے اور (اولو بقية) سے مقصود اصحاب بصیرت لوگ ہیں، جن اقوام کو ہم نے تباہ و برباد کیا ان میں اصحاب بصیرت لوگ کیوں موجود نہ تھے جو انہیں فساد انگیزی سے روکتے، خواہشات کی تابعداری کے باعث ان کی نظر سے معاشرہ کے سنوارنے کے بہتر کام اوجھل رہے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہم نے انہیں تباہی و بربادی سے ہم کنار کیا۔ البتہ گنتی کے چند افراد ایسے تھے جن کو ہم نے پیغمبروں کی رفاقت میں نجات سے بہرہ ور فرمایا جنہیں معاشرہ میں کچھ مقام حاصل نہ تھا ان کی بات پر کوئی شخص توجہ ہی نہیں کرتا تھا انہیں بھی پیغمبروں کی معیت میں تکالیف ومحن سے سابقہ رہا لیکن ان کے مقابلہ میں فخر وغرور کے دلدادہ لوگ جو مال ودولت کے نشہ میں مخمور تھے جنہیں مال ودولت نے معاشرہ میں مجرموں کی فہرست میں داخل کر دیا تھا انہوں نے نہایت ڈھٹائی کے ساتھ معاشرہ کو اپنے مذموم کردار کے سبب ایمان والوں کے لئے آزمائش گاہ بنا رکھا تھا تو ان کی باغیانہ سرگرمیوں کے باعث ہم نے انہیں تباہ و برباد کیا جب کہ اللہ پاک کا ایک قاعدہ مسلمہ ہے کہ کسی بستی کے مکینوں کو اللہ تعالیٰ اس وقت تک تباہ و برباد نہیں کرتا جب تک وہ اصلاحی مساعی میں اپنا کردار ادا کرتے رہیں، معاشرہ میں کسی فرد کو ظلم وستم کا نشانہ نہ بنایا جائے، حقیقت یہ ہے کہ اقوام کو کفر کے باعث تو تباہ و برباد نہیں کیا جاتا لیکن ظلم وتعدی سے معاشرہ کو ہم کنار کرنے میں جن لوگوں کا کردار ہوتا ہے انہیں تباہ و برباد کر دیا جاتا ہے۔

اے اللہ کے پیغمبر! (ﷺ) اگر آپ کا پروردگار چاہتا جب کہ آپ اس بات میں زبردست حریص ہیں کہ آپ کی قوم ایمان قبول کرے تو تمام لوگوں کو فطرت کے تقاضوں کے مطابق ایک دین پر استوار کر دیتا کہ وہ اللہ کے حکم سے انحراف نہ کرتے لیکن اللہ نے انہیں اختیار عطا کیا انہیں مجبور محض نہیں بنایا اور انہیں استعداد کے لحاظ سے الگ الگ مقام دیا اور لوگ اپنے دین، دنیوی امور میں فطرتی استعداد کے پیش نظر اختلاف کی راہ پر گامزن رہتے، البتہ جن لوگوں پر اس کی رحمت سایہ افگن ہوتی ہے وہ اتفاق اور وحدت کے سائے میں زندگی بھر رہتے ہیں اور یہ حقیقت مسلمہ ہے کہ انہیں اپنی مشیت کے لحاظ سے مختلف بنایا اور انہیں خلافت ارضی سے نوازا، اس مقام میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول نہایت عمدہ ہے کہ جس فریق پر اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے وہ اختلاف سے کنارہ کش رہتا ہے جب کہ دوسرا فریق جو اختلاف سے ہم کنار رہتا ہے وہ اللہ کی رحمت سے دور ہوتا ہے، معلوم ہوا کہ جو شخص کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کی راہ پر گامزن رہتا ہے وہ سعادت مند ہے اور جو شخص ان دونوں ہدایت کے چشموں سے روگردانی کرتا ہے اور لوگوں کی قیل وقال کو اپنا شعار بناتا ہے وہ بدنصیب ہے اللہ کی رحمت سے دور ہے اور اللہ کی تقدیر میں یہ حقیقت موجود ہے کہ اللہ نے ایک فریق کو پیدا فرمایا جو جنت کا مستحق ہے اور دوسرا فریق دوزخ کا مستحق ہے جب اس نے عقل وفہم کے ساتھ حقیقت کو سمجھنے کی کوشش نہ کی اور تقلید کے سبب حاویہ دوزخ کا ایندھن بنا۔

وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ وَجَآءَكَ فِيْ هٰذِهِ الْحَقُّ وَ مَوْعِظَةٌ وَّ ذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ ط اِنَّا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عٰمِلُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ وَانْتَظِرُوْا اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ ؕ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ ع

ترجمہ: اور پیغمبروں کے واقعات میں سے ہر اہم بات کو آپ پر بیان کر رہے ہیں کہ اس کے سبب ہم آپ کے دل کو مضبوط کریں اور اس سورہ میں آپ کے پاس سچائی اور نصیحت اور ایمان والوں کی یاد یں ہیں (۱۲۰) اور آپ ان لوگوں کو آگاہ کریں جو ایمان قبول نہیں کر رہے ہیں (۱۲۱) اور تم انتظار کرو ہم بھی انتظار کر رہے ہیں (۱۲۲) اور اللہ کو آسمانوں اور زمین کا علم غیب ہے اور اسی کی جانب تمام معاملات لوٹائے جائیں گے تو آپ اس کی عبادت کریں اور اس پر بھروسہ کریں اور آپ کا پروردگار بے خبر نہیں ہے اس سے جو تم کر رہے ہو (۱۲۳)

لغوی تحقیق: عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اپنی استطاعت کے مطابق، اپنی جگہ پر، مَكَان جگہ، مَكَانًا سُوًى ہموار جگہ، مَكَّنْتُهٗ میں نے اسے تسلط دیا، فَتَمَكَّنَ اس نے تسلط حاصل کر لیا، ٹھکانہ دیا، مَكَانَاةُ الطَّيْرِ وَمَكُنَاتُهَا پرندوں کے گھونسلے، بَيْضٌ مَكْنُوْنٌ محفوظ انڈے۔ (مفردات امام راغب ص ۸۷۵)

بلاغت: اس سورت میں عمدہ قسم کی بلاغت کارفرما ہے کہ اعمال صالحہ کے افعال کو افرادی صورت میں ذکر کیا گیا ہے، مخاطب نبی ﷺ ہیں اگر چہ معنویت کے لحاظ سے ان میں عمومیت کارفرما ہے جیسے فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ، وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاصْبِرْ جب کہ منہیات میں جمع کا صیغہ لایا گیا ہے، امت محمدیہ کے بھی افراد کو حاوی ہے جیسے وَلَا تَطْغَوْا تم سرکشی نہ کرو، وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا تم ظالموں کی جانب جھکاؤ نہ کرو۔ (صفوۃ التفاسیر القسم الخامس ص ۱۱۹)

تشریح: سابقہ پیغمبروں کے تمام واقعات جنہیں ہم آپ پر بیان کر رہے ہیں ان کے بیان سے مقصود آپ کے دل کو مضبوط رکھنا ہے کہ آپ اللہ کے پیغامات کو اطمینانِ قلب کے ساتھ بیان فرمائیں آپ صبر و استقامت میں ان کا نمونہ ثابت ہوں اور واقعات کی تمام باتیں صحیح ہیں اور ان میں عبرت حاصل کرنے والوں کے لئے عبرت ہے، بالخصوص ایمان والوں کے لئے کہ وہ قرآن پاک کے مضامین سے نصیحت حاصل کریں گے اور آپ ان لوگوں کو خبردار کریں جو آپ کی نبوت پر ایمان نہیں لا رہے ہیں کہ تم اپنے انداز پر رواں دواں رہو ہم اپنے انداز پر چلتے رہیں گے اس جملہ میں انہیں ڈانٹ پلانا مقصود ہے اور تم انتظار کرو کہ ہم پر کب عذاب نازل ہوتا ہے اور ہم انتظار کرتے ہیں کہ تم پر کب عذاب نازل ہوتا ہے اور آسمانوں اور زمین میں جو چیز پوشیدہ ہے ان کا علم اللہ کو ہے سب کچھ اس کے ہاتھ میں ہے اور اس کے علم میں ہے اور اللہ ہی کی جانب تمام معاملات کا لوٹنا ہے وہ ذات نافرمانوں سے ان کی نافرمانی کے باعث انتقام لے گی اور اطاعت کرنے والوں کو ان کے اعمال صالحہ پر انہیں ثواب عطا کیا جائے گا دراصل اس جملہ میں نبی ﷺ کو مطمئن کرنا اور کفار کو ڈانٹ پلانا مقصود ہے، اس کے ساتھ اللہ کے پیغمبر کو مخاطب کر کے حکم دیا جا رہا ہے کہ آپ ایک پروردگار کی عبادت کریں اور تمام معاملات کو اللہ کی سپرد کریں اور اللہ کی ذات کے سوا کسی پر سہارا نہ رکھیں اس لئے کہ اللہ اس شخص کو ہر قسم کے حزن و ملال سے محفوظ رکھتا ہے جو اس پر توکل کرتا ہے اور یاد رکھیں کہ آپ کے پروردگار پر بندوں کے اعمال میں کوئی عمل پوشیدہ نہیں ہے وہ ہر شخص کو اس کے عمل کے مطابق جزا سزا سے ہمکنار کرے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اٰیَاتُھَا: ١١١ ١٢ سُوْرَةُ یُوْسُفَ مَکِّیَّةٌ ٥٣ رُکُوْعَاتُھَا: ١٢

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام کے ساتھ جو بخشش کرنے والا مہربان ہے

الٓرٰ قف تِلْکَ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ الْمُبِیْنِ ﴿١﴾ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِیًّا لَّعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿٢﴾ نَحْنُ
نَقُصُّ عَلَیْکَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَآ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ وَاِنْ کُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ
لَمِنَ الْغٰفِلِیْنَ ﴿٣﴾

ترجمہ: الرٰ' یہ روشن کتاب کی آیات ہیں (۱) یہ حقیقت ہے کہ ہم نے اس کو نازل کیا قرآن عربی زبان میں ہے تا کہ تم سمجھو (۲) ہم آپ پر بہترین واقعہ بیان کر رہے ہیں کہ ہم نے آپ کی جانب اس قرآن کی وحی کی ہے اور یہ حقیقت مسلمہ ہے کہ آپ کا شمار بھی اس سے پہلے ان لوگوں میں سے تھا جنہیں واقعہ معلوم نہ تھا (۳)

تمہید وربط: سورۂ یوسف کا شمار مکی سورتوں میں ہوتا ہے اس کی آیات ایک سو گیارہ (۱۱۱) ہیں، سورۂ یوسف اور سورۂ ھود میں مناسبت کچھ اس طرح سے ہے کہ سورۂ ھود میں سابقہ پیغمبروں کی زندگی کے واقعات بیان ہوئے ہیں اور ان واقعات کے بیان سے یہ حقیقت الم نشرح ہو رہی ہے کہ اللہ کے پیغمبر محمد ﷺ جو اُمی ہیں جنہیں ختم نبوت کے اونچے مقام پر سرفراز فرمایا گیا ہے وہ آگے ان واقعات سے عوام الناس کو خبردار کر رہے ہیں اس طرح آپ کی نبوت کی یہ ایک روشن دلیل ہے سورۂ یوسف اور سورۂ ھود میں بیان کردہ واقعات میں امتیازی شان یہ ہے کہ سورۂ ھود میں ذکر کردہ پیغمبروں کے وہ واقعات جن سے انہیں ان کی قوم کے سبب سابقہ پیش آیا کہ ان پیغمبروں نے اللہ کی دعوت کو عوام تک پہنچایا اور اس پیغمبر اور اس کی قوم کے درمیان کیا کیا واقعات اور تنازعات پیش آئے اور اس پیغمبر کی نبوت کو تسلیم کرنے والوں اور انکار کرنے والوں کا کیا انجام ہوا؟ ان کے بیان سے مقصود مکہ کے مشرکین اور دیگر عرب قبائل کے لوگوں کو خوفزدہ کرنا ہے جب کہ سورۂ یوسف میں ایک پیغمبر کا واقعہ بیان ہوا ہے۔ جس کی نبوت سے پہلے پرورش اس کی قوم میں نہیں ہوئی ابھی ان پر بچپن کا دور تھا کہ انہیں وہاں سے جانا پڑا، یہاں تک کہ وہ سن بلوغت کو پہنچے جب کہ سن کہولت میں داخل ہونے کے بعد انہیں مقام نبوت پر سرفراز فرمایا گیا انہوں نے لوگوں کو دین اسلام کی دعوت دی کچھ عرصہ گزرنے کے بعد انہیں ایک ملک کی سربراہی کے مقام پر بٹھایا گیا انہوں نے اس منصب پر سرفراز ہونے کے بعد ذمہ داریوں کو احسن انداز سے نبھانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا نہ صرف یہ کہ انہوں نے منصب رسالت کی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کیلئے خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لانے میں کچھ کوتاہی نہ کی بلکہ معاشرہ میں دیگر ذمہ داریوں کو بھی احسن انداز میں مقام استقامت پر سرفراز ہوتے ہوئے کامیابی کے مراحل سے ہم کنار کیا اس دوران ان کی زندگی کا بے مثال کارنامہ وہ ہے جو انہوں نے اپنے والد، اپنے بھائیوں کے ساتھ اختیار کیا جب کہ انہیں معاشرہ میں اونچے مقام پر سرفراز فرمانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا ان تمام واقعات کو تفصیل کے ساتھ اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سورت میں بیان کیا گیا ہے، یہی وجہ ہے کہ یوسف علیہ السلام کا یہ واقعہ قرآن پاک میں بیان کئے جانے والے سبھی واقعات سے زیادہ طویل اور تفصیل کیساتھ مرقوم ہے، اس سورت کے نازل کرنے سے مقصود نبی ﷺ کو مشکلات کے پیش آنے پر استقامت سے ہم کنار کرنا ہے کہ اگر مقام نبوت پر سرفراز کئے جانے کے بعد آپ مشکلات میں گھرے ہوئے ہیں اور نہ صرف وہ لوگ جن کا نسب کے لحاظ سے آپ کے ساتھ دور کا واسطہ ہے وہ بھی آپ کی مخالفت میں سینہ سپر ہیں بلکہ قریبی رشتہ دار بھی ان سے روگردانی میں پیش پیش ہیں ان کے دلوں میں قرابت کا احساس تک موجود نہیں ہے۔

شان نزول: مکی زندگی میں سورۂ ھود کے نازل ہونے کے بعد رسول اکرم ﷺ کے قلب اطہر پر سورۂ یوسف نازل کی گئی اس دوران نہ صرف عرب کے قبائل نے آپ کو اپنی دشمنی کا نشان نہ بنایا بلکہ آپ کی نبوت پر ایمان لانے والے خوش قسمت افراد کو بھی محن ومصائب میں مبتلا کر کے ان پر عرصہ حیات تنگ کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا، بالخصوص جب آپ کے دو خاص معاون آپ کی شفیق، پاکباز بیوی خدیجہ رضی اللہ عنہا فوت ہوگئیں اور آپ کے چچا ابوطالب جو آپ کے خاص معاون تھے وہ بھی دار البقاء کی جانب سدھار گئے ان دونوں کی وفات سے نہ صرف رسول اکرم ﷺ پر مصائب ومشکلات کا پہاڑ ٹوٹ پڑا بلکہ آپ پر ایمان لانے والے سب صحابہ کرام کو بھی شدید اذیتوں کا سامنا کرنا پڑا بلکہ ان دونوں کی وفات کے سال کو حزن وملال کا سال قرار دیا گیا، دشمنی اور تعصب کے اس دور میں جب کہ خوف وہراس کی فضا میں دن بدن اضافہ ہورہا تھا اور اسلام لانے والوں کو ظلم وستم کا نشانہ بنایا جارہا تھا تو اللہ پاک نے رسول اکرم ﷺ کے دل کو مطمئن کرنے کے لئے اس سورت کو نازل فرمایا جس میں پیغمبروں کے واقعات کو عمدہ اسلوب میں پیش کیا اور آپ کے حزن وملال کو دور کرتے ہوئے فرمایا اگر آپ کی قوم آپ کی نبوت کو تسلیم نہیں کررہی ہے تو آپ ہرگز غم زدہ نہ ہوں اس لئے کہ مصائب کے دن گنے چنے ہیں عنقریب مصائب کے بادل ختم ہونے والے ہیں اور پریشانی کے بعد فرحت وانبساط کا دور آنے والا ہے آپ اپنے بھائی یوسف علیہ السلام کی زندگی پر غور فرمائیں کہ کس طرح انہیں مختلف قسم کی پریشانیوں اور تکالیف شاقہ سے گزرنا پڑا، بالخصوص یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے انہیں حاسدانہ نظر سے دیکھا اور ایک پراسرار سازش کے ساتھ انہیں بے آباد کنویں میں پھینک دیا اور عزیز مصر کی بیوی نے انہیں ایک انتہائی مشکل امتحان میں ڈال دیا اس کے ساتھ معاشقہ کرتے ہوئے مختلف حیلوں بہانوں سے اپنے دام تزویر میں پھنسانے کے لئے بھرپور کوششیں کیں اس پر بہار زندگی کے بعد انہیں جیل کی بند کوٹھڑی میں رہنا پڑا لیکن انہوں نے ان تمام تکالیف کو برداشت کیا اور صبر کے دامن کو نہ چھوڑا کچھ عرصہ بعد جیل سے انہیں رہائی حاصل ہوئی تو انہیں عالی شان محل میں نہایت عزت ووقار کے ساتھ رکھا گیا بلکہ وزارت خزانہ کا قلمدان ان کے سپرد کیا گیا ان کی عظمت وسیادت کا شہرہ پورے ملک میں پھیل گیا ان کے اعزاز واکرام میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا گیا اللہ پاک اپنے اولیاء کو جب وہ مصائب پر صبر کرتے ہیں انہیں اسی انداز کے ساتھ نوازتا ہے چنانچہ آپ سے پہلے پیغمبروں کو بھی اسی طرح ان کے صبر کے باعث اللہ پاک انہیں مسرتوں اور خوشیوں سے ہم کنار فرماتے رہے ہیں۔

تشریح: الٓرٰ حروف مقطعات سے ہیں ان کی تشریح سورۂ بقرہ کے آغاز میں بیان ہوچکی ہے، مقصود یہ ہے کہ قرآن پاک ان حروف اور دیگر حروف تہجی سے مرکب ہے اس میں اعجاز کارفرما ہے، اے محمد! (ﷺ) جن آیات کو آپ پر اتارا گیا ہے وہ ایسی کتاب کی آیات ہیں جن کے بیان میں اعجاز کارفرما ہے دلائل میں روشنی نمایاں ہے معانی نہایت واضح ہیں ان میں اشکال کا نام ونشان تک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موجود نہیں ہے، حقائق روشن ہیں ان میں ذرہ بھر اشتباہ نہیں ہے، یقیناً ہم نے اس کتاب مبین کو عربی زبان میں نازل فرمایا ہے، عربی حروف سے انہیں مرکب کیا گیا ہے اس کے نازل کرنے کا سبب یہ ہے کہ تم سمجھ حاصل کرو اور اس حقیقت سے آشنائی حاصل کرو کہ جس ذات نے ایسی کتاب کو نازل کیا ہے جو ان حروف سے مرکب ہے اور غور کرو کہ یہ کتاب کسی انسان کا کلام نہیں ہے بلکہ ایسی ذات کا کلام ہے جو ہر چیز کا خالق ہے اسے جو قدرت حاصل ہے وہ کسی اور کو حاصل نہیں ہے۔

اے محمد! (ﷺ) ہم آپ کو پہلی امتوں کے حالات وکوائف سے آگاہ کر رہے ہیں جبکہ ہمارے بیان کرنے کا انداز نہایت عمدہ فصاحت و بلاغت سے معمور ہے اور اس میں اعجاز کارفرما ہے جبکہ آپ کی کیفیت نزول قرآن سے پہلے یہ تھی کہ اس قسم کے کلام کا آپ کے دل میں کبھی خیال تک بھی نہیں آیا تھا اور آپ کے کان بھی اس قسم کے کلام کے سننے سے آشنا نہیں تھے اس لئے کہ آپ تو اُمی تھے آپ لکھنے پڑھنے سے آشنا ہی نہیں تھے تو ہم نے عربی زبان میں اس لئے نازل کیا کہ عربی زبان فصاحت و بلاغت کے لحاظ سے تمام زبانوں پر فائق ہے اور ایسے شخص پر اتارا جو تمام پیغمبروں سے اونچے مقام پر فائز ہے اور نہایت بلند مرتبت فرشتے جبرائیل علیہ السلام کی وساطت سے اور سال کے نہایت شرف والے مہینہ رمضان میں نازل فرمایا اس طرح تمام لحاظ سے قرآن پاک کو شرف حاصل ہے اور جس امت کی رہنمائی کے لئے نازل کیا وہ امت بھی تمام امتوں سے بہتر ہے اور اسے سب امتوں پر شرف حاصل ہے۔

اِذْ قَالَ يُوسُفُ لِاَبِيهِ يٰاَبَتِ اِنِّي رَاَيْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَيْتُهُمْ لِي سٰجِدِيْنَ۝۴ قَالَ يٰبُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ عَلٰٓى اِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًاؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ۝۵ وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَعَلٰٓى اٰلِ يَعْقُوْبَ كَمَآ اَتَمَّهَا عَلٰٓى اَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَؕ اِنَّ رَبَّكَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ۝۶ ع

ترجمہ: جب یوسف نے اپنے والد کو بتایا اے میرے ابّا! میں نے خواب میں گیارہ ستاروں اور سورج اور چاند دیکھا ہے میں نے انہیں دیکھا ہے کہ وہ مجھے سجدہ کر رہے ہیں (۴) اس نے کہا اے میرے بیٹے! اپنا خواب اپنے بھائیوں کو نہ بتانا کہ اس وقت وہ تو تیرے بارے میں کوئی حیلہ اختیار کریں گے شیطان تو انسان کا ظاہری دشمن ہے (۵) اور جس طرح تجھے خواب دکھائی دیا ہے اسی طرح آپ کا پروردگار آپ کا انتخاب کرے گا اور آپ کو خوابوں کی تعبیر کا علم عطا کرے گا اور تجھ پر اور یعقوب کی اولاد پر اپنے احسان کو مکمل کرے گا جیسا کہ اس نے اس سے پہلے آپ کے آباؤ اجداد ابراہیم اور اسحاق پر مکمل کیا بے شک آپ کا پروردگار علم والا اور حکمت والا ہے (۶)

تشریح: یوسف علیہ السلام کا نسب نامہ یوں ہے، یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم، بخاری شریف میں اس مضمون کی حدیث وارد ہے، عظمت و شرف کے مالک یوسف علیہ السلام اپنے والد یعقوب علیہ السلام کے بیٹے ہیں وہ بھی عظمت و شرف کیساتھ موصوف تھے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب کہ وہ اسحاق علیہ السلام کے بیٹے تھے وہ بھی عظمت وشرف کے دلدادہ تھے اور وہ ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے تھے جو شرف وکرم عظمت والے تھے۔ (صحیح بخاری ح ۳۳۹۰، صحیح ترمذی ۳/ ۶۴، صحیح مسلم کتاب الفضائل باب ۴۳، مسند احمد ۲/ ۳۳۲، تفسیر المراغی ۴/ ۳۷۹)

گویا کہ نسب کا یہ سلسلہ دراصل سلسلۃ الذہب ہے کہ سبھی چمکدار موتی تھے ان میں سے ہر ایک اپنے اپنے دور میں ہدایت کا سرچشمہ تھا، اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر محمد (ﷺ) کو مخاطب کرتے ہوئے مطلع کیا جب کہ یوسف علیہ السلام نے اپنے والد یعقوب علیہ السلام کو بتایا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ گیارہ ستارے، سورج اور چاند مجھے سجدہ کر رہے ہیں ان کے والد نے ان کا خواب سن کر اس حقیقت کا اظہار کیا کہ یہ الہامی خواب ہے اس میں جھوٹ کی آمیزش نہیں ہے اور یہ خواب ہمیں اس حقیقت کے قریب کر رہا ہے کہ یوسف علیہ السلام مستقبل قریب میں عظمت شان کے بلند مرتبت پر فائز ہوں گے انہیں اقتدار حاصل ہوگا ان کے اقتدار کے سبب ان کے والد، ان کے بھائی بھی معاشرہ میں عظمت وشرف سے ہمکنار ہوں گے لیکن مجھے برابر یہ خطرہ محسوس ہو رہا ہے کہ یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے جب اس خواب کی تفاصیل کو سنا اور غور کیا تو وہ ہرگز یوسف علیہ السلام کے ساتھ حسد کرنے سے باز نہیں رہیں گے، وہ چاہیں گے کہ کسی طرح یوسف علیہ السلام کو موت کے گھاٹ اتار دیا جائے یہی وجہ تھی کہ یوسف علیہ السلام کو ان کے والد نے منع کر دیا تھا کہ آپ نے اپنے بھائیوں کو اس خواب کے مشتملات سے ہرگز آگاہ نہیں کرنا ہے، چنانچہ ارشاد ربانی میں اس کی وضاحت موجود ہے جب یعقوب علیہ السلام نے خواب کو سنا تو فوراً اس خدشہ کا اظہار کیا کہ آپ نے ہرگز اپنے بھائیوں کو اس خواب کے بارے میں کچھ نہیں بتانا ہے وگرنہ وہ تجھ پر حسد کریں گے اور آپ کے بارے میں خفیہ سازش کر کے آپ کو اپنے راستہ کا کانٹا سمجھ کر دور کرنے میں کوئی کمی نہیں چھوڑیں گے سازش کا سبب یہ ہے کہ شیطان، آدم اور اس کی اولاد کا دشمن ہے انسان کے بارے میں اس نے اپنی عداوت کا کھلے لفظوں میں اعلان کیا ہے اس لئے اگر آپ نے انہیں اس واقعہ سے آگاہ کیا تو وہ اپنے راہ کے کانٹے کو دور کرنے کی پوری کوشش کریں گے ہر انسان کی فطرت میں طبعاً حسد کی آگ تو مشتعل ہے وہ کہاں اسے آرام سے بیٹھنے دے گی۔

اے یوسف! (علیہ السلام) جس طرح آپ کے پروردگار نے آپ کو خواب میں یہ منظر دکھایا ہے کہ سورج، چاند اور ستارے آپ کے سامنے سجدہ ریز ہیں اسی طرح آپ کو ان سے منتخب کر کے آپ کی آل کو دیگر لوگوں پر فیض الٰہی کے باعث شرافتوں سے نوازے گا اگرچہ ابھی تک آپ کی مساعی حسنہ ظہور پذیر نہیں ہو سکی ہیں اس طرح آپ کا مقام اللہ کے ہاں اس کے مخلص بندوں میں شمار ہوگا نیز آپ کو خوابوں کی تعبیر کے علم سے بھی بہرہ وافر عطا کریگا، یعنی الہام اور کشف کے ذریعہ آپ کو معلومات حاصل ہوں گی بلکہ نہ صرف آپ پر بلکہ آل یعقوب پر بھی، انہیں مقام نبوت پر سرفراز فرمانے کے سبب انعامات کی بارش برسائے گا انہیں بدویانہ زندگی سے نکال کر مصر جیسے ملک کی شہریت سے ہمکنار فرمائیگا، بعدازاں ان کی آنے والی نسل میں بھی یہ شرف باقی رہیگا جیسا کہ اس سے پہلے اس نعمت سے آپ کے دادا، آپ کے باپ کے دادا اور ان کی اولاد پر احسانات فرمائے ہیں، ذہن نشین کریں اگرچہ یوسف علیہ السلام کے اقرب والد اسحاق علیہ السلام ہیں لیکن ابراہیم علیہ السلام کے شرف کے سبب ان کا تذکرہ پہلے کیا ہے جیسا کہ نبی ﷺ کو یا ابن عبدالمطلب انکے شرف کے سبب کہتے تھے یا ابن عبداللہ نہیں کہتے تھے، خواب کے بارے میں اس حقیقت کو ہرگز فراموش نہ کیا جائے کہ جب خواب اچھا ہے تو اسے بیان کیا جائے اور جب خواب خوفناک ہے تو نیند کی حالت میں پہلو کو بدل لیا جائے اور بائیں جانب تھوک کو پھینکا جائے اور شیطان سے تین بار پناہ طلب کی جائے اور کسی بھی شخص کے سامنے خواب بیان نہ کیا جائے تو اس خواب کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باعث اس شخص کو کچھ تکلیف نہ پہنچے گی جس نے خواب دیکھا ہے۔(صحیح بخاری ح ۷۰۴۴،صحیح ترمذی ۲/۲۵۸،صحیح ابن ماجہ ۲/۳۴۱)

لَقَدْ كَانَ فِيْ يُوْسُفَ وَ اِخْوَتِهٖٓ اٰيٰتٌ لِّلسَّآئِلِيْنَ﴿۷﴾ اِذْ قَالُوْا لَيُوْسُفُ وَاَخُوْهُ اَحَبُّ اِلٰٓى اَبِيْنَا مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ ؕ اِنَّ اَبَانَا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنِ﴿۸﴾ ۨاقْتُلُوْا يُوْسُفَ اَوِاطْرَحُوْهُ اَرْضًا يَّخْلُ لَكُمْ وَجْهُ اَبِيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا مِنْ ۢبَعْدِهٖ قَوْمًا صٰلِحِيْنَ﴿۹﴾ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ لَا تَقْتُلُوْا يُوْسُفَ وَاَلْقُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ يَلْتَقِطْهُ بَعْضُ السَّيَّارَةِ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ﴿۱۰﴾

ترجمہ: بیشک یوسف اور اس کے بھائیوں کے واقعہ میں دریافت کرنے والوں کیلئے نشانیاں ہیں(۷) جب یوسف کے بھائیوں نے کہا کہ یوسف اور اس کا بھائی ضرور ہمارے باپ کے ہاں ہم سے زیادہ محبوب ہیں جبکہ ہم مضبوط جماعت ہیں بلاشبہ ہمارا باپ تو ظاہر بھول میں ہے(۸)[اس لئے] یوسف کو قتل کردو یا اسے ایسی زمین میں پھینک دو تاکہ تمہارے لئے تمہارے باپ کی توجہ خالص ہو اور تم اس کے بعد صالح ہو جانا(۹) ان میں سے ایک نے کہا تم یوسف کو قتل نہ کرو اور اسے کہیں بے آباد کنویں میں گرادو کوئی قافلہ اسے اٹھالے گا اگر تم کچھ کرنے والے ہو(۱۰)

لغوی تحقیق: اَلْجُبُّ کچا کنواں، اندھیرا کنواں، گڑھا، اَلْجَبُّ کاٹنا، زَمَنُ الْجِبَابُ فصل کاٹنے کا موسم، بَعِيْرٌ اَجَبُّ کوہان کٹا اونٹ، جَبَّتِ الْمَرْءَ ةُ النِّسَآءَ اپنے حسن وقابلیت میں دوسری عورتوں سے بازی لے گئی، جُبَّہ، زرہ، یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کا قول ہے کہ اسے مار ڈالنے کی بجائے یہ بہتر ہے کہ کسی کنویں میں پھینک دو تاکہ کوئی راہ گیر اس کو کنویں سے نکال لے جائے اور ہم اس کی طرف سے مطمئن ہو جائیں، یوسف علیہ السلام کی داستان ابتلاء میں انسان کی اس نفسیاتی کمزوری کو بیان کیا گیا ہے جسے ہم حسد کہتے ہیں یعنی دوسروں کے مرتبہ وجاہ کو برداشت نہ کرنا اور ایسی حرکتیں کرنا جن سے اس کو نقصان پہنچے حالانکہ اس سے نہ تو دوسروں کا مقام کم ہوتا ہے اور نہ خود ان لوگوں کو ہی کوئی فائدہ حاصل ہوتا ہے اس کے مقابلے میں صحت مند طرز عمل یہ ہے کہ ہم دوسروں کے افتخار کو اپنا افتخار اور دوسروں کی خوشی کو اپنی خوشی سمجھیں ورنہ ندامت، افسوس کے سوا کچھ حاصل ہونے والا نہیں ہے۔(لسان القرآن ص ۳۱۱)

تشریح: یوسف علیہ السلام اور اس کے بھائیوں کے واقعہ میں بے شمار عبرتیں کارفرما ہیں جن کے حقائق میں مستغرق ہونے کے بعد اللہ کی عظیم قدرت اور اس کی حکمتوں سے پردہ کشائی ہوتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ پاک اپنے بندوں میں سے جس شخص کو منتخب فرماتا ہے اس کی کمال درجہ تربیت فرماتا ہے یوسف علیہ السلام اور اس کے بھائیوں کے درمیان جو حقائق منصۂ شہود پر وقوع پذیر ہوئے ان کی معرفت میں بے شمار عبرتیں کارفرما ہیں، ان سے کچھ وہی لوگ استفادہ کر سکتے ہیں جو غور وفکر کے زاویوں سے حقائق پر نظر رکھتے ہیں۔

غور فرمائیں تو آپ آسانی کے ساتھ اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ یوسف علیہ السلام کے برادران اگر اپنے بھائی کو حاسدانہ نگاہوں سے نہ دیکھتے تو کبھی بھی اندھیرے کنوئیں میں نہ گراتے لیکن اگر وہ انہیں اس کنوئیں میں نہ گراتے تو ہرگز انہیں عزیز مصر کا آبرومندانہ مقام نہ ملتا اور اگر یوسف علیہ السلام عزیز مصر کے لقب کے ساتھ مشرف ہونے کے بعد فراست وفطانت کی روشنی میں امانت داری اور سچائی کے کردار کو نہ اپناتے تو انہیں ہرگز اپنے گھر اہل وعیال کی ذمہ داری سے بہرہ ور نہ فرمایا جاتا اور اگر عزیز مصر کی بیوی ان سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محبت کی پینگیں قائم نہ کرتیں اور یوسف علیہ السلام اس کے مکر وفریب سے تحفظ حاصل نہ کرتے تو کبھی ان کی پاکدامنی کی مدح سرائی سے معاشرہ میں غلغلہ آرائی نہ ہوتی، اور اگر عزیز مصر کی بیوی اور اس کی سہیلیاں اپنے مکر وفریب میں ناکام نہ ہوتیں تو انہیں ہرگز جیل کی چاردیواری میں محبوس نہ کیا جاتا اور اگر وہ جیل کی چاردیواری میں نہ پہنچتے تو بادشاہ مصر کے ساقی کا ان سے تعارف نہ ہوتا اور خوابوں کی تعبیر کے بارے میں یوسف علیہ السلام کی صداقت کا علم نہ ہوتا اور شاہ مصر اس کی جانب متوجہ نہ ہوتا، چنانچہ اس کے اس کی جانب متوجہ ہونے کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس نے یوسف علیہ السلام کی نبوت کی تصدیق کی اور ایمان لے آیا، مزید برآں انہیں وزارت خزانہ کا قلمدان سونپ دیا اور اگر وہ اس بلند منصب پر متمکن نہ ہوتے تو ان کے لئے ہرگز ممکن نہ تھا کہ وہ اپنے والدین بھائیوں اور ان کے سبھی اہل وعیال کو قحط سالی اور بھوک کے عفریت سے بچا سکتے اور ان سب کو مصر لا سکتے، چنانچہ اس کے نتیجہ میں اس کے برادران کو نہ صرف یہ کہ اجلال واحترام حاصل ہوا بلکہ تنعم کی زندگی گزارنے کے آرام دہ لمحات میسر آئے اور عیش کوشی میں ان کے پاؤں زمین پر لگتے نہیں تھے، اس حقیقت سے ہرگز انکار ممکن نہیں کہ بعض اوقات آغاز کار میں بظاہر ذلت، نکبت، ادبار اور پریشانیوں کا ہجوم دکھائی دیتا ہے بالآخر ان پریشانیوں کے بعد انجام کار آرام کی زندگی پاؤں چومتی ہے اور کامیابی کے بعد مصائب کے بادل کافور ہو جاتے ہیں اور عیش وعشرت کی پر بہار لطیف ہوائیں چلنے لگتی ہیں اور سکون وآرام کی زندگی کی نعمت غیر مترقبہ حاصل ہوتی ہے اور پریشانیوں کے ایام کے المناک نقوش دل ودماغ سے محو ہو جاتے ہیں اور زندگی جنت نظیر بن جاتی ہے۔

اِذْ قَالُوْا لَيُوْسُفُ وَاَخُوْهُ اَحَبُّ اِلٰٓى اَبِيْنَا مِنَّا: جب برادران یوسف علیہ السلام نے اپنے والد مکرم یعقوب علیہ السلام کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ یوسف علیہ السلام اور ان کے حقیقی بھائی بنیامین نامی ہمارے والد مکرم کو ہم سے زیادہ عزیز ہیں وہ انہیں ہم پر برتری عطا کرتا ہے اس لئے کہ وہ دونوں عمر کے لحاظ سے ان سے چھوٹے ہیں حالانکہ وہ دونوں فوائد کے حصول کے لحاظ سے نہ ہونے کے برابر ہیں جب کہ ہم سب مضبوط قوت والے ہیں ہم معاشی اسباب کے بروئے کار لانے کے لحاظ سے ہر طرح کی صلاحیتوں سے مالا مال ہیں تو ہم اپنے والد کے بارے میں اس حقیقت کو اجاگر کرنا ضروری سمجھتے ہیں جب کہ انہوں نے یوسف علیہ السلام اور اس کے اخیافی بھائی کو ہم پر تفوق عطا کر رکھا ہے اور ان سے محبت اور میل جول بھی ہم سے زیادہ ہے، حالانکہ ان دونوں سے منفعت کے حصول کی توقع موہوم ہے وہ صراط مستقیم سے پھسل چکے ہیں اور ان کا یہ رویہ غیر منصفانہ ہے کسی بھی صاحب علم ودانش سے یہ حقیقت مخفی نہیں ہے کہ وہ لڑکے جنہیں معاشرہ میں کمزور باور کیا جاتا ہے وہ کیسے اس کی صحیح معنی میں خدمت سرانجام دے سکتے ہیں، اس آیت میں اس حقیقت کو اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ حقیقی ماں باپ کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی سبھی اولاد کے ساتھ مدارات کے پہلو کو یکساں رکھنے کی کوشش کریں اور محبت کے ساتھ ان کی تربیت میں کوشاں رہیں کہ ان کے درمیان حسد، بغض کی دیوار حائل نہ ہونے پائے اور ان میں سے کسی ایک کے ساتھ ایسا ترجیحی سلوک روا نہ رکھا جائے کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ حسد کی بیماری میں مبتلا ہو جائیں۔

اقْتُلُوْا يُوْسُفَ اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا يَّخْلُ لَكُمْ وَجْهُ اَبِيْكُمْ: یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے آپس میں اس رائے پر اتفاق کیا کہ یوسف علیہ السلام کو موت کے گھاٹ اتار دیا جائے تا کہ اس کے والد کو اس کی ملاقات کی امید ہی نہ رہے یا اسے آبادی سے دور ایسے علاقہ میں پھینک دو کہ وہ پھر اپنے والد کی جانب پہنچ ہی نہ سکے اگر اسے اس دوران ناگہاں موت کے چنگل سے تحفظ حاصل رہے اس کا نتیجہ تمہارے حق میں نہایت بہتر ہے کہ تمہارے والد کی توجہ یوسف علیہ السلام کی جانب نہ رہے گی اس کی تمام تر توجہ تمہاری جانب جھکاؤ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اختیار کرے گی اور تم اسے قتل کرنے کے بعد خود کو بارگاہ الٰہی میں پیش کرو اور اللہ پاک سے اس گناہ پر عفو و کرم کی بھیک مانگیں اپنی عملی زندگی کو نئے سرے سے بہتر بنائیں دوبارہ اس قسم کے گناہ کے نزدیک بھی نہ جائیں اس طرح تم پر نہ صرف یہ کہ تمہارا والد تم سے خوش ہوگا بلکہ تمہارا پروردگار بھی تم سے خوش ہوگا۔

قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ لَا تَقْتُلُوْا یُوْسُفَ وَاَلْقُوْهُ فِیْ غَیٰبَتِ الْجُبِّ: ان کے برادران میں سے ایک بھائی نے کہا میری رائے ہے کہ تم یوسف کو موت کے گھاٹ نہ اتارو بلکہ کسی غیر معروف دور دراز کنوئیں میں اسے گرادو اس طرح اس کی خبر پردۂ خفا میں رہے گی حقیقت کا کسی کو علم نہ ہوگا اس کنوئیں کے قرب و جوار سے گزرنے والے مسافر اسے وہاں سے نکال کر اپنے ساتھ دور دراز علاقوں میں لے جائیں گے اس طرح تمہارا منصوبہ تکمیل پذیر ہوگا اور یوسف اپنے باپ سے دور ہو جائے گا جب کہ اسے موت سے ہم کنار کرنا تمہارے لئے ہرگز منفعت بخش نہیں ہے تمہیں اس قسم کے گھناؤنے جرم سے کسی معصوم شخص کے قتل کرنے سے کچھ فائدہ حاصل نہ ہوگا جب کہ تمہارا مقصد دوسرے انداز سے بھی تکمیل پذیر ہوسکتا ہے۔

قَالُوْا یٰٓاَبَانَا مَالَکَ لَا تَاْمَنَّا عَلٰی یُوْسُفَ وَاِنَّا لَهٗ لَنٰصِحُوْنَ ﴿۱۱﴾ اَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا یَّرْتَعْ وَیَلْعَبْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿۱۲﴾ قَالَ اِنِّیْ لَیَحْزُنُنِیْٓ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ وَاَخَافُ اَنْ یَّاْکُلَهُ الذِّئْبُ وَاَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ ﴿۱۳﴾ قَالُوْا لَئِنْ اَکَلَهُ الذِّئْبُ وَنَحْنُ عُصْبَةٌ اِنَّآ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۱۴﴾ فَلَمَّا ذَهَبُوْا بِهٖ وَاَجْمَعُوْٓا اَنْ یَّجْعَلُوْهُ فِیْ غَیٰبَتِ الْجُبِّ وَاَوْحَیْنَآ اِلَیْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا وَهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵﴾ وَجَآءُوْٓ اَبَاهُمْ عِشَآءً یَّبْکُوْنَ ﴿۱۶﴾ قَالُوْا یٰٓاَبَانَآ اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَتَرَکْنَا یُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَاَکَلَهُ الذِّئْبُ وَمَآ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ کُنَّا صٰدِقِیْنَ ﴿۱۷﴾ وَجَآءُوْ عَلٰی قَمِیْصِهٖ بِدَمٍ کَذِبٍ ؕ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَکُمْ اَنْفُسُکُمْ اَمْرًا ؕ فَصَبْرٌ جَمِیْلٌ ؕ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ ﴿۱۸﴾

ترجمہ: انہوں نے کہا اے ہمارے باپ! تجھے کیا ہے کہ تو یوسف کے بارے میں ہمیں امین نہیں سمجھتا ہے جب کہ یقیناً ہم اس کی خیر خواہی کرنے والے ہیں (۱۱) کل اسے ہمارے ساتھ بھیجنا کہ وہ کھائے پیئے اور کھیل کود میں شریک ہو اور یہ حقیقت ہے کہ ہم اس کی نگہداشت کریں گے (۱۲) اس نے کہا حقیقت یہ ہے کہ مجھے یہ بات غمناک کر رہی ہے کہ تم اسے لے جاؤ گے اور مجھے ڈر ہے اس سے کہ کہیں اسے بھیڑیا نہ کھا جائے جبکہ تم اس سے غفلت میں رہو (۱۳) انہوں نے برملا کہا اگر اس کو بھیڑیے نے کھا لیا جبکہ ہم جماعت ہیں بلاشبہ تو ہم اس وقت نقصان میں ہوں گے (۱۴) تو جب وہ اسے لے گئے اور انہوں نے عزم کر لیا کہ وہ اسے تاریک کنوئیں میں گرا دیں گے اور ہم نے اس کی جانب وحی کی کہ تو انہیں ان کی سازش کے بارے میں خبر دے گا اور یہ نہیں پہچانیں گے (۱۵) پھر وہ رات کے وقت اپنے باپ کے پاس روتے ہوئے آ گئے (۱۶) انہوں نے کہا اے ہمارے ابا! بے شک ہم نے مقابلہ میں دوڑنا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شروع کیا جبکہ ہم نے یوسف کو اپنے سامان کے پاس چھوڑا تو بھیڑیے نے اسے اپنا تر نوالہ بنالیا اور تو ہماری بات کو تسلیم نہیں کرے گا اگر چہ ہم سچ کہہ رہے ہوں (۱۷) اور وہ اس کی قمیص پر جھوٹا خون لگا کر آئے، یعقوب نے کہا نہیں! بلکہ تم نے خود اس بات کو بنالیا ہے پس اب تو صبر کرنا ہی بہتر ہے اور اللہ ہی سے اس پر جو تم بیان کر رہے ہو نصرت کا طلب گار ہوں (۱۸)

لغوی تحقیق: یَرْتَعْ مادہ (رت ع) ہے اصل معنی جانوروں کے چرنے کے ہیں پھر استعارہ کے طور پر انسانوں کے جی بھر کر کھانے پینے پر یہ لفظ بولا جاتا ہے، قرآن پاک میں ہے ﴿یَرْتَعْ وَیَلْعَبْ﴾ کہ جنگل کے پھل پھلاری کھائے پیئے اور کھیلے کودے، اور تشبیہ کے طور پر بدگوئی کے معنی میں بھی آتا ہے جیسا کہ شاعر نے کہا ہے ؎ وَاِذَا خَلَوْا لَهٗ لَحْمِیْ رَتَعَ جب تنہائی میں اس کے پاس ہوتے ہیں تو میرا گوشت کھانے لگ جاتا ہے، یعنی غیبت کرتا ہے مویشی کے لئے رَاتِعَ کی جگہ رِتَاعٌ آتی ہے اور انسان کیلئے رَتِعُوْنَ، اَلذِّئْبُ بھیڑیا، جس کا وصف دھوکہ دینا شکار کو چیرنا پھاڑنا ہے نہایت لالچی ہوتا ہے۔ (مفردات امام راغب ص ۳۳۹)

تشریح: یوسف علیہ السلام کا واقعہ بیان ہو رہا ہے کہ اس کے بھائیوں نے آپس میں مشورہ کرنے کے بعد اس پروگرام پر اتفاق کیا کہ یوسف کو اپنے ساتھ اپنی معیت میں لے جائیں اور اسے بے آباد کنوئیں میں گرادیں اس منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے انہوں نے اپنے باپ سے درخواست کی کہ وہ یوسف کو ہوا خوری کے لئے ہمارے ساتھ جانے کی اجازت دیں، قبل ازیں بھی وہ معمول کے مطابق کبھی کبھی سیر و تفریح کے لئے چلے جایا کرتے تھے لیکن اس روز انہوں نے لحہ بھر محسوس کیا کہ کہیں ہمارے والد ہم پر اعتماد نہ کریں تو انہوں نے پیشگی ان کی خدمت میں یہ جملہ پیش کیا تعجب ہے؟ آپ یوسف کو ہمارے ساتھ سیر و تفریح کے لئے جانے پر اعتماد کیوں نہیں کر رہے ہیں، مزید انہوں نے برملا کہا تعجب انگیز یہ بات ہے کہ یوسف کے بارے میں آپ ہماری حفاظت کے بارے میں متردد کیوں ہیں جب کہ ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم اس کے ساتھ محبت کرتے ہیں ہمارا رویہ اس کے ساتھ نہایت مشفقانہ ہے، ہم نہیں چاہتے کہ اسے معمولی سی تکلیف بھی پہنچے اس لئے کل آپ اسے ہماری معیت میں سیر سپاٹے کے لئے اجازت دے دیناوہ جنگل کی تازہ ہوا میں کھیل کودسے اپنے دل کو مسرتوں سے ہمکنار کرے گا فروٹ تناول کرے گا دودھ نوش کرے گا شکار کا گوشت مہیا ہوگا اس طرح سیر و تفریح سے اسے سکون میسر آئے گا صحت پر اچھے اثرات مرتب ہوں گے جب وہاں دوڑ کا مقابلہ ہوگا پہلوانی کا مظاہرہ ہوگا اور ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم اسے ذرہ برابر کسی بھی تکلیف سے دوچار نہیں ہونے دیں گے ان کی اس گفتگو کے جواب میں یعقوب علیہ السلام نے ذرا دبے لفظوں میں اپنے خطرے کا اظہار کیا کہ اس کے تمہارے ساتھ جانے میں مجھے حزن و ملال کا اندیشہ لاحق رہے گا، نیز کھلے الفاظ میں انہوں نے اپنے اس خدشہ کا اظہار بھی کیا کہ کہیں تمہاری سستی اور بے توجہی کے سبب جنگل کا درندہ بھیڑیا اس پر حملہ آور ہو کر اس کو تر نوالہ نہ بنالے انہوں نے بیک زبان ہو کر کہا اگر ہمیں اپنے بھائی کے بارے میں مغلوب کیا جاتا ہے تو ہماری زندگی بے کار ہے کہ ہمارے ہوتے ہوئے ہمارے بھائی پر بھیڑیا حملہ آور ہو ممکن نہیں! چنانچہ نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ انہوں نے ان چکنی چپڑی باتوں سے اپنے والد کو خاموش کرادیا چنانچہ دوسرے روز وہ اپنے منحوس طے شدہ پروگرام کے مطابق یوسف علیہ السلام کو اپنے ساتھ لے گئے اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ تقدیر کو ٹالنے کے لئے جس قدر بھی احتیاط کی جائے ہرگز فائدہ نہیں ہوسکتا بالآخر تقدیر کو غالب آنا ہی ہوتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ ابھی وہ آبادی سے کچھ زیادہ فاصلہ پر نہیں پہنچے تھے کہ ان کے اطوار بدل گئے یوسف کی جانب انہوں نے غیظ وغضب کے عالم میں ترش روئی سے دیکھا اور معمول کی گفتگو سے ہٹ کر مخالفت کے انداز کو اپنانا شروع کیا بلکہ کبھی کبھی ان کے جسم پر انہوں نے طمانچے بھی لگائے بالآخرانہوں نے اس پروگرام پر اتفاق کیا کہ اسے جنگل کے فلاں کنوئیں میں گرادیا جائے، چنانچہ اس مشورہ پر انہوں نے عمل کرتے ہوئے اپنے بھائی کو کنوئیں میں گرادیا اس دوران وہ بلند آواز کے ساتھ رونے لگے انہوں نے اس کے جسم سے اس کا قمیص بھی اتارلیا اور اس کے ہاتھ پاؤں باندھ کر کنویں کے حوالہ کردیا تو اس دوران اللہ نے ان کی جانب وحی کی کہ اللہ تعالیٰ ان پر اس ظالمانہ سلوک روا رکھنے کے بارے میں ان کے اقرباء کو مطلع کریں گے جب وہ انہیں کنوئیں میں گرانے سے فارغ ہوئے تو انہوں نے بکری کے ایک بچے کو ذبح کیا اور اس کے خون سے یوسف کے قمیص کو رنگ دیا اور غروب شمس کے بعد والد کے پاس اس گھبراہٹ ناک واقعہ سے دوچار ہونے کے سبب پہنچے جب کہ وہ رو رہے تھے انہوں نے معذرت خواہانہ انداز میں بتایا ہمارے ابا! ہم جنگل میں دوڑ میں مقابلہ کررہے تھے جب کہ ہم نے اپنے بھائی یوسف کو اپنے سامان کا محافظ بنا کر وہیں ٹھہرنے کا حکم دیا اس دوران بھیڑیا آیا اس نے ہمارے بھائی یوسف کو تر نوالہ بنایا لیکن آپ ہمارے اس بیان کو صحیح باور نہیں کریں گے اگرچہ ہم واقعتاً سچ کیوں نہ کہہ رہے ہوں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں بھائیوں نے یوسف کی قمیص کو بکری کے بچے کا خون لگایا جس کو انہوں نے ذبح کیا تھا اس کا گوشت تناول کیا اور اس کے خون سے کچھ خون لے کر اپنے بھائی یوسف کا قمیص رنگین کردیا چنانچہ ان کے والد یعقوب نے جب یوسف کی قمیص کی جانب نظر اٹھائی تو قمیص خون سے رنگین تھی جب کہ قمیص صحیح سالم تھی کہیں سے پھٹی ہوئی نہ تھی اس دوران یعقوب علیہ السلام کی زبان پر یہ کلمہ آیا کہ بھیڑیا تو زبردست حلیم الطبع ہے جب کہ اس نے یوسف کو اپنا تر نوالہ بنالیا لیکن اس کا قمیص کسی طرف سے بھی نہیں پھٹا، اس واقعہ کا جائزہ لینے کے بعد یعقوب علیہ السلام کی زبان سے بے ساختہ یہ کلمہ نکلا کہ تم نے خود اس معاملہ کو من گھڑت شکل میں پیش کیا ہے یہ حقیقت کے بالکل برعکس ہے پس میں اس واقعہ پر صبر کا مظاہرہ کرتا ہوں اس لئے کہ تکلیف پر صبر کرنا ہی بہتر ہوتا ہے جزع فزع کا اظہار شکوہ وشکایت کرنا اچھا نہیں ہوتا پس اللہ ہی کی ذات سے اعانت کا طلبگار ہوں اس پر جو تم جھوٹ بنا کر پیش کررہے ہو۔

(ایسر التفاسیر ۳۸۶/۲)

وَجَآءَتْ سَيَّارَةٌ فَأَرْسَلُوْا وَارِدَهُمْ فَأَدْلٰى دَلْوَهٗ ط قَالَ يٰبُشْرٰى هٰذَا غُلٰمٌ ط وَأَسَرُّوْهُ بِضَاعَةً ط وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ ط وَكَانُوْا فِيْهِ مِنَ الزّٰهِدِيْنَ ﴿۲۰﴾ ع وَقَالَ الَّذِى اشْتَرٰىهُ مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِهٖٓ اَكْرِمِىْ مَثْوٰىهُ عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا ط وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِى الْاَرْضِ وَلِنُعَلِّمَهٗ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ط وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓى اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗٓ اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ط وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۲۲﴾

ترجمہ: اور ایک قافلہ آیا تو انہوں نے پانی پلانے والوں کو بھیجا اس نے اپنا ڈول [کنوئیں میں] ڈالا اس نے کہا واہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرے لئے خوشی کی بات ہے! یہ شخص تو نوجوان ہے اور قافلہ والوں نے اس کو سرمایہ سمجھتے ہوئے مخفی رکھا اور اللہ کو علم ہے جو انہوں نے کیا (۱۹) اور انہوں نے اسے معمولی قیمت چند دراہم کے عوض جنہیں شمار کیا جا سکتا تھا فروخت کیا اور وہ اس کے بارے میں چاہت کرنے والوں سے نہ تھے (۲۰) اور جس شخص نے یوسف کو مصر والوں سے خرید کیا اس نے اپنی عورت سے کہا اسے اکرام واعزاز سے رکھیں شائد یہ ہمیں فائدہ عطا کرے یا ہم اس کو بیٹا ہی بنالیں اور اس طرح ہم نے یوسف کو اس زمین میں ٹھہرایا اور تا کہ ہم اسے خوابوں کی تاویل کے علم سے آگاہ کریں اور اللہ اپنے حکم پر غالب ہے جب کہ اکثر لوگ نہیں جانتے ہیں (۲۱) اور جب وہ اپنی جوانی کو پہنچا تو ہم نے اسے دانائی اور علم سے نوازا اور اسی طرح ہم اچھے کام کرنے والوں کو بدلہ عطا کرتے ہیں (۲۲)

لغوی تحقیق: بَخسٍ تھوڑی سی قیمت، زجاج نے یہاں بَخسٍ کے معنی ظلم کے کئے ہیں یعنی برادران یوسف نے ان کو از راہ ظلم فروخت کر دیا مگر یہ صحیح نہیں، صحیح یہ ہے کہ انسان کو خریدا یا بیچا نہیں جا سکتا مگر یہ جس دور کی بات ہے اس میں غلاموں کی خرید وفروخت جائز تھی، مزید برآں قرآن حکیم نے خود اس بات کی توجیہ بیان کر دی ہے کہ کیوں یوسف کے بھائیوں نے چند دراہم کے عوض بیچ ڈالا اس لئے کہ ﴿وَكَانُوا فِيهِ مِنَ الزَّاهِدِينَ﴾ کہ انہیں ان سے کوئی لگاؤ یا دلچسپی نہ تھی اور وہ ہر قیمت پر ان کو اپنے سے الگ کرنا چاہتے تھے۔ (لسان القرآن ص ۱۵۴)

تشریح: سیاق وسباق کے لحاظ سے یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کے واقعہ سے مطلع کیا جا رہا ہے کہ جب یوسف علیہ السلام کو کنوئیں میں گرا دیا گیا اور وہ وہیں کے ہو گئے تو ایک قافلہ جو مدین شہر سے مصر کی جانب جا رہا تھا تو اس کا وہاں سے گزر ہوا تو ان میں سے ایک شخص نے پانی حاصل کرنے کے لئے کنوئیں میں ڈول لٹکایا تو ڈول کے ساتھ یوسف علیہ السلام چمٹ گئے وہ ڈول کے ساتھ کنوئیں سے باہر آ گئے اور جونہی ڈول لٹکانے والے نے اسے دیکھا تو اس نے بلند آواز کے ساتھ کہا مسرت اور خوشی کی بات ہے یہ نوجوان ہے جب کہ برادران یوسف کی کنوئیں کے آس پاس آمد ورفت جاری تھی وہ اپنے بھائی کے انجام کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتے تھے تو جب انہوں نے اپنے بھائی کو قافلہ والوں کے ہاں دیکھا تو برادران یوسف نے انہیں بتایا کہ یہ شخص ہمارا غلام تھا جو بھاگ کر آیا ہے اگر تم اسے خریدنا چاہتے ہو تو ہم اسے تمہارے پاس فروخت کر دیتے ہیں انہوں نے کہا ہمارا یہی ارادہ ہے چنانچہ انہوں نے معمولی قیمت کے بدلے میں فروخت کر دیا اور جنہوں نے اسے خرید کیا تھا انہوں نے اس کو دیگر رفقاء قافلہ سے پردے میں رکھا تا کہ وہ بھی اپنے اشتراک کا مطالبہ نہ کر بیٹھیں اور انہوں نے کہا یہ ایک سامان ہے جس کے بارے میں پانی والوں نے ہم پر ذمہ داری ڈالی ہے کہ ہم اسے مصر شہر میں اس کے مالک کے سپرد کریں اور جب وہ اسے لے کر مصر شہر میں پہنچے تو انہوں نے اسے ایک وزیر کے ہاں فروخت کر دیا جس کا نام قطفیر عزیز تھا اس نے اس میں فراست کے آثار کو محسوس کیا اس نے اپنی بیوی زلیخا نامی سے مخاطب ہو کر کہا کہ اسے مقام شرف پر بٹھائیں اس کے ساتھ اکرام واعزاز کا برتاؤ کریں ہم پر امید ہیں کہ اس کی خدمت ہمارے لئے منفعت بخش ثابت ہو گی یا پھر ہم اسے زیادہ قیمت وصول کر کے فروخت کر دیں گے یا ہم اسے اپنا بیٹا بنالیں گے جب کہ ہم بیٹے کی نعمت سے محروم ہیں اور جس طرح ہم نے اس کو قتل ہونے سے بچایا اور بے آباد کنوئیں سے باہر نکلوایا اسی طرح ہم نے اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو زمین پر اقتدار عطا کیا اور اسے مصر کی سلطنت کی باگ ڈور سے نوازا، چنانچہ وہ ملک مصر میں حکومت کرتا رہا اور عدل وانصاف کیساتھ تمام سیاسی معاملات نپٹاتا رہا اور ہم نے اسے تعبیر رؤیا کے علم سے بھی شناسائی عطا کی اور یوسف علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا حکم اور اللہ کا ارادہ تکمیل پذیر ہوا۔

اس کے بھائیوں کو کچھ توفیق نہ مل سکی کہ وہ اس کے بارے میں اپنے مقصود کو حاصل کر پائیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ ہر امر پر غالب ہے جس کا وہ ارادہ کرتا ہے تو اللہ اور اس کے ارادہ کے درمیان کوئی قوت حائل نہیں ہوسکتی یہ کیسے ممکن ہے جب کہ وہ ذات اپنے تمام معاملات میں غالب ہے اور حکمت کے ساتھ موصوف ہے جب کہ اکثر لوگوں کو اس کا علم نہیں ہے اس لئے کہ اگر انہیں علم حاصل ہوتو اپنے تمام معاملات اللہ کی جانب سپرد کرتے اور اسی پر بھروسہ کرتے اور اس کی نافرمانی کا تصور بھی ذہن میں نہ لاتے اس لئے کہ اس قسم کے تصور سے بھی وہ اللہ کی اطاعت کے دائرہ سے نکل جائیں گے اس وضاحت میں رسول اکرم ﷺ کو صبر اختیار کرنے کا حکم دیا جارہا ہے جب وہ اپنے قرابت داروں کی جانب سے تکالیف پہنچانے کا معاملہ دیکھتے ہیں جب کہ یوسف کو بھی اس کے بھائیوں سے تکالیف پہنچیں، جو یوسف علیہ السلام کے والدین کے بعد یوسف کے زیادہ قریب تھے، اور جب یوسف علیہ السلام بدنی قوت کے لحاظ سے شباب کی عمر میں داخل ہوئے اور ان کی عقلی قوت سن شباب سے متجاوز ہوکر کہولت کے دائرہ میں داخل ہوئی تو ہم نے اسے حکمت اور علم سے نوازا اور جس طرح ہم نے یوسف علیہ السلام کو حکمت وعلم سے نوازا اسی طرح ہم ان لوگوں کو جو ہماری فرمانبرداری میں صبر اور سچائی کے دامن کو تھامتے ہیں اور توکل اختیار کرتے ہیں علم وحکمت سے نوازتے ہیں درحقیقت اس میں اللہ پاک اپنے پیغمبر کو اچھے انجام کی بشارت دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ انہیں ان کے دشمنوں پر غلبہ عطا کرے گا اور ان پر اقتدار عطا کریگا۔ (ایسر التفاسیر ۳۸۹/۲)

وَرَاوَدَتْهُ الَّتِي هُوَ فِي بَيْتِهَا عَنْ نَّفْسِهِ وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ ط قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهُ رَبِّيْ اَحْسَنَ مَثْوَايَ ط اِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهِ وَ هَمَّ بِهَا لَوْلَا اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهِ ط كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ ط اِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۲۴﴾ وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِيْصَهُ مِنْ دُبُرٍ وَّاَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا الْبَابِ ط قَالَتْ مَا جَزَآءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْٓءًا اِلَّا اَنْ يُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۵﴾ قَالَ هِيَ رَاوَدَتْنِيْ عَنْ نَّفْسِيْ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا اِنْ كَانَ قَمِيْصُهُ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۲۶﴾ وَاِنْ كَانَ قَمِيْصُهُ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۲۷﴾ فَلَمَّا رَاٰ قَمِيْصَهُ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ اِنَّهُ مِنْ كَيْدِكُنَّ ط اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ ﴿۲۸﴾ يُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا سکتہ وَاسْتَغْفِرِيْ لِذَنْۢبِكِ اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخٰطِئِيْنَ ﴿۲۹﴾ ع وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِيْنَةِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ تُرَاوِدُ فَتٰىهَا عَنْ نَّفْسِهِ ج قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا ط اِنَّا لَنَرٰىهَا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۰﴾

ترجمہ: اور وہ جس عورت کے گھر میں تھے اس نے اس کو اپنی جانب مائل کرنا چاہا تو اس نے دروازے بند کر لئے اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے کہا آئیں! یوسف نے کہا اللہ کی پناہ! بے شک میرے پروردگار نے مجھے بہت اچھا مقام عطا کیا ہے یقیناً ظالم لوگ کامیاب نہیں ہوا کرتے (۲۳) چنانچہ اس عورت نے یوسف کا ارادہ کیا اور یوسف بھی اس کا ارادہ کر لیتے اگر وہ اپنے پروردگار کی جانب سے دلیل نہ دیکھ پاتے اس طرح ہم نے اس کو برائی اور بے حیائی سے دور رکھا اس لئے کہ وہ ہمارے مخلص بندوں میں سے تھے (۲۴) اور وہ دونوں دروازے کی جانب آگے بڑھے لیکن اس نے یوسف کو پیچھے سے کھینچ کر اس کی قمیص کو پھاڑ ڈالا انہوں نے اس کے آقا کو دروازے کے قریب پالیا تو اس نے کہا، اس شخص کی بس یہ سزا ہے جو آپ کی بیوی سے برا ارادہ کرے کہ اسے قید میں رکھا جائے یا دردناک سزا سے دوچار کیا جائے (۲۵) یوسف نے برملا کہا اس عورت نے ہی مجھے اپنی جانب مائل کرنا چاہا تھا اور عورت کے خاندان میں سے ایک گواہ نے گواہی دی کہ اگر یوسف کی قمیص آگے سے پھٹی ہوئی ہے تو عورت سچی ہے اور یوسف جھوٹا ہے (۲۶) اور اگر اس کی قمیص پیچھے سے پھٹی ہوئی ہے تو عورت جھوٹی ہے اور یوسف سچا ہے (۲۷) پھر جب عورت کے خاوند نے یوسف کی قمیص کو دیکھا کہ وہ پیچھے سے پھٹی ہوئی ہے تو اس نے کہا بلاشبہ یہ تو تم عورتوں کا مکر ہے بے شک تمہارے مکر بڑے خطرناک ہیں (۲۸) پھر اس نے یوسف کو مخاطب کر کے کہا اے یوسف! آپ اس بات سے روگردانی کریں اور بیوی سے کہا کہ تو اپنے گناہ کی معافی مانگ بے شک تو ہی غلط کار ہے (۲۹) اور شہر کی عورتیں کہنے لگیں عزیز مصر کی بیوی اپنے نوجوان غلام کو اپنی جانب مائل کرنا چاہتی ہے بلاشبہ اس کی محبت اس کے دل میں رچ بس چکی ہے ہم تو اسے کھلے طور پر گمراہی میں دیکھ رہی ہیں (۳۰)

لغوی تحقیق: رَاوَدَتْهُ مادہ (رود) ہے، نرمی کے ساتھ کسی چیز کی طلب میں بار بار آمد و رفت کے ہیں اور اس سے فاعل رَائِدٌ ہے اور فعل رَادَ ہے، رَائِدٌ اس شخص کو کہتے ہیں جو پانی اور چارہ کی تلاش کے لئے قافلہ کے آگے بھیجا جاتا ہے اسی سے مِرْوَدٌ ہے جس کے معنی سرمہ لگانے کی سلائی ہے یا حلقہ لگام کے لوہے کے ہیں اور رُوَيْدَ اسم فعل مہلت دو کے معنی میں آتا ہے اَلْاِرَادَةُ کسی چیز کی طلب میں کوشش کے ہیں اور ارادہ اصل میں اس قوت کا نام ہے جس میں خواہش، ضرورت اور آرزو کے جذبات ملے جلے ہوں پھر اس سے مراد دل کا کسی چیز کی طرف کھنچنا اس فیصلہ کے ساتھ کہ اسے کرنا چاہیے یا نہیں، بعد ازاں یہ کبھی دل کے کسی طرف کھینچنے کے ہیں جو کہ ارادہ کا مبداء ہے اور کبھی صرف منتہیٰ کے معنی مراد ہوتے ہیں یعنی محض فیصلہ کیلئے جب یہ لفظ اللہ تعالیٰ کے متعلق استعال ہو تو منتہیٰ کے معنی مراد ہوتے ہیں یعنی کسی کام کا فیصلہ اور نزوع نفس کا معنی مراد نہیں ہوتا کیونکہ ذات باری تعالیٰ خواہشات نفسانی سے مبرا ہے اللہ کے ارادہ کرنے سے مقصود اللہ کا فیصلہ ہے، اَلْمُرَاوَدَةُ یہ بھی رَاوَدَيُرَاوِدُ سے ہے، اس کے معنی ارادوں میں باہم اختلاف اور کشیدگی کے ہیں، هِيَ رَاوَدَتْنِيْ عَنْ نَفْسِيْ اس نے مجھے میرے ارادہ سے پھیرنا چاہا، وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهُ عَنْ نَفْسِهٖ بیشک میں نے اس سے ناجائز مطلب حاصل کرنا چاہا، نُرَاوِدُ عَنْهُ اَبَاهُ ہم اس کے باپ کو اس سے پھیرنے کی کوشش کریں گے، تُرَاوِدُ فَتَاهَا عَنْ نَفْسِهٖ وہ اپنے غلام سے ناجائز مطلب حاصل کرنے کے درپے ہے۔ (مفردات امام راغب ص ۳۷۶)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح: یوسف علیہ السلام عزیز مصر کے گھر میں جس ناگہانی حادثہ سے دوچار ہوئے اس کا تذکرہ ہو رہا ہے جس نے انہیں خریدا اور اس نے اپنی بیوی کو تاکید کی کہ وہ یوسف کے اعزاز و اکرام میں کوتاہی نہ کریں اس نے خاوند کے کہنے کے مطابق نہ صرف یہ کہ اس کے لباس اور رہن سہن کے بارے میں دلچسپی لی بلکہ اس کے کھانے پینے میں بھی اسے خوش رکھنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اس دوران یوسف علیہ السلام اور عزیز مصر کی بیوی کو خلوت میسر آئی، ظاہر ہے کہ جب اس عمر میں کسی بھی مرد عورت کو خلوت میسر آ جائے تو جنسی میلان میں فطری طور پر انگیخت میں آہستہ آہستہ تلاطم نمودار ہوتا ہے بالخصوص جب خلوت کا زمانہ معمول سے زیادہ ہو اور تنہائی میں کسی جانب سے کسی خطرے کا بھی خدشہ نہ ہو، مزید برآں اللہ کی ذات کا ڈر بھی کچھ زیادہ نہ ہو اس فضا میں عزیز مصر کی بیوی نے جرأت مندانہ اقدام کیا اور یوسف علیہ السلام کو ورغلانا چاہا کہ وہ اس کے ساتھ جنسی تعلق کو استوار کرے جب کہ اس منصوبہ پر عمل درآمد ہونے سے پہلے اس نے اس واقعہ میں تحفظ کے تمام اسباب کو بروئے کار لانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اس نے نہ صرف یہ کہ شب باشی کے کمرے کے دروازوں کو مقفل کیا بلکہ ڈیوڑی اور گھر کے بڑے دروازے کو بھی اطمینان کے ساتھ مقفل کر دیا اور اس نے یوسف علیہ السلام سے جنسی تعلق کے استوار کرنے کی دعوت دی جب کہ اس کے مطالبہ پر یوسف علیہ السلام کا ردعمل نہایت ہوشمندانہ تھا ہرگز جنسی خواہش کا داعیہ ان میں موجود نہ تھا اور اس طرح کے ماحول اور فضا میں یہ انداز نہایت اعلیٰ کردار کا پیش خیمہ ہوا کرتا ہے۔

عزیز مصر کے شاہی محل میں جو واقعہ ظہور پذیر ہوا اس کے بارے میں ہرگز کسی متنفس کو کچھ معلوم نہیں کہ کیا کچھ ہوا اور دل میں چھپی ہوئی آرزوؤں کا خواب شرمندۂ تعبیر ہوا یا نہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے اس درپردہ واقعہ کے بارے میں مطلع فرمایا ہے کہ جس شہزادی کے گھر میں یوسف علیہ السلام رہائش پذیر تھے اس نے یوسف علیہ السلام کو ہر طرح سے ورغلانا چاہا اور تمام دروازوں کو مقفل کرنے کے بعد نفسانی خواہش کی تکمیل کا مطالبہ کیا کہ آپ آئیں! لیکن یوسف علیہ السلام نے جواب میں یہ جملہ کہا کہ میں خود کو اللہ کی پناہ میں کرتا ہوں اور یہ حقیقت ہے کہ مجھے میرے پروردگار نے نہایت عمدہ ٹھکانہ عطا کیا ہے، مزید برآں یہ حقیقت بھی اظہر من الشمس ہے کہ ظلم و ستم کے خوگر لوگ ہرگز فلاح نہیں پا سکیں گے، مقصود یہ ہے کہ عزیز مصر نے مجھے آرام دہ رہائش سے نوازا ہے تو اس قدر اعزاز و اکرام کے بعد کیسے ممکن ہے کہ میں اس کے اہل خانہ میں خیانت کا ارتکاب کروں، تو جب عزیز مصر کی بیوی نے یوسف علیہ السلام کو اذیت سے دوچار کرنے کا ارادہ کیا اس لئے کہ اس نے اس کی دعوت کو ٹھکرا دیا جب کہ اس نے طویل عرصہ اس کوشش میں صرف کیا کہ ہر طرح کے حیلے بہانے استعمال کئے کہ وہ میری آرزو کو شرمندۂ تعبیر کرے اور اس کی لرزش کے نتیجہ میں اس نے اس کی جانب جھکاؤ کا خیال کیا تا کہ اس کو اپنے سے دور کر دے لیکن اللہ کی جانب سے واضح دلیل نے اس کے دل و دماغ کو اپنی لپیٹ میں لے لیا جس کے نتیجہ میں یوسف علیہ السلام نے گھر سے راہ فرار اختیار کرنے کو ترجیح دی اور گھر سے باہر نکلنے کی جانب قدم بڑھائے لیکن عزیز مصر کی بیوی اس کے تعاقب میں نکل پڑی تا کہ اسے واپس لائے کہ کہیں اس کی رسوائی نہ ہو جائے اس دوران اس نے یوسف علیہ السلام کا قمیص اپنی گرفت میں لیا جس کے سبب اس نے اسے پیچھے سے پھاڑ ڈالا، اس واقعہ پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اس طرح ہم یوسف علیہ السلام کو برائی سے دور رکھنا چاہتے تھے اس لئے کہ ان کا شمار تو ہمارے مخلص بندوں میں ہوتا ہے جن کو ہم نے اپنی عبادت اور محبت کے لئے منتخب کیا ہے ہم اس قسم کے بندوں کے بارے میں ہرگز پسند نہیں کرتے ہیں کہ وہ خود کو گناہوں میں ملوث کریں وہ دونوں آگے پیچھے دوڑتے ہوئے جا رہے تھے کہ دروازہ کے قریب ان کی ملاقات عزیز مصر سے ہوگئی تو عزیز مصر کی بیوی نے معذرت کرنے میں پہل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی اور یہ جملہ دہرایا کہ اس شخص کو کیا سزا دی جائے جو آپ کے گھر والوں کے ساتھ برائی کے ارتکاب کا ارادہ کرے؟ وہ تو اس لائق ہے کہ اسے جیل کی سلاخوں میں بند کر دیا جائے یا اسے دردناک عذاب سے دوچار کیا جائے، اس کے اس بیان کے بعد یوسف علیہ السلام نے تہمت کی تردید کی اور کہا یہ حقیقت ہے کہ اگر وہ یوسف علیہ السلام کو متہم نہ کرتی تو یوسف علیہ السلام نے اس کی جانب سے دہرائے جانے والے مطالبہ کا تذکرہ نہیں کرنا تھا۔

چنانچہ یوسف علیہ السلام نے جو جواب دیا اس کا تذکرہ اللہ پاک نے فرمایا ہے کہ یوسف نے عزیز مصر کی بیوی کے بارے میں صاف صاف اس حقیقت کو واشگاف کیا کہ اس نے مجھے برائی کی جانب دعوت دی ہے تو اس دوران اللہ تعالیٰ نے ایک دودھ پیتے بچے کی زبان پر یہ کلمات جاری فرمائے جن میں اللہ کے مقرب بندے یوسف علیہ السلام کی براءت واضح تھی کہ اگر یوسف کی قمیص اگلی جانب سے پھٹی ہوئی ہے تو عزیز مصر کی بیوی کا بیان صحیح ہے اور یوسف کا شمار جھوٹ کہنے والوں سے ہے اور اگر اس کی قمیص پیچھے سے پھٹی ہوئی ہے تو زلیخا جھوٹ کہہ رہی ہے اور یوسف علیہ السلام کا بیان صحیح ہے اور وہ سچے ہیں، خیال رہے یہ گواہی ایک ایسے بچے نے دی جو ابھی والدہ کے دودھ پر نشوونما پا رہا تھا تو جب اس کی قمیص کا ملاحظہ کیا گیا تو وہ پچھلی جانب سے پھٹی ہوئی تھی تو عزیز مصر نے یہ جملہ دہرایا، بلاشبہ یہ تو تم عورتوں کا مکروفریب ہے بلاشبہ تم عورتوں کا مکروفریب تو بڑا خطرناک ہوتا ہے، اس کے بعد عزیز مصر نے یوسف کو مخاطب کرتے ہوئے مشورہ دیا کہ آپ اس واقعہ سے روگردانی کریں کسی شخص کے پاس اس کا تذکرہ نہ کریں تا کہ اس واقعہ کے فاش ہونے سے تکالیف کا سامنا نہ کرنا پڑے اور زلیخا سے کہا تو اپنے خاوند سے عفو وکرم کی بھیک طلب کر تا کہ وہ تیری اس غلطی کو معاف کر دے اور جو گناہ تجھ سے ہوا ہے اس کے سبب تیرا مؤاخذہ نہ کرے اس میں کچھ شک نہیں کہ تیرا شمار غلط کار لوگوں میں سے ہے۔

یوسف علیہ السلام کے اس واقعہ میں جب یوسف علیہ السلام کے حق میں ایک دودھ پیتے بچے نے گواہی دی تو یہ خبر کچھ وزراء کی وساطت سے ان کی بیویوں تک پہنچی، چنانچہ وہ سب ایک وزیر کی بیوی کے گھر میں اکٹھی ہوئیں اور اس واقعہ کے بارے میں گفتگو ہونے لگی اس دوران عزیز مصر کی بیوی کو ہدف ملامت بنایا گیا جب کہ اس نے ایک کنعانی غلام کے ساتھ معاشقہ کرنا چاہا، چنانچہ اس کا تذکرہ ہو رہا ہے کہ مصر کے دارالخلافہ کی عورتوں نے اس خبر پر بحث کا آغاز کیا اور تعجب کا اظہار کیا کہ عزیز مصر کی بیوی نے اپنے غلام سے معاشقہ کرنا چاہا جب اس کی محبت اس کے دل میں پیوست ہوگئی ہماری رائے میں اس کا یہ فعل نہایت غلط بلکہ غیر آبرومندانہ ہے اور تعجب تو اس بات پر ہے کہ عزیز مصر کی بیوی جو شرف اور عظمت کے لحاظ سے اونچے مقام پر استوار ہے وہ کیسے ایک غلام سے محبت بلکہ عشق بازی کے میدان میں کود پڑی ہے؟

فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ اَرْسَلَتْ اِلَيْهِنَّ وَاَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَاً وَّاٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّيْنًا وَّقَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ فَلَمَّا رَاَيْنَهٗٓ اَكْبَرْنَهٗ وَقَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا ؕ اِنْ هٰذَآ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ ﴿۳۱﴾ قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ الَّذِيْ لُمْتُنَّنِيْ فِيْهِ ؕ وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ ؕ وَلَئِنْ لَّمْ يَفْعَلْ مَآ اٰمُرُهٗ لَيُسْجَنَنَّ وَلَيَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِيْنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا يَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَيْهِ ۚ وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّيْ كَيْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَيْهِنَّ وَاَكُنْ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِّنَ الْجٰهِلِيْنَ﴿۳۳﴾ فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴿۳۴﴾
ثُمَّ بَدَا لَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰيٰتِ لَيَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰى حِيْنٍ﴿۳۵﴾ع وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيٰنِ ؕ
قَالَ اَحَدُهُمَاۤ اِنِّيْۤ اَرٰىنِيْۤ اَعْصِرُ خَمْرًا ۚ وَقَالَ الْاٰخَرُ اِنِّيْۤ اَرٰىنِيْۤ اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِيْ خُبْزًا
تَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ ؕ نَبِّئْنَا بِتَاْوِيْلِهٖ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ﴿۳۶﴾ قَالَ لَا يَاْتِيْكُمَا طَعَامٌ
تُرْزَقٰنِهٖۤ اِلَّا نَبَّاْتُكُمَا بِتَاْوِيْلِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّاْتِيَكُمَا ؕ ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِيْ رَبِّيْ ؕ اِنِّيْ تَرَكْتُ مِلَّةَ
قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ﴿۳۷﴾ وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِيْۤ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ
وَيَعْقُوْبَ ؕ مَا كَانَ لَنَاۤ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَعَلَى
النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ﴿۳۸﴾

ترجمہ: تو جب عزیز مصر کی بیوی نے ان کی غیبت کو سنا اسی وقت ان کی جانب پیغام بھیجا اوران کے لئے ایک مجلس کا انعقاد کیا اوران میں سے ہر ایک کے لئے ایک ایک چھری کا اہتمام کیا اوراس نے یوسف سے کہا اے یوسف! ان عورتوں پر نکلیں تو جب انہوں نے اس کو دیکھا تو اس کو عظیم شخص باور کیا اور اپنے ہاتھوں کو کاٹ ڈالا اور کہا اللہ پاک ہے یہ نوجوان انسان نہیں ہے! یہ تو بس فرشتہ ہے(۳۱) عزیز مصر کی بیوی نے کہا یہ وہ شخص ہے جس کے عشق کے بارے میں تم نے مجھے ملامت کی تھی، یقیناً میں نے اس کے ساتھ گفتگو کا سلسلہ جاری رکھا اس کو تحفظ نفس سے غافل کرنا چاہا لیکن اس نے خود کو محفوظ رکھا اور اگر اس نے میرے حکم کو تسلیم نہ کیا تو اسے قید میں ڈال دیا جائے گا اور وہ ذلیل لوگوں میں شمار ہوگا(۳۲) یوسف نے کہا اے میرے پروردگار! جیل میں جانا مجھے زیادہ پسند ہے اس سے جس کی جانب یہ مجھے دعوت دے رہی ہے اور اگر تو مجھ سے ان کے فریب کو ختم نہیں کرے گا تو میں ان کی جانب جھک جاؤں گا اور میرا شمار بے وقوف لوگوں سے ہوگا(۳۳) تو اس کے پروردگار نے اس کی دعا کو شرف قبولیت سے نوازا اور یوسف سے ان کے فریب کو دور کیا بلاشبہ اللہ سنتا ہے جانتا ہے(۳۴) پھر ان لوگوں کے سامنے علامات کا ملاحظہ کرنے کے بعد یہ بات ذہن میں آئی کہ کچھ مدت تک اسے جیل میں ڈال دیں(۳۵) اور جیل میں یوسف کے ساتھ دو نوجوان بھی داخل ہوئے ان میں سے ایک نے کہا میں نے خود کو خواب میں دیکھا ہے کہ میں انگوروں سے پانی نچوڑ رہا ہوں اور دوسرے نے کہا میں خود کو دیکھتا ہوں کہ میں نے اپنے سر پر روٹی اٹھا رکھی ہے اس کو پرندے کھا رہے ہیں آپ ہمیں اس خواب کی تاویل بتائیں بلاشبہ ہم آپ کو نیکوکار لوگوں سے سمجھتے ہیں(۳۶) اس نے کہا تمہارے پاس جیسے ہی کھانا آئے گا جو تمہیں دیا جائے گا تو میں تمہیں اس کی تعبیر سے آگاہ کردوں گا اس سے پہلے کہ تمہارے پاس کھانا آئے یہ علم تعبیر ایسا علم ہے کہ جس کی تعلیم مجھے میرے پروردگار نے عطا کی ہے میں نے ایسے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں کے مذہب کو خیر باد کہا ہے جو اللہ پر ایمان نہیں رکھتے اور وہ آخرت کا بھی انکار کرتے ہیں (۳۷) اور میں نے اپنے آباؤ اجداد ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کے دین کی پیروی کی ہے ہمارے لئے جائز نہیں کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک بنائیں یہ ہم پر اور لوگوں پر اللہ کا فضل ہے جب کہ اکثر لوگ شکر یہ ادا نہیں کرتے ہیں (۳۸)

تشریح: جب عزیز مصر کی بیوی نے ان کی غیبت کو سنا تو اس نے ان کی غیبت کا زوردار مقابلہ کیا جب اس نے ان کے لئے کھانے پینے کی ایک محفل کا انتظام کیا اور وہ اس مجلس میں پہنچیں تو اس نے ان میں سے ہر ایک کے لئے ایک ایک چھری کا انتظام کیا جسے ان کے ہاتھوں میں تھما دیا گیا جب انہوں نے کھانا تناول کرنا شروع کیا کہ وہ چھری کی مدد سے پھلوں کو کاٹ کر تناول کریں تو عین اسی لمحہ اس نے یوسف کو اس مجلس میں آنے کا حکم دیا تاکہ وہ اسے دیکھ پائیں اور اس کے حسن و جمال کو دیکھ کر حیران ہو جائیں چنانچہ وہ یوسف کو دیکھ کر محو حیرت ہو گئیں اور چھریوں کے ساتھ پھلوں کو کاٹنے کی بجائے اپنے ہاتھوں کو کاٹ لیا عزیز مصر کی بیوی نے اس حیران کن منظر سے خود کو سہارا دیا اور ملامت کا اثر اس کے دل سے زائل ہونے لگا ان کی زبان پر یہ جملہ گردش کرنے لگا اللہ پاک ہے یہ انسان نہیں ہے یہ تو فرشتہ ہے، دراصل یوسف کے بے مثال حسن نے انہیں ورطۂ حیرت میں ڈال دیا اور اسے فرشتہ قرار دیا ان کی اس کیفیت کو بھانپ لینے کے بعد عزیز مصر کی بیوی نے یہ جملہ دہرایا تعجب ہے! اس خوبصورت جواں سال شخص کے بارے میں تم نے مجھے ہدف ملامت بنایا کہ کیوں میں نے اس کی محبت میں خود کو دیوانگی کے مقام پر لا کھڑا کیا، یقیناً میں نے عملاً اس کو اپنی جانب متوجہ کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا لیکن اس نے میری آواز کو صدا بصحرا سمجھا اور میری جانب دھیان تک نہ کیا اور چونکہ اس نے میرے مطالبہ کو ٹھکرایا تو اسے جیل میں قید کر دیا جائے گا پھر اس کا شمار ذلیل لوگوں میں ہوگا، عزیز مصر کی بیوی نے ان کلمات کا ان عورتوں کے سامنے اظہار کیا جو اس کے حسن پر حیرت زدہ تھیں ان حالات میں یوسف علیہ السلام نے گھبراتے ہوئے اپنے پروردگار کی جناب میں عرض کیا کہ اسے اس عورت کے فتنہ سے تحفظ عطا کرے۔

چنانچہ یوسف علیہ السلام نے اپنے پروردگار کی بارگاہ میں التجا کی اس کا تذکرہ انہوں نے ان الفاظ میں کیا کہ اے میرے پروردگار! آپ کی جناب میں میری ایک التجا ہے کہ جیل کی سلاخوں میں میرا محبوس رہنا مجھے زیادہ محبوب ہے اس سے کہ میں ان کی دعوت کو قبول کروں اور گناہ کا ارتکاب کروں اور اگر تو مجھ سے عورتوں کے مکروفریب کو ختم نہیں فرمائے گا تو ظاہر ہے کہ میں ان کی جانب میلان کروں گا اس وقت میرا شمار ان لوگوں سے ہوگا جو آپ کی نافرمانی کے ارتکاب کے باعث گناہگار کہلاتے ہیں جب کہ میں یہ نہیں چاہتا اس سے تو میں نے پہلے راہ فرار اختیار کیا چنانچہ اس کے پروردگار نے اس کی دعا کو شرف قبولیت سے نوازا اور ان کے مکروفریب سے اسے تحفظ عطا کیا بلاشبہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی پکار سنتا ہے نیز اپنے برگزیدہ بندے یوسف کی دعا کو اس نے سنا جو سبھی بندوں کے احوال و کوائف اور اعمال کا علم رکھتا ہے اور یوسف کا شمار بھی ان بندوں سے ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا کو شرف قبولیت عطا کر کے اطمینان سے نوازا اور خوفزدگی کی تکلیف سے انہیں تحفظ عطا کیا سبھی حمد و ثنا کا مستحق صرف اللہ وحدہ لاشریک ہے اور اسی کے احسان سے خوف جاتا رہا اور زندگی کے مکمل ڈھانچہ میں اطمینان کی لہر سرایت کر گئی۔

تسلسل کے ساتھ یوسف علیہ السلام کا واقعہ پیش کیا جا رہا ہے اور عزیز مصر کی بیوی زلیخا کے اہتمام سے برأت کے بعد کیا ہوا؟

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کا تذکرہ ہورہا ہے کہ اس کے بعد عزیز مصر اور اس کے رفقاء کے سامنے تابناک دلائل کے ملاحظہ کرنے کے بعد یوسف علیہ السلام کی برأت آشکارا ہوگئی جب کہ یوسف کی قمیص پچھلی جانب سے پھٹی ہوئی ہے اور شیر خوار بچے کی زبان پر عالم رضاعت میں فیصلہ کے انداز میں یہ جملہ آیا کہ اگر اس کی قمیص آگے سے پھٹی ہوئی ہے تو زلیخا سچی ہے اور اگر قمیص پیچھے سے پھٹی ہوئی ہے تو وہ جھوٹی ہے چنانچہ ان دلائل سے یوسف کی برأت واضح ہو رہی ہے البتہ انہوں نے مناسب سمجھا کہ کچھ وقت تک مزید انہیں جیل میں رکھا جائے گا کہ اس واقعہ سے لوگوں کی توجہ کسی اور جانب مبذول ہو جائے لوگوں کی محفلوں میں اس کا عام چرچا نہ ہو چنانچہ اس فیصلہ کی روشنی میں انہیں جیل کی سلاخوں میں رکھا گیا جب انہیں جیل میں محبوس کیا گیا تو اس کے ساتھ دو نوجوانوں کو بھی جیل میں محبوس کر دیا گیا جو بادشاہ کے خدام سے تھے ان پر ایک تہمت لگائی گئی تھی ان میں سے ایک نے اپنے بارے میں یہ وضاحت پیش کی کہ میں اپنے بارے میں محسوس کر رہا ہوں کہ میں شراب تیار کر رہا ہوں جب کہ دوسرے نے بتایا کہ میں خود کو اس کیفیت میں محسوس کر رہا ہوں کہ میں نے اپنے سر پر روٹی اٹھا رکھی ہے پرندے اس سے خوراک حاصل کر رہے ہیں آپ ہمیں اس کی تاویل سے مطلع کریں بلاشبہ ہم آپ کو محسوس کر رہے ہیں کہ آپ وصف احسان کے ساتھ موصوف ہیں اور یہ سوال ان دونوں کی جانب سے تھا لیکن اس حقیقت کے بعد کہ وہ دونوں یوسف کے اس انداز سے خوش تھے جو انہوں نے جیل میں محبوس لوگوں کے ساتھ روا رکھا تھا اور اس کے اچھے کردار سے وہ محو حیرت تھے چنانچہ ان دونوں نے اس سے اس کے ضمن میں جو معارف مستور تھے ان سے آگاہی حاصل کرنا چاہتے تھے چنانچہ یوسف علیہ السلام نے انہیں اولاً اس حقیقت سے آگاہ کیا کہ اسے خوابوں کی تعبیر کے علم سے نوازا گیا ہے چنانچہ اس مرحلہ پر ان دونوں نے کہا آئیں ہم اس کا تجربہ کریں چنانچہ ہم اس بات کے مدعی ہیں کہ ہم نے فلاں فلاں خواب دیکھا ہے آپ اس کی تعبیر سے ہمیں آگاہ کریں چنانچہ یوسف علیہ السلام نے انہیں جو جواب دیا اس کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں فرمایا ہے یوسف نے وضاحت کرتے ہوئے آگاہ کیا جوں ہی تمہارے پاس کھانا پہنچ جائے گا جسے تمہارے لئے تیار کیا گیا ہے تو میں تمہیں اس کی تعبیر سے اس سے پہلے آگاہ کردوں گا، خیال رہے کہ الفاظ میں یہ احتمال بھی ہے کہ کھانا ان کے پاس بحالت خواب آئے گا یا بحالت بیداری میں، اور یہ ایسی حقیقت ثابتہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کو آگاہ کیا تھا کہ وہ انہیں اس کے وہاں پہنچنے سے پہلے اس کے بارے میں اطلاع فراہم کرے گا اور اس کا انجام کیا ہوگا اور ان دونوں کو اپنے علم کے سبب کے بارے میں اس سبب سے آگاہ کیا کہ ان دونوں کے بارے میں یہ ایسا علم ہے جس کے علم سے میرے پروردگار نے مجھے نوازا ہے بلاشبہ میں نے ایسے لوگوں کے مذہب کو خیر باد کہا ہے جن کا اللہ کی ذات پر ایمان نہیں ہے بلکہ وہ آخرت کے دن کا بھی انکار کرتے ہیں ان سے مراد کنعانی اور مصری لوگ ہیں جب کہ وہ شرک پر ڈٹے ہوئے تھے انہوں نے سورج وغیرہ اللہ کی مخلوق کو معبود بنا رکھا تھا جب کہ میں نے کفر کا انکار کیا ہے اور ایمان باللہ اور ایمان بالآخرت کے دین کو تسلیم کرتا ہوں جو میرے باپ ابراہیم علیہ السلام، اسحٰق علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام کا دین ہے، مزید ان دونوں کے ساتھ ایمان باللہ اور اسلام میں داخلہ کے ساتھ مشروط ہے نیز فرمایا ہمارے لئے ہرگز درست نہیں کہ ہم اللہ کی ذات کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائیں کہ ہم اللہ پر ایمان لانے اور اس کی عبادت کرنے کے ساتھ کسی اور کو بھی شامل کریں اس کے بعد اس نے انہیں آگاہ کیا کہ یہ سب کچھ نہ ان کے اجتہاد سے ہے اور نہ اس میں حیلہ سازی کو دخل ہے یہ تو بس ان پر اللہ کا فضل ہے اس لئے وضاحت ہے کہ یہ اللہ کا ہم پر فضل ہے بلکہ سب لوگوں پر ہے جب کہ اللہ نے انہیں پیدا کیا انہیں رزق عطا کیا ان کی حفاظت کی اور انہیں ہدایت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی جانب دعوت دی بلکہ ان کے سامنے ہدایت کو واشگاف الفاظ میں پیش کیا جبکہ لوگوں کی اکثریت شکر گزار نہیں ہے وہ ایمان بھی نہیں لاتے ہیں اور عبادت بھی نہیں کرتے ہیں، ان آیات سے راہ نمائی مل رہی ہے کہ یوسف علیہ السلام کا جیل خانہ میں جانا آغاز میں تو انہیں پریشان کرنے والا ہے جبکہ نتیجہ کے لحاظ سے روشن اور تابناک تھا پھر جیل میں کسی کا جانا ضروری نہیں کہ وہ مجرموں کا گھر ہے بلکہ جیل میں اللہ کے برگزیدہ بندے بھی داخل ہوتے رہے ہیں نیز یہ حقیقت ہے کہ یوسف علیہ السلام کے پاس تعبیر رؤیا کا علم لدنی تھا۔

يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ﴿٣٩﴾ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّاۤ اَسْمَآءً سَمَّيْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ﴿٤٠﴾ يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ اَمَّاۤ اَحَدُكُمَا فَيَسْقِيْ رَبَّهٗ خَمْرًا ۚ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَيُصْلَبُ فَتَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْ رَّاْسِهٖ ؕ قُضِيَ الْاَمْرُ الَّذِيْ فِيْهِ تَسْتَفْتِيٰنِ﴿٤١﴾ وَقَالَ لِلَّذِيْ ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْكُرْنِيْ عِنْدَ رَبِّكَ ؗ فَاَنْسٰىهُ الشَّيْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ بِضْعَ سِنِيْنَ﴿٤٢﴾ ع

ترجمہ: اے جیل کے دو ساتھیو! کیا مختلف معبود بہتر ہیں یا ایک اللہ جو غالب ہے؟ (٣٩) تم اللہ کے سوا عبادت نہیں کر رہے ہو مگر چند ناموں کی جن کو تم نے اور تمہارے باپوں نے مقرر کر رکھا ہے اللہ نے اس پر کسی دلیل کو نہیں بھیجا ہے جب کہ فرماں روائی تو بس اللہ کے لئے ہے اس نے حکم دیا ہے کہ تم عبادت نہ کرو مگر اسی کی، یہی صحیح طریقہ ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ہیں (٤٠) اے جیل کے دو ساتھیو! تم میں سے ایک وہ اپنے آقا کو شراب پلائے گا جب کہ دوسرے کو صلیب پر لٹکایا جائے گا پرندے اس کے سر کو نوچیں گے اس بات کا فیصلہ کر دیا گیا ہے جس کے بارے میں تم نے دریافت کیا تھا (٤١) اور یوسف نے دوسرے شخص سے کہا جس نے خیال کیا تھا کہ وہ ان دونوں میں سے چھٹکارا حاصل کر پائے گا تو نے مجھے اپنے آقا کے سامنے یاد دلانا لیکن شیطان نے اس کے دل سے بھلا دیا کہ وہ اسے اپنے آقا کے سامنے یاد کرائے تو یوسف جیل میں چند سال رہا (٤٢)

تشریح: مسلسل یوسف علیہ السلام کا واقعہ بیان ہو رہا ہے جبکہ وہ جیل میں نظر بند ہیں قبل ازیں یہ بات گزر چکی ہے کہ دو جوان سال انسانوں نے یوسف سے اپنے خوابوں کی تاویل کے بارے میں دریافت کیا تھا جبکہ انہیں معلوم ہوا کہ وہ خوابوں کی تعبیر کے علم میں دسترس رکھتا ہے البتہ اس نے انہیں اس حقیقت سے آگاہ کیا کہ خوابوں کی تعبیر کے علم کو اس نے خیر باد کہہ دیا ہے جب کہ اس نے خود کو اپنے آباؤ اجداد کے دین کے تابع کر دیا ہے ان سے مقصود ابراہیم، اسحاق اور یعقوب علیہم السلام اللہ کے پیغمبر ہیں اور کفر سے بالکلیہ کنارہ کش ہو گیا ہے دراصل جیل کے ساتھیوں کو آگاہ کر رہے ہیں جو اللہ کی عبادت کے ساتھ اللہ کے شرکاء کی بھی عبادت کرتے تھے چنانچہ جیل کے دونوں ساتھیوں کو مخاطب کرتے ہوئے انہیں آگاہ کر رہے ہیں آپ ذرا یہ تو بتائیں کہ متعدد پروردگار بہتر ہیں یا ایک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ جو غالب ہے وہی پروردگار بہتر ہے؟ مثال کے طور پر کسی پتھر سے بنائے ہوئے بت کو رب بنالیا یا کسی ستارہ یا کسی انسان کو بلکہ کسی حیوان کو پروردگار بنالیا کیا یہ متعدد خدا بہتر ہیں یا ایک اللہ جو غالب ہے وہ بہتر ہے؟ ظاہر ہے کہ ان کے ہاں بھی اس کا ایک ہی جواب ہے کہ ایک اللہ غالب بہتر ہے تم ایک اللہ کے علاوہ جن کو معبود بناتے ہو وہ تو صرف نام کی حد تک ہیں نہ صرف یہ کہ تم نے انہیں اپنا معبود بنا رکھا ہے بلکہ تمہارے آباؤ اجداد نے بھی انہیں اپنا معبود بنایا تھا، اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ الٰہ یا رب کا اطلاق کسی بت یا کسی ستارہ پر کیسے درست ہے جبکہ پروردگار اور معبود تو ایک اللہ کی ذات ہے جو کائنات کا خالق اور رازق ہے اور سبھی کائنات کی تدبیر کرنے والا ہے جبکہ مخلوق میں سے کسی ایک فرد کو بھی رازق نہیں کہا جا سکتا بلکہ وہ تو خود مرزوق ہے وہ تو اپنی ذات کے لئے کسی فائدہ یا نقصان پہنچانے کی استطاعت نہیں رکھتا ہے چہ جائیکہ اپنے علاوہ اللہ کی مخلوق کو فوائد یا نقصانات سے ہم کنار کر سکے ان کو معبود قرار دینے پر ہرگز ہرگز کوئی دلیل نہیں ہے کہ اللہ نے ان کی عبادت کا حکم دیا ہے

جب کہ حاکمیت تو صرف ایک اللہ کی ذات کو حاصل ہے اس نے حکم دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کے حکم کو تسلیم نہ کیا جائے نہ کسی کو معبود باور کیا جائے اس لئے اللہ کی ذات کے علاوہ کسی کی عبادت جائز نہیں اس سے کنارہ کشی ضروری ہے اس کا نام دین اسلام ہے جس میں ہرگز ٹیڑھا پن نہیں ہے ہرگز لچک نہیں ہے یہی سیدھا راستہ ہے جب کہ لوگوں کی اکثریت اس سے دور ہے وہ اپنے پروردگار کی معرفت سے کوسوں دور ہیں جو نہ صرف یہ کہ ان کا خالق ہے بلکہ رازق اور ان کی زندگی کے تمام معاملات کی تدبیر کرنے والا ہے اور اسی ذات ہی کی جانب سبھی نے جانا ہے تو کس قدر ان کا انداز مضحکہ خیز ہے کہ ان میں شعور نہیں ہے کہ وہ ایک اللہ کی عبادت سے رخ موڑ کر اپنے ہاتھوں سے بنائے ہوئے بتوں کی پوجا کرتے ہیں اور انہیں معبود سمجھتے ہیں چنانچہ پروردگار عالم کی جانب دعوت دینے کے بعد یوسف نے اپنی توجہ کو جیل کے دو ساتھیوں کی جانب پھیرتے ہوئے ان کے خوابوں کی تعبیر سے انہیں آگاہ کیا جیل کے دونوں رفقاء کو مخاطب کرتے ہوئے ایک رفیق کے بارے میں بتلایا کہ اسے قید سے رہائی حاصل ہوگی اور عزیز مصر کے دربار میں دوبارہ اسے اسی ڈیوٹی پر لگا دیا جائے گا وہ اپنے آقا کو حسب سابق شراب پلائے گا اور دوسرا قیدی جو عزیز مصر کا باورچی ہے جس پر تہمت لگائی گئی تھی کہ اس نے عزیز مصر کے کھانے میں زہر کی ملاوٹ کی ہے تاکہ اسے موت کے گھاٹ اتار دے اسے صلیب پر لٹکایا جائے گا اس کے بعد اس کے سر کو پرندے نوچیں گے اس فیصلہ سے آگاہ کرنے کے بعد یوسف نے آگاہ کیا کہ تم نے جو دو سوال کئے ان کے بارے میں تمہیں بتا دیا گیا ہے۔

بعد ازاں یوسف نے اس قیدی سے کہا کہ آپ نے اپنے آقا کے ہاں میرا تذکرہ کرنا ہوگا لیکن شیطان نے اس کا تذکرہ کرنا بھلا دیا جب کہ یوسف علیہ السلام کو چاہیے تھا کہ وہ اپنے پروردگار عالم کی بارگاہ میں شکایت کرتے اور تذکرہ کرتے تو اس غلطی کے باعث پروردگار عالم نے انہیں سزا دی چنانچہ پھر وہ جیل کی سلاخوں میں سات سال تک محبوس رہے، یوسف علیہ السلام اس غفلت کے سبب کہ انہوں نے نوجوان قیدی کا سہارا لیا اور اسے کہا کہ تو نے میرا تذکرہ اپنے آقا سے کرنا ہے اس حالت میں گویا کہ یوسف علیہ السلام نے اپنے پروردگار کو فراموش کیا جس نے اسے قتل سے نجات عطا کی اور کنوئیں سے باہر نکلنے کے اسباب میسر فرمائے جب کہ عورتوں کے فتنہ نے انہیں سات سال تک جیل میں محبوس رکھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَقَالَ الْمَلِكُ اِنِّیْٓ اَرٰی سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ یَّاْکُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ یٰبِسٰتٍ ؕ یٰٓاَیُّهَا الْمَلَاُ اَفْتُوْنِیْ فِیْ رُءْیَایَ اِنْ كُنْتُمْ لِلرُّءْیَا تَعْبُرُوْنَ ﴿۴۳﴾ قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ ۚ وَمَا نَحْنُ بِتَاْوِیْلِ الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِیْنَ ﴿۴۴﴾ وَقَالَ الَّذِیْ نَجَا مِنْهُمَا وَادَّكَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ اَنَا اُنَبِّئُكُمْ بِتَاْوِیْلِهٖ فَاَرْسِلُوْنِ ﴿۴۵﴾ یُوْسُفُ اَیُّهَا الصِّدِّیْقُ اَفْتِنَا فِیْ سَبْعِ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ یَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعِ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ یٰبِسٰتٍ ۙ لَّعَلِّیْٓ اَرْجِعُ اِلَی النَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَعْلَمُوْنَ ﴿۴۶﴾ قَالَ تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ سِنِیْنَ دَاَبًا ۚ فَمَا حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ فِیْ سُنْۢبُلِهٖۤ اِلَّا قَلِیْلًا مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ ﴿۴۷﴾ ثُمَّ یَاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ یَّاْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ اِلَّا قَلِیْلًا مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ ﴿۴۸﴾ ثُمَّ یَاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ فِیْهِ یُغَاثُ النَّاسُ وَفِیْهِ یَعْصِرُوْنَ ﴿۴۹﴾ ع

ترجمہ: اور بادشاہ نے کہا میں سات موٹی گائیوں کو دیکھتا ہوں کہ انہیں سات لاغر گائیں کھا گئی ہیں اور میں سات سبز خوشوں اور سات خشک خوشوں کو دیکھتا ہوں اے مشیرو! مجھے میرے خواب کے بارے میں جواب دو اگر تم خواب کی تعبیر کرتے ہو (۴۳) انہوں نے جواب دیا یہ خواب تو پریشان کن خواب ہیں اور ہم پریشان کن خوابوں کی تاویل کا علم نہیں رکھتے ہیں (۴۴) اور اس شخص نے کہا جو ان دونوں میں محفوظ رہا تھا اور اسے کچھ مدت کے بعد یاد آیا میں تمہیں اس خواب کی تاویل بتاتا ہوں پس تم مجھے بھیجو! (۴۵) اس نے کہا اے یوسف! اے سچ کہنے والے آپ ہمیں اس خواب کے بارے میں بتائیں کہ سات فربہ گائیوں کو سات لاغر گائیوں نے کھا لیا ہے نیز سات سبز خوشے اور سات خشک خوشے ہیں تاکہ میں لوگوں کی جانب واپس لوٹوں تاکہ انہیں علم ہو جائے (۴۶) اس نے کہا تم سات سال مسلسل اپنے حال پر زراعت کرو گے پس جس فصل کی تم کٹائی کرلو اس کو اس کے خوشوں میں رہنے دو البتہ اس سے تھوڑے سے حصہ کو محفوظ رکھو (۴۷) پھر اس کے بعد ایک سال ایسا آئے گا جس میں لوگ بارش سے ہمکنار ہوں گے اور اس میں انگور نچوڑیں گے (۴۹)

لغوی تحقیق: **عِجَاف** لاغر، مادہ (ع ج ف) ہے، اَعْجَفُ انتہائی لاغر کے ہیں اس کی مؤنث عَجْفَاءُ ہے، اس کی جمع عِجَافٌ ہے، **اَضْغَاثٌ** کا واحد ضِغْثٌ ہے، انگوری کا گٹھا، ریحان خشک گھاس یا شاخیں جو آدمی کی مٹھی میں آجائیں، اسی سے ایسے خواب جو ملتبس ہوں اور ان کا مطلب واضح نہ ہو ان کو **اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ** کہا جاتا ہے، ﴿قالوا اضغاث احلام﴾ یہ تو پریشان کن خواب ہیں، **یُغَاثُ النَّاسُ** ان کا پروردگار ان پر بارش برساتا ہے اور دریائے نیل میں پانی رواں دواں ہو جاتا ہے، **وَفِیْهِ یَعْصِرُوْنَ** جن پھلوں کو نچوڑا جاتا ہے جیسے زیتون، انگور اور گنا وغیرہ ہیں۔ (مفردات امام راغب ص ۵۹۷، ص ۵۴۷)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح: تسلسل کے ساتھ یوسف علیہ السلام کا واقعہ بیان ہو رہا ہے کہ وہ جیل میں تھے جب مشکلات کے بادل زائل ہونے والے تھے تو اس عرصہ میں عزیز مصر نے خواب دیکھا جس سے وہ ڈر گئے اور حکومت کے اہل کاروں سے خواب کی تعبیر کے بارے میں مطالبہ کیا چنانچہ ان آیات میں اس کا بیان ہو رہا ہے عزیز مصر نے اپنا خواب بیان کرتے ہوئے بتایا کہ میں نے خواب میں سات فربہ قسم کی گائیوں کو دیکھا ہے جن کو سات لاغر قسم کی گائیوں نے تناول کیا ہے اور سات سبز خوشوں کو اسی طرح سات خشک خوشوں کو دیکھا ہے اس کے بیان کے بعد اس نے اہل علم اور حکومت کے مشیروں سے استفسار کیا جن کو اس نے اسی مقصد کے لئے اکٹھا کیا تھا اس نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے دریافت کیا کہ اے حکومت کے فیصلوں کے بارے میں مشورہ دینے والو! تم میرے ایک خواب کی تعبیر سے مجھے آگاہ کرو اگر تم تعبیر خواب کے علم سے آشنا ہو انہوں نے جواب میں اس حقیقت کا اظہار کیا یہ خواب تو پریشان کن خواب ہیں جن کی تعبیر نہیں کی جاسکتی اور ہم اس قسم کے پریشان کن خوابوں کی تعبیر کے علم سے آشنا نہیں ہیں، چنانچہ صحیح حدیث میں موجود ہے کہ اچھے خواب اللہ پاک کی جانب سے ہوتے ہیں۔ (صحیح بخاری ح ۶۹۸۶ ،صحیح ترمذی ۲۵۹/۲ ،مؤطا امام مالک کتاب الرؤیا ص ۵۹۳ ح ۴)

جب کہ کچھ مختلف قسم کے خواب بھی ہوتے ہیں جن کی تعبیر پیش نہیں کی جاسکتی اس دوران اس شخص نے خیال ظاہر کیا جو دو قیدیوں میں سے ایک تھا اور اسے یوسف علیہ السلام کی وصیت کچھ عرصہ بعد یاد آئی جب کہ یوسف نے اسے جیل کے دروازے کے قریب یہ جملہ کہا تھا کہ کچھ وقت گزرنے کے بعد آپ نے اپنے آقا عزیز مصر کے پاس میرا تذکرہ کرنا ہوگا، چنانچہ اس نے بتایا میں تمہیں خواب کی تاویل بتا سکتا ہوں تو مجھے یوسف کی جانب بھیجو جو جیل میں محبوس ہے وہ شخص خوابوں کی تعبیر بہتر انداز سے کر لیتا ہے چنانچہ انہوں نے اسے بھیجا وہ یوسف کے ہاں پہنچا اسے مخاطب کرتے ہوئے استفسار کیا کہ اے یوسف! آپ راست گفتار ہیں آپ ہمیں سات فربہ گائیوں کے بارے میں بتائیں کہ ان کو سات لاغر گائیوں نے تناول کر لیا ہے اور سات سبز خوشے ہیں جب کہ دیگر خوشے خشک ہیں تا کہ میں عزیز مصر کے ہاں پہنچ کر اس کو اور اس کے مشیران سلطنت کو اس تعبیر کے بارے میں آگاہ کروں شائد اس تعبیر سے انہیں فوائد حاصل ہوں یوسف نے خواب کی تعبیر بتاتے ہوئے آگاہ کیا کہ تم مسلسل سات سال تک حسب عادت زراعت کے کام میں مشغول رہو گے چنانچہ سات فربہ گائیوں کی تاویل سات سال تک زراعت کی آمدن معمول کے مطابق ہوتی رہے گی لیکن زراعت سے تمہیں جو حاصل ہو اس کو خوشوں میں ہی رہنے دینا اسے مسلنا نہیں ہے فصل کی آمد سے صرف اتنی فصل کو مسل کریں جس کی تمہیں ضرورت ہے ان سات خوشحالی کے سالوں کے بعد سات سال تک قحط سالی مسلط رہے گی، یہ دراصل خواب کے اس حصہ کی تعبیر ہے جس میں سات لاغر گائیوں کو پیش کیا گیا ہے کہ قحط سالی کے یہ سات سال خوشحالی کے سات سال کے رہین منت رہنے چاہیے البتہ خوراک کے علاوہ بیج وغیرہ کے لئے تم اس سٹور سے حاصل کر سکتے ہو ان کے بعد پھر ایک سال آئے گا جس میں قحط سالی کا خاتمہ ہوگا بارش کا فیضان ہوگا عوام انگور، زیتون وغیرہ کو نچوڑ کر مسرت کی زندگی بسر کریں گے خوشحالی کا دور دورہ ہوگا آخر میں جو ایک سال کا تذکرہ یوسف نے کیا ہے یہ خواب کی تاویل کا حصہ نہیں ہے اس سے تو پھر یوسف علیہ السلام کو اللہ نے آگاہ کیا تو یوسف نے ان کے فائدہ کے لئے اس کا تذکرہ کیا دراصل یہ یوسف کا احسان تھا اور اس کی وسعت ظرفی کا ایک نشان تھا یقیناً اللہ کی حکمت اور اس کے علم کے تقاضوں کے مطابق اللہ کی مخلوق کو اس سے آگاہ کیا گیا ہے معلوم ہوا یوسف تعبیر رؤیا میں نہایت اونچے مقام پر فائز تھے۔

علمی فائدہ: قرآن پاک میں ہے ﴿فَمَا حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ فِیْ سُنْۢبُلِهٖۤ﴾ فصل کی کٹائی کے بعد اس کے دانوں کو خوشوں میں رہنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دو آیت کے اس حصہ میں نا قابل فراموش علمی نکتہ موجزن ہے کہ جب تک دانے خوشوں میں رہیں گے انہیں مسلا نہ جائے گا تو وہ محفوظ رہیں گے ان میں سسری وغیرہ کا کچھ دخل نہیں ہو گا یہ ایسی حقیقت ہے جس کے تسلیم کرنے سے ہرگز کچھ چارہ نہیں ہے تجربہ اور واقعات اس پر گواہی دے رہے ہیں جبکہ اللہ کے پیغمبر فن زراعت سے آشنا نہ تھے اور اس دور میں ان کی روٹی موجودہ دور کی روٹی جیسی نہ تھی معلوم ہوا کہ قرآن کو آپ نے اپنی جانب سے مرتب نہیں کیا ہے بلکہ واضح ہے کہ قرآن پاک اللہ کا کلام ہے۔

(اعراب القرآن ۱۲-۶/۱۱-۴۴)

وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُونِي بِهِ ۖ فَلَمَّا جَآءَهُ الرَّسُولُ قَالَ ارْجِعْ إِلَىٰ رَبِّكَ فَسْئَلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ الَّتِي قَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ ۚ إِنَّ رَبِّي بِكَيْدِهِنَّ عَلِيمٌ ﴿۵۰﴾ قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ إِذْ رَاوَدْتُّنَّ يُوسُفَ عَنْ نَّفْسِهِ ۚ قُلْنَ حَاشَ لِلَّهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ سُوٓءٍ ۚ قَالَتِ امْرَاَتُ الْعَزِيزِ الْئٰنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ أَنَا رَاوَدْتُّهُ عَنْ نَّفْسِهِ وَإِنَّهُ لَمِنَ الصّٰدِقِينَ ﴿۵۱﴾ ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ أَنِّي لَمْ أَخُنْهُ بِالْغَيْبِ وَأَنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي كَيْدَ الْخَآئِنِينَ ﴿۵۲﴾

ترجمہ: اور بادشاہ نے حکم دیا کہ یوسف کو میرے سامنے پیش کرو جب یوسف کے پاس پیغام لے جانے والا پہنچا تو یوسف نے کہا آپ اپنے آقا کی جانب جائیں اس سے دریافت کریں ان عورتوں کا کیا حال ہے جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ دیئے تھے بلاشبہ میرا پروردگار ان کی حیلہ سازی کو جانتا ہے (۵۰) بادشاہ نے دریافت کیا تمہارا کیا حال ہوا جب تم نے یوسف کے ساتھ گفت وشنید کی تاکہ تم اسے احتیاط کے مقام سے پھسلاؤ انہوں نے کہا اللہ کی ذات پاک ہے ہمیں یوسف کے بارے میں کسی گناہ کا علم نہیں ہے تو عزیز مصر کی بیوی نے برملا کہا اب سچائی واضح ہو چکی ہے کہ میں نے اس کے پھسلانے میں گفت وشنید کو جاری رکھا بلاشبہ اس شخص کا شمار راست گفتار لوگوں سے ہے (۵۱) یوسف نے کہا یہ سب کچھ اس لئے ہوا ہے تاکہ عزیز مصر کو معلوم ہو جائے کہ میں اس کی غیر حاضری میں ہرگز اس کی خیانت کا مرتکب نہیں ہوا ہوں اور وہ اس حقیقت سے آشنا ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کی راہ نمائی نہیں کرتا ہے (۵۲)

لغوی تحقیق: ﴿اَلْئٰنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ﴾ اب تو سچی بات سب پر ظاہر ہو چکی ہے زلیخا نے اپنی پاک بازی ثابت کرنے کے لئے جب تمام حربے آزمالئے اور دیکھ لیا کہ سب کی شہادتیں یوسف کی بے گناہی کا پکار پکار کر اعلان کر رہی ہیں تو اپنے جرم کا اعتراف کرنا ہی پڑا اور اس کے سوا اور چارہ ہی کیا تھا سچائی کھل کر سامنے آچکی تھی اور شک واشتباہ کا تانا بانا بکھر چکا تھا اس میں اس حقیقت کا اظہار ہے کہ باطل اور جھوٹ کی فطرت میں داخل ہے کہ آخر کار اس کا پول کھل جائے اور سچائی نکھر کر اور واضح ہو کر سامنے آجائے، اِنْحَصَّ الشَّعْرُ عَنْ رَأْسِهِ اس کے سر کے بال گر گئے کم ہو گئے۔ (لسان القرآن ص ۴۷۱)

تشریح: جب بادشاہ کا قاصد واپس بادشاہ اور اس کے اراکین سلطنت کے ہاں پہنچا اور انہیں یوسف کے پیغام سے آگاہ کیا تو اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیغام سے اراکین سلطنت نے یوسف کی علمی وسعت اور حسن تدبیر کو نہایت گرم جوشی کے ساتھ داد دی بالخصوص یہ بات کہ ملک کو ایک بہت بڑی مصیبت سے نپٹنے کے لئے تیار رہنا چاہیے چنانچہ بادشاہ نے اس رائے کا اظہار کیا کہ ایسے شخص کو میرے سامنے پیش کرو تا کہ وہ جائزہ لے سکے کہ کیا اس کا کہنا درست ہے یا نہیں ظاہر ہے کہ کسی بات کو سننا کب اصل حقیقت کے بھانپ لینے کے برابر ہوسکتا ہے چنانچہ بادشاہ نے اس کو حاضر کرنے کا حکم دیا تا کہ میں براہ راست اس کی گفتگو سن سکوں اور اس کے علم وفہم سے مجھے آ گاہی حاصل ہو تو جب بادشاہ کا قاصد یوسف کے پاس پہنچا تو یوسف نے قاصد کو یہ پیغام دیا اس سے پہلے کہ میں بادشاہ کے ہاں جاؤں اس سے ان عورتوں کے بارے میں دریافت کریں جنہوں نے اپنے ہاتھوں کو کاٹا تھا تا کہ اس کو حقیقت سے آ گاہی حاصل ہو جب کہ موجودہ حالات میں مجھے مجرم گردانا گیا ہے جس کے سبب میں جیل میں بطور سزا کے زندگی بسر کر رہا ہوں اور حقیقت سے آ گاہی نہ ہونے کے باعث مجھے طویل عرصہ سے جیل میں محبوس رکھا گیا ہے جو تہمت مجھ پر لگائی گئی ہے اس کی حقیقت سے پردہ کشائی ضروری ہے بلاشبہ میرا پروردگار پوشیدہ معاملات سے باخبر ہے اسی ذات نے مجھے عورتوں کے مکر وفریب سے تحفظ عطا کیا ہے کہ مجھے اس پر کوئی سزا نہیں دی گئی ہے یہ حقیقت ہے کہ یوسف علیہ السلام نے صبر اور حلم کا جو بہترین مظاہرہ کیا ہے اس سے ان کی امتیازی شان میں مزید اضافہ ہوا ہے صحیح حدیث میں وارد ہے رسول اکرم ﷺ نے اس حقیقت کا اظہار کیا ہے کہ جتنا عرصہ یوسف علیہ السلام جیل کی سلاخوں میں محبوس رہے اگر مجھے اتنا عرصہ رکھا جاتا تو میں اس شخص کی دعوت کو قبول کرتا جس نے مجھے بادشاہ کیساتھ ملاقات کے بارے میں دعوت دی تھی۔ (صحیح بخاری ح ۴۶۹۴، صحیح مسلم کتاب الایمان باب ۶۷، صحیح ترمذی ۳/ ۶۴، تفسیر ابن کثیر ۲/ ۴۴۷)

بلکہ مسند احمد کی روایت میں ہے کہ میں ہرگز کوئی معذرت نہ کرتا جبکہ یوسف علیہ السلام نے استقامت کا مظاہرہ کرتے ہوئے یہ پیغام دیا کہ پہلے آپ بادشاہ کی جانب جائیں اور تحقیق کروائیں۔ (مسند احمد ۲/ ۳۴۶، تفسیر ابن کثیر ۲/ ۴۴۷، تفسیر المراغی ۴/ ۲۱۵)

اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ عزت نفس نہایت قیمتی متاع ہے کوئی بھی شخص پسند نہیں کرتا کہ جھوٹی تہمت اس کے نام کا لاحقہ بنا رہے اس لئے انہوں نے اولاً اپنی برأت کے اظہار میں دلچسپی لیتے ہوئے کہا کہ مجھے ہرگز ہرگز پسند نہیں کہ معاشرہ میں میرا نام برائی کا پیش خیمہ ثابت ہو، خیال رہے کہ یوسف علیہ السلام نے صراحتاً عورتوں کو متہم کرنے سے اپنے دامن کو محفوظ رکھا تا کہ بادشاہ خود جب تحقیق کے میدان میں آئیں تو وہ ان سے ہاتھوں کے کاٹنے کے بارے میں دریافت کرے گا تو اسے خود بخود حقیقت حال سے آ گاہی حاصل ہو جائے گی، مزید برآں یوسف نے عزیز مصر کی بیوی کے بارے میں اس کے فتنہ کا ذکر نہیں کیا جو کہ ایک عظیم فتنہ اور آزمائش تھی دراصل یہ تو عزیز مصر کے ساتھ وفاداری کا تابناک پہلو ہے اور عزیز مصر کی بیوی کے ساتھ وفاداری کا عظیم نشان ہے البتہ اولاً جب وہ متہم ہو گئے تو اپنے دفاع کے پیش نظر عزیز مصر کی بیوی کو اس کے خاوند کے سامنے متہم کیا۔

قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ اِذْ رَاوَدْتُّنَّ يُوْسُفَ عَنْ نَّفْسِهٖ: بادشاہ کے قاصد نے جب بادشاہ کو یوسف کی باتیں پہنچائیں کہ وہ ہرگز جیل خانے سے باہر نہیں آئے گا جب تک کہ عورتوں کے واقعہ کی تحقیق نہ ہو جائے چنانچہ انہیں حکم دیا کہ وہ جمع ہو جائیں اور ان سے استفسار کیا کہ تمہیں یوسف کے ساتھ گفتگو کرنے پر کس نے مجبور کیا کہیں ایسا تو نہیں کہ اس نے تمہاری جانب میلان کیا اور موافقت کا کوئی اشارہ ہوا پھر کیا وجہ ہے کہ یوسف کو مجرموں کے ساتھ جیل کی سلاخوں میں بند کر دیا گیا انہوں نے بیان دیتے ہوئے کہا کہ ہم اللہ سے پناہ کی بھیک طلب کرتی ہیں ہم نے یوسف میں ہرگز کوئی عیب نہیں دیکھا کہ ہم خواہ مخواہ اس کے خلاف زبان درازی کریں اس کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعد عزیز مصر کی بیوی نے بیان دیتے ہوئے اس حقیقت کا اظہار کیا کہ اب تو حق وصداقت کا ظہور ہو چکا ہے جب کہ پہلے ہمیں قصور وار ٹھہرایا گیا تھا لیکن ہمارے ساتھ یوسف کو بھی ملوث کیا گیا تھا اب حق ظاہر ہو چکا ہے اس میں ہرگز شبہ نہیں ہے سب عورتوں نے یوسف کی پاکبازی کی گواہی دی جب کہ عزیز مصر کی بیوی نے اپنے بارے میں شہادت دی کہ میں نے اس کو ورغلانے کی کوشش کی اس نے ہرگز مجھے نہیں ورغلایا ہے اس نے خود کو محفوظ رکھا اور مجھ سے کنارے میں رہا اور یہ حقیقت ہے کہ میں نے اس پر اتہام لگایا جب کہ واقعتاً اس کا شمار ان لوگوں سے ہے جو راست گفتار ہیں چونکہ یوسف نے اس کے معاملہ کو پردۂ خفا میں رکھا جب یوسف نے یہ کہا کہ ان عورتوں کے بارے میں تحقیق کرو کہ ان کا کیا حال ہے جنہوں نے اپنے ہاتھوں کو کاٹ دیا تھا عزیز مصر کی بیوی کی کیفیت کا ذکر نہیں کیا اس مقام میں عزیز مصر کی بیوی نے یوسف کو تمام گناہوں سے معصوم قرار دیا کہ وہ شخص راست باز لوگوں میں شمار ہوتا ہے میں نے اس کے بارے میں جھوٹ کہا تھا۔

ذٰلِکَ لِیَعۡلَمَ اَنِّیۡ لَمۡ اَخُنۡہُ بِالۡغَیۡبِ: میں یوسف کے بارے میں حق وصداقت کا اعتراف کرتی ہوں بلکہ اس کی سچائی پر گواہی دے رہی ہوں اور میں ان عورتوں کے سامنے واضح الفاظ میں اقرار کر رہی ہوں کہ میں نے اسے برائی کی جانب مائل کرنا چاہا لیکن وہ شخص محفوظ رہا اور میں اپنے اس گناہ کا اقرار بادشاہ کے سامنے اس کی حکومت کے کارندوں کے سامنے کر رہی ہوں جب کہ یوسف موجود نہیں ہے اور یہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کے مکر وفریب کو باطل قرار دیتا ہے اور اس کا انجام ان کی رسوائی ہوتی ہے ہم نے اس کے ساتھ مکر وفریب کرنا چاہا لیکن اللہ نے اسے ہمارے مکر وفریب سے محفوظ رکھا ہم نے اسے جیل کی تاریک کوٹھڑی میں دھکیل دیا تو اللہ نے اسے الزامات سے بری فرمایا اور ہمیں مکر وفریب کی پاداش میں رسوا ہونا پڑا اب ہم اس عظیم الشان محفل میں یوسف کو تمام عیوب سے بری قرار دیتی ہیں اور ہر قسم کی برائی سے ان کے محفوظ رہنے کی شہادت دیتی ہیں مختصراً یہ کہ اس حقیقت کو تسلیم کرنا ضروری ہے کہ یوسف پاکدامنی اور عفت کے لحاظ سے انسانی کمال کی ایک واضح مثال ہیں عورتوں کے فتنہ سے انہیں ہرگز گزند نہیں پہنچی جب کہ عزیز مصر کی بیوی نے بھی آخر کار شاہی مجلس میں اپنے گناہ کا اقرار کر کے حق وصداقت کو قوت عطا کی اور یوسف علیہ السلام کی برأت کو روز روشن کی طرح واضح کیا۔

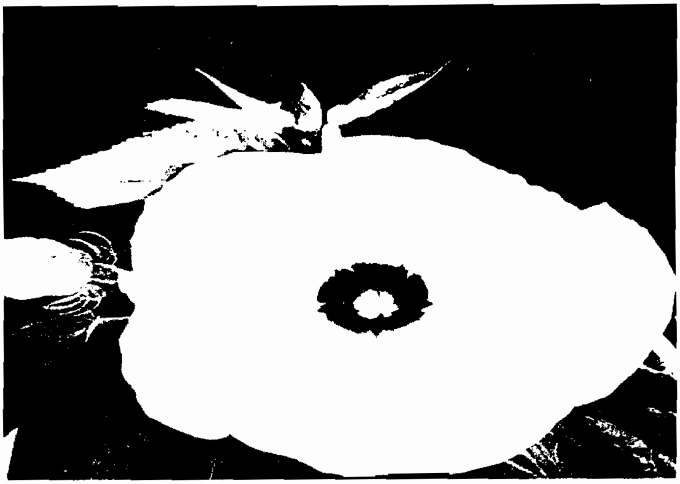

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَمَآ اُبَرِّئُ نَفۡسِیۡ ۚ اِنَّ النَّفۡسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوۡٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیۡ ؕ اِنَّ رَبِّیۡ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۵۳﴾
وَقَالَ الۡمَلِکُ ائۡتُوۡنِیۡ بِهٖۤ اَسۡتَخۡلِصۡهُ لِنَفۡسِیۡ ۚ فَلَمَّا کَلَّمَهٗ قَالَ اِنَّکَ الۡیَوۡمَ لَدَیۡنَا مَکِیۡنٌ
اَمِیۡنٌ ﴿۵۴﴾ قَالَ اجۡعَلۡنِیۡ عَلٰی خَزَآئِنِ الۡاَرۡضِ ۚ اِنِّیۡ حَفِیۡظٌ عَلِیۡمٌ ﴿۵۵﴾ وَ کَذٰلِکَ مَکَّنَّا
لِیُوۡسُفَ فِی الۡاَرۡضِ ۚ یَتَبَوَّاُ مِنۡهَا حَیۡثُ یَشَآءُ ؕ نُصِیۡبُ بِرَحۡمَتِنَا مَنۡ نَّشَآءُ وَ لَا نُضِیۡعُ اَجۡرَ
الۡمُحۡسِنِیۡنَ ﴿۵۶﴾ وَ لَاَجۡرُ الۡاٰخِرَةِ خَیۡرٌ لِّلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ کَانُوۡا یَتَّقُوۡنَ ﴿۵۷﴾ ع

ترجمہ: اور میں اپنے نفس کو بری قرار نہیں دیتا ہوں بلاشبہ نفس تو بہت زیادہ برائی کا حکم دینے والا ہے علاوہ اس وقت کے کہ میرا پروردگار رحم فرمائے بلاشبہ میرا پروردگار معاف کرنے والا مہربان ہے (۵۳) اور بادشاہ نے کہا اسے میرے پاس لاؤ تاکہ میں اس کو اپنی خدمت کے لئے مقرر کروں پس جب اس نے یوسف کے ساتھ گفتگو کی تو بادشاہ نے کہا اے یوسف! بلاشبہ تو آج کے دن ہمارے نزدیک قوت والا امانت دار ہے (۵۴) یوسف نے کہا آپ مجھے اس سرزمین کے خزانوں پر متعین کریں بلاشبہ میں حفاظت کرنے والا امانت دار ہوں (۵۵) اسی طرح ہم نے یوسف کو اس زمین میں مقام عطا کیا اس زمین میں جہاں وہ چاہے رہائش اختیار کرے ہم اپنی رحمت کے ساتھ پہنچاتے ہیں جس کے بارے میں ہم چاہیں اور ہم اچھے کام کرنے والوں کے اجر وثواب کو ضائع نہیں کرتے ہیں (۵۶) اور یقیناً آخرت کا اجر وثواب ان لوگوں کے لئے بہتر ہے جو ایمان دار اور پرہیزگار ہیں (۵۷)

تشریح: مسلسل یوسف علیہ السلام کا تذکرہ ہو رہا ہے ارشاد الٰہی کہ میں خود کو بری قرار نہیں دیتا ہوں اس لئے کہ بشریت برائی کا حکم دیتی ہے البتہ وہ شخص مستثنیٰ ہے جو اللہ کی رحمت کی آغوش میں پناہ حاصل کر لے بلاشبہ میرا پروردگار معاف کرنے والا مہربان ہے، خیال رہے یہ جملہ یوسف علیہ السلام کی زبان سے نکلا ہے جب انہیں بادشاہ نے طلب کیا کہ عورتوں کے واقعہ کی تحقیق کی جائے جنہوں نے اپنے ہاتھوں کو کاٹ دیا تھا نیز عزیز مصر کی بیوی کی بھی تحقیق کی جائے چنانچہ تحقیق کے بعد یوسف علیہ السلام کی براءت کا اعلان کیا گیا تو اس اعلان کے بعد یوسف علیہ السلام نے اس جملہ کو ادا کیا کہ میں نے جو کچھ بھی کہا ہے، اس سے مقصود یہ ہے کہ عزیز مصر کو معلوم ہو جائے کہ اس کی غیر حاضری میں ہرگز میں کسی بھی خیانت کا مرتکب نہیں ہوا ہوں اور اللہ کی ذات خیانت کرنے والوں کو ان کے مکر وفریب کے سبب راہ ہدایت سے ہٹے ہوئے قرار دیتا ہے مزید یہ سبب بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس نے زلیخا عزیز مصر کی بیوی کو پیٹنے کا ارادہ کیا جیسا کہ اس کا تذکرہ پہلے گزر چکا ہے، انہوں نے خود کو کسی گناہ سے بری ہونے کا اعلان اس لئے نہ کیا کہ نفس انسانی برائی کے ارتکاب کی جانب جھکتا ہے البتہ وہ شخص مستثنیٰ ہے جس پر اللہ کی رحمت سایہ افگن ہو تو پھر نفس امارہ مغلوب ہو جاتا ہے اس سلسلہ میں توفیق الٰہی اس وقت دست گیری کرتی ہے جب نفس امارہ کے تزکیہ کی جانب توجہ مبذول ہو اور ایمان اور اعمال صالحہ کے ساتھ تزکیہ کیا جائے تو پھر نفس امارہ حقیقت میں نفس مطمئنہ کا روپ دھار لیتا ہے جو اچھے کاموں کی جانب میلان کرتا ہے اور برے کاموں سے روکتا ہے اور یہ جملہ کہ میرا پروردگار معاف کرنے والا مہربان ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دراصل اس جملہ کی علت ہے جواس سے پہلے ذکر ہوا کہ میں اپنے نفس کی پاکیزگی کا دعویٰ نہیں کرتا ہوں اس لئے کہ نفس تو برائی کا حکم دیتا ہے تو کسی بھی گناہ کے عزم کے بعد میں بارگاہ الٰہی میں تائب ہوتا ہوں اور اللہ کی ذات گناہوں کو معاف کرنے والی ہے، پس جب بادشاہ کو یوسف علیہ السلام کے علم اور روحانی کمال کا پتہ چلا تو بادشاہ نے کہا کہ میں اسے اپنا خصوصی مشیر بنانا چاہتا ہوں اور ملک کے اہم امور اسکے سپرد کرنا چاہتا ہوں اس دوران یوسف علیہ السلام جیل سے باہر آئے اور بادشاہ کی مجلس میں اس کے ساتھ ملک کی زرخیزی اور قحط سالی کے اسباب پر بحث کا آغاز ہوا تو یوسف علیہ السلام نے اس اہم مسئلہ میں نہایت پرمغز اور اصلاحی تدابیر کا ایسا مشورہ دیا جسے سن کر اس کا دل مطمئن ہوگیا اور اس کی مدح وتوصیف میں یہ جملہ دہرایا اے یوسف (علیہ السلام)! یقیناً آپ ہمارے نزدیک اونچے مقام پر بٹھائے جانے کے مستحق ہیں آپ پورے ملک میں جہاں چاہیں گھومیں جائزہ لیں نیز آپ کو ہم امین قرار دیتے ہیں۔

چنانچہ بادشاہ کی جانب سے یہ اعزاز ملنے پر یوسف علیہ السلام نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ آپ مجھے وزارت خزانہ کا قلمدان تفویض کریں، میں مالی امور کے معاملات کو بہتر انداز سے نپٹانے کا استحقاق رکھتا ہوں، چنانچہ یوسف علیہ السلام کے استحقاق کے مطابق ہم نے انہیں مصر کی سرزمین میں مالیات کے جملہ امور کا سربراہ بنایا انہوں نے حالات کی مناسبت کے مطابق منفعت بخش تدابیر کو بطور قانون کے سرزمین مصر میں نافذ کیا اور ملک کی تعمیر میں جس طرح کی تبدیلی لانے کا منصوبہ بنایا تھا اس پر عمل درآمد کرنے میں کچھ کوتاہی نہ کی ان کے بارے میں ہی اللہ تعالیٰ وضاحت فرمارہے ہیں کہ ہم اپنے بندوں میں سے جس شخص کو کسی منصوبہ کے چلانے کی ذمہ داری سونپتے ہیں اسے اپنی خصوصی رحمت سے نوازتے ہیں اور جو لوگ بھی اچھے کردار کا ثبوت پیش کرتے ہیں ہم ان کو ان کی مساعی کے مطابق اجر وثواب سے نوازتے ہیں جب کہ اخروی زندگی میں بھی انہیں دنیوی زندگی سے کہیں بہتر ثواب عطا کریں گے اس لئے کہ وہ ایمان کی دولت کے ساتھ ساتھ تقویٰ کی پر بہار نعمت سے بھی موصوف تھے۔

وَجَآءَ اِخْوَةُ يُوْسُفَ فَدَخَلُوْا عَلَيْهِ فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ﴿۵۸﴾ وَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ قَالَ ائْتُوْنِيْ بِاَخٍ لَّكُمْ مِّنْ اَبِيْكُمْ ۚ اَلَا تَرَوْنَ اَنِّيْٓ اُوْفِي الْكَيْلَ وَاَنَا خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ﴿۵۹﴾ فَاِنْ لَّمْ تَاْتُوْنِيْ بِهٖ فَلَا كَيْلَ لَكُمْ عِنْدِيْ وَلَا تَقْرَبُوْنِ﴿۶۰﴾ قَالُوْا سَنُرَاوِدُ عَنْهُ اَبَاهُ وَاِنَّا لَفٰعِلُوْنَ﴿۶۱﴾ وَقَالَ لِفِتْيٰنِهِ اجْعَلُوْا بِضَاعَتَهُمْ فِيْ رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَعْرِفُوْنَهَآ اِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓى اَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ﴿۶۲﴾ فَلَمَّا رَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَبِيْهِمْ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الْكَيْلُ فَاَرْسِلْ مَعَنَآ اَخَانَا نَكْتَلْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ﴿۶۳﴾ قَالَ هَلْ اٰمَنُكُمْ عَلَيْهِ اِلَّا كَمَآ اَمِنْتُكُمْ عَلٰٓى اَخِيْهِ مِنْ قَبْلُ ۭ فَاللّٰهُ خَيْرٌ حٰفِظًا ۠ وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ﴿۶۴﴾

ترجمہ: اور برادران یوسف آئے اس پر داخل ہوئے تو یوسف نے انہیں پہچان لیا جب کہ وہ [برادران یوسف] اسے نہ پہچان سکے (۵۸) اور جب ان کے لئے ان کا سامان مہیا کردیا گیا تو اس نے کہا تم میرے پاس اپنے علاتی بھائی کو بھی لانا کیا تم دیکھ نہیں رہے ہو کہ میں پورا ناپ دیتا ہوں اور میں بہتر مہمان نوازی کرنے والا ہوں (۵۹)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن اگر تم اسے میرے پاس نہیں لاؤ گے تو تمہارے لئے میرے پاس ناپ کردینا نہیں ہے بلکہ تم نے میرے نزدیک بھی نہیں آنا (۶۰) انہوں نے کہا ہم اس کے بارے میں اس کے باپ سے گفتگو کریں گے تاکہ وہ رکاوٹ نہ کرے اور یقیناً ہم یہ کام کریں گے (۶۱) اور یوسف نے اپنے غلاموں سے کہا ان کی نقدی ان کے سامان میں رکھیں شائد وہ اسے پہچان لیں جب وہ اپنے گھروں میں پہنچیں شائد وہ واپس آئیں (۶۲) جب وہ اپنے باپ کے ہاں واپس لوٹے تو انہوں نے کہا ہمارے ابا! ہمیں مستقبل میں غلہ دینے سے روک دیا گیا ہے آپ ہمارے ساتھ ہمارے بھائی کو بھیجیں اور بے شک ہم اس کی حفاظت کریں گے (۶۳) اس نے کہا کیا میں تمہیں اس کے بارے میں اسی طرح امین سمجھوں جس طرح کہ میں نے اس کے بھائی کے بارے میں امین سمجھا تھا اللہ ہی بہتر حفاظت کرنے والا اور وہی سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے (۶۴)

لغوی تحقیق: بِجَهَازِهِمْ ان کا سامان، جَهَزَ یا اَجْهَزَ عَلَى الْجَرِيحِ جو پہلے سے زخمی تھا اس کو جان سے مار ڈالا، جَهَّزَ الْمَيِّتَ میت کے کفن دفن کا اہتمام کیا، جَهَزَ الْعَرُوسَ دلہن کے جہیز کا سامان تیار کیا، اَلْجَهَازُ ضروری سامان، زادسفر، دلہن کا ساز وسامان آج کل جسمانی ڈھانچہ اور ان آلات واجزاء پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے جو کسی مجموعہ کو ترکیب دیتے ہیں۔ (لسان القرآن ص ۳۸۳)

تشریح: برادران یوسف کنعان کی سرزمین سے غلہ حاصل کرنے کے لئے مصر پہنچے یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹے بنیامین کے علاوہ دوسرے بیٹوں کو بلایا انہیں حکم دیا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ مصر میں ایک صالح متدین شخص بادشاہت پر فائز ہے جو قحط سالی کے اس دور میں لوگوں کو بھوک سے تحفظ عطا کرنے کے لئے غلہ فروخت کررہا ہے تم وہاں جاؤ اور اپنی ضرورت کے مطابق وہاں سے غلہ خرید کر لاؤ، چنانچہ اپنے والد مکرم کے فرمان کے مطابق وہ سفر پر روانہ ہوئے ملک میں پہنچنے کے بعد مصر کے بادشاہ کے ہاں پہنچے قحط سالی کے خطرات سے اللہ کی مخلوق کو تحفظ عطا کرنے کے لئے اس نے غلہ کا مناسب سٹاک کر رکھا تھا اور اس کا سارا معاملہ اپنے ہاتھ میں رکھا ہوا تھا تاکہ انصاف کے ساتھ ضرورت مند لوگوں کو مناسب غلہ مہیا ہوسکے تو جب یوسف علیہ السلام کے بھائی ان کے پاس پہنچے تو یوسف علیہ السلام نے انہیں فوراً پہچان لیا اس لئے کہ بھائیوں کی تعداد ان کی شکل وصورت ان کے دماغ کی پلیٹ پر مرتسم تھی اس لئے کہ یوسف علیہ السلام کی نشو ونما ان ہی میں ہوئی تھی اور بالخصوص آخری ملاقات میں انہوں نے جو ظالمانہ سلوک ان کے ساتھ روا رکھا تھا اس کی تصویر ان کے ذہن سے کیسے غائب رہ سکتی تھی؟ اور پھر یوسف علیہ السلام کے سامنے حاضر ہونے سے پہلے یوسف علیہ السلام کے نمائندوں نے بھی ان سے رابطہ قائم کرکے معلوم کیا کہ وہ کون ہیں؟ اور کہاں سے آئے ہیں؟ ان سب باتوں کے جوابات سے انہوں نے یوسف علیہ السلام کو آگاہ کیا ہوگا، اس لئے یوسف علیہ السلام نے تو انہیں پہچان لیا جبکہ اس کے بھائی یوسف علیہ السلام کو نہ پہچان سکے اس لئے کہ اس پر طویل عرصہ گزر چکا تھا، مزید برآں شکل وصورت میں تبدیلی رونما ہو چکی تھی اب تو اقتدار کی عظمت کو دیکھ کر وہ کیسے باور کرسکتے تھے کہ یہ ہمارا بھائی یوسف ہے ان کے ذہن میں تو یہ بات رچ بس چکی تھی کہ عرصہ دراز سے وہ فوت ہو چکے ہوں گے یا کسی ناگہانی حادثہ سے دوچار ہوکر عالم آخرت میں پہنچ چکے ہوں گے پھر ان کے ذہن میں یہ تصور کیسے رونما ہوسکتا تھا کہ ان کے بھائی اتنے عظیم مقام پر براجمان ہوگئے ہوں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر جب ان کی سواریوں پر ان کا غلہ رکھ دیا گیا اس کے علاوہ بھی یوسف علیہ السلام نے انہیں زادراہ کی سہولت سے نوازا تو واپسی کے وقت یوسف علیہ السلام نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ تم اپنے باپ کی جانب سے بھائی کو بھی یہاں لاؤ اس بات کے کہنے کا سبب یہ ہوا کہ یوسف علیہ السلام بھی آنے والوں کو غلہ سے ایک اونٹ کا بوجھ دے رہے تھے، چونکہ ان کے بھائی دس تھے تو انہیں دس اونٹوں کے بوجھ کا غلہ دیا اس دوران انہوں نے یوسف علیہ السلام کو بتایا کہ ہمارے باپ بہت بوڑھے ہو چکے ہیں اور ہمارا ایک اور بھائی بھی ہے جو اپنے والد کی خدمت میں مصروف رہتا ہے اس لئے ان کے لئے بھی غلہ لے جانا ہے چنانچہ ان کے کہنے پر فوراً انہیں ایک اونٹ کے بوجھ کا غلہ ان کے سپرد کر دیا اور انہیں کہا کہ تم دوبارہ اپنے بھائی کو بھی اپنے ساتھ لانا تا کہ میں اسے دیکھ سکوں، مزید برآں تم نے محسوس کیا ہوگا کہ میں نے غلہ پورا دیا ہے ہرگز کمی نہیں کی ہے بلکہ تمہیں تو ایک اونٹ بوجھ زائد دیا ہے جو تمہارے اس بھائی کا حصہ ہے جو اپنے والد کی خدمت میں مصروف ہے، مزید برآں میں تو مہمان نوازی میں خاص دلچسپی رکھتا ہوں۔

یہ حقیقت ہے کہ یوسف علیہ السلام نے نہ صرف ان کی مہمان نوازی اعلیٰ پیمانے پر کی بلکہ دوران سفر انہیں جس قدر زادراہ کی ضرورت تھی ان کی اس ضرورت کو بھی پورا فرمایا لیکن خیال رکھیں جب تم دوبارہ غلہ لینے کے لئے آؤ اور تمہارے ساتھ تمہارا بھائی نہ ہوگا تو تمہیں میرے ملک سے غلہ نہیں دیا جائے گا چہ جائیکہ تمہیں زیادہ دیا جائے یا پورا دیا جائے بلکہ تم نے میرے شہر میں داخل ہونے کی جرأت بھی نہ کرنا چہ جائیکہ تمہیں مہمان بنایا جائے یا تمہارے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے، دراصل اس جملہ میں انہیں اشارہ دیا گیا کہ وہ اس ملک میں دوبارہ بھی ضرور آئیں بلکہ ان کے ساتھ بہترین سلوک کے بعد وہ خود بھی بخوشی ضرور آئیں گے، بظاہر معلوم ہو رہا ہے کہ انہوں نے اپنے بھائیوں کے ساتھ جس رواداری کا ثبوت پیش کیا یہ وحی کے سبب تھا وگرنہ احسان کا تقاضا تو یہ بھی تھا کہ وہ فوراً اپنے والد یعقوب علیہ السلام کو بلا لیتے لیکن شائد اللہ پاک کا ارادہ یہ ہو کہ یعقوب علیہ السلام کی آزمائش تکمیل پذیر ہو انہیں مزید اجر و ثواب سے نوازا جائے اللہ پاک جب کسی کام کے کرنے کا ارادہ کر لیتے ہیں تو اسے وجود میں لے آتے ہیں، چنانچہ انہوں نے یوسف علیہ السلام کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ ہم اپنے والد کے ساتھ اپنے علاتی بھائی بنیامین کو اپنے ساتھ لانے کی کوشش کریں گے ہر قسم کا حیلہ اختیار کریں گے کہ وہ اپنے پہلے ارادہ کو چھوڑ کر اسے ہمارے ساتھ بھیجے تا کہ آپ کا پروگرام بھی تکمیل پذیر ہو اور اس کام کے سرانجام دینے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں گے اور ہرگز کسی سستی، کوتاہی کا مظاہرہ بھی نہیں کریں گے۔

چنانچہ اس کے بعد یوسف علیہ السلام نے اپنے ملازمین کو حکم دیا جو غلہ ناپ تول کر دے رہے تھے کہ تم نے ان کی پونجی کو جسے انہوں نے غلہ خریدنے میں صرف کیا اسے بھی ان کے سامان میں ہی رکھ دینا لیکن انہیں اس کے بارے میں ہرگز کچھ علم نہیں ہونا چاہیے اس کے نتیجہ میں شائد وہ ہماری جانب سے ان کی عزت افزائی کے باعث اور غلہ بلا قیمت دینے کے سبب اپنے اکرام و اعزاز پر مسرت کا اظہار کریں جب کہ اس کے نتیجہ میں وہ دوبارہ ہمارے ملک میں آئیں، حقیقت یہ ہے کہ قحط سالی کے دوران کسی بھی شخص کے لئے خوراک کا انتظام کرنا اسے وہاں دوبارہ آنے پر ضرور مجبور کرے گا پس جب وہ اپنے والد کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے اپنے والد یعقوب علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ عزیز مصر نے مستقبل میں ہمارے بارے میں حکم صادر کر دیا ہے کہ اگر ہم اپنے بھائی بنیامین کو اپنے ساتھ نہیں لائیں گے تو ہمیں غلہ نہیں دیا جائے گا اس لئے آپ آئندہ ہمارے ساتھ ہمارے بھائی کو بھی روانہ کریں ہم اپنی تعداد کے مطابق غلہ وصول کر سکیں گے اور ہم یقین دلاتے ہیں کہ اس کے جانے آنے کے بارے میں اس کی پوری حفاظت کریں گے اس کو ہرگز کوئی گزند نہیں پہنچے گی، دراصل ان کے ذہن میں یہ بات کھٹک رہی تھی کہ ان کے والد یعقوب علیہ السلام ان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے مطالبہ کو تسلیم نہیں کریں گے انہیں خطرہ ہے کہ کہیں یہ بھی کسی حادثہ کا شکار نہ ہو جائے جیسا کہ قبل ازیں یوسف علیہ السلام حسد کے پیش نظر حادثہ کا شکار ہو گئے تھے تو یعقوب علیہ السلام نے اس کا جواب دیتے ہوئے واضح کیا کہ تم اس کے ساتھ بھی وہی برتاؤ کرنا چاہتے ہو جیسا کہ تم نے اس سے پہلے اس کے بھائی کے ساتھ برتاؤ کیا تم اس کو بھی اسی طرح میری نظر سے دور کرنا چاہتے ہو اور میرے اور اس کے درمیان حائل ہو رہے ہو جب کہ اس سے پہلے اس کے بھائی یوسف کے بارے میں اپنی حفاظت کی ذمہ داری دی تھی اور تم نے یہ یک زبان ہو کر کہا تھا کہ ہم اس کی ضرور حفاظت کریں گے اس کے بعد تم نے عہد شکنی کی اور جھوٹ کہہ کر تم نے یوسف کو ضائع کر دیا تمہارے وعدہ کا کچھ اعتبار نہیں ہے ہرگز تمہارے وعدہ پر اطمینان نہیں ہو رہا ہے، گذشتہ واقعہ نظروں کے سامنے گردش کر رہا ہے اسی طرح کی تاریخ دوبارہ دہرانے کا خیال ظاہر کر رہے ہو چنانچہ اپنے بیٹے بنیامین کی حفاظت کے سلسلہ میں میرا اعتماد اللہ کی ذات پر ہے وہ اس کی حفاظت فرمائے گا تمہاری حفاظت پر مجھے اطمینان نہیں ہے پس اللہ کی ذات ایسی ذات ہے جو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والی ہے میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ مجھ پر رحم فرمائے گا جب اس کی حفاظت فرمائے گا اور اس کی گم شدگی کے سبب مجھے آزمائش میں مبتلا نہیں کرے گا جیسا کہ اس نے مجھے قبل ازیں یوسف کی گم شدگی کے باعث آزمائش میں مبتلا کیا، پس یہ حقیقت ہے کہ اللہ پاک کی رحمت وسیع ہے اور اس کا فضل و کرم عظیم ہے اس جملہ میں بظاہر اجازت دینے کی جانب رجحان نظر آرہا ہے بہرحال توکل علی اللہ کی واضح مثال ہے۔

وَلَمَّا فَتَحُوْا مَتَاعَهُمْ وَجَدُوْا بِضَاعَتَهُمْ رُدَّتْ اِلَيْهِمْ ؕ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مَا نَبْغِيْ ؕ هٰذِهٖ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ اِلَيْنَا ۚ وَنَمِيْرُ اَهْلَنَا وَنَحْفَظُ اَخَانَا وَنَزْدَادُ كَيْلَ بَعِيْرٍ ؕ ذٰلِكَ كَيْلٌ يَّسِيْرٌ ﴿۶۵﴾ قَالَ لَنْ اُرْسِلَهٗ مَعَكُمْ حَتّٰى تُؤْتُوْنِ مَوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ لَتَاْتُنَّنِيْ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يُّحَاطَ بِكُمْ ۚ فَلَمَّآ اٰتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ قَالَ اللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ﴿۶۶﴾

ترجمہ: اور جب انہوں نے اپنا سامان کھولا تو انہوں نے اپنی پونجی کو پایا کہ انہیں واپس کر دی گئی ہے تو انہوں نے کہا اے ہمارے ابا! ہم اس سے زیادہ کیا چاہتے ہیں یہ ہمارا سرمایا یعنی پونجی ہماری جانب واپس کر دی گئی ہے اور اپنے ملک کے لوگوں کے لئے غلہ لے آئے ہیں اپنے بھائی کو بھی بحفاظت لے آئے ہیں اور ہم ایک اونٹ کا بوجھ مزید لائے ہیں اور جو کچھ ہم لائے ہیں بہت کم بوجھ ہے (۶۵) اس نے کہا میں اس کو تمہارے ساتھ نہیں بھیجوں گا جب تک کہ تم مجھ سے پختہ عہد نہ کرو اللہ کی جانب سے کہ تم ضرور اس کو میرے پاس واپس لاؤ گے البتہ یہ کہ تمہیں گرفتار کر لیا جائے تو جب انہوں نے اس سے پختہ وعدہ کیا تو یعقوب نے کہا اللہ اس چیز پر وکیل ہے جو ہم کہہ رہے ہیں (۶۶)

لغوی تحقیق: نَمِیْرُ اَھْلَنَا ہم اپنے گھر والوں کیلئے غلہ لائیں، اَلْمِیْرَۃُ وہ غلہ جسے انسان ایک شہر سے دوسرے شہر میں منتقل کرے۔

تشریح: اور جب انہوں نے اپنا سامان کھولا یعنی جن بوریوں میں غلہ تھا انہیں کھولا تو اس میں وہ پونجی بھی موجود تھی جو انہوں نے غلہ کی خرید میں دی تھی، دراصل یوسف علیہ السلام نے اپنے کارندوں کو حکم دیا تھا کہ وہ ان کی دی گئی پونجی، رقم کو ان کے سامان میں رکھ دیں لیکن انہیں اس کا علم نہ ہو، اس پر انہوں نے مسرت کے عالم میں یہ جملہ دہرایا اس سے زیادہ بہتر سلوک اور کیا ہو سکتا ہے جو ہمارے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ روا رکھا گیا ہے اس لئے ہمیں بادشاہ کا حکم تسلیم کرنا چاہیے اور اپنی ضرورتوں کے سلسلہ میں اس کی جانب رجوع کرنا چاہیے چنانچہ انہوں نے اپنے والد کو بھی اس سے آگاہ کیا کہ ہم تو نہایت بہترین انسان کے ہاں سے واپس لوٹے ہیں اس نے نہ صرف یہ کہ ہماری مہمان نوازی کی ہے بلکہ ہمیں مزید عطیہ بھی عطا کیا ہے ہم تو سمجھتے ہیں کہ آل یعقوب میں سے کوئی فرد بھی اس قسم کا آبرومندانہ کردار ادا نہیں کرسکتا ہے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر یہ بہت بڑا احسان ہے کہ ہم نے غلہ کی خرید میں جو پونجی دی تھی وہ بھی ہمیں واپس لوٹا دی گئی ہے، مزید برآں ہمارے ساتھ نہایت آبرومندانہ انداز اختیار کر کے ہمارے دلوں کو اپنا گرویدہ بنا لیا ہے اب ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہمیں اس کے ہر حکم کو تسلیم کرنا چاہیے تاکہ مزید ہم پر احسانات کی بارش ہوتی رہے، کیا یہ حقیقت نہیں کہ جو غلہ ہم لائے ہیں یہ اس کی جانب سے ہدیہ اور احسان ہے؟ اب ہم اس پونجی کے ساتھ مزید فوائد حاصل کریں گے اور ہم اپنے بھائی کی حفاظت کی جانب توجہ مبذول رکھیں گے اور اب ہم اسے ہرگز کسی خوفناک چیز کا کبھی شکار نہ ہونے دیں گے بلکہ ہم تو ایک اونٹ کا بوجھ مزید لائے ہیں جبکہ اس کیلئے ایک اونٹ کا بوجھ عطا کرنا آسان ہے کچھ مشکل نہیں ہے لیکن یعقوب علیہ السلام نے انہیں واضح الفاظ میں جواب دیا کہ میں اس کو کبھی تمہارے ساتھ نہیں بھیجوں گا جب تک کہ تم پختہ عہد نہ کرو اور اللہ کو گواہ بنا کر قسمیں اٹھاؤ کہ تم اسے ضرور میرے پاس واپس لاؤ گے البتہ اگر تم موت سے ہم کنار ہو جاؤ، پھر تمہاری جانب سے عذر تسلیم کیا جائے گا تو جب انہوں نے اس قسم کا پختہ عہد کیا تو یعقوب علیہ السلام نے کہا اللہ کی ذات اس پر گواہ اور نگہبان ہے یہ معاملہ اس کے سپرد ہے۔

وَقَالَ يٰبَنِيَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ؕ وَمَآ اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۚ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۝۶۷ وَلَمَّا دَخَلُوْا مِنْ حَيْثُ اَمَرَهُمْ اَبُوْهُمْ ؕ مَا كَانَ يُغْنِيْ عَنْهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا حَاجَةً فِيْ نَفْسِ يَعْقُوْبَ قَضٰىهَا ؕ وَاِنَّهٗ لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۶۸ ع

ترجمہ: اور اس نے کہا اے میرے بیٹو! تم نے ایک دروازے سے داخل نہیں ہونا ہے اور تم نے مختلف دروازوں سے داخل ہونا ہے اور میں تمہیں اللہ کی تقدیر سے کسی چیز کو دور نہیں کرسکتا حکومت تو بس اللہ ہی کی ہے اسی پر میرا بھروسہ ہے اور اسی پر بھروسہ کرنیوالے بھروسہ کرتے ہیں (۶۷) اور جب وہ اس راہ سے داخل ہوئے جس کے بارے میں انہیں ان کے باپ نے حکم دیا تھا جبکہ انہیں اللہ کی تقدیر سے کوئی چیز رکاوٹ نہیں بن سکتی ہے البتہ اس کے دل میں جو خطرہ تھا اس کو پورا کیا اور بے شک وہ علم والا تھا جس کی ہم نے اسے تعلیم دی تھی جبکہ اکثر لوگ نہیں جانتے ہیں (۶۸)

تشریح: اور اس نے انہیں حکم دیا اے میرے بیٹو! تم سب نے اس وزیر کے ہاں جو سخی انسان ہے ایک دروازے سے نہیں داخل ہونا ہے بلکہ تم نے مختلف دروازوں سے گزر کر اس کی خدمت میں پہنچنا ہے تاکہ تم خود مشاہدہ کرسکو کہ ہر گروہ کے داخل ہونے کے وقت اس کے مزاج پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں بالخصوص جب وہ اپنے عینی بھائی کو دیکھتا ہے تو پھر اس کے چہرے کے خدوخال میں کیا اضافہ ہوتا ہے جبکہ اگر وہ سب ایک گروپ کی شکل میں اس کی مجلس میں پہنچیں گے تو اس وقت جائزہ لینا ممکن نہیں، غالباً یہ مقصد بھی ہوسکتا ہے کہ اگر تم اجتماعی صورت میں اس کے پاس پہنچتے ہو تو ممکن ہے کہ حسد کرنے والے حسد پر اتر آئیں یا کوئی مکر وفریب کی راہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نکال لے بہر حال اگر تم کسی مشکل سے دوچار ہوتے ہو تو کہیں تم سب اس کی لپیٹ میں نہ آ جاؤ جب کہ میری یہ تدبیر تمہیں اللہ کی تقدیر سے ہرگز تحفظ عطا نہیں کر سکے گی اس لئے کہ جس قدر بھی احتیاط کی جائے تقدیر سے بھاگنا ممکن نہیں تاہم بالکل محتاط نہ رہنا بھی مناسب نہیں، اسباب کو اختیار کیا جائے جبکہ اسباب کے اثرات بھی اللہ کی اجازت کیساتھ ہیں اس سے تقدیر کو ختم نہیں کیا جا سکتا بلکہ اللہ کی بارگاہ میں بھاگ کر جانا ہے اور اس سے استعانت طلب کرنی ہے اس لئے کہ عالم کی تدبیر اور اسباب اور مسببات کا ربط بھی صرف اللہ پاک کی ذات کے حکم پر منتج ہوتا ہے اس لئے میں اسی پر بھروسہ رکھتا ہوں نہ خود اپنی طاقت پر نہ کسی پر ہرگز انحصار نہیں ہے، معلوم ہوا اسباب کو وجود میں لانا توکل کے منافی نہیں ہے حدیث میں ہے اونٹ کے گھٹنے کو باندھیں اور توکل اختیار کریں۔
(صحیح ترمذی کتاب القامہ باب ۲۲)

اور صرف اسی ذات پر توکل کرنے والے توکل کرتے ہیں پس ہر ایماندار شخص کے لئے ضروری ہے کہ وہ جس کام کو سرانجام دینا چاہتا ہے اولا حسب استطاعت اس کے اسباب مہیا کرے بعد ازاں کامیابی کو اللہ کی ذات کے سپرد کرے اور اللہ سے توفیق کی بھیک طلب کرے لیکن جب وہ مختلف دروازوں سے داخل ہوئے تو اس انداز سے ان کے داخل ہونے نے انہیں کچھ فائدہ عطا نہ کیا بلکہ وہ بنیامین کو اپنے ساتھ واپس نہ لے جا سکے اور ان پر چوری کا بھی الزام لگ گیا صرف یعقوب علیہ السلام کے ذہن میں جو تھا اس کو پورا کرنا مقصود تھا کہ بنیامین صحیح سالم واپس آ جائے۔

وَلَمَّا دَخَلُوا عَلٰى يُوسُفَ اٰوٰى اِلَيْهِ اَخَاهُ قَالَ اِنِّيْ اَنَا اَخُوكَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۶۹﴾ فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ فِيْ رَحْلِ اَخِيْهِ ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ اَيَّتُهَا الْعِيْرُ اِنَّكُمْ لَسٰرِقُوْنَ ﴿۷۰﴾ قَالُوْا وَاَقْبَلُوْا عَلَيْهِمْ مَّا ذَا تَفْقِدُوْنَ ﴿۷۱﴾ قَالُوْا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ وَلِمَنْ جَآءَ بِهٖ حِمْلُ بَعِيْرٍ وَّ اَنَا بِهٖ زَعِيْمٌ ﴿۷۲﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَّا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِي الْاَرْضِ وَمَا كُنَّا سٰرِقِيْنَ ﴿۷۳﴾ قَالُوْا فَمَا جَزَآؤُهٗ اِنْ كُنْتُمْ كٰذِبِيْنَ ﴿۷۴﴾ قَالُوْا جَزَآؤُهٗ مَنْ وُّجِدَ فِيْ رَحْلِهٖ فَهُوَ جَزَآؤُهٗ ط كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿۷۵﴾ فَبَدَاَ بِاَوْعِيَتِهِمْ قَبْلَ وِعَآءِ اَخِيْهِ ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِّعَآءِ اَخِيْهِ ط كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ ط مَا كَانَ لِيَاْخُذَ اَخَاهُ فِيْ دِيْنِ الْمَلِكِ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ط نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ط وَفَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ ﴿۷۶﴾

ترجمہ: اور جب وہ یوسف کے پاس پہنچے تو یوسف نے اپنے عینی بھائی کو اپنے ہاں جگہ دی اسے بتایا کہ میں تیرا عینی بھائی ہوں تو آپ غم نہ کریں اس سے جو وہ کررہے ہیں (۶۹) تو جب اس نے ان کیلئے ان کا سامان رکھ دیا تو پانی پینے کے برتن کو اپنے عینی بھائی کے سامان میں رکھ دیا پھر منادی کرنے والے نے منادی کی اے قافلہ والو! یقیناً تم چور ہو (۷۰) انہوں نے ان کی جانب متوجہ ہو کر کہا تم کس چیز کو گم پاتے ہو؟ (۷۱) انہوں نے کہا ہم شاہی پیمانے کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گم پاتے ہیں اور جو شخص اس کو لائیگا اس کو ایک اونٹ بوجھ ملے گا اور میں اس کی ضمانت دیتا ہوں (۷۲) انہوں نے کہا اللہ کی قسم! بلاشبہ تم جانتے ہو کہ ہم اس لئے نہیں آئے ہیں کہ ہم زمین پر بگاڑ کریں اور ہم ہرگز چور بھی نہیں ہیں (۷۳) انہوں نے کہا اس کی کیا سزا ہے اگر تم جھوٹ بول رہے ہو؟ (۷۴) انہوں نے کہا کہ جس شخص کے سامان میں وہ پایا گیا تو وہی اس کی سزا ہے اسی طرح ہم ظالموں کو سزا دیا کرتے ہیں (۷۵) تو یوسف نے اپنے بھائی کے سامان سے پہلے ان کے سامان کی تفتیش کی بعد ازاں اپنے بھائی کے سامان سے اسے برآمد کر لیا اسی طرح ہم نے یوسف کیلئے تدبیر کی یوسف تیار نہ تھا کہ شاہی قانون کے مطابق اپنے بھائی کو گرفتار کرے البتہ اللہ کی مشیت کے مطابق کیا، ہم جس کے چاہتے ہیں درجات بلند کرتے ہیں اور ہر علم والے کے اوپر ایک علم والا ہے (۷۶)

بلاغت: آیت نمبر ۷۰ میں یوسف علیہ السلام کے لئے مناسب نہ تھا کہ وہ منادی کرنے والے کو حکم دیں کہ قافلہ والوں کو چور کہا جائے جب کہ درحقیقت یہ تو بہتان ہے اور جس شخص نے چوری نہیں کی ہے اس کو کیسے چور قرار دیا جا سکتا ہے؟ اس کا جواب واضح ہے کہ یہ صورت (توریہ) کی ہے ان پر چوری کی تہمت لگائی ہے اس لئے کہ اس صورت میں اپنے بھائی بنیامین کو جانے سے روک سکتے تھے اس صورت میں ایک جلیل القدر مصلحت پنہاں تھی جیسا کہ تشریح سے واضح ہے یا منادی کرنے والے نے یوسف علیہ السلام کے حکم کے علاوہ کہا ہے یا اسے شرعی حیلہ کہا جائے جس کی وساطت سے دینی مصلحت ظہور پذیر ہوئی ہے جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بیوی کو مصلحت کے پیش نظر کہا یہ میری بہن ہے تا کہ وہ کافر کی گرفت سے محفوظ رہے یا جیسا کہ اللہ پاک نے ایوب علیہ السلام کو حکم دیا کہ آپ اپنے ہاتھ میں چھڑیوں کا جھاڑو پکڑ کے اسے ماریں اس طرح آپ کی قسم پوری ہو جائے گی قسم نہیں ٹوٹے گی بہر حال یہ ایک حیلہ ہے۔ (فتح الرحمٰن ص ۲۸۰)

تشریح: برادران یوسف اپنے والد یعقوب علیہ السلام کے حکم کے مطابق اولاً شاہی محل کے صحن میں پہنچے بعد ازاں وہ یوسف علیہ السلام کی خاص مجلس میں داخل ہوئے تو فوراً یوسف علیہ السلام نے اپنے عینی بھائی بنیامین کو اپنی مجلس میں بٹھایا چنانچہ بنیامین کیساتھ بالکل اس انداز کا بہترین سلوک روا رکھا گیا جس کے ان کے والد آرزومند تھے کہ اس پر خصوصی شفقت کی جائے تو فوراً یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائی بنیامین کو اس خبر سے آگاہ کیا کہ میں تمہارا یوسف نامی بھائی ہوں جس کو تم نے بچپن میں گم پایا تھا اب ہرگز تجھے کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی جبکہ قبل ازیں انہوں نے مجھ پر اور آپ کے بارے میں حسد کیا اور زیادتی کے مرتکب ہوئے لیکن آپ نے انہیں اس حقیقت سے آگاہ نہیں کرنا ہے اور میں کوشش کر رہا ہوں کہ تجھے یہاں عزت کیساتھ رکھا جائے پھر جب ان کو ان کا سامان دے دیا گیا اور انہوں نے غلہ کو اپنے اونٹوں پر لاد لیا تو یوسف علیہ السلام نے اپنے ایک ملازم کو حکم دیا کہ پانی پینے کا پیالہ جو چاندی یا سونے سے تیار کیا گیا تھا اسے نہایت رازداری کے عالم میں بنیامین کے سامان میں رکھ دیا جائے اس کے بعد ایک منادی کرنے والے نے منادی کی کہ اے قافلہ والو! تم چوری کے مرتکب ہوئے ہو تو انہوں نے منادی کرنے والے کی جانب دھیان کیا اور استفسار کیا تمہارا کیا گم ہو گیا ہے؟ انہوں نے کہا ہم شاہی پیمانہ گم پاتے ہیں جس کے ساتھ غلہ ناپ کر دیا جاتا تھا اور جو شخص اس پیمانے کو تلاش کر کے ہمارے پاس پہنچائے گا اس کو ایک اونٹ کا بوجھ بطور انعام غلہ دیا جائے گا اعلان کرنے والے شخص نے مزید کہا میں اس کی ادائیگی کی ضمانت دیتا ہوں گویا کہ اسے بطور شرینی کے عطیہ حاصل ہوگا، برادران یوسف علیہ السلام نے کہا یہ حقیقت ہے کہ ہم نے پہلی بار غلہ حاصل کیا اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب ہم دوبارہ آئے ہیں تو ہم نے اس پونجی کو واپس کردیا ہے ہم تو سرزمین مصر میں چوری وغیرہ کی نیت سے نہیں آئے ہیں کسی کے حق کو غصب کرنا ہمارا ہرگز شیوہ نہیں ہے اس پر شاہ مصر کے کارندوں نے کہا اگر تم اس دعویٰ میں جھوٹے نکلے کہ تم نے چوری نہیں کی بلکہ وہ شاہی پیالہ تمہارے سامان سے نکل آیا تو پھر اس کو کیا سزا ملنی چاہیے؟ انہوں نے کہا جس کے سامان سے شاہی پیالہ برآمد ہو جائے وہ چور ہوگا اس کو حکومت کے حوالہ کرنا ہوگا اس طرح ہم ظالموں کو ان کے ظلم کے مطابق سزا دیتے ہیں جب وہ سامان کی چوری یا مال چرائیں ہم تو چوروں کو سخت سزا میں مبتلا کرنے کے قائل ہیں۔

چنانچہ یوسف علیہ السلام نے اولاً ان کے سامان کی تلاشی کا حکم دیا اپنے بھائی بنیامین کے سامان کی تلاشی بعد میں لی گئی تو ظاہر ہے کہ ان کے سامان میں تو پیالہ نہ تھا وہ چوری کی تہمت سے بری قرار دیئے گئے ان کے سامان کی تفتیش کے بعد بنیامین کے سامان کی تفتیش کی گئی تو ان کے سامان سے پیالہ برآمد ہو گیا گویا کہ یہ مخفی تدبیر تھی جس سے ہم نے یوسف علیہ السلام کو آگاہ کیا تھا کہ وہ اس انداز سے پلان تیار کرے، حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حکمت کا تقاضا تھا کہ یوسف کے بھائیوں کی اس واقعہ کے لحاظ سے تربیت کی جائے اور کیوں انہوں نے یوسف علیہ السلام کے ساتھ زیادتی کر کے انہیں کنوئیں میں گرا دیا تھا، لیکن ان کی گرفت ایسے انداز کے ساتھ کی گئی ہے کہ جس گرفت میں وہ خود ہرگز محسوس نہیں کر رہے ہیں کہ ان پر زیادتی ہو رہی ہے اس طرح بنیامین پر بھی ایک حیلہ کے ساتھ چوری کا اشتباہ ظاہر کیا گیا جس سے انہیں کچھ گزند نہ پہنچی جبکہ ان کے بھائی یوسف علیہ السلام نے انہیں اس سے آگاہ بھی کر دیا تھا معلوم ہوتا ہے کہ صحیح مقصد کے حصول کیلئے حیلہ سازی اختیار کرنا ناجائز نہیں ہے جب کہ حیلہ شریعت کے مخالف نہ ہو۔

بعد ازاں اللہ پاک نے یوسف علیہ السلام کے بارے میں واضح کیا ہے کہ اس کے لئے شرعاً ہرگز درست نہ تھا کہ وہ شاہی نظام کے تحت اپنے بھائی بنیامین کو چوری کے الزام میں اپنا غلام بناتے، البتہ یعقوب علیہ السلام کی شریعت کے مطابق اس کیلئے آسانی تھی کہ اپنے بھائی بنیامین کو دیگر بھائیوں سے الگ کر کے اپنے پاس رکھیں اور ان کے ساتھ جانے کی اجازت نہ دیں اور چونکہ یوسف علیہ السلام کا یہ کردار بظاہر مناسب نظر نہیں آ رہا ہے اس لئے کہ اس کی بنیاد تہمت پر ہے اور تہمت تو غلط ہی ہوا کرتی ہے، یوسف علیہ السلام کے لئے مناسب تھا کہ وہ خود کو اس سے دور رکھتے تو اس کی وضاحت ہو رہی ہے کہ ان کا یہ فعل اللہ کی مشیت کے ساتھ ہے اس مخفی تدبیر کو انہوں نے خود ایجاد نہیں کیا اسی کا نام (توریہ) ہے جس کی بوقت ضرورت شرعاً اجازت ہے اور علم ایک ایسی حقیقت ہے جس کی وسعت کے لحاظ سے ایک عالم کو دوسرے عالم پر فوقیت حاصل ہوتی ہے انتہا میں اللہ کی ذات ہے جو ہر علم والے سے برتر ہے۔

لطیف نکتہ! کی جانب غور فرمائیں کہ اللہ پاک کے کلام ﴿كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ﴾ ہم نے یوسف کے لئے تدبیر کا الہام کیا کہ وہ اپنے بھائی بنیامین کو اپنے پاس روک لے اور واپس یعقوب علیہ السلام کے ہاں نہ جانے دیا جائے، اس جملہ میں اس تدبیر کی نسبت اللہ پاک نے اپنی جانب کی ہے کہ یہ کام میری اجازت سے ہوا اور جو کام اللہ پاک کی اجازت سے ہوتا ہے وہ غلط نہیں ہوتا جیسا کہ دو مسلمانوں کے درمیان جھوٹ بول کر صلح کرانا درست ہے یہ بھی ایک حیلہ ہے جس کی اجازت ہے اس مسئلہ میں اگرچہ بحث طویل ہے لیکن اس پر اکتفا کرنا ہی مناسب ہے۔

قَالُوْٓا اِنْ يَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ ۚ فَاَسَرَّهَا يُوْسُفُ فِيْ نَفْسِهٖ وَلَمْ يُبْدِهَا لَهُمْ ۚ قَالَ اَنْتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا ۚ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَصِفُوْنَ ﴿۷۷﴾ قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ اِنَّ لَهٗٓ اَبًا شَيْخًا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كَبِيرًا فَخُذْ اَحَدَنَا مَكَانَهُ ج اِنَّا نَرٰكَ مِنَ الْمُحْسِنِينَ ﴿۷۸﴾ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ نَّاخُذَ اِلَّا مَنْ
وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهُ اِنَّآ اِذًا لَّظٰلِمُونَ ﴿۷۹﴾ ع فَلَمَّا اسْتَيْئَسُوا مِنْهُ خَلَصُوا نَجِيًّا ط قَالَ
كَبِيرُهُمْ اَلَمْ تَعْلَمُوٓا اَنَّ اَبَاكُمْ قَدْ اَخَذَ عَلَيْكُمْ مَّوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ وَمِنْ قَبْلُ مَا فَرَّطْتُّمْ فِي
يُوسُفَ ج فَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ حَتّٰى يَاْذَنَ لِيٓ اَبِيٓ اَوْ يَحْكُمَ اللّٰهُ لِي ج وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِينَ
﴿۸۰﴾ اِرْجِعُوٓا اِلٰٓى اَبِيكُمْ فَقُولُوا يٰٓاَبَانَآ اِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ ج وَمَا شَهِدْنَآ اِلَّا بِمَا عَلِمْنَا وَمَا
كُنَّا لِلْغَيْبِ حٰفِظِينَ ﴿۸۱﴾ وَسْئَلِ الْقَرْيَةَ الَّتِي كُنَّا فِيهَا وَالْعِيرَ الَّتِيٓ اَقْبَلْنَا فِيهَا ط وَاِنَّا
لَصٰدِقُونَ ﴿۸۲﴾ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ط فَصَبْرٌ جَمِيلٌ ط عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَنِي
بِهِمْ جَمِيعًا ط اِنَّهُ هُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ﴿۸۳﴾ وَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰٓاَسَفٰى عَلٰى يُوسُفَ
وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيمٌ ﴿۸۴﴾

ترجمہ: انہوں نے کہا اگر اس شخص نے چوری کی ہے تو ناممکن نہیں اس لئے کہ اس سے پہلے اس کے بھائی نے چوری کی تھی تو یوسف نے اپنے دل میں اس بات کو پوشیدہ رکھا اور اس کو ان کے سامنے ظاہر نہ کیا اس نے اپنے دل میں کہا تم اپنی جگہ بہت برے ہو اور اللہ کو علم ہے جو تم بیان کر رہے ہو (۷۷) انہوں نے کہا اے عزیز مصر! بلاشبہ اس کا باپ بہت بوڑھا ہے تو اس کی جگہ پر ہم میں سے ایک کو پکڑ لیں بیشک ہم تجھے نیک کام کرنے والوں سے دیکھتے ہیں (۷۸) اس نے کہا ہم اللہ سے پناہ طلب کرتے ہیں کہ ہم اس شخص کے علاوہ کو پکڑیں جس کے پاس ہم نے اپنے سامان کو پایا ہے یقیناً ہم اس وقت ظالم ہوں گے (۷۹) تو جب وہ اس سے ناامید ہو گئے تو وہ مشورہ کرنے کے لئے الگ ہوئے ان سے عمر رسیدہ شخص نے کہا کیا تم جانتے نہیں ہو کہ تمہارے باپ نے تم سے اللہ کا وعدہ لیا ہے جبکہ اس سے پہلے تم نے یوسف کے بارے میں کوتاہی کی ہے پس میں اس سرزمین سے نہیں جاؤں گا یہاں تک کہ میرا باپ مجھے اجازت دے یا اللہ مجھے حکم دے اور وہ بہتر حکم کرنیوالوں سے ہے (۸۰) بھائیو! اپنے والد کی جانب لوٹ کر جاؤ تم اس سے کہو! کہ آپ کے بیٹے نے چوری کی ہے اور ہم گواہی نہیں دے رہے ہیں مگر جس قدر ہمیں علم ہے جبکہ ہم غیب کا علم نہیں رکھتے ہیں (۸۱) اور بستی والوں سے دریافت کریں جس بستی میں ہم تھے اور قافلہ والوں سے دریافت کریں کہ جس میں ہم آئے یہ حقیقت ہے کہ ہم سچ کہتے ہیں (۸۲) یعقوب نے کہا بلکہ تمہارے نفوس نے تمہارے لئے اس کام کو آراستہ کر دیا ہے تو میرے لئے صبر کرنا ہی اچھا ہے امید ہے کہ اللہ ان سب کو میرے سامنے لے آئے بلاشبہ اللہ جاننے والا حکمت والا ہے (۸۳) اور اس نے ان سے روگردانی کی اور کہا ہائے مجھے یوسف کے بارے میں افسوس ہے اور اس کی دونوں آنکھیں بوجہ غم کے سفید موتیا کی نذر ہو گئیں تو وہ غم سے بھرپور تھا (۸۴)۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لغوی تحقیق: اِسْتَیْئَسُوْا مکمل طور پر غم زدہ ہوئے اس کا مادہ یأس ہے، اس کا معنی ناامید ہونا ہے جب کہ باب استفعال میں جا کر معنی میں زور پیدا ہو گیا ہے کہ وہ مکمل طور پر غمگین ہوئے اس کی ضد اَلرَّجَآءُ ہے، جس کا معنی امید ہے، نَجِیًّا آپس میں سرگوشی کرنے والے، اَلنَّجْوٰی سرگوشی کرنا، اصل مادہ (ن ج و) ہے واؤ آخر میں واقع ہونے کے سبب ہمزہ سے تبدیل ہو گئی ہے معنی نجات حاصل کرنا ہے، انجیٰ نَجّی نجات دی، نَاجَیْتُ میں نے سرگوشی کی۔

بلاغت: ارشاد الٰہی ﴿وَابْیَضَّتْ عَیْنٰهُ﴾ میں استعارہ تصریحیہ ہے، بوجہ یوسف کی جدائی کے شدید غم واندوہ کے باعث جو یعقوب علیہ السلام کے دل پر اثر انداز تھا بلکہ دل بھرا ہوا تھا اس کو اسی مشکیزہ کے ساتھ تشبیہ دی ہے جو پانی سے بھرا ہوا ہے اور یعقوب علیہ السلام کے صبر اور اللہ کے سوا کی جانب شکایت نہ کرنا اس کو اس دھاگہ سے تشبیہ دی ہے جو پانی سے بھرپور مشکیزہ پر بندھا ہوا ہے کہ اس سے پانی کا ایک قطرہ بھی باہر نہیں آتا جب کہ **کظیم** کا مفہوم بھی یہی ہے۔ (اعراب القرآن ١٣-٤٩/١٤)

تشریح: یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے کہا اگر بنیامین نے چوری کی ہے تو اس سے پہلے اس کے بھائی (یوسف) نے بھی چوری کی تھی چوری کا یہ پیشہ تو ان دونوں کو ماں کی وراثت کی جانب سے ملا ہے ظاہر ہے کہ ہم میں سے یہ دونوں اس پیشے کی وجہ سے منفرد حیثیت رکھتے ہیں، ذہن نشین کریں کہ ان کی اس گفتگو میں اشارہ مل رہا ہے کہ ان کے دلوں میں حسد کی بیماری موجزن تھی جب کہ ان کی ماؤں میں تو اختلاف تھا، مزید برآں باپ یعقوب کو ان دونوں سے زیادہ محبت تھی، سوال مترشح ہو رہا ہے کہ یوسف علیہ السلام پر چوری کا الزام کیا تھا اس کا جواب یہ ہے کہ یوسف بچپن کے دور میں کھانے پینے کی اشیاء کو اٹھا لیتے اور مساکین تک انہیں پہنچا دیتے تھے اس طرح انہوں نے اپنے نانا جی کا بت چوری اٹھا کر اسے توڑ دیا تا کہ اس کی پرستش نہ ہو جبکہ اس چوری کو حرام کی چوری یا مذموم چوری نہیں کہا جا سکتا بلکہ اس قسم کی چوری کو معاشرہ میں قابل ستائش سمجھا جاتا ہے۔

چنانچہ یوسف علیہ السلام نے ان کے قول کو اپنے دل میں چھپائے رکھا کہ اس کے بھائی نے اس سے پہلے چوری کی ہے ان کے سامنے اس کا تذکرہ نہ کیا بلکہ ان کی بات کا رد کرتے ہوئے کہا تم یقیناً اس شخص سے کہیں برے ہو جس پر تم نے چوری کا الزام لگایا ہے اور اللہ کو اس کی حقیقت کا خوب علم ہے جس کا تذکرہ تم کر رہے ہو، جب انہوں نے یوسف کی بات کو سنا جس میں ایک حد تک شدت دکھائی دے رہی تھی تو انہوں نے یوسف کو اپنی جانب مائل کرتے ہوئے کہا اے عزیز مصر! ہمارے اس بھائی کا باپ بڑھاپے کی منزل میں ہے اس پر اس کی جدائی دشوار گزرے گی بلکہ وہ برداشت نہ کر سکے گا آپ اس کی جگہ پر ہم میں سے ایک کو گرفتار کر لیں اگر آپ یہ کام کرتے ہیں تو یہ آپ کا احسان ہوگا اور آپ تو ان لوگوں میں سے دکھائی دے رہے ہیں جو احسان کرنے میں آگے قدم بڑھاتے ہیں تو اس نے ان کا جواب دیتے ہوئے کہا ہم اللہ کے ساتھ اس سے پناہ طلب کرتے ہیں کہ ہم اس کے علاوہ کسی دوسرے شخص کو گرفتار کریں جس کے قبضہ سے ہمارا سامان نہیں نکلا ہے، ہمیں ہرگز یہ بات پسند نہیں ہے اور ہم ہرگز اس بات میں آپ کی موافقت نہیں کر سکتے ہیں۔

تو جب یوسف نے اپنے بھائی کو چوری کے الزام میں گرفتار کر لیا اور ان کی رحم کی اپیل کو مسترد کر دیا کہ آپ اس کی جگہ ہم میں سے کسی دوسرے شخص کو گرفتار کر لیں تو وہ الگ ہو کر اس واقعہ کے بارے میں سرگوشی کرنے لگے، چنانچہ ان کی سرگوشی کے بارے میں اللہ تعالیٰ مطلع فرما رہے ہیں کہ جب وہ اپنے بھائی کے واپس کئے جانے سے بالکل ناامید ہو گئے تو تنہائی میں ان کی سرگوشی میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان میں سے جو بھائی عمر میں بڑا تھا اس نے ان کے سامنے اس حقیقت کو پیش کیا تم خوب جانتے ہو کہ تمہارے باپ نے تم سے پختہ عہد لیا تھا انہیں اس عہد کو یاد دلا رہا ہے جو یعقوب علیہ السلام نے ان سے لیا تھا جب انہوں نے مطالبہ کیا تھا کہ آپ ہمارے ساتھ بنیامین کو بھیج دیں اس لئے کہ عزیز مصر نے اس کے لانے کا مطالبہ کیا ہے اس کے ساتھ ساتھ انہیں یاد دلایا کہ تم اس سے پہلے یوسف کے بارے میں ایک غلطی کے مرتکب ہو چکے ہو جب اسے بے آباد کنوئیں میں گرا دیا تھا اور اس کو وہاں سے نکال کر فروخت کر دیا تھا چنانچہ میں تو اس وقت تک سرزمین مصر میں اقامت پذیر رہوں گا جب تک کہ میرے والد مجھے واپس آنے کی اجازت نہ دیں یا اللہ پاک کی جانب سے کوئی فیصلہ ہو جب کہ اللہ کا فیصلہ تو نہایت محکم فیصلہ ہے۔

جب اس نے انہیں اس بات کے تسلیم کرنے پر متفق کرلیا کہ وہ واپس چلے جائیں اور میں یہاں رک جاتا ہوں تو پھر اس نے انہیں جن ہدایات سے نوازا کہ ان کی روشنی میں وہ اپنے باپ کو آگاہ کریں، چنانچہ آگے اس کی وضاحت پیش کی جا رہی ہے، اس نے ان سے کہا تم اپنے باپ کے پاس پہنچو اور اسے بتاؤ کہ اے ہمارے ابا جان! سچی بات تو یہ ہے کہ آپ کے بیٹے نے چوری کی اور ہم نے جو کچھ دیکھا ہے اس کی گواہی دے رہے ہیں کہ ہمارے بھائی کے سامان سے چوری کا پیالہ برآمد ہو گیا اور اگر ہمیں معلوم ہوتا کہ ہمارے بھائی کو یہ حادثہ پیش آئے گا جو پیش آ چکا ہے تو ہم اس کو ہرگز اپنے ساتھ نہ لے جاتے۔

آپ مصر کے دارالخلافہ کے لوگوں سے دریافت کریں جس میں ہم سکونت پذیر رہے ہیں اور قافلہ کے ساتھیوں سے دریافت کریں جن کی رفاقت میں ہم وہاں پہنچے، ان میں کنعانی بھی تھے اور ہم جو بیان دے رہے ہیں وہ بیان درست ہے اس میں ہرگز جھوٹ نہیں ہے اس پر یعقوب علیہ السلام نے انہیں جو جواب دیا اس کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ پاک نے فرمایا کہ ان کے والد یعقوب نے انہیں کہا کہ تم نے یہ سارا واقعہ اپنی جانب سے مصنوعی بنایا ہے اب میں صبر جمیل اختیار کرتا ہوں اللہ کی ذات کے علاوہ کسی کے سامنے ہرگز شکایت نہیں کر رہا ہوں ممکن ہے کہ مستقبل قریب میں ان تمام افراد کو اللہ تعالیٰ واپس بھیج دے، بلاشبہ اللہ کی ذات کو میری احتیاج کا علم ہے اسی کے سامنے اپنی ضرورت کا تذکرہ کرتا ہوں۔

اللہ پاک کی ذات کا وصف حکیم بھی ہے کہ وہ اپنے دوستوں اور اپنے صالح بندوں کے معاملات میں ایسی تدبیر فرماتے ہیں جس سے ان کا غم وغصہ کافور ہو جاتا ہے اس بات کے اظہار کیساتھ ساتھ یعقوب علیہ السلام نے ان سے روگردانی کی اور ان کی زبان پر یہ الفاظ تھے کہ مجھے یوسف کی جدائی کا کتنا غم لاحق ہے اور پریشانی نے مجھے گھیر رکھا ہے اس کے بعد یعقوب علیہ السلام پر مصائب کے جو پہاڑ گرے تھے ان کے سبب ان کی آنکھیں سفید موتیا کی نذر ہو گئیں، سفیدی کا سیاہی پر غلبہ ہو گیا آنکھوں کی بینائی جاتی رہی جس کے باعث وہ زبردست غم زدہ رنجیدہ تھے لیکن صبر کا مظاہرہ کیا کسی شخص کے سامنے اپنی مصیبت کا تذکرہ نہ کیا پروردگار عالم کی کچہری کے سوا کسی بھی چوکھٹ پر انہوں نے جا کر اپنے غم واندوہ اور مصائب کا تذکرہ نہ کیا، جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بیٹے ابراہیم کی وفات پر یہ کلمات ادا کئے کہ میری آنکھیں اشکبار ہیں اور میرا دل مغموم ہے اور زبان پر وہی کلمات جاری ہو سکتے ہیں جن کو ہمارا پروردگار پسند فرماتا ہے اور اے ابراہیم! ہم تیری جدائی کے سبب غمگین ہیں خیال رہے کسی شخص کی وفات پر آنکھوں کا اشک بار ہونا اللہ کی رحمت کا نتیجہ ہے۔ (صحیح بخاری ح ۱۳۰۳، صحیح مسلم کتاب الفضائل باب ۱۴، صحیح ابن ماجہ ۱/۲۶۵، صحیح ابی داؤد ۲/۶۰۴، مسند احمد ح ۱۳۰۴۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَالُوْا تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوْسُفَ حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا اَوْ تَكُوْنَ مِنَ الْهٰلِكِيْنَ ﴿۸۵﴾ قَالَ اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۶﴾ يٰبَنِيَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ وَاَخِيْهِ وَلَا تَايْئَسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ لَا يَايْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۷﴾ فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلَيْهِ قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ مَسَّنَا وَاَهْلَنَا الضُّرُّ وَ جِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِيْنَ ﴿۸۸﴾ قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِيُوْسُفَ وَاَخِيْهِ اِذْ اَنْتُمْ جٰهِلُوْنَ ﴿۸۹﴾ قَالُوْٓا ءَاِنَّكَ لَاَنْتَ يُوْسُفُ ؕ قَالَ اَنَا يُوْسُفُ وَهٰذَآ اَخِيْ قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا ؕ اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۹۰﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَاِنْ كُنَّا لَخٰطِئِيْنَ ﴿۹۱﴾ قَالَ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ؕ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۹۲﴾ اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا ۚ وَاْتُوْنِيْ بِاَهْلِكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۹۳﴾ ع

ترجمہ: انہوں نے کہا اللہ کی قسم! تو ہمیشہ یوسف کا تذکرہ کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ تو بیمار ہو جائے گا یا تو ان سے ہوگا جو ہلاک ہوئے ہیں (۸۵) اس نے کہا یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ میں اپنے شدید اور معمولی غم کا بارگاہ الٰہی میں ذکر کرتا رہتا ہوں اور میں اللہ کی جانب سے ان چیزوں کا علم رکھتا ہوں جن کا تم علم نہیں رکھتے ہو (۸۶) اے میرے بیٹو! تم جاؤ اور یوسف اور اس کے بھائی کے بارے میں جستجو کرو اور تم نے اللہ کی رحمت سے نا امید نہیں ہونا ہے بلا شبہ اللہ کی رحمت سے نا امید صرف کفار لوگ ہوتے ہیں (۸۷) تو جب وہ یوسف کے ہاں داخل ہوئے تو انہوں نے کہا اے عزیز مصر! ہمیں اور ہمارے لوگوں کو قحط سالی نے اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے اور ہم کھوٹے تھوڑے سرمایہ کے ساتھ آئے ہیں تو ہمیں پورا ناپ کر دینا اور ہم پر صدقہ کرنا بلا شبہ اللہ تعالیٰ صدقہ کرنے والوں کو بدلہ دیں گے (۸۸) اس نے استفسار کیا تم جانتے ہو جو قباحت کا انداز تم نے یوسف اور اس کے بھائی کے ساتھ روا رکھا جب کہ تم بے وقوف تھے (۸۹) انہوں نے دریافت کیا کیا آپ واقعی یوسف ہیں؟ اس نے کہا میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے بلا شبہ اللہ نے ہم پر احسان کیا بلا شبہ یہ حقیقت ہے کہ جو شخص بھی پرہیز گاری اختیار کرے گا اور صبر کا مظاہرہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ اعمال صالحہ کرنے والوں کے اجر و ثواب کو ضائع نہیں کرتے ہیں (۹۰) انہوں نے کہا اللہ کی قسم! بلا شبہ اللہ نے آپ کو ہم پر برتری عطا کی ہے اور یقیناً ہم غلط کار تھے (۹۱) اس نے کہا آج تم پر کچھ سرزنش نہیں ہے اللہ تمہیں معاف کرے گا اور وہ تمام مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے (۹۲) میری یہ قمیص لے جاؤ اسے میرے باپ کے چہرے پر رکھو تو وہ دیکھنے لگ جائے گا اور تم میرے پاس اپنے تمام اہل و عیال کو ایک جگہ لے آؤ (۹۳)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لغوی تحقیق: تفتأ اصل میں لفظ لا تفتؤا ہے، معنی تو ہمیشہ رہے گا، قرآن حکیم میں ہے ﴿قَالُوْا تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوْسُفَ حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا﴾ (یوسف: ۸۵) ''بولے تم تو واللہ سدا یوسف ہی کی یاد میں لگے رہو گے یہاں تک کہ جان بلب ہو جاؤ گے'' (لسان القرآن ص ۴۳۹)

بلاغت: ارشاد الٰہی ﴿تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوْسُفَ حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا﴾ میں اس لحاظ سے بلاغت ہے کہ الفاظ اور معانی کا آپس میں زبردست جوڑ اور میل ہے۔ (اعراب القرآن ۱۳-۱۴/۵۱)

تشریح: یعقوب علیہ السلام کے لڑکوں نے کہا (جو مصر سے آئے تھے جب یعقوب علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام کے بارے میں کہا یوسف پر تو بہت افسوس ہے) بخدا تو ہمیشہ یوسف کا تذکرہ کرتا رہے گا اور اس میں منہمک رہے گا یہاں تک کہ تو اس کے سبب بیمار ہو جائے گا یا غم واندوہ کے سبب موت کا شکار ہو جائے گا، مختصر یہ کہ آپ اس وقت سخت مصیبت میں مبتلا ہیں ہم خطرہ محسوس کر رہے ہیں کہ بیماری میں مزید اضافہ ہو جائے گا جس کا علاج نہ ہو سکے گا یا بہ سبب غم واندوہ کے موت سے ہم کنار ہو جائے گا، بہر حال اسے مزید آہ وبکا سے روک رہے ہیں، تو یعقوب علیہ السلام نے حزن وملال کے بارے میں معذرت اختیار کرتے ہوئے کہا کہ تم لوگ مجھے ملامت نہ کرو اور میں نہ تمہاری جانب شکایت کروں گا بلکہ کسی اور شخص کے ہاں بھی اپنے غم واندوہ کا ذکر نہیں کروں گا جس کے چھپانے کے سبب مجھے شدید اذیت حاصل ہو رہی ہے بلکہ میں تو اپنے غم واندوہ کا شکوہ بارگاہ الٰہی میں کروں گا اور مجھے اس حقیقت سے آگاہی حاصل ہے کہ یوسف علیہ السلام کی جدائی کے سبب جس آزمائش سے میں دوچار ہوا ہوں جب کہ انجام نہایت بہتر ہے جس سے تم آشنا نہیں ہو اور میں یقین رکھتا ہوں کہ اللہ کی ذات زندہ جاوید ہے وہ ذات رازق مطلق ہے اور اللہ نے یوسف کا انتخاب کر لیا ہے اور یوسف پر بلکہ سب آل یعقوب پر اس نے انعامات کو مکمل فرمایا ہے جب کہ تمہارا خیال ہے کہ یوسف فوت ہو چکا ہے اور بنیامین کو چوری کے سبب غلام بنا لیا گیا ہے اور تمہارا خیال ہے کہ میں اپنے اس غم کے سبب اللہ کی تقدیر پر ناراض ہوں جس کو اللہ نے جاری فرما دیا ہے اور اسے کوئی طاقت لوٹا نہیں سکے گی بلکہ میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ اس کا ایک مقرر وقت ہے اور میں محسوس کر رہا ہوں کہ تم پر تمہارے گناہوں کے سبب ہر طرف سے مصائب اترتے رہیں گے بالخصوص یوسف کے بارے میں تم نے کوتاہی سے کام لیا۔

اے میرے بیٹو! تم سفر کرو اور تم یوسف اور اس کے بھائی کے بارے میں واقعات وحالات سے مطلع کرو اور تم نے اللہ کی رحمت سے ہرگز ناامید نہیں ہونا ہے جب کہ اللہ کی رحمت سے صرف کفار لوگ ہی ناامید ہوتے ہیں، یعقوب علیہ السلام کے بیٹے اپنے والد مکرم کے حکم کی تعمیل میں مصر کی جانب روانہ ہوئے وہاں پہنچ کر عزیز مصر کے گھر گئے جب وہ عزیز مصر کے گھر میں پہنچے تو انہوں نے عرض کیا اے مصر کے حکمران! ہمیں اور ہمارے اہل واعیال کو قحط سالی نے اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے اور ہم بھوک کے سبب نڈھال ہیں اور ہماری پونجی دراہم وغیرہ بازار میں قبول نہیں کیے جاتے ہیں جیسا کہ عمدہ قسم کے دراہم بازار میں بخوشی رائج ہوتے ہیں آپ ہمیں ان دراہم کے معاوضہ میں ہی غلہ ٹھیک ناپ کر دیجئے گا اور ہمارا سکہ جو کہ ردی ہے اسے قبول کرنا ہو گا ہمیں واپس نہیں کرنا ہو گا اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ اللہ تعالیٰ صدقہ کرنے والوں کو ان کے احسان کے سبب اچھا بدلہ عطا کرتے ہیں۔

یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کا مسلسل ذکر ہو رہا ہے کہ جب وہ کنعان کی سرزمین سے اپنے والد مکرم کے حکم کے مطابق مصر کی سرزمین میں پہنچے انہوں نے اپنی بے چارگی اور بے بسی کا رونا رویا، ہم شدید قحط سالی کی بھینٹ کے سبب نہایت پریشان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں اور ہمارے پاس پونجی بھی کھری نہیں ہے جب یوسف علیہ السلام نے ان کی باتوں کو سنا تو ان کا دل بھائیوں کی تنگ حالی کے سبب نہایت نرم ہو گیا آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبا آئیں اس دوران انہوں نے ارادہ کیا کہ اب ان سے خود کو زیادہ عرصہ چھپانا نہیں چاہیے اس پر انہوں نے ان سے دریافت کیا تمہیں معلوم ہے کہ تم نے یوسف اور اس کے عینی بھائی کے ساتھ کیا سلوک روا رکھا کہ اسے بے آباد کنوئیں میں پھینک دیا اس طرح یوسف اور اس کے والد اور یوسف کے عینی بھائی کے درمیان جدائی کی دیوار کھڑی کر دی جب کہ تمہیں کچھ معلوم نہیں کہ پھر یوسف کا مستقبل کیسا رہا انہوں نے جب یہ جملہ دہرایا تو وہ فوراً انتہائی خوفنا کی اور تعجب کی کیفیت میں بول اٹھے کیا تو یوسف ہی تو نہیں ہے؟ تو یوسف علیہ السلام نے انہیں جواب دیتے ہوئے بتایا کہ میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی بنیامین ہے، ہم پر اللہ نے احسان فرمایا کہ ہمیں اچھی حالت میں اکٹھا کر دیا، حقیقت یہ ہے کہ جو شخص بھی اللہ کی ذات سے ڈرتا ہے فرائض کی ادائیگی کرتا ہے منہیات سے بچاؤ اختیار کرتا ہے اور اس کیفیت پر صبر کا دامن تھامے رکھتا ہے تو بلا شبہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے اجر و ثواب کو ضائع نہیں کرتے ہیں جو اپنے پروردگار کی اطاعت کرتے ہیں اور منہیات سے دور رہتے ہیں۔

اس دوران انہوں نے یوسف علیہ السلام کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اللہ کی قسم! واقعتاً آپ کو اللہ پاک نے ہم پر علم و عمل کے لحاظ سے فضیلت عطا کی ہے اور اس میں کچھ شک نہیں کہ جو کچھ ہم نے کیا ہمارا کردار خطا کار لوگوں کا تھا گویا کہ انہوں نے اپنے گناہ سے توبہ کی اللہ پاک کی ذات سے عفو کی بھیک طلب کی اس کے بعد یوسف علیہ السلام نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا آج تم پر ہرگز کچھ ناراضگی نہیں ہے ہرگز ملامت نہیں ہے اللہ تعالیٰ تمہیں معاف فرمائے اور اللہ پاک کی ذات تو ارحم الراحمین ہے، اس کے بعد یوسف علیہ السلام نے ان سے اپنے والد مکرم یعقوب علیہ السلام کے بارے میں استفسار کیا انہوں نے بتایا کہ وہ غم واندوہ کے سبب نابینا ہو گئے ہیں اس کے بعد یوسف علیہ السلام نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا تم میری یہ قمیص لے جاؤ اسے میرے والد کے چہرے پر ڈال دینا وہ پہلے کی طرح روشن آنکھ والے ہو جائیں گے اور تم میرے پاس اپنے سب اہل و عیال کو لے کر پہنچو ماں باپ، عورتیں، بچے اور پوتے اور نواسے سبھی کو لاؤ۔

وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيرُ قَالَ اَبُوْهُمْ اِنِّىْ لَاَجِدُ رِيحَ يُوْسُفَ لَوْلَآ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ ﴿٩٤﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ
اِنَّكَ لَفِىْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ ﴿٩٥﴾ فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ اَلْقٰهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا ج
قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ ج اِنِّىْٓ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٩٦﴾ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَآ اِنَّا
كُنَّا خٰطِئِيْنَ ﴿٩٧﴾ قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّىْ ط اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿٩٨﴾ فَلَمَّا دَخَلُوْا
عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰٓى اِلَيْهِ اَبَوَيْهِ وَقَالَ ادْخُلُوْا مِصْرَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ﴿٩٩﴾ وَرَفَعَ اَبَوَيْهِ
عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا ج وَقَالَ يٰٓاَبَتِ هٰذَا تَاْوِيْلُ رُءْيَاىَ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّىْ
حَقًّا ط وَقَدْ اَحْسَنَ بِىْٓ اِذْ اَخْرَجَنِىْ مِنَ السِّجْنِ وَجَآءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ مِنْ م بَعْدِ اَنْ نَّزَغَ
الشَّيْطٰنُ بَيْنِىْ وَبَيْنَ اِخْوَتِىْ ط اِنَّ رَبِّىْ لَطِيْفٌ لِّمَا يَشَآءُ ط اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿١٠٠﴾

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: اور جب قافلہ وہاں سے روانہ ہوا تو ان کے باپ نے کہا میں یقیناً یوسف کی خوشبو محسوس کر رہا ہوں اگر تم مجھے بے وقوف نہ سمجھو! (۹۴) انہوں نے کہا اللہ کی قسم! آپ تو اپنی پرانی غلطی میں ہیں (۹۵) تو جب اس کے ہاں خوشخبری دینے والا پہنچا اس نے اس کے چہرے پر قمیص کو رکھا تو وہ روشن آنکھ والا ہو گیا اس نے کہا کیا میں نے تمہیں بتایا نہیں تھا کہ میں اللہ کی جانب سے ان چیزوں کا علم رکھتا ہوں جن کو تم نہیں جانتے ہو (۹۶) انہوں نے کہا اے ہمارے ابا! ہمارے لئے ہمارے گناہوں کی عفو طلب کریں بلاشبہ ہم گناہگار تھے (۹۷) اس نے کہا میں تمہارے لئے اپنے پروردگار سے عفو طلب کرتا ہوں بلاشبہ وہی معاف کرنے والا مہربان ہے (۹۸) پس جب وہ یوسف پر داخل ہوئے تو یوسف نے استقبال کرتے ہوئے اپنے ہاں ماں باپ کو جگہ عطا کی اور اس نے کہا تم مصر میں اللہ کی مشیت کے ساتھ امن واطمینان سے داخل ہو جاؤ (۹۹) اور اپنے ماں باپ کو اپنے تخت پر بٹھایا اور وہ اس کے سامنے سجدہ کرتے ہوئے گر پڑے اور اس نے کہا اے میرے باپ یہ میرے ان خوابوں کی تعبیر ہے جن کو میں نے اس سے قبل دیکھا تھا میرے پروردگار نے انہیں صحیح قرار دیا ہے اور مجھے بہت بڑی نعمت سے نوازا جب مجھے جیل سے باہر نکالا اور تمہیں جنگل سے لایا اس کے بعد کہ شیطان نے میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان اختلاف ڈالا بلاشبہ میرا پروردگار عمدہ تدبیر کرنے والا ہے جس کے لئے چاہتا ہے بلاشبہ اللہ ہی جاننے والا حکمت والا ہے (۱۰۰)

لغوی تحقیق: فَصَلَتِ الْعِيْرُ قافلہ شہر سے چلا حدود شہر سے تجاوز کر گیا، مادہ (ف ص ل) ہے اس کا معنی یہ ہے کہ دو چیزوں میں سے ایک کو دوسری سے اس طرح علیحدہ کر دینے کے ہیں کہ ان کے درمیان فاصلہ ہو جائے اسی سے مَفَاصِل جمع مَفْصِل کی ہے، جسکے معنی جسم کے جوڑ کے ہیں، یَوْمَ الْفَصْلِ فیصلے کا دن ہے، فَصْلُ الْخِطَابِ فیصلہ کن بات، فَصِيْلَةُ الرَّجُلِ آدمی کا خاندان جو اس سے الگ ہوتا ہے، جیسے اولاد وغیرہ، اَلْفِصَالُ بچے کا دودھ چھڑانا، اَلْمُفَصَّلُ قرآن پاک کی آخری منزل، لَوْلَآ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ تم مجھے بے وقوف قرار نہ دو، مادہ (ف ن د) ہے، رائے میں ضعف اور عقل میں فساد رونما ہونا، نَزَغَ اس نے گھوڑے کو تیز دوڑنے کیلئے ایڑی لگائی اور شیطان کے نزغہ سے مقصود شیطان کا چوک مارنا، دباؤ ڈالنا تاکہ گناہوں پر آمادہ ہو جائے۔ (مفردات امام راغب ص ۵۰۶)

تشریح: جب یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں کا قافلہ مصر شہر کی حدود سے باہر چلا گیا قافلہ ملک شام کی جانب جا رہا تھا تو ان کے باپ نے اپنے پوتوں وغیرہ افراد سے کہا جو وہاں موجود تھے کہ میں تو یوسف کی خوشبو محسوس کر رہا ہوں بالکل جس طرح اس کے بچپن کے دور میں محسوس کیا کرتا تھا اگر تم اس بات کے اظہار کے باعث مجھے بے وقوف نہ سمجھنے لگ جاؤ تم میری اس بات کو سچ سمجھو، یہ حقیقت ہے کہ میں اس کی خوشبو محسوس کر رہا ہوں اور وہ زندہ ہے مستقبل قریب میں مجھے اس کی ملاقات میسر آئے گی اور میں اسے دیکھوں گا جبکہ یعقوب علیہ السلام کی مجلس میں موجود ساتھیوں نے کہا حقیقت یہ ہے کہ آپ تو بہت عرصہ سے اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ یوسف زندہ ہے اور اس سے ملاقات ہو گی، شیخ سعدی نے گلستان میں تین اشعار پیش کئے ہیں جو اس لائق ہیں کہ انہیں تفسیر میں درج کر دیا جائے اشعار ملاحظہ ہوں ؎

زمصرش بوئے پیراہن شمیدی چرا درچاہ کنعانش ندیدی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بگفت احوال ما برق جہان است دمے پیداو دیگر دم نہاں است
گہے بر طارم اعلیٰ نشینم گہے بر پائے پشتِ خود نہ بینم

''آپ نے یوسف کی قمیص کی خوشبو کو ملک مصر سے سونگھ لیا ہے جب وہ کنعان کے کنوئیں میں تھے اس وقت آپ کو معلوم نہ ہو سکا؟ اس نے جواب دیا ہمارے کوائف تو بجلی کی چمک کی مانند ہیں کبھی چمک ہوتی ہے کبھی نہیں ہوتی کبھی تو ہم اونچے مقام پر سرفراز ہوتے ہیں اور کبھی ہماری یہ کیفیت ہوتی ہے کہ ہمیں یہ معلوم نہیں ہوتا کہ ہمارے پاؤں پر کیا چیز ہے''

پس جب بشارت لانے والا یعقوب علیہ السلام کا بیٹا یہودا ان کے ہاں پہنچا جس نے یوسف علیہ السلام کی قمیص اٹھائی ہوئی تھی، خیال رہے یہی وہ شخص تھا جس نے یعقوب علیہ السلام کی خدمت میں یوسف علیہ السلام کی اس قمیص کو پیش کیا تھا جو ایسے خون سے ملوث تھی جس کی کچھ حقیقت نہ تھی اب اس بار اس نے چاہا کہ اپنی اس غلطی کو اس اچھائی کے باعث ختم کر دیا جائے تو جب یعقوب علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام کی قمیص کو اپنے چہرے پر رکھا تو فوری طور پر ان کی بینائی واپس آ گئی، دراصل یہ تو یعقوب علیہ السلام کا ایک معجزہ تھا جو انسانی قدرت سے بعید ہے، یعقوب نے مزید وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا جب میں نے تمہیں مصر کی جانب روانہ کیا تھا اور میں نے تمہیں حکم دیا تھا کہ تم نے ہمیشہ کوشاں رہنا ہے اور اللہ کی رحمت سے ناامید نہیں ہونا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ موجودہ ترقی یافتہ دور میں سفید موتیا کا علاج اپریشن سے کیا جاتا ہے اور یہ علاج کامیاب ہے بیمار شفایاب ہو رہے ہیں لیکن یعقوب علیہ السلام کی آنکھ کی بینائی تو قمیص کے آنکھوں پر رکھنے کے باعث ہوئی ہے اور یہ معجزہ ہے جو انسانی قدرت میں نہیں ہے اللہ پاک کی جانب سے ہے اللہ کے کلمہ کن سے جو چیزیں معرض وجود میں آتی ہیں وہ طبعیاتی ذرائع سے نہیں ہیں اس کے بعد یعقوب علیہ السلام نے اپنے رفقاء کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کیا میں نے تمہیں نہیں بتایا تھا جب میں نے تمہیں مصر کی جانب روانہ کیا تھا کہ تم نے یوسف کی گمشدگی کے بارے میں کہ ان کی تلاش کو جاری رکھنا ہے تم نے ہرگز اللہ کی رحمت سے ناامید نہیں ہونا ہے اور یہ حقیقت ہے اس کی بنیاد اوہام پر نہیں ہے کہ مجھے یوسف علیہ السلام کے زندہ ہونے کا یقین تھا، چنانچہ اب بھی جب ان کی بصارت عود کر آئی تو انہوں نے پھر اس جملہ کو دہرایا کہ یوسف علیہ السلام زندہ ہیں موجودہ سائنسی دور میں اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ فضا میں جو ہوا چل رہی ہے وہ ایک مقام کی غبار کو دوسرے مقام پر منتقل کرتی رہتی ہے بلکہ دور مسافت تک بھی یہ سلسلہ جاری رہتا ہے تو غبار کے ساتھ ساتھ اس مقام کی خوشبو یا بدبو دوسرے مقام پر منتقل ہو سکتی ہے لیکن انسان کا جب ہم وحشی جانوروں اور حشرات الارض کے ساتھ اس مسئلہ میں تقابل کرتے ہیں تو انسان کی قوت شامہ جانوروں کی قوت شامہ سے کمزور دکھائی دیتی ہے، چنانچہ کتا ایک ایسا جانور ہے جس کی قوت شامہ بہت تیز ہوتی ہے بلکہ موجودہ دور میں محکمہ پولیس اس قسم کے کتوں سے مجرموں کے معلوم کرنے میں معلومات حاصل کرتے ہیں چنانچہ اس کیفیت کے سدھائے ہوئے کتے کو جب اس کام میں لگایا جاتا ہے تو وہ مجرموں کو سونگھ کر اس شخص کو باہر نکال لاتا ہے جو فی الحقیقت مجرم ہوتا ہے اور ماہرین قانون دان کتے کے اس عمل کو مضبوط دلیل باور کرتے ہیں اسی طرح انسان کے جسم کی بو اور پسینہ بھی موجودہ سائنسی دور میں قوانین طبعیہ کی روشنی میں اصل حقیقت کو واضح کر دیتا ہے، بہرحال آیت مبارکہ کے مطالعہ سے یہ حقیقت الم نشرح ہو رہی ہے کہ یعقوب علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام کے جسم کی خوشبو کو محسوس کر لیا تھا جب قافلہ مصر کی سرزمین سے باہر نکل آیا تھا ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم اس پر ایمان رکھیں اس لئے کہ وہ کذب بیانی سے معصوم تھے، مزید

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برآں اس کے سچا ہونے کی بعد میں تصدیق بھی ہوگئی جب کہ ہمارے لئے ضروری نہیں کہ ہم اس کی حقیقت تک پہنچیں یا اس کا سبب معلوم کریں، البتہ اس قدر وضاحت کرنے میں کچھ حرج نہیں کہ یعقوب علیہ السلام اپنے بیٹے یوسف کے بارے میں انتہائی متفکر رہتے تھے اور جب اپنے بیٹے یوسف کیساتھ معانقہ کرتے اور ان کے جسم کو چومتے تھے تو بچپن کے اس دور کی خوشبو انہیں اس وقت محسوس ہوئی جب ان کا بار بار تذکرہ کرتے ہیں، یہ ایسی حقیقت ہے جو عقل کے منافی بھی نہیں ہے اور علم جس چیز کو ثابت کرتا ہے اس کے بھی مخالف نہیں ہے بہر حال ہمارے لئے ضروری ہے کہ اس حقیقت کو تسلیم کریں ہمیں اس کی حقیقت پر بحث کرنے کی ضرورت نہیں ہے اس کے امکان کو ہرگز رد نہیں کیا جا سکتا۔

یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں نے اس بشارت کے بعد اپنے والد مکرم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا اے ہمارے ابا جان! آپ اللہ تعالیٰ سے ہماری مغفرت کی دعا کریں جو گناہ ہم سے سرزد ہوئے ہیں اللہ پاک انہیں معاف فرمائے ہم نے نہ صرف آپ کی نافرمانی کی بلکہ اپنے ان دونوں بھائیوں کو اذیت سے ہم کنار کیا ہم نے عمداً غلطی کی اللہ پاک کی نافرمانی کی ہم نے خیال کیا کہ ہم اس کے بعد نیکو کار بن جائیں گے اس مقام پر پہنچ کر انہوں نے اپنی غلطیوں کا اقرار کیا جب کہ یوسف علیہ السلام نے ان کے لئے مغفرت کی دعا کی حالانکہ انہوں نے ان سے مطالبہ نہیں کیا تھا، اب آپ غور فرمائیں کہ ان کے والد محترم یعقوب علیہ السلام نے ان کی درخواست کا کیا جواب دیا چنانچہ انہوں نے ان سے وعدہ کیا کہ میں مستقبل قریب میں تمہارے لئے مغفرت کی دعا کروں گا اور دعا کرتے ہوئے اس حقیقت سے بھی آگاہ کیا کہ اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور رحمت وسیع ہے مومن شخص کی امید کبھی ختم نہیں ہونی چاہیے اگرچہ مومن شخص زندگی بھر ظلم کرتا رہا ہو اور برائیوں کا ارتکاب کرتا رہا ہو۔

فَلَمَّا دَخَلُوا عَلٰى يُوسُفَ اٰوٰى: قبل ازیں اللہ پاک نے اس حقیقت سے پردہ کشائی فرمائی ہے کہ یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کو کہا کہ تم سب لوگ اکٹھے ہو کر میرے پاس پہنچو چنانچہ وہ ملک کنعان سے مصر کے ملک کی جانب روانہ ہوئے جب یوسف کو ان کی آمد کی اطلاع دی گئی تو وہ ان کے استقبال کے لئے روانہ ہوئے اس کے ساتھ ساتھ بادشاہ نے بھی سلطنت کے اکابر اراکین اور امراء کو حکم دیا کہ وہ بھی یوسف علیہ السلام کے ساتھ اللہ کے پیغمبر یعقوب علیہ السلام کے استقبال کے لئے روانہ ہوں۔

اس کلام میں کچھ عبارت محذوف ہے کلام کے سیاق وسباق سے اس کا علم ہو رہا ہے اس کی وضاحت یہ ہے کہ جب یوسف علیہ السلام کے بھائی اپنے والد کی جانب روانہ ہوئے اور انہوں نے اپنے والد کو مطلع کیا کہ یوسف تو مصر میں مستقل حیثیت کا مالک ہے وہاں اس کا حکم چل رہا ہے انہوں نے اپنے والد سے عرض کیا کہ وہ یوسف کو حکم دے کہ وہ اپنے سب بھائیوں کو اپنے پاس بلائے تاکہ وہاں کی شہریت سے انہیں فوائد حاصل ہوں، اس بنیاد پر انہوں نے مصر کی جانب سفر کیا اور وہاں اقامت اختیار کی جب وہ یوسف کے محل میں پہنچے حالانکہ اس سے پہلے یوسف نے ان کے استقبال میں ان کی عظمت کے پیش نظر بہت بڑے اجتماع کا انتظام کر رکھا تھا تو یوسف علیہ السلام اپنے والدین کا استقبال کرتے ہوئے بغل گیر ہوئے اور معانقہ کیا۔

ذہن نشین کریں کہ آیت قرآنیہ کا مدلول تو اس حقیقت کو واضح کر رہا ہے کہ یوسف علیہ السلام کی والدہ اس وقت بقید حیات تھیں، ابن جریر نے اسی کو راجح قرار دیا ہے جب کہ مفسرین کے ایک گروہ نے اس حقیقت کا اظہار کیا ہے کہ یوسف علیہ السلام کی والدہ تو وفات پا چکی تھی ان کی وفات کے بعد یوسف علیہ السلام کے والد نے ان کی خالہ کے ساتھ نکاح کر لیا تھا، چنانچہ یوسف علیہ السلام نے اپنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاندان کے افراد کا استقبال کرتے وقت کہ تم اللہ کے فضل وکرم کے ساتھ مصر میں رہائش اختیار کرو تمہیں اور تمہارے جانوروں کو ضرورت کے مطابق خوراک کی ذمہ داری کو ہم قبول کرتے ہیں اس کے ساتھ ساتھ تمہیں ہر طرح کا تحفظ حاصل ہوگا، مستقبل قریب میں بھی قحط سالی کے اثرات سے تمہیں تحفظ عطا ہوگا لیکن یہ سب کچھ اللہ پاک کی مشیت کے ساتھ ہے جس نے تمہارے لئے یہاں آنے کے حالات پیدا فرمائے، حقیقت یہ ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور مقام صدیقیت پر فائز صالح لوگ ہمیشہ اللہ کی مشیت کا سہارا لیتے ہیں اسی طرح ان کے نقش قدم پر رواں دواں رہنے والے ایمان والے بھی ہمیشہ اللہ پاک کی مشیت پر اعتماد رکھتے ہیں۔

ان حالات میں یوسف علیہ السلام نے اپنے والدین کے اعزاز واکرام میں ممکنہ انتظامات کرنے کا حکم دیا اور انہیں شاہی تخت پر متمکن فرمایا اگر چہ بھائیوں کے ساتھ بھی ہر طرح کا حسن سلوک کیا اس خوش آئند مرحلہ پر یوسف علیہ السلام کے والدین اور برادران نے مسرت کے عالم میں شاہانہ تمکنت اور عظمت کا احترام کرتے ہوئے اپنے سروں کو جھکا دیا اس مرحلہ پر یوسف علیہ السلام نے اس حقیقت کا اظہار کیا کہ سر جھکانے کی یہ کیفیت میرے اس خواب کی تعبیر ہے جو میں نے صغر سنی میں دیکھا تھا کہ گیارہ ستارے اور سورج اور چاند مجھے سجدہ کر رہے ہیں۔ (یوسف: ۴)

آج اللہ پاک نے اس خواب کو حقیقت کے روپ میں دکھا دیا ہے معلوم ہوا وہ خواب صحیح خواب تھا جھوٹا خواب نہ تھا چنانچہ گیارہ ستاروں سے مقصود میرے گیارہ بھائی ہیں اور آپ اور میری والدہ سورج اور چاند ہیں، اس تاویل میں ہرگز تعجب کی کوئی چیز نہیں، یہ حقیقت ہے کہ اس جماعت کے باعث اللہ پاک نے اسحٰق بن ابراہیم علیہ السلام کی اولاد کو تحفظ عطا کیا تاکہ وہ اللہ کی زمین پر دین توحید کی اشاعت کرے چنانچہ اس لحاظ سے خانوادۂ یعقوب علیہ السلام بہترین خانوادوں سے شمار ہوتا ہے، مزید برآں میرے پروردگار نے مجھ پر احسان فرمایا جب کہ اس نے مجھے جیل کی تاریک کوٹھڑی سے نکال کر بادشاہت کے تخت پر متمکن فرمایا اور اپنے بھائیوں کو مخاطب کرتے ہوئے اللہ کی نعمت کا اظہار فرما رہے ہیں کہ تم بدویانہ زندگی بسر کر رہے تھے تمہیں ضرورت کی چیزیں بمشکل دستیاب ہوتی تھیں تمہیں وہاں سے نکال کر مصر شہر میں آباد کر دیا جہاں تم اجتماعی آرام کی زندگی بسر کر رہے ہو حق وصداقت کی اشاعت کر رہے ہو، اور فنی علوم میں بھی ارتقاء کے مراحل طے کر رہے ہو جب کہ قبل ازیں شیطان نے میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان سلسلہ اخوت کے باوجود قطع رحمی قائم کرنے میں کامیاب کردار ادا کیا، حقیقت یہ ہے کہ میرا پروردگار معاملات کے حقائق سے باخبر ہے اپنے بندوں کے ساتھ نرمی کرنے والا ہے حکمت بالغہ کے تقاضوں کے مطابق اپنی مخلوق میں اپنی مشیت کے مطابق فیصلے فرماتا ہے آپ ذرا غور فرمائیں کسی شخص کے دل میں یہ خیال آ سکتا تھا کہ بے آباد کنوئیں میں گرانے کے بعد انہیں غلام بنالیا جائے گا اور غلامی کے ساتھ عشق کے فتنے کا مقابلہ کرنا ہوگا اس وجہ سے انہیں جیل کی سلاخوں میں محبوس کر دیا جائے گا وہاں سے انہیں سیادت بلکہ بادشاہت کے تخت وتاج پر متمکن کیا جائے گا؟ اس کا جواب واضح ہے کہ یہ سب کچھ اس پروردگار عالم کا کرشمہ ہے جو اپنے بندوں کے مصالح کا علم رکھتا ہے اس پر معاملات کے مبادی اور نتائج تک مخفی نہیں ہیں وہ ذات تو حکیم کے وصف کے ساتھ موصوف ہے اس کے تمام معاملات حکمت کی بنیاد پر سرانجام پاتے ہیں وہ اچھے کام کرنے والوں کو اچھا بدلہ عطا کرتا ہے، مزید برآں ان لوگوں کا انجام صحیح ہوتا ہے جو تقویٰ اور خشیت الٰہیہ کے وصف کے ساتھ موصوف رہتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِيْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِيْ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ۚ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۰۱﴾

ترجمہ: اے میرے پروردگار! تو نے مجھے بادشاہت عطا کی اور مجھے خوابوں کی تاویل کا علم عطا کیا اے وہ ذات! جو آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والا ہے تو دنیا اور آخرت میں میرا کارساز ہے مجھے مسلمان مارنا اور مجھے نیک لوگوں کے ساتھ ملانا (۱۰۱)

تشریح: جب یوسف علیہ السلام کے ماں باپ اور ان کے برادران ان کے ہاں پہنچ گئے، مزید برآں دنیوی اسباب سے بھی انہیں فراوانی حاصل تھی بلکہ اقتدار حاصل تھا تو اللہ تعالیٰ کے انعامات کا شکریہ ادا کرنے کے لئے انہوں نے اپنے پروردگار عالم کی بارگاہ میں مناجات کرتے ہوئے عرض کیا اے میرے پروردگار! تو نے مجھے مصر کی بادشاہت عطا کی اور اس ملک میں مجھے عملاً تصرف عطا کیا مکمل اختیارات سے نوازا جب کہ میرے سوا جو لوگ ہیں ان کی حیثیت نام کی حد تک ہے اور اس عظیم نعمت پر کوئی میرا حاسد نہیں ہے نہ کوئی باغی ہے اس کا نتیجہ یہ ہے کہ میں تمام شاہی امور کو عدل وحکمت کے مطابق سرانجام دے رہا ہوں، مزید برآں چونکہ مجھے خوابوں کی تعبیر کے علم سے آگاہی حاصل ہے جس طرح میں نے خوابوں کی تعبیر کی ہے اس کے صحیح ہونے میں ہرگز شک نہیں میری تعبیر کے مطابق واقعات ظہور پذیر ہوتے ہیں تو میرے تمام معاملات کا ذمہ دار ہے اور سرانجام دینے والا ہے تو ان لوگوں پر مجھے غلبہ عطا کرتا ہے جو مجھ سے دشمنی رکھتے ہیں اور یہ حقیقت ہے کہ تو نے مجھے دنیوی زندگی میں انعامات سے نوازا ہے اور مجھے یقین ہے کہ میں تیرے فضل واحسان کے باعث اخروی زندگی میں بھی آرام وآسائش سے رہوں گا جب کہ مجھ میں ہرگز کچھ قوت نہیں تو نے مجھے اسلام پر فوت کرنا ہے اور میرے آباؤاجداد کی وصیت کی تکمیل فرمانا ہے اور مجھے صالح لوگوں کی جماعت میں شامل کرنا ہے اور ان کی جماعت میں ہی اٹھانا ہوگا، ان سے مقصود انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام، صدیقین، شہداء اور صالح پرہیزگار لوگ ہیں۔

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ۚ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْٓا اَمْرَهُمْ وَهُمْ يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَمَآ اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَمَا تَسْـَٔلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۴﴾ ع

ترجمہ: [اے محمد!] یہ واقعہ غیب کی خبریں ہیں ہم آپ کی جانب اس کی وحی کر رہے ہیں اور آپ ان کے پاس نہ تھے جب انہوں نے اپنے مشورہ پر عزم کر لیا اور وہ مکر کر رہے تھے (۱۰۲) اور اکثر لوگ ایمان لانے والے نہیں ہیں اگرچہ آپ حرص کریں (۱۰۳) اور آپ ان سے قرآن کی تبلیغ پر کسی چیز کا سوال نہیں کر رہے ہیں اور نہیں ہے قرآن مگر جہان والوں کے لئے نصیحت ہے (۱۰۴)

تشریح: اس سورۃ میں یوسف علیہ السلام ان کے والد مکرم یعقوب علیہ السلام اور یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کے واقعات ہیں جنہیں بیان کیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیا ہے اور اس حقیقت کو بھی اجاگر کیا جا چکا ہے کہ یوسف علیہ السلام کس طرح اقتدار پر متمکن ہوئے اللہ پاک نے انجام کار انہیں غلبہ عطا کیا اور بادشاہت اور اصابت فکر کی دولت سے نوازا اقتدار پر جلوہ افروز ہونے کے بعد انہوں نے ایک عظیم سلطنت کو کس قدر بہترین انداز سے چلایا اور انتظامی امور کے منظم کرنے میں انہوں نے بے مثال کردار ادا کیا اور زندگی کے تمام شعبوں میں یوسف علیہ السلام نے بہترین قائدانہ صلاحیتوں کے ساتھ عوام وخواص کو اپنا گرویدہ بنایا جب کہ اس سے پہلی زندگی کے دور میں ان کے برادران نے اسے موت کے گھاٹ اتارنے کا ناپاک منصوبہ بناتے ہوئے انہیں بے آباد کنوئیں میں گرادیا یہ تمام واقعات پس پردہ تھے جن کا آپ کو علم نہ تھا نہ آپ نے ان کا مشاہدہ کیا تھا البتہ ہم نے بصورت وحی ان واقعات کا آپ کی جانب القاء کیا تا کہ ان واقعات کے ملاحظہ کرنے کے بعد آپ کا قلب اطہر اطمینان کی دولت سے مالا مال ہو۔

اور اگر آپ کی قوم کی جانب سے آپ کو تکالیف شاقہ کا سامنا ہو رہا ہے تو آپ صبر کے دامن کو تھامے رکھیں اور آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ آپ سے پہلے پیغمبروں کو اللہ پاک کی راہ میں جب مصائب کا سامنا کرنا پڑا تو انہوں نے صبر کے دامن کو تھامے رکھا اور جاہل طبقہ سے روگردانی کرتے رہے جس کے نتیجہ میں بالآخر انہیں تائید ایزدی حاصل ہوئی اور انہیں ان کے دشمنوں پر غلبہ حاصل ہوا، مزید آگاہ کیا کہ آپ ان کے پاس موجود نہ تھے جب انہوں نے یوسف علیہ السلام کو موت کے گھاٹ اتارنا چاہا ان واقعات کے بیان کرنے سے مقصود عبرت حاصل کرنا ہے جب کہ اکثر لوگ ایمان سے باریاب نہیں ہو سکے اسی لئے یہاں اللہ پاک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب فرما کر آگاہ کر رہے ہیں کہ آپ کی قوم سے مشرک لوگ زیادہ تعداد میں اسلام قبول نہیں کریں گے اگرچہ آپ اس پر حریص کیوں نہ ہوں کہ وہ آپ پر ایمان لائیں آپ کی تابعداری کریں آپ کو مسیحا قرار دیں، اس آیت کا مفہوم ایک دوسری آیت کی جانب غمازی کر رہا ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ آپ جس شخص کو محبوب جانیں آپ اسے ہدایت کی راہ پر گامزن نہیں کر سکتے ہیں بلکہ ہدایت عطا کرنا تو اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہے وہ جس کو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے۔

مزید برآں آپ ان لوگوں سے جو آپ کی نبوت کو تسلیم نہیں کر رہے ہیں جب کہ آپ انہیں نہایت خلوص کے ساتھ اپنے پروردگار کی خالص عبادت کی جانب دعوت دے رہے ہیں اور بتوں کی عبادت کے چھوڑنے کی تبلیغ کر رہے ہیں اس ذمہ داری کی ادائیگی پر آپ ان سے کسی دنیوی لالچ کے حصول کا ہرگز خیال نہیں رکھتے ہیں بلکہ آپ تو اپنی تبلیغی مساعی کا اجر وثواب اللہ تعالیٰ سے طلب کر رہے ہیں آپ کی کیفیت تو ان پیغمبروں جیسی ہے جنہوں نے اپنی اپنی قوموں کو اللہ پاک کے احکام پہنچانے پر ہرگز ان سے معاوضہ طلب نہ کیا، قرآن پاک کی سورۂ ھود، سورۂ شعراء، اور دیگر سورتوں میں اس مضمون کی آیات جابجا موجود ہیں اور یہ حقیقت کس قدر اپنے اندر کشش رکھتی ہے جب آپ کسی سے مال ودولت کا لالچ نہیں رکھتے ہیں آپ کا مقصود تو صرف یہ ہے کہ وہ اپنے پروردگار کے احکام پر عمل پیرا ہو جائیں آپ کی تو یہ ان کیساتھ خیر خواہی ہے اور یہ حقیقت ہے کہ اللہ پاک نے آپکو جس کتاب الٰہی سے نواز کر بھیجا ہے وہ تو تمام لوگوں کے لئے رشد وہدایت کا مینار ہے اور دنیوی اخروی فلاح کی ضامن ہے اللہ کے پیغمبر کی عمومی رسالت کی جانب اشارہ ہے۔

وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ ﴿۱۰۶﴾ اَفَاَمِنُوْٓا اَنْ تَاْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَوْ تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ﴿۱۰۷﴾

ترجمہ: اور آسمانوں اور زمین میں کثرت کے ساتھ نشانیاں ہیں یہ لوگ ان پر سے گزرتے رہتے ہیں جب کہ وہ ان کے بارے میں غور وفکر سے روگردانی کرتے ہیں (۱۰۵) اور ان میں بیشتر لوگ اللہ پر ایمان نہیں لاتے ہیں مگر اس کا شریک بناتے ہیں (۱۰۶) کیا وہ لوگ اس سے بے خوف ہیں کہ ان کے ہاں اللہ کا عمومی عذاب آجائے یا ان کے پاس اچانک قیامت آجائے اور وہ بے خبر ہوں (۱۰۷)

تناسب: قبل ازیں اللہ پاک نے آگاہ کیا ہے کہ لوگوں میں اکثریت ان کی ہے جو ایمان نہیں لائیں گے خواہ ان کے ایمان قبول کرنے پر آپ کی کتنی ہی بھرپور کوشش کیوں نہ ہو بلکہ وہ تو ان دلائل پر غور وفکر کرنے پر آمادہ ہی نہیں ہو پاتے ہیں جو آپ کی نبوت کے واضح نشان ہیں اس کے بعد اس حقیقت کو اجاگر کیا ہے کہ ان سے کچھ مستبعد نہیں بلکہ ان میں اکثریت ان لوگوں کی ہے کہ توحید کے دلائل کی جانب ان کی توجہ ہی نہیں ہے جو آسمان میں موجود ہیں، مثلاً وہ ستارے جو اپنی جگہ پر قائم رہتے ہیں اور وہ سیارے جو گردش میں مسلسل رواں دواں رہتے ہیں اور آسمان جو گردش کرتے رہتے ہیں اسی طرح روئے زمین پر باغات ہیں اور پہاڑوں کا سلسلہ ہے جو زمین پر مرکوز ہیں اور سمندر ہیں جن کی طغیانیوں کے مناظر سے عقل دنگ رہ جاتی ہے اور بے آب وگیاہ دور دراز چٹیل میدان ہیں جن کی پہنائیوں سے حیرت واستعجاب دامن کو تھام لیتی ہے اسی طرح اللہ کی مخلوق حیوانات نباتات کا لامتناہی سلسلہ اللہ پاک کی قدرت کاملہ کا حیران کن شاہکار ہے۔

امام رازیؒ کی وضاحت ملاحظہ فرمائیں: کچھ تعجب نہیں جب یہ لوگ ان دلائل پر غور وفکر نہیں کر رہے ہیں جو آپ کی نبوت کی تصدیق کرتے ہیں اس لئے کہ پورا عالم توحید کے دلائل سے بھرپور ہے ان دلائل سے اللہ کی قدرت اور حکمت کا اندازہ ہوتا ہے لیکن تعجب کی بات تو یہ ہے کہ شب وروز ان کا واسطہ ان دلائل کے ساتھ وابستہ ہے لیکن ادھر دھیان ہی نہیں کرتے ہیں۔

اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ اللہ پاک کی توحید، علم، قدرت اور حکمت کے دلائل سے عالم بسیط بھرا پڑا ہے اجرام فلکیہ سے مقصود آسمان اور ستارے ہیں بعض اوپر ہیں اور بعض نیچے ہیں وہ متحرک ہیں جب کہ ان کے متحرک ہونے سے پہلے ان میں جمود کارفرما تھا تو انہیں متحرک کرنے والی ذات ہی وہ ذات ہے جو لامحدود قدرت کی مالک ہے جس کا نام اللہ رب العالمین ہے جب کہ اجرام عنصریہ سے مقصود بری اور بحری عجائبات ہیں مختلف قسم کی لوہے، تانبا، نمک اور کوئلہ وغیرہ کی کانیں اور فضائی آثار ہیں جیسے بادل، بارش، گرج چمک، برف، ہوا، قوس وقزح وغیرہ ہیں اور زمینی آثار میں انگوریاں، لکڑی اور پتے ہیں ہر ایک کی ماہیت الگ، ذائقہ الگ، خصوصیات میں تنوع کارفرما ہے، اسی طرح حیوانات کی شکلوں، طبیعتوں، آوازوں اور ان میں پیدائش کے لحاظ سے تنوع موجود ہے، مزید برآں انسان کے اعضاء کی تشریح انسانی قوتوں کی وضاحت شامل ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ عالم بسیط اعلیٰ اور اسفل کے دلائل کی مکمل تشریح سے انسانی عقل عجز ودرماندگی کا اظہار کرتی ہے تاہم کلام الٰہی میں ان کی خصوصیات وغیرہ کا تذکرہ اجمالی انداز سے موجود ہے۔ (تفسیر قاسمی ۲۲۶/۶)

وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ: لوگوں کی اکثریت کا اللہ کے وجود اس کے وصف خالقیت پر ایمان مشرکانہ ہے کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ اللہ کے سوا کی بھی عبادت کرتے ہیں، علماء اور درویشوں کو خدا سمجھتے ہیں نیز کہتے ہیں کہ اللہ کی اولاد ہے جب کہ اللہ کی ذات اس سے پاک اور بلند ہے، اس آیت مبارکہ میں جس طرح شرک اکبر کو گھناؤنا جرم قرار دیا گیا ہے کہ اللہ کی ذات کے ساتھ اللہ کے غیر کی بھی عبادت کی جائے، دراصل اشارہ اس حقیقت کی جانب ہے کہ بعض لوگوں کے دلوں میں پوشیدہ شرک موجود ہوتا ہے جیسا کہ کوئی اچھا عمل اس لئے ادا کرنا کہ لوگ دیکھ کر خوش ہو جائیں اس کا نام شرک فی العبادۃ ہے اگر چہ اللہ کی عبادت کرنے والا شخص اللہ کی وحدانیت کا معتقد ہوتا ہے جب کہ عبادت میں خلوص باقی نہیں رہتا اس لئے کہ اپنے نفس کو آرام پہنچانے کیلئے ادا کرتا ہے یا مقصود دنیا کا حصول ہے یا لوگوں کی نظر میں مرتبہ اور جاہ کا حصول ہے اس میں جہاں نفس کا حصہ ہے وہاں شیطان کا بھی حصہ ہے اکثر لوگوں کی کیفیت اس طرح پائی جاتی ہے، اس قسم کے شرک کو ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے چیونٹی کے چلنے کی آواز سے بھی مخفی قرار دیا ہے پس ریا کاری شرک ہے جس کے سبب عبادت رائیگاں ہو جاتی ہے۔ (مسند احمد ۴/۴۰۳ ح ۱۹۸۳۵ تفسیر ابن کثیر ۲/۷۶۶)

ذہن نشین کریں کہ اللہ کی محبت اور تعظیم میں شرک کرنا ایسا گناہ ہے جو کبھی معاف نہ ہوگا چنانچہ اس قسم کا شرک کرنے والے اپنے معبودوں کو مخاطب کر کے کہیں گے ارشاد ربانی ہے: ﴿تَاللّٰهِ اِنْ كُنَّا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○ اِذْ نُسَوِّيْكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ (الشعراء: ۹۷، ۹۸) ''یقیناً ہم ظاہر گمراہی میں تھے جب کہ ہم نے تمہیں رب العالمین کے برابر قرار دیا'' جب کہ حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے اپنے معبودوں کو اللہ پاک کے برابر وصف خالقیت اور رازقیت کے لحاظ سے نہیں کیا نہ موت سے ہم کنار کرنے اور زندگی عطا کرنے میں کیا ہے نہ مالک اور قادر ہونے کے لحاظ سے کیا ہے انہوں نے تو ان معبودوں کو اللہ کے برابر محبت، تذلل میں برابر قرار دیا ہے کہ وہ معبودان باطلہ کے سامنے اسی طرح کے تذلل اور مسکنت کا اظہار کر رہے ہیں جس طرح اللہ پاک کی ذات کے سامنے کرتے ہیں جب کہ برابری کا یہ انداز غایت درجہ ظلم اور جہالت کا پیش خیمہ ہے آپ ہی بتائیں! کیسے ممکن ہے کہ وہ انسان جو مٹی سے پیدا کیا گیا ہے اسے رب الارباب کے برابر قرار دیا جائے، اور کیسے ممکن ہے کہ غلام کو اس کے آقا کی صف میں کھڑا کیا جائے، اور کیسے اس شخص کو جو ذاتی طور پر محتاج ہے اس میں ضعف موجود ہے عجز اور احتیاج پایا جاتا ہے جس نے بہر کیف معدوم ہونا ہے اسے اس ذات کے برابر قرار دیا جائے جو اپنی ذات کے لحاظ سے بے پرواہ ہے اس میں قدرت، غنا، احسان، علم، رحمت اور کمال درجہ کا اختیار اس کی ذات کے لئے لازم و ملزوم ہے تو اس سے بڑھ کر اور کیا ظلم ہو سکتا ہے کہ وہ ذات جس کی مخلوق اس کے برابر نہیں ہے اسے اللہ کی ذات کے برابر کر دیا جائے، **فیا للعجب**! (تفسیر قاسمی ۶/۲۲۹ بحوالہ الجواب الکافی لابن القیم)

چنانچہ اللہ کے سوا اس کی مخلوق کی قسم اٹھانا شرک ہے۔ (صحیح ترمذی ۲/۹۹، صحیح ابی داؤد ۲/۶۲۷، مسند احمد ۲/۳۴)

جاہلیت کے تعویذات کو گلوں میں لٹکانا بھی شرک ہے۔ (صحیح ابن ماجہ ۲/۲۶۹، صحیح ابی داؤد ۲/۷۳۵، مسند احمد ۱/۳۸۱)

مزید وضاحت کے لئے الجواب الکافی تالیف ابن القیمؒ کا مطالعہ زبردست افادیت کا حامل رہے گا۔

اَفَاَمِنُوْۤا اَنْ تَاْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ: تعجب ہے کہ وہ لوگ جو اپنے پروردگار اللہ کی ذات پر ایمان رکھتے ہیں وہ اللہ کی عبادت میں اللہ کے ساتھ اللہ کے سوا کو شریک بناتے ہیں وہ بے خوف ہیں کہ انہیں اللہ کا عذاب ڈھانپ لے یا ان پر اچانک قیامت ٹوٹ پڑے جب کہ وہ شرک و کفر میں بے پرواہی کے ساتھ زندگی گزار رہے ہیں، تو انہیں ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہنا ہوگا۔

ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے حدیث مروی ہے، ارشاد نبوی ہے منڈی میں فروخت کنندہ اور مشتری کے درمیان کپڑا پھیلا ہوا ہوگا،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابھی بات طے نہ ہوگی اور نہ کپڑے کو لپیٹا ہوگا کہ قیامت وقوع پذیر ہو جائے گی، اسی طرح ایک شخص اپنی اونٹنی کا دودھ نکال کر گھر جا رہا ہوگا ابھی اس نے دودھ کو پیا نہیں ہوگا کہ قیامت قائم ہو جائے گی، مزید ایک شخص نے کھانے کا لقمہ ہاتھ میں اٹھا رکھا ہوگا ابھی اس نے اسے منہ میں نہیں ڈالا ہوگا کہ قیامت وقوع پذیر ہو جائے گی۔ (صحیح بخاری ح ۶۵۰۶، مسند احمد ح ۸۸۱۰، المراغی ۴۱/۵)

بہر حال قیامت کا وقوع اچانک ہوگا جب کہ قیامت کے واقع ہونے کے وقت کا کسی کو بھی علم نہیں ہے، ابہام میں یہ حکمت کارفرما ہے کہ ہر شخص ہر لحہ اپنے معاملات میں حق وصداقت کا التزام رکھے اور اللہ پاک کی نافرمانی کے کاموں سے خود کو دور رکھے۔

قُلْ هٰذِهٖ سَبِیْلِیْٓ اَدْعُوْٓا اِلَی اللّٰهِ عَلٰی بَصِیْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِیْ ؕ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۱۰۸﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیْٓ اِلَیْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰی ؕ اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ اتَّقَوْا ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۹﴾

ترجمہ: آپ اعلان فرمائیں! یہ میرا راستہ ہے میں اللہ کی جانب واضح دلیل کی روشنی میں دعوت دے رہا ہوں اور میرے پیروکار بھی، اور اللہ کی ذات پاک ہے اور میں شرک کرنے والے والوں سے نہیں ہوں (۱۰۸) اور ہم نے آپ سے پہلے مرد ہی رسول بھیجے ہیں ان کی جانب ہم وحی کرتے رہے وہ بستیوں والوں سے تھے کیا وہ زمین میں گھوم پھر نہیں رہے ہیں تاکہ وہ دیکھیں کہ ان لوگوں کا انجام کیسا ہوا جو ان سے پہلے تھے جب کہ آخرت کا گھر ان لوگوں کے لئے بہتر ہے جو پرہیزگار ہیں کیا تم سمجھتے نہیں ہو (۱۰۹)

لغوی تحقیق: بصیرة معرفت وتحقیق کی وہ کیفیت یا دلیل جن سے دل کو اطمینان ہو جائے، اَلْبَصَرُ آنکھ، نگاہ، بینائی، قلب وذہن کی وہ استعداد جو تصدیق کو پالینے کی صلاحیت رکھتی ہے، قرآن حکیم میں ہے: ﴿اَدْعُوْٓا اِلَی اللّٰهِ عَلٰی بَصِیْرَةٍ﴾ ''میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں دلیل پر قائم ہوں میں بھی اور میرے پیروکار بھی'' مقصد یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جس نظام حیات کی طرف لوگوں کو دعوت دی وہ کسی تحکم وانانیت پر مبنی نہیں ہے بلکہ دلیل وبرہان اور یقین کی استواریوں پر قائم ہے۔ (لسان القرآن ص ۱۸۷)

تناسب: قبل ازیں اللہ پاک نے واضح کیا ہے کہ لوگوں کی اکثریت کا یہ حال ہے کہ وہ آسمان وزمین کی واضح نشانیوں پر غور وفکر نہیں کرتے ہیں جن سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ اللہ کی ذات ایک ہے، وہ بے نیاز ہے، چنانچہ اللہ پاک رسول اکرم ﷺ کو حکم دے رہے ہیں کہ سب لوگوں کو اس حقیقت سے آگاہ کریں کہ ایک اللہ کی جانب دعوت دینے سے مقصود اللہ کی وحدانیت اور اس ایک کی عبادت میں اخلاص کارفرما ہو وہ اور ان کے پیروکاروں اللہ کی توحید اور اللہ کی عبادت اخلاص سے بجالائیں اور بصیرت اور دلیل کی روشنی میں پیہم دعوت الی اللہ کے عمل کو جاری رکھیں۔

تشریح: اے پیغمبر! آپ بتائیں اسلام کی جس دعوت کی جانب میں تمہیں بلا رہا ہوں اور جس صراط مستقیم پر میں رواں دواں ہوں اس کی بنیاد صرف اللہ کی توحید کو حاصل ہے اور خالصتاً اللہ ہی کی عبادت کرنا ہے یہی میرا ضابطہء حیات ہے اور میری شاہراہ ہے اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس چیز کی جانب میں دعوت دے رہا ہوں مجھے اس کی صحت پر یقین ہے بلکہ اس کے صحیح ہونے پر میرے پاس دلائل ہیں اسی طرح اس شاہراہ کی جانب وہ لوگ بھی دعوت دیں گے جو مجھ پر ایمان لانے کے بعد میری نبوت کی تصدیق کے بعد اس راہ پر گامزن ہوں گے جس راہ پر میں چل رہا ہوں اس کے ساتھ ساتھ میں اللہ کی ذات کو عیوب ونقائص سے منزہ قرار دیتا ہوں اور میں اللہ پاک کی ذات کو اس سے عظیم گردانتا ہوں کہ اس کی بادشاہت میں اس کا کوئی شریک ہو، نہ ہی اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق ہے اللہ پاک تو شریک سے بلند تر ہے، مزید برآں میں مشرکین سے براٴت کا اظہار کرتا ہوں نہ میرا ان کیساتھ کوئی واسطہ ہے نہ ان کا میرے ساتھ کوئی تعلق ہے، ذہن نشین کریں دین اسلام دین حنیف صرف نظریات اور عقائد ہی کا نام نہیں ہے بلکہ نظریات کے دلائل بھی اس میں شامل ہیں، مزید برآں مخالفین کے مذاہب کو بیان کر کے دلائل عقلیہ کی روشنی میں ان کا رد کیا گیا ہے عقل وفکر کی روشنی میں کائنات کے نظام کو مستحکم اور مضبوط باور کرایا گیا ہے اور مطالبہ کیا گیا ہے کہ کائنات کے نظام میں جو استحکام کارفرما ہے اس پر غور وفکر کیلئے اذہان کے دریچوں کو وا کیا جائے تاکہ قرآن پاک کے اشارات کے مطابق غور وفکر کر کے ان قوانین کو صحیح قرار دے کر یقین کی منزل پر استوار ہوا جائے۔

ذہن نشین کریں ارشاد ربانی ﴿وَمَنِ اتَّبَعَنِیْ﴾ سے مقصود رسالت مآب ﷺ کے پروانے ہیں جنہوں نے آپ کی صحبت میں زندگی کو وہ روشنی عطا کی کہ انہیں علم کا منبع قرار دیا گیا ایمان کا خزانہ سمجھا گیا بلکہ لشکر الٰہی کے لقب کے ساتھ انہیں موسوم کیا گیا چنانچہ رسول اکرم ﷺ کے رفقاء کو امت محمدیہ میں سے سب سے افضل قرار دیا گیا ہے علم وآگہی میں ان کی گہرائی کو تسلیم کیا گیا ہے تکلف سے انہیں کچھ واسطہ ہی نہ تھا اس قسم کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کی رفاقت کے لئے منتخب فرمایا تاکہ وہ دین اسلام کے قائم کرنے میں اپنی مساعی کو صرف کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں اب ان کے بعد آنے والوں کے لئے ضروری ہے کہ ان کے علم وفضل کا اعتراف کریں اور ان کے نقش قدم پر رواں دواں رہیں اور ان کے اخلاق وعادات کے مطابق مقدور بھر رواں دواں رہیں یقیناً وہ لوگ صراط مستقیم پر زندگی بھر براجمان رہے۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیْٓ اِلَیْھِمْ مِّنْ اَھْلِ الْقُرٰی: محمد ﷺ کی نبوت کا انکار کرنے والوں نے جو شبہات پیش کئے ہیں ان میں سے ایک شبہ یہ بھی ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی جانب کسی رسول کو مبعوث کرنا تھا تو فرشتے کو رسول بنا کر بھیج دیتے جیسا کہ سورۃ المؤمنون میں ان کے قول کی حکایت بیان کی ہے انہوں نے کہا اگر ہمارا پروردگار چاہتا تو فرشتوں کو پیغمبر بنا کر بھیج دیتا ان کے اس سوال کی تردید کرتے ہوئے اللہ پاک نے فرمایا اے محمد (ﷺ)! ہم نے آپ سے پہلے بھی صرف انسانوں کو منصب رسالت پر قائم کیا تھا ان کی جانب ہم وحی کرتے رہے تو اب آپ پر وہ کیسے تعجب کا اظہار کر رہے ہیں؟ جبکہ انہوں نے پہلے پیغمبروں پر تعجب کا اظہار نہیں کیا اس طرح ان کا شبہ سورۂ اعراف، سورۂ ابراہیم، سورۂ نمل، سورۂ کہف، سورۂ انبیاء اور سورۂ شعراء میں بھی مذکور ہے، معلوم ہوا انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام مردوں کی جنس سے تھے عورتوں کی جنس سے نہیں تھے، مزید برآں ان کا تعلق شہری آبادی سے تھا، جنگل کی آبادی سے نہ تھا، ظاہر ہے کہ جنگل میں بود وباش رکھنے والے لوگ تہذیب اور شائستگی سے کورے ہوتے ہیں اس کے بعد ان لوگوں کو ڈانٹا جا رہا ہے جنہوں نے اللہ پاک کے پیغمبر ﷺ کو جھوٹا قرار دیا، کفار قریش جو آپ کو جھوٹا قرار دے رہے ہیں آپ کی نبوت کا انکار کر رہے ہیں اللہ کی توحید کو تسلیم نہیں کر رہے ہیں انہیں غور کرنا چاہیے کہ ان سے پہلے ہم نے ان لوگوں کو ملیامیٹ کر دیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب انہوں نے اپنے پیغمبروں کو جھوٹا قرار دیا اور ہماری آیات کا انکار کیا تو ان کی تباہی و بربادی ان کے لئے عبرت کا سامان فراہم کر رہی ہے، بعدازاں انہیں رغبت دلائی گئی ہے کہ وہ اخروی زندگی کو بہتر بنانے کے لئے کوششیں جاری رکھیں، آخرت کی زندگی ان لوگوں کی دنیوی زندگی سے بہتر ہے جو اللہ اور اس کے پیغمبروں پر ایمان لائے، شرک سے بچاؤ اختیار کیا، نافرمانی کے کاموں کے ارتکاب سے باز رہے جب کہ مشرکین پیغمبروں کی بعثت کا انکار کرنے والے بلکہ انہیں جھٹلانے والے ان کے لئے دنیوی زندگی میں ہی صرف لذات سے ہم کنار ہونا ہے جب کہ آخرت میں وہ عذاب میں گرفتار رہیں گے۔

اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ: کافرو! آخرت کی زندگی کو جھٹلانے والو! اگر تم میں عقل وفہم کا شائبہ ہوتا تو تم ایمان کی دولت سے مالا مال ہو کر نہ صرف اخروی زندگی کی پر بہار مسرتوں سے ہم کنار ہوتے جو کہ دائمی ہیں بلکہ تمہاری دنیوی زندگی میں بھی تمہیں صحیح معنیٰ میں سکون میسر آتا۔

حَتّٰۤى اِذَا اسۡتَيۡـَٔسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوۡۤا اَنَّهُمۡ قَدۡ كُذِبُوۡا جَآءَهُمۡ نَصۡرُنَا فَنُجِّىَ مَنۡ نَّشَآءُ‌ ؕ وَلَا يُرَدُّ بَاۡسُنَا عَنِ الۡقَوۡمِ الۡمُجۡرِمِيۡنَ ﴿۱۱۰﴾ لَقَدۡ كَانَ فِىۡ قَصَصِهِمۡ عِبۡرَةٌ لِّاُولِى الۡاَلۡبَابِ‌ ؕ مَا كَانَ حَدِيۡثًا يُّفۡتَرٰى وَلٰـكِنۡ تَصۡدِيۡقَ الَّذِىۡ بَيۡنَ يَدَيۡهِ وَتَفۡصِيۡلَ كُلِّ شَىۡءٍ وَّهُدًى وَّرَحۡمَةً لِّقَوۡمٍ يُّؤۡمِنُوۡنَ ﴿۱۱۱﴾ ع

ترجمہ: ہم نے انہیں مہلت دی یہاں تک کہ جب پیغمبر ناامید ہو گئے اور انہوں نے خیال کیا کہ انہیں جھوٹا قرار دیا گیا ہے تو ان کے ہاں ہماری مدد آ پہنچی پس ان لوگوں کو نجات دی گئی جن کو ہم نے چاہا اور ہمارا عذاب مجرم لوگوں سے روکا نہیں جا سکتا (۱۱۰) بلاشبہ پیغمبروں کے واقعات عقل والوں کے لئے عبرت ہیں قرآن نہیں ہے ایسا کلام کہ اسے جھوٹ بنایا گیا ہو جب کہ وہ تصدیق کرتا ہے اس کتاب کی جو اس سے پہلے ہے اور ہر چیز کی وضاحت ہے اور ان لوگوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے جو مسلمان ہیں (۱۱۱)

تشریح: اس آیت مبارکہ میں ان لوگوں کی تردید ہو رہی ہے جنہوں نے کہا کہ فرشتے کو مبعوث کیا جانا چاہیے تھا تو ان کا رد مقصود ہے کہ ہم نے ان سے پہلے لوگوں کی جانب بھی انسانوں میں سے پیغمبروں کو مبعوث کیا فرشتوں کو مبعوث نہیں کیا، تعجب ہے کہ وہ آپ کی رسالت کا انکار کر رہے ہیں اس آیت کے مفہوم سے یہ حقیقت بھی ثابت ہو رہی ہے کہ عورتوں اور جنوں میں سے کسی کو پیغمبر بنا کر نہیں بھیجا ہے جب کہ بعض لوگ چار عورتوں، حواء، آسیہ، موسیٰ کی والدہ اور مریم علیہن الصلوٰۃ والسلام کو نبی تسلیم کرتے ہیں، ہیں، جب کہ صحیح صورت حال یہ ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بعثت مردوں سے ہی ہوتی رہی ہرگز کوئی عورت منصب نبوت پر فائز نہیں ہو سکی ہے، چنانچہ سجاح نامی عورت جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا اس کے بارے میں قیس بن عامر کا ایک شعر ملاحظہ فرمائیں ؂

اَصۡبَحَتۡ نَبِيَّتُنَا اُنۡثٰى نُطِيۡفُ بِهَا وَاَصۡبَحَتۡ اَنۡبِيَاءُ اللّٰهِ ذُكۡرَانًا

''ہماری پیغمبر عورت ہے جس کے گرد ہم گھوم پھر رہے ہیں جب کہ اللہ کے پیغمبر تو سبھی مرد تھے''

اے پیغمبر! (ﷺ) جس طرح آپ کی جانب وحی کی جا رہی ہے اسی طرح ہم نے آپ سے پہلے پیغمبروں کی جانب وحی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی وہ سب شہروں میں رہائش پذیر تھے جنگل میں ان کی رہائش نہ تھی اس لئے کہ جنگل کے باسیوں میں درشت مزاجی کا غلبہ ہوتا ہے اور شہروں میں رہائش رکھنے والے لوگ عقل، حلم اور دیگر فضائل کے لحاظ سے منفرد شخصیت کے حامل ہوتے ہیں تو جو لوگ محمد ﷺ کی نبوت کا انکار کرتے ہیں اور مشرکانہ زندگی بسر کرتے ہیں ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ سیر و سیاحت کریں اور اپنی آنکھوں کے ساتھ ان لوگوں کی تباہی و بربادی کے مناظر سے عبرت حاصل کریں اور وہ اللہ تعالیٰ کے سچے پیغمبر محمد ﷺ کی تکذیب سے خود کو دور رکھیں اور یہ حقیقت ہے کہ ان لوگوں کی اخروی زندگی بہتر ہوگی جنہوں نے زندگی بھر خود کو اللہ کی نافرمانی اور اس کی مخلوق پر ظلم و تعدی سے خود کو روکے رکھا، جب کہ اصل زندگی تو اخروی زندگی ہے جو پائیدار ہے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہے اس کے لئے انتہا نہیں ہے تمہیں عقل و شعور سے نوازا گیا ہے اس لئے تمہیں عقل سے روشنی حاصل کرنی چاہیے اچھائی اور برائی میں امتیاز کرنا ضروری ہے۔

حَتّٰٓی اِذَا اسْتَیْئَسَ الرُّسُلُ: اس آیت مبارکہ کی تفہیم کے لئے ضروری ہے کہ اس سے پہلے جو جملہ محذوف ہے اس کی جانب توجہ کی جائے چنانچہ مفسرین نے جو اصل عبارت مقدر تسلیم کی ہے اس کا مفہوم یہ ہے کہ اے محمد! (ﷺ) ہم نے آپ سے پہلے جو بھی پیغمبر مبعوث کئے ہیں وہ سب مرد تھے اور ان کے دور رسالت میں جن لوگوں نے پیغمبروں کو جھٹلایا ہم نے انہیں ان کے جھٹلانے کے باعث فوراً عذاب کے شکنجہ میں گرفتار نہیں کیا البتہ جب پیغمبروں نے ان کے ہدایت لانے پر مایوسی کا اظہار کیا اس لئے کہ وہ کفر میں سرتاپا مستغرق تھے اور ایمان کی معمولی شعاع بھی نظر نہیں آرہی تھی اور معاشرہ میں سبھی آباد لوگوں نے پیغمبروں کی اس دھمکی کو کچھ حیثیت نہ دی کہ اگر تم نے اللہ پاک کی نافرمانی سے خود کو نہ روکا تو تم اللہ کی جانب سے عذاب کی لپیٹ میں گرفتار ہو جاؤ گے بلکہ پیغمبروں نے اس حقیقت کو تسلیم کیا کہ اب انہیں ہرگز ان پر تفوق حاصل نہ ہوگا اور وہ کبھی ایمان کی نعمت کو حاصل نہیں کریں گے تو اس کیفیت کے ظہور میں آنے سے پیغمبروں کو اچانک اللہ کی مدد نے آکر مطمئن کیا جب کہ جھٹلانے والے لوگ اللہ پاک کے عذاب کی گرفت میں آئے اور ان پر عذاب الٰہی نازل ہوا ان میں سے ایمان والوں کو ان کے پیغمبروں کے ساتھ نجات عطا کی گئی جب کہ پیغمبروں کو جھٹلانے والے لوگ اللہ کے عذاب کی گرفت میں آگئے انہیں تباہ و برباد کر دیا گیا، اور یہ حقیقت ہے کہ مجرموں سے ہمارا عذاب ہرگز ہرگز ٹل نہیں سکتا۔

لَقَدْ کَانَ فِیْ قَصَصِہِمْ عِبْرَۃٌ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ: پیغمبروں اور ان لوگوں کے واقعات کے بیان میں جن کی جانب پیغمبروں کو مبعوث کیا گیا یا صرف یوسف علیہ السلام ان کے بھائیوں اور ان کے والد مکرم کے بیان کردہ واقعات میں جن واقعات سے ان کے علماء بھی آشنا نہیں ہیں ان لوگوں کے لئے عبرت کا سامان موجود ہے جو صاحب بصیرت ہیں اس سورت میں یوسف علیہ السلام کا جو واقعہ بیان کیا گیا ہے اس میں ہرگز جھوٹ کا شائبہ نہیں ہے اس واقعہ کے بیان سے پہلی منزل من اللہ کتابوں کی تصدیق ہے، مقصود تورات، انجیل اور زبور ہیں اور راہ نمائی ہے اور اخروی زندگی کے لحاظ سے رحمت کا سامان ہے ان لوگوں کے علاوہ دیگر لوگوں کے لئے افادیت کا حامل نہیں ہے نہ انہیں اس واقعہ سے راہ نمائی حاصل ہو سکتی ہے۔ (فتح القدیر علامہ شوکانی ۳/۲۰-۲۲)

اس واقعہ انیقہ میں عبرت و موعظت کا ایک خزینہ مدفون ہے ذرا غور کریں کہ اللہ پاک نے یوسف علیہ السلام کو بے آباد کنوئیں سے نکالا پھر جیل میں محبوس ہونے کے بعد انہیں اقتدار حاصل ہوا، مصر کی بادشاہت کے اعزاز نے ان کے قدموں کو چوما اور طویل عرصہ کے بعد انہیں اپنے والدین کے ساتھ رہنے کا اتفاق ہوا، تو ذہن نشین کریں کہ جس ذات نے یوسف علیہ السلام کو ان اعزازات سے نوازا وہ ذات اس پر بھی قادر ہے کہ محمد ﷺ کو زبردست بے مثال اعزاز سے نوازے اور اسلام کے کلمہ کو بلند کرے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اٰیَاتُھَا: ۴۳ ۱۳ سُورَۃُ الرَّعدِ مَدَنِیَّۃ ۹۶ رُکُوْعَاتُھَا: ۶

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام کے ساتھ جو بخشش کرنے والا مہربان ہے

الٓمّٓرٰ قف تِلْکَ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ ط وَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ الْحَقُّ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ
لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۱﴾ اَللّٰہُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَھَا ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ وَ
سَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ط کُلٌّ یَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی ط یُدَبِّرُ الْاَمْرَ یُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّکُمْ
بِلِقَآءِ رَبِّکُمْ تُوْقِنُوْنَ ﴿۲﴾ وَھُوَالَّذِیْ مَدَّ الْاَرْضَ وَجَعَلَ فِیْھَا رَوَاسِیَ وَ اَنْھٰرًا ط وَمِنْ کُلِّ
الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِیْھَا زَوْجَیْنِ اثْنَیْنِ یُغْشِی الَّیْلَ النَّھَارَ ط اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ
یَّتَفَکَّرُوْنَ ﴿۳﴾ وَفِی الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّجَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّ زَرْعٌ وَّنَخِیْلٌ صِنْوَانٌ وَّ
غَیْرُ صِنْوَانٍ یُّسْقٰی بِمَآءٍ وَّاحِدٍ قف وَنُفَضِّلُ بَعْضَھَا عَلٰی بَعْضٍ فِی الْاُکُلِ ط اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ
لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ﴿۴﴾

ترجمہ: الٓمّٓرٰ یہ قرآن کی آیات ہیں اور وہ چیز جس کو آپ کی جانب آپ کے پروردگار کی جانب سے اتارا گیا ہے درست ہے جب کہ اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے ہیں (۱) اللہ وہ ذات ہے جس نے آسمانوں کو ستونوں کے بغیر اٹھایا ہوا ہے کہ تم انہیں دیکھ سکو، پھر وہ عرش پر مستوی ہوا اور اس نے سورج اور چاند کو مطیع کر لیا ہے ہر ایک معین وقت تک چلتا رہے گا وہ کام کی تدبیر فرماتا ہے وہ معاملات کو بیان کرتا ہے تاکہ تم اپنے پروردگار کی ملاقات پر یقین کرو (۲) اور وہ ایسی ذات ہے جس نے زمین کو بچھایا اور اس میں پہاڑوں اور نہروں کو پیدا کیا اور ہر قسم کے میوہ جات سے اس نے زمین میں دو اقسام کو پیدا کیا وہ رات کو دن کے ساتھ ڈھانپ دیتا ہے، بلاشبہ اس میں ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو غور وفکر کرتے ہیں (۳) اور زمین میں مختلف ٹکڑے ہیں جو ایک دوسرے کے ساتھ ملے ہوئے ہیں اور انگوروں کے باغات ہیں اور کھیتی اور کھجوریں ہیں کچھ زیادہ شاخوں والیاں اور کچھ شاخوں کے بغیر ہیں انہیں ایک پانی سے سیراب کیا جاتا ہے اور ہم بعض کو بعض پر ذائقہ میں برتری عطا کرتے ہیں بلاشبہ اس میں ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو سمجھ رکھتے ہیں (۴)

لغوی تحقیق: رَعْدٌ بادل کی گرج، اس حدیث کی جانب اشارہ ہے جس میں رسول اکرم ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ رَعد کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا! ایک فرشتے کا نام ہے جو بادلوں کو چلانے پر متعین ہے۔ (صحیح ترمذی ۳/۶۴، مسند احمد ۱/۲۷۴)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہا جاتا ہے، رَعَدَتِ السَّمَآءُ بادل گرجا اور چمکا، اَلرِّعْدِیْدُ بزدلی کی وجہ سے کانپنے والا، نیز محاورہ ہے اُرْعِدَتْ فَرَائِصُہٗ یعنی مارے خوف کے اس کے پٹھے کانپنے لگے، عَمَدٌ ستون، اس کا واحد عَمُوْدٌ ہے، اَلْعَمَدُ کسی چیز کا قصد کرنا اور اس پر ٹیک لگانا، اَلْعِمَادُ جس پر بھروسہ کیا جائے، اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ارم جو دراز قد تھے، فُلَانٌ رَفِیْعُ الْعِمَادِ فلاں دراز قد ہے، اَلصِّنْوُ کسی درخت کی جڑ سے جو مختلف شاخیں پھوٹتی ہیں ان میں سے ہر ایک کو صِنْوٌ کہا جاتا ہے، محاورہ ہے فُلَانٌ صِنْوُ اَبِیْہِ فلاں اس کے باپ کا حقیقی بھائی ہے کیونکہ باپ اور چچا ایک ہی اصل کی دو شاخیں ہوتی ہیں، صِنْوٌ کا تثنیہ صِنْوَانِ اور جمع صِنْوَانٌ آتی ہے۔

(مفردات امام راغب ص ۳۵۸، ۵۳۰، ۶۴۲)

حدیث میں ہے ((عَمُّ الرَّجُلِ صِنْوُ اَبِیْہِ)) آدمی کا چچا اس کے باپ کا حقیقی بھائی صِنْوٌ مثل کے معنی میں ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الزکوۃ باب ۳، صحیح ابی داؤد کتاب الزکوۃ باب ۲۲، صحیح ترمذی کتاب المناقب باب ۸۵)

تشریح: سورۃ الرعد مدنی سورتوں میں شمار ہوتی ہے اس کی آیات تنتالیس (۴۳) ہیں، سورۃ محمد کے بعد نازل ہوئی، المر یہ حروف تنبیہ کے لئے لائے جاتے ہیں اور انہیں ساکن پڑھا جاتا ہے (الف لام میم) اور جس سورت کے آغاز میں اس طرح کے حروف ہیں ان کے باعث قرآن پاک کو غلبہ عطا کرنا مقصود ہوتا ہے اور اس حقیقت کو اجاگر کرنا ہوتا ہے کہ اس کا نزول اللہ کی جانب سے ہے اس حقیقت میں ہرگز شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے۔

یہ کتاب کی آیات ہیں مقصود یہ ہے کہ اس سورت کی آیات قرآن پاک کی آیات ہیں جس میں کمال درجہ کا وصف ہے وہ اس لائق ہیں کہ اس کا نام کتاب رکھا جائے، مکمل قرآن جس کو آپ کے پروردگار نے آپ پر نازل کیا ہے اس کی صداقت یقینی ہے اس میں ہرگز شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے، ذہن نشین فرمائیں کہ اس کا اسلوب فنی بلاغت کے لحاظ سے اہل عرب کا آپ سے گفتگو کرنے کے لحاظ سے تناسب کا حامل ہے، فاطمہ انماریہ نامی عورت سے جب دریافت کیا گیا کہ آپ کے بیٹوں میں سے کون سا بیٹا افضل ہے؟ جب کہ اس کے چار بیٹے تھے (ربیعہ، عمارہ، قیس اور انس) اس نے جواب دیا کہ میں اپنے سبھی بچوں سے محروم ہو جاؤں اگر میں ان سے میں سے کسی ایک کو برتری عطا کروں میرے سب بیٹے بالکل ایک جیسے ہیں جیسا کہ ایک گول طرز کا حلقہ ہوتا ہے اس کے کسی کنارے کا تعین نہیں ہو سکتا ہے بلکہ سبھی بچے افضل ترین ہیں۔

وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یُؤْمِنُوْنَ: جب کہ لوگ زیادہ تعداد میں وہ ہیں جو اس کی تصدیق پر آمادہ نہیں ہیں حالانکہ قرآن پاک صرف احکام کا ہی مجموعہ نہیں بلکہ اس میں نہایت عمدہ قسم کی تمثیلات بھی پیش کی گئی ہیں اور احکام بھی مختلف ادوار کے ساتھ مماثلت رکھتے ہیں، حقیقت یہ ہے کہ اگر لوگ اپنی زندگی کا محور ومرکز قرآن پاک کو بنالیں تو وہ دنیوی اخروی سعادتوں سے بہرۂ وافر حاصل کر کے خود کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے شادکام پائیں گے، چنانچہ پہلی صدی ہجری میں جب مسلمانوں نے قرآن پاک کی تعلیمات کو اپنا ہدف بنایا تو انہیں بہترین امت ہونے کا خطاب عطا کیا گیا اور انہوں نے قرآن پاک کے اصولوں کی راہ نمائی میں نہ صرف یہ کہ آباد ممالک کی اکثریت کو اپنا گرویدہ بنالیا تھا بلکہ کسریٰ اور قیصر دو عظیم سلطنتیں اسلام کی آغوش میں آگئیں تھیں، مسلمانوں نے جس عمدگی سے اپنی حیثیت کو منوانے کے لئے مساعی جمیلہ کا بھرپور کردار ادا کیا اس کے نتیجہ میں دشمنوں نے بھی کھلے الفاظ میں گواہی دی کہ اسلامی سلطنت ہی عدل وانصاف اور عوام کے حقوق کی ضامن ہے، ظلم وتعدی کرنے والے ہاتھوں کو روک دیا اور مظلوم کو اس کے دروازے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر انصاف سے نوازا گیا، البتہ ان کے بعد کچھ ایسے لوگ برسر اقتدار آئے جو اقتدار کی اہلیت نہیں رکھتے تھے انہوں نے اسلام کی عظمت کے نشانات کو مٹا دیا ان کی بداعمالیوں نے انہیں ہر طرف سے گھیرے میں لے لیا تو ان پر ذلت مسلط ہوگئی جب کہ ان کی آزادی ختم ہو کر رہ گئی، غلامی کے منحوس پنجوں میں وہ جکڑے گئے، ارشاد ربانی ہے ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ﴾ (الرعد:١١) ''بے شک اللہ کسی قوم کی حالت کو تبدیل نہیں کرتا جب تک کہ وہ خود اپنی حالت کو نہیں بدلتی ہے''

اَللّٰهُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا: قبل ازیں آیت مبارکہ میں اللہ پاک نے اس حقیقت کو اجاگر فرمایا ہے کہ اکثریت ان لوگوں کی ہے جو ایمان کی دولت سے محروم رہتے ہیں اس کے بعد مسئلہ توحید اور آخرت کے اثبات پر دلائل کو پیش کیا جارہا ہے، چنانچہ آسمانوں کے کوائف، سورج چاند کے نظام اور زمین پر گاڑے جانے والے پہاڑ اور پانی کے دریا، نہریں، آبشاریں اور ان کے سبب نباتات کا سلسلہ بالخصوص پھل دار پودوں اور اجناس کے ذخائر سے یہ حقیقت ابھر کر ذہن کو اپیل کرتی ہے کہ ایک ایسی ذات ضرور موجود ہے جس کو معبود قرار دیا جائے جس کی ذات ہمہ جہت کے لحاظ سے قدرت کے وصف کے ساتھ موصوف ہے اور اسے تمام کائنات پر تفوق حاصل ہے اسی کے ہاتھ میں پیدا کرنا اور حکم صادر کرنا ہے وہی ذات نفع نقصان کی مالک ہے وہ نہ صرف زندہ کرنے کی قدرت رکھتا ہے بلکہ موت سے ہم کنار کرنا بھی اسی کے ہاتھ میں ہے اس کو تو ہر چیز پر قدرت حاصل ہے، اللہ پاک نے اپنے وجود اپنی وحدانیت اور اپنی قدرت پر دلائل بیان فرمائے ہیں ان میں سے کچھ دلائل کا تعلق آسمانوں سے ہے اور کچھ کا تعلق زمین سے ہے آسمانی دلائل سے چند کا ذکر ہو رہا ہے:-

١- ﴿رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا﴾ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو زمین سے بلند فرمایا آسمان ستونوں کے بغیر قائم ہیں صرف اللہ کے حکم کے ماتحت مسخر ہیں اس قدر دور دراز مسافت پر ہیں کہ اس کی انتہا کا ادراک ممکن نہیں اور تم بھی آسمانوں کا مشاہدہ کر رہے ہو کہ ان کا سہارا ستونوں پر نہیں ہے اور نہ ان کے اوپر کوئی ایسا تعلق ہے جس کے سبب وہ قائم ہیں۔

٢- ﴿ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ﴾ پھر اللہ تعالیٰ اپنے عرش پر مستوی ہوا جس کو اس عظیم الشان تدبیر کا مرکز قرار دیا گیا ہے البتہ اللہ تعالیٰ کا مستوی ہونا اس کی عظمت اور جلال کے مطابق ہے، حقیقت یہ ہے کہ ہمیں صرف اسی قدر معلوم ہے کہ اللہ پاک کی ذات عرش پر مستوی ہے جب کہ اس کی کیفیت کا ہمیں علم نہیں ہے، مزید برآں اس کیفیت کے بارے میں بھی علماء اہل سنت کے نزدیک سوال کرنا بدعت ہے۔

٣- ﴿وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ﴾ اللہ پاک اپنی بادشاہت کے نظام کو اپنے علم کے مطابق چلاتا ہے اس میں اللہ کا ارادہ اس کی حکمت کارفرما ہے کہ اس میں کس قدر مضبوطی ہے اس ذات نے سورج چاند کو اپنا مطیع بنایا ہے ان دونوں سے اس کی مخلوق کے فوائد وابستہ ہیں ان میں ہر ایک اپنی منازل کو معین وقت میں طے کرتا ہے چنانچہ سورج ایک سال کے عرصہ میں اپنے آسمان کے فاصلہ کو طے کر پاتا ہے جبکہ چاند ایک ماہ میں طے کرتا ہے ان دونوں کیلئے جو نظام قائم کیا گیا ہے وہ اس کے ارادہ اور اسکی حکمت کے تابع ہے۔

٤- ﴿يُدَبِّرُ الْاَمْرَ﴾ اللہ تعالیٰ اپنی بادشاہت میں تصرف فرماتا ہے وہ ذات کسی کو موت سے ہمکنار کرتی ہے کسی کو زندگی عطا کرتی ہے کسی کو مالدار کسی کو بے نوا بناتی ہے جس پر چاہتا ہے اس پر اپنی وحی نازل فرماتا ہے اللہ پاک کی قدرت اور رحمت پر روشن دلائل موجود ہیں جس طرح اللہ پاک عالم اجسام کی تدبیر فرماتا ہے، اسی طرح عالم ارواح کی بھی تدبیر فرماتا ہے جب کہ اللہ پاک کی ذات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہر حال اپنی ذات، صفات، علم اور قدرت کے لحاظ سے مخلوق کے کسی وصف کے ساتھ مشابہ نہیں ہے۔

یُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ: اللہ پاک نے موجودات کو ایجاد کرنے کے بعد ایسے محکم اور نفیس نظام میں آشکارا فرمایا ہے کہ ان سب میں باہمی ربط و نظم موجود ہے، گویا کہ وہ ایک سلسلہ ہے جس کے حلقے باہم مربوط ہیں کہ کوئی بھی دوسرے حلقہ سے الگ نہیں ہے، مثال کے طور پر مجموعہ شمسیہ میں سورج چاند، ستارے اپنی حرکات میں ایک خاص نظام کے ساتھ مربوط ہیں جن میں قوت کشش اپنے دائرہ سے الگ نہیں ہوتی ہے اور نظام شمسی اسی رفتار سے چل رہا ہے جس پر اسے قائم کیا گیا ہے اسی طرح یہ نظام جاری ساری رہے گا یہاں تک کہ عالم کا نظام ٹوٹ پھوٹ جائے گا اور قیامت برپا ہو جائے گی، ارشاد ربانی ہے:﴿اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ○ وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ﴾ (الانفطار:۱-۲) ''جب آسمان پھٹ جائے گا اور جب ستارے بکھر جائیں گے''

بالکل اسی طرح زمین کا نظام ہے اس کے اسباب ہیں اسباب کے نتیجہ میں مسببات کا ظہور اللہ پاک کے حکم سے ہوتا رہتا ہے جو ایک فرد ہے جس میں وحدت ہے غور کریں زراعت کا پیشہ کرنے والا شخص اولاً زمین میں ہل چلاتا ہے اور زمین میں بیج گراتا ہے، بعدازاں پانی کے ساتھ اسے سیراب کرتا ہے اور اس میں کھاد ڈالتا ہے ضرورت کے پیش نظر بار بار کھیت کو پانی سے سیراب کرتا ہے، یہاں تک کہ کھیت اپنا پھل زمیندار کی جھولی میں ڈالتا ہے لیکن اگر ان وسائل میں سے ایک کا بھی خیال نہ رکھا جائے تو زمیندار شخص نقصان سے دوچار ہوگا، اولاً تو بالکل مایوسی کی کیفیت دکھائی دیتی ہے یا معمولی آمدن اس کے ہاتھ آتی ہے جسے تھکاوٹ کا صلہ بھی نہیں کہا جا سکتا، اس کے ساتھ ساتھ اللہ پاک نے اس حقیقت کو اجاگر کیا ہے کہ جس طرح دنیوی فوائد کے لئے تدبیر پھر محنت جدوجہد ضروری ہے تب ہی دنیوی نظام چل سکتا ہے اسی طرح اخروی زندگی کو بہتر بنانے کے لئے قیامت کے وقوع پر یقین کرنا ضروری ہے کہ حشر کے دن ہر شخص کو اس کے اعمال کے مطابق بدلہ دیا جائے گا اللہ پاک کے احکام کے مطابق زندگی گزارنے والوں کے چہرے قیامت کے دن روشن ہوں گے جب کہ اللہ کی نافرمانی میں مستغرق لوگوں کے چہرے قیامت کے دن سیاہ ہوں گے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اجرام سماویہ سورج، چاند اور ستاروں کو فضا میں بلاستونوں کے قائم رکھے ہوئے ہے اور ان کے انتظامات کو نہایت پختگی کے ساتھ چلایا ہوا ہے نظام میں ہرگز معمولی رکاوٹ بھی کبھی دیکھنے میں نہیں آتی ہے تو اس اللہ مالک الملک سے غیر ممکن نہیں کہ موت کے بعد ارواح کو اجسام میں لوٹائے اور اخروی زندگی حاصل ہو جائے جو ہمیشہ کی زندگی ہوگی، موت کا ہرگز کھٹکا نہ ہوگا جب یہ حقیقت ہے جس کو تمہارے سامنے پیش کیا جا رہا ہے تو پھر تمہیں بت پرستی سے باز رہنا چاہیے اور ایک اللہ کی اخلاص کے ساتھ عبادت کرنی چاہیے جو جزا سزا کا مالک ہے مامورات پر عمل کرنا چاہیے اور منہیات سے کنارہ کش رہنا چاہیے اس طرح تم دونوں جہانوں کی سعادتوں سے اپنے دامن کو بھر لو گے۔

وَهُوَ الَّذِیْ مَدَّ الْاَرْضَ: اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس نے زمین کو بچھایا اور زمین پر پہاڑوں کو گاڑا اور زمین میں نہروں کو جاری کیا اور ہر قسم کے پھلوں سے جوڑا جوڑا بنایا جیسا کہ انار شریں اور ترش ہے اور زیتون زرد اور سیاہ رنگ کا ہے اور انجیر سفید اور سرخ رنگ کی ہے نیز اللہ پاک دن کو رات کے ساتھ ڈھانپ دیتا ہے تاکہ تم رات کے لحات میں آرام کرو اور تمہارے جسم کی تھکاوٹ دور ہو جائے، بلاشبہ اس آیت کریمہ میں ذکر شدہ تمام نعمتیں اللہ پاک کے وجود پر واضح دلائل ہیں بلکہ اللہ پاک کے علم، قدرت، حکمت اور اس کی عبادت کے ضروری ہونے بلکہ اللہ کی وحدانیت، اللہ کی ملاقات، اللہ کے دوستوں کے لئے انعامات اور دشمنوں کے لئے عذاب پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دلالت کر رہی ہیں۔

وَفِي الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّجَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّ زَرْعٌ: زمین کے بعض حصے دوسرے حصوں کے ساتھ ملے ہوئے ہیں جب کہ ایک حصہ کی زمین عمدہ اور دوسرے کی زمین شور والی ہے اور زمین میں انگوروں کھجوروں کے باغات ہیں جب کہ کہیں کھیتیاں ہیں اور کہیں تین کھجوروں کا ایک اصل ہے کہیں صرف ایک کھجور ہی اپنے اصل پر قائم ہے ان تمام کو ایک طرح کے پانی کے ساتھ سیراب کیا جاتا ہے جب کہ ان کے پھلوں کے ذائقہ میں تفاوت ہے کسی کا ذائقہ شیریں کسی کا ترش ہوتا ہے ان سبھی انعامات میں دلائل واضحہ ہیں جو ایمان باللہ کے وجوب پر دلالت کرتے ہیں اللہ کی توحید اور اس کی ملاقات پر دلائل ہیں لیکن ان لوگوں کے لئے جو عقل وشعور رکھتے ہیں جب کہ جن لوگوں کی عقل مفقود ہو چکی ہے مادیت کا ان پر غلبہ ہے شہوت ان کے اعصاب پر سوار ہے وہ کسی بات کو سمجھ نہیں پائیں گے چہ جائیکہ وہ اللہ پاک کے وجود کے دلائل، اللہ کے علم، قدرت، حکمت کے دلائل کو ملحوظ خاطر رکھیں کہ وہ اللہ کی ذات پر ایمان لائیں اور تقرب الٰہی کے حصول کیلئے اللہ کی عبادت میں مصروف ہوں۔

وَاِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ءَ اِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَ اِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ط اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ وَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۵﴾ وَ يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ وَقَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلٰتُ ط وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰى ظُلْمِهِمْ ج وَاِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۶﴾ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ط اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ﴿۷﴾ ع

ترجمہ: اور اگر آپ کو تعجب ہے تو ان کی بات بھی تعجب والی ہے کہ کیا جب ہم مٹی ہو جائیں گے تو کیا ہم نئی پیدائش میں ہوں گے یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار کا انکار کیا اور یہی وہ لوگ ہیں کہ ان کی گردنوں میں طوق ہوں گے اور یہی لوگ دوزخی ہیں یہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے (۵) یہ لوگ آپ سے سزا کو آرام سے پہلے جلد طلب کر رہے ہیں اور بلا شبہ ان سے پہلے سزائیں گزر چکی ہیں اور بلا شبہ آپ کا پروردگار لوگوں کو ان کے ظلم کے باوجود معاف کرنے والا ہے اور بلا شبہ آپ کا پروردگار سخت عذاب والا ہے (۶) اور کفار کہتے ہیں اس پیغمبر پر اس کے پروردگار کی جانب سے کوئی نشانی کیوں نہیں اتاری گئی؟ [اے محمد!] سوائے اس کے نہیں کہ آپ تو ڈرانے والے ہیں اور ہر قوم کے لئے راہ نما ہوتا ہے (۷)

لغوی تحقیق: عَجَبٌ عادت سے بعید، کیفیت کو دیکھ کر مزاج میں تبدیلی کے رونما ہونے کو کہتے ہیں اَلْعُجْبُ حیرت جو کسی سبب کے نہ معلوم ہونے کے باعث لاحق ہو لیکن اللہ پاک کی ذات پر تعجب کا اطلاق جائز نہیں جب کہ اللہ پاک کی ذات سے کوئی چیز مخفی نہیں ہے، اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا "کیا لوگوں کو اس بات پر حیرت ہے کہ ہم نے وحی بھیجی؟" اس میں تنبیہ کی ہے کہ آنحضرت کی طرف وحی بھیجنا کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کیونکہ یہ لوگ پہلے سے سلسلۂ وحی کو جانتے ہیں۔ (مفردات امام راغب ص ۵۹۴)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْمَثُلٰتُ کا واحد مُثْلَۃٌ ہے، عبرتناک سزا کو کہا جاتا ہے جیسا کہ کسی کا کان کاٹ دینا یا کسی کا ناک کاٹ دینا یا کسی کی آنکھ میں گرم سلائیاں پھیرنا، مَثَلَ کسی کا سیدھا کھڑا ہونا۔ (مفردات امام راغب ص ۸۵۸)

تناسب: قبل ازیں ان لوگوں کا حال بیان ہوا جو اللہ کی وحدانیت کے منکر ہیں حالانکہ اللہ پاک کی وحدانیت پر روشن دلائل موجود ہیں کہ اللہ نے آسمانوں کو ستونوں کے بغیر قائم کیا اور سورج چاند معین وقت تک جاری رہیں گے زمین بچھانے کے بعد اس پر پہاڑوں کو گاڑا یہ سب اللہ کی عظیم قدرت پر دلالت کر رہی ہیں، بہر حال اس بادشاہت میں غور وفکر کی ضرورت ہے اب ان لوگوں کا بیان ہے جو قیامت کے وقوع کا انکار کرتے ہیں حالانکہ جس ذات نے کائنات کو پہلے پیدا فرمایا ہے وہ دوبارہ بھی اس کے لوٹانے پر قادر ہے ہرگز عاجز نہیں ہے، ارشاد ربانی ہے ﴿اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَمْ يَعْىَ بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْىِۦَ الْمَوْتٰى﴾ (الاحقاف:۳۳) ''یہ دیکھ نہیں رہے ہیں کہ وہ اللہ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے اور ان کے پیدا کرنے سے عاجز نہیں ہوا وہ اس پر قدرت رکھتا ہے کہ مردوں کو زندہ کرے''

تشریح: اگر آپ ان کی عبادت کے بارے میں تعجب کر رہے ہیں کہ وہ ان بتوں کی عبادت کرتے ہیں جو نفع نقصان کے مالک نہیں ہیں جب کہ اللہ کی توحید کے دلائل موجود ہیں لیکن اس سے بھی زیادہ تعجب خیز یہ بات ہے کہ وہ آخرت کی زندگی کا انکار کر رہے ہیں بلکہ اس کو بعید از عقل سمجھتے ہیں جب وہ کہتے ہیں کہ کیا جب ہم مٹی ہو جائیں گے تو کیسے ہمیں دوبارہ پیدا کیا جائے گا حالانکہ وہ اس حقیقت سے انکار نہیں کرتے ہیں کہ اللہ کی ذات اس پر قادر ہے کہ انہیں اولاً ان کی ماں کے رحم میں ان کی تصویر کشی فرمائی پھر ان پر مختلف ادوار اور کیفیات گزریں چنانچہ ان کے تعجب خیز استفہام کا قرآن پاک کی نو (۹) سورتوں میں ذکر ہے۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ: یہ ایسے لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار کی قدرت کا انکار کیا اور ان کی جانب بھیجے جانے والے پیغمبر کی تکذیب کی حالانکہ انہوں نے عظیم نشانیوں کا ملاحظہ کیا جنہوں نے انہیں ایمان کی جانب دعوت دی اور راہ ہدایت کی جانب ان کی راہ نمائی کی اگر وہ بصیرت سے کام لیتے لیکن یہ لوگ اپنے کفر اور عناد میں مستغرق تھے، ظاہر ہے کہ اللہ کی قدرت کا انکار کرنا اللہ پاک کی ذات کا انکار کرنا ہے اس لئے کہ معبود حقیقی کا عاجز ہونا محال ہوتا ہے۔

وَاُولٰٓئِكَ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ: یہ ایسے لوگ ہیں جو گمراہی کے باعث زنجیروں اور گلے کے طوق میں جکڑے ہوئے ہیں جن کے سبب حق وصداقت کی جانب ان کی نگاہیں نہیں اٹھتی ہیں جب کہ خواہشات نفسانی کے تقاضوں کے مطابق حق وصداقت سے اعراض کرتے ہیں جب کہ اس کا دوسرا مفہوم یہ بھی ممکن ہے کہ قیامت کے دن جب انہیں حساب وکتاب کے لئے پیش کیا جائے گا تو اس وقت ان کی گردنوں میں زنجیر ڈال کر انہیں جکڑ دیا جائے گا جیسا کہ دنیوی معاملات میں مجرم قسم کے لوگوں کی گردنوں کو جکڑ دیا جاتا ہے اس کی تائید ذیل کے ارشاد الٰہی سے ہو رہی ہے ﴿اِذِ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلٰسِلُ ۭ يُسْحَبُوْنَ ۝ فِي الْحَمِيْمِ ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُوْنَ﴾ (المؤمن:۷۱-۷۲) ''جب کہ ان کی گردنوں میں طوق اور زنجیریں ہوں گی (اور) گھسیٹے جائیں گے (یعنی) کھولتے ہوئے پانی میں پھر آگ میں جھونک دیئے جائیں گے''

وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالسَّيِّئَةِ: اور وہ عذاب کے وقوع کا مطالبہ کر رہے ہیں کہ وہ ہم پر سلامتی سے پہلے جلدی کیوں نہیں آ رہا ہے ان کا یہ مطالبہ نہایت ڈھٹائی کے ساتھ اس وقت ہوتا ہے جب وہ دین اسلام کا استہزاء کرتے ہوئے، اس کا انکار کرتے ہوئے کفر کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زندگی اختیار کرنے پر اصرار کرتے ہیں بلکہ ایک دوسری آیت میں اس سے بھی زیادہ قوت ہے، ان کا قول نقل ہو رہا ہے ارشاد ربانی ہے ﴿وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ﴾ (الانفال: ۳۲) ''انہوں نے کہا اگر یہ پیغمبر (بفرض محال) آپ کے ہاں سے صحیح ہے تو ہم پر پتھروں کی بارش برسا دی جائے یا کوئی اور تکلیف دینے والا عذاب بھیج''

وَقَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلٰتُ: یہ لوگ آپ سے عذاب کے جلد وقوع پذیر ہونے کا مطالبہ کر رہے ہیں آپ کے ڈرانے پر آپ کا استہزاء کر رہے ہیں بلکہ اس کا انکار کر رہے ہیں حالانکہ ان جیسے بدکرداروں پر جو ایمانداروں کا استہزاء اڑاتے رہے رسوا کرنے والے عذاب اترتے رہے کسی گروہ کو بندروں کی شکل میں مسخ کر دیا گیا اور کسی کو زلزلہ کے دھاکے سے تباہ و برباد کر دیا جبکہ کچھ کو زمین میں دھنسا دیا گیا حالانکہ یہ حقیقت ہے کہ آپ کا پروردگار لوگوں کے ظلم کے باوجود ان پر عفو و درگزر فرماتا ہے بلکہ قیامت کے دن بھی ان کی رسوا نہیں کرتا ہے، جب گنہگار لوگ گناہوں سے توبہ کرتے ہیں میدان حشر میں انہیں رسوا بھی نہیں کرے گا یہ سب کچھ اللہ کے حلم اور اس کے عفو کا تقاضا ہے ورنہ مجرموں کو ان کے جرم کے باعث جلد ہی عذاب میں گرفتار کر لیتا۔

وَاِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيْدُ الْعِقَابِ: اور جو شخص بھی اللہ کی نافرمانیوں پر اصرار کرتا ہے تو اسے قیامت کے دن سخت عذاب میں مبتلاء کیا جائے گا جب کہ اسے دنیوی زندگی میں سزا نہیں ملی تھی یا دونوں سزائیں آخرت میں ملیں گی۔

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ: اے محمد! (ﷺ) آپ کی قوم سے کفار کہتے ہیں اس پر نبوت کی کوئی دلیل کیوں نہیں اتاری گئی اس دلیل سے مقصود قرآن پاک کی ایک آیت میں خزانہ ہے یا اس کی موافقت میں اس پر کوئی فرشتہ کیوں نازل نہیں ہوا ہے، سورۂ ھود آیت نمبر ۱۲ ملاحظہ فرمائیں، اس کا جواب دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ آپ کا مشن تو بس ان کو ڈرانا ہے آپ انہیں ڈراتے رہیں کہ اگر یہ لوگ اللہ کے ساتھ شریک بنانے سے باز نہیں آئیں گے تو ان پر ان کے شرک کے سبب اللہ کا عذاب نازل ہوگا اور یہ حقیقت ہے کہ ہر قوم کا ایک پیشوا ہوتا ہے جس کی وہ پیروی کرتی ہے جب کہ ان کا پیشوا ان کے آگے آگے ہوگا وہ اپنی قوم کو بھلائی کی جانب چلائے گا یا برائی کی جانب ہانک کر لے جائے گا۔

اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ ؕ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ ﴿۸﴾ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ ﴿۹﴾ سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهٖ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍ ۢ بِالَّيْلِ وَسَارِبٌ ۢ بِالنَّهَارِ ﴿۱۰﴾ لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْ ۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاِذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ ﴿۱۱﴾

ترجمہ: اللہ کو علم ہے جو ہر عورت پیٹ میں اٹھاتی ہے اور اس کو بھی جو نقص رکھتی ہے اور جو زیادہ رکھتی ہے اور ہر چیز اس کے نزدیک اندازے کے ساتھ ہے (۸) وہ پوشیدہ اور ظاہر کو جانتا ہے وہ ذات بڑی ہے بلند مرتبہ والی ہے (۹) تم میں سے وہ شخص برابر ہے جو بات کو پوشیدہ رکھتا ہے اور جو بلند آواز کے ساتھ کہتا ہے اور اس شخص کو جو رات میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پوشیدہ ہے اور وہ شخص جو دن میں چلتا ہے(۱۰) انسان کے لئے یکے بعد دیگرے فرشتے مقرر ہیں اور اس کے آگے اور اس کے پیچھے اللہ کے حکم کے ساتھ اس کی حفاظت کرتے ہیں بے شک اللہ کسی قوم کی حالت کو تبدیل نہیں کرتا جب تک کہ وہ خود اپنی حالت کو نہیں بدلتے ہیں اور جب اللہ کسی قوم کو سزا دینے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے لئے روکنا نہیں ہے اور ان کے لئے اللہ کے سوا کوئی کام بنانے والا نہیں ہے(۱۱)

لغوی تحقیق: تَغِیضُ کم کرنا، اَلْغَیضُ نقصان، غَاضَ اور نَقَصَ کا معنی ایک ہے، لازم متعدی دونوں طرح استعمال ہوتا ہے کسی چیز کو کم کرنا یا کم ہونا، وَغِیضَ الْمَآءُ تو پانی خشک ہو گیا، وَمَا تَغِیضُ الْاَرْحَامُ اور پیٹ کے سکڑنے یعنی وہ نطفہ جسے بگاڑ کر رحم اس پانی کی طرح ضائع کر دیتے ہیں جسے زمین اپنے ہاں جذب کر لیتی ہے اور وہ پینے کے کام نہیں آتا، اَلْغَیضَۃُ وہ جگہ جہاں پانی ٹھہرے اور زمین اسے اپنے اندر جذب کر لے، لَیْلَۃٌ غَائِضَۃٌ تاریک رات۔ (مفردات امام راغب ص ۶۸۴)

تناسب: قبل ازیں اللہ پاک نے مشرکین کا ذکر کیا کہ وہ مرنے کے بعد اٹھائے جانے کا انکار کرتے ہیں بلکہ اسے بعید از عقل قرار دیتے ہیں مشرکین کا عندیہ اس آیت میں واضح ہے جسے اللہ پاک نے بیان کیا ہے ان کا کہنا یہ ہے کہ کیا جب ہم مٹی ہو جائیں گے تو کیسے ممکن ہے کہ ہم کو دوبارہ پیدا کیا جائے؟ دراصل ان کے ذہن میں یہ اشتباہ موجزن ہے کہ جب کسی بھی حیوان کو قتل کیا جاتا ہے اور اس کے اعضاء کو کاٹ کر الگ الگ کر دیا جاتا ہے تو اجزاء کا آپس میں اختلاط ایسا ہوتا ہے کہ دوبارہ ان کے ہر حصہ کو الگ کرنا ممکن نہیں ہوتا جب کہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ جسم کے ایک عضو کو کوئی درندہ لقمہ بنا لیتا ہے یا چیل یا گدھ جھپٹ کر اسے اٹھا لیتی ہے اور کبھی یہ بھی امکان ہے کہ مچھلی اس کے کچھ حصہ کے ساتھ اپنی بھوک دور کرتی ہے اور کچھ حصہ چلتے پانی کی نذر ہو جاتا ہے وہ دور دراز کسی جگہ زمین کے ساتھ مٹی ہو جاتا ہے تو ان کے اس تعجب کو دور کرنے کے لئے اس حقیقت کو واضح کیا کہ اللہ پاک کی ذات سے تو ایک ذرہ برابر چیز بھی مخفی نہیں رہ سکتی وہ ایسی ذات ہے جس کو علم ہے کہ ماں کے پیٹ میں کیا ہے وہ بکھرے ہوئے اجزاء کا بھی علم رکھتا ہے کہ وہ کہاں ہیں اور ان کے درمیان کس قدر مسافت ہے وہ ذات ان سب متفرق اجزاء کو جمع فرما کر پہلی حالت میں لے آئے گا۔

تشریح: اللہ تعالیٰ کی ذات کو معلوم ہے کہ حاملہ عورت کے رحم میں لڑکا ہے یا لڑکی ہے ایک ہے یا ایک سے زائد ہیں ان میں کون لمبی عمر والا ہوگا اور کس کی عمر کم ہوگی، پھر بچے کی تخلیق اعضاء کے لحاظ سے درست ہے یا ناقص الخلقت ہے، مزید نو ماہ کے بعد وضع حمل ہوگا یا کچھ دن پہلے یا کچھ دن بعد تولد پذیر ہوگا، بہر حال ہر چیز اس کے نزدیک مخصوص پیمانے کے مطابق ہے اور ہر چیز کا وقت مقرر ہے کمی بیشی ممکن نہیں ہے، چنانچہ بخاری میں ایک حدیث ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی بیٹیوں میں سے ایک بیٹی نے نبی اکرم ﷺ کی جانب پیغام بھیجا کہ اس کے بیٹے پر نزع کا عالم ہے اور وہ چاہتی ہے کہ آپ تشریف لائیں آپ نے اس عورت کی جانب پیغام بھیجا کہ اللہ کے قبضہ میں سب کچھ ہے وہ جسے چاہتا ہے فوت کر دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور ہر چیز اللہ پاک کے ہاں وقت مقررہ کے ساتھ ہے اسے میرا پیغام دو کہ وہ صبر کرے اور اللہ پاک سے اجر و ثواب حاصل کرے۔ (صحیح بخاری ح ۱۲۸۴، صحیح مسلم کتاب الجنائز باب ۶، سنن نسائی کتاب الجنائز باب ۲۲، صحیح ابن ماجہ ۱/ ۲۶۴، مسند احمد ۵/ ۲۰۴، المراغی ۵/ ۶۲)

اللہ پاک کی ذات کو تو ان چیزوں کا بھی علم ہے جو تم سے پوشیدہ ہیں تمہاری نظر انہیں دیکھ نہیں سکتی ہے بلکہ اس ترقی یافتہ دور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں اس حقیقت سے پردہ کشائی کی گئی ہے کہ ہماری نظر سے اوجھل کچھ مخفی خزانے ہیں جنہیں جدید بصری آلات سے ہی دیکھنا ممکن ہے اور بعض ایسے جراثیم ہیں جن کے سبب جو بیماریاں لاحق ہوتی ہیں ان کا علاج خاصا مشکل بلکہ ناممکن ہے جیسے سرطان اور تپ دق وغیرہ امراض ہیں یا نہایت طویل علاج کرنا ضروری ہوتا ہے اللہ پاک کی ذات تو کبریائی والی ہے اور بلند ہے مخلوق کی صفات کے ساتھ اس کی صفات کو تشبیہ دینا ممکن نہیں، وہ ذات اپنی قدرت کے ساتھ ہر چیز پر غالب ہے اس کی بادشاہت میں صرف اس کا ہی تصرف ہے اور ان کے عذاب کا مطالبہ کرنے کے باوجود اللہ کا عذاب نہ بھیجنا کسی مصلحت کے پیش نظر ہوتا ہے کوئی انسان اس کا ادراک نہیں کرسکتا۔

سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَ مَنْ جَهَرَ بِهٖ: جو شخص بات کرتا ہے الفاظ بلند آواز سے نہیں کہتا ہے نہایت مخفی انداز اختیار کرتا ہے یا بلند آواز سے بات کرتا ہے اللہ پاک کے ہاں دونوں برابر ہیں دونوں کو سنتا ہے اس پر ہرگز کوئی چیز پوشیدہ نہیں، چنانچہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول اس کی تصدیق کر رہا ہے جب اس نے کہا اللہ کی ذات پاک ہے جس کے کان دور دراز آوازوں کو بھی سن لیتے ہیں اللہ کی قسم! اپنے خاوند کے بارے میں ایک جھگڑا کرنے والی عورت خاوند کے بارے میں شکوہ کرنے کیلئے رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی جبکہ میں حجرہ کے ایک کونے میں تھی مجھے اس کی گفتگو کے کچھ الفاظ سنائی نہیں دیتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس عورت کی گفتگو کو سن لیا اور یہ آیت نازل ہوئی، ارشاد ربانی ہے ﴿قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِیْٓ اِلَى اللّٰهِ وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ﴾ (المجادلہ:۱) ''اللہ نے اس عورت کی بات کو سن لیا جو آپ کے ساتھ اپنے خاوند کے بارے میں جھگڑا کر رہی تھی اور اللہ کی جانب شکوہ کر رہی تھی اور اللہ تم دونوں کی گفتگو سن رہا تھا بلاشبہ اللہ سننے والا جاننے والا ہے'' (صحیح ابن ماجہ ۱/۳۷، مسند احمد ۶/۱۶)

اسی طرح اس شخص کی آواز کو بھی اللہ سنتا ہے جو اپنے گھر کے اندرونی خاص کمرے میں چھپا ہوا ہے رات کی تاریکی نے گھیر رکھا ہے اور اس طرح جو شخص دن کی روشنی میں چل پھر رہا ہے اس کی گفتگو کو بھی سنتا ہے دونوں اللہ کے نزدیک برابر ہیں، ابن عباس سے اس کی تفسیر میں یہ وضاحت موجود ہے کہ اس سے مقصود وہ شخص ہے جو مجرم ہے رات کی تاریکی میں چھپ کر گناہ کرتا ہے اور دن کے طلوع ہونے پر جب گھر سے باہر قدم رکھتا ہے تو لوگوں کو باور کراتا ہے کہ اس سے تو کبھی گناہ سرزد ہی نہیں ہوا۔

لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ: ہر انسان کے ساتھ کچھ فرشتے مقرر ہیں یکے بعد دیگرے ہر انسان کو رات اور دن کے لمحات میں ضرر رساں چیزوں سے تحفظ عطا کرتے ہیں ہر انسان کے کوائف پر ان کی نگاہ ہوتی ہے جیسا کہ ان کے علاوہ کچھ اور فرشتے بھی انسان کے اچھے اور برے اعمال تحریر کرتے ہیں، دائیں کندھے والے فرشتے اعمال صالحہ تحریر کرتے ہیں جب کہ بائیں کندھے والے اعمال سیئہ کو ورطۂ تحریر میں لاتے ہیں، مزید دو فرشتے انسان کی حفاظت پر مامور ہیں ایک فرشتہ آگے دوسرا فرشتہ پیچھے ہوتا ہے، ان چار فرشتوں کی ڈیوٹی رات دن میں باری باری آتی ہے۔

صحیح حدیث میں وارد ہے تم میں رات دن باری باری فرشتے آتے جاتے ہیں اور فجر عصر کی نمازوں میں اکٹھے ہوتے ہیں اللہ کی جانب وہ فرشتے جاتے ہیں جنہوں نے تم میں رات بسر کی ہوتی ہے اللہ پاک ان سے دریافت کرتا ہے جب کہ اللہ پاک کو تمہارے بارے میں خوب علم ہے تم نے میرے بندوں کو کس حالت میں چھوڑا؟ وہ جواب دیتے ہیں جب ہم ان کے پاس پہنچے تھے تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم نے ان کو نماز ادا کرتے ہوئے پایا اور جب ہم انہیں چھوڑ کر آئے ہیں تو اس حالت میں چھوڑا ہے کہ وہ نماز ادا کر رہے تھے۔
(صحیح بخاری کتاب ح ۵۵۵، صحیح مسلم کتاب المساجد باب ۳۷، سنن نسائی کتاب الصلوٰۃ باب ۲۱، ابن کثیر ۷۷۹/۳)

اعمال کا جائزہ لینے کا معاملہ کچھ تعجب خیز نہیں ہے نہ فہم وعقل کے خلاف ہے جب کہ موجودہ سائنسی دور میں علوم جدیدہ نے اس حقیقت کو اجاگر کیا ہے کہ عام قسم کے کاموں کا جدید آلات کے ساتھ شمار کرنا مشکل نہیں ہے پانی اور بجلی کے توسط سے ایسے آلات معرض وجود میں آ چکے ہیں جن سے تعداد کو معلوم کرنا آسان ہوا ہے، چنانچہ اس آبادی کے لوگوں نے کتنے گیلن پانی استعمال کیا ہے اور ان کے گھروں کی روشنی پر کتنے یونٹ خرچ آتے ہیں، اسی طرح ایسے آلات بھی وجود میں آ چکے ہیں جن کے ذریعہ ہوائی جہازوں کی طے کردہ مسافت کو شمار کرنا ممکن ہے کہ اتنے گھنٹوں میں اتنی مسافت طے کی گئی ہے، اسی طرح نہروں دریاؤں کے پانی کو بھی نہایت دقیق آلات کی روشنی میں شمار کیا جا سکتا ہے اور جس قدر بھی سائنسی علوم ترقی کے منازل طے کر رہے ہیں ان کی روشنی میں دین اسلام کے نظریات کی تصدیق میں بہت آسانی ہوگئی ہے اس وضاحت کے پیش نظر یہ حقیقت کس قدر تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ اسلام میں دین اور عقل دو ایسی چیزیں ہیں جو ایک دوسرے کے ساتھ لازم وملزوم ہیں ان میں افتراق اور اختلاف ممکن نہیں ہے۔

يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ: چنانچہ وہ فرشتے اللہ کے حکم کے ساتھ ہر انسان کی حفاظت کرتے ہیں پس جیسا کہ اللہ پاک نے محسوسات کے لئے اسباب بنائے ہیں جن کو ہم حواس خمسہ سے محسوس کرتے ہیں جس طرح اللہ کی حکمت متقاضی ہوتی ہے مثلاً آنکھ کی پلکیں آنکھ کو کسی چیز کے داخل ہونے سے تحفظ عطا کرتی ہیں تا کہ آنکھ کو تکلیف پہنچنے نہ پائے اسی طرح غیر محسوسات کے لئے بھی اسباب موجود ہیں چنانچہ فرشتوں کو حفاظت کے لئے مقرر کیا ہے، خیال رکھیں اللہ پاک کے افعال ہرگز حکمت اور مصلحت سے خالی نہیں ہیں۔

اسی طرح ہمارے اعمال کے لئے کراماً کاتبین کا تقرر کیا گیا ہے اگرچہ ہمیں ہرگز علم نہیں کہ ان کا قلم کیسا ہے ان کی سیاہی کیسی ہے ان کا ٹھکانہ کہاں ہے اور اس میں کیا حکمت ہے؟ جب کہ اللہ پاک کے علم نے انسان کے اعمال کا احاطہ کیا ہوا ہے ثواب، عقاب کے لئے اللہ کا علم ہی کافی تھا لیکن اس میں حکمت یہ ہے کہ جب انسان کو معلوم ہوگا کہ اس کے اعمال اللہ کے ہاں محفوظ ہیں کراماً کاتبین نے انہیں تحریر کیا ہوا ہے تو وہ اس حقیقت پر مکمل اعتماد کرے گا کہ اعمال پر ثواب وعقاب کا حاصل ہونا بھی ضروری ہے جب اعمال پیش ہوں گے اور ان کا محاسبہ ہوگا، ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ان سے مقصود وہ فرشتے ہیں جو باری باری رات دن کے لمحات میں تبدیل ہوتے رہتے ہیں ہر انسان کے اعمال تحریر کرتے ہیں ان کی نقل وحرکت کا ریکارڈ رکھتے ہیں یہ نظام اللہ کے حکم کے مطابق ہے، ظاہر ہے کہ فرشتوں کو اللہ کی قدرت کے بغیر ہرگز کچھ قدرت حاصل نہیں لیکن جب کسی انسان پر اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے مطابق حادثہ نے حملہ آور ہونا ہوتا ہے تو فرشتے درمیان سے نکل جاتے ہیں تو پھر اس شخص پر دیوار گر جاتی ہے یا وہ کنوئیں میں گر جاتا ہے یا اسے کوئی درندہ اپنا لقمہ بنا لیتا ہے یا ڈوب کر مر جاتا ہے یا آگ میں جل جاتا ہے، بہر حال جب تقدیر آتی ہے تو بچاؤ کی سب صورتیں ختم ہو جاتی ہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ: اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت کو ہرگز بدلتا نہیں ہے تندرستی کو ختم نہیں کرتا ہے کسی دوسری نعمت کو نہیں چھینتا ہے جب تک کہ لوگ خود اپنی حالت کو تبدیل نہیں کرتے ہیں برائیوں کے ارتکاب سے باز نہیں آتے عیاشیوں سے باز نہیں آتے جب تک کہ اجتماعی عبرتناک سزا سے دوچار نہیں ہوتے اور ان کے گناہوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے سبب انہیں صفحۂ ہستی سے ملیا میٹ نہیں کیا جاتا۔

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا یہ حقیقت ہے کہ جب لوگ کسی ظالم کو دیکھ پائیں اس کے ہاتھ نہ پکڑیں جلد ہی اللہ ان کو عذاب میں گرفتار کرے گا۔

(صحیح ترمذی کتاب الفتن باب ۲۲، صحیح ابن ماجہ ۳۸۱/۲، صحیح ابی داؤد ۸۱۸/۳، مشکوٰۃ البانی کتاب الادب باب ۲۲، مسند احمد ح ۳۰)

چنانچہ آج کے اس دور میں اسلامی قوتوں کو ہر طرف سے کمزور کرنے کی کوششیں کی جارہی ہیں یورپ کی استعماری قوتیں انہیں ذلیل کرنے میں کوئی کمی نہیں کررہی ہیں وہ تو نشان عبرت دکھائی دے رہے ہیں جو شخص بھی ان کے حالات کا جائزہ لے گا وہ اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ آج کے دور میں امت اسلامیہ اپنی بدکرداریوں کے باعث غلامی کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی ہے، ارشاد ربانی ہے ﴿اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ﴾ (الاعراف: ۱۲۸) ''بلاشبہ زمین پر ملکیت اللہ کی ہے وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اس کا وارث بنادیتا ہے''

وَ اِذَآ اَرَادَاللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءً فَلَا مَرَدَّلَهٗ: جب کسی قوم کے ساتھ اللہ کا ارادہ برا ہوتا ہے تو بیماری یا فقر و مسکنت اور اسی طرح کی دیگر مصیبتیں ان کا گھراؤ کرلیتی ہیں ان کی بداعمالیوں کا یہی تقاضا ہوتا ہے تو پھر کسی بھی شخص میں اتنی قوت نہیں کہ وہ ان کو روک سکے اور ان کیلئے اللہ کے سوا کوئی بھی انہیں فائدہ عطا کرسکتا ہے نہ کسی مصیبت کو دور کرسکتا ہے، ایک بدوی شخص نے کس قدر عمدہ بات کہی ہے جب اس نے اپنے معبود بت کو دیکھا کہ اس پر لومڑی نے پیشاب کردیا تو اس کی عصبیت میں اشتعال نمودار ہوا تو اس نے بت کو اٹھا کر ٹکڑے ٹکڑے کردیا اور یہ شعر کہا۔

اَرَبٌّ يَبُوْلُ الثُّعْلُبَانُ بِرَاسِهٖ لَقَدْ ذَلَّ مَنْ بَالَتْ عَلَيْهِ الثَّعَالِبُ

''تعجب ہے وہ کیسا رب ہے جس کے سر پر لومڑی نے پیشاب کردیا ہے وہ تو نہایت حقیر اور ذلیل ہے جس پر لومڑ پیشاب کرتے ہیں'' غالبًا اسی کی جانب اس آیت کا اشارہ ہے، ارشاد ربانی ملاحظہ فرمائیں ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ۭ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ﴾ (الحج: ۷۳) ''یقیناً وہ لوگ جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ ہرگز مکھی بھی پیدا نہیں کرسکتے اگرچہ وہ سب اس کام کے لئے اکٹھے کیوں نہ ہوجائیں اور اگر ان سے مکھی کوئی چیز چھین لیتی ہے تو وہ اس سے اس کو چھڑا نہیں سکتے ہیں'' (المراغی ۶۶/۵)

هُوَالَّذِيْ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ﴿۱۲﴾ وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ وَهُمْ يُجَادِلُوْنَ فِي اللّٰهِ ۚ وَهُوَ شَدِيْدُ الْمِحَالِ ﴿۱۳﴾ لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ۭ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ۭ وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿۱۴﴾ وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۞ ۱۵ ۞ السجدة

ترجمہ: وہی ذات ہے جو تمہیں بجلی دکھاتا ہے خوف اور امید کے لئے اور بوجھل بادلوں کو اٹھاتا ہے (۱۲) اور گرج اس کی تعریف کے ساتھ پاکی بیان کرتی ہے اور فرشتے بھی اس کے ڈر سے اور وہ کڑک اور بجلیوں کو بھیجتا ہے پھر ان کو پہنچاتا ہے جہاں وہ چاہتا ہے اور کفار اللہ کے بارے میں جھگڑا کرتے ہیں اور اللہ مضبوط قوت والا ہے (۱۳) اسی کے لئے ہے حق کی پکار جب کہ کفار اللہ کے سوا کو پکارتے ہیں وہ ان کی پکار کو ہرگز قبول نہیں کرتے ہیں البتہ اس شخص کی طرح جو اپنے دونوں ہاتھوں کو پانی کی جانب پھیلاتا ہے تاکہ اس کے منہ تک پہنچے اور پانی کبھی بھی اس کے منہ تک پہنچنے والا نہیں ہے اور کفار کی پکار نہیں ہے مگر بے فائدہ ہے (۱۴) اور اللہ کو ہر وہ چیز سجدہ کرتی ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے بخوشی اور ناخوشی اور ان کے سائے بھی صبح شام سجدہ کرتے ہیں (۱۵)

لغوی تحقیق: مِحَالٌ کسی کے ساتھ بری تدبیر کے ہیں، شَدِيْدُ الْمِحَال عقوبت کے ساتھ سختی سے گرفت کرنے والا، مَحَلَ الزَّمَان کے معنی قحط سالی ہونے کے ہیں، مَاحَلَ کے معنی کسی کی طرف سے جھگڑنے کے ہیں۔ (مفردات امام راغب ص ۸۶۰)

تناسب: قبل ازیں اللہ پاک نے اپنے بندوں کو خوف زدہ کیا ہے کہ جب وہ کسی قوم کے بارے میں انہیں تکالیف سے دوچار کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے ارادہ کو کوئی قوت روک نہیں سکتی، بعدازاں ان آیات کا ذکر کیا ہے جو بیک وقت انعامات واحسانات کی غمازی بھی کررہی ہیں اور عذاب الٰہی اور اس کی ناراضگی سے بھی پردہ کشائی کررہی ہیں۔

شان نزول: مروی ہے کہ عامر بن طفیل اور اربد بن ربیعہ دونوں رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں پہنچے اور آپ سے مطالبہ کیا کہ آپ ہمیں اقتدار میں شریک کریں آپ نے صاف انکار کردیا اس پر عامر ملعون نے کہا خبردار اللہ کی قسم! میں تیرے مقابلہ میں بہترین گھوڑوں کے ساتھ نوجوانوں کو لاؤں گا اس کے جواب میں آپ ﷺ نے فرمایا ایسا ہرگز ممکن نہیں اللہ تعالیٰ کو بھی یہ پسند نہیں ہے اور میرے رفقاء اوس وخزرج قبائل کے لوگ بھی اس بات کو تسلیم نہیں کررہے ہیں، کچھ عرصہ بعد ان دونوں نے درپردہ قتل کرنے کا ارادہ کیا لیکن وہ ناکام رہے، اللہ پاک نے آپ ﷺ کو محفوظ فرمایا، بعدازاں وہ عرب قبائل کے لیڈروں کی ملاقات کیلئے پھرتے رہے تاکہ آپ کی مخالفت میں مضبوط محاذ جنگ کھول دیا جائے اس اثناء میں اربد نامی شخص پر آسمانی بجلی گری جس نے اس کو جلا کر خاکستر بنادیا جبکہ عامر نامی شخص طاعون کی بیماری کی زد میں آگیا طاعون کے پھوڑے کے سبب وہ موت سے ہمکنار ہوگیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

تشریح: اللہ تعالیٰ کی قدرت کے آثار ونشانات کو بیان کیا جارہا ہے جو کائنات میں پھیلے ہوئے ہیں چنانچہ لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے اللہ پاک خبردار کررہے ہیں کہ تم دیکھتے نہیں ہو جب بادلوں سے بجلی کی شعاعیں نظر آتی ہیں اس وقت تمہاری کیفیت ڈر کے مارے گویا کہ اچانک موت سے ہمکنار ہونے والے ہو کہ کہیں بجلی ہم پر اچانک گر پڑی تو ہم جل کر راکھ ہوجائیں گے اس کے ساتھ ساتھ کچھ امید کی رمق بھی ہوتی ہے کہ ان بادلوں سے اگر بارش برستی ہے تو اس کے سبب زمین سرسبز وشاداب ہوجائے گی لوگ،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چار پائے ہر ذی روح چیز کو سکون حاصل ہوگا بارش برسنے سے ان کی آرزوؤں کے لہلہاتے ہوئے سہانے خواب پورے ہوں گے عیش وآرام کے حسین لمحات میسر آئیں گے اور اللہ پاک کی ذات اپنی قدرت کے ساتھ ایسے بادلوں کو وجود میں لاتا ہے جو بارش کے قطرات سے بھرپور ہوتے ہیں ان کے برسنے سے معاشرہ کو ایک خاص قسم کا کیف اور سکون میسر آتا ہے بلکہ مسرت وابتہاج کی اٹڈتی ہوئی لہروں سے دل ودماغ خوشی سے پھولے نہیں سماتے ہیں اور یہ منظر دیدنی ہوتا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ پانی سے بھرپور بادل جب گرجتے ہیں اور کڑک کی آواز سے جہاں بعض اوقات لوگوں کے دل خوفزدہ ہوجاتے ہیں وہاں بارش کی امید کی کرن بھی جلوہ افروز ہوتی ہے تو اس کی آواز دراصل اللہ پاک کی تسبیح وتحمید میں محو ناؤنوش ہوتی ہے بلکہ فرشتے بھی اللہ پاک کی ذات سے خوفزدگی کے عالم میں اللہ کی تسبیح وتحمید میں محوناؤنوش ہوتے ہیں اسی طرح بادلوں سے زوردار گرج کی آواز بھی اللہ کی پاکیزگی کا اپنے انداز میں ورد کرتی ہے اگرچہ ہم مکمل طور پر اس سے آگاہ نہیں ہیں چونکہ قرآن پاک نے اس کو بیان فرمایا ہے اس لئے ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی فرمائی ہوئی ہر بات درست ہے جیسا کہ ایک دوسری آیت میں فرمایا کہ ہر چیز اللہ کی تسبیح وتحمید میں مصروف رہتی ہے جب کہ ہم ان کی تسبیح وتحمید کی حقیقت سے آگاہ نہیں ہیں۔

ذہن نشین کریں کہ چمک اور کڑک کا سبب یہ ہے جیسا کہ علوم طبیعات میں اس کی وضاحت ذکر کی گئی ہے کہ دو بادل جن میں بجلی مختلف درجات کی ہوتی ہے جب وہ دونوں ایک دوسرے کے قریب ہوتے ہیں اور ایک کا جھکاؤ بنسبت دوسرے کے جھکاؤ کے زیادہ زوردار ہوتا ہے ہر بادل دوسرے بادل پر زور کیساتھ متصادم ہوتا ہے تو تصادم کے نتیجہ میں جو چمک نمودار ہوتی ہے اس کو برق اور جو خوفناک آواز سنائی دیتی ہے اس کا نام رعد ہے، مزید کڑک کا سبب یہ ہوتا ہے کہ بادلوں میں بجلی موجود ہوتی ہے اور زمین میں بھی بجلی کی دوسری قسم موجود ہوتی ہے اور ہوا ان کے درمیان فاصلہ کرنے کا کام سرانجام دیتی ہے تو جب بادل زمین کے نزدیک تر ہوتے ہیں تو بادلوں سے بجلی کے شعلے زمین کی جانب گرتے ہیں جس کے سبب کھیتیاں اور دیگر چیزیں تباہ وبرباد ہوجاتی ہیں، اور اللہ تعالیٰ تباہ وبرباد کرنے والی بجلیوں کے ساتھ ان لوگوں کو تباہ وبرباد کردیتا ہے جن پر عذاب الٰہی اس لئے مسلط کیا جاتا ہے کہ وہ نہ صرف اللہ کے وجود بلکہ اس کی وحدانیت اور انسانوں کے اٹھائے جانے کے بارے میں زبردست جھگڑالو ہیں جب کہ اللہ کی ذات تو مضبوط قوت کی مالک ہے اس کی پکڑ بھی سخت ہے اور اس کا عذاب بھی نہایت عبرتناک ہے اس لئے کہ وہ نافرمان لوگوں کو عذاب میں مبتلا کرنے پر مکمل قدرت رکھتا ہے اس کے کسی کام میں کوئی بھی طاقت ہرگز ہرگز مزاحم نہیں ہوسکتی۔

لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ: ہر مشکل ہر مصیبت میں اللہ پاک ہی کو پکارا جائے وہی ذات اس لائق ہے کہ اس کی عبادت کی جائے اسی کی بارگاہ سے اپنی ضرورتوں کو طلب کیا جائے اسی کی پناہ حاصل کی جائے اور جو کفار اللہ کے سوا کو پکارتے ہیں اول تو وہ ان کی پکار کو سن ہی نہیں رہے ہیں تو ان کی پکار کے بارے میں ان کا جواب ہی ممکن نہیں تو کیسے وہ انہیں کچھ فائدہ پہنچا سکیں گے۔

ایں خیال است محال است وجنوں!

ان کی واضح مثال تو اس شخص جیسی ہے جو اپنی دونوں ہتھیلیوں کو پانی کی جانب پھیلا رہا ہے تاکہ اس کے منہ تک پانی پہنچ جائے جب کہ پانی اپنی ذات کے لحاظ سے جمادات سے شمار ہوتا ہے اس میں احساس نہیں ہے اس میں سننے کی قوت نہیں ہے تو کیسے ممکن ہے کہ اس کی پکار سے اسے کچھ فائدہ حاصل ہو۔ (صفوۃ التفاسیر القسم السادس ص ۴۳)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ: آسمانوں اور زمین میں جو بھی موجود ہیں اللہ تعالیٰ کے لئے سجدہ کناں ہیں اس کے حکم کے تابع ہیں اور مطیع ہیں بخوشی اور بلا خوشی یعنی ایمان دار بخوشی اطاعت گزار ہیں جب کہ کفار اضطراری کیفیت کے ساتھ تابعدار ہیں اور صبح شام ان کے سائے بھی سجدہ کرتے ہیں مقصود اللہ پاک کی عظمت سے خبردار کرنا ہے کہ اس کی بادشاہت ہر چیز پر غالب ہے ہر چیز اس کی اطاعت گزار ہے یہاں تک کہ انسانوں کے سائے بھی اطاعت گزار ہیں جیسا کہ ان کے جسم سجدہ کرتے ہیں جن پر سورج کی شعاعیں منعکس ہوتی ہیں بعد ازاں سائے دراز ہوتے ہیں پھر سکڑنے لگ جاتے ہیں، زجاج اور ابن الانباری کا قول ہے کچھ بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ سایوں میں بھی فہم کو پیدا فرمائے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں میں فہم کی جلوہ گری فرمائی ہے کہ وہ اللہ پاک کی تسبیح و تحمید میں مشغول رہتے ہیں چنانچہ ایمان دار شخص تو اللہ کی ذات کے لئے بخوشی سجدہ کرتا ہے جب کہ کفار کا سجدہ بخوشی نہیں ہے اور صبح شام کا خاص طور پر اس لئے ذکر ہوا ہے اس لئے کہ ان اوقات میں سائے زیادہ ہوتے ہیں۔

قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قُلِ اللّٰهُ ؕ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا ؕ قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۙ اَمْ هَلْ تَسْتَوِى الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ ۚ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ ؕ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَىْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۱۶﴾

ترجمہ: آپ کہیں! آسمانوں اور زمین کا پروردگار کون ہے؟ آپ ان کی جانب سے کہیں اللہ ہے، آپ کہیں کیا تم نے اللہ کے سوا کو دوست بنا رکھا ہے جو اپنے لئے نفع نقصان کے مالک نہیں ہیں؟ آپ کہیں کیا اندھا اور آنکھوں والا برابر ہیں؟ یا کیا تاریکی اور روشنی برابر ہے؟ کیا انہوں نے اللہ کے لئے شریک بنا رکھے ہیں انہوں نے مانند اللہ کے پیدا کرنے کے پیدا کیا ہوا ہے پس ان پر پیدا کرنا مشابہ ہوا ہے، آپ کہیں اللہ ہر چیز کو پیدا کرنے والا ہے اور وہ ایک ہے غالب ہے (۱۶)

بلاغت: ظُلُمٰت کا لفظ کفر کے معنی میں مستعار ہے جب کہ نور کا لفظ ایمان کے لئے مستعار لیا گیا ہے جیسا کہ اعمٰی کا لفظ مشرک انسان کے لئے اور بصیر کا لفظ مومن عاقل کے لئے استعارہ ہے۔

تناسب: گذشتہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے دعوت حق اور دعوت باطل کا تذکرہ کیا ہے اور واضح کیا ہے کہ اللہ کی دعوت تو دعوت حق ہے اور ان لوگوں کی دعوت جو اللہ کے سوا کی عبادت کرتے ہیں وہ باطل دعوت ہے، بعد ازاں دو تمثیلات کا ذکر کیا ہے ایک تمثیل میں حق اور حق کی دعوت دینے والوں کا ذکر ہے جبکہ دوسری تمثیل میں باطل کی دعوت دینے والوں کا ذکر ہے تاکہ ہدایت اور گمراہی میں فرق واضح ہو جائے۔

تشریح: اے محمد! (ﷺ) آپ مشرکین مکہ سے دریافت کریں کہ آسمانوں اور زمین کا خالق کون ہے؟ اور ان دونوں کے تمام معاملات کے نظام کو عمدگی کے ساتھ چلانے والا کون ہے؟ دراصل کفار کیساتھ تمسخر کا انداز اختیار کیا جا رہا ہے جبکہ وہ اتنے بے وقوف اور احمق ہیں کہ کائنات کے خالق اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اس کے سوا کی عبادت کر رہے ہیں آپ انہیں ڈانٹ پلاتے ہوئے بلکہ ان کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زبانوں کو خاموش کراتے ہوئے خود ہی جواب دیں کہ اللہ کی ذات پروردگار ہے تو پھر آپ ان سے استفسار کریں ان پر حجت قائم کرتے ہوئے کہ پھر تم نے اللہ کی ذات کے سوا کو اللہ کا شریک کیوں بنا رکھا ہے؟ اور تم اس کی عبادت کیوں کر رہے ہو؟ اور اللہ کی ذات کی جانب توجہ ہی نہیں کر رہے ہو، آپ برملا کہیں کہ جن کو تم نے اللہ کا شریک بنا رکھا ہے اور ان کی تم عبادت کر رہے ہو وہ تو اپنی ذات کو کسی فائدہ سے ہم کنار کرنے کی قدرت نہیں رکھتے ہیں اور نہ کسی نقصان سے خود کو بچا سکتے ہیں تو وہ تمہیں کیسے فوائد سے ہم کنار کریں گے اور نقصان سے تحفظ کریں عطا گے؟ آپ ان پر واضح کریں کہ کیا دیکھنے والا اور اندھا برابر ہیں؟ جب کہ اندھے سے مقصود کافر اور دیکھنے والے سے مقصود ایماندار شخص ہے، اور کیا اندھیرا اور روشنی دونوں برابر ہیں؟ ہرگز نہیں، اندھیرے سے مقصود ضلالت اور گمراہی ہے اور روشنی سے مقصود ہدایت ہے تو جس طرح نابینا اور آنکھوں والا برابر نہیں ہے اسی طرح اندھیرے اور روشنی بھی برابر نہیں ہے اور اسی طرح مومن شخص جو حق و صداقت کی روشنی دیکھ رہا ہے اور مشرک جو حق و صداقت کی روشنی نہیں دیکھ رہا ہے ہرگز برابر نہیں ہیں۔

اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ: اس میں ان پر مکمل تغلب کو واضح کیا گیا ہے اور ان سے مزاح کیا جا رہا ہے، بھلا کیا ان مشرکین نے اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ ایسے شریکوں کو شامل کر لیا ہے جنہوں نے اسی طرح مخلوق کو پیدا کیا ہے جس طرح کی مخلوق کو اللہ پاک نے پیدا کیا تھا تو معاملہ ان پر خلط ملط ہو گیا ہے اب وہ اللہ کی مخلوق کو اپنے بندوں کی مخلوق سے الگ نہیں کر سکتے ہیں ان کے ساتھ ایسا انداز اختیار کیا گیا ہے جس سے انہیں زبردست ذہنی کوفت ہوتی ہے جبکہ وہ دیکھ رہے ہیں کہ ہر چیز تو اللہ پاک کی مخلوق ہے اور ان بتوں نے جن کی وہ پوجا پاٹ کر رہے ہیں انہوں نے ہرگز کسی چیز کو پیدا نہیں کیا ہے تو پھر وہ کیسے اللہ کی عبادت چھوڑ کر ان کی عبادت کر رہے ہیں تو جب ان پر دلیل قائم ہو چکی ہے تو اللہ تعالیٰ نے حقیقت کو واضح فرمایا اے محمد! (ﷺ) آپ انہیں آگاہ کریں کہ ہر چیز کا خالق اللہ تعالیٰ ہے کوئی دوسرا خالق نہیں وہ ذات وصف الوہیت اور ربوبیت میں ایک ہے، ہر چیز پر غالب ہے تمام چیزیں اللہ کی قدرت کے تحت ہیں۔

اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌ ۢ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا ط وَمِمَّا يُوْقِدُوْنَ عَلَيْهِ فِي النَّارِ ابْتِغَآءَ حِلْيَةٍ اَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهٗ ط كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ ط فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَآءً ج وَاَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ ط كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ ﴿۱۷﴾ لِلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنٰى ط وَالَّذِيْنَ لَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهٗ لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ ط اُولٰٓئِكَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْحِسَابِ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ط وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۱۸﴾ ع اَفَمَنْ يَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ اَعْمٰى ط اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۱۹﴾

ترجمہ: اس نے آسمان سے پانی کو اتارا چنانچہ وادیاں اپنے اندازے کے مطابق بہنے لگیں تو چلنے والے سیلاب نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پانی کے اوپر پھولے جھاگ کو اٹھایا اور جس چیز کو آگ پر رکھتے ہیں زیور تیار کرنے کے لئے یا گھر کے سامان کے لئے اس میں بھی پانی کی جھاگ جیسی جھاگ ہوتی ہے اسی طرح اللہ حق و باطل کی مثال بیان کرتا ہے جب کہ جھاگ سوکھ کر نابود ہوجاتی ہے اور جو چیز لوگوں کو فائدہ دیتی ہے وہ زمین میں رہتی ہے اسی طرح اللہ تمثیلات بیان کرتا ہے (۱۷) جو لوگ اپنے پروردگار کی باتوں کو قبول کرتے ہیں ان کی حالت اچھی ہے اور جو لوگ اس کی باتوں کو قبول نہیں کرتے ہیں اگر ان کے پاس وہ سب کچھ ہو جو زمین میں ہے اور اس کے برابر بھی اس کے ساتھ ہو اس کے ساتھ فدیہ دیں یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے شدید عذاب ہے اور ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ بہت بری جگہ ہے (۱۸) کیا وہ شخص جو جانتا ہے کہ جو کچھ آپ کی جانب آپ کے پروردگار کی جانب سے حق اتارا گیا ہے اس شخص کی طرح ہے جو اندھا ہے بلاشبہ عقل و خرد والے ہی نصیحت حاصل کرتے ہیں (۱۹)

لغوی تحقیق: اَوْدِيَةٌ کا واحد وَادٍ ہے، اس مقام پر اطلاق ہوتا ہے جہاں پانی کا بہاؤ ہوتا ہے، دو پہاڑوں کے درمیان جگہ کو بھی وادی کہا جاتا ہے بلکہ جاری پانی پر بھی وادی کا اطلاق ہوتا ہے، قرآن پاک میں ہے ﴿اِنَّکَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًی﴾ (طٰہٰ:۱۲) ''آپ پاک وادی میدان طوی میں ہیں'' اور استعارہ کے طور پر مذہب، طریقہ اور اسلوب بیان کو وادی کہا جاتا ہے چنانچہ محاورہ ہے فُلَانٌ فِیْ وَادٍ غَیْرِ وَادِیْکَ کہ فلاں کا مسلک تجھ سے جداگانہ ہے، اور قرآن پاک نے شعراء کی مذمت کرتے ہوئے ان کے متعلق کہا ہے ﴿اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِیْ كُلِّ وَادٍ یَّهِیْمُوْنَ﴾ (الشعراء:۲۲۵) ''کیا تم نے نہیں دیکھا کہ وہ ہر وادی میں سر مارتے پھرتے ہیں'' تو یہاں فِیْ كُلِّ وَادٍ سے مقصود مختلف اسالیب سخن ہیں جیسے مدح، ہجو، جدل، غزل وغیرہ چنانچہ شاعر نے کہا ہے۔

اِذَا مَا قَطَعْنَا وَادِيًا مِنْ حَدِيْثِنَا اِلٰی غَیْرِهٖ زِدْنَا الْاَحَادِيْثَ وَادِيَا

جب ہم موضوع سخن کی ایک وادی کو قطع کر لیتے ہیں تو دوسری وادی میں داخل ہوجاتے ہیں اور کنایہ کے طور پر مرد کی اس رطوبت کو وَدِی کہا جاتا ہے جو عورت سے لذت اندوزی کے وقت یا پیشاب کے بعد خارج ہوتی ہے، اَلْوَدِیُّ چھوٹے پودے کو بھی کہا جاتا ہے کیونکہ وہ بھی پانی کی طرح طول میں بڑھتا چلا جاتا ہے، اَوْدَاهُ کے معنی ہلاک کرنے کے ہیں گویا کہ اس کے خون کو بہایا اسی سے دیت ہے جب کہ مال کو بہایا جاتا ہے۔ (مفردات امام راغب ص ۹۶۵)

اَلزَّبَدُ سیلاب کے باعث پانی کی سطح پر جو جھاگ نمودار ہوتی ہے اس کو زبد کہتے ہیں، رَابِيًا بلند، اونچا، پانی کے اوپر، جَفَاءً وادی، جس جھاگ کو وادی کناروں کی جانب پھینک دے۔ (المراغی ۲/۵/۷)

بلاغت: آیت کریمہ میں ایک مثال بیان ہورہی ہے جس کو حق اور حق والوں اور باطل اور باطل والوں کے لئے بیان کیا گیا ہے جیسا کہ اندھا اور دیکھنے والا اندھیروں اور روشنی کو، اس کے لئے مثال کو بیان کیا گیا ہے، چنانچہ حق اور حق والوں کی مثال اس پانی کی طرح ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے اتارا جس سے وادیاں چلنے لگتی ہیں اس کے ساتھ زندگی نمودار ہوتی ہے اور لوگوں کو اس سے فوائد حاصل ہوتے ہیں اسی طرح سونے کا ٹکڑا جس سے زیور اور برتن وغیرہ بنائے جاتے ہیں چنانچہ باطل کو جلد ختم ہونے کے باعث سیلابی پانی کی جھاگ سے تشبیہ دی گئی ہے جس کو سیلاب پھینکتا ہے اور سونے کی میل کچیل سے تشبیہ دی گئی ہے جو سونے کو پگھلاتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقت اوپر ہوتی ہے چنانچہ اس عمدہ تمثیل میں بلاغت کی اقسام موجود ہیں۔ (اعراب القرآن ص ١١٤، ج ١٣۔ ١٤)

تناسب: قبل ازیں اللہ پاک نے دیکھنے والے اور نابینا کی مثال کو مومن اور کافر شخص کے ساتھ بیان کیا ہے جب کہ روشنی اور اندھیرے کو ایمان اور کفر کے ساتھ تشبیہ دی ہے، دونوں تمثیلات حق کے ثبات اور بقاء کی ہیں اور کفر کے اضمحلال اور فنا کی ہیں، بعدازاں سعادت مندوں اور بدنصیب ان دونوں میں سے ہر ایک کے انجام کو بیان کیا ہے اور بتایا ہے کہ قیامت کے دن ان لوگوں کو جزا سزا کے عمل سے گزارا جائے گا بہرحال ان دونوں کی کیفیت اللہ تعالیٰ کے ہاں الگ الگ ہے اور ان تمثیلات سے وہی شخص عبرت حاصل کر پاتا ہے جو عقل سلیم کا حامل ہے اور صاحب بصیرت ہے۔

تشریح: اللہ تعالیٰ نے آسمان سے بارش کو نازل فرمایا چنانچہ بارش کا پانی وادیوں میں ان کی وسعت کے مطابق بہنے لگا تو جاری پانی کی سطح پر روانی کی تیزی کے سبب جھاگ نمودار ہوتی ہے امام طبریؒ نے بیان کیا کہ دراصل یہ تمثیل حق اور باطل بلکہ ایمان اور کفر کی ہے چنانچہ حق کی مثال بقاء اور ثبات کے لحاظ سے اور باطل کی مثال ضعف اور اضمحلال کے لحاظ سے بارش کے پانی کی مانند ہے جو آسمان سے زمین کی طرف اترتا ہے چنانچہ سیلابی پانی کے اوپر جھاگ نمودار ہوتی ہے پس حق سے مقصود پانی ہے جو زمین پر قائم رہتا ہے اور باطل سے مقصود پانی کے اوپر نمودار ہونے والی جھاگ ہے جو بے فائدہ ہوتی ہے اور دوسری مثال میں زیور بنانے یا کوئی گھریلو سامان بنانے کے لئے زیور کو آگ میں پگھلایا جاتا ہے تاکہ خوبصورت گھریلو سامان تیار کیا جائے تو سونے اور چاندی کے پگھلانے سے اوپر جھاگ آتی ہے پس یہ دونوں تمثیلات حق اور باطل کی ہیں جھاگ میں کچھ فائدہ نہیں ہوتا وہ پانی پر بلند رہتی ہے اصل افادیت تو پانی اور خالص سونے چاندی میں ہے جو قائم رہتا ہے سونے کی میل کچیل اور پانی کی جھاگ بے سود ہے اس سے باطل کی مثال دی گئی ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ تمثیلات بیان کرتا ہے جیسا کہ یہاں حق اور باطل کو واضح کرنے کے لئے دو تمثیلات پیش کی گئی ہیں تاکہ لوگ عبرت حاصل کریں اور خیر خواہی قبول کریں۔

لِلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنٰی: وہ ایمان دار لوگ جو اللہ پاک کی ذات پر ایمان لانے کے ساتھ ساتھ احکام الٰہیہ کے مطابق زندگی گزارتے رہے ان کے لئے نہایت اچھا بدلہ جنت دارالخلد ہے اور جن لوگوں نے ایمان قبول نہ کیا بلکہ کفر کی زندگی پر ڈٹے رہے اگر دنیا کا تمام مال ودولت ان کے پاس ہو بلکہ اس کے برابر اور بھی ہو پھر وہ اس سب مال کو بطور فدیہ کے دیں تاکہ وہ عذاب الٰہی سے چھٹکارا حاصل کر پائیں انہیں ہرگز نجات نہ ہوگی ان کا محاسبہ سختی کے ساتھ ہوگا اور ان کے غلط کردار کے باعث انہیں بدترین بدلہ سے گزرنا ہوگا ان کے گناہ معاف نہیں ہوں گے ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے جبکہ دوزخ نہایت ہی خوفناک اور برا ٹھکانہ ہے۔

اَفَمَنْ یَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ الْحَقُّ: استفہام انکاری ہے، مقصود یہ ہے بھلا وہ شخص جو مومن ہے اور جو کچھ محمد ﷺ پر اتارا گیا ہے اس کو وہ صحیح قرار دیتا ہے اور اس کے مطابق عمل کرتا ہے اور وہ شخص جو گمراہی اور جہالت کے اندھیروں میں مخبوط الحواس پھر رہا ہے عقل وفہم کا اس میں شائبہ تک نہیں، اندھا ہے بصیرت مفقود ہے دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں، اس آیت کے مصداق حمزہ رضی اللہ عنہ اور ابوجہل لعین ہیں، حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی آیات سے وہی لوگ نصیحت حاصل کرتے ہیں جو عقل سلیم رکھتے ہیں۔

الَّذِیْنَ یُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا یَنْقُضُوْنَ الْمِیْثَاقَ ﴿٢٠﴾ وَالَّذِیْنَ یَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ یُّوْصَلَ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَيَخۡشَوۡنَ رَبَّهُمۡ وَيَخَافُوۡنَ سُوۡٓءَ الۡحِسَابِ ﴿۲۱﴾ وَالَّذِيۡنَ صَبَرُوا ابۡتِغَآءَ وَجۡهِ رَبِّهِمۡ وَاَقَامُوا
الصَّلٰوةَ وَاَنۡفَقُوۡا مِمَّا رَزَقۡنٰهُمۡ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّيَدۡرَءُوۡنَ بِالۡحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمۡ عُقۡبَى
الدَّارِ ﴿۲۲﴾ جَنّٰتُ عَدۡنٍ يَّدۡخُلُوۡنَهَا وَمَنۡ صَلَحَ مِنۡ اٰبَآئِهِمۡ وَ اَزۡوَاجِهِمۡ وَ ذُرِّيّٰتِهِمۡ وَالۡمَلٰٓئِكَةُ
يَدۡخُلُوۡنَ عَلَيۡهِمۡ مِّنۡ كُلِّ بَابٍ ﴿۲۳﴾ سَلٰمٌ عَلَيۡكُمۡ بِمَا صَبَرۡتُمۡ فَنِعۡمَ عُقۡبَى الدَّارِ ﴿۲۴﴾

ترجمہ: وہ لوگ جو اللہ سے کئے گئے وعدہ کو پورا کرتے ہیں اور عہد شکنی نہیں کرتے ہیں (۲۰) اور جن کے ملانے کا اللہ نے حکم دیا ہے ان کو ملاتے ہیں اور اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں اور محاسبہ کی سختی سے ڈرتے ہیں (۲۱) اور وہ لوگ جو اپنے پروردگار کی رضا جوئی کے لئے صبر کرتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور اس چیز سے خرچ کرتے ہیں پوشیدہ اور ظاہر، جس کو ہم نے انہیں عطا کیا اور اچھائی کے ساتھ برائی کو دور کرتے ہیں، یہ لوگ ان کے لئے آخرت میں بدلہ ہے (۲۲) ہمیشہ کے باغات ہیں جن میں وہ داخل ہوں گے اور جو لوگ بھی نیکوکار ہیں ان کے آباء سے اور ان کی بیویاں اور ان کی اولاد سے اور فرشتے ان پر ہر دروازے سے داخل ہوں گے (۲۳) وہ کہیں گے تم پر سلامتی ہو اس لئے کہ تم نے صبر کیا چنانچہ اس گھر میں اچھا بدلہ ہے (۲۴)

لغوی تحقیق: يَدۡرَءُوۡنَ ٹالتے رہے، اس کا مادہ (درء) ہے، کسی ایک جانب جھکنا، دھکا دینا، ہٹانا، دور کرنا، ٹالنا، دَرَءَ عَنۡهُ الۡبَلَاءَ اس کی تکلیف کو دفع کر دیا، دَرَءَ الۡكَوۡكَبُ ستارہ طلوع ہوا، دَرَءُوا عَلَيۡنَا ہم پر آ دوڑے، حملہ کر دیا، دَرَءَ السَّيۡلُ سیلاب امڈ آیا، قرآن حکیم میں ہے ﴿وَيَدۡرَءُوۡنَ بِالۡحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ﴾ کے دو معنی ہیں ایک یہ کہ یہ لوگ ایمان و عمل صالحہ سے بہرہ مند ہیں برائی بدسلوکی اور ایذا رسانی کا جواب نیکی حسن سلوک اور نرمی و محبت سے دیتے ہیں کوئی شر یا تکلیف وہ عمل ان کو انتقام پر نہیں ابھارتا اور ان کے اخلاقی توازن کو بگاڑنے میں کامیاب نہیں ہو پاتا دوسرے یہ کہ ان سے جو بتقاضائے بشری لغزشیں سرزد ہوتی رہتی ہے ہیں یہ اپنی نیکیوں سے ان کا ازالہ کرتے رہتے ہیں۔ (لسان القرآن ص ۳۳۷)

عَدۡنٌ اقامت اختیار کرنا، اَلۡمَعۡدِنُ موتیوں کی کان بلکہ مطلق کان پر اطلاق ہوتا ہے اس کی جمع مَعَادِنُ ہے۔ (مفردات ۶۰۲) حدیث میں ہے اَلۡمَعۡدِنُ جُبَارٌ کہ اگر کوئی شخص کان میں گر کر مر جائے تو کان کن پر اسکی دیت نہیں ہے۔ (بخاری کتاب الزکوۃ باب ۶۹)

تناسب: قبل ازیں اللہ پاک نے ان لوگوں کے بارے میں تمثیل کو بیان کیا ہے جو حق و صداقت کو اپناتے ہیں رشد و ہدایت کی راہ پر گامزن رہتے ہیں نیز ان لوگوں کے بارے میں تمثیل کا ذکر کیا ہے جو گمراہی میں مستغرق ہیں کسی دوسری جانب رخ نہیں کرتے ہیں اب اس کے بعد واضح کیا جا رہا ہے کہ جو لوگ حق و صداقت کے پیروکار ہو جاتے ہیں اور ایمان کی دولت سے مالا مال ہوتے ہیں بلکہ ایمان کے ارکان کو قائم رکھنے میں کوشاں رہتے ہیں تو ان کا انجام بہتر ہے جب کہ انہوں نے دنیوی اخروی سعادتوں سے اپنے دامن کو بھر لیا ہے۔

تشریح: اللہ پاک نے اس سے پہلی آیت میں جن لوگوں کو عقل مند بتایا ہے اور ان کی سوچ کو صحیح قرار دیا ہے ان میں عہد کے ایفاء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا بھی جذبہ موجزن ہوتا ہے خواہ عہد کا تعلق اللہ کی ذات کے ساتھ وابستہ ہے یا آپس میں لوگوں کے ساتھ ہے اور وہ عہد اس نوعیت کا ہے کہ فطرت سلیمہ بھی اس کی صحت کی ضمانت دیتی ہے بلکہ اللہ کی کتاب میں بھی اس عہد کے ایفاء کا حکم دیا گیا ہے چنانچہ عہد کے ایفاء کی تاکید کا پتہ اس حقیقت سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ پاک نے قرآن پاک میں اکیس مقامات پر اس کے پورا کرنے کا حکم دیا ہے، مزید برآں منفی اسلوب اختیار کرتے ہوئے کہ وہ لوگ ہرگز اس عہد کو توڑتے نہیں ہیں جس عہد کا انہوں نے اللہ کی ذات سے وعدہ کیا ہے کہ وہ اسے ہرگز نہیں توڑیں گے اسی طرح معاشرہ میں اپنے رفقاء کے ساتھ بھی معاملات کو ان شرائط کے مطابق چلائیں گے جن کا تذکرہ معاملات کے طے پانے کے وقت کیا گیا تھا، چنانچہ صحیح حدیث میں وارد ہے کہ منافق شخص تین علامات سے پہچانا جاتا ہے جب وہ عہد شکنی پر اتر آئے اور کذب بیانی سے کام لے کر خود کو تحفظ عطا کرنا چاہتا ہے اور ناجائز جھگڑا برپا کر کے معاشرہ کو نقصان پہنچاتا ہے یقین کی فضا کو نقصان پہنچاتا ہے۔ (صحیح بخاری ح ۳۳، صحیح مسلم کتاب الایمان باب ۲۳، صحیح ابی داوٗد ۳/ ۸۸۷، سنن نسائی کتاب الایمان باب ۲۰، صحیح ترمذی ۲/ ۳۳۱، مسند احمد ج ۲ ص ۱۸۹)

وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ: اور وہ لوگ صلہ رحمی کے قیام کے لئے کوشاں رہتے ہیں جس طرح قریبی رشتہ داروں سے محبت اور حسن سلوک کے ساتھ معاملہ کرتے ہیں اسی طرح استطاعت کے مطابق محتاج بے سہارا لوگوں کے ساتھ انصاف کرتے ہیں ارشاد نبوی ہے جو شخص پسند کرتا ہے کہ اس کی آمدن میں فراخی ہو بلکہ اسے مناسب زندگی حاصل ہو تو اس کے حصول کے لئے صلہ رحمی سے بہتر اور کوئی نسخہ نہیں ہے۔ (صحیح بخاری کتاب البیوع باب ۱۳، صحیح مسلم کتاب البر وصلہ باب ۷، مسند احمد ۳/ ۱۵۶)

اور اپنے پروردگار کے جلال کی ہیبت سے ان کے دلوں پر برابر اثرات قائم رہتے ہیں اور انہیں یہ خطرہ ہمیشہ دامن گیر رہتا ہے کہ ان کا محاسبہ سخت نہ ہو کہیں اس کے سبب وہ دوزخ کا ایندھن نہ بن جائیں، چنانچہ اس خوف کے دامن گیر رہنے کے باعث وہ اللہ کے اوامر کی اطاعت میں سرگرم عمل رہتے ہیں حدود الٰہیہ کو توڑنے سے ہمیشہ گھبراہٹ کی کیفیت میں رہتے ہیں اور شفقت کے کاموں کو سرانجام دیتے ہیں مصابرت اختیار کرتے ہیں مقصود اللہ کی رضا جوئی ہوتی ہے اور فرض نمازوں کو ان کے اوقات میں اسی کیفیت کے ساتھ ادا کرتے ہیں جو کیفیت احادیث صحیحہ میں موجود ہے اور جو مال ہم نے انہیں عطا کیا ہے اس سے وہ پوشیدہ اور علانیہ خرچ کرتے رہتے ہیں اور حلم و بردباری کا مظاہرہ کرتے ہوئے عوام الناس کی جہالت اور خواہ مخواہ کی فضول دلخراش باتوں پر ان سے نبرد آزما نہیں ہوتے بلکہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرتے ہیں، حدیث صحیح میں وارد ہے کہ اگر کوئی برائی سرزد ہو جائے تو اس کے بعد آپ کی کوشش یہ ہو کہ اب مجھ سے کوئی عمل صالح ظہور میں آئے تو اس سے برائی کے اثرات ھباء منثورا ہو جائیں گے۔

(صحیح ترمذی ۲/ ۱۹۱، سنن داری کتاب الرقاق باب ۷۴، مسند احمد ۵/ ۱۵۳، مشکوٰۃ تحقیق البانی کتاب الادب باب ۱۹)

پس ان اوصاف کے ساتھ موصوف لوگ آخرت میں جنت کے مستحق قرار پائیں گے وہ ہمیشہ ہمیشہ وہاں رہیں گے بلکہ ان کے ساتھ ان کے والدین جو اعمال صالحہ کرتے رہے اور ان کی بیویاں اور ان کی اولاد بھی اقامت پذیر رہیں گے آپس میں ملاقات کے باعث انس و مودت میں اضافہ ہوگا اور مسرتیں اور خوشیاں دوبالا ہوں گی، مزید انہیں اس اعزاز سے بھی نوازا جائے گا کہ فرشتے جنت کے سبھی دروازوں سے انہیں مبارکباد کے پیغامات پہنچانے کے لئے داخل ہوتے رہیں گے کہ دنیوی مصائب ومحن پر صبر کرنے کے باعث آج تمہیں ہر قسم کا آرام حاصل ہے اور یہ آرام کبھی اختتام پذیر نہیں ہوگا ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ہوگا چنانچہ آخرت میں تمہارا یہ گھر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو جنت میں ہے یہ گھر نہایت عمدہ ہے البتہ اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ نجات کیلئے اعمال صالحہ کا ہونا ضروری ہے، چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے مرض الموت میں اپنی بیٹی فاطمۃ الزہراء سے مخاطب ہو کر اس حقیقت کو اجاگر کیا اے فاطمہ! محمد کی بیٹی! آپ مجھ سے جس قدر مال و دولت طلب کرنا چاہتی ہو طلب کرلو میں تجھے دینے کے لئے تیار ہوں لیکن میں تجھے اللہ کے عذاب سے نجات نہیں دلوا سکوں گا نجات کیلئے عمل کرنا ضروری ہے اس جملہ کو آپ ﷺ نے تین بار دہرایا۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان باب ۸۷، صحیح ترمذی ۲/۲۶۷، سنن دارمی کتاب الرقاق باب ۲۳)

وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَاللّٰهِ مِنْ ۢبَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَاللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ﴿۲۵﴾

ترجمہ: اور وہ لوگ جو اللہ کے ساتھ کیے گئے عہد کو پختہ کرنے کے بعد توڑ دیتے ہیں اور جس چیز کے ملانے کا اللہ نے حکم دیا ہے اسے نہیں ملاتے ہیں اور زمین میں فساد انگیزی کرتے ہیں یہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کے لئے لعنت ہے اور ان کے لئے بُرا ٹھکانہ ہے (۲۵)

تناسب: قبل ازیں اللہ پاک نے پرہیزگاروں کے اوصاف کو بیان فرمایا نیز ان کو آخرت میں کس اعزاز سے نوازنا ہے جب کہ وہ دنیوی زندگی میں کریمانہ اوصاف کے ساتھ موصوف رہے اور اخلاقی برتری میں ان کا منفرد مقام تھا اب اس آیت میں بدبخت انسانوں کا تذکرہ ہو رہا ہے اور ان کی خباثتوں اور نافرمانیوں کے باعث انہیں عبرتناک عذاب سے دوچار کیا جائے گا اور یہ قرآن پاک کا اسلوب ہے کہ ایمان والوں کیلئے وعدہ کے ساتھ نافرمان لوگوں کے لئے وعید کو بیان کیا جاتا ہے اور سزاؤں کے ساتھ انعامات کا تذکرہ ہوتا ہے ارشاد الٰہی ہے ﴿نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ وَاَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ﴾ (الحجر:۵۰)
''میرے بندوں کو آگاہ کریں کہ بلاشبہ میں معاف کرنے والا رحم کرنے والا ہوں جبکہ بلاشبہ میرا عذاب بھی دردناک عذاب ہے''

تشریح: اللہ پاک نے بدبخت لوگوں کے اوصاف کو بیان کیا ہے جو ان کے اخروی خسارہ کے باعث بنے۔

(۱) یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیے گئے عہد و میثاق کو دنیوی زندگی میں پامال کرتے رہے حالانکہ اس پر دلائل کونیہ کے ساتھ ساتھ عقلی دلائل بھی موجود تھے مثلاً توحید الٰہی اللہ کی قدرت، ارادہ اور انبیاء علیہم السلام پر ایمان لانا اور ان پر نازل ہونے والی وحی کو بھی تسلیم کرنا ان کی عہد شکنی کی واضح صورت یہ تھی کہ انہوں نے اسے کچھ حیثیت ہی نہ دی عمل کرنا تو اس کے بعد تھا اور دوسری صورت یہ تھی کہ انہوں نے سرسری طور پر غور و فکر تو کیا اور اس کو صحیح بھی باور کیا لیکن اس کے مطابق عمل نہ کیا۔

(۲) اللہ تعالیٰ نے انہیں صلہ رحمی کا حکم دیا تھا اور سبھی پیغمبروں پر ایمان لانے کا حکم دیا تھا جنہوں نے حق و صداقت سے انہیں آگاہ کیا لیکن انہوں نے کچھ پیغمبروں کی نبوت کو تسلیم کیا دیگر پیغمبروں پر ایمان لانے سے انکار کیا، مزید برآں صلہ رحمی سے روگردانی کی بلکہ کفار کی معاونت کی اور ایمان والوں کے ساتھ لڑائی جھگڑا جاری رکھا، حالانکہ صحیح حدیث میں وارد ہے کہ مومن انسان اپنے دوسرے مسلمان بھائی کے ساتھ اس طرح مل جل کر رہے جیسا کہ ایک عمارت ہے کہ اس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کو مضبوط کرتا ہے۔

(صحیح بخاری ح ۲۴۴۶، ۶۰۲۶، صحیح مسلم کتاب البر باب ۱۷، سنن نسائی کتاب الزکوٰۃ باب ۶۷، صحیح ترمذی ۲/۱۸۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیز ارشاد نبوی ہے سب مسلمان ایک جسم کی مانند ہیں جب ایک عضو بیمار ہوتا ہے تو جسم کے تمام اعضاء درد محسوس کرتے ہیں بیداری غالب رہتی ہے بلکہ بخار کی کیفیت رہتی ہے۔(صحیح بخاری ح ۶۰۱۱ صحیح مسلم کتاب البر باب ۱۷، مسند احمد ۴/۲۷۰)

اور زمین میں فساد انگیزی کرتے رہتے ہیں خود پر بھی ظلم کرتے ہیں اور دوسروں پر بھی ظلم سے باز نہیں رہتے ہیں ان سے ناجائز مال چھین لیتے ہیں اور مسلمانوں کے درمیان فتنہ وفساد کی آگ بھڑکاتے ہیں ان کی ان بداعمالیوں کے سبب یہ لوگ اللہ کی لعنت کے مستحق قرار پاتے ہیں رحمت الٰہی سے انہیں دور رکھا جاتا ہے بلکہ دنیوی اخروی بھلائیوں سے محروم قرار دیئے جاتے ہیں ان کا انجام بہت برا ہوتا ہے گناہوں کے باعث اللہ کی رحمت سے دور انہیں دوزخ کے عذاب میں گرفتار کیا جائے گا جب کہ انہوں نے دنیوی زندگی میں اللہ کے احکامات سے بغاوت اختیار کی اور زندگی کے کسی بھی موڑ پر انہوں نے محسوس نہ کیا کہ ہم تو جس راہ پر رواں دواں ہیں وہ راہ اللہ کی ناراضگی کا باعث ہے۔

ترسم نہ رسی بکعبہ اے اعرابی کیں راہ کہ تو مے روی بترکستان است

اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ۭ وَفَرِحُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ ﴿۲۶﴾ ع وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ اَنَابَ ﴿۲۷﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَىِٕنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ۭ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىِٕنُّ الْقُلُوْبُ ﴿۲۸﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰى لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ ﴿۲۹﴾

ترجمہ: اللہ فراخ روزی عطا کرتا ہے جس کیلئے چاہتا ہے اور تنگ کرتا ہے اور کفار دنیوی زندگی پر خوش رہتے ہیں حالانکہ دنیوی زندگی بہ نسبت آخرت کے نہیں ہے مگر معمولی سامان ہے (۲۶) اور کفار کہتے ہیں کیوں نہیں! اس پر اس کے پروردگار کی جانب سے کوئی علامت اتاری گئی؟ آپ کہیں بے شک اللہ گمراہ کرتا ہے جس کو چاہتا ہے اور اپنی جانب راہ نمائی کرتا ہے اس شخص کو جو رجوع کرتا ہے (۲۷) وہ لوگ جو ایمان لاتے ہیں اور ان کے دل اللہ کے ذکر کے باعث آرام پاتے ہیں، خبردار! اللہ کے ذکر کے ساتھ دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے (۲۸) وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے اعمال کیئے ان کی حالت اچھی ہے اور اچھا ٹھکانہ ہے (۲۹)

لغوی تحقیق: یَقْدِرُ روزی تنگ کرتا ہے، مادہ (ق د ر) ہے، تفصیل کے لئے مفردات کا مطالعہ ضروری ہے، یعنی روزی کفایت کے ساتھ ملتی ہے فراخی نہیں ہوتی کچھ بچتا نہیں ہے اس کے مخالف لفظ یَبْسُطُ ہے، جس سے مقصود فراخ روزی ہے، اَلْقُدْرَةُ، اَلتَّقْدِيْرُ اسی سے ہے قادر کا لفظ عاجز کے خلاف ہے، قَدَّرَ اس نے فلاں چیز کی کمیت بیان کی، قَدْرٌ اندازہ، ارشاد ربانی ہے ﴿قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا﴾ (الطلاق: ۳) ''اللہ نے ہر چیز کا اندازہ مقرر کر رکھا ہے''

بلاغت: ارشاد ربانی ﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَىِٕنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ﴾ اس آیت میں فعل ماضی کے ساتھ حرف عطف نہیں ڈالا گیا یعنی والطمأنت ذکر نہیں ہوا ہے بلکہ مضارع لایا گیا ہے، اس میں بلاغت کا پہلو کارفرما ہے کہ ان کے دلوں کا اطمینان ہمیشہ کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لئے ہے اوران میں تجدد کا رفرما رہتا ہے جیسے ہی کوئی آیت نازل ہوتی ہے اس سے ان کے ایمان میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

تناسب: قبل ازیں اللہ پاک نے اس حقیقت سے آگاہ فرمایا ہے کہ جو شخص پختہ عہد کرنے کے بعد عہد شکنی کرتا ہے اور اللہ کی وحدانیت کا اقرار نہیں کرتا ہے بلکہ نبی ﷺ کی نبوت کا انکار کرتا ہے وہ دنیوی زندگی میں ملعون قرار پاتا ہے جبکہ اخروی زندگی میں وہ عذاب الٰہی میں مبتلا ہوگا، اب اس آیت مبارکہ میں اس حقیقت کو اجاگر کیا جارہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حکمت کے اقتضاء کے مطابق بعض لوگوں کو رزق کی تنگی میں مبتلا کرنا ہے جبکہ بعض کو فراخی کے ساتھ رزق عطا کرنا ہے اس کا تعلق کسی کے ایمان اور کفر کے ساتھ نہیں، بعض اوقات ایک کافر شخص کو ڈھیل دیتے ہوئے فراخ رزق ملتا ہے مقصود استدراج ہوتا ہے اور ایمان دار شخص کے رزق کو تنگ کرنا ہے تاکہ اس کے اجروثواب میں مزید اضافہ ہو۔

تشریح: اللہ پاک اپنے بندوں میں سے اپنی مشیت کے مطابق کسی کو کھلا رزق عطا کرتا ہے جو مال جمع کرنے میں ہوشمندی کا ثبوت پیش کرتا ہے وہ رزق کے حصول کے لئے مختلف وسائل کو کام میں لاتا ہے جن وسائل سے دیگر لوگ آشنا نہیں ہوتے جبکہ اس کا تعلق ایمان، کفر، نیکی اور برائی کے ساتھ ہرگز نہیں ہوتا ہے، اور جو لوگ معاشرہ میں وسائل سے آگاہ نہیں ہیں اور محنت بھی زیادہ نہیں ہے تو ان کی روزی تنگ ہوتی ہے بہرحال غربت افلاس اور کثرت مال دو مختلف کیفیات ہیں جن میں نیکوکار اور بدکار دونوں دکھائی دیتے ہیں جیسا کہ ان دونوں پر رات دن آتے جاتے رہتے ہیں اور زندگی بھر صبح وشام کے ساتھ ان کا برابر واسطہ رہتا ہے اس کے بعد اس حقیقت کو واضح کیا ہے کہ مشرکین مکہ مال و دولت کی بہتات کے باعث کبر وغرور میں مبتلا تھے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں اس حقیقت کو واضح کیا ہے کہ رزق کی فراخی کے باعث غرور میں آکر انہوں نے کسی عہد و پیمان کا خیال نہ رکھا دنیوی مال ومتاع نے انہیں متکبر بنا دیا حالانکہ دنیوی زندگی تو آخرت کی زندگی کے مقابلہ میں نہایت قلیل ہے پھر اس کے لئے زوال ہے اس زندگی کو تو چرواہے کے زادراہ کے برابر سمجھنا چاہیے اس زندگی پر فخر وغرور کرنا ہرگز زیبا نہیں ہے یہ زندگی تو نہایت قلیل ہے اور تیزی کے ساتھ زوال پذیر ہونے والی ہے، ارشاد نبوی ہے اخروی زندگی کے مقابلہ میں دنیوی زندگی کی مثال یہ ہے جیسا کہ تم میں سے کوئی شخص اپنی انگلی کو دریا کے پانی میں ڈالتا ہے تو انگلی کے ساتھ کس قدر پانی دریا سے باہر آیا ہے آپ نے اس تمثیل کو سمجھاتے ہوئے شہادت کی انگلی کو فضا میں لہرایا۔ (صحیح مسلم کتاب الجنۃ باب ۱۴، صحیح ترمذی ۲/ ۲۷۰، صحیح ابن ماجہ ۲/ ۳۹۴، مسند احمد ۴/ ۲۲۹، التعلیق الرغیب ۴/ ۱۰۲)

نیز عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ چٹائی پر لیٹے ہوئے آرام فرما رہے تھے جب آپ وہاں سے اٹھے تو آپ کے پہلو میں چٹائی کے نشانات دکھائی دے رہے تھے صحابہ کرام بیان کرتے ہیں ہم نے آپ کی خدمت میں عرض کیا اے اللہ کے رسول! ہم آپ کے لئے آرام دہ بچھونا تیار کرتے ہیں آپ نے فرمایا مجھے ہرگز دنیا کے ساتھ کچھ واسطہ نہیں ہے میری مثال تو اس دنیا میں اس شخص جیسی ہے جو سفر کر رہا تھا کہ آرام کرنے کیلئے کسی درخت کے سائے میں اتر پڑے آرام کے بعد وہاں سے پھر آگے سفر کیلئے نکل پڑے اور درخت کے سائے کو چھوڑ دے۔ (صحیح ترمذی ۲/ ۲۸۰، صحیح ابن ماجہ ۲/ ۳۹۴، مسند احمد ج ۱ ص ۳۰۱)

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ: مکہ مکرمہ میں رہائش پذیر کفار لوگوں نے کہا کہ محمد پر کوئی معجزہ کیوں نہیں اتارا جارہا ہے جیسا کہ پہلے پیغمبروں کو معجزات سے نوازا گیا تھا مثال کے طور پر صفا پہاڑی سونے کی حالت میں تبدیل ہوجائے یا مکہ کے اردگرد سے پہاڑوں کے سلسلہ کو ختم کردیا جائے ان پہاڑوں کی جگہ پر لہلہاتے ہوئے باغیچے مسرت وشادمانی کے اسباب مہیا فرمائیں اس طرح کے دیگر مطالبات بھی انہوں نے پیش کئے گویا کہ ان کی نظر میں صرف قرآن مجید پر ہی اکتفا نہ کیا جائے، ان کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس مطالبہ کے جواب میں اللہ پاک نے رسول اکرم ﷺ کو حکم دیا کہ ان کے سامنے اس حقیقت کو واضح کریں کہ آیات کے اتارے جانے میں ہدایت یا گمراہی کا کچھ دخل نہیں سبھی معاملات تو اللہ کے ہاتھ میں ہیں آپ انہیں آگاہ کریں کہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے گمراہی پر رکھتا ہے البتہ جو شخص اللہ کی بارگاہ کی جانب خود کو جھکاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی راہ نمائی فرماتے ہیں بلکہ ہدایت سے نوازتے ہیں پس تمہارے لئے ضروری ہے کہ تم اللہ کی ذات سے ہدایت کی بھیک مانگو، یاد رکھو ہدایت اور گمراہی اللہ کے ہاتھ میں ہے تم اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اس سے ہدایت کو طلب کرو کہ وہ تمہیں نجات اور سعادت کے وسائل سے بہرہ ور فرمائے اور شیطان کے ہتھکنڈوں سے تمہیں تحفظ عطا کرے اور تمہیں دنیوی اخروی سعادتیں حاصل ہوں، پس تم اولاً ایمان لاؤ اور تمہارے دل اللہ کی یاد میں محو رہیں اس کے نتیجہ میں تم اطمینان کی دولت سے مالا مال ہو جاؤ گے تمہارا اضطراب ختم ہو جائے گا جب تمہارے دلوں میں ایمان کی روشنی جلوہ گر ہوگی۔

اس آیت میں اشارہ ہے کہ کفار اطمینان کی دولت سے محروم ہوتے ہیں دنیوی آرائش اور لذات کے حصول کے لئے ہمہ تن کوشاں رہتے ہیں اخروی زندگی کی جانب ان کا دھیان ہی نہیں ہوتا جب کہ وہ لوگ جو ایمان اور اعمال صالحہ کی دولت سے مالا مال ہوتے ہیں انہیں بارگاہ الٰہی میں اعزاز و اکرام کے ساتھ نوازا جائے گا مسرتوں اور خوشیوں سے پھولے نہ سمائیں ہوں گے انہیں وہ سب نعمتیں میسر آئیں گی جو ان کے دلوں میں سمائی ہوں گی، صحیح حدیث میں وارد ہے جنتیوں کو جنت میں ایسی نعمتیں میسر آئیں گی جن کو کبھی کسی آنکھ نے نہ دیکھا ہوگا نہ کسی کان نے سنا ہوگا بلکہ کسی انسان کے دل میں ان کا خیال بھی نہیں آیا ہوگا۔

(صحیح بخاری ح ۳۲۴۴، صحیح مسلم کتاب الجنۃ باب ا، صحیح ابن ماجہ ۴۳۵/۲، صحیح ترمذی ۹/۳ ۷، سنن دارمی کتاب الرقاق باب ۹۸)

بلکہ انہیں اس جملہ دعائیہ سے نوازا جائے کہ اب تم ہمیشہ ہمیشہ فرحت و انبساط کے ساتھ ساتھ رہو گے ہرگز مزاج میں کبھی تکدر کا شائبہ تک بھی راہ نہ پائے گا۔

دل میں سما گئی ہیں قیامت کی شوخیاں　　　دوچار دن رہا تھا کسی کی نگاہ میں

كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ فِيْٓ اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَآ اُمَمٌ لِّتَتْلُوَا عَلَيْهِمُ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ ۭ قُلْ هُوَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ مَتَابِ ﴿۳۰﴾ وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى ۭ بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِيْعًا ۭ اَفَلَمْ يَايْــــَٔـسِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ لَّوْ يَشَاۗءُ اللّٰهُ لَهَدَى النَّاسَ جَمِيْعًا ۭ وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا تُصِيْبُهُمْ بِمَا صَنَعُوْا قَارِعَةٌ اَوْ تَحُلُّ قَرِيْبًا مِّنْ دَارِهِمْ حَتّٰى يَاْتِيَ وَعْدُ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿۳۱﴾ع وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَمْلَيْتُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ ۣ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ﴿۳۲﴾ اَفَمَنْ هُوَ قَاۗىِٕمٌ عَلٰي كُلِّ نَفْسٍۢ بِمَا كَسَبَتْ ۚ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَاۗءَ ۭ قُلْ سَمُّوْهُمْ ۭ اَمْ تُنَبِّــــُٔـوْنَهٗ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي الْاَرْضِ اَمْ بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ ۭ بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مَكْرُهُمْ وَصُدُّوْا عَنِ السَّبِيْلِ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۳۳﴾

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَهُمْ عَذَابٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَقُّ ج وَمَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ﴿۳۴﴾

ترجمہ: اسی طرح ہم نے آپ کو ایسی امت میں پیدا کیا کہ اس سے پہلے بہت امتیں گزر چکی ہیں تاکہ آپ ان پر اس وحی کی تلاوت کریں جس کی ہم نے آپ کی جانب وحی کی اور وہ تو اللہ کا انکار کر رہے ہیں آپ کہیں وہ میرا پروردگار ہے اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں اسی پر میرا توکل ہے اور اسی کی جانب میرا لوٹنا ہے (۳۰) اور اگر قرآن ہوتا کہ اس کے سبب پہاڑوں کو چلایا جا سکتا یا اس کے سبب زمین میں شگاف پڑ جاتے یا اس کے سبب مردہ لوگوں سے کلام ہو سکتی تو وہ ایمان نہ لاتے بلکہ تمام حکم اللہ کا ہے کیا وہ نہیں جانتے ہیں جو ایمان دار ہیں کہ اگر اللہ چاہتا تو سب لوگوں کو ایک ہی دفعہ ہدایت کر دیتا اور کفار کو ہمیشہ پہنچتی رہے گی ان کے کرتوتوں کے باعث سخت سزا یا ان کے گھروں کے قریب سزا اتر پڑے گی یہاں تک کہ اللہ کا وعدہ آ جائے گا بلاشبہ اللہ وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتا (۳۱) اور بلاشبہ آپ سے پہلے پیغمبروں کا تمسخر اڑایا گیا تو میں نے کفار کو مہلت دی پھر میں نے انہیں پکڑ لیا پس کیسا تھا میرا سزا دینا (۳۲) کیا وہ ذات جس کو ہر شخص کی سزا کی خبر ہے جو اس نے اعمال کئے اور انہوں نے اللہ کے شریک بنائے آپ کہیں کہ ان کے نام بتاؤ کیا تم اللہ کو خبر دے سکتے ہو اس کی جس کا اسے علم نہیں زمین میں یا تم باطل باتوں پر فریفتہ ہو بلکہ کفار کے لئے ان کی بری سوچ خوبصورت بنا دی گئی ہے اور انہیں راستہ سے روک دیا گیا ہے اور جس شخص کو اللہ گمراہ کرے اس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں ہے (۳۳) ان کے لئے دنیوی زندگی میں عذاب ہے اور آخرت کا عذاب تو بہت سخت ہے اور انہیں اللہ سے کوئی بچانے والا نہیں ہے (۳۴)

لغوی تحقیق: مَتَابٌ مادہ (ت و ب) ہے، اس کا مفہوم ہے میرا لوٹنا، یَایْئَس ہوازن قبیلہ کی لغت میں اس کا معنی جاننا ہے، مادہ (ی ء س) ہے، قَارِعَةٌ ایسی مصیبت جو دلوں میں کھٹکا ابھارتی ہے، بظاهر من القول باطل بات جس کی کچھ حقیقت نہ ہو۔

بلاغت: ارشاد الٰہی ﴿وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ﴾ اس آیت میں اعجاز کے لحاظ سے بلاغت ہے جبکہ وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا کے بعد لو کا جواب محذوف ہے، علامہ زمخشری نے اس کا جواب لَمَا اٰمَنُوْا مقدر تسلیم کیا ہے کہ اگر قرآن کے سبب پہاڑ چلنے لگ جاتے پھر بھی کفار قرآن پاک پر ایمان نہ لاتے یا یہ جواب ہے کہ اگر قرآن کے سبب پہاڑ اپنی جگہ چھوڑ کر متحرک ہو جاتے تو صرف یہ قرآن ہی ایسی کتاب ہے جس کے سبب پہاڑ چل پڑتے۔ (اعراب القرآن ص ۱۳۳ ج ۱۳-۱۴)

تناسب: قبل ازیں اللہ پاک نے بیان فرمایا ہے کہ کفار نے رسول اکرم ﷺ سے اس طرح کے معجزات کا مطالبہ کیا جس طرح کے معجزات سے موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کو نوازا گیا تھا اللہ تعالیٰ نے ان کے اس مطالبہ پر آگاہ کیا کہ اگر ان جیسے معجزات کا عطیہ دیا گیا اور اللہ کا ارادہ انہیں ہدایت دینے کا نہ ہوا تو ان معجزات سے انہیں کچھ فائدہ حاصل نہ ہو گا اس کے نتیجہ میں انہیں عذاب الٰہی میں مبتلا ہونا پڑے گا جیسا کہ پہلی قومیں عذاب الٰہی کے باعث تباہ و برباد کر دی گئیں، مزید فرمایا اگر کسی کتاب کے نزول کے باعث پہاڑ اپنی جگہ چھوڑ دیتے ہیں یا زمین میں نہریں پھوٹ پڑتی ہیں تو یقیناً اس قرآن میں یہ خاصیت موجود ہے لیکن اس کے باوجود یہ لوگ ایمان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لانے والے نہیں ہیں، بعدازاں آگاہ کیا ہے کہ جب وہ ایمان نہ لائے تو ان پر عذاب الٰہی نازل ہوگا، اس وضاحت میں جہاں تناسب کا علم ہو رہا ہے وہاں شان نزول سے بھی آگاہی حاصل ہو رہی ہے کہ انہوں نے مطالبہ کیا کہ قرآن پاک کی برکت سے پہاڑوں کو یہاں سے اٹھالیا جائے اور ہمارے آباؤ اجداد جو فوت ہو چکے ہیں انہیں زندہ اٹھایا جائے تب ہم ایمان لائیں گے حالانکہ وہ کبھی ایمان لانے والے نہ تھے۔ (المراغی ۸۵/۵)

تشریح: اللہ پاک فرمارہے ہیں اے محمد! (ﷺ) جیسا کہ ہم نے آپ کو اس امت میں پیغمبری کا اعزاز عطا کر کے بھیجا تاکہ آپ انہیں اللہ تعالیٰ کے پیغامات پہنچائیں اسی طرح ہم نے آپ سے پہلے بھی گذشتہ امتوں کی جانب پیغمبر بھیجے تھے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی ذات کا انکار کیا تھا اور پیغمبروں کو بھی جھٹلایا تھا اس لحاظ سے اب ان لوگوں کو بھی خوفزدہ رہنا چاہیے کہ کہیں ان پر اللہ کا عذاب نازل نہ ہو جائے۔

وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ: جن لوگوں میں ہم نے آپ کو بھیجا ہے وہ اللہ کے وصف رحمٰن کا انکار کرتے ہیں جیسا کہ صلح حدیبیہ کے موقعہ پر جب معاہدہ کو تحریر میں لایا جارہا تھا تو انہوں نے **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ** کے تحریر کرنے سے انکار کیا کہ ہم رحمٰن اور رحیم کو نہیں جانتے ہیں، آپ انہیں آگاہ کریں کہ اللہ جس کا وصف رحمٰن ہے وہ میرا پروردگار ہے لیکن تم اس کا انکار کر رہے ہو جب کہ سبھی معاملات میں اس پر بھروسہ ہے اور اسی کی جانب لوٹنا ہے۔

وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ: اگر منزل من اللہ کتابوں میں سے کوئی کتاب ایسی ہے کہ جس کی تلاوت سے پہاڑ جو اپنی جگہ پر مضبوط ہیں وہ چلنا شروع کر دیں اور اپنے مرکز کو چھوڑ دیں یا اس کی تلاوت سے زمین میں شگاف پڑ جائیں اور زمین مختلف ٹکڑیوں میں تقسیم ہو جائے یا قرآن پاک کے ساتھ فوت شدہ لوگوں کو مخاطب کیا جائے تو وہ قرآن پاک کی تلاوت کے باعث مخاطب ہونے والے شخص کی بات کا جواب دیں تو اس کلام میں لفظ **لَوْ** کا جواب محذوف ہے اور وہ یہ ہے کہ صرف قرآن ہی ایسا کلام ہے جس میں یہ خصوصیت موجود ہے اس لئے کہ قرآن پاک میں انتہا درجہ کی ہدایت اور نصیحت کارفرما ہے بلکہ اس سے زیادہ قوموں کو ڈرانے کا زور اور قوت کسی دوسری کتاب میں نہیں ہے تو پھر بھی یہ لوگ قرآن پاک کی حقانیت کو تسلیم نہیں کریں گے، اس لئے کہ ان لوگوں کی دشمنی آخری درجہ پر ہے ان کے مزاج میں بگاڑ ہے۔

بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِيْعًا: حقیقت یہ ہے کہ اللہ پاک کی ذات کو ہی ہر طرح کا اختیار حاصل ہے اس کی مشیت میں اس کا کوئی شریک نہیں ہے کسی بھی قوت کا اس پر تحکم نہیں ہے اسی کی منشاء کے بغیر کوئی کام ہرگز وقوع پذیر نہیں ہوسکتا ہے، قرآن پاک میں ہے ﴿وَمَا تَشَاءُوْنَ اِلَّا اَنْ يَّشَاءَ اللّٰهُ﴾ ''تم وہی کچھ چاہتے ہو جو اللہ چاہتا ہے'' کیا ایمان والوں کو اس حقیقت سے آگاہی حاصل نہیں ہے کہ اگر اللہ چاہتا تو سب لوگوں کو ہدایت عطا کرتا جب کہ امر اللہ کا ہے وہی نافذ کرتا ہے جب کہ شریعت کے مکلّف ہونے کے لحاظ سے بظاہر اختیار بھی موجود ہے۔

اَفَلَمْ يَايْئَسِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَهَدَى النَّاسَ جَمِيْعًا: کیا ایماندار لوگ اس حقیقت سے آگاہ نہیں ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کو ہدایت دینا چاہتا تو انہیں ہدایت عطا کر دیتا حقیقت یہ ہے کہ قرآن سے بڑھ کر کوئی دلیل نہیں ہرگز کوئی معجزہ بھی نہیں جو انسانی عقول کے لئے کامیابی میں اس سے بڑھ کر ہو جسے اگر پہاڑ پر نازل کیا جاتا تو آپ محسوس کرتے کہ پہاڑ خشیت الٰہی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے پاش پاش ہو جاتے جب کہ فی الواقع اللہ کی مشیت اس طرح کارفرما نہیں ہوتی ہے، بخاری شریف میں رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی وارد ہے آپ نے فرمایا ہر پیغمبر کو جتنا اونچا معجزہ عطا کیا گیا اسی قدر اس پر لوگ ایمان لائے جب کہ مجھے اللہ نے جس معجزہ سے نوازا ہے وہ قرآن پاک ہے جس کی میری جانب وحی کی گئی مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن میرے تابعداروں کی تعداد سب امتوں کے تابعداروں سے زیادہ ہوگی۔(صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن باب ا، مسند احمد ج۲ ص ۳۴۱)

مقصود یہ ہے کہ ہر پیغمبر کا معجزہ اس کی وفات کے ساتھ ختم ہو گیا جب کہ قرآن پاک ایسی روشن دلیل اور معجزہ ہے جو ہمیشہ ہمیشہ زمانہ بھر قائم رہے گا اس میں ذکر کردہ عجائبات کیلئے اختتام نہیں ہے بلکہ جس قدر کثرت کیساتھ اسے بار بار پڑھا جائے گا اور اس کے عجائبات سے آگاہی حاصل ہوگی تو وہ کبھی بھی کشش اور عمدگی کے لحاظ سے ہرگز قدیم نہیں کہلائیں گے بلکہ ان میں جدت کی جلوہ گری آراستہ و پیراستہ دکھائی دے گی اور قرآن پاک کے مشمولات کے بار بار مطالعہ سے علماء کرام سیرابی حاصل نہ کر پائیں گے۔

وَلَا يَزَالُ الَّذِينَ كَفَرُوا تُصِيبُهُم بِمَا صَنَعُوا قَارِعَةٌ: اور یہ حقیقت ہے کہ کفار کو ہمیشہ ہمیشہ مصائب اور تکالیف شاقہ سے دوچار رہنا ہوگا ان میں سے کچھ کو موت کے گھاٹ اتارا جاتا رہے گا جب کہ بقایا کو جیل کی سلاخوں میں قید و بند کی صعوبتوں سے گزرنا ہوگا ان سے ان کی جائدادیں چھین لی جائیں گی ان کے مال و دولت کو لوٹ لیا جائے گا اس کا سبب صرف یہ ہوگا کہ انہوں نے خود کو کفر و شرک کی دلدل میں محبوس رکھا اس سے نجات حاصل کرنے کے بارے میں کبھی خیال تک بھی نہ کیا، مزید برآں آپ کی مخالفت اور آپ کے جھٹلانے میں انہوں نے کبھی نرم رویہ اختیار نہ کیا بلکہ آپ کو انہوں نے اپنے شہر سے نکال دیا۔

اَوْ تَحُلُّ قَرِيبًا مِّن دَارِهِمْ: یا اللہ کی جانب سے اترنے والی مصیبت اور آفت ان کے گھروں کے عین وسط میں نازل ہوگی جس سے ان کا آرام اور چین ختم ہو کر رہ جائے گا اور مصائب کے شعلے ان کی جانب لپکتے رہیں گے یہاں تک کہ اللہ پاک اپنے وعدہ کو پورا فرمائیں گے آپ کو ان پر غلبہ عطا کریں گے ان کا علاقہ اسلامی ریاست کے زیر نگیں آجائے گا اور آپ کی عظمت کا لہراتا ہوا جھنڈا ہمیشہ ہمیشہ ان کی آنکھوں کا کانٹا بنا رہے گا بلا شبہ اللہ کا وعدہ سچا ہے آپ کو ان پر ضرور غلبہ حاصل ہوگا اللہ پاک کئے گئے وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتا ہے۔

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّن قَبْلِكَ: چونکہ کفار آپ ﷺ سے بطور استہزاء کے معجزات کے لانے کا مطالبہ کرتے تھے اور ان کا مزاحیہ انداز آپ کے مزاج پر دشوار گزرتا تھا آپ تکلیف میں مبتلا رہتے تھے تو اللہ پاک آپ کو صبر دلاتے ہوئے آگاہ فرما رہے ہیں کہ اگر آپ کی قوم کے مشرکین آپ کے ساتھ مزاحیہ انداز اختیار کر رہے ہیں اور آپ سے معجزات لانے کا مطالبہ کر رہے ہیں، درحقیقت وہ آپ کے لائے ہوئے دین اسلام کو جھوٹا قرار دے رہے ہیں تو ان کی ایذاء رسانی پر آپ صبر کا مظاہرہ کریں اور اپنے پروردگار کے احکام پر عمل کرتے رہیں آپ سے پہلے بھی امتوں نے ان کی جانب بھیجے جانے والے پیغمبروں کو جھٹلایا، چنانچہ میں نے کچھ وقت تک انہیں مہلت دی جیسا کہ کسی چار پائے کو چند لمحات چراگاہ میں ٹھہرنے کی مہلت دی جاتی ہے پھر میں نے ان پر اپنے عذاب کو نازل کیا جب وہ سرکشی اور گمراہی میں مزید مستغرق ہو گئے آپ ملاحظہ کریں کہ میں نے کس طرح ان کو سزا کے شکنجے میں جکڑا انہیں نہ صرف یہ کہ دردناک عذاب میں گرفتار کیا بلکہ انہیں عبرت کا نشان بنایا، چنانچہ اللہ کا وعدہ سچا ثابت ہوا اللہ پاک نے اپنے آخر الزمان پیغمبر کو ان کے دشمنوں پر غلبہ عطا کیا ان میں سے کچھ لوگ دین اسلام میں داخل ہو گئے اور جنہوں نے اسلام قبول نہ کیا انہیں قتل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر دیا گیا یہاں تک کہ مکمل جزیرۃ العرب اسلام کے زیر نگیں آ گیا اور اللہ کا کلمہ بلند ہو کر رہا۔

اَفَمَنْ هُوَ قَآئِمٌ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍ ۭ بِمَا كَسَبَتْ: کیا وہ ذات جو مخلوق کو رزق عطا کرنے اور ان کے تمام معاملات کی ذمہ دار ہے جو تمام مخلوقات کے بارے میں مکمل معلومات رکھتی ہے اس ذات کو ان کے اچھے اور برے اعمال سے بھی آگاہی ہے اس سے کوئی چیز اوجھل نہیں ہے وہ ان معبودوں جیسا نہیں ہو سکتا جن میں ذکر کردہ اوصاف نہیں پائے جاتے ہیں اور تم ان کی عبادت کرتے ہو جو قوت سامعہ اور باصرہ سے محروم ہیں اور ان میں اتنی بھی قوت نہیں کہ وہ اپنی ذات سے کسی مصیبت کو روک سکیں یا کچھ فائدہ پہنچا سکیں تم نے انہیں اللہ کا شریک بنا رکھا ہے آپ انہیں آگاہ کریں کہ تم جن کی عبادت کر رہے ہو ان میں کیا خصوصیات ہیں ان سے ہمیں آگاہ کرو جن کی بنا پر انہیں اس لائق گردانا جائے کہ ان کی عبادت کی جائے بلکہ کیا تم اللہ کو اس کے شرکاء کے بارے میں خبر دے رہے ہو کہ وہ عبادت کے لائق ہیں جن کا علم اللہ کی ذات کو نہیں ہے اور نہ ہی ان کے اوصاف کا علم ہے گویا کہ ان کے وجود کی نفی کی جا رہی ہے، ظاہر ہے کہ اگر وہ موجود ہوتے تو اللہ کی ذات کو ان کا علم ہوتا اس لئے کہ اللہ کی ذات سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے ایک ذرہ برابر بھی زمین آسمان میں اس کے علم سے باہر نہیں ہے بلکہ تم نے تو ان کو اپنے خیال کے مطابق اللہ کا شریک قرار دے دیا ہے کہ وہ نفع نقصان پہنچا سکتے ہیں اس لئے تم نے ان کو خدا بنا رکھا ہے۔

بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مَكْرُهُمْ: آپ اس طرح کے جھگڑے کو ایک کنارے میں رکھیں اس میں کچھ فائدہ نہیں ہے جب کہ ان کے مکر و فریب نے ان کیلئے اس کو خوبصورت شکل میں پیش کیا ہے جب کہ انہوں نے خود کو شرک کے گڑھے میں گرا رکھا ہے اس بنا پر انہیں صراط مستقیم سے پھیرا گیا ہے اور جس شخص کی مدد اللہ پاک چھوڑ دیں جب کہ اس کا اعتقاد درست نہیں اور اعمال بھی برے ہیں تو اسے کوئی ہدایت عطا نہیں کر سکتا اس کی نجات کے لئے اس سے توفیق الٰہی سلب ہو جاتی ہے انہیں دنیوی زندگی میں بھی سخت عذاب سے دو چار ہونا ہوگا وہ مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہو جائیں گے یا انہیں قید کر لیا جائے گا بلکہ دیگر آفات سے بھی انہیں تحفظ حاصل نہ ہوگا جب کہ آخرت میں انہیں جس عذاب میں جکڑا جائے گا وہ دنیوی عذاب سے کہیں زیادہ تکلیف دہ ہوگا اور ہمیشہ کے لئے ہوگا کوئی ان کی سفارش نہ کر سکے گا بلکہ سفارش قبول ہی نہ کی جائے گی نہ سفارش کی اجازت ملے گی اور یہ حقیقت ہے کہ جو شخص کفر پر فوت ہوتا ہے اس کی سفارش کی اجازت ہرگز کسی کو حاصل نہیں ہوگی۔ (المراغی ۵/۸۹-۹۰)

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِیْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ اُكُلُهَا دَآئِمٌ وَّ ظِلُّهَا ؕ تِلْكَ عُقْبَى الَّذِیْنَ اتَّقَوْا ۖۗ وَّ عُقْبَى الْكٰفِرِیْنَ النَّارُ ﴿۳۵﴾ وَ الَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَفْرَحُوْنَ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ وَ مِنَ الْاَحْزَابِ مَنْ یُّنْكِرُ بَعْضَهٗ ؕ قُلْ اِنَّمَاۤ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ وَ لَاۤ اُشْرِكَ بِهٖ ؕ اِلَیْهِ اَدْعُوْا وَ اِلَیْهِ مَاٰبِ ﴿۳۶﴾ وَ كَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا عَرَبِیًّا ؕ وَ لَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّ لَا وَاقٍ ﴿۳۷﴾ ع وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَ جَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّ ذُرِّیَّةً ؕ وَ مَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ یَّاْتِیَ بِاٰیَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ ﴿۳۸﴾ یَمْحُوا اللّٰهُ مَا یَشَآءُ وَ یُثْبِتُ ۖۚ وَ عِنْدَهٗۤ اُمُّ الْكِتٰبِ ﴿۳۹﴾

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: اس جنت کا وصف جس کا وعدہ پرہیز گاروں کے ساتھ کیا گیا ہے یہ ہے کہ اس کے نیچے سے نہریں رواں دواں ہیں اس کے پھل دائمی ہیں اور اس کے سائے بھی اس طرح ہیں کہ یہ پرہیز گاروں کے لئے بدلہ ہے اور کفار کا بدلہ دوزخ ہے (۳۵) اور وہ لوگ جن کو ہم نے کتاب سے نوازا وہ اس پر خوش ہیں جس کو آپ کی جانب اتارا جا رہا ہے اور ان جماعتوں سے کچھ ایسے ہیں جو اس کے کچھ حصہ کا انکار کر رہے ہیں آپ آگاہ کریں سوائے اس کے نہیں کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اللہ کی عبادت کروں اور اس کا شریک نہ بناؤں اس کی جانب میں بلا رہا ہوں اور اسی کی جانب میرا لوٹنا ہے (۳۶) اسی طرح ہم نے قرآن کو اتارا ہے کتاب عربی زبان میں ہے اور اگر آپ ان کی خواہشات کی پیروی کریں گے بعد اس کے کہ آپ کے پاس علم آ چکا ہے تو آپ کا اللہ کے عذاب سے کوئی ساتھی نہ ہوگا اور نہ کوئی بچانے والا ہوگا (۳۷) اور بلاشبہ ہم نے آپ سے پہلے پیغمبروں کو بھیجا اور ہم نے انہیں بیویاں اور اولاد عطا کی اور کسی پیغمبر کے لئے لائق نہیں کہ اللہ کی اجازت کے بغیر کوئی معجزہ لائے ہر تقدیر تحریر ہے (۳۸) اللہ مٹا دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اور باقی رکھتا ہے جس کو چاہتا ہے اور اس کے ہاں لوح محفوظ ہے (۳۹)

تناسب: قبل ازیں اللہ پاک نے ذکر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کفار کے لئے دنیوی اور اخروی زندگی میں عبرتناک عذاب تیار کیا ہوا ہے بعد ازاں پرہیز گاروں کے ثواب و اکرام کا تذکرہ ہے، بعد ازاں اہل کتاب سے اسلام میں داخل ہونے کے بعد جب انہیں مسرت حاصل ہوئی، بعد ازاں اللہ کے پیغمبر کو ترغیب دلائی گئی کہ آپ نے منصب رسالت کے حق کو ادا کرنا ہے اور احکام الٰہیہ کی مخالفت سے خود کو بچانا ہوگا، بعد ازاں چند شبہات کے جواب کا ذکر ہے جو انہوں نے نبوت کو باطل قرار دینے پر وارد کئے، مثال کے طور پر انہوں نے کہا کہ اس پیغمبر کی بیویوں کی تعداد زیادہ ہے اگر واقعی اللہ کے پیغمبر ہوتے تو عورتوں کیساتھ اس قدر مشغولیت اختیار نہ رکھتے، اس حقیقت کا انکار ناممکن ہے کہ محمد ﷺ بھی دیگر پیغمبروں کی طرح ہیں ان کے علاوہ بھی کثیر تعداد میں ایسے پیغمبر گزرے ہیں جن کی بیویاں اور ان کی اولاد کثرت کے ساتھ تھی لیکن اس بنیاد پر ان کو معیوب قرار نہیں دیا گیا، نیز یہ جملہ بھی دہرایا گیا کہ اگر یہ اللہ کے پیغمبر مبعوث ہوتے تو جب ان سے معجزات کا مطالبہ کیا گیا تو جواب میں توقف کیوں اختیار کیا گیا جب کہ اس کا جواب واضح ہے کہ معجزات کا معاملہ تو اللہ کے سپرد ہے اللہ کی مشیت پر موقوف ہے اور اللہ پاک کی مشیت میں ہرگز دخل دینا ممکن نہیں، مزید ان کا یہ اعتراض کہ جس عذاب سے انہوں نے لوگوں کو ڈرایا اس کا ظہور نہ ہو سکا انہیں غلبہ حاصل نہ ہو سکا تو اس کا جواب دیتے ہوئے انہیں آگاہ کیا کہ ہر کام کا وقت مقرر ہوتا ہے اس سے آگے پیچھے ہونا ممکن نہیں۔

تشریح: اس جنت کی حقیقت کا واضح نقشہ جس کا وعدہ پرہیز گاروں سے کیا گیا ہے اس لئے کہ انہوں نے خود کو اللہ پاک کی جانب نہایت تواضع اور زاری کی کیفیت میں جھکایا اور اخلاص کے ساتھ بارگاہ الٰہی میں دعا کی، جنت کے سبھی اطراف و اکناف میں نہریں جاری رہیں گی وہ اپنی منشا کے مطابق جدھر چاہیں گے ان کا رخ پھیر دیں گے جنت میں ماکولات، مشروبات میں پھل فروٹ کا سلسلہ لامتناہی ہوگا کبھی ختم نہ ہوگا اس کے ساتھ ساتھ ہمیشہ کا سایہ میسر ہوگا وہاں گرمی سردی کا احساس تک نہ ہوگا سورج، چاند اور اندھیرے کا تصور بھی نہ ہوگا، حقیقت یہ ہے کہ پرہیز گاروں کو ان کی پرہیز گاری کے نتیجہ میں ان دائمی انعامات سے ہر لمحہ نوازا جائے گا ان کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چہرے اللہ کی ذات کے لئے تواضع کی کیفیت میں جھکے ہوئے ہوں گے اس لئے کہ انہوں نے دنیوی زندگی میں خود کو برائیوں اور اللہ پاک کی نافرمانیوں سے بچا کر رکھا تھا وہ سرتاپا اللہ پاک کی بارگاہ میں تواضع کی کیفیت میں کامیاب زندگی گزارتے رہے ان کے دل ہمیشہ قیامت کے خوف سے کانپتے رہے جس کے خوف سے بچے بوڑھے دکھائی دیں گے اور قیامت کے ہولناک مناظر میں عوام کالانعام بے ہوش دکھائی دیں گے جب کہ حقیقت یہ ہے کہ ان پر بے ہوشی طاری نہ ہوگی بلکہ اللہ کی جانب سے سخت المناک عذاب میں گرفتار ہوں گے بہرحال اپنے گناہوں کے نتیجہ میں دوزخ کی آگ میں انہیں دھکیلا جائے گا۔

وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ: جب نبی ﷺ پر قرآن پاک کا نزول ہوا تو اہل کتاب دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے ایک گروہ نے قرآن پاک کے نازل ہونے پر خوشی محسوس کی جب کہ دوسرے گروہ نے قرآن پاک کے نزول کا انکار کیا اہل کتاب میں سے جن لوگوں نے قرآن پاک کے نزول پر خوشی کا اظہار کیا ان کی خوشی حقیقت پر مبنی تھی اس لئے کہ ان کی کتابوں میں نبی ﷺ کی نبوت کی بشارت موجود تھی جیسا کہ عبداللہ بن سلام اور اس کے رفقاء تھے جو پہلے یہودی تھے جبکہ عیسائیوں سے اَسّی (۸۰) افراد نے بخوشی اسلام قبول کیا اور دیگر جماعتوں میں سے کچھ افراد نے آپ کی مخالفت میں اپنے رفقاء کو جمع کیا جیسا کہ کعب بن اشرف وغیرہ لوگ تھے مخالفت کا سبب یہ تھا کہ قرآن پاک کے بعض مشمولات نے ان کتابوں میں جو انہوں نے تحریف کی تھی اس کی وضاحت کی اسی لئے اللہ پاک نے نبی اکرم ﷺ کو حکم دیا کہ آپ ان لوگوں کو اصل حقیقت سے آگاہ کریں چنانچہ آپ نے فرمایا اور انہیں متوجہ کیا کہ مجھے تو اللہ کی جانب سے حکم دیا گیا ہے کہ میں ایک اللہ کی ذات کی عبادت کروں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کروں یہ ایسی حقیقت ہے جس سے انکار کرنا درست نہیں بلکہ تمام شریعتوں اور منزل من اللہ کتابوں کا اس حقیقت پر اتفاق ہے ارشاد ربانی ہے

﴿قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا﴾ (آل عمران:۶۴)

''اے اہل کتاب! تم ایک بات کی جانب آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کو معبود تسلیم نہ کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں'' بلکہ آفاقی دلائل اور کائناتی شواہد اس حقیقت کو اجاگر کر رہے ہیں کہ ہم اللہ کی ربوبیت اور اس کی عبودیت پر اکٹھے ہو جائیں اور ایمان رکھیں، شاعر کا شعر ملاحظہ فرمائیں ؎

وَفِي كُلِّ شَيْءٍ لَهٗ اٰيَةٌ تَدُلُّ عَلٰى اَنَّهٗ وَاحِدٌ

''کائنات کی ہر چیز اس حقیقت کو اجاگر کر رہی ہے کہ خالق کائنات وحدہٗ لاشریک ذات ہے'' اسی کی اطاعت کی جانب میں دعوت دیتا ہوں اور خالصتاً اسی کی عبادت کی جانب میں دعوت بھی دیتا ہوں اور ترغیب دلاتا ہوں اور اسی ایک ذات کی جانب میرا لوٹنا ہے اور تمہارا بھی جانا ہے تاکہ عمل مکافات وقوع پذیر ہو سکے۔

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا: اور جیسا کہ ہم نے آپ سے پہلے پیغمبروں کو مبعوث کیا اور ان پر کتابوں کو نازل کیا ہم نے آپ پر بھی عربی زبان میں جو آپ کی اور آپ کی قوم کی زبان ہے اس میں قرآن پاک کو اتارا تاکہ ان کے لئے معانی کا سمجھنا آسان ہو قرآن پاک کا نام حکم اس لئے رکھا گیا ہے کہ یہ کتاب خالص عربی زبان میں اللہ کی جانب سے حکم نامہ ہے بالکل صحیح انداز پر اس سے فیصلے ہوں گے اس میں نہ صرف حلال حرام چیزوں کا تذکرہ ہے بلکہ ایک مکلف شخص کو جن حقائق کی ضرورت ہے ان سب کو روشن کیا گیا ہے تاکہ دنیوی اخروی سعادتوں کو اپنے دامن میں سمیٹ لیا جائے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ: اگر آپ ان جماعتوں کی خواہشات کی پیروی کریں گے تا کہ انہیں آپ خوش رکھیں ان کے اعتقادات کے مخالف کوئی جملہ زبان سے نہ نکالیں تو آپ کو اللہ کے عذاب کی گرفت سے کوئی تحفظ عطا نہیں کر سکے گا آپ اس سے خوفزدہ رہیں کہ آپ ان کی خواہشات کی پیروی کریں اور ان کی رفاقت اختیار کریں، جبکہ قرآن پاک میں اللہ پاک کے اس اسلوب کا انداز ایک عام ضرب المثل کی طرح ہے کہ خاوند اپنی بیوی کو سمجھانے کے لئے پڑوسن سے مخاطب ہوتا ہے کہ آپ میری بات سنیں جب کہ مقصود بیوی کو سنانا ہوتا ہے بالکل اسی طرح یہاں بھی اگر چہ نبی اکرم ﷺ کو بظاہر مخاطب کیا گیا ہے جب کہ مقصود یہ ہے کہ کفار کی امیدوں کو خاک میں ملا دیا ہے کہ اگر وہ اپنی خواہشات کے مطابق عمل پیرا رہیں گے تو پھر انہیں عذاب الٰہی سے کوئی تحفظ عطا نہ کر سکے گا اور ایمان والوں کو مزید آگاہ کیا ہے کہ وہ دین اسلام پر استقامت کے ساتھ رواں دواں رہیں کسی موڑ پر بھی وہ اسلام کے روشن اصولوں کو خیر باد کہہ کر خواہشات نفسانی کے اسیر نہ بنیں۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً: اس آیت کا شان نزول بیان کیا جاتا ہے کہ یہودیوں نے رسول اکرم ﷺ کے اس عمل کو معیوب قرار دیا کہ آپ نے عوام کی سطح سے بلند ہو کر کچھ زیادہ ہی عورتوں کو اپنے نکاح میں رکھا ہوا ہے جب کہ نبوت کی ذمہ داری کا تقاضا یہ تھا کہ آپ کی توجہ اس قدر زیادہ عورتوں سے نکاح کی جانب نہ ہوتی، ان کے اس اعتراض کا جواب اللہ پاک کی جانب سے پیش کیا جا رہا ہے کہ ہم نے آپ سے پہلے متعدد پیغمبروں کو مبعوث فرمایا وہ سب انسان تھے کھانے پینے کی انہیں طبعی ضرورت تھی اور دیگر انسانوں کی طرح وہ بازاروں میں آتے جاتے تھے ان کی بیویاں بھی تھیں اور ان سے اولاد بھی تھی اس لئے کفار مکہ کا آپ کے اس انداز پر اعتراض کرنا ہرگز مناسب نہیں آپ نے بیویوں کو اپنے نکاح میں لا کر کوئی انوکھا کام نہیں کیا ہے البتہ آپ کی بیویوں کی تعداد عام مسلمانوں کی بیویوں کی تعداد سے زیادہ ہے جب کہ عام امت کے کسی فرد کے لئے زیادہ سے زیادہ بیک وقت چار بیویوں کو اپنے عقد میں لانے کی اجازت ہے لیکن رسول اللہ ﷺ کو اس مسئلہ میں اختیار عطا کیا گیا یہی وجہ ہے کہ بیک وقت آپ کے نکاح میں نو (۹) بیویاں موجود رہیں۔

ارشاد نبوی ہے میں روزہ رکھتا ہوں، افطار بھی کرتا ہوں اور میں قیام اللیل بھی کرتا ہوں اور نیند بھی کرتا ہوں گوشت تناول کرتا ہوں عورتوں سے نکاح کرتا ہوں جو شخص میرے طریقہ سے روگردانی کرے گا وہ مجھ سے نہیں ہے۔ (صحیح بخاری کتاب النکاح باب ا، صحیح مسلم کتاب النکاح باب ا، سنن نسائی کتاب النکاح باب ۴، سنن دارمی کتاب النکاح باب ۳، مسند احمد ۱۵۸/۲)

آپ ﷺ کے عقد میں تعدد زوجات کی حکمت: کسی شخص کے پرائیویٹ معاملات جو اس کی بیوی کے ساتھ وابستہ ہوتے ہیں ان معاملات سے امت کی عورتوں کو آگاہ کرنے کے لئے عام مسلمانوں سے زیادہ بیویوں کو عقد میں لانے کی اجازت دی گئی تا کہ خاوند بیوی کے در پردہ مسائل کو آپ کی بیویاں امت کے لوگوں کی بیویوں کو آگاہ کریں چنانچہ عائشہ صدیقہ کے بارے میں آپ کا ارشاد گرامی ملاحظہ فرمائیں کہ تم دین اسلام کے مسائل کا نصف عائشہ صدیقہ سے حاصل کرو۔ (المراغی ۹۵/۵)

یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کی احادیث کو کثرت سے بیان کرنے والے ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کے بعد عائشہ رضی اللہ عنہا کا مقام ہے انہوں نے آپ کی در پردہ زندگی کے مسائل سے امت کے مردوں عورتوں کو آگاہ کیا چنانچہ صحابہ کرام مسائل معلوم کرنے کے لئے عائشہ کے گھر کا رخ کرتے جب کہ وہ عائشہ سے اطمینان کے ساتھ واپس لوٹتے تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ: اس آیت کے شان نزول میں بیان کیا گیا ہے کہ مشرکین نے آپ کی نبوت کو مطعون قرار دیتے ہوئے اعتراض اٹھایا کہ ہم ان سے معجزات کا مطالبہ کرتے ہیں لیکن وہ اس کا جواب نہیں دیتے ہیں اس پر آیت مبارکہ نازل ہوئی، رسول اکرم ﷺ کے دائرہ اختیار میں یہ بات نہیں ہے کہ عوام جس معجزہ کے لانے کا مطالبہ کرتے ہیں وہ معجزہ پیش کردیا جائے، معجزہ پیش کرنا تو اللہ کی مشیت پر موقوف ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے پیش کرنے میں حکمت سمجھیں اور لوگوں کی مصلحت کا تقاضا ہو کہ معجزہ پیش کیا جائے جب کہ ہر کام کے لئے وقت مقرر ہے اس وقت سے پہلے اسے لایا نہیں جاسکتا جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام اور محمد ﷺ مختلف زمانوں میں مبعوث کئے گئے جب اللہ تعالیٰ نے ان کی بعثت کی ضرورت کو محسوس کیا۔

يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ: اللہ تعالیٰ شریعت کے بعض احکامات کو منسوخ فرماتا ہے اور بعض کو اسی طرح قائم رکھتا ہے اللہ ہی کے پاس اس کا علم ہے البتہ اس مقام پر ایک حدیث کا مفہوم ہمیشہ ذہن نشین رہنا چاہیے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جس شخص کو پسند ہے کہ اس کے رزق میں فراخی رہے اور اس کی عمر میں اضافہ ہو تو اس کے حصول کیلئے صلہ رحمی کے نسخہ کو ہمیشہ ذہن میں رکھا جائے۔ (صحیح بخاری کتاب الادب باب ۱۲، صحیح مسلم کتاب البر باب ۶، صحیح ابی داؤد کتاب الزکوۃ باب ۴۶)

وَاِنْ مَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ ﴿۴۰﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ۭ وَاللّٰهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ ۭ وَهُوَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۴۱﴾ وَقَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلِلّٰهِ الْمَكْرُ جَمِيْعًا ۭ يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ ۭ وَسَيَعْلَمُ الْكُفّٰرُ لِمَنْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۴۲﴾ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَسْتَ مُرْسَلًا ۭ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًۢا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۙ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ ﴿۴۳﴾ ع

ترجمہ: اور اگر ہم آپ کو ان چیزوں سے کچھ کا مشاہدہ کروائیں جن کا ہم نے وعدہ کر رکھا ہے یا ہم تجھے فوت کرلیں بہر حال آپ کی ذمہ داری تو پہنچانا ہے اور ہم نے محاسبہ کرنا ہے (۴۰) کیا یہ لوگ دیکھ نہیں رہے ہیں کہ ہم اس زمین کے بارے میں ارادہ کرتے ہیں کہ اس کو اس کے کناروں سے کم کریں اور اللہ فیصلہ کرتا ہے اس کے فیصلہ کو کوئی رد کرنے والا نہیں ہے اور وہ جلدی حساب لینے والا ہے (۴۱) بلاشبہ ان سے پہلے لوگوں نے فریب کیا پس اللہ کے لئے ہے سب فریب کرنا اکٹھا وہ جانتا ہے جو ہر نفس کرتا ہے اور کفار کو معلوم ہو جائے گا کہ کس کے لئے ہے آخرت کا بدلہ (۴۲) اور کفار کہتے ہیں آپ پیغمبر نہیں ہیں آپ کہیں اللہ کافی ہے گواہ میرے اور تمہارے درمیان اور کافی ہے وہ ذات جس کے پاس کتاب کا علم ہے (۴۳)

لغوی تحقیق: اَلْمُعَقِّبُ وہ شخص جو کسی چیز پر حملہ آور ہو کر اسے ختم کردیتا ہے چنانچہ جو شخص اپنے مقروض کا پیچھا کرتا ہے اور اس سے قرض کا مطالبہ کرتا ہے اسے معقب کہا جاتا ہے، مکر سے مقصود مخفی طور پر کسی ناپسندیدہ کام کا ارادہ کرنا، عُقْبَى الدَّارِ اچھا نتیجہ، الام کا اصل چیز پر اطلاق ہوتا ہے جیسا کہ دماغ کا نام ام الراس ہے اور مکہ کا نام ام القری ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلاغت: ﴿فَاِنَّمَا عَلَیْکَ الْبَلٰغُ﴾ میں قصر اضافی ہے موصوف کو صفت پر بند کیا ہے کہ آپ کا وصف تو بس اللہ کے احکام کو پہنچانا ہے راہ ہدایت پر لانا نہیں ہے، ﴿نَاْتِی الْاَرْضَ﴾ میں مجاز مرسل ہے مقصود یہ ہے کہ زمین کو ہمارا حکم پہنچتا ہے اور ہمارا عذاب پہنچتا ہے۔

تناسب: قبل ازیں بیان کیا جا چکا ہے کہ کفار نے رسول اکرم ﷺ کو اپنے مزاح کا نشانہ بناتے ہوئے کہا کہ آپ ہمیں جس عذاب کی دھمکی دے رہے ہیں اسے جلدی کیوں نہیں لا رہے ہیں؟ جب کہ نبی ﷺ بھی اس جانب راغب تھے کہ انہیں جس عذاب سے خوفزدہ کیا جا رہا ہے وہ عذاب آ جانا چاہیے تا کہ ان کے علاوہ دوسرے لوگوں کے لئے عبرت کا سامان ثابت ہو لیکن اللہ پاک نے رسول اکرم ﷺ کو آگاہ کیا کہ آپ کا کام تو احکام کو پہنچانا ہے آپ کی ذمہ داری یہ نہیں ہے کہ انہیں ان کے کردار کے مطابق سزا دی جائے، ان کا ہم محاسبہ کریں گے، اور ہم نے انہیں جس عذاب کی دھمکی دی ہے انہیں اس میں ذرہ بھر شک وشبہ نہیں ہے جب کہ وہ مشاہدہ کر رہے ہیں کہ مسلمان ان کے شہروں کو فتح کر رہے ہیں ان کی فوج کو موت کے گھاٹ اتار رہے ہیں یا قیدی بنا رہے ہیں اور ان کی زمینیں کم ہو رہی ہیں جب کہ مفتوح زمینیں اسلام کے زیر نگیں آ رہی ہیں اس طرح مسلمانوں کو غلبہ اور وقار حاصل ہو رہا ہے جب کہ دشمن کی فوج ذلت سے دوچار ہو رہی ہے۔

اس کے بعد واضح کیا ہے کہ آپ کی قوم نے آپ کے ساتھ بدسلوکی کا جو انداز اپنایا ہے یہ کوئی انوکھی بات نہیں ہے ان سے پہلے لوگوں نے بھی اپنے پیغمبروں کے ساتھ مکروفریب کا انداز اختیار کیا جب کہ ان کے اس انداز نے انہیں کچھ نقصان نہ پہنچایا کامیابی بالآخر پرہیزگاروں کو حاصل ہوئی اور ظالموں کو تباہ و برباد کر دیا گیا ان کفار کو بھی معلوم ہو جائے گا جب ان پر عذاب اتر پڑا کہ انجام کار کون لوگ کامیاب رہے، بعدازاں بیان کیا ہے کہ یہودیوں نے بھی آپ کی رسالت کا انکار کیا ان کے اس انداز کے جواب میں اللہ پاک نے آپ کو حکم دیا کہ آپ انہیں آگاہ کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو سچا پیغمبر قرار دے رہے ہیں آپ کی سچائی پر دلائل وبراہین موجود ہیں اور اللہ کی گواہی سے بڑھ کر اور کوئی گواہی نہیں ہو سکتی، مزید برآں اہل کتاب میں سے بھی اہل علم نے اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے کہ آپ ﷺ کے اوصاف کا تذکرہ ان کی کتابوں میں موجود ہے۔ (المراغی ۵/۹۷)

سید قطب کی وضاحت بابت آیت: ﴿اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا نَاْتِی الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا﴾ جب مالدار قومیں فخر ومباحات کا انداز اختیار کرتی ہیں اور فساد انگیزی پر اتر آتی ہیں تو اللہ پاک کا مضبوط ہاتھ ان کی قوت کو کمزور کر دیتا ہے اور ان کی عظمت وثروت کو خاک میں ملا دیتا ہے اور انہیں چھوٹے سے قطعہ میں محصور کر دیتا ہے جب کہ زمانہ ماضی میں ان کا اقتدار بہت وسعت پذیر رہا۔ (صفوۃ التفاسیر القسم السادس ص ۵۳)

لطیفہ! آیت مبارکہ میں زمین کو اس کے اطراف سے تنگ کر دیتے ہیں سے علماء کرام، فقہائے عظام کو فوت کرنا مقصود ہے چنانچہ مجاہدؒ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک روایت میں اس کا تذکرہ ہے ایک شاعر کے دو اشعار ملاحظہ فرمائیں ؎

اَلْاَرْضُ تَحْیَا اِذَا مَا عَاشَ عَامِلُهَا مَتٰی یَمُتْ عَالِمٌ مِنْهَا یَمُتْ طَرَفٌ
کَالْاَرْضِ تَحْیَا اِذَا مَا الْغَیْثُ حَلَّ بِهَا وَاِنْ اَبٰی عَادَ فِیْ اَکْنَافِهَا التَّلَفُ

''زمین پر روئیدگی دکھائی دیتی ہے جب وہاں کے علماء کرام زندہ ہوتے ہیں جب زمین کے کسی کنارے سے کوئی عالم فوت ہوتا ہے تو وہ کنارہ خشک دکھائی دیتا ہے جیسا کہ زمین میں زندگی کے اثرات دکھائی دیتے ہیں جب زمین پر بارش برستی ہے اور جب بارش نہ برسے تو زمین کے کناروں میں مردنی چھا جاتی ہے'' (صفوۃ التفاسیر القسم السادس ص ۵۴)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اٰیاتُھا: ۵۲ (۱۴) سُوْرَۃُ اِبْرٰھِیْمَ مَکِّیَّۃٌ (۷۲) رُکُوْعَاتُھا: ۷

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام کے ساتھ جو بخشش کرنے والا مہربان ہے

الٓرٰ قف کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰہُ اِلَیْکَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ بِاِذْنِ رَبِّھِمْ اِلٰی صِرَاطِ
الْعَزِیْزِ الْحَمِیْدِ ﴿۱﴾ اللّٰہِ الَّذِیْ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ط وَوَیْلٌ لِّلْکٰفِرِیْنَ مِنْ
عَذَابٍ شَدِیْدِ ﴿۲﴾ نِالَّذِیْنَ یَسْتَحِبُّوْنَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا عَلَی الْاٰخِرَۃِ وَ یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ
اللّٰہِ وَیَبْغُوْنَھَا عِوَجًا ط اُولٰٓئِکَ فِیْ ضَلٰلٍ م بَعِیْدٍ ﴿۳﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ
قَوْمِہٖ لِیُبَیِّنَ لَھُمْ ط فَیُضِلُّ اللّٰہُ مَنْ یَّشَآءُ وَیَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ ط وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ﴿۴﴾

ترجمہ: الٓر [اللہ کو اس کا علم ہے] یہ ایسی کتاب ہے جس کو ہم نے آپ کی جانب نازل کیا تا کہ آپ لوگوں کو گمراہیوں سے ہدایت کی جانب نکالیں ان کے پروردگار کی توفیق کے ساتھ اس ذات کے راستہ کی جانب جو غالب ہے تعریف والا ہے (۱) اللہ کے راہ کی طرف کہ اس کے لئے ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اور کفار کے لئے تباہی ہے بہ سبب سخت عذاب کے (۲) وہ لوگ جو دنیوی زندگی کو آخرت پر پسند کرتے ہیں اور لوگوں کو اللہ کے دین سے روکتے ہیں اور اس میں ٹیڑھے پن کو تلاش کرتے ہیں یہ لوگ دور گمراہی میں ہیں (۳) اور ہم نے کسی پیغمبر کو نہیں بھیجا مگر اس کی قوم کی زبان میں تا کہ ان کے لئے واضح کرے پس اللہ گمراہ کرتا ہے جس کو چاہتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت عطا کرتا ہے اور وہ غالب حکمت والا ہے (۴)

تشریح: اے اللہ کے پیغمبر! (ﷺ) ہم نے اس کتاب کو آپ کی جانب اتارا تا کہ آپ لوگوں کو گمراہی اور کفر کے اندھیروں سے ایمان کی روشنی کی جانب نکالیں اور جہالت میں گھرے ہوئے اور اندھوں کو رشد و ہدایت کی جانب راہ نمائی کریں جو کہ واضح آیات کا مجموعہ ہے اس سے کائنات کے حقائق کی گرہیں کھلتی ہیں جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی جانب راستہ دکھاتی ہیں اور اس حقیقت سے آگاہ کرتی ہیں کہ اللہ کا کوئی شریک نہیں اور اس ایک کی ہی عبادت کرنا ضروری ہے، مزید منفعت کے حصول اور تکالیف کے ازالہ کے لئے اسی کی بارگاہ میں دعا کی جائے اسی میں انسان کی سعادت مضمر ہے اور دنیوی اخروی صلاحیتوں کا حصول ہے لیکن حصول کی توفیق کا سوال بھی اللہ کی ذات ہی سے کیا جائے کہ وہ صراط مستقیم پر رواں دواں رکھے اور اللہ کی ذات ہی تو غالب ہے وہ اپنے تمام امور، اقوال میں لائق ستائش ہے۔

بعد ازاں بیان فرمایا کہ اللہ ہی کی ذات آسمان وزمین اور جو کچھ ان دونوں میں ہے ان کے پیدا فرمانے ان کے تمام تر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تصرفات اور تدابیر کی مالک ہے، یقین رکھیں یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس سے کائنات کے خالق کی عظمت کا اندازہ ہوتا ہے کہ وہ بادشاہت میں منفرد ہے، چنانچہ قرآن کریم کی اکثر و بیشتر سورتوں میں اس کو مکرر ذکر کیا گیا ہے مقصود اس حقیقت سے آگاہ کرنا ہے کہ دین اسلام کے اہم مقاصد میں سے یہ مقصد اولین حیثیت رکھتا ہے کہ مسلمانوں میں ایسے ربانی علماء کثرت کے ساتھ موجود رہیں جو کائنات کے حقائق کے فہم وادراک میں ملکہ تامہ رکھتے ہوں اور اللہ کی مخلوق کے عجائبات کے اسرار ورموز سے مکمل آشنائی رکھتے ہوں اور زمین کی تہوں میں جو بے شمار خزانے مخفی ہیں ان سے متعارف کرائیں اور عملی، فنی لحاظ سے ان سے انسانیت کو حاصل ہونے والے فوائد سے شادکام فرمائیں، نہ صرف ظاہری حقائق بلکہ تعجب خیز باطنی حقائق جو فضائے بسیط میں چھپے ہوئے ہیں ان سے بھی پردہ کشائی کریں تاکہ انسان اور ہر ذی روح مخلوق اپنے ماکلولات، مشروبات اور رہائشی ضروریات کے علاوہ دیگر ضرورتوں اور فوائد کو حاصل کر پائیں، لیکن بایں ہمہ نہایت افسوس اور دلسوزی کے ساتھ اس حقیقت کے بیان کرنے میں مجھے ہرگز رکاوٹ نہیں ہے کہ مسلمانوں کی اکثریت جن پر صبح وشام اس آیت مبارکہ کی تلاوت کی جاتی ہے وہ اس کے معانی ومطالب کی جانب ہرگز کچھ توجہ نہیں کرتے ہیں، صرف تلاوت کو ہی کافی سمجھتے ہیں توجہ کریں اگر آیات قرآنیہ کی تلاوت ہی بس کرنی ہوتی اور اس سے مقصود حاصل ہو جاتا ہوتا تو بھوک کے احساس کے وقت روٹی کا تذکرہ ہی کافی ہوتا اور پیاس بجھانے کے لئے پانی کے ذکر سے ہی سیرابی حاصل ہو جاتی جب کہ ایسا ممکن نہیں۔

وَوَيْلٌ لِّلْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ: ان لوگوں کو دھمکی دی جا رہی ہے جو آیات قرآنیہ کے مفہوم کا انکار کرتے ہیں اور اللہ کی وحدانیت پر ان کا ایمان نہیں ہے تو قیامت کے دن انہیں نہایت اذیت ناک عذاب میں گرفتار کیا جائے گا جب کہ انہوں نے نبی ﷺ کی دعوت کو قبول نہ کیا اور اللہ کی عبادت کے ساتھ ساتھ ایسے لوگوں کی عبادت بھی کرتے رہے جنہیں کائنات میں کچھ اختیار نہیں ہے بلکہ وہ تو خود اللہ کی ذات کے ملک اور تصرف میں ہیں، مزید ان کے تین اوصاف بیان کئے جا رہے ہیں کہ وہ دنیوی زندگی کے شیدائی ہیں اسی کے بہتر بنانے میں مصروف عمل ہیں اور دنیوی نعمتوں کی لذات سے شادکام ہو رہے ہیں اور دیدہ دلیری کے ساتھ شہوت رانی میں مسلسل رواں دواں رہتے ہیں کبائر کے ارتکاب سے باز نہیں آتے ہیں دنیوی آسائشوں کو آخرت کی ہمیشہ ہمیشہ سعادتوں پر ترجیح دیتے ہیں، حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے جزا سزا کے عمل کے دن کو بالکل فراموش کر دیا ہے۔ جس دن کہ بھائی اپنے بھائی سے اور بیٹا اپنے ماں باپ سے اور خاوند اپنی بیوی سے بلکہ اپنے قبیلہ سے اور زمین پر آباد تمام افراد سے بھاگے گا۔

کفار کا دوسرا وصف بیان ہو رہا ہے کہ وہ ان لوگوں کو بھی ایمان کی دعوت کے قبول کرنے سے روکتے رہے جنہوں نے اپنے عزم کو ایمان باللہ اور اتباع رسول کی جانب متوجہ کر رکھا تھا جب کہ ان کے سامنے شیطان نے گمراہی کی راہ کو نہایت خوبصورت اور دلکش انداز میں پیش کیا نافرمانیوں کی کثرت کے سبب ان کے دل زنگ آلود ہو گئے اور اللہ کے نزدیک لے جانے والے راستے دور ہو گئے، ان کا تیسرا وصف بیان ہو رہا ہے کہ وہ دین اسلام کے صراط مستقیم کو ٹیڑھا راستہ قرار دیتے ہیں اور اسے انسانیت سے دور لے جانے والا راستہ بتاتے ہیں، مثال کے طور پر اکثر ملحد قسم کے لوگ بانگ دہل اس بات کی رٹ لگاتے رہتے ہیں کہ حدود وغیرہ میں اسلامی قوانین نہایت سخت ہیں وہ قوانین تو ان لوگوں کے لئے تھے جو جنگل میں بود وباش رکھتے تھے جب کہ شہریت میں آباد لوگ تو مہذب اور شائستہ ہوتے ہیں ان پر بدویانہ ظالمانہ قانون کو جاری رکھنا ہرگز درست نہیں ہے، حقیقت یہ ہے ﴿كَبُرَتْ كَلِمَةً

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۭ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا ﴾ (الکھف: ۵) ''وہ کلمہ کتنا بوجھل ہے جوان کی زبانوں سے نکل رہا ہے وہ نہیں کہتے ہیں مگر جھوٹ'' جب کہ حقیقت یہ ہے کہ اسلامی شریعت کے قوانین نے انسانیت کواتنے اونچے مقام پر سرفراز فرمایا کہ اس کے دور کے معاشرہ کو ہر لحاظ سے اتنا اونچا مقام عطا کیا کہ تاریخ انسانیت اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے عدل وانصاف کا بول بالا ہوا ظلم وتعدی، فسق وفجور ھباء منثورا ہوگیا، کسریٰ وقیصر کی بادشاہت کو اسلامی فوج نے اپنے پاؤں تلے روند ڈالا ان کی عظمت کا پرچم تارتار ہوگیا ان کی عزت خاک میں مل گئی ذلت وادبار اور شقاوت نے انہیں کہیں کا نہ چھوڑا، حقیقت یہ ہے کہ اللہ پاک کا قانون ہی ہمیشہ غالب رہتا ہے جب امت مسلمہ اس کے مطابق اپنی زندگی کے تمام دھاروں کورواں دواں رکھے اللہ کی سنت ہے کہ زمین کے وارث وہی لوگ قرار پاتے ہیں جو صالحیت کے وصف کے ساتھ موصوف ہوں۔

اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ ۢ بَعِيْدٍ: چونکہ ان لوگوں نے دنیوی زندگی کو اخروی زندگی پر محبوب سمجھا اور دین اسلام سے خود کو دور رکھا بلکہ ٹیڑھا پن اختیار کیا تو اب وہ حق وصداقت سے بہت دور ہیں ان کے بارے میں کامیابی کی کرن بھی نظر نہیں آتی ہے، دراصل شیطان نے غلط راہ پر ڈال دیا اور گمراہی کو ان کے سامنے نہایت خوبصورت شکل میں پیش کیا انہوں نے شیطان کے بہکانے سے جس چیز کو اچھا سمجھا وہ قبیح تھا اور جس کو قبیح سمجھا وہ اچھا تھا۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ: ہم نے کسی پیغمبر کو آپ سے پہلے کسی قوم کی جانب مبعوث نہیں کیا مگر اسے ان لوگوں کی زبان میں ہی بھیجا تا کہ وہ انہیں اللہ کے پیغامات کو آسانی کے ساتھ سمجھا سکیں ان پر حجت قائم ہو جائے اور ان کا کوئی عذر باقی نہ رہے چنانچہ قرآن پاک بھی ان کی عربی زبان میں نازل ہوا ان پر اس کی مسلسل تلاوت ہوتی رہی، آپ بتائیں ان کے پاس کیا عذر باقی رہ جاتا ہے کہ وہ اسے سمجھ نہ پائیں اور انہیں کونسی رکاوٹ ہے کہ وہ علم کے حصول سے محروم رہیں بلکہ ان کے لئے ضروری ہے کہ اس کے احکام اور اس کی حکمتوں سے آگاہ ہوں حلال حرام کو سمجھیں نیز ان ضوابط اور قوانین کو سمجھیں جن سے معاشرہ کی اصلاح ہوتی ہے تا کہ دنیوی اخروی سعادتوں کو اپنے دامن میں سمیٹ لیں۔

ذہن نشین فرمائیں رسول اکرم ﷺ کو اگرچہ تمام لوگوں کی جانب بھیجا گیا ہے جن کی زبانوں میں اختلاف موجود ہے لیکن آپ کو اپنی قوم کی زبان میں بھیجنے کو ترجیح دی گئی تا کہ وہ مقاصد کو سمجھ پائیں اور ان کے لئے ضروری قرار دیا گیا کہ دوسری زبان سمجھنے والوں کو ان کی زبان میں سمجھائیں تا کہ وہ بھی اسی طرح سمجھ پائیں جس طرح انہوں نے سمجھا لیکن اگر قرآن پاک مختلف زبانوں میں نازل ہوتا تو اس سے اختلاف کا اندیشہ تھا اور جھگڑے کا دروازہ کھل جاتا، ظاہر ہے کہ زبان کے لحاظ سے ہر گروہ ایسے معانی کا دعویٰ کرتا جن سے دوسرے لوگ آشنا نہیں اس کے نتیجہ میں تصحیف اور تحریف کے جنم لینے کا بھی اندیشہ تھا۔

مسند احمد میں ایک حدیث وارد ہے ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ارشاد نبوی ہے کہ اللہ پاک نے جس نبی کو بھی مبعوث کیا ہے اسے اس کی قوم کی زبان میں مبعوث کیا ہے جب کہ آخر الزمان پیغمبر محمد ﷺ کو عمومی رسالت عطا کر کے قیامت تک کے لئے تمام لوگوں کی راہنمائی کے لئے مبعوث فرمایا۔ (مسند احمد ۱۵۸/۵ تفسیر ابن کثیر ۸۰۹/۲)

جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ارشاد نبوی ہے مجھے پانچ اعزازات سے نوازا گیا ہے مجھ سے پہلے کسی پیغمبر کو ان سے نہیں نوازا گیا ایک ماہ کی مسافت تک کی آبادیوں میں میرا خوف طاری رہے گا، اور تمام روئے زمین میرے لئے مسجد اور تیمم یعنی پاکیزہ بنادی گئی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اور میرے لئے غنیمتوں کو جائز قرار دیا گیا جب کہ مجھ سے پہلے کسی پیغمبر کے لئے غنیمت حلال نہ تھی اور مجھے شفاعت کبریٰ سے نوازا گیا ہے اور مجھ سے پہلے پیغمبر کو اس کی قوم کی جانب مبعوث کیا جاتا تھا جب کہ مجھے بالعموم تمام لوگوں کے لئے مبعوث کیا گیا ہے یعنی میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی پیغمبر نہیں ہوگا۔ (بخاری کتاب التیمم باب ا، مسلم کتاب المساجد باب ا، صحیح ترمذی ۱۰۴/۲)

ارشاد ربانی ملاحظہ فرمائیں ﴿قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا﴾ (سورۃ الاعراف: ۱۲۸) ''آپ اعلان فرمائیں کہ میں سبھی لوگوں کی جانب رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں'' بعد ازاں واضح کیا ہے کہ ہدایت سے نوازنا یا گمراہ بنانا اللہ کی مشیت کے ساتھ ہے اگر چہ گمراہ بنانے پر وہ خوش نہیں ہے پس انسان دو قسم کے ہیں ایک فریق کو اللہ نے ہدایت کی توفیق عطا کی اور اس کے سینے کو اسلام کے لئے کھول دیا جب کہ دوسرے فریق کے دل پر گمراہی غالب آ گئی جو کہ اس کے گناہوں کے نتائج کے باعث غالب ہوئی لیکن یہ سب کچھ اللہ کی تقدیر اور اس کی مشیت کے ساتھ ہے اللہ کے فیصلہ کو کوئی قوت ٹال نہیں سکتی اور اس کے حکم کو کوئی طاقت پھیر نہیں سکتی، حقیقت یہ ہے کہ اللہ کی ذات سبھی پر غالب ہے اس پر کوئی غالب نہیں، وہ اپنے کاموں کے باعث حکیم ہے اس کا کوئی فعل اور کوئی کام ان قوانین الٰہیہ کے باعث ظہور پذیر ہوتا ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی اصلاح اور ان کی گمراہی کے لئے تیار کر رکھا ہے ارشاد ربانی ہے ﴿سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا﴾ (الفتح: ۲۳) ''اللہ کا قانون ہے جو پہلے سے نافذ ہے اور اللہ کے قانون میں کوئی تبدیلی، انحراف اور ہرگز لچک نہیں ہے''

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿۵﴾ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ اَنْجٰىكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ وَيُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ؕ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ﴿۶﴾ ع وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ ﴿۷﴾ وَقَالَ مُوْسٰٓى اِنْ تَكْفُرُوْٓا اَنْتُمْ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ حَمِيْدٌ ﴿۸﴾

ترجمہ: اور ہم نے موسیٰ کو اپنے معجزات کے ساتھ بھیجا اور ہم نے کہا کہ آپ اپنی قوم کو اندھیروں سے روشنی کی جانب لائیں اور انہیں نصیحت کریں گذشتہ امتوں کے واقعات کے ساتھ بلاشبہ اس میں علامات ہیں ہر اس شخص کے لئے جو صبر کرنے والا شکر گزار ہے (۵) اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ تم اللہ کی نعمت کو یاد کرو جو تم پر ہے جب اس نے تمہیں فرعون کے لوگوں سے نجات عطا کی وہ تمہیں سخت عذاب پہنچاتے تھے اور تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے تھے اور تمہاری بیٹیوں کو زندہ چھوڑتے تھے اور اس حالت میں تمہارے پروردگار کی جانب سے بہت بڑی آزمائش تھی (۶) اور جس وقت تمہارے پروردگار نے اعلان کیا کہ اگر تم شکر کرو گے تو میں تمہیں زیادہ عطا کروں گا اور اگر تم نے ناشکری کی تو بلاشبہ میرا عذاب سخت ہے (۷) اور موسیٰ نے کہا اگر تم کافر ہو جاؤ گے اور جو لوگ زمین پر ہیں سب ایک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہی جگہ ہوں تو بیشک اللہ بے پرواہ تعریف والا ہے (۸)

تناسب: قبل ازیں اللہ پاک نے بیان فرمایا کہ اس نے اپنے آخر الزمان پیغمبر محمد ﷺ کو تمام لوگوں کی جانب مبعوث کیا تاکہ وہ لوگوں کو کفر و شرک کے اندھیروں سے نکال کر اسلام کی روشنی کی جانب پہنچائیں، حقیقت یہ ہے کہ محمد ﷺ کو ان کی جانب مبعوث فرمانا نہ صرف آپ کے لئے بہت بڑا اعزاز تھا بلکہ جن لوگوں کی اصلاح کے لئے آپ کو مبعوث کیا گیا ان کے لئے آپ کی شخصیت بہت بڑی نعمت تھی، بعدازاں کچھ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے واقعات کو ذکر کیا گیا ہے اور انہیں ان کی قوم کی جانب سے جن مصائب کا سامنا کرنا پڑا نہ صرف یہ کہ انہوں نے آپ کو پیغمبر تسلیم کرنے سے سرکشی اختیار کی اور دشمنی کی راہ کو اپنایا بلکہ اذیتوں سے بھی دوچار ہونا پڑا ان پیغمبروں کے واقعات کے بیان کرنے کا مقصد آپ کو صبر کی جانب راغب کرنا ہے اور اس حقیقت سے آگاہ کرنا ہے کہ اس میدان میں سبھی پیغمبروں کو اذیتوں کا نشانہ بنایا گیا آپ ان کے نقوش پر رواں دواں رہیں صبر اور حوصلہ سے کام لیں جب کہ پیغمبروں کی بعثت سے مقصود تو صرف یہ ہے کہ اللہ کی مخلوق کو گمراہیوں کے اندھیروں سے نکال کر رشد و ہدایت کی روشنی کی جانب لایا جائے، ارشاد نبوی ہے مجھے دین اسلام کے پہنچانے میں جن اذیتوں سے دوچار کیا گیا اس قدر کسی پیغمبر کو تکالیف میں مبتلا نہیں کیا گیا اور جس قدر مجھے خوفزدہ کیا گیا اس قدر کسی پیغمبر کو خوف زدہ نہیں کیا گیا۔ (صحیح ابن ماجہ ۱/ ۳۰، مسند احمد ۳/ ۱۲۰)

تشریح: اے پیغمبر (ﷺ)! جس طرح ہم نے آپ کو منصب نبوت پر سرفراز فرمایا اور آپ پر قرآن پاک کو نازل کیا تاکہ آپ لوگوں کو اندھیروں سے روشنی کی جانب لائیں اسی طرح ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو بنی اسرائیل کی جانب رسول بنا کر بھیجا اور اسے نو معجزات عطا کر کے تقویت عطا کی، سورۃ الاعراف میں اس کا بیان گزر چکا ہے ہم نے انہیں حکم دیا کہ وہ لوگوں کو اس بات کی جانب دعوت دیں کہ وہ ایک اللہ کی ذات پر ایمان لائیں اس کے نتیجہ میں وہ گمراہی کے اندھیروں سے نکل کر ایمان کی روشنی کی جانب پہنچ جائیں گے اور آپ انہیں آگاہ کریں انہیں رغبت دلائیں کہ تم پر اس قدر انعامات الٰہیہ سایہ فگن ہیں اس کے نتیجہ میں وہ عملی زندگی میں مزید جوش و خروش کے ساتھ کوشاں ہوں گے اور اپنے اسلاف کے نقوش قدم پر رواں دواں رہیں گے اس کے ساتھ ساتھ انہیں اللہ کے عذاب سے بھی خوفزدہ کریں کہ جن لوگوں نے اللہ کے پیغمبروں کو جھٹلایا وہ اللہ کے انتقام سے تحفظ حاصل نہ کر سکے جیسا کہ قوم عاد اور قوم ثمود پر نازل ہونے والا عذاب عبرت کا سامان فراہم کرتا ہے اور ہمیشہ خوفزدہ رہا جائے کہ اللہ پاک کے احکام کی نافرمانی کے باعث کہیں ان پر بھی اسی طرح کا عذاب نازل نہ ہو جائے جیسا کہ ان پر نازل ہوا، فرعون نے انہیں اپنا غلام بنایا اور انعامات کی مثال واضح ہے کہ انہیں دشمن سے نجات حاصل ہوئی، بعدازاں ان پر من اور سلویٰ اتارا گیا، بلاشبہ اس تنبیہ میں اللہ پاک کی قدرت کے دلائل سے آگاہ کرنا ہے کہ مصائب میں صبر کرنے والے انعامات الٰہیہ پر شکر ادا کرنے والے ہمیشہ اللہ کی رضا کو حاصل کر پاتے ہیں، حدیث میں رسول اکرم ﷺ کا ارشاد موجود ہے کہ مومن شخص کے تمام معاملات تعجب انگیز ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں جو فیصلہ صادر فرماتے ہیں وہ فیصلہ مومن کے حق میں بہتر ہوتا ہے اگر ایماندار شخص کسی تکلیف سے دوچار ہوتا ہے اس پر صبر کرتا ہے تو وہ تکلیف اس کے حق میں بہتر ثابت ہوتی ہے اور اگر اسے مسرت و راحت حاصل ہوتی ہے اس پر کلمات شکر ادا کرتا ہے تو یہ بھی اس کے لئے بہتر ہے۔ (صحیح مسلم کتاب الزہد باب ۱۳، سنن دارمی کتاب الرقاق باب ۶۱، مسند احمد ۵/ ۲۴، المراغی ۵/ ۱۰۸)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اس میں اسی حقیقت کی جانب متوجہ کرنا مقصود ہے کہ ہر شخص دنیوی زندگی میں ہمیشہ صبر اور تشکر کے زیور کے ساتھ آراستہ رہے اگر مصیبت سے ہم کنار ہو تو صبر کے دامن کو تھامے رکھے اور اگر کسی نعمت سے سرفراز ہے تو اس پر اللہ کا شکر بجالائے، مزید یہ تصور ذہن کی پلیٹ سے کبھی محو نہ ہونے پائے کہ اس زندگی میں وقت کی حیثیت بلحاظ قیمتی متاع کے سونے کی دھات جیسی ہے جب ہماری زندگی کا کچھ عرصہ بلا عمل گزرتا ہے کہ ہم نہ خود اپنے لئے کچھ کام کرتے ہیں نہ دین اسلام کی خدمت میں اپنا قیمتی وقت صرف کرتے ہیں نہ وطن کے کسی مسئلہ میں اپنا وقت لگاتے ہیں تو گویا کہ ہم نے وقت یعنی فارغ البالی جیسی عظیم نعمت کو بلا کسی کام کے ضائع کر دیا اس سے بڑھ کر کفران نعمت کا اور کیا تصور ہو سکتا ہے کہ ہم نے اپنے قیمتی وقت کو ضائع کیا اور ہم نے اقوام گذشتہ کے حالات وواقعات سے عبرت حاصل نہ کی ضروری ہے کہ ہر شخص اپنے وقت کو ہرگز ضائع نہ کرے کہ اس میں کوئی کام سرانجام نہ دے سکے، وقت کے ضیاع پر ندامت کے ساتھ آنکھیں اشک بار ہوں اور کہیں اللہ کی جانب سے گرفت نہ ہو، فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ!

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ: (اے محمد ﷺ!) آپ اپنی قوم کو آگاہ کریں جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو مخاطب کرتے ہوئے اس حکم کو بجالانے پر رغبت دلائی کہ تم اللہ کے انعام کو یاد رکھو جب اس نے تمہیں فرعون اور اس کے لشکریوں کے عذاب سے نجات عطا کی جب کہ وہ سخت عذاب میں مبتلا رکھتے تھے اور تم سے ایسے مشقت کے کام کرواتے تھے جن کے کرنے کی تم میں استطاعت نہ تھی تم سے ذلت کے انداز میں جبراً کام کرواتے تھے تمہارے بیٹوں کو ذبح کر ڈالتے اور تمہاری بیٹیوں کو زندہ رکھتے تھے اس لئے کہ انہیں زندگی بھر ذلت کا سامنا کرنا ہوتا تھا اور انہیں معاشرہ میں نہایت کمزور قرار دیا جاتا تھا، ظاہر ہے کہ اس قسم کی زندگی تو مصائب ومحن کا ایسا تصور پیش کرتی تھی جس سے زیادہ بھیانک تصور معاشرہ میں شائد ہی کوئی اور ہو ایک شاعر کہتا ہے ؎

وَمِنْ اَعْظَمِ الرُّزْءِ فِيْمَا اَرٰى بَقَاءُ الْبَنَاتِ وَمَوْتُ الْبَنِيْنَ

''نہایت خوفناک مصیبت میرے خیال میں یہ چیز قرار پاتی ہے کہ بیٹیوں کو زندہ رکھا جائے اور بیٹوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا جائے بہر حال مقام عبرت ہے بلکہ سخت افسوس کا پیش خیمہ ہے'' اللہ پاک نے بھی ان کے اس ظالمانہ فعل کو بہت بڑی مصیبت قرار دیا ہے اس میں ذلت کا پیش خیمہ بھی ہے اور تکلیف سے دوچار ہونا بھی ہے کہ لڑکے جو والدین کا سہارا بنتے ہیں انہیں تو موت کے گھاٹ اتار دیا جائے اور بیٹیاں جو کہ صنف نازک ہیں جو اپنے سہارے زندگی نہیں گزار سکتیں بلکہ نکاح سے پہلے وہ والدین پر بوجھ ہوتی ہیں اور نکاح کے بعد وہ خاوندوں کے رحم وکرم پر رہتی ہیں اور ان کی آخری زندگی بھی ان کے بیٹوں کے اختیار میں ہوتی ہے وہ ان سے بدسلوکی کرتے ہیں یا ان کیساتھ انسانیت سوز سلوک کرتے ہیں، یا ان سے ہمدردی کرتے ہیں۔

وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ: اے یعقوب علیہ السلام کی اولاد تم اس وقت کو یاد کرو جب تمہارے پروردگار نے تمہیں اپنا وعدہ یاد دلایا کہ اگر تم میرے نازل کردہ انعامات کو کہ تمہیں فرعون کے مظالم سے نجات عطا کی تم شکریہ ادا کرو گے اور میرے احکام کے مطابق زندگی بسر کرو گے اور منہیات سے کنارہ کش رہو گے تو میں تم پر مزید انعامات اتاروں گا، خلاصہ یہ ہے کہ جو شخص اللہ کے عطا کردہ رزق پر کلمات تشکر بجالائے گا تو اس کے رزق میں اضافہ ہوگا اور جس شخص نے استطاعت کے مطابق اللہ پاک کی اطاعت کی ہوگی اسے مزید اطاعت کے جذبہ سے نوازا جائے گا اور جس شخص نے تندرستی کی نعمت کے حصول پر اللہ پاک کا شکریہ ادا کیا تو اللہ تعالیٰ اس کی صحت میں مزید اضافہ فرمائیں گے لیکن اگر تم نے اللہ کے انعامات کے حقوق کو ادا نہ کیا یعنی کلمات تشکر بھی زبان پر نہ لاؤ گے تو یقین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکھیں کہ پھر میرا عذاب سخت ہے تم سے وہ نعمت چھن جائے گی اس طرح تم دنیوی زندگی میں عذاب سے دوچار رہو گے جب کہ آخرت کے عذاب کا کچھ تصور نہیں ہوسکتا، ایک حدیث میں وارد ہے کسی کبیرہ گناہ کے ارتکاب سے انسان رزق کی فراوانی سے محروم ہوجاتا ہے۔(مسند احمد ۵/۲۷۷)

وَقَالَ مُوْسٰٓى اِنْ تَكْفُرُوْٓا اَنْتُمْ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا: موسیٰ علیہ السلام نے اعلان کیا اگر تم اللہ کے ان انعامات کا انکار کرو جو تم پر سایہ افگن ہیں اور روئے زمین کی تمام مخلوق تمہارا ہی کردار اپنا لے تو یاد رکھو تم خود کو نقصان سے دوچار کرو گے جب کہ تم مزید انعامات سے محروم قرار پاؤ گے اور سخت قسم کے عذاب میں تمہیں جکڑا جائے گا اس لئے کہ حقیقت یہ ہے کہ اللہ کی ذات تمہارے شکریہ ادا کرنے سے مستغنی ہے اللہ کی ذات تو ہمیشہ سے اور ہمیشہ تک لائق ستائش ہے اگر چہ اس کی ذات کا کوئی بھی انکار کیوں نہ کرے۔

ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ اپنے پروردگار سے روایت کرتے ہیں یعنی حدیث قدسی ہے اللہ پاک نے فرمایا اے میرے بندو! اگر تمہارے پہلے اور تمہارے بعد والے اور تمہارے انسان اور جن سب کے سب ایک پرہیزگار شخص کا روپ دھار لیں تو اس سے میری بادشاہت میں ہرگز کچھ اضافہ نہیں ہوگا اور میرے بندو! اگر تمہارے پہلے اور تمہارے بعد والے اور سب انسان اور جن تم میں سے ایک فاجر و فاسق شخص کے دل کے موافق ہوجائیں تو اس سے میری بادشاہت میں ہرگز کچھ کمی نہیں آسکتی اور اے میرے بندو! اگر تمہارے پہلے اور تمہارے بعد والے اور تمہارے انسان اور تمہارے جن ایک چٹیل میدان میں اکٹھے ہوجائیں وہ میری بارگاہ میں اپنا اپنا سوال پیش کریں اور ان میں سے ہر شخص کے سوال کو میں پورا کردوں تو اس سے میری بادشاہت میں ہرگز کچھ کمی نہیں آئے گی البتہ اس قدر اس کا تصور ممکن ہے کہ ایک سلائی کو سمندر کے پانی میں ڈبو کر نکال لیا جائے تو جس قدر سلائی کو پانی لگا ہوا ہے اس قدر کمی کا تصور کریں گویا کہ کچھ کمی نہیں ہے، حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک، بلند اور بے پرواہ ہے حمد و ستائش کے لائق ہے۔(صحیح مسلم کتاب البر باب ۱۵، الادب المفرد البانی ۱/۱۸۳، شرح عقیدہ طحاویہ ۱/۶۲، ابن کثیر ۲/۸۱۱)

اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ ۛ وَالَّذِيْنَ مِنْ ۢ بَعْدِهِمْ ۛ لَا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا اللّٰهُ ۭ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرَدُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ فِيْٓ اَفْوَاهِهِمْ وَقَالُوْٓا اِنَّا كَفَرْنَا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ وَاِنَّا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَنَآ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ﴿۹﴾ قَالَتْ رُسُلُهُمْ اَفِي اللّٰهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ يَدْعُوْكُمْ لِيَغْفِرَ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُؤَخِّرَكُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ قَالُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۭ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَصُدُّوْنَا عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَاۗؤُنَا فَاْتُوْنَا بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۰﴾ قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰي مَنْ يَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۭ وَمَا كَانَ لَنَآ اَنْ نَّاْتِيَكُمْ بِسُلْطٰنٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَعَلَي اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱﴾

ترجمہ: کیا تمہارے ہاں ان لوگوں کی خبر نہیں پہنچی ہے جو تم سے پہلے تھے قوم نوح اور عاد اور ثمود اور ان لوگوں کی جو ان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بعد آئے ان کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں ہے ان کے ہاں ان کے پیغمبر معجزات کے ساتھ آئے تو انہوں نے اپنے ہاتھوں کو اپنے منہ میں ڈالا اور انہوں نے کہا یقیناً ہم اس چیز کا انکار کرتے ہیں جس کے ساتھ تم بھیجے گئے ہو اور بلاشبہ ہم پختہ شک میں ہیں اس چیز میں جس کی جانب تو ہمیں دعوت دے رہا ہے (۹) ان کے پیغمبروں نے کہا کیا اللہ میں شک ہے جو آسمان و زمین کو پیدا کرنے والا ہے وہ تمہیں بلاتا ہے تاکہ تمہارے لئے تمہارے گناہوں کو معاف کرے اور تمہیں معین وقت تک ٹھہرائے رکھے انہوں نے کہا تم تو نہیں ہو مگر ہمارے جیسے انسان ہو، تم چاہتے ہو کہ تم ہمیں روکو ان چیزوں سے جن کی ہمارے آباؤ اجداد عبادت کیا کرتے تھے پس تم ہمارے پاس کوئی ظاہر دلیل لاؤ (۱۰) ان کے پیغمبروں نے ان سے کہا ہم نہیں ہیں مگر تمہارے جیسے انسان ہیں جب کہ اللہ احسان کرتا ہے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اور ہمارے لئے ممکن نہیں کہ ہم تمہارے پاس کوئی دلیل لائیں مگر اللہ کے حکم کے ساتھ اور اللہ کی ذات پر ہی ایمان والوں کو بھروسہ کرنا چاہیے (۱۱)

بلاغت: ﴿فَرَدُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ فِيْٓ اَفْوَاهِهِمْ﴾ ارشاد ربانی میں کنایہ کارفرما ہے مقصود یہ ہے کہ انہوں نے اپنے ہاتھوں کو سخت غصہ کے پیش نظر اپنے منہ میں ڈالا جب انہوں نے پیغمبروں کو دیکھا ان کی باتوں کو سنا تو غیظ و غضب کے عالم میں ان سے نفرت کا اظہار کرتے ہوئے اور ان کی باتوں کو سننے سے انہیں سخت رنج پہنچا، انہوں نے اشتعال میں آ کر اپنے ہاتھوں کو دانتوں کے ساتھ دبایا یا پیغمبروں کی زبان پر انہوں نے اپنے ہاتھ رکھ دیئے کہ تم کوئی بات نہ کہو ہم تمہاری کوئی بات سننے کے لئے تیار نہیں ہیں چنانچہ وہ ایمان نہ لائے نہ انہوں نے دعوت اسلامی کو قبول کیا۔ (اعراب القرآن ۱۳-۱۴/۱۶۳)

مزید وضاحت علامہ شنقیطیؒ کی تحریر سے ملاحظہ فرمائیں، علماء کرام اس آیت کے معنی میں اختلاف رکھتے ہیں ایک قول یہ ہے کہ کفار نے انبیاء علیہم السلام کی باتوں کو سن کر غیظ و غضب کے عالم میں اپنے ہاتھوں کو اپنے منہ میں ڈالا اور غصہ کی تیزی کے سبب انہوں نے ہاتھوں کو کاٹ دیا کہ یہ پیغمبر ہمارے خداؤں کو کیوں بے وقوف کہہ رہے ہیں اور انہیں گالیاں دے رہے ہیں چنانچہ عبداللہ بن مسعودؓ، عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم کا یہی قول ہے، اور ابن جریر نے اسی قول کو ترجیح دی ہے ان کا استدلال اللہ تعالیٰ کے اس قول سے ہے ارشاد ربانی ہے ﴿وَاِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ﴾ (آل عمران: ۱۱۹) ''جب وہ الگ ہوتے ہیں تو تمہاری دشمنی میں غصہ کے باعث اپنی انگلیوں کو کاٹنا شروع کر دیتے ہیں'' چنانچہ ایک شاعر اپنی محبوبہ سلمٰی کے بارے میں کہتا ہے۔

لَوْ اَنَّ سَلْمٰى اَبْصَرَتْ تَخَدُّدِىْ وَ دِقَّةً بِعَظْمِ سَاقِىْ وَيَدِىْ

وَ بُعْدَ اَهْلِىْ وَجَفَآءَ عُوَّدِىْ عَضَّتْ مِنَ الْوَجْدِ اَطْرَافَ يَدِىْ

''اگر سلمٰی محبوبہ میرے رخسار کے گڑھوں کو دیکھ لیتی اور میری پنڈلیوں کی ہڈی کی کمزوری کو اور میرے ہاتھوں کی کمزوری کو دیکھ لیتی اور میرے اہل و عیال کی مجھ سے دوری اور میری بیمار پرسی کرنے والوں کے مجھ سے الگ تھلگ رہنے کو دیکھ پاتی تو فرط غم سے مشتعل ہو کر اپنے ہاتھوں کے کناروں کو کاٹنا شروع کر دیتی'' ایک قول یہ ہے کہ جب انہوں نے اللہ کے کلام کو سنا تو وہ حیرت زدہ رہ گئے اور تعجب کے باعث انہوں نے اپنے ہاتھوں کو اپنے منہ کی جانب لوٹا دیا، ایک قول یہ بھی ہے جب ان کا پیغمبر ان سے مخاطب ہو کر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہتا کہ میں تمہاری جانب اللہ کا پیغمبر ہوں تو وہ اپنے منہ کے ساتھ اشارہ کرتے کہ آپ خاموش رہیں گویا کہ آپ کی بات رد کر دیتے بلکہ جھٹلاتے تھے۔ (اضواء البیان ۳/۱۰۶)

تناسب: قبل ازیں اللہ پاک نے بیان فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو ان انعامات سے خبردار کیا جن کیساتھ اللہ پاک نے انہیں نوازا تھا اور ان سے اپنی ناراضگی کو ختم کیا، بعد ازاں موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ کا تذکرہ فرمایا کہ جو شخص بھی اللہ پاک کے انعامات کا شکریہ ادا کریگا اسے مزید انعامات سے نوازا جائے گا اور جو شخص انعامات الٰہیہ کے باوجود ان کا انکار کرے گا اسے عذاب الٰہی میں مبتلا کیا جائے گا اس کیساتھ اس حقیقت کو واضح کیا کہ اللہ پاک کے انعامات پر شکریہ ادا نہ کرنا اس سے پروردگار عالم کو کچھ نقصان نہیں بلکہ اللہ پاک کی ذات تو اس سے بے پرواہ ہے کہ وہ اللہ کی حمد وثنا کریں بلکہ اگر زمین پر آباد سبھی لوگ اللہ کی حمد وثنا نہیں کرتے ہیں تو اللہ پاک کی ذات اس سے بے پرواہ ہے اس کے ساتھ ہی انہیں گذشتہ اقوام عالم کے واقعات سے ایسے اسلوب کے ساتھ واضح کیا جس سے حقائق کھل کر سامنے آ گئے ہیں جب پیغمبروں اور ان لوگوں کے درمیان جن کی جانب انہیں بھیجا گیا تھا ان کے مابین ہونے والی گفتگو سے پردہ کشائی کی کہ پیغمبروں نے امتوں پر دلائل کو واضح کیا، مزید برآں امتوں کی غلط اور باطل باتوں سے پردہ کشائی کی ہے۔

تشریح: آپ غور کریں کیا تمہارے علم میں قوم نوح، قوم عاد، قوم ثمود اور دیگر امتوں کے واقعات نہیں لائے جا چکے ہیں جنہوں نے ان پیغمبروں کو جھٹلایا جنہیں ان کی ہدایت کے لئے مبعوث کیا گیا جب کہ لوگوں کے اذہان سے ان واقعات کا علم محو ہو چکا ہو گا لیکن اللہ پاک کے ہاں مکمل ریکارڈ موجود ہے کہ پیغمبر ان کے پاس واضح دلائل معجزات لے کر آئے اور ہر پیغمبر نے اپنی امت کو حق وصداقت سے آگاہ کیا اور اس کو دعوت دی تاکہ انہیں کفر کے اندھیروں سے نکال کر ایمان کی روشنی کی جانب لے آئیں لیکن انہوں نے غیظ وغضب کے عالم میں اپنی انگلیوں کے پوروں کو منہ میں ڈال کر کاٹ دیا اور ان کی باتوں کے سننے سے تنفر کے انداز میں چیخنے چلانے لگے جیسا کہ عرب کے باشندوں نے جب نبی ﷺ کے وعظ وارشاد کو سنا تو انہوں نے بھرپور غصہ کی کیفیت میں اپنی انگلیوں کے پوروں کو منہ میں ڈال کر چبایا مقصود یہ ہے کہ انہوں نے ایمان لانے سے انکار کیا اور خاموشی کے عالم میں غیظ وغضب سے بھرپور اپنے ہاتھ کو منہ میں ڈال کر چبایا اور برملا کہا کہ ہم تمہاری بات کو تسلیم نہیں کرتے ہیں کہ اللہ پاک نے تمہیں پیغمبر بنا کر بھیجا ہے بلکہ تمہارے دلائل کا بھی ہم انکار کرتے ہیں اور ہم تو اس دعوت کو مشکوک سمجھتے ہیں جس کی جانب ہمیں دعوت دے رہے ہو کہ ہم ایک اللہ کی ذات پر ایمان رکھیں اور شریعت اسلامیہ کے احکام پر عمل کریں۔

قَالَتْ رُسُلُهُمْ اَفِي اللّٰهِ شَكٌّ: پیغمبروں نے انہیں آگاہ کیا تعجب ہے! تم اللہ کے وجود میں شک کر رہے ہو؟ جب کہ فطرت اسلامیہ اس کی گواہ ہے اور وہ ہمیں مجبور کر رہی ہے کہ ہم اس کا اقرار کریں صحیح حدیث میں ہے کہ ہر بچہ فطرت اسلامیہ پر پیدا ہوتا ہے جب کہ بچے کے ماں باپ بچے کو یہودی یا عیسائی یا مجوسی بنا لیتے ہیں۔

(صحیح بخاری ح ۱۳۵۹، صحیح مسلم کتاب القدر باب ۶، صحیح ابی داؤد ۳/ ۸۹۳، صحیح ترمذی ۲/ ۲۲۵، مسند احمد ۲/ ۲۳۳)

البتہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کچھ لوگوں کو حقیقت کے اعتراف سے شکوک وشبہات روک دیتے ہیں تو ایسی کیفیت میں ایسے دلائل پر غور کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے جو حقیقت تک رسائی کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ پیغمبروں نے عوام الناس کو کائناتی دلائل کی جانب متوجہ کیا چنانچہ انہوں نے کہا اللہ کی ذات وہ ذات ہے جس نے آسمانوں وزمین کو پیدا کیا اور بے مثال انداز میں ایجاد کیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ظاہر ہے کہ ان دونوں کا وجود اس حقیقت کو اجاگر کرتا ہے کہ ایسی ذات موجود ہے جس میں ان کے ابداع کی صلاحیت موجود ہے اور وہ ذات اللہ پاک کی ذات ہے، وہی معبود برحق ہے وہی ہر چیز کا خالق ہے اور بادشاہ ہے وہ تمہیں دعوت دیتا ہے کہ تم اللہ کی ذات پر ایمان رکھو اللہ پاک تمہیں وثنیت کے اندھیروں سے نکال کر وحدانیت الٰہیہ کی روشنی کی جانب پہنچائے گا کہ تم اخلاص کے ساتھ اللہ کی عبادت کرو جو وحدہٗ لاشریک ہے تاکہ وہ تمہارے ان گناہوں کو محو کرے جن کا تعلق تمہارے پروردگار کے ساتھ ہے البتہ حقوق العباد کے گناہ معاف نہیں ہوں گے۔

يُؤَخِّرَكُمۡ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى: اور تمہیں مقررہ وقت تک ڈھیل دے گا اگر تم اللہ کی ذات پر ایمان رکھو گے وگرنہ وہ تمہارا استیصال کردے گا اس لئے کہ تم نے پیغمبروں کی دعوت توحید کا انکار کیا اور تم نے ایک اللہ کی عبادت کو اخلاص کے ساتھ ادا نہ کیا۔

قَالُوۡٓا اِنۡ اَنۡتُمۡ اِلَّا بَشَرٌ مِّثۡلُنَا: لوگوں نے پیغمبروں کو جواب دیتے ہوئے برملا کہا کہ تم تو ہمارے جیسے انسان ہو تمہیں ہم پر کچھ برتری حاصل نہیں ہے تو پھر تمہیں کیوں نبوت کے منصب پر کھڑا کردیا گیا، کیا اللہ نے تمہیں علم غیب سے نوازا اور اس نے تمہیں جماعت میں داخل کردیا ہے جس میں ہم نہیں ہیں، بہرحال حقیقت یہ ہے کہ اگر تمہارا کہنا درست ہے جس کا تم دعویٰ کر رہے ہو تو پھر ہم میں اور تم میں فرق ہونا چاہیے تھا کہ تمہیں کھانے پینے اور بیویوں کی ضرورت نہ ہوتی۔

تُرِيۡدُوۡنَ اَنۡ تَصُدُّوۡنَا: تم چاہتے ہو کہ تم ہمیں ان چیزوں کی عبادت سے روکو جن کی ہمارے آباؤاجداد عبادت کیا کرتے تھے جب کہ تمہارے پاس تمہارے دعویٰ پر ہرگز کوئی دلیل نہیں ہے اور عقل ودانش سے یہ بات دور ہے کہ ہم ایسا کام نہ کریں جس کے غلط ہونے پر دلیل موجود نہیں ہے پس تم اپنے دعویٰ کے ثبوت کی صحت پر کوئی ظاہر دلیل لاؤ جب کہ آسمانوں اور زمین کا تذکرہ اور ان کے عجائبات کی وضاحت کے بارے میں ہمیں ان سے کچھ سروکار نہیں ہے اسی طرح آسمانی اور زمینی عجائبات تو ہمارے فہم سے باہر ہیں اور انسانوں کی کیفیت یہ ہے کہ وہ ان چیزوں سے کچھ دلچسپی رکھتے ہیں جو مالوف عادت کے خلاف ہو مثلاً لاٹھی کا سانپ بن جانا اور کسی پہاڑ کو اس کی جگہ سے منتقل کردینا، پیغمبروں نے برملا کہا ہم تو تمہارے جیسے انسان ہیں اور تم جن معجزات کے لانے کا مطالبہ کر رہے ہو ان کا تعلق اللہ کی ذات کے ساتھ ہے اگر اللہ کی مشیت شامل حال ہو تو اس کا ہونا ممکن ہے وگرنہ نہیں، ہمارے لئے ممکن نہیں کہ ہم کوئی دلیل کوئی معجزہ اللہ کی اجازت کے بغیر پیش کریں۔

وَعَلَى اللّٰهِ فَلۡيَتَوَكَّلِ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ: جب انبیاء علیہم السلام نے ان کے شبہات کا جواب دیا تو مشرکین نے انہیں ڈرایا کہ ہم تم سے انتقام لیں گے اور تمہیں تکالیف سے دوچار کریں گے تو انبیاء علیہم السلام نے انہیں جواب دیا ہم تمہاری دھمکیوں سے ڈرتے نہیں ہیں ہم تو اللہ کی ذات پر بھروسہ رکھتے ہیں اور تمہاری باتوں کا ہمارے نزدیک کچھ وزن نہیں، حقیقت یہ ہے کہ ایماندار لوگ دشمنوں کے شر سے تحفظ کے لئے صبر کرتے ہیں اور اللہ کی ذات پر توکل رکھتے ہیں اور ان کی دشمنی پر صبر کرتے ہیں اور یہ کیسے ممکن ہے کہ ہم اللہ کی ذات پر توکل نہ کریں جب کہ اللہ نے ہمیں اسلام کی جانب راہ نمائی کی ہے اور جس شخص پر بھی اللہ کے انعامات کی بارش ہوتی ہے اسے اللہ کا شکریہ ادا کرنا چاہیے اور احکام الٰہیہ کے مطابق عمل کرنا چاہیے، اس راہ پر رواں دواں رہنے کے سبب تمہاری جانب سے ہم پر جو تکالیف آئیں گی ہم ان پر صبر کریں گے اور تمہیں ایک اللہ کی عبادت کی جانب دعوت دیں گے ہمارا دعوت دینا ہدایت الٰہیہ کے ملنے پر اللہ کی اس نعمت پر شکریہ ادا کرنا ہے اور ایک اللہ کی ذات پر ہی توکل کرنے والے توکل پر ثابت قدم رہتے ہیں اور ہر قسم کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اذیتوں کو برداشت کرتے ہیں اور کسی بھی مصیبت کے نازل ہونے پر ہمیشہ ثابت قدمی کا ثبوت پیش کرتے ہیں۔

وَمَا لَنَآ اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ وَ قَدْ هَدٰنَا سُبُلَنَا ؕ وَلَنَصْبِرَنَّ عَلٰى مَآ اٰذَيْتُمُوْنَا ؕ وَعَلَى اللّٰهِ
فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿١٢﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَآ
اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِىْ مِلَّتِنَا ؕ فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٣﴾ وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ الْاَرْضَ
مِنْ ۢ بَعْدِهِمْ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِىْ وَخَافَ وَعِيْدِ ﴿١٤﴾ وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ كُلُّ
جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ﴿١٥﴾ مِّنْ وَّرَآئِهٖ جَهَنَّمُ وَيُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ ﴿١٦﴾ يَّتَجَرَّعُهٗ وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ
وَيَاْتِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَيِّتٍ ؕ وَمِنْ وَّرَآئِهٖ عَذَابٌ غَلِيْظٌ ﴿١٧﴾

ترجمہ: اور ہمیں کیا ہے کہ ہم اللہ پر بھروسہ نہ کریں حالانکہ بلاشبہ اس نے ہمیں ہمارے راستوں کی جانب راہ نمائی کی ہے اور ہم تمہاری اذیتوں پر صبر کریں گے اور اللہ کی ذات پر ہی بھروسہ کرنے والوں کو بھروسہ کرنا چاہیے (١٢) اور کفار نے اپنے پیغمبروں کو کہا ہم تم کو اپنی زمین سے نکال دیں گے یا تم ہمارے دین میں واپس آ جاؤ پس ان کے پروردگار نے ان کی جانب وحی کی کہ ہم یقیناً ظالموں کو تباہ کر دیں گے (١٣) اور ان کے بعد ہم تم کو زمین میں آباد کریں گے یہ وعدہ اس شخص کے لئے ہے جو میرے سامنے کھڑے ہونے سے ڈر گیا اور میری ڈانٹ سے ڈر گیا (١٤) اور پیغمبروں نے کامیابی کو طلب کیا اور ہر سرکش لڑنے والا تباہ و برباد ہو گیا (١٥) اس کے آگے دوزخ ہے اور اسے پیپ جیسا پانی پلایا جائے گا (١٦) وہ گھونٹ گھونٹ پیئے گا اور آسانی سے گزار نہ سکے گا اور اس کے پاس ہر جگہ سے موت آئے گی اور وہ موت سے ہمکنار نہ ہو گا اور اس کے سامنے سخت عذاب کا منظر ہو گا (١٧)

لغوی تحقیق: اَلْمِلَّةُ دین، شریعت، اس دستور کا نام ہے جو اللہ تعالیٰ نے انبیاء کی زبان پر بندوں کیلئے مقرر فرمایا تا کہ اس کے ذریعہ وہ قرب خداوندی حاصل کر سکیں، دین اور ملت میں فرق یہ ہے کہ ملت کی اضافت صرف اس نبی کی طرف ہوتی ہے جس کا وہ دین ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ یا کسی فرد امت کی طرف اس کی اضافت جائز نہیں ہے بلکہ اس قوم کی طرف بحیثیت مجموعی مضاف ہوتا ہے جو اس کے تابع ہوتی ہے اور افراد امت کی طرف اس کی اضافت نہیں ہوتی ہے اسی لئے ملة الله یا ملتی یا ملة زید کہنا جائز نہیں جیسا کہ دین الله، دین زید کا استعمال جائز ہے، اسی طرح کسی فریضہ کی نسبت بھی ملت کی طرف نہیں کی جاتی لہٰذا اَلصَّلٰوةُ مِلَّةُ اللّٰه کہنا جائز نہیں، اس کے برعکس اَلصَّلٰوةُ دِيْنُ اللّٰهِ کہنا جائز ہے، اصل میں ملت کا لفظ امللت الكتاب سے مشتق ہے جس کا معنی لکھانے کے ہیں قرآن پاک میں ہے ﴿وَلْيُمْلِلِ الَّذِىْ عَلَيْهِ الْحَقُّ﴾ (البقرة: ٢٨٢) ''اور جو شخص قرض لے وہی دستاویز کا مضمون بول کر لکھوائے''

ملت اور دین میں دوسرا فرق یہ ہے کہ کسی چیز کو اس کے من جانب اللہ شروع ہونے کے لحاظ سے ملت کہا جاتا ہے، مل خبزه، یمل ملا کے معنی گرم راکھ پر روٹی پکانے کے ہیں اور راکھ پر پکی ہوئی روٹی کو خُبْزُ مَلَّةٍ کہا جاتا ہے، اور الملل وہ چیز

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہلاتی ہے جسے آگ میں پھینک دیا گیا ہو، مَلِلْتُ الشَّیْءَ کسی چیز سے بددل ہو کر اس سے اعراض کر لینے کے ہیں حدیث میں ہے ((وہ عمل بجالاؤ جن کی طاقت ہو کیوں کہ اللہ تعالیٰ ملول نہیں ہوگا آخر کار تم ہی ملول ہو جاؤ گے))(مفردات امام راغب ص ۸۷۶، صحیح بخاری ح ۱۹۷۰، صحیح مسلم کتاب الصوم باب ۳۴، سنن نسائی کتاب قیام اللیل باب ۱۷، صحیح ابن ماجہ ۴۱۵/۲، مسند احمد ۱۶۳/۶)

بلاغت: ﴿وَلَا يَكَادُ يُسِيغُهُ﴾ میں یَکَادُ فعل کو مبالغہ کے لئے لایا گیا ہے مقصود یہ ہے کہ اس کا اس کو گلے سے گزارنا ممکن نہیں تو کیسے اسے گلے سے گزارا جائے گا جیسا کہ ارشاد ربانی ﴿لَمْ يَكَدْ يَرَاهَا﴾ میں بھی مبالغہ ہے کہ اسکا اس کو دیکھنا ممکن نہیں، ارشاد الٰہی ﴿وَيَأْتِيهِ الْمَوْتُ﴾ سے مقصود موت نہیں بلکہ موت کے اسباب ہیں عذاب کی سختیاں مراد ہیں۔ (اعراب القرآن ج ۱۳-۱۴ ص ۱۷۲)

تشریح: ہمارے اس اقدام میں کیا رکاوٹ ہے کہ ہم اللہ کی ذات پر توکل نہ کریں جب کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں نہایت سیدھے راہ کی جانب راہ نمائی کی ہے اور اس راہ میں تم ہمیں جن اذیتوں سے بھی دوچار کرو گے ہم لازمی طور پر صبر کے دامن کو تھامے رکھیں گے اگرچہ تمہاری گفتگو ہمیں پریشانیوں میں مبتلا کرے یا تمہارا کردار ہمیں امن واطمینان کی نعمت سے محروم کردے، حقیقت یہ ہے کہ جن لوگوں کا بھروسہ اللہ کی ذات پر ہے وہ اللہ کی ذات سے اپنا رخ ہرگز موڑتے نہیں ہیں اسی ذات پاک پر ان کا ہمیشہ توکل رہتا ہے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ: اللہ تعالیٰ مطلع فرما رہے ہیں کہ کس طرح کفار نے ان پیغمبروں کو دھمکیاں دیں جنہوں نے انہیں صراط مستقیم پر رواں دواں رہنے کی تلقین کی کہ اگر تم نے اپنی اس روش کو تبدیل نہ کیا تو ہم تمہیں اس سرزمین سے جلاوطن کر دیں گے جیسا کہ شعیب علیہ السلام کی قوم نے نہ صرف شعیب علیہ السلام پر ایمان لانے والوں کو دھمکی دی بلکہ خود شعیب علیہ السلام کو بھی زوردار الفاظ میں کہا اگر تم نے اپنی اس روش کی اصلاح نہ کی تو ہم تجھے اس سرزمین پر رہنے نہیں دیں گے، جلاوطن کر دیں گے اور قریش مکہ کی ظالمانہ روش کے بارے میں اللہ پاک نے فرمایا یہ لوگ قریب ہیں کہ تجھے اس سرزمین سے جلاوطن کر دیں لیکن اگر انہوں نے یہ اقدام اٹھایا تو آپ کے بعد کچھ زیادہ عرصہ یہ لوگ زندہ نہیں رہیں گے نہایت کم عرصہ میں ان کو ملیامیٹ کر دیا جائے گا، چنانچہ اس تاریخی حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ اللہ پاک نے رسول اکرم ﷺ کو کفار قریش پر غلبہ عطا کیا اور جب آپ مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آباد ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایثار پیشہ رفقاء سے نوازا جنہوں نے آپ کے اشاروں پر خود کو جہاد فی سبیل اللہ میں جھونک دیا رفتہ رفتہ اسلامی سلطنت کو عروج حاصل ہوتا رہا یہاں تک کہ مکہ مکرمہ میں صحابہ کرام فاتحانہ داخل ہوئے آپ کو اقتدار سے نوازا گیا دشمن اپنے لاؤ لشکر سمیت ذلیل ہوا اور لوگ فوج درفوج اسلام کے حصار میں داخل ہوتے چلے گئے اللہ کا کلمہ بلند ہوا دین اسلام کو فروغ حاصل ہوا معمولی عرصہ میں مشرق، مغرب اسلام کو دیگر ادیان باطلہ پر تفوق حاصل ہوا تو اللہ پاک نے انہیں آگاہ کیا کہ ہم ظالموں کو تباہ و برباد کر دیں گے اور ان کی رہائش گاہوں میں تمہیں آباد کریں گے اس طرح کا مقام ان لوگوں کو میسر آتا ہے جو قیامت کے دن میری بارگاہ میں حاضر ہونے سے خوفزدہ رہے اور نافرمانی پر جو وعید دی گئی ہے اس سے بھی خوفزدہ رہے۔

وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ: پیغمبروں کو ان کی قوم کے خلاف فتح و کامیابی سے نوازا جاتا ہے جب وہ خشوع وخضوع کے ساتھ بارگاہ الٰہی میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے ہیں جب کہ غزوۂ بدر اور فتح مکہ میں انہیں کامیابی حاصل ہوئی اور متکبر و سرکش قسم کے لوگ اللہ کے دشمن ناکامی اور ذلت سے ہمکنار ہوتے ہیں۔

چنانچہ سرکش شخص کے المناک عذاب کے بارے میں ایک حدیث ملاحظہ فرمائیں، دوزخ کو قیامت کے دن کھینچ کر لایا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائیگا چنانچہ دوزخ ان لوگوں کو پکار پکار کر کہے گی جو دوزخ کے مستحق ہوں گے وہ کہے گی میں اس شخص کو اپنی لپیٹ میں لوں گی جو دنیوی زندگی میں سرکش اللہ کا باغی تھا اس کے سامنے دوزخ ہوگی جس میں وہ ہمیشہ رہے گا پینے کیلئے اسے گرم پانی ملے گا اور دوزخیوں کا خون اور پیپ انہیں دیا جائے گا جو سخت بدبودار ہوگا۔(صحیح ترمذی ۳۲۰/۲، مسند احمد ۳۳۶/۲، احادیث الصحیحہ ح ۵۱۲)

مسند احمد میں ابو امامہ سے ایک حدیث مروی ہے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ارشاد ربانی ہے ((وَيُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ يَتَجَرَّعُهٗ)) اسے دوزخیوں کی پیپ و لہو پینے کے لئے دیا جائے گا جب اسے پینے کیلئے اپنے منہ کے قریب لے جائے گا تو اس کے سر کا چمڑا سخت حدت کی وجہ سے گر جائے گا اور اس کا چہرہ جل جائے گا اور جب اس کو پی چکے گا تو اس کے پیٹ کی انتڑیاں کٹ کر اس کی دبر کی جانب سے نکل آئیں گی، يَتَجَرَّعُهٗ گھونٹ گھونٹ نہایت کراہت کے ساتھ پئے گا بلکہ جبراً پلایا جائے گا لوہے کے ہتھوڑوں سے اسے پیا جائے گا تب وہ کہیں ایک گھونٹ حلق سے گزارے گا اس کے سبھی اعضاء کی جانب بلکہ اوپر نیچے دائیں بائیں عذاب کی تکالیف کا رسے سامنا کرنا ہوگا جس عذاب کو موت کے لفظ کے ساتھ تعبیر کیا گیا ہے لیکن موت نہیں آئے گی اور اس کیفیت کے بعد اسے ایک اور عذاب دیا جائے گا جو نہایت سخت ہوگا دردناک ہوگا کڑوا اور خوفناک ہوگا کہ اسے تھوہر کھانے کے لئے دیا جائے گا اس کے بعد گرم پانی دیا جائے گا۔(ابن کثیر ۸۱۵/۲، تحفۃ الاحوذی کتاب الجہنم باب ۴، مسند احمد ۲۶۵/۵، اگرچہ یہ حدیث سنداً ضعیف ہے جیسا کہ علامہ البانی نے ضعیف ترمذی میں اس کو ذکر کیا ہے لیکن معناً حدیث صحیح ہے کیونکہ قرآن کریم اس حدیث کیلئے مؤید ہے)

مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ ۨ اشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍ ؕ لَا يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا عَلٰى شَيْءٍ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ﴿۱۸﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ﴿۱۹﴾ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ﴿۲۰﴾

ترجمہ: ان لوگوں کی مثال جنہوں نے اپنے پروردگار کا انکار کیا ان کے اعمال خاکستر کی مانند ہیں کہ اس پر تیز آندھی چلی ایسے دن میں جس میں ہوا تیز تھی انہیں قدرت حاصل نہ ہوسکی کسی چیز پر جس کو انہوں نے حاصل کیا تھا یہ دور کی گمراہی ہے (۱۸) کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے آسمانوں اور زمین کو مضبوط تدبیر کے ساتھ پیدا کیا ہے اگر وہ چاہے تو تمہیں لے جائے اور نئی مخلوق کو لے آئے (۱۹) اور یہ تو اللہ پر کچھ مشکل نہیں ہے (۲۰)

لغوی تحقیق: رَمَادٌ خاکستر راکھ کو کہتے ہیں بطور استعارہ کے ہلاکت کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اور رمد الماء کے معنی پانی کے گدلا ہونے کے ہیں اَلْاَرْمَدُ خاکستری رنگ اور رَمَادَۃٌ قحط سالی کے معنی میں آتا ہے۔(مفردات امام راغب ص ۳۶۹)

تشریح: یہ ایک تمثیل ہے جس میں کفار کے اعمال کی حقیقت کو واضح کیا گیا ہے چنانچہ کفار کے دنیوی اعمال کی مثال جن کے بارے میں ان کا خیال تھا کہ وہ اللہ کی خوشنودی کے لئے کر رہے ہیں اس خاکستر کی مانند ہیں جو تیز آندھی کے دن جب خاکستر پر آندھی چلتی ہے تو آندھی خاکستر کو فضا میں منتشر کر دیتی ہے اس کا وجود باقی نہیں رہتا ہے اسی طرح کفار کے اعمال جو کفر کی حالت میں وہ اللہ کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رضا کے لئے کرتے رہے قیامت کے دن وہ اعمال کو نہیں پائیں گے کہ انہیں کچھ فائدہ پہنچا سکیں کہ انہیں اللہ کے عذاب سے رستگاری دلا سکیں اس لئے کہ ان کے اعمال کی بنیاد خلوص پر نہ تھی انہوں نے اعمال کی ادائیگی میں اللہ کے ساتھ بتوں کو بھی شریک کیا اس وجہ سے ان کے اعمال استقامت پر مبنی نہ تھے ہدایت سے کوسوں دور تھے۔

چنانچہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے اللہ کے پیغمبر ﷺ سے فتویٰ طلب کیا کہ ابن جدعان نامی شخص دور جاہلیت میں صلہ رحمی کیا کرتا تھا مسکینوں کے لئے کھانا مہیا کرتا تھا کیا ان اعمال سے اسے کچھ فائدہ حاصل ہوگا؟ آپ ﷺ نے نفی میں جواب دیتے ہوئے آگاہ کیا کہ اس کی زبان سے یہ کلمہ نہیں سنا گیا کہ اے میرے پروردگار! قیامت کے دن میرے گناہوں کو معاف فرمانا۔ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب ۹۲، مسند احمد ۹۳/۶، تفسیر المراغی ۱۱۸/۵)

ذٰلِکَ ھُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِیْدُ: کسی بھی شخص کو اس انداز سے کوشش یا کوئی عمل جس کی بنیاد اسلام پر نہیں ان کا ثواب قیامت کے روز انہیں نہیں ملے گا جب کہ اس دن وہ زبردست ثواب کی ضرورت کو شدت کے ساتھ محسوس کریں گے گویا کہ ان کا انداز راہ صواب سے بہت دور ہے اعمال صالحہ کا ثواب تو اسلام قبول کرنے کے بعد ہی متحقق ہوگا۔

اللہ کی وحدانیت کی دلیل: اے پیغمبر! (ﷺ) کیا آپ کے علم میں یہ بات نہیں ہے کہ اللہ پاک نے آسمانوں اور زمین کو محکم نظام کے ساتھ چلایا ہوا ہے جس پر نظام کی استقامت ہر قسم کی لچک اور ضعف سے مبرا ہے اور جو ذات ان دونوں کی تخلیق پر قادر ہے نظام میں ہرگز ضعف و اضمحلال راہ نہیں پاتا ہے اور اللہ وحدہٗ لاشریک نے ہی اس کو بلا کسی معاون اور مددگار کے عرصہ دراز سے چلا رکھا ہے اس نظام میں ہرگز کبھی الجھاؤ ظہور پذیر نہیں ہوا بلکہ نہایت محکم بنیادوں پر استوار ہے وہ ذات اس پر بھی قدرت رکھتا ہے کہ اس نظام کو معین وقت کے بعد کلپٹ کردے اور جدید نظام قائم کردے اللہ کی ذات پر ہرگز مشکل نہیں نہ وہ عاجز ہے پس اسی ذات سے ہی ثواب کی امید رکھی جائے اور اس کے احکام کی مخالفت کے باعث اس کے عذاب سے خوفزدہ رہا جائے۔

وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ جَمِیْعًا فَقَالَ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍؕ قَالُوْا لَوْ هَدٰىنَا اللّٰهُ لَهَدَیْنٰكُمْؕ سَوَآءٌ عَلَیْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِیْصٍ﴿۲۱﴾ع وَقَالَ الشَّیْطٰنُ لَمَّا قُضِیَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْؕ وَمَا كَانَ لِیَ عَلَیْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِیْ فَلَا تَلُوْمُوْنِیْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْؕ مَآ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِیَّؕ اِنِّیْ كَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُؕ اِنَّ الظّٰلِمِیْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ﴿۲۲﴾ وَاُدْخِلَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْؕ تَحِیَّتُهُمْ فِیْهَا سَلٰمٌ﴿۲۳﴾

ترجمہ: اور اللہ کے سامنے سبھی ایک جگہ حاضر ہوں گے تو کمزور قسم کے لوگ متکبر قسم کے لوگوں سے کہیں گے بیشک ہم تو تمہارے پیروکار تھے کیا تم ہم سے اللہ کے عذاب کو کچھ دور کر سکتے ہو؟ وہ کہیں گے اگر ہمیں اللہ راہ دکھاتا تو ہم تمہاری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راہ نمائی کرتے ہم پر برابر ہے کہ ہم گھبرائیں یا ہم صبر کریں، ہمارے لئے کچھ نجات نہیں ہے (۲۱) جب معاملہ کا فیصلہ کردیا جائے گا تو شیطان کہے گا بلاشبہ اللہ نے تو تم سے سچا وعدہ کیا تھا اور میں نے تم سے وعدہ کیا لیکن میں نے وعدہ کی خلاف ورزی کی اور مجھے تم پر کچھ غلبہ نہ تھا البتہ یہ تھا کہ میں نے تمہیں دعوت دی تم نے میری دعوت کو قبول کیا تو تم مجھے ملامت نہ کرو اور تم خود کو ملامت کرو میں تمہاری مدد نہیں کرسکتا اور نہ تم میری مدد کرسکتے ہو میں اس سے انکار کرتا ہوں کہ تم نے اس سے پہلے مجھے شریک بنایا بے شک ظالموں کیلئے دردناک عذاب ہے (۲۲) اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اعمال صالحہ کئے انہیں جنتوں میں داخل کیا جائے گا انکے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی اپنے پروردگار کے حکم کیساتھ وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے ان کی پکار آپس میں اس جگہ سلام سلام کا جملہ ہوگا (۲۳)

لغوی تحقیق: بَرَزُوْا کا مادہ (ب ر ز) ہے، اَلْبَرَازُ کھلی جگہ کو کہتے ہیں، بُرُوْزٌ ظاہر ہونا، اس کا متضاد لفظ کُمُوْنٌ ہے معنی چھپ جانا جو عورت کھلے انداز میں رہتی ہو اس کے لئے اِمْرَءَۃٌ بَرَزَۃٌ کا جملہ استعمال ہوتا ہے یعنی وہ پردہ وغیرہ نہیں کرتی ہے، مُصْرِخٌ مدد دینے والا، صَارِخٌ مدد طلب کرنے والا۔

تناسب: قبل ازیں اللہ پاک نے بیان فرمایا کہ بدنصیب لوگ قیامت کے دن کس قدر خوفناک عذاب کی گرفت میں ہوں گے اور انہوں نے جو اچھے اعمال دنیوی زندگی میں کئے تھے وہ ضائع ہوگئے انہیں ان سے کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوا ان آیات میں تابعداروں اور ان کے رؤسا کے درمیان جو مکالمہ ہوگا اور شرمندگی ہوگی اس کا بیان ہوا، بعدازاں شیطان ابلیس اور اس کے تابعداروں کے درمیان جو مکالمہ ہوگا اس کے بیان کے بعد بدنصیب لوگوں کے حالات اور ان کے بالمقابل سعادت مند لوگوں کے کوائف کو بیان کیا جارہا ہے۔

تشریح: قیامت کے دن سب لوگ قبروں سے اٹھیں گے اور محاسبہ کیلئے بارگاہ الٰہی میں پہنچیں گے کوئی ایک فرد بھی غیر حاضر نہیں ہوگا کوئی پردہ بھی نہ ہوگا کہ جہاں کوئی شخص چھپ سکے تو حشر کے میدان میں عوام الناس اپنے لیڈروں سے کہیں گے جنہوں نے انہیں دنیا میں گمراہ کیا تھا کہ ہم تو دنیوی زندگی میں تمہاری تابعداری کرتے رہے تمہارے احکام کو تسلیم کیا تو کیا تم ہمیں اللہ کے عذاب سے تحفظ عطا کرسکتے ہو؟ لیکن ان کے استفہام میں تہدید ڈانٹ کا انداز ہوگا تو انکے لیڈر معذرت خواہی کے انداز میں کہیں گے کہ اگر اللہ تعالیٰ ہمیں ایمان کی جانب ہدایت فرماتا تو ہم بھی تمہیں ایمان کی جانب ہدایت کرتے جبکہ گمراہی نے ہمارا گھراؤ کرلیا تو ہم نے تمہیں اپنے ساتھ ملا کر گمراہ بنالیا اب تمہارا ڈانٹ پلانا اور گھبرانا کچھ بھی فائدہ بخش نہیں ہے اب ہمارے لئے گھبراہٹ کا اظہار اور صبر دونوں یکساں ہیں، علامہ طبریؒ فرماتے ہیں دوزخی لوگ دوزخ میں ایک اجتماع کریں گے تو آپس میں گفتگو کریں گے اور کہیں گے جنتیوں کو اسلئے جنت میں داخلہ ملا کہ وہ بارگاہ الٰہی میں روتے رہے، بارگاہ الٰہی میں تضرع زاری مسکنت کا اظہار کرتے رہے لہٰذا آپ سب اکٹھے ہوکر آنسو بہائیں اور تضرع زاری کی کیفیت اختیار کریں جب انہیں آنسو بہانے اور تضرع سے کچھ فائدہ حاصل نہ ہوگا تو وہ آپس میں اس رائے پر اتفاق کریں گے کہ ہم صبر کریں چنانچہ وہ اجتماعی طور پر صبر کا بے مثال مظاہرہ کریں گے، بالآخر وہ محسوس کریں گے کہ صبر سے بھی کچھ فائدہ حاصل نہیں ہورہا ہے عذاب سے رستگاری حاصل نہیں ہورہی ہے تو ان کی زبان پر یہ الفاظ ہوں گے کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمارے لئے برابر ہے کہ ہم گھبراہٹ کا اظہار کریں یا صبر کا دامن تھامے رکھیں اب ہمارے لئے بھاگنا نہیں ہے نہ پناہ کی جگہ ہے۔

وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ: اس آیت میں شیطان ابلیس کے خطبہ کو بیان کیا گیا ہے کہ جب لوگوں کا حساب ختم ہو جائے گا جنتیوں کو جنت میں داخلہ مل جائے گا اور دوزخیوں کو دوزخ میں گرا دیا جائے گا تو ابلیس لعین دوزخ میں بدنصیب دوزخیوں کے اجتماع میں خطبہ دیتے ہوئے کہے گا اور اس حقیقت کا اعتراف کرے گا کہ اللہ نے تمہارے ساتھ کئے گئے وعدہ کو پورا فرمایا ہے کہ اطاعت گزار شخص کو ثواب سے نوازا ہے اور نافرمان کو عذاب میں گرفتار کیا ہے اللہ نے اپنا وعدہ پورا کر دکھایا ہے جب کہ میں نے تمہارے ساتھ جو وعدہ کیا تھا کہ قیامت کا کچھ وجود نہیں ہے ثواب، عقاب کا تصور بھی غلط ہے میں نے تمہارے سامنے جھوٹ کہا تھا اور وعدہ کی خلاف ورزی کی تھی جب کہ مجھے تم پر ہرگز تسلط نہ تھا میں نے تمہیں مجبور نہیں کیا تھا میں نے تو تمہیں برائی کی جانب صرف دعوت دی تھی وسوسہ اندازی کی برائی کو خوبصورت انداز میں پیش کیا تو تم نے میری آواز پر لبیک کہا حالانکہ تمہاری آزمائش تھی کہ تم میری اطاعت کرتے ہو یا انکار کرتے ہو لیکن تم نے اپنے اختیار کے ساتھ میری اطاعت اختیار کی اب آج کے دن تم مجھے اپنی ملامت کا نشانہ نہ بناؤ بلکہ تم خود کو ملامت کرو گناہ کا ارتکاب تو تم نے کیا ہے اب میں تمہیں اللہ کے عذاب سے رستگاری نہیں دلا سکتا اور نہ تم مجھے اللہ کے عذاب سے بچا سکتے ہو میں تو انکار کر رہا ہوں جب تم نے مجھے اللہ کی اطاعت میں شریک بنایا یقیناً مشرک لوگ ظالم ہیں اور ظالموں کے لئے دردناک عذاب تیار کیا گیا ہے، مفسرین نے بیان کیا ہے کہ ابلیس لعین کی جانب سے یہ خطبہ اس وقت دیا جائے گا جب جنت والے جنت میں اور دوزخی دوزخ میں داخل ہو جائیں گے تو دوزخی لوگ ابلیس کو ملامت کریں گے اور اسے ڈانٹ پلائیں گے کہ تو نے ہمیں گمراہ کیا تو اس وقت ابلیس خطبہ دے گا جس کا تذکرہ ہو رہا ہے۔

وَاُدْخِلَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ: بدنصیب دوزخیوں کے ذکر کے بعد سعید لوگوں کا بیان ہو رہا ہے تا کہ انسان رغبت اور خوف کے درمیان زندگی بسر کرے اور امید رکھے کہ اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخلہ عطا کریں گے کہ جس کے محلات میں نہریں جاری ہوں گی وہ جنت میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے سب کچھ اللہ پاک پروردگار عالم کے حکم کے ساتھ ہوگا جنتیوں کو فرشتے سلام کہیں گے اور ان کے اجلال و احترام میں ہرگز کمی نہیں کریں گے۔ (صفوۃ التفاسیر القسم السادس ص ٦٢)

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ ﴿٢٤﴾ تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۭ بِاِذْنِ رَبِّهَا ؕ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿٢٥﴾ وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةِ ۨ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ﴿٢٦﴾ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ ۙ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ﴿٢٧﴾ ع

ترجمہ: کیا تجھے معلوم نہیں کہ کس طرح اللہ نے پاکیزہ کلمہ کی پاکیزہ درخت کی مانند تمثیل بیان کی ہے کہ اس کی جڑ ثابت ہے اور اس کی شاخ آسمان میں ہے (٢٤) وہ اپنا پھل ہر وقت اپنے پروردگار کے حکم کے ساتھ دے رہا ہے اور اللہ لوگوں کے لئے تمثیلات بیان کرتے ہیں تا کہ وہ نصیحت حاصل کریں (٢٥) اور ناپاک کلمہ کی تمثیل ناپاک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درخت کی مانند ہے جسے زمین کے اوپر سے اکھیڑا گیا ہے اس کے لئے قرار نہیں ہے (٢٦) اور اللہ ایمان والوں کو ثابت قدم رکھتا ہے صحیح بات کے ساتھ دنیوی زندگی میں اور آخرت میں اور اللہ ظالموں کو گمراہ کر دیتا ہے اور اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے (٢٧)

لغوی تحقیق: مَثَلاً سے مقصود کسی چیز میں ایک بات دوسری بات کے ساتھ مشابہت رکھنے کو تمثیل کہا جاتا ہے تا کہ کیفیت منکشف ہوکر سامنے آجائے، ثَابِتٌ سے مقصود اس کی جڑ تو زمین میں ہے اس کی شاخیں بلندی کی جانب ہیں، بِاِذْنِ رَبِّهَا سے مقصود اللہ پاک کے ارادہ کے ساتھ جو اس کا خالق ہے، اجْتُثَّتْ سے مقصود جڑ سے اکھیڑ دیا گیا، قَرَارٍ سے مقصود استقرار ہے، بَالْقَوْلِ الثَّابِتِ سے مقصود وہ قول جو ان کے نزدیک ثابت ہے اور ان کے دلوں میں جاگزیں ہے۔

تناسب: قبل ازیں اللہ پاک نے بدبخت لوگوں کی کیفیت کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے انجام اور دوزخ کی آگ میں انہیں مصائب اور ہولناکیوں سے دوچار ہونا ہوگا اس کا بیان ہوا کہ وہ دوزخ سے بھاگ نہ سکیں گے اس کے ساتھ سعادت مند لوگوں کے حالات سے خبردار کیا کہ انہیں ان کے پروردگار کی بارگاہ میں کس طرح کی کامیابی حاصل ہوگی اس کی وضاحت ایک تمثیل سے کی جارہی ہے جس میں دونوں گروہوں کی حالت کو الم نشرح کیا گیا ہے اور ان کے درمیان فرق کو واضح کیا گیا ہے گویا کہ معنوی باتوں کو محسوسات کا لباس پہنا دیا گیا ہے تا کہ ذہن میں اچھی طرح جاگزیں ہو، ذہن نشین کریں کہ تمثیل کا مقام اہل عرب کے نزدیک معانی کو واضح کرنے کا ایک خاص انداز ہے قرآن پاک اس طرح کی تمثیلات سے بھرا پڑا ہے جب کہ سنت نبویہ کا انداز بھی قرآن پاک کے اسلوب کے ساتھ ہم آہنگ ہے اور کثرت کے ساتھ اہم مسائل کو تمثیلات کی شکل میں واضح کیا گیا ہے تا کہ قارئین کے دل و دماغ میں ان کی صحیح تصویر منقش ہو سکے۔

تشریح: اے انسان! کیا تجھے معلوم نہیں کہ کس طرح اللہ نے تمثیل کو بیان کیا ہے اور اس کو مناسب الفاظ کے ساتھ واضح کیا ہے، دراصل کلمہ طیبہ سے مقصود لا الہ الا اللہ کا کلمہ ہے تو اللہ تعالیٰ نے کلمہ طیبہ کی مثال جو ایماندار شخص کے دل میں جاگزیں ہے کہ اس کے سبب ایماندار شخص کے اعمال آسمان کی جانب اٹھائے جاتے ہیں اور اس کلمہ کی برکات اور اس کا ثواب ہر وقت پہنچتا رہتا ہے چنانچہ ایماندار شخص جب بھی لا الہ الا اللہ کے کلمہ کو زبان پر لاتا ہے تو وہ آسمان کی جانب بلند ہوتا جاتا ہے اور اس کی برکات حاصل ہوتی رہتی ہے تو کلمہ طیبہ کی مثال اس پاکیزہ درخت کی طرح ہے جس کا منظر نہایت دلکش ہے جس کی خوشبو نہایت عمدہ ہے اس کی جڑ تو زمین میں ہے اسے قرار حاصل ہے البتہ وہ درخت اونچائی کے سبب زمین کی عفونت سے محفوظ ہے اور عمارتوں کے کوڑے کرکٹ سے بھی محفوظ ہے چنانچہ وہ درخت ہر قسم کی آلائشوں سے محفوظ رہتا ہے اس کا پھل ہر قسم کی ملاوٹوں اور بدمزگیوں سے پاک ہوتا ہے اور ہر وقت اپنے پروردگار کے حکم اور اس کے ارادہ کے ساتھ بار آور ہوتا ہے اور جب اس درخت میں ذکر کردہ خصوصیات جلوہ افروز رہتی ہیں تو لوگ کثیر تعداد میں اس کی جانب رغبت کرتے ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ جو لوگ تزکیہ نفس کے لحاظ سے اونچے مقام پر فائز ہیں اور ان کا شمار عظیم دانشوروں میں ہوتا ہے درحقیقت ان کا گہرا رابطہ کلمہ طیبہ کے ساتھ ہے جس کے نتیجہ میں وہ لوگوں کو نہ صرف دنیوی رزق کے حصول کی جانب کہ وہ حلال اور طیب ہو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راغب کرتے ہیں جب کہ کلمہ طیبہ معنویت کے لحاظ سے لوگوں کے دلوں میں جاگزیں ہو جاتا ہے تو اس کے نتیجہ میں کلمہ طیبہ کی معنویت کو اپنے دل و دماغ میں جاگزیں کرنے والے امت مسلمہ کے افراد کی زندگی کے تمام لمحات بارآور بنتے ہیں، حقیقت یہ ہے کہ اس قسم کے لوگ کھجور کے درخت کی مانند ہیں جس کا اصل زمین میں مضبوطی کے ساتھ قائم رہتا ہے اور اس کی شاخیں عالم بسیط میں دور دراز تک پھیلی ہوئی دکھائی دیتی ہیں اور اس کا پھل ہمیشہ ہمیشہ سال بھر دستیاب رہتا ہے موسم سرما ہو یا گرما ہر موسم میں لوگ اس کو تناول کرتے رہتے ہیں، لیکن خواہشات نفسانی کے رسیا لوگ، مقلدین وغیرہ ان کا شمار کلمہ خبیثہ کا نعرہ بلند کرنے والوں میں ہوتا ہے چنانچہ کلمہ خبیثہ کو حنظل کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے جس کے لئے ثبات نہیں ہے اس کا ذائقہ کڑوا ہے اس کے بعد ان لوگوں کا ذکر کیا جارہا ہے جو کلمہء طیبہ کے ساتھ موصوف ہیں وہ اپنے مقاصد کے لحاظ سے دنیوی اخروی دونوں لحاظ سے کامیاب ہیں۔

یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ: اللہ پاک کلمہ طیبہ کے سبب ایمان والوں کو زندگی بھر فتنوں سے محفوظ فرماتے ہیں اگر انہیں جادۂ حق سے دور رکھنے کی بے سود کوششیں بھی کی جائیں تو وہ کوششیں رائیگاں چلی جاتی ہیں ان کی ثابت قدمی میں ہرگز ضعف رونما نہیں ہوتا جیسا کہ بلال رضی اللہ عنہ اور اس جیسے دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنہیں مصائب ومحن میں مبتلا کیا گیا لیکن ان کے پائے استقامت میں لغزش راہ نہ پاسکی اسی لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی فوت شدہ صحابی کے دفن سے فارغ ہوتے تو آپ اس کی قبر پر کھڑے ہو کر فرماتے اپنے بھائی کے لئے مغفرت کی دعا کرو اور سوال وجواب کے وقت ثابت قدمی کی دعا کرو اس لئے کہ اس وقت اس سے سوال کیا جارہا ہے کہ تیرا پروردگار کون ہے؟ تیرا پیغمبر کون ہے؟ (صحیح ابی داوٗد ۶۲۰/۲، والحاکم ۳۷۰/۱، والبیھقی ۵۶/۴)

وَیُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِیْنَ: کلمہ خبیثہ کی وضاحت پہلے کی جاچکی ہے اب ان لوگوں کا بیان ہو رہا ہے جو کلمہ خبیثہ کیساتھ موصوف ہیں اللہ نے ان میں حق وصداقت سے انحراف یعنی گمراہی کو ان کے ارادہ اور اختیار کیساتھ پیدا کیا جب کہ ان کی استعداد میں خباثت کارفرما تھی اور شہوت نفسانی کی جانب ان کا میلان تھا یہ اللہ کے قانون کے مطابق ہے، ﴿وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِیْلًا﴾ آگاہ رہیں کہ ظالموں سے مقصود کفار ہیں انہوں نے فطرت انسانی میں تبدیلی کی جس پر انہیں پیدا کیا گیا تھا اور وہ فطرت کی جانب راہ نہ پاسکے۔

وَیَفْعَلُ اللّٰهُ مَا یَشَآءُ: ذہن نشین کریں ہدایت گمراہی اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے لیکن لوگوں کی استعداد کے لحاظ سے ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ (فتح الباری کتاب التفسیر ۳۷۸/۸، المراغی ۱۲۶/۵)

اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ﴿۲۸﴾ جَهَنَّمَ یَصْلَوْنَهَا ۚ وَبِئْسَ الْقَرَارُ ﴿۲۹﴾ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّیُضِلُّوْا عَنْ سَبِیْلِهٖ ۚ قُلْ تَمَتَّعُوْا فَاِنَّ مَصِیْرَكُمْ اِلَی النَّارِ ﴿۳۰﴾ قُلْ لِّعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَیُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِیَةً مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ لَّا بَیْعٌ فِیْهِ وَلَا خِلٰلٌ ﴿۳۱﴾

ترجمہ: کیا تو نے ان لوگوں کو دیکھا نہیں ہے جنہوں نے اللہ کی نعمت کو ناشکری کے ساتھ بدل دیا اور انہوں نے اپنی قوم کو ہلاکت کی جگہ میں اتارا (۲۸) دوزخ ہے جس میں وہ داخل ہوں گے اور وہ آرام کے لحاظ سے بری ہے (۲۹) اور انہوں نے اللہ کے لئے شریک مقرر کئے تاکہ وہ جہان والوں کو اس کے راہ سے گمراہ کریں آپ کہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تم فائدہ حاصل کرو بلاشبہ تمہارا جانا دوزخ کی جانب ہے (۳۰) آپ میرے ان بندوں کو آگاہ کریں جو نماز قائم کرتے ہیں اور اس سے خرچ کرتے ہیں جو ہم نے انہیں دیا پوشیدہ اور ظاہر اس سے پہلے کہ وہ دن آئے کہ جس میں خرید وفروخت نہیں ہوگی نہ دوستی ہوگی (۳۱)

لغوی تحقیق: اَلْبَوَارِ ہلاکت، کساد بازاری، یا ماند پڑنا، علامہ راغب کی رائے میں اس کے اصل معنی کساد بازاری اور بے مصرف ہونے کے ہیں اور ہلاکت پر اس کا اطلاق اس بنا پر ہوتا ہے کہ جو بھی فکر عقیدہ شخص یا قوم بے مصرف ہو جائے ہلاکت اس کا مقدر بن جاتی ہے یعنی جس فکر کی چاہت نہ ہو جس عقیدے کا بازار علم وتحقیق میں چلن نہ ہو اور جو شخص یا قوم دنیا میں بے مصرف ہو کر رہ جائے اس کو زندہ رہنے کے لئے ضروری ہے کہ اپنی افادیت، نفع رسانی اور منطقی جواز مہیا کیا جائے قرآن کریم نے اسی اصول کی نشاندہی کی ہے ﴿فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَآءً ۚ وَاَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ﴾ (الرعد: ۱۷) ''سو جھاگ تو نکما ہو کر جاتا رہتا ہے اور جو چیز لوگوں کے کار آمد ہے سو وہ دنیا میں رہ جاتی ہے'' راغب اور ابن فارس نے اس کو جانچنے، آزمانے، اختیار کرنے کے معنوں میں بھی بیان کیا ہے جیسا کہ محاورہ ہے بُرْتُ فُلَانًا میں نے اس کو آزمایا، دیکھا، جانچا، پرکھا، بَارَ ہلاک ہوا، بَارَتِ الْاَرْضُ زمین کاشت کے قابل نہ رہی، بَارَتِ السِّلْعَةُ چیزوں کا بھاؤ گر گیا، اَلْبَارُ غیر مزروعہ زمین ﴿وَكَانُوْا قَوْمًا بُوْرًا﴾ (الفرقان: ۱۸) ''اور یہ لوگ برباد ہو کر رہے'' (لسان القرآن ص ۲۴۰)

تشریح: آغاز میں استفہام تعجب کے انداز کا ہے کہ اے سننے والو! تمہیں ان لوگوں کے بارے میں تعجب دامن گیر نہیں ہو رہا ہے اور تم حیرت زدہ نہیں ہو رہے ہو جنہوں نے اللہ کی نعمت کا انکار کیا اسلام اللہ کا انعام تھا لیکن انہوں نے اسلام قبول کرنے سے انکار کیا امام بخاریؒ نے ان سے مقصود مکہ والوں کو قرار دیا ہے جن کو اللہ پاک نے حرم مکہ میں آباد کیا اور انہیں فراخی کے ساتھ رزق عطا کیا اور ان کی ہدایت کے لئے اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو پیغمبر بنا کر ان کی جانب بھیجا ظاہر ہے کہ آپ کی بعثت ان کے لئے عظیم تر نعمت اور احسان تھا لیکن انہوں نے پیغمبر کو جھوٹا قرار دیا اس کی نبوت کا انکار کیا اسے جادوگر، شاعر، دیوانہ، افسانہ نویس قرار دیا، اللہ تعالیٰ نے انہیں قحط سالی میں مبتلا کیا انہوں نے آپ کے دین اسلام کو قبول نہ کیا اس طرح انہوں نے اپنی قوم کو ہلاکت کے گڑھے میں گرا دیا، مقصود یہ ہے کہ کفر کے باعث انہیں دوزخ کا ایندھن بنایا جب کہ دوزخ نہایت تکلیف دہ جگہ ہے انہوں نے مقام توحید سے خود کو دور کرتے ہوئے اللہ کی ذات اور اس کی صفات کے لحاظ سے فرضی شریک بنا لئے انہوں نے ان کو بالکل اسی طرح معبود قرار دیا جس طرح کہ اللہ کو معبود قرار دینا چاہیے انہوں نے دین اسلام کی اطاعت سے لوگوں کو ہٹانے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی انہیں تکلیف ومحن سے ہم کنار کیا انہیں ملک چھوڑنے پر مجبور کیا اللہ پاک رسول اکرم ﷺ کو مخاطب کر کے حکم فرما رہے ہیں کہ آپ انہیں واشگاف الفاظ میں کہیں کہ تم دنیوی نعمتوں سے فوائد حاصل کرتے رہو بالآخر تمہارا لوٹنا دوزخ کی جانب ہے وہی تمہارا ٹھکانہ ہے۔

قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ: آپ میرے بندوں کو حکم دیں جو ایمان لا چکے ہیں کہ وہ نمازوں کی ادائیگی بالکل اسی کیفیت کے ساتھ کریں جس کیفیت سے آپ انہیں مطلع کر رہے ہیں اس لئے کہ نماز تو دین اسلام کا ایک ستون ہے بلکہ نماز تو بے حیائی اور منکر کاموں کے ارتکاب سے روکتی ہے نماز تو ایک روشن چراغ ہے اس کی ادائیگی کے نتیجہ میں دل ودماغ کو روشنی عطا ہوتی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے جس کے نتیجہ میں نمازی شخص اللہ تعالیٰ کے قریب ہوتا جاتا ہے اور نماز کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ تمہیں اپنے مال سے زکوٰۃ ادا کرنی چاہیے کہ اللہ پاک نے تمہیں کسی شخص کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے تحفظ عطا کیا ہے اللہ پاک کی اس نعمت کا شکریہ یہ ہے کہ فقراء مساکین پر زکوٰۃ کا مال صرف کیا جائے ان کے ساتھ شفقت کا یہی تقاضا ہے بلکہ اخوت دینیہ اس پر ابھارتی ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کی مالی ضرورتوں میں اس کا بازو بن کر انہیں پورا کیا جائے کیا اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں ہے کہ بھی ایماندار آپس میں بھائی بھائی ہیں یہ بھی ذہن میں رہے کہ حالات کی مناسبت کے لحاظ سے کہیں پوشیدہ اور کہیں کھلم کھلا مال کو ضرورت مند بھائیوں تک پہنچایا جائے صرف مال زکوٰۃ پر اکتفا نہ کیا جائے ضروریات کو دیکھا جائے، لیکن اس سے پہلے کہ قیامت وقوع پذیر ہو ظاہر ہے کہ قیامت کے دن صدقہ دینا کچھ فائدہ عطا نہ کرے گا کوئی شخص کسی دوسرے شخص کی سفارش بھی اللہ کی اجازت کے بغیر نہ کر سکے گا نہ کسی سے اس کی سزا کو دور کر سکے گا وہاں تو عدل وانصاف کی حکمرانی ہوگی دوستی، سفارش کام نہ آئے گی۔

اَللّٰهُ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِىَ فِى الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ ﴿۳۲﴾ وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآئِبَيْنِ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ﴿۳۳﴾ وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ ؕ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ﴿۳۴﴾ ع

ترجمہ: اللہ وہ ذات ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور بادلوں سے پانی کو اتارا پس اس کے ساتھ پھلوں سے تمہارے لئے رزق کو نکالا اور تمہارے لئے کشتیوں کو مطیع کیا تاکہ وہ سمندر میں اس کے حکم کے ساتھ جاری رہیں اور تمہارے لئے نہروں کو مسخر کیا (۳۲) اور تمہارے لئے سورج اور چاند کو مسخر کیا جو ہمیشہ چل رہے ہیں اور تمہارے لئے رات اور دن کو مسخر کیا (۳۳) اور تمہیں وہ سب چیزیں عطا کیں جن کو تم نے چاہا اور اگر تم اللہ کی نعمت کو شمار کرو گے تو تم ان کا شمار نہ کر سکو گے بلاشبہ انسان ظالم ناشکرا ہے (۳۴)

لغوی تحقیق: اَلسَّمَآءُ سے بادل مراد ہے، اگرچہ اس سے مقصود ہر وہ چیز ہے جو انسان سے بلندی میں ہے اور وہ انسان کو سایہ بخشتی ہے اس کو اَلسَّمَآءُ کہا جاتا ہے، اَلتَّسْخِيْرُ سے مقصود مہیا کرنا، تیار کرنا، دَآئِبَيْنِ مسلسل مصروف رہتے ہیں، عَادَتٌ طریقہ، اسلوب اور معاملہ کسی کام میں تسلسل کے ساتھ لگے رہنا۔

وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآئِبَيْنِ : اور تمہارے نفع کے لئے سورج اور چاند کو مسخر کر دیا جو ہمیشہ اپنے اپنے مدار میں گھومتے رہتے ہیں یعنی یہ آفتاب اور یہ قمر دیوتا یا دیوتیاں نہیں کہ تم ان کی پرستش کرو ان کو اللہ تعالیٰ نے تمہاری نفع رسانی کے لئے مسخر کر دیا ہے یہ تمہارے خادم ہیں مخدوم نہیں ہیں قرآن پاک کا اعجاز ملاحظہ ہو کہ آج سے چودہ سو سال پہلے اس نے آفتاب وقمر کی تسخیر کا مژدہ نوع انسانی کو سنایا ہم آج ہزاروں تجربات کے بعد چاند تک رسائی حاصل کر سکے ہیں اور قرآن حکیم نے اس سے بہت پہلے تسخیر کائنات کے احکامات پر روشنی ڈالی یہ صرف تحیر واستعجاب کی بات نہیں اس میں انسان کی فتوحات سماوی کی پیشگوئی کی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انسان کی تگ وتاز کے حدود کس درجہ وسیع اور پھیلے ہوئے ہیں پھر یہ انسان کی کس درجہ محرومی ہے کہ وہ اس مقام پر فائز ہونے کے باوجود نجوم وکوکب کی پرستش کرے اور اپنے رب کا شکر گزار نہ ہو، اس نے تمام نظام علوی کو اس کے فائدہ کے لئے مسخر کر دیا چاند اور سورج کو دائبین قرار دینے کے معنی یہ ہیں کہ ایک طرف انسانی عقلیت کا یہ عالم ہے کہ رب جلیل کے احکام کی تکذیب کر رہا ہے اور دوسری طرف آفتاب اور چاند کو دیکھو کہ اول روز سے اللہ تعالیٰ نے جو کام ان کے سپرد کیا وہ اس کو سرانجام دینے میں صبح وشام برابر کوشاں اور جدوجہد میں مصروف ہیں۔ (لسان القرآن ص۱۰۷)

تشریح: اللہ پاک اپنے ان انعامات کو گنوار ہے ہیں جو اس کی مخلوق پر ہیں اولاً ان کے لئے آسمانوں کو محفوظ چھت بنادیا اور زمین کو بچھونا بنایا اور بادلوں سے بارش کو اتارا بارش کے سبب مختلف قسم کی انگوریوں کو بصورت جوڑا نکالا انگوریوں میں پھل فروٹ مختلف رنگوں اور اشکال، ذائقوں، خوشبوؤں اور مختلف قسم کے فوائد سے نوازا اور کشتیوں جہازوں کو سمندر کی سطح پر چلایا ان کا رواں دواں رہنا اللہ کے حکم کے ساتھ ہے اور سمندر کو جہاز رانی کے لئے مناسب انداز کے ساتھ قائم رکھا طغیانی کے نقصانات سے تحفظ عطا کیا سب کچھ اللہ کے حکم کے تابع ہے ایک ملک سے دوسرے ملک میں جانے کے لئے تاکہ وہاں کی پیداوار کو دوسرے ملکوں میں لایا جائے اور اس سے معاشی زندگی کے نظام کو حد اعتدال میں رکھا جائے اسی طرح پانی جیسی عظیم نعمت کو نہروں کے ذریعہ سے ایک ملک یا ایک شہر سے دوسرے شہر میں پہنچانے کا انتظام فرمایا۔

اللہ پاک کے انعامات میں سے سورج چاند بھی ہیں دونوں ہروقت متحرک رہتے ہیں رات کے لمحات ہوں یا دن کے اوقات ہوں، دونوں لحہ بھر حرکت سے خالی نہیں ہیں اور اتنا محکم نظام ہے کہ سورج کا نظام چاند کے نظام سے متصادم نہیں ہوتا، رات اور دن کے لئے جو اوقات موسم کے لحاظ سے روزانہ مقرر ہیں مجال ہے کہ اس نظام میں ایک سیکنڈ کا بھی فرق رونما ہوا ہو، یہی وجہ ہے کہ پانچوں نمازوں کے اوقات موسم گرما، سرما، بہار اور خزاں وغیرہ کے لحاظ سے نظام الاوقات کی شکل میں الگ الگ آبادیوں، ملکوں کے لئے مقرر ہیں، سورج چاند کے ساتھ ساتھ بے شمار ستاروں کا نظام بھی اللہ پاک کے حکم کے مطابق سائنٹیفک ہے ایک سیکنڈ کی کمی بیشی بھی نہیں ہے سورج چاند تو یکے بعد دیگرے جلوہ افروز ہوتے ہیں البتہ رات دن میں اس لحاظ سے تعارض کارفرما ہے کہ کبھی رات لمبی کبھی دن لمبا اور کبھی رات مختصر اور کبھی دن مختصر ہوتا ہے ارشاد ربانی ہے ﴿يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى﴾ (فاطر:۱۳) ''رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور اس نے سورج اور چاند کو مسخر فرمایا ہے ہر ایک مقرر مدت تک چلتا رہے گا''

وَاٰتٰكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ: اس نے تمہارے لئے تمہاری ضرورت کی تمام چیزوں کو حالات کے لحاظ سے مہیا کر دیا ہے خواہ تم ان کا مطالبہ کرو یا نہ کرو اور اگر تم اللہ کے انعامات کو شمار کرنا چاہو تو تم انہیں شمار نہیں کرسکو گے چہ جائیکہ تم ان کا شکریہ ادا کر پاؤ جیسا کہ طلق بن حبیب کا قول ہے بلاشبہ اللہ کے حقوق زیادہ وزنی ہیں کہ انسان ان حقوق کو ادا کرسکیں اسی طرح اللہ کے انعامات اتنے زیادہ ہیں کہ اللہ کے بندے ان کا شمار نہیں کرسکتے اس لئے ضروری ہے کہ تم صبح شام توبہ کرتے رہو، رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے اے اللہ تیرے ہی لئے حمد وثنا ہے انعامات کو کافی قرار نہیں دیا جاسکتا ہے اور نہ انہیں چھوڑا جاسکتا ہے اور نہ ہم ان سے مستغنی ہیں۔

(صحیح بخاری ح۵۴۵۸ صحیح ابی داؤد ۳۰۷/۲، صحیح ابن ماجہ ۲۲۸/۲، المراغی ۱۳۱/۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

داؤد علیہ السلام کے بارے میں ایک اثر منقول ہے انہوں نے کہا اے میرے پروردگار! میں آپ کا کیسے شکریہ ادا کر سکتا ہوں جب کہ میرا شکریہ ادا کرنا بھی آپ کی جانب سے مجھ پر نعمت ہے (ان کلمات کے جواب میں) اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے داؤد! اب تو نے میرا شکریہ ادا کیا ہے جب تو نے منعم کے شکریہ کے ادا کرنے میں کوتاہی کا اعتراف کیا، امام شافعیؒ کا قول ہے سب حمد وثنا اس اللہ کے لئے سزاوار ہے کہ کسی نعمت کا شکریہ ادا کرنے میں ایک نئی نعمت حاصل ہوتی ہے کہ اس نعمت کے باعث اس کا شکریہ ادا کرنا مجھ پر ضروری ہو جاتا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر ۲/۸۳۵)

وَاِذْقَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ﴿۳۵﴾ رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ ۚ وَمَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۶﴾ رَبَّنَآ اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ ﴿۳۷﴾ رَبَّنَآ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِيْ وَمَا نُعْلِنُ ۭ وَمَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاۗءِ﴿۳۸﴾ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَهَبَ لِيْ عَلَي الْكِبَرِ اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ ۭ اِنَّ رَبِّيْ لَسَمِيْعُ الدُّعَاۗءِ﴿۳۹﴾ رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ ڰ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاۗءِ﴿۴۰﴾ رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ﴿۴۱﴾ ع

ترجمہ: اور یاد کریں جب ابراہیم نے دعا کی اے میرے پروردگار! اس شہر کو امن کی جگہ بنائیے اور مجھے اور میرے بیٹوں کو اس سے دور کریں کہ ہم بتوں کی عبادت کریں (۳۵) اے میرے پروردگار! بلاشبہ ان بتوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا ہے پس جو شخص میرا تابعدار بنا بلاشبہ وہ مجھ سے ہے اور جس کسی نے میری نافرمانی کی پس بے شک تو معاف کرنے والا مہربان ہے (۳۶) اے ہمارے پروردگار! بے شک میں نے اپنی اولاد میں سے بعض کو ایسی وادی میں آباد کیا ہے جو زراعت کے قابل نہیں تیرے گھر کے نزدیک جو محترم ہے، اے ہمارے پروردگار! تاکہ وہ نماز قائم کریں پس کچھ لوگوں کے دلوں کو ان کی جانب رغبت کرنے والے بنا دے اور انہیں پھلوں سے رزق عطا کرتا کہ وہ شکریہ ادا کریں (۳۷) اے ہمارے پروردگار! بلاشبہ تو جانتا ہے جو ہم پوشیدہ رکھتے ہیں اور جو ہم ظاہر کرتے ہیں اور اللہ پر کوئی چیز پوشیدہ نہیں نہ زمین میں اور نہ آسمان میں (۳۸) تمام حمد وثنا اللہ کے لئے ہے جس نے مجھے باوجود بڑھاپے کے اسماعیل اور اسحٰق عطا کئے بے شک میرا پروردگار دعا کو سننے والا ہے (۳۹) اے میرے پروردگار! مجھے نماز قائم کرنے والا بنا اور میری اولاد سے بھی، اے ہمارے پروردگار! میری دعا کو قبول فرما (۴۰) اے ہمارے پروردگار! مجھے اور میرے والدین اور ایمان والوں کو معاف فرما جس دن محاسبہ قائم ہوگا (۴۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لغوی تحقیق: اَلْبَلَدَ کوئی مقام، شہر یا قریہ، امام راغب کے نزدیک اس کا اطلاق ایسی آبادی پر ہوتا ہے جس کے حدود متعین ہوں، قرآن حکیم میں ہے ﴿لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ﴾ (البلد:۱) ''میں قسم کھاتا ہوں اس شہر کی'' اس شہر سے مراد مکہ ہے اس کو بطور نکرہ کے بھی قرآن میں استعمال کیا گیا ہے ﴿رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا﴾ (ابراہیم:۳۵) ''اے میرے پروردگار! اس بستی کو امن والا شہر بنا دے'' ایک ہی لفظ کو نکرہ ومعرفہ کی صورت میں لانے میں بلاغت کا یہ پہلو پنہاں ہے کہ جب اللہ پاک نے بلد حرام کی قسم کھائی ہے اس وقت یہ شہر باقاعدہ نہ صرف آباد ہو چکا تھا بلکہ ایک متعین تہذیب وتمدن کے مرکز ہونے کا اسے فخر بھی حاصل تھا اس لئے اس کو یہاں معرف باللام کی صورت میں پیش کیا گیا اور ابراہیم علیہ السلام کی دعا کے وقت یہ ایک غیر معروف بستی تھی اس لئے تنکیر کی مستحق تھی تعریف کی نہیں، بَلَدَ بِالْمَكَان اقامت گزین ہوا، بَلِدَ کشادہ ابرو ہونا، بَلُدَ بَلَادَةً کند ذہن ہونا، بليد بمعنی غبی کند ذہن اسی سے ہے، اَلْمَبْلُوْدُ حیران وششدر، اَلْبَلَدَانِ کوفہ وبصرہ، وَاجْنُبْنِيْ مجھے دور فرما، مادہ (ج ن ب) ہے معنی دور ہونا، کنارے میں ہونا، بعدازاں مطلق دوری کے معنی میں استعمال ہوتا ہے، تَهْوِيْ اِلَيْهِمْ شوق ومحبت وارفتگی کی کیفیت میں تیز تیز قدم رکھتے ہیں، اَفْئِدَةٌ جمع ہے اس کا واحد فؤاد ہے، معنی دل ہے، يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ وہ دن جب محاسبہ وقوع پذیر ہوگا۔ (لسان القرآن ص ۲۱۹)

تناسب: قبل ازیں اللہ پاک نے اس حقیقت پر دلائل قائم فرمائے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور کسی بھی حالت میں جائز نہیں کہ اللہ پاک کے سوا کی عبادت کی جائے اور پیغمبر سے مطالبہ کیا گیا کہ آپ اپنی قوم کی کیفیت پر تعجب نہ کریں جب کہ انہوں نے اللہ کی نعمت کا انکار کیا اور بتوں کی پرستش شروع کر دی ہے، بعدازاں واضح کیا کہ سبھی انبیاء علیہم السلام نے بتوں کی عبادت کے چھوڑ دینے پر زور دیا چنانچہ ابراہیم علیہ السلام آپ کے جدامجد ہیں انہوں نے اپنی قوم کو بتوں کی عبادت سے روکا اور اللہ کی بارگاہ میں آرزو کی کہ اس کو اور اس کے بیٹوں کو بتوں کی عبادت سے دور کرے وہ لوگوں کی گمراہی کا سبب ہیں اس کے ساتھ اللہ پاک کی بارگاہ میں حاضر ہو کر شکریہ ادا کیا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں کبرسنی کے عالم میں اسماعیل اور اسحٰق دو بیٹے عطا کئے آخر میں دعا کی کہ اللہ تعالیٰ اسے اس کے والدین اور ایمان والوں کے گناہوں کو معاف فرمائے جب محاسبہ قائم ہو۔

تشریح: آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے سامنے تاریخی واقعات بیان کرتے ہوئے ابراہیم علیہ السلام کا تذکرہ بھی کریں جب ابراہیم علیہ السلام نے اس حقیقت کا اظہار کیا کہ میرے پروردگار کے مجھ پر احسانات ہیں کہ وہ میری دعا کو شرف قبولیت عطا کرتا ہے چنانچہ انہوں نے دعا کی اے میرے پروردگار! آپ مکہ شہر کو امن وامان کا مرکز بنائیں کہ اس میں خون گرانا ممنوع قرار دیا جائے کوئی شخص کسی دوسرے انسان پر ظلم نہ کرے حرم مکہ سے شکار کرنا ممنوع قرار دیا جائے بلکہ گھاس کاٹنا بھی ممنوع ہو، ارشاد ربانی ہے ﴿اَوَ لَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّيُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ﴾ (العنکبوت:٦٧) ''کیا یہ لوگ ملاحظہ نہیں کر رہے ہیں کہ ہم نے مکہ کو حرم قرار دیا جس میں امن ہے اور لوگوں کو ان کے اردگرد سے اچک لیا جاتا ہے'' اور مجھے اور میرے بیٹوں کو اس سے دور رکھا جائے کہ ہم بتوں کی پرستش کریں چنانچہ ابراہیم علیہ السلام کے سبھی بیٹے بتوں کی عبادت سے محفوظ رہے، اے میرے پروردگار! بتوں نے تو بہت زیادہ تعداد میں لوگوں کو ضلالت کے گڑھے میں گرا دیا ہے۔

چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جملہ کو دہرانے کے بعد عیسیٰ علیہ السلام کے اس جملہ کو دہرایا کہ اگر تو ان کو عذاب میں مبتلا کرے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں معاف کرے تو بلاشبہ تیرا وصف ہے کہ تو معاف کرنے والا مہربان ہے ان کلمات کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعد اللہ کے پیغمبر نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے ہوئے فرمایا اے اللہ! میری امت کے لوگوں کو معاف فرمانا آپ نے اس جملہ کو تین بار دہرایا اور آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے آپ کی اس کیفیت پر اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کو حکم دیا کہ آپ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں جائیں جب کہ آپ کے پروردگار کو خوب علم ہے، آپ اس سے استفسار کریں کہ آپ کی آنکھیں اشکبار کیوں ہو گئی ہیں، چنانچہ جبریل علیہ السلام آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے اشکبار ہونے کا سبب معلوم کرنا چاہا تو آپ نے اسے مطلع کر دیا اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا آپ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہوں اور میری جانب سے اسے پیغام دیں کہ آپ کی امت کے بارے میں ہم آپ کو یقیناً خوش کریں گے آپ کو ہرگز غمگین نہیں کریں گے۔

رَبَّنَا اِنِّيْ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ: اے میرے پروردگار! میں نے اسماعیل کو ایسی وادی میں آباد کیا ہے جو زراعت کے قابل نہیں ہے، مقصود مکہ مکرمہ کی وادی ہے جہاں اللہ کا گھر ہے جسے محترم بنا دیا گیا ہے تا کہ لوگ وہاں اللہ کی عبادت میں مشغول رہیں اور ذکر و اذکار کے ساتھ اسے آباد رکھیں، اے میرے پروردگار! لوگوں کے دلوں میں اس کے ساتھ اشتیاق کے جذبہ کو اجاگر فرما اور انہیں پھلوں سے رزق مہیا فرما امید ہے کہ وہ آپ کے احسانات کا شکریہ ادا کرتے ہوئے نماز کی ادائیگی کریں گے اور عبودیت کی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہوں گے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام اسماعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ ہاجرہ علیہا السلام مکہ کی بے آب و گیاہ سرزمین میں فروکش ہوئے اس دوران اسماعیل علیہ السلام اپنی والدہ کا دودھ پیتے تھے والدہ نے اپنے ساتھ پانی کا مشکیزہ اٹھا رکھا تھا اور اپنی کمر پر پیٹی باندھ کر خود کو مضبوط بنا رکھا تھا جب کہ عورتوں میں پیٹی باندھنے کا رواج اولاً ان کی جانب سے ہوا، ابراہیم علیہ السلام نے اس مختصر خاندان کو بیت اللہ کے نزدیک ایک درخت کے سائے میں اتارا درخت چاہ زمزم سے اونچائی میں مسجد الحرام کی جانب تھا ان دنوں مکہ مکرمہ میں ایک بھی متنفس نہ تھا اور نہ ہی پانی تھا ان دونوں کو وہاں فروکش کیا اور انہیں کھجوروں کا ایک تھیلا اور پانی کا مشکیزہ دیا اور خود وہاں سے واپس لوٹے اس دوران اسماعیل علیہ السلام کی والدہ نے ابراہیم علیہ السلام کا کچھ تعاقب کیا اور عرض کیا اے ابراہیم! آپ ہمیں اس وادی میں چھوڑ کر کہاں جا رہے ہیں؟ جہاں نہ صرف یہ کہ کوئی انسان نہیں بلکہ کوئی متنفس بھی نہیں ہے اسماعیل علیہ السلام کی والدہ نے اس جملہ کو کئی بار دہرایا لیکن ابراہیم علیہ السلام نے ان کی جانب دھیان نہ کیا پھر اسماعیل علیہ السلام کی والدہ نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے استفسار کیا، کیا آپ کو اللہ تعالیٰ نے ایسا کرنے کا حکم دیا ہے؟ انہوں نے اثبات میں جواب دیا اس پر انہوں نے یقین کی کیفیت میں کہا پھر ہمیں اللہ ضائع نہیں کریں گے، بعد ازاں وہ واپس چلی گئیں جب کہ ابراہیم علیہ السلام مسلسل چلتے رہے اور ایسی گھاٹی کے قریب پہنچے جہاں سے وہ انہیں دکھائی نہیں دے رہے تھے تو ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ کی جانب رخ کیا اور ہاتھ اٹھا کر ان کلمات کے ساتھ دعا کی، اے ہمارے پروردگار! میں نے اپنی اولاد کو ایسی وادی میں آباد کیا ہے جہاں کھیتی باڑی نہیں ہے جہاں آپ کا بیت اللہ حرمت والا ہے، اے ہمارے پروردگار! اس لئے انہیں وہاں فروکش کیا ہے تا کہ وہ نمازیں ادا کریں لوگوں کے دلوں کو آپ کی جانب جھکائیں اور انہیں پھلوں کا رزق عطا فرما تا کہ وہ شکریہ ادا کریں، چنانچہ وہاں اسماعیل علیہ السلام کی والدہ اپنے بیٹے اسماعیل کو دودھ پلاتی اور خود مشکیزہ سے پانی پیتی تھی جب مشکیزے کا پانی ختم ہو گیا تو انہوں نے پانی کی پیاس کو محسوس کیا اور ان کے بیٹے نے بھی پیاس کو محسوس کیا والدہ اپنے بیٹے اسماعیل کو دیکھتی کہ وہ پیاس کے سبب پیچ و تاب کھا رہا ہے تو وہ وہاں سے کچھ دور نکل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گئیں تاکہ بیٹے کی پریشان حالی دیکھنے سے محفوظ رہیں چنانچہ صفا پہاڑی وہاں سے قریب تھی مائی ہاجرہ اس پر پہنچیں وہاں سے پوری وادی کو غور سے دیکھا کہ کوئی شخص نظر آ جائے لیکن کوئی شخص نظر نہ آیا تو وہاں سے اتریں جب وادی میں قدم زن ہوئیں تو اپنی قمیص کو ذرا اونچا کیا اور زور سے دوڑنے لگی یہاں تک کہ وہ وادی ختم ہوگئی، بعدازاں وہ مروہ پہاڑی پر پہنچیں وہاں کھڑے ہوکر نظر دوڑائی کہ کوئی شخص نظر آ جائے لیکن کوئی شخص اسے دکھائی نہ دیا چنانچہ سات بار انہوں نے اس عمل کو جاری رکھا، ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی علیہ السلام نے فرمایا ان دنوں لوگ صفا مروہ کے درمیان حج عمرہ میں سات بار دوڑتے ہیں یہ مائی ہاجرہ کی سنت ہے لیکن جب وہ مروہ پر پہنچیں تو اس نے مخفی سی آواز سنی اس نے خود کو نہایت خاموش رہنے کی تاکید کی اور تکلف کے ساتھ سننا چاہا انہوں نے یہ کلمہ کہا آپ آگاہ کریں اگر آپ کچھ مدد کر سکتے ہیں تو اس دوران کیا دیکھتی ہیں کہ آب زمزم کی جگہ انہیں ایک فرشتہ دکھائی دیا اس نے وہاں ایڑی لگائی اس کے نتیجہ میں آب زمزم کا چشمہ پھوٹ نکلا، چنانچہ مائی ہاجرہ پانی کو جمع رکھنے کی کوشش میں لگی رہی اور مشکیزے میں پانی ڈالتی رہی اس دوران پانی جوش مارتا رہا، ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی علیہ السلام نے فرمایا اسماعیل علیہ السلام کی والدہ پر اللہ کی رحمتیں ہوں اگر وہ زمزم چشمہ کے پانی سے چلو نہ نکالتی تو زمزم چشمہ جاری رہتا۔ (صحیح بخاری ح ۳۳۶۴، فتح الباری ۳۹۶/۶)

ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مائی ہاجرہ نے خود پانی نوش کیا اور اپنے بچے کو بھی پلایا لیکن فرشتے نے مائی ہاجرہ سے کہا تم کچھ خطرہ محسوس نہ کرو یہ جگہ اللہ کا گھر ہے یہ لڑکا اور اس کا والد اس گھر کی تعمیر کریں گے اور اس گھر کے ادھر ادھر آباد ہونے والوں کو اللہ ضائع نہیں کرے گا چنانچہ بیت اللہ کی جگہ دوسری جگہ سے ذرا اونچائی میں تھی جیسا کہ ٹیلہ ہوتا ہے سیلابی پانی اس کے اردگرد سے گزر جاتا تھا مائی ہاجرہ اپنے بیٹے اسماعیل کے ساتھ وہاں آباد رہیں کہ اس دوران ان کے قریب سے جرہم قبیلہ کے کچھ لوگ گزرے انہوں نے مکہ مکرمہ کی نچلی جانب میں رہائش اختیار کی انہوں نے وہاں پر ایک پرندہ دیکھا جو فضا میں برابر پرواز کر رہا تھا رکتا نہیں تھا انہوں نے ایک یا دو نمائندوں کو بھیجا تو انہیں پانی کے چشمہ کے قریب سے گزرنے کا موقع ملا انہوں نے واپس لوٹ کر اپنے رفقاء کو بتایا کہ فلاں جگہ پر پانی کا چشمہ ہے انہوں نے اسماعیل علیہ السلام کی والدہ سے اجازت مانگی کہ ہمیں یہاں ٹھہرنے کی اجازت دی جائے انہوں نے اجازت عطا کر دی لیکن وضاحت کر دی کہ اس پانی پر تمہارا کچھ تسلط نہیں ہوگا انہوں نے اس شرط کو تسلیم کر لیا ان کی رہائش کے باعث اسماعیل علیہ السلام کی والدہ کو ایک طرح کا سکون حاصل ہوا، جرہم قبیلہ کے لوگوں نے اپنے دیگر رفقاء کو بھی پیغام بھیجا کہ وہ یہاں آباد ہو جائیں جب وہاں کچھ آبادی اور بڑھ گئی اور اسماعیل علیہ السلام جوان ہو گئے انہوں نے عربی زبان بولنا شروع کر دی جرہم قبیلہ کے لوگوں کو اسماعیل کے ساتھ انس و محبت میں اضافہ ہوتا چلا گیا انہوں نے چاہا کہ اسماعیل علیہ السلام کا نکاح ان کے قبیلہ کی کسی عورت سے کر دیا جائے اس پر عمل ہوا اور ان کا نکاح ہو گیا اس دوران اسماعیل علیہ السلام کی والدہ فوت ہو گئیں، اسماعیل علیہ السلام کے رشتہء زوجیت میں منسلک ہونے کے بعد ابراہیم علیہ السلام اپنے گھر والوں کے حالات معلوم کرنے کے لئے آئے تو اسماعیل علیہ السلام موجود نہ تھے ان کی بیوی سے ان کے بارے میں دریافت کیا انہوں نے بتایا کہ وہ ہمارے نان و نفقہ کے انتظام کے لئے نکلے ہیں اس سے دریافت کیا تمہاری گزر بسر کس طرح ہو رہی ہے؟ اس نے جواب دیا ہمارا نظام اچھا نہیں ہے تنگی کیساتھ گزر بسر ہو رہی ہے اس پر ابراہیم علیہ السلام نے اس سے کہا جب آپ کے خاوند آئیں تو میرے بارے میں اطلاع دینا اور یہ پیغام دینا کہ اپنے دروازے کی دہلیز تبدیل کریں، تو اسماعیل نے بتایا کہ یہ میرے والد مکرم تھے اور انہوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تجھ سے جدائی اختیار کروں آپ اپنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاندان میں چلی جائیں، اس نے انہیں طلاق دے دی۔

اس کے بعد ایک اور لڑکی سے نکاح کیا اس کے کچھ عرصہ بعد پھر ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے لیکن اسماعیل علیہ السلام سے ملاقات نہ ہوسکی، البتہ آپ کی بیوی سے اس کے خاوند کے بارے میں دریافت کیا کہ وہ کیسا شخص ہے؟ اس نے بتایا ہم خیر و عافیت کے ساتھ ہیں اس نے اللہ پاک کی حمد وثنا کے کلمات دہرائے ابراہیم علیہ السلام نے دریافت کیا تمہاری خوراک کیا ہے اس نے بتایا گوشت اور پانی ہے تو ابراہیم علیہ السلام نے گوشت اور پانی میں برکت کی دعا کی اس دوران نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وضاحت کی کہ ان دنوں اجناس ابھی تک نہیں تھیں اگر ہوتیں تو ان کے لئے بھی برکت کی دعا فرماتے چنانچہ مکہ مکرمہ کے علاوہ دیگر مقامات میں گوشت اور پانی کا ہی غذا ہونا مناسب نہیں ہوتا، بعدازاں ابراہیم علیہ السلام نے ان سے کہا کہ جب آپ کا خاوند آئے تو اسے میرا اسلام پہنچانا اور کہنا کہ اپنی دہلیز کو قائم رکھیں، انہوں نے بتایا کہ یہ میرے والد مکرم تھے انہوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تجھے اپنے نکاح میں برقرار رکھوں، یعنی دہلیز کو تبدیل نہ کرنے کا مشورہ دیا ہے، بعدازاں کچھ عرصہ بعد پھر ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے جب کہ اسماعیل علیہ السلام ایک درخت کے نیچے زمزم کے چشمے کے قریب تیر تیار کر رہے تھے جب اسماعیل علیہ السلام نے اپنے والد ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا تو کھڑے ہوگئے اور آپس میں ادب و احترام اور شفقت و محبت کے ملے جلے جذبات کے ساتھ دونوں نے عملی مظاہرہ کیا۔

چنانچہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کو آگاہ کیا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے ایک کام کا حکم دیا ہے اسماعیل علیہ السلام نے عرض کیا اللہ پاک نے جس کام کے سرانجام دینے کا حکم دیا وہ کام کرنا چاہیے ابراہیم علیہ السلام نے اسماعیل علیہ السلام سے استفسار کیا آپ میری معاونت کریں گے اسماعیل علیہ السلام نے اثبات میں جواب دیا چنانچہ ابراہیم علیہ السلام نے آگاہ کیا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ میں یہاں ٹیلے والی جگہ پر اللہ کا گھر تعمیر کروں چنانچہ ان دونوں نے بیت اللہ کی بنیادوں کو کھڑا کیا جب کہ اسماعیل علیہ السلام اپنے والد ابراہیم علیہ السلام کو پتھر اٹھا کر پکڑا رہے تھے اور ابراہیم علیہ السلام تعمیر کر رہے تھے جب عمارت قدرے بلند ہوئی تو حجر اسود کو اس کے مقام پر رکھا گیا تو ابراہیم علیہ السلام اس پر کھڑے ہو کر عمارت تعمیر کر رہے تھے اور اسماعیل پتھر اٹھا اٹھا کر دے رہے تھے اور وہ دونوں ذیل کے دعائیہ کلمات کہہ رہے تھے ﴿رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾ اور تعمیر کے بعد بیت اللہ کے گرد طواف کرتے ہوئے بھی ﴿رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾ کے کلمات زبان پر تھے کہ اے ہمارے پروردگار ہم سے قبول فرما بلاشبہ تو سب باتوں کو سنتا ہے اور ہر کام کا علم رکھتا ہے۔ (فتح الباری ۳۹۶/۶، صحیح بخاری ح ۳۳۶۴، ۲۳۶۸)

رَبَّنَا اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِيْ وَمَا نُعْلِنُ: اے ہمارے پروردگار! اس میں ہرگز شک و شبہ نہیں کہ تجھے ان سب باتوں کا علم ہے جو ہمارے دلوں میں پوشیدہ ہیں اور جن کو ہم ظاہر کر رہے ہیں یعنی بلند آواز کے ساتھ ہم دعائیں کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ کی ذات پر تو ہرگز کوئی چیز پوشیدہ نہیں زمین میں ہے یا آسمانوں میں ہے اللہ کے علم کے لحاظ سے تو سب ظاہر ہیں اس لئے کہ اللہ ان سب کا خالق اور مدبر ہے اس پر ہرگز کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَهَبَ لِيْ عَلَى الْكِبَرِ: تمام تعریفیں اللہ کی ذات کے لئے سزاوار ہیں جس نے مجھے پیرانہ سالی میں دولڑکے اسماعیل اور اسحٰق عطا کئے بلاشبہ میرا پروردگار میری دعا کو سنتا ہے جب میں دعا کرتا ہوں اے میرے پروردگار! مجھے فرائض کی ادائیگی کرنے والا بنا اور میری اولاد کو بھی نماز ادا کرنے والا بنا اگرچہ نماز کے علاوہ دیگر فرائض بھی ہیں لیکن نماز ایک ایسا فریضہ ہے جس کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سب ایماندار شخص دیگر اشخاص سے متمیز ہوتا ہے نماز تو عظیم فضائل کی حامل ہے نماز کے ساتھ ایماندار اور کافر شخص میں فرق ہوتا ہے مزید نماز کی ادائیگی سے گناہ ڈھل جاتے ہیں اور نمازی شخص خود کو فواحش و منکرات سے تحفظ عطا کرتا رہتا ہے، اے ہمارے پروردگار! ہماری دعا کو قبولیت عطا فرما جبکہ دعا سے مقصود بھی عبادت ہے، صحیح حدیث میں وارد ہے ((الدعاء هو العبادة)) عبادت کا نام ہی تو دعا ہے۔ (صحیح ابی داؤد ۱/ ۲۷۷، صحیح ابن ماجہ ۲/ ۳۲۴، صحیح ترمذی ۳/ ۱۳۸، مشکوٰۃ البانی کتاب الدعوات باب ا، مسند احمد ۴/ ۲۶۷)

ارشاد ربانی ہے ﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ﴾ (غافر: ۶۰) ''تمہارے پروردگار نے اعلان فرمایا ہے کہ تم مجھ سے طلب کرو میں تمہاری طلب کو پورا کروں گا بلاشبہ جو لوگ میری بارگاہ میں دعا کرنے سے تکبر کرتے ہیں وہ یقیناً دوزخ میں داخل ہوں گے''

رَبَّنَا اغْفِرْلِيْ وَلِوَالِدَيَّ: اے ہمارے پروردگار! جو مجھ سے اور میرے والدین سے گناہ سرزد ہوئے ہیں انہیں معاف کریں آپ کی والدہ تو ایماندار تھیں جب کہ آپ کے والد آذر تو کافر تھے تو ان کے لئے ان کا مغفرت طلب کرنا ایک وعدہ کے سبب تھا جب واضح ہو گیا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو انہوں نے اس سے برات کا اظہار کیا، سورۃ توبہ آیت نمبر ۱۱۴ ملاحظہ کریں۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ ؕ اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ ﴿۴۲﴾ مُهْطِعِيْنَ مُقْنِعِيْ رُءُوْسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ اِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ ۚ وَاَفْـِٕدَتُهُمْ هَوَآءٌ ﴿۴۳﴾ وَاَنْذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَاْتِيْهِمُ الْعَذَابُ فَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رَبَّنَآ اَخِّرْنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ ؕ اَوَلَمْ تَكُوْنُوْٓا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ ﴿۴۴﴾ وَسَكَنْتُمْ فِيْ مَسٰكِنِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَتَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ وَضَرَبْنَا لَكُمُ الْاَمْثَالَ ﴿۴۵﴾ وَقَدْ مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ وَعِنْدَ اللّٰهِ مَكْرُهُمْ ؕ وَاِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ ﴿۴۶﴾ فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿۴۷﴾ يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿۴۸﴾ وَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ مُّقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ﴿۴۹﴾ سَرَابِيْلُهُمْ مِّنْ قَطِرَانٍ وَّتَغْشٰى وُجُوْهَهُمُ النَّارُ ﴿۵۰﴾ لِيَجْزِيَ اللّٰهُ كُلَّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۵۱﴾ هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنْذَرُوْا بِهٖ وَلِيَعْلَمُوْٓا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّلِيَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۵۲﴾ ع

ترجمہ: اور آپ اللہ کو بے خبر خیال نہ کریں ان کاموں سے جن کا ارتکاب ظالم کرتے ہیں بلاشبہ اللہ ان کو مہلت دے رہا ہے ایسے دن تک جس میں آنکھیں نیچی ہوں گی (۴۲) جلدی کرنے والے اپنے سروں کو اونچا کرنے والے ہوں گے ان کی آنکھیں ان کی جانب واپس نہیں لوٹیں گی اور ان کے دل خالی ہوں گے (۴۳) اور آپ لوگوں کو اس دن سے خوفزدہ کریں جس روز ان کے ہاں عذاب آجائے گا تو ظالم لوگ کہیں گے اے ہمارے پروردگار! ہمیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نزدیک وقت تک مہلت دیں کہ ہم آپ کی دعوت کو قبول کرلیں گے اور ہم پیغمبروں کی پیروی کریں گے [انہیں کہا جائے گا] کیا تم نے اس سے پہلے قسمیں نہیں اٹھائی تھیں کہ تمہارے لئے ہرگز دور ہونا نہیں ہے (۴۴) اور تم نے ان لوگوں کے گھروں میں سکونت اختیار کی جنہوں نے اپنے اوپر ظلم کیا اور تمہارے سامنے یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ ہم نے ان کے ساتھ کیا کیا اور ہم نے تمہارے سامنے واقعات کو بیان کیا (۴۵) اور بلاشبہ انہوں نے اپنی جانب سے مکروفریب کیا جب کہ ان کے مکروفریب کا اللہ کو علم ہے اور ان کا مکروفریب ایسا نہیں ہے کہ اس کے سبب پہاڑ اپنی جگہ چھوڑ دیں (۴۶) آپ اللہ کے بارے میں خیال نہ کریں کہ وہ اپنے اس وعدہ کی خلاف ورزی کرے گا جو اپنے پیغمبروں کیساتھ کیا ہے بلاشبہ اللہ غالب بدلہ لینے والا ہے (۴۷) اس دن کہ جب یہ زمین اس کے سوا زمین کیساتھ تبدیل کی جائے گی اور آسمانوں کو بھی تبدیل کیا جائے گا اور وہ ایک اللہ کے حضور پیش ہوں گے جو ایک ہے غالب ہے (۴۸) اس دن آپ مجرموں کو دیکھیں گے ان کے ہاتھ پاؤں زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہوں گے (۴۹) ان کا لباس گندھک کا ہوگا اور ان کے چہروں کو آگ نے ڈھانپ رکھا ہوگا (۵۰) تا کہ اللہ ہر شخص کو بدلہ دے جو اس نے کیا بلاشبہ اللہ جلد حساب لینے والا ہے (۵۱) یہ قرآن لوگوں کو آگاہ کررہا ہے اور تا کہ انہیں اس کے ساتھ ڈرایا جائے اور تا کہ انہیں معلوم ہو جائے کہ اللہ تو ایک ذات ہے اور تا کہ عقل والے نصیحت حاصل کریں (۵۲)

لغوی تحقیق: تَشْخَصُ اس کا مادہ (ش خ ص) ہے کھڑے انسان کا جسم جو دور سے نظر آئے اور شَخَصَ مِنْ بَلَدٍ کے معنی شہر سے چلے جانے کے ہیں، شَخَصَ بَصَرُہٗ آنکھ کا پتھرا جانا، تَشْخَصُ فِیْهِ الْاَبْصَارُ جب کہ دہشت کے سبب آنکھ کھلی کی کھلی رہ جائے، مُهْطِعِیْنَ پکارنے والے کی جانب تیز جانے والے، هَطَعَ الرَّجُلُ بِبَعَرِہٖ اس نے نظر جما کر دیکھا، اور گردن اٹھا کر چلنے والے اونٹ کو بَعِیْرٌ مُّهْطِعٌ کہا جاتا ہے، بَرَزُوْا اپنی قبروں سے نکلیں گے، هَوَآءٌ عقل سے خالی ہوں گے افسوس اور خوف کے سبب سمجھ سے کورے ہوں گے چنانچہ بزدل اور بے وقوف کو کہا جاتا ہے، قَلْبُهٗ هَوَآءٌ اس کے دل میں قوت نہیں اس کی کچھ رائے نہیں ہے، جیسا کہ حسان شاعر نے ابوسفیان بن حرب کی مذمت کرتے ہوئے کہا ۔

اَلَا اَبْلِغْ اَبَاسُفْیَانَ عَنِّی ۔۔۔ فَاَنْتَ مُجَوَّفٌ نَخِبٌ هَوَاءٌ

”خبردار! ابوسفیان کو میرا پیغام پہنچائیں کہ تو کھوکھلا شخص ہے وقت گزار چکا ہے اور بزدل ہے“ (مفردات ص ۴۷۳، ۱۰۱۷)

بلاغت: ﴿وَاَفْئِدَتُهُمْ هَوَآءٌ﴾ میں تشبیہ بلیغ موجود ہے اس تشبیہ میں صرف تشبیہ اور وجہ تشبیہ کا ذکر نہیں ہے اصل عبارت یوں تھی، ﴿وَاَفْئِدَتُهُمْ كَالْهَوَآءِ لِفَرَاغِهَا مِنْ جَمِیْعِ الْاَشْیَآءِ﴾ ”ان کے دل ھوا کی مانند ہیں جب کہ دل ہر چیز سے خالی ہیں“

تشریح: رسول اکرم ﷺ کو صبر دلانا مقصود ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے بارے میں ہرگز یہ خیال نہ کریں کہ اللہ تعالیٰ ظالموں کی کارستانیوں سے بےخبر ہے جب کہ انہیں اپنی گرفت میں نہیں لے رہا ہے اگر اللہ تعالیٰ ان کے عذاب میں تاخیر کررہے ہیں تو اس سے ہرگز یہ نہ سمجھا جائے کہ انہیں سزا میں گرفتار نہیں کیا جائے گا اللہ تعالیٰ کی ذات غافل نہیں ہے کسی حکمت کے پیش نظر ان کے ساتھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ سلوک روا رکھا جا رہا ہے انہیں سخت ہولناک دن میں عذاب کی گرفت میں لیا جائے گا آپ انہیں اس دن کے عذاب سے خوف زدہ کرتے رہیں اس دن کی شدت اور ہولناکی کے باعث یہ لوگ آرزو کریں گے کہ انہیں دوبارہ دنیوی زندگی میں لوٹایا جائے تا کہ وہ دعوت الی اللہ کو قبول کریں لیکن ان کی یہ آرزو ہرگز قبول نہ ہوگی ان کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی بلکہ اس دن کی خوفناکی اور المناکی سے آنکھوں کی حرکت ختم ہو جائے گی وہ اس دن تیزی کے ساتھ دوڑیں گے ادھر ادھر نہیں دیکھیں گے اور سخت گھبراہٹ کے باعث ان کے دل خالی ہوں گے، چنانچہ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر کو مخاطب کر کے حکم دے رہے ہیں کہ آپ لوگوں کو قیامت کے دن کی ہولناکیوں سے خوفزدہ کریں جب وہ سخت دردناک قسم کے عذاب کی لپیٹ میں ہوں گے اس دن ظالم لوگ بارگاہ الٰہی کی جانب جھکاؤ اختیار کرتے ہوئے امید کریں گے کہ انہیں کچھ وقت تک عذاب کی تلخیوں سے تحفظ حاصل ہو جائے تا کہ وہ اپنے گناہوں کی تلافی کریں آپ کی دعوت قبول کریں ایمان قبول کریں اور پیغمبروں کی اطاعت کریں اللہ تعالیٰ انہیں جواب دیں گے تم نے اس سے پہلے بھی قسمیں اٹھائی تھیں کہ تم ہمیشہ ہمیشہ دنیا میں ہی رہو گے کسی دوسرے جہان کی جانب ہم منتقل نہیں ہوں گے بلکہ تم ظالموں کے گھروں میں آباد رہے جب ہم نے انہیں تباہ و برباد کر دیا تم نے ان کی تباہی و بربادی سے کچھ عبرت حاصل نہ کی مشرک لوگوں نے اللہ کے پیغمبر اور ایمانداروں کو اذیتوں سے دوچار کیا جب کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے مکر و فریب کو ختم کیا حالانکہ ان میں اس قدر قوت تھی کہ ان کی قوت کے مقابلہ میں پہاڑ بھی اپنی جگہ چھوڑ دیں لیکن اللہ نے انہیں تحفظ عطا کیا۔

فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ: اے مخاطب شخص! آپ ہرگز اس وہم میں مبتلا نہ ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے اس وعدہ کی خلاف ورزی کرے گا جو وعدہ اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کیساتھ کر رکھا ہے کہ اللہ انہیں غالب کرے گا اور ان کے مخالفین کو اپنی گرفت میں لے گا اس میں ہرگز شبہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات غالب ہے اس کو کوئی عاجز نہیں کر سکتا وہ نافرمان لوگوں سے انتقام لینے پر قادر ہے۔

يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ: اللہ تعالیٰ اپنے دشمنوں سے قیامت کے دن بدلہ لے گا جب اس زمین کو تبدیل کر دیا جائے گا کہ یہ زمین ذرات کی شکل اختیار کرے گی بلکہ دھواں بن جائے گی بعد ازاں پھر زمین کی شکل اختیار کرے گی اور آسمانوں میں تبدیلی رونما ہوگی ستارے جھڑ جائیں گے سورج لپیٹ دیا جائے گا اور چاند بے نور ہو جائے گا زمین کی سطح پر کوئی ٹیلہ کوئی ٹیڑھا پن نہیں ہوگا برابر چٹیل زمین ہوگی، ذہن نشین کریں کہ آیت مذکورہ قرآن پاک کے معجزات میں ایک معجزہ ہے موجودہ سائنسی علوم نے بھی اس کی تصدیق کی ہے اور مکمل طور پر انطباق ہے چنانچہ ماہرین علوم فلکیہ کا کہنا ہے کہ زمین، سورج اور تمام سیارے زمانہ گذشتہ میں آگ کا ایک کرہ تھے ان میں انتہا درجہ کی گرمی تھی وہ فضا میں اڑتے تھے اور اپنے محور کے گرد کروڑوں سال گردش کرتے رہے عرصہ دراز کے بعد کہیں جا کر ان سے سورج کا وجود بنا اسی طرح کروڑوں سال کے بعد ان سے آسمان اور زمین معرض وجود میں آئے اور لاکھوں سال گزرنے کے بعد ان سے چاند ظہور پذیر ہوا اور اس حقیقت سے بھی انکار ممکن نہیں کہ زمین، سورج اور ستارے کروڑہا سالوں کے بعد ان کا وجود لاکھوں سال تک گردش کرتا رہے گا اور اس سورج کے علاوہ دوسرا سورج اس زمین کے علاوہ دوسری زمین اور ان آسمانوں کے علاوہ دیگر آسمان وجود میں آ گئے، مسلم میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے انھوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا ﴿يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ﴾ سے کیا مقصود ہے؟ پھر اس دن لوگ کہاں ہوں گے آپ نے فرمایا پل صراط پر ہوں گے۔

(صحیح مسلم کتاب صفۃ الجنۃ باب ۳، صحیح ابن ماجہ ۴۲۴/۱، صحیح ترمذی ۶۵/۳، سنن دارمی کتاب الرقاق باب ۸۸، مسند احمد ۳۵/۶)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابی بن کعب بیان کرتے ہیں کہ زمین کی تبدیلی سے مقصود کہ زمین آگ کی شکل اختیار کرے گی چنانچہ جدید تعلیم یافتہ دور کے علماء ان آیات اور احادیث کی روشنی میں اس حقیقت پر متفق ہیں کہ زمین آگ کا کرہ بن جائے گی اور لوگ اس زمین پر نہیں ہوں گے اس سے بھی زیادہ حیران کن یہ حقیقت ہے جس کو عبداللہ بن مسعود اور انس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا ہے کہ لوگ اس دن سفید زمین پر ہوں گے جس پر ہرگز گناہ کا کام نہ ہوا ہوگا کچھ تعجب نہیں کہ زمین بالکل ایسی ہوگی جس پر کسی کی رہائش نہ ہوگی۔

وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ: اور لوگ اللہ کے حکم کے ساتھ قبروں سے نکلیں گے اور بارگاہ الٰہی میں پیش ہوں گے اللہ کی ذات کے سوا کوئی پناہ کی جگہ نہ ہوگی بہر حال اس دن کی خوفناکی اظہر من الشمس ہے اس وقت اللہ تعالیٰ کی ذات سے کوئی فرد جھگڑنے والا نہ ہوگا اور اس کے سوا کوئی مددگار نہ ہوگا۔

اٰيَاتُهَا: ۹۹ ۱۵ سُوْرَةُ الْحِجْرِ مَكِّيَّةٌ ۵۴ رُكُوْعَاتُهَا: ۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام کے ساتھ جو بخشش کرنے والا مہربان ہے

الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ وَقُرْاٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱﴾

ترجمہ: الٓرٰ یہ اللہ کی کتاب اور روشن قرآن کی آیات ہیں (۱)

تشریح: سورۃ حجر مکی سوت ہے اس کی ننانوے آیات ہیں، اس سورہ کی مناسبت ماقبل سورہ کے ساتھ درج ذیل وجوہ کی بنا پر ہے:-

(۱) اس سورت کے آغاز میں اس سے پہلی سورت کی مانند قرآن پاک کتاب مبین کے وصف کو اجاگر کیا گیا ہے۔

(۲) اس میں کفار کے قیامت کے دن کے حالات کو واضح صورت میں بیان کیا گیا ہے اور کفار کی یہ آرزو کہ کاش وہ مسلمان ہوتے دونوں سورتوں میں موجود ہے۔

(۳) ان دونوں میں سے ہر سورت میں آسمان اور زمین کا بیان ہے۔

(۴) ان دونوں سورتوں میں ابراہیم علیہ السلام کے واقعات تفصیل کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں۔

(۵) نیز ان دونوں سورتوں میں رسول اکرم ﷺ کو صبر کرنے کی تلقین کی گئی ہے کہ آپ سے پہلے پیغمبروں کو بھی مصائب کا سامنا کرنا پڑا تو انہوں نے صبر سے کام لیا اور اس حقیقت کو تسلیم کرنا ضروری ہے کہ پرہیزگاروں کا انجام بہتر ہوتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ﴿۲﴾ ذَرْهُمْ يَاْكُلُوْا وَيَتَمَتَّعُوْا وَيُلْهِهِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۳﴾ وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ ﴿۴﴾ مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ﴿۵﴾

ترجمہ: اکثر طور پر کفار چاہتے ہیں کاش وہ مسلمان ہوتے (۲) آپ ان کو چھوڑیں تا کہ وہ کھائیں اور فائدہ اٹھائیں اور ان کو امید [آرزو] نے غافل کر دیا تو وہ عنقریب معلوم کر لیں گے (۳) اور ہم نے کسی بستی کو تباہ و برباد نہیں کیا مگر ان کیلئے تحریر معلوم تھی (۴) کوئی جماعت اپنی مدت سے سبقت نہیں لے جاتی ہے اور نہ پیچھے ہوتی ہے (۵)

لغوی تحقیق: ذَرْهُمْ آپ انہیں چھوڑ دیں، اس کا فعل امر، فعل مضارع استعمال ہوتا ہے جب کہ اس سے فعل ماضی تَرَکَ استعمال ہوتا ہے اور مصدر تَرْکٌ ہے اسم فاعل تَارِکٌ اور اسم مفعول مَتْرُوْک ہے۔ (اضواء البیان ۱۴۲/۳)

تشریح: رُبَمَا تخفیف اور تشدید (رُبَّمَا) دونوں صورتوں میں اس کا اطلاق ایسی چیز پر ہوتا ہے جس کا حصول کمتر ہو یعنی ان کا آرزو کرنا کم ہوگا ہر وقت ان کی آرزو یہ نہ ہوگی اس لئے کہ ان کی اصل مشغولیت تو عذاب کے ساتھ ہے جب کہ بعض علماء کا قول یہ ہے کہ کفار کثرت کے ساتھ آرزو کریں گے کہ وہ مسلمان ہوتے اس کا سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ کفار جب عذاب میں مبتلا ہونے کے بعد اصل حقیقت سے آشنا ہوں گے تو اس وقت آرزو کریں گے کہ کاش وہ دنیوی زندگی اسلام میں گزارتے ارشاد ربانی ہے ﴿وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلَى النَّارِ فَقَالُوْا يٰلَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰيٰتِ رَبِّنَا وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (الانعام:۲۷) ''اور [تو تعجب کرے گا] جب انہیں دیکھے گا جب انہیں [دوزخ کی] آگ کے پاس روک رکھا ہوگا تو وہ کہیں گے کاش ہمیں واپس کیا جائے اور ہم اپنے پروردگار کی آیات کی جھوٹ کی جانب نسبت نہیں کریں گے اور ہم مسلمانوں سے ہوں گے''

ذَرْهُمْ يَاْكُلُوْا وَيَتَمَتَّعُوْا: اللہ تعالیٰ رسول اکرم ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے حکم دے رہے ہیں کہ آپ ان لوگوں کو غفلت میں رہنے دیں چارپایوں کی مانند کھاتے رہیں دنیوی لذت اندوزی اور شہوت رانی میں گرفتار رہنے دیں ان کی امیدیں تو نہ ختم ہونے والی ہیں، مثال کے طور پر ایک شخص اپنی زبان سے یہ جملہ نکالتا ہے کہ مستقبل قریب میں مجھے کثرت کے ساتھ مال و دولت حاصل ہوگا بلکہ میری چاہت کے مطابق مجھے نوازا جاتا رہے گا میری شہرت کا تذکرہ اور چرچا ہر گلی، محلّہ میں ہوگا جب کہ میں محلات تعمیر کروں گا اور میرے دشمن میرے مقابلہ میں مغلوب ہو جائیں گے وہ آرزوں اور خام امیدوں بلکہ ناممکن اور محال پروگراموں کا ہر لمحہ چرچا کرتا رہے گا اللہ پاک اس طرح کی خام خیالی کی زندگی کی امیدوں پر زندگی گزارنے والوں کو ڈانٹ پلا رہے ہیں کہ مستقبل میں انہیں معلوم ہو جائے گا کہ ان کے موہوم پروگرام کبھی حقیقت کا لباس نہیں پہنیں گے انہیں نہایت خطرناک انجام سے گزرنا ہوگا۔

مزید اس جانب بھی اشارہ ہے کہ کسی مسلمان کا عیش و عشرت کی زندگی بسر کرنا اور لذت اندوزی میں مستغرق رہنا اور اخروی زندگی کے لئے کچھ محنت نہ کرنا ہرگز ہرگز ایمان والوں کا شیوہ نہیں ہے نہ ان کے لئے لائق ہے، نہ ختم ہونے والی آرزوں کا سلسلہ جس قدر زیادہ طویل ہوگا اسی قدر عملی زندگی میں صراط مستقیم سے ہٹ کر بدعملی کی جانب رجحان بڑھتا چلا جائے گا اور اخروی زندگی کی جانب توجہ کرنے سے نفسانی خواہشات کا لامتناہی سلسلہ ہر لمحہ رکاوٹ بنتا چلا جائے گا، سوال مترشح ہوتا ہے کہ اس قسم کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بدقماش لوگوں کو مہلت کیوں دی جا رہی ہے، انہیں تباہ و برباد کیوں نہیں کیا جا رہا؟

اس کے جواب میں اللہ پاک وضاحت فرما رہے ہیں کہ ہم نے جن لوگوں کو ان کی بداعمالیوں کے باعث عذاب میں گرفتار کیا جب ان کے عذاب کا وقت آن پہنچا کسی بھی قوم کو ان کے وقت سے پہلے انہیں تباہ و برباد نہیں کیا گیا لوح محفوظ کے وقت کے مطابق انہیں عذاب میں گرفتار کیا جاتا ہے مقررہ وقت سے پہلے نہ بعد انہیں عذاب میں گرفتار نہیں کیا جاتا ہے اللہ پاک کے ہاں ڈھیل ضرور ہے لیکن جو لوگ عذاب الٰہی کے مستحق ہیں انہیں رہائی حاصل نہ ہوگی کسی بھی جماعت کو اس کے وقت مقررہ سے پہلے ہلاک نہیں کیا جاسکتا اور نہ تاخیر کو روا رکھا جاسکتا ہے، دراصل ان آیات میں مکہ والوں کو متنبہ کیا گیا ہے کہ وہ شرک الحاد سے تائب ہو جائیں وگرنہ انہیں تباہ و برباد کر دیا جائیگا وہ ہرگز اس دھوکہ میں نہ رہیں کہ اگر کچھ عرصہ تک انہیں مہلت دی گئی ہے تو انہیں ان کے گناہوں کے باعث تباہ و برباد نہیں کیا جائے گا جب وقت آن پہنچے گا تو پھر تقدم اور تاخر نہ ہوگا اور ہلاکت یقینی ہے، بعض علماء نے اس آیت مبارکہ کو آیت السیف ﴿فَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ﴾ کے ساتھ منسوخ قرار دیا ہے۔ (اضواء البیان ۱۱۸/۳)

وَقَالُوْا يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْ نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ ﴿۶﴾ لَوْ مَا تَاْتِيْنَا بِالْمَلٰٓئِكَةِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۷﴾ مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ اِلَّا بِالْحَقِّ وَمَا كَانُوْٓا اِذًا مُّنْظَرِيْنَ ﴿۸﴾ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿۹﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ شِيَعِ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۰﴾ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۱۱﴾ كَذٰلِكَ نَسْلُكُهٗ فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۲﴾ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۳﴾ وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ فَظَلُّوْا فِيْهِ يَعْرُجُوْنَ ﴿۱۴﴾ لَقَالُوْٓا اِنَّمَا سُكِّرَتْ اَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ ﴿۱۵﴾ ع

ترجمہ: اور کفار نے کہا اے وہ شخص! جس پر قرآن پاک نازل کیا گیا ہے بے شک تو دیوانہ ہے (۶) تو ہمارے پاس فرشتوں کو کیوں نہیں لاتا اگر تو سچ کہنے والوں سے ہے (۷) ہم فرشتوں کو نہیں اتارتے ہیں مگر محکم تدبیر کیساتھ اور انہیں اس وقت مہلت نہیں دی جائیگی (۸) یقیناً ہم نے ہی قرآن کو اتارا ہے اور یقیناً ہم ہی اسکی حفاظت کرنیوالے ہیں (۹) اور بلاشبہ ہم نے آپ سے پہلے فرقوں میں پیغمبروں کو بھیجا (۱۰) اور ان کے ہاں کوئی پیغمبر نہیں آیا مگر وہ اس کیساتھ تمسخر کرتے رہے (۱۱) اسی طرح ہم اس کو مجرم لوگوں کے دلوں میں چلاتے رہے (۱۲) جو قرآن پر ایمان نہیں رکھتے تھے اور بلاشبہ پہلے لوگوں کا طریقہ گزر چکا ہے (۱۳) اور اگر ہم ان پر آسمان کا کوئی دروازہ کھول دیتے تو وہ اس میں چڑھ جاتے (۱۴) اور وہ ضرور کہیں گے بلاشبہ ہماری آنکھیں مخمور ہوگئی ہیں بلکہ ہم پر جادو کر دیا گیا ہے (۱۵)

لغوی تحقیق: لَوْمَا ایسا کلمہ ہے جس کے ساتھ اس سے بعد میں آنے والے فعل پر رغبت دلانا اور ابھارنا ہوتا ہے، مُنْظَرِيْنَ مہلت دیئے گئے، مادہ (ن ظ ر) ہے، نظر کے معنی کسی چیز کو دیکھنے یا اس کا ادراک کرنے کیلئے آنکھ یا فکر کو جولانی دینے کے ہیں پھر کبھی اس سے محض غور و فکر کرنے کا معنی مراد لیا جاتا ہے اور کبھی اس معرفت کو کہتے ہیں جو غور و فکر کے بعد حاصل ہوتی ہے چنانچہ آیت کریمہ ﴿قُلِ انْظُرُوْا مَاذَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ (یونس:۱۰۱) ''کفار سے کہو کہ دیکھو تو آسمانوں اور زمین میں کیا کیا کچھ ہے'' میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُنْظُرُوْا کے معنی غور کرنے کے ہیں، اگرچہ عوام کے نزدیک زیادہ تر نظر کا لفظ رؤیت بصری کے معنی میں استعمال ہوتا ہے لیکن خواص کے نزدیک یہ عام طور پر بصیرت کے معنی میں آتا ہے اور اَنْظُرْتُ کے معنی مہلت دینے کے ہیں۔(مفردات امام راغب ص ۹۲۸)

تناسب: قبل ازیں اللہ پاک نے کفار کو زوردار انداز میں ڈانٹ پلائی ہے اب اس مقام میں ان کی ان باتوں کو ذکر کیا جارہا ہے جو قبیح ترین باتیں وہ محمد ﷺ کے حق میں کھلے عام کہتے تھے آپ کے ساتھ کھلے بندوں دشمنی کرتے تھے جب کہ آپ کی وہ خوبیاں جن کا وہ آنکھوں سے مشاہدہ کر رہے تھے ان کے انکار پر بھی اتر آئے اور جب انہوں نے آپ کے معجزات کا مشاہدہ کیا تو اس پر ان کی زبان پر کھلے بندوں یہ الزام تھا کہ یہ شخص جادوگر ہے ان الزامات کے باعث اللہ پاک آپ کو حلم اور صبر کرنے کا حکم دے رہے ہیں کہ آپ کے بارے میں جو حماقتیں ان سے سرزد ہو رہی ہیں یہ کوئی نئی بات نہیں نہ اس پر حیران ہونا چاہیے آپ سے پہلے امتوں نے بھی اپنے پیغمبروں کے ساتھ وہی ناروا سلوک اختیار کیا جو آپ کے ساتھ کر رہے ہیں آپ انبیاء علیہم السلام کے اسوۂ حسنہ پر رواں دواں رہتے ہوئے ان کی حماقتوں پر صبر کے دامن کو تھامے رکھیں۔

تشریح: چنانچہ انہوں نے آپ کی نبوت کا مزاح کرتے ہوئے کھلے بندوں یہ جملہ دہرایا کہ اے وہ شخص! جس کا خیال ہے کہ اس پر قرآن نازل ہو رہا ہے تیری یہ سب باتیں دیوانگی پر مبنی ہیں ان باتوں میں ہرگز معقولیت نہیں ہے مزید برآں وہ سب باتیں ہمارے عقائد کے مخالف ہیں تو ہم ایسی باتوں کو کیسے تسلیم کریں جن کو ہماری عقلیں تسلیم نہیں کرتی ہیں اور ہمارے معاشرہ میں سربرآوردہ زیرک لوگ انہیں ناپسندیدہ قرار دیتے ہیں، اگر آپ کی باتیں درست ہیں اور اللہ نے تجھے منصب رسالت پر فائز کیا ہے تو آپ کے لئے کیا رکاوٹ ہے کہ تو اللہ سے سوال کرے کہ تجھ پر آسمان سے فرشتے نازل ہوں جو آپ کی نبوت کی تصدیق کریں اس مضمون کی آیات دیگر سورتوں میں بھی موجود ہیں چنانچہ اللہ پاک نے ان کے اس مطالبہ پر انہیں خاموش کراتے ہوئے تنبیہ کی ہے کہ ہم تو فرشتوں کو کسی حکمت، فائدہ کے پیش نظر اتارتے ہیں جب کہ تم نے اگر فرشتوں کو دیکھ پایا تو تم کہو گے کہ یہ فرشتے تو ہمارے جیسے انسان ہیں، ظاہر ہے کہ کسی فرشتہ کو اس کی اصلی شکل میں دیکھنا کسی انسان کے لئے ممکن نہیں ہے اور جب فرشتے جو انسانی شکل میں آئیں گے تو وہ جب خود کو فرشتے کہیں گے تو تم ان کو جھوٹا قرار دو گے جب کہ وہ شکل وصورت کے لحاظ سے تمہارے مشابہ ہوں گے اس طرح کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوگا چنانچہ سورۂ انعام آیت نمبر ۹۰ میں اس کی جانب اشارہ ملتا ہے ہم فرشتے کو انسانی شکل میں ہی بھیج سکتے ہیں فرشتے کو اصل شکل میں دیکھنا کسی انسان کی استطاعت میں نہیں ہے البتہ اللہ کے پیغمبر کیلئے دیکھنا ممکن ہے، مزید برآں ہم فرشتوں کو کسی حکمت اور فائدہ کے پیش نظر اتارتے ہیں اور انسانی شکل میں اتارنا تمہارے لئے منفعت بخش نہیں ہے اور انسانی شکل میں ان کے آنے کو آپ فرشتے تسلیم نہیں کریں گے اور جب ہم فرشتوں کو انسانی شکل میں اتاریں گے اور وہ انہیں تسلیم نہیں کریں گے تو ہم ان لوگوں کو جو مطالبہ کر رہے ہیں تباہ وبرباد کر دیں گے ہرگز انہیں مہلت نہیں دی جائے گی، بعد ازاں اللہ پاک نے نبی اکرم ﷺ کو ان کے استہزاء کے باعث صبر دلاتے ہوئے واشگاف الفاظ میں اس حقیقت کو اجاگر کیا ہے کہ تم لوگ گمراہ ہو ہمارے پیغمبر کا تم مزاح اڑا رہے ہو، لیکن اس سے انہیں کچھ تکلیف نہ ہوگی، یہ حقیقت مسلمہ ہے کہ ہم نے قرآن پاک کو اتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے تم اس پیغمبر کو دیوانہ قرار دو جو چاہے کہتے رہو، حقیقت کو جھٹلایا نہیں جا سکتا قرآن پاک میں ہرگز کسی دور میں بھی کمی بیشی نہ ہوگی کچھ تبدیلی نہ ہوگی مستقبل میں ہمیشہ ایسے سعادت مند افراد اسلامی معاشرہ میں موجود رہیں گے جو نہ صرف یہ کہ اس کو اپنے اذہان میں محفوظ رکھیں گے بلکہ اس کی جانب لوگوں کو دعوت دیں گے اور قرآن پاک کے مضامین میں سے حکمتوں کو نکال کر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں کو روشناس کراتے رہیں گے اے پیغمبر! (ﷺ) آپ ان کی باتوں اور کردار سے ناامیدی کی جانب رجحان نہ رکھیں اور یہ حقیقت ہے کہ ان سے پہلی امتوں نے بھی ان پیغمبروں کو جھٹلایا جو ان کی جانب مبعوث کئے گئے انہیں جن مصائب کا سامنا کرنا پڑا آپ کو بھی ان ہی تکالیف سے دوچار ہونا ہے لیکن ہم نے اپنے پیغمبروں کی مدد کی اور ان کے دشمنوں کو تباہ و برباد کر دیا۔

كَذٰلِكَ نَسْلُكُهٗ فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ: ہم اسی طرح قرآن پاک کو مجرموں کے دلوں میں القاء کرتے ہیں جو اس کو اپنے استہزاء کا ہدف بناتے ہیں اسے تسلیم نہیں کرتے ہیں سبب واضح ہے کہ ان کے دلوں میں حق و صداقت کے قبول کرنے کی استعداد نہیں ہے اور ہدایت ربانی کے چراغوں کے ساتھ ان کے دلوں میں روشنی کی کرن بھی نمودار نہیں ہوتی ہے جیسا کہ اقوام گذشتہ کے واقعات آپ کے سامنے ہیں اور اللہ پاک کا قانون فطرت اس حقیقت کو اجاگر کر رہا ہے کہ جن لوگوں کی جانب پیغمبروں کو مبعوث کیا گیا ان میں سے بدنصیب لوگ پیغمبروں کے قریب نہ آئے ان کے دلوں میں کفر اور استہزاء نے چونکہ اپنا گھر بنا لیا تھا تو انہیں تباہ و برباد کر دیا گیا البتہ پرہیزگاروں کا انجام اچھا رہا اور انہیں غلبہ عطا کیا گیا تو آپ خود کو پیغمبروں کے اسوۂ حسنہ پر چلائیں جب ان کی قوموں نے انہیں سچا قرار نہ دیا تو انہیں عذاب الٰہی نے آ گھیرا اسی طرح آپ کی تکذیب کرنے والے بھی عذاب الٰہی سے تحفظ حاصل نہ کر پائیں گے یقیناً کچھ عرصہ بعد آپ کو ان پر غلبہ حاصل ہو گا۔

وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ: آپ کیساتھ عداوت رکھنے والوں پر اگر ہم آسمان کا دروازہ وا کریں اور وہ اس دروازے سے بلندی کی جانب چلے جائیں اور فرشتوں کو دیکھ پائیں دیگر عجائبات کے مناظر کو بھی دیکھ پائیں تو آپ کیساتھ حد درجہ دشمنی کے باعث اور کفر میں شدت کے باعث کہہ اٹھیں گے کہ ہماری آنکھوں پر پردہ چھا گیا ہے ہم جو کچھ دیکھ رہے ہیں وہ تخیل ہے حقیقت نہیں ہے ہم پر محمد نامی شخص نے جادو کر دیا ہے کہ اس کے ہاتھوں پر معجزات کا ظہور ہو رہا ہے، جیسا کہ شعبدہ باز لوگ انسانوں کو پرندوں کی شکل میں دکھاتے ہیں حالانکہ وہ پرندے نہیں ہوتے اسی طرح وہ لوگ جو اس موجودہ دور میں عمل تنویم سے بے ہوش کر کے کہتے ہیں کہ تو بادشاہ ہے، تو عورت ہے، تو فلاں ہے، وہ کہنے والے کی تصدیق کرتا جاتا ہے موجودہ دور میں یہ فن یورپ اور امریکہ کے علمی اداروں میں داخل نصاب ہے جب کہ حقیقت میں شعبدہ بازی ہے۔ www.KitaboSunnat.com

وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّزَيَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿۱۶﴾ وَحَفِظْنٰهَا مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ﴿۱۷﴾ اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۸﴾ وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُوْنٍ ﴿۱۹﴾ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ وَمَنْ لَّسْتُمْ لَهٗ بِرٰزِقِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۲۱﴾ وَاَرْسَلْنَا الرِّيٰحَ لَوَاقِحَ فَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَسْقَيْنٰكُمُوْهُ ۚ وَمَاۤ اَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِنِيْنَ ﴿۲۲﴾ وَاِنَّا لَنَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ وَنَحْنُ الْوٰرِثُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِيْنَ ﴿۲۴﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَحْشُرُهُمْ ؕ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۵﴾ ع

ترجمہ: بے شک ہم نے آسمان میں برجوں کو پیدا کیا اور ان کو غور و فکر کرنے والوں کے لئے مزین بنایا (۱۶) اور ہم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے ان کو شیطان مردود سے محفوظ کیا (۱۷) مگر جو چوری سنتا ہے تو اس کے پیچھے ظاہر ستارہ گر جاتا ہے (۱۸) اور زمین کو ہم نے بچھایا اور اس میں ہم نے پہاڑوں کو گاڑا اور اس میں ہم نے ہر مناسب چیز کو اُگایا (۱۹) اور ہم نے تمہارے لئے اس میں معیشت کے اسباب کو بنایا اور ہم نے تمہارے لئے ان کو بنایا کہ تم ان کو روزی دینے والے نہیں ہو (۲۰) اور کوئی چیز نہیں مگر ہمارے پاس اس کے خزانے ہیں اور ہم اسے نہیں اتارتے ہیں مگر مقرر اندازے کے ساتھ (۲۱) اور ہم نے ہواؤں کو بھیجا وہ بادلوں کو اٹھانے والی ہیں پس ہم نے آسمان سے بارش کو نازل کیا تو ہم نے تمہیں اس کو پلایا اور تم نہیں تھے اس کو جمع کرنے والے (۲۲) اور بلاشبہ ہم زندہ کرتے ہیں اور فوت کرتے ہیں اور ہم ہی وارث ہیں (۲۳) اور بے شک ہم تم میں سے پہلوں کو جانتے ہیں اور بے شک ہم پچھلوں کو بھی جانتے ہیں (۲۴) اور بلاشبہ آپ کا پروردگار ہی ان سب کو اکٹھا کرے گا بلاشبہ اللہ حکمت والا جاننے والا ہے (۲۵)

لغوی تحقیق: بُرُوج کا واحد بُرج ہے، مقصود بڑے بڑے ستارے ہیں جن میں بارہ برج ستارے بھی شمار ہوتے ہیں فلکیات کے ماہرین کے ہاں یہ متعارف ہیں، البُرج آنکھوں کا کشادہ ہونا، روشن ہونا، یہ بات ملحوظ ذہنی چاہیے کہ یہاں بروج سے مراد وہ منازل قمر و شمس نہیں جن کو یونانی فلکیات کی رو سے متعین کیا گیا ہے بلکہ محض ستارے اور نجوم و کواکب ہیں اس لئے کہ عرب اس زمانے میں بطلیموسی ہیئت سے قطعی نا آشنا تھے خود قرآن کریم کی اس آیت میں یہ کہا گیا ہے، وَزَیَّنّٰهَا کہ ہم نے ان کو درخشانی بخشی تاکہ ان سے آسمان کو سجا دیں ظاہر ہے کہ یہ بطلیموسی بروج تو نظر آنے والی شئ نہیں نہ ان میں زینت و آرائش ہی کا کوئی پہلو پایا جاتا ہے ان کی حیثیت تو محض فرضی اور تخمینی چیز کی ہے جس کی مدد سے شمس و قمر کی چال کا اندازہ کیا جاتا ہے، قرآن حکیم میں ہے ﴿اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ﴾ (النساء:۷۸) ''تم کہیں رہو موت تو تمہیں آ کر رہے گی خواہ بڑے بڑے محلوں میں رہو'' تَبَرَّج کسی عورت کا بن ٹھن کر باہر نکلنا، قرآن نے خواتین کی توقیر و عزت کے پیش نظر اس سے روکا اور کہا ﴿وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى﴾ (الاحزاب:۳۳) ''اور اپنے گھروں میں قرار سے رہو اور جاہلیت اولیٰ کی طرح اپنی سج دھج دکھاتی نہ پھرو''

قرآن پاک کا اعجاز ملاحظہ ہو کہ الاولیٰ کہہ کر اس طرف اشارہ کیا ہے کہ اس قدیم دور جاہلیت کے بعد جدید اور دوسرا دور جاہلیت آنے والا ہے جس میں عورتیں اس طرح شرم و حیا کے تقاضوں کو خیر باد کہہ کر گلیوں اور بازاروں میں گھومتی پھرتی نظر آئیں گی جس طرح کہ جاہلیت اولیٰ میں پھرتی تھیں لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ اسلام عورتوں کو گھروں میں محبوس رکھنے کا حامی ہے یا انہیں عمدہ لباس اور زینت و آرائش کے فطری حق پر کوئی قدغن عائد کرنا چاہتا ہے اسلامی نقطۂ نظر سے عورتیں کام کاج کے لئے گھروں سے باہر جا سکتی ہیں اور بوقت ضرورت قومی و اجتماعی زندگی میں بڑھ چڑھ کر حصہ بھی لے سکتی ہیں، پابندی یا شرط صرف یہ ہے کہ بحیثیت مجموعی ان کے لباس زینت و آرائش اور چال ڈھال میں فسق و فجور پر ابھارنے والی کوئی شئ نہ ہو اسلام عورتوں کا نہ صرف پورا احترام کرتا ہے بلکہ ان صنفی نزاکتوں کو بھی قائم رکھنا چاہتا ہے جو قدرت نے انہیں بخشی ہیں نیز یہ بھی چاہتا ہے کہ وہ معاشرہ میں حشم و توقیر کے ساتھ رہیں کاش آوارگی کے دلدادہ لوگوں کو معلوم ہو کہ خالص جمالیاتی نقطۂ نظر سے بھی اگر غور سے دیکھا جائے تو حسن عفیف میں جو کیف اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لطف ہے وہ فاسقانہ طور طریقوں میں نہیں ۔ (لسان القرآن ص ۱۲۵-۱۲۶)۔

تناسب: قبل ازیں کفار کے مسلسل انکار کا ذکر کیا گیا کہ ان کے سامنے خواہ کس قدر اثر آفریں دلائل کونیہ کا تذکرہ کیوں نہ کیا جائے وہ اپنی بے راہ روی سے باز نہیں آئیں گے انتہا یہ ہے کہ وہ کائنات کے محیرالعقول مشاہدات کا ملاحظہ کرنے کے باوجود برابر انکار کر رہے ہیں بلکہ اسے دھوکہ بازی قرار دیتے ہیں اس کے بعد انہیں اس حقیقت سے خبردار کیا جا رہا ہے کہ وہ ان سبھی باتوں سے بے پرواہ ہیں جب کہ آسمان میں اونچے اونچے برج ہیں سورج، چاند اور سیارے ہیں جو گردش کر رہے ہیں اور کچھ ستارے اپنی جگہ پر قائم ہیں ان سب میں عبرت کا سامان ہے اگر کوئی عبرت حاصل کرنا چاہے ستاروں کے نظام پر غور کرنے سے یہ حقیقت مترشح ہوتی ہے کہ اس نظام کو چلانے والی ذات نے کس طرح موسم کے تغیر و تبدل کو قائم کیا ہوا ہے۔

اسی طرح زمین کے پھیلاؤ پر غور کریں پھر زمین پر پہاڑوں کو گاڑا ہوا ہے اور زمین پر مختلف قسم کے سبزہ جات پھلوں پھولوں کو اُگایا ہوا ہے جن میں انسانوں حیوانوں کی معیشت کا سامان موجود ہے ان سب کائناتی انعامات پر غور کرنے سے اس حقیقت کی جانب پہنچنا مشکل نہیں کہ ان سب چیزوں کا جو خالق ہے وہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہے وہی اس لائق ہے کہ اس کی عبادت کی جائے۔

تشریح: اللہ تعالیٰ آسمانوں کی تخلیق کو واضح انداز میں بیان کر رہے ہیں کہ آسمان فضا میں بلندی پر واقع ہیں اور ان میں کچھ ستارے اپنی جگہ پر قائم ہیں جب کہ کچھ ستارے گردش میں مصروف کار ہیں جب بھی اللہ پاک کی اس عظیم قدرت میں غور کریں گے تو ان عجائبات کا ملاحظہ کرنے سے حیرت ان کے دامن کو تھام لے گی ان میں گوناگوں عجائبات اور حیران کن علامات ہیں اور کچھ ایسے ستارے ہیں جنہیں شہاب ثاقب کہا جاتا ہے ان کو اس لئے قائم کیا گیا ہے کہ وہ سرکش قسم کے شیطانوں کو ملاء اعلیٰ کی گفتگو کے سننے سے باز رکھیں جو بھی سرکش قسم کا جن فرشتوں کی باتوں کو سننے کے لئے قریب جانے کی کوشش کرتا ہے اسے شہاب ثاقب جلا کر راکھ کا ڈھیر بنا دیتا ہے کبھی شہاب ثاقب کی زد میں آنے سے پہلے ایک کلمہ سنتا ہے تو وہ اسے اپنے ساتھی جن تک پہنچا دیتا ہے وہ دوسرے تک پہنچا دیتا ہے اور وہ اپنے اس کاہن انسان کی جانب اس کو پہنچا دیتا ہے جیسا کہ صحیح حدیث میں وارد ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ارشاد نبوی ہے جب اللہ تعالیٰ آسمانوں میں کوئی فیصلہ صادر فرماتے ہیں تو فرشتے اس فیصلے پر خود کو اللہ کے ارشاد کے سامنے وفاشعاری کا منظر پیش کرتے ہوئے اپنے پروں کو حرکت دیتے ہیں ان کی حرکت کی آواز اس طرح سنائی دیتی ہے جیسا کہ کسی پتھر پر زنجیر کو زور کے ساتھ گرایا جائے جب فرشتوں کی اضطرابی کیفیت دور ہوتی ہے تو وہ دریافت کرتے ہیں تمہارے پروردگار نے کیا فیصلہ کیا ہے؟ وہ اس فیصلہ سے آگاہ کرتے ہوئے اس کے صحیح ہونے کا اقرار کرتے ہیں اس فیصلہ کو وہ شیطان جن بھی سنتے ہیں جو ان کے قریب تر ہوتے ہیں اور شیاطین جن ایک دوسرے پر اس طرح کھڑے ہوتے ہیں جیسا کہ ہاتھ کی پانچ انگلیاں ایک دوسری سے اوپر ہیں، بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ شیطان شہاب ثاقب کی زد میں آنے سے پہلے اسے آگے دوسرے ساتھی شیطان تک پہنچا دیتا ہے اور کبھی آگے پہنچانے سے پہلے ہی شہاب ثاقب کی زد میں آنے کے باعث راکھ کا ڈھیر بن جاتا ہے اور بات پہنچانے کی صورت میں وہ آگے اس میں سو فیصد جھوٹ ملا کر پہنچاتا ہے وہ آگے لوگوں میں اس کا چرچا کرتا ہے تو اس کے نتیجہ میں عوام الناس آپس میں گفتگو کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ واقعہ تو بالکل اسی طرح درست نکلا ہے جس طرح کہ فلاں جادوگر نے ہمیں بتایا تھا۔ (صحیح بخاری ح ۴۷۰۱، صحیح ترمذی ۹۶/۳، صحیح ابن ماجہ ۳۸/۱ مقدمہ باب ۱۳، الاحادیث الصحیحہ ۲۸۳/۳)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آسمان کی تخلیق کے بعد زمین کے بنانے اس کے وسیع کرنے اور پھیلانے کو بیان کیا جا رہا ہے پھر زمین پر پہاڑوں کا ایک سلسلہ ہے جو اپنی جگہ پر ثابت ہیں نیز وادیوں اور ریتلے علاقوں، کھیتوں اور پھلوں کا تذکرہ کیا ہے اور زمین میں معیشت کے سامان فراہم کئے ہیں بالخصوص جانوروں کا چارہ ہے وہ خود ہی وادیوں میں گھوم پھر کر اپنا پیٹ پالتے ہیں تمہیں ان کی روزی کا سامان مہیا کرنا نہیں پڑتا، خلاصہ یہ ہے کہ اللہ پاک نے تمہارے لئے مختلف قسم کی معیشت اور ان کے اسباب کو مہیا فرمایا ہے اور چار پایوں کو تمہارے لئے مطیع کیا تم ان پر سوار ہو کر دوسرے مقامات تک پہنچتے ہو اور بعض چار پائے ایسے ہیں جو حلال ہیں وہ تمہاری خوراک کے کام آتے ہیں اور غلام ہیں جو تمہاری خدمت کرتے ہیں ان سب کی روزی کا انحصار اللہ پاک کی ذات پر ہے جو ان کا خالق ہے تم پر نہیں ہے، البتہ تم ان سے فوائد حاصل کرتے ہو جب کہ ان کا رازق اللہ پاک ہے تم نہیں ہو۔

وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ: قبل ازیں اللہ پاک نے اس حقیقت کو اجاگر کیا ہے کہ اللہ پاک نے نباتات کے نظام میں زندگی کی معیشت کے مسئلہ کو حل فرمایا ہے اب اس کے سبب کا بیان ہو رہا ہے کہ اللہ پاک ہر چیز کا مالک ہے اللہ کے ہاں نہ صرف نباتات کے ذخائر وافر مقدار میں موجود ہیں بلکہ نفیس قیمتی قسم کی معدنیات اور عجیب وغریب مخلوق کو بھی پیدا فرمایا ہے انسانوں کی منفعت جس چیز میں ہے اس کے خزانے ہمارے پاس ہیں ہم بلا تاخیر ان کاموں کے کرنے پر قادر ہیں جن کا ہم ارادہ کر لیتے ہیں ہمارے خزانے تو نفیس نفیس اشیاء سے بھرے پڑے ہیں لیکن ہم محدود انداز میں عطا کرتے ہیں جس سے ضرورت پوری ہوتی ہے، حقیقت یہ ہے کہ یہ سب اللہ پاک کی بندوں پر رحمت کا نتیجہ ہے اور اللہ تعالیٰ کا اس کے بندوں پر احسان ہے کہ اس نے ان کے فوائد کے لئے ایسی ہواؤں کو بھیجا جو بادلوں کو اٹھا کر لاتی ہیں جس سے درختوں پر بارش اترتی ہے بارش کے باعث نباتات میں تبدیلی جلوہ افروز ہوتی ہے انہیں نئی زندگی عطا ہوتی ہے پھول مہکنے لگتے ہیں درختوں کی شاخیں پھلوں کے بوجھ سے جھکاؤ اختیار کر لیتی ہیں جب کہ اس سے پہلے ان پر مردنی چھائی ہوئی تھی سرسبزی وشادابی کا نام ونشان نہ تھا بارش کے باعث نہ صرف یہ کہ پھلدار درختوں کے پھل پختہ ہو کر کھانے کے قابل ہو جاتے ہیں اور ان کے ذائقہ میں حیران کن چاشنی پوشیدہ ہوتی ہے نیز درختوں سے گرد وغبار ڈھل جاتی ہے اور غذائیت درختوں کے مسام کے ذریعہ ان میں اثر انداز ہوتی ہے نہ صرف کھیتوں میں خوشحالی کے مناظر دیدنی ہوتے ہیں بلکہ چار پایوں کی جسمانی کیفیت میں بھی خاص قسم کی کشش رونما ہوتی ہے ان مناظر کو دیکھ کر زبان پر بے اختیار ارشاد خداوندی آ جاتا ہے ﴿وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ﴾ (الانبیاء:۳۰) ''اور ہم نے پانی کے باعث ہر چیز کو زندگی عطا کی'' اور جس پانی کو ہم نے بادلوں سے اتارا تم اس کو اپنی حفاظت میں نہیں کر سکتے ہو تم اس سے ان لوگوں کو روک نہیں سکتے جن کو میں پلانا چاہوں اس پر میرا تسلط ہے اگر میں چاہوں تو اس کو زمین کی سطح پر محفوظ کر سکتا ہوں اور اگر میں چاہوں تو پانی زمین کی اندرونی سطح میں چلا جائے اور زمین کے طبقات میں چلا جائے اس کا قطرہ بھی زمین کی سطح پر باقی نہ رہے لیکن تمہیں اس پر قدرت حاصل نہیں ہے۔

وَاِنَّا لَنَحْنُ نُحْیٖ وَنُمِیْتُ: دنیوی زندگی میں معیشت کے نظام کو بیان کرنے کے بعد انسان کے زندہ کرنے اور اسے موت سے ہم کنار کرنے کا بیان ہو رہا ہے کہ ہم ان لوگوں کو زندہ کریں گے جو موت سے ہم کنار ہو چکے ہیں جب ہم چاہیں گے اور جو زندگی گزار رہے ہیں جب ہم چاہیں گے انہیں موت سے ہمکنار کریں گے ہم زمین اور جو زمین پر ہے ان سب کے وارث ہیں ہم سب کو موت سے ہم کنار کریں گے ہمارے علاوہ کوئی زندہ نہ ہوگا پھر ہم سب کو محاسبہ کے لئے اٹھائیں گے ہر شخص کو اس کے اعمال کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بدلہ ملے گا اگر اعمال اچھے ہوں گے تو بدلہ خوش کن ہوگا اور اگر بداعمالیاں ہوں گی تو بدلہ تکلیف دہ ہوگا، بداعمالیوں کے سبب عذاب میں گرفتار ہوں گے۔

وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنْكُمْ: ہمارے علم میں ہیں وہ لوگ جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں ہم نے ان کا شمار کیا ہوا ہے اور ہمیں ان کے اعمال سے بھی آ گاہی حاصل ہے اور جو زندہ ہیں اور جو لوگ تمہارے بعد پیدا ہوں گے تمہارے احوال و کیفیات ہم سے اوجھل نہیں ہیں تو قیامت کے دن محاسبہ اور جزا وغیرہ کیلئے تمہیں حشر کے میدان میں جمع کرنا کچھ مشکل نہیں ہے جب صور میں پھونکا جائے گا بلاشبہ اس حقیقت کا اعتراف ضروری ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ پہلوں اور پچھلوں کو اکٹھا کریں گے فرماں برداروں اور نافرمانوں کو بھی، اور ہر شخص کو اس کے اعمال کے مطابق جزا سزا کے عمل سے گزرنا ہے جیسا کہ اس کا نظام وضع کیا جا چکا ہے مسببات کا تعلق اسباب کیساتھ ہوگا، ظاہر ہے کہ اللہ پاک کی ذات تو علم وحکمت کے ساتھ موصوف ہے وہ حکمت اور عدل کے تقاضا کے مطابق جس طرح چاہے گا کرے گا اس کا علم اور اس کا فضل و کرم نہایت وسیع ہے، ذہن نشین کریں کہ متقدمین سے مقصود وہ لوگ ہیں جو جہاد کے میدان میں پہلی صفوں میں ہوں اور متاخرین سے مقصود وہ لوگ ہیں جو پچھلی صفوں میں ہوں یا باجماعت نماز ادا کرنے والوں میں جو پہلی صف میں شامل ہونے کی کوشش کرتے ہیں جبکہ متاخرین سے مقصود وہ لوگ ہیں جو غفلت اور سستی کے باعث پچھلی صفوں میں کھڑے ہوکر نماز ادا کرتے ہیں، مزید اقوال بھی ہیں۔ (قرطبی ١٠/١٩)

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿٢٦﴾ وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ﴿٢٧﴾ وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿٢٨﴾ فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ ﴿٢٩﴾ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ﴿٣٠﴾ اِلَّآ اِبْلِیْسَ ؕ اَبٰٓی اَنْ یَّكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِیْنَ ﴿٣١﴾ قَالَ یٰٓاِبْلِیْسُ مَا لَكَ اَلَّا تَكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِیْنَ ﴿٣٢﴾ قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿٣٣﴾ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِیْمٌ ﴿٣٤﴾ وَّاِنَّ عَلَیْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ ﴿٣٥﴾ قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِیْٓ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ﴿٣٦﴾ قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ ﴿٣٧﴾ اِلٰی یَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ﴿٣٨﴾ قَالَ رَبِّ بِمَآ اَغْوَیْتَنِیْ لَاُزَیِّنَنَّ لَهُمْ فِی الْاَرْضِ وَلَاُغْوِیَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ ﴿٣٩﴾ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِیْنَ ﴿٤٠﴾ قَالَ هٰذَا صِرَاطٌ عَلَیَّ مُسْتَقِیْمٌ ﴿٤١﴾ اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَكَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِیْنَ ﴿٤٢﴾ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِیْنَ ﴿٤٣﴾ لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ ؕ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ ﴿٤٤﴾ ع

ترجمہ: بے شک ہم نے انسان کو خشک مٹی سیاہ رنگت بدبو والی سے پیدا کیا (٢٦) اور جنوں کو اس سے پہلے جلا دینے والی آگ سے پیدا کیا (٢٧) اور اس وقت کو یاد کریں جب آپ کے پروردگار نے فرشتوں کو آگاہ کیا بیشک میں نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انسان کوخشک سیاہ رنگ والی بدبودار مٹی سے پیدا کیا (۲۸) جب میں نے اس کو برابر کیا اور اس میں اپنی روح کو پھونکا تو تم اس کے سامنے سجدہ کرنے والے گر پڑنا (۲۹) تو سبھی فرشتوں نے اکٹھے ہی سجدہ کیا (۳۰) مگر ابلیس نے اس سے انکار کیا کہ وہ سجدہ کرنے والوں کے ساتھ ہو (۳۱) اللہ نے کہا اے ابلیس! تجھے کیا ہوا اس میں کہ تو سجدہ کرنے والوں کے ساتھ نہیں ہوا (۳۲) اس نے کہا میں کبھی انسان کو سجدہ نہیں کرسکتا جس کو تو نے سیاہ خشک مٹی بو والی سے پیدا کیا ہے (۳۳) اللہ نے حکم دیا کہ تو بہشت سے نکل جا بلاشبہ تو مردود ہے (۳۴) اور بلاشبہ قیامت کے دن تک تجھ پر لعنت ہے (۳۵) اس نے کہا اے میرے پروردگار! مجھے اس دن تک مہلت دیجئے جس دن لوگوں کو اٹھایا جائے گا (۳۶) اللہ نے کہا بے شک تو ان سے ہے جن کو مہلت دی گئی ہے (۳۷) مقرر وقت کے دن تک (۳۸) اس نے کہا اے میرے پروردگار! اس وجہ سے تو نے مجھے گمراہ کیا میں ان کے لئے زمین میں نافرمانی کو خوبصورت بناؤں گا اور میں ان سب کو ایک جگہ گمراہ کروں گا (۳۹) مگر ان میں سے تیرے مخلص بندوں کو (۴۰) اللہ نے واضح کہا یہ مجھ تک سیدھا خالص راستہ ہے (۴۱) بلاشبہ میرے بندوں پر تجھے غلبہ نہیں ہوگا سوائے اس کے جس نے گمراہ لوگوں سے تیری پیروی کی (۴۲) اور یقیناً دوزخ ان سب کا اکٹھا وعدہ ہے (۴۳) دوزخ کے سات دروازے ہیں ہر دروازے کے لئے ان گمراہوں میں سے حصہ الگ کردیا گیا ہے (۴۴)

لغوی تحقیق: صَلْصَالٍ خشک مٹی جس میں آواز ہو جب اسے دبایا جائے جب کہ وہ آگ کے سبب پختہ نہ ہوا اور اگر آگ کے باعث اس کو پختہ کیا گیا ہو تو اس کو عربی میں فخار کہا جاتا ہے، حمأٍ وہ مٹی جس میں پانی کے مسلسل ملاپ کے باعث تبدیلی رونما ہو اور سیاہی نظر آنے لگے اس کا واحد حَمَاۃٌ ہے، مَسْنُوْنٍ انسان کے ڈھانچہ کی تصویر کشی کی گئی ہے کہ وہ سڑے ہوئے گارے سے ہے بعض نے مَسْنُوْنٍ کے معنی متغیر کے کئے ہیں، لَمْ یَتَسَنَّہ سڑی بسی نہیں ہے، (ہا) سکتہ کی ہے، مادہ (س ن ن) ہے، اَلسِّنُّ دانت اس کی جمع اسنان آتی ہے، اَلسَّنُوْنَ دانت کا منجن ایک دوا جس سے دانتوں کا علاج کیا جاتا ہے، سَنَّ الْحدِیْدَ لوہے کو تیز کیا، اَلسِّنَانُ بھالا، اس کی جمع اَسِنَّۃٌ ہے اور سنت کی جمع سُنَن ہے۔ (مفردات امام راغب ص ۴۲۹)

تشریح: بلاشبہ ہم نے انسان کے اولین فرد کو جس کا نام آدم ہے اسے خشک مٹی سے پیدا کیا جبکہ مٹی کو جب اس کی صلابت کو معلوم کرنے کے لئے دبایا جاتا ہے تو دبانے سے آواز سنائی دیتی ہے مٹی کا رنگ سیاہ تھا اسے ایک قالب میں ڈھالا گیا تاکہ مٹی خشک ہو جائے جیسا کہ سونا چاندی کو پگھلا کر کسی قالب میں ڈھالا جاتا ہے پھر وہ خشک ہو جاتا ہے، قرآن پاک کی دیگر آیات میں آدم کی تخلیق کے بارے میں مختلف اطوار واوضاع کا تذکرہ موجود ہے جبکہ اولاً ڈھانچہ مٹی کا تھا بعد ازاں اس میں کھڑکنے کی آواز کا بھی ذکر ہے اور مٹی کی رنگت کا بھی ذکر ہے کہ وہ سیاہ رنگ کی تھی اس سے بدبو مترشح ہو رہی تھی بہرحال انسان کی تخلیق کے بارے میں جب غور وفکر کیا جاتا ہے تو تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ آدم کی تخلیق نہ صرف تعجب خیز ہے بلکہ قدرت الٰہیہ کی تکمیل پر بھی واضح علامت ہے جب کہ جنوں کو آدم علیہ السلام کی تخلیق سے پہلے تیز گرم آگ سے پیدا کیا جس میں دوسری چیز کو اپنی لپیٹ میں لینے کی خاصیت تھی اور جو بھی اس کو ہاتھ لگائے گا وہ موت سے ہمکنار ہو جائے گا آگ کی تیز جلن اسے راکھ کا ڈھیر بنا دے گی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ مسلم شریف میں صحیح حدیث مذکور ہے اللہ پاک فرماتے ہیں میں نے فرشتوں کو نور سے اور جنوں کے باپ کو آدم کی تخلیق سے پہلے شعلہ والی آگ سے پیدا کیا جب کہ آدم کو کھڑ کنے والی مٹی سیاہ رنگت والی بد بودار سے پیدا کیا۔

(صحیح مسلم کتاب الزہد باب ۱۰، متدرک حکم ۱۵۳/۶، مسند احمد ۱۵۸/۶)

اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ آدم علیہ السلام کو اس کی جبلی عمدگی کے شرف کے ساتھ مشرف فرمایا اور اس کی فطرتی پاکیزگی کا اعتراف کئے بغیر چارہ نہیں اسی لئے تو اسے اشرف المخلوقات کا لقب عطا کیا گیا ہے، سورۃ رحمٰن میں انعامات الٰہیہ کا تفصیل کے ساتھ تذکرہ موجود ہے چنانچہ ان سبھی انعامات الٰہیہ سے پہلے انسان کی تخلیق کا تذکرہ موجود ہے اگر قرآن پاک کا تذکرہ اولاً وارد ہے تو قرآن پاک تو غیر مخلوق اللہ کا وصف ہے جب کہ انسان مخلوق ہے اس پر ایمان لانا ضروری ہے اسی طرح جنوں کی تخلیق آگ سے ہوئی ہے جبکہ ہم اس کی حقیقت سے شناسا نہیں ہیں اس کے بارے میں وحی الٰہی نے جن حقائق کو واضح کیا ہے اس حد تک ہماری معلومات درست ہیں۔

وَاِذْقَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَةِ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًامِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ: فرشتوں کے مقابلہ میں آدم علیہ السلام کی تخلیق سے پہلے آدم کا تذکرہ فرشتوں میں نہایت عمدگی سے بیان کیا جا رہا ہے اور اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اس شرف سے نوازا کہ فرشتوں کو حکم دیا کہ اس کے سامنے سجدہ ریز ہو جائیں تو سبھی فرشتوں نے اللہ کے حکم کی تعمیل کی اور آدم علیہ السلام کے سامنے سجدہ میں گر پڑے لیکن ابلیس نے حسد، کفر دشمنی اور تکبر کے باعث سجدہ کرنے سے انکار کیا اور یہ جملہ دہرایا کہ کیسے ممکن ہے کہ میں ایسے انسان کے سامنے سجدہ میں گر پڑوں جس کو کھڑ کنے والی مٹی سے پیدا کیا گیا ہے میں اس سے بہتر ہوں میری تخلیق آگ سے ہوئی ہے اور اسے مٹی سے پیدا کیا گیا ہے، یہ واقعہ تفصیل کے ساتھ سورۃ البقرہ اور سورۃ الاعراف میں بیان کیا جا چکا ہے۔

اس حقیقت کو تسلیم کرنا ضروری ہے کہ انسان کو خصوصیت کے ساتھ جس علمی اور عملی استعداد اور قابلیت سے نوازا گیا ہے اس قدر کسی دوسری مخلوق کو نہیں نوازا گیا چونکہ فرشتوں نے اللہ کے حکم کو تسلیم کیا اور آدم کو سجدہ کیا تو انہیں شرف عطا کیا گیا بلکہ اصل مادہ کے لحاظ سے بھی وہ افضل ہیں مزید برآں وہ اپنے پروردگار کے احکام کی اطاعت کرتے ہیں جبکہ ابلیس کو وہاں سے نکل جانے کا حکم دیا اور اسے مردود قرار دیا جا چکا ہے اور لعنت اس پر ہمیشہ کیلئے رہے گی جبکہ مخلوق کو قبروں سے اٹھایا جائے گا پھر انہیں محاسبہ کیلئے اکٹھا کیا جائے گا یہ پہلے نفخہ کی کیفیت کا تذکرہ ہے تو اس وقت ابلیس کہے گا اے میرے پروردگار اس وجہ سے کہ تو نے مجھے گمراہ کیا اور میں نے آدم کی اولاد کو گمراہ کیا ان کے سامنے نافرمانی کے کاموں کو خوبصورت شکل میں پیش کیا اور انہیں رغبت دلائی اور میری تقدیر میں تو نے میرے گمراہ ہونے کو ثبت کیا البتہ وہ لوگ گمراہی سے محفوظ رہے جنہوں نے خلوص کیساتھ تیری اطاعت کرنے کا بیڑہ اٹھایا اور جن کو تو نے ہدایت کی توفیق عطا کی یقیناً یہ ایسے لوگ ہیں جن پر مجھے غلبہ حاصل نہ ہو سکا۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے واضح کیا یہ راستہ میری جانب آنے کا ہے ہر شخص کو اس کے اعمال کے مطابق بدلہ ملے گا اچھے اعمال کا بدلہ اچھا اور برے اعمال کا بدلہ برا ملے گا، البتہ میرے بندوں پر تجھے غلبہ حاصل نہ ہوگا البتہ جو اپنے اختیار کے باوجود تیری اطاعت کرے گا اس کا شمار تیرے تابعداروں سے ہوگا اور دوزخ ان سب لوگوں کے رہنے کی جگہ ہے جو ابلیس کی اطاعت کرتے رہے ان کے برے اعمال کے سبب انہیں دوزخ میں رہنا ہوگا دوزخ کے سات مراتب ہیں گمراہی کے مطابق انہیں وہاں مختلف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقامات میں رکھا جائے گا، مسلم شریف میں سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نبی علیہ السلام سے بیان کرتے ہیں کہ دوزخ کے ہر دروازے کے لئے اس میں داخل ہونے والوں کا تعین کیا جائے گا بعض دوزخی ایسے ہوں گے جن کو ٹخنوں تک آگ نے اپنی لپیٹ میں لیا ہوگا جب کہ کچھ لوگوں کو کمر تک آگ نے اپنی لپیٹ میں لیا ہوگا اور کچھ ایسے بھی ہوں گے جن کو ہنس کی ہڈی تک دوزخ نے گرفتار کر رکھا ہوگا بہر حال برے اعمال کے مطابق انہیں دوزخ کے مختلف مقامات میں رکھا جائے گا چنانچہ ﴿لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُومٌ﴾ کی یہی تفسیر ہے۔(صحیح مسلم کتاب صفة الجنة باب ۱۲، مسند احمد ۱/۱۰، تفسیر ابن کثیر ۲/۸۵۵)

ایک علمی اور عجیب نکتہ! علامہ بقاعیؒ نے اپنی مشہور تفسیر نظم الدرر میں (۶۲/۱۱) عارف باللہ شہاب الدین سہروردیؒ کا قول ان کی تالیف (رشف النصائح الايمانيه و كشف الفضائح اليونانيه) سے نقل کیا ہے کہ دوزخ کے سات طبقات انسان کے سات اعضاء کے لحاظ سے بنائے گئے ہیں سات اعضاء سے مقصود آنکھ، کان، زبان، پیٹ، شرمگاہ، ہاتھ اور پاؤں ہیں یہ سات اعضاء چونکہ برے کاموں کا ذریعہ بنتے ہیں اس لحاظ سے دوزخ کے سات دروازے قرار دیئے گئے ہیں، دراصل اس وضاحت کو انہوں نے امام غزالیؒ کی کتاب الاحیاء سے نقل کیا ہے چونکہ یہ اعضاء بشرط نیت نیکیوں کو سرانجام دینے کا بھی سبب بنتے ہیں اور نیت تو دل کا فعل ہے اس لحاظ سے جنت کے آٹھ دروازے قرار دیئے ہیں حقیقت یہ ہے کہ برے اعمال کی نیت کرنے سے ہرگز مؤاخذہ نہیں ہوگا۔

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۴۵﴾ اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ ﴿۴۶﴾ وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ﴿۴۷﴾ لَا يَمَسُّهُمْ فِيْهَا نَصَبٌ وَّمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ ﴿۴۸﴾

ترجمہ: بیشک پرہیز گار لوگ باغات اور چشموں میں رہیں گے (۴۵) انہیں کہا جائے گا تم ان میں داخل ہو جاؤ سلامتی کیساتھ بے خوف رہو (۴۶) اور ہم ان کے دلوں سے کینے کو باہر نکال دیں گے ایک دوسرے کے بھائی ہوں گے تختوں پر آمنے سامنے ہوں گے (۴۷) ان کو اس پر کچھ تھکاوٹ نہیں پہنچے گی اور نہ انہیں اس سے نکالا جائے گا (۴۸)

لغوی تحقیق: اَلْمُتَّقِيْنَ وہ لوگ ہیں جو کفر اور فواحشات سے دور رہے البتہ صغائر گناہوں سے محفوظ نہیں، ظاہر ہے کہ نمازوں کی ادائیگی سے صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں، اَلسُّرُرِ کا واحد سَرِير ہے اظہار مسرت کے لئے بیٹھنے کی جگہ جسے اونچا بنایا گیا ہو۔

تناسب: قبل ازیں بدبخت دوزخیوں کا تذکرہ تھا ان کے بعد سعادت مند افراد کا ذکر ہو رہا ہے بعد ازاں بعض پیغمبروں اور ان کی قوموں کے حالات بیان ہو رہے ہیں ان کے بیان کرنے سے مقصود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صبر دلانا ہے۔

تشریح: بلاشبہ جو لوگ بے حیائی اور شرک کے کاموں سے دور رہے انہیں اخروی زندگی میں باغات عطا کئے جائیں گے جن کی تروتازگی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہوگی اور چشمے ہوں گے بعض میں پانی رواں دواں رہے گا سلسبیل کے چشمے ہوں گے علاوہ ازیں شراب اور شہد فراوانی کے ساتھ میسر آئے گا انہیں کہا جائے گا تم باغات میں سلامتی کے ساتھ بود و باش کرو ہرگز کوئی تکلیف پریشانی سے تمہارا واسطہ نہیں ہوگا انعامات کبھی ختم نہ ہوں گے اور موت سے بھی تحفظ حاصل رہے گا اب تو ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی ہے آپس میں بھائی بھائی محبت اور سکون کے ساتھ رہیں گے پلنگوں پر آرام کریں گے آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے کوئی شخص کسی دوسرے شخص کی جانب پیٹھ نہیں کرے گا اُنس محبت میں ہمیشہ یکسانیت کی کیفیت ہوگی کچھ یوں محسوس ہو رہا ہے کہ ان کے پلنگ جن پر وہ آرام کریں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گے وہ ان کے بھائیوں جنتیوں کے آمنے سامنے ہوں گے اور اگر کسی وجہ سے پیٹھ ہونے کا امکان ہے تو ان کی نشستگاہیں خود بخود گھوم جائیں گی گویا کہ ان کا آپس میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تقابل ہوگا اجتماعی مجلسیں ہوں گی آپس میں مشورے ہوں گے زیارتوں اور ملاقاتوں کا پروگرام برابر چلتا رہے گا ان کے دل میں جس نعمت کا تصور آجائے گا وہ نعمت ان کے سامنے آجائے گی آرام دائمی ہوگا اور انعامات بھی دائمی ہوں گے۔

نَبِّئْ عِبَادِیٓ اَنِّیٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ﴿۴۹﴾ وَاَنَّ عَذَابِیْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِیْمُ ﴿۵۰﴾ وَنَبِّئْهُمْ عَنْ
ضَیْفِ اِبْرٰهِیْمَ ﴿۵۱﴾ اِذْ دَخَلُوْا عَلَیْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ط قَالَ اِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُوْنَ ﴿۵۲﴾ قَالُوْا لَا
تَوْجَلْ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ عَلِیْمٍ ﴿۵۳﴾ قَالَ اَبَشَّرْتُمُوْنِیْ عَلٰٓی اَنْ مَّسَّنِیَ الْكِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُوْنَ
﴿۵۴﴾ قَالُوْا بَشَّرْنٰكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْقٰنِطِیْنَ ﴿۵۵﴾ قَالَ وَمَنْ یَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ
اِلَّا الضَّآلُّوْنَ ﴿۵۶﴾ قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَیُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۵۷﴾ قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰی قَوْمٍ مُّجْرِمِیْنَ
﴿۵۸﴾ اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ ط اِنَّا لَمُنَجُّوْهُمْ اَجْمَعِیْنَ ﴿۵۹﴾ اِلَّا امْرَاَتَهٗ قَدَّرْنَآ اِنَّهَا لَمِنَ الْغٰبِرِیْنَ ﴿۶۰﴾ ع
فَلَمَّا جَآءَ اٰلَ لُوْطِ نِ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۶۱﴾ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ﴿۶۲﴾ قَالُوْا بَلْ جِئْنٰكَ بِمَا
كَانُوْا فِیْهِ یَمْتَرُوْنَ ﴿۶۳﴾ وَاَتَیْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۶۴﴾ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ
الَّیْلِ وَاتَّبِعْ اَدْبَارَهُمْ وَلَا یَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ وَّامْضُوْا حَیْثُ تُؤْمَرُوْنَ ﴿۶۵﴾ وَقَضَیْنَآ اِلَیْهِ
ذٰلِكَ الْاَمْرَ اَنَّ دَابِرَ هٰٓؤُلَآءِ مَقْطُوْعٌ مُّصْبِحِیْنَ ﴿۶۶﴾ وَجَآءَ اَهْلُ الْمَدِیْنَةِ یَسْتَبْشِرُوْنَ
﴿۶۷﴾ قَالَ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ ضَیْفِیْ فَلَا تَفْضَحُوْنِ ﴿۶۸﴾ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ ﴿۶۹﴾ قَالُوْٓا اَوَلَمْ
نَنْهَكَ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۷۰﴾ قَالَ هٰٓؤُلَآءِ بَنٰتِیْٓ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِیْنَ ﴿۷۱﴾ لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِیْ
سَكْرَتِهِمْ یَعْمَهُوْنَ ﴿۷۲﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّیْحَةُ مُشْرِقِیْنَ ﴿۷۳﴾ فَجَعَلْنَا عَالِیَهَا سَافِلَهَا وَ
اَمْطَرْنَا عَلَیْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّیْلٍ ﴿۷۴﴾ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِیْنَ ﴿۷۵﴾ وَاِنَّهَا
لَبِسَبِیْلٍ مُّقِیْمٍ ﴿۷۶﴾ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۷۷﴾ وَاِنْ كَانَ اَصْحٰبُ الْاَیْكَةِ لَظٰلِمِیْنَ
﴿۷۸﴾ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ وَاِنَّهُمَا لَبِاِمَامٍ مُّبِیْنٍ ﴿۷۹﴾ ع وَلَقَدْ كَذَّبَ اَصْحٰبُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِیْنَ
﴿۸۰﴾ وَاٰتَیْنٰهُمْ اٰیٰتِنَا فَكَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِیْنَ ﴿۸۱﴾ وَكَانُوْا یَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا اٰمِنِیْنَ
﴿۸۲﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّیْحَةُ مُصْبِحِیْنَ ﴿۸۳﴾ فَمَآ اَغْنٰی عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ﴿۸۴﴾

ترجمہ: میرے بندوں کو بتلا دیں کہ میں معاف کرنے والا مہربان ہوں (۴۹) اور اس کی بھی کہ میرا عذاب وہ دردناک عذاب ہے (۵۰) اور انہیں ابراہیم کے مہمانوں کے بارے میں اطلاع دیں (۵۱) جب وہ اس پر داخل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے تو انہوں نے سلام کہا ابراہیم نے کہا بیشک ہم تم سے ڈرنے والے ہیں (۵۲) انہوں نے کہا آپ نہ ڈریں بیشک ہم آپ کو ایک لڑکے کی خوشخبری دے رہے ہیں جو علم والا ہوگا (۵۳) اس نے کہا کیا تم مجھے خوشخبری دے رہے ہو باوجود اس کے کہ مجھ پر بڑھاپا طاری ہے پس تم کس طرح کی خوشخبری دیتے ہو (۵۴) انہوں نے کہا ہم تجھے سچی خوشخبری دے رہے ہیں پس آپ ناامید ہونے والوں سے نہ ہوں (۵۵) اس نے کہا اور کون ہے جو اپنے پروردگار کی رحمت سے ناامید ہوتا ہے سوائے ان لوگوں کے جو راہ حق سے بھٹکے ہوئے ہیں (۵۶) اس نے کہا تمہارا کیا حال ہے اے وہ جو بھیجے گئے ہو (۵۷) انہوں نے کہا بے شک ہمیں تو گناہ گاروں کی جانب بھیجا گیا ہے (۵۸) سوائے آل لوط کے بیشک ہم ان سب کو نجات دینے والے ہیں (۵۹) سوائے اس کی بیوی کے کہ ہم نے اس کے بارے میں مقرر کیا ہے کہ بیشک وہ پیچھے رہنے والوں سے ہے (۶۰) جب بھیجے گئے لوط کے لوگوں کے ہاں پہنچے (۶۱) تو اس نے کہا بیشک تم ناواقف گروہ ہو (۶۲) انہوں نے کہا بلکہ ہم اس چیز کو آپ کے سامنے لائے ہیں جس میں وہ شک کرتے تھے (۶۳) اور ہم آپ کے پاس سچائی کے ساتھ آئے ہیں اور بے شک ہم تو سچ کہنے والے ہیں (۶۴) پس آپ اپنے گھر والوں کو لے جائیں رات کے کسی حصہ میں اور آپ ان کے پیچھے چلیں اور تم میں سے کوئی شخص پیچھے نہ دھیان کرے اور تم اس جگہ چلے جاؤ جہاں کا تمہیں حکم دیا گیا ہے (۶۵) اور ہم نے اس کی جانب اس بات کی وحی کی کہ ان کی جڑ کو صبح کے وقت کاٹ دیا جائے گا (۶۶) اور شہر کے باشندے خوشی کرتے ہوئے آئے (۶۷) لوط نے کہا بے شک یہ تو میرے مہمان ہیں تو تم مجھے ذلیل نہ کرو (۶۸) اور اللہ سے ڈرو اور مجھے رسوا نہ کرو (۶۹) انہوں نے کہا کیا ہم نے تجھ کو مہمانوں کی مہمانی سے روکا نہیں تھا؟ (۷۰) اس نے کہا یہ میری بیٹیاں ہیں اگر تم کرنے والے ہو (۷۱) آپ کی زندگی کی قسم! بے شک یہ کافر لوگ اپنی گمراہی میں حیران تھے (۷۲) تو ان کو ہولناک چیخ نے اپنی گرفت میں لیا جب وہ شہر میں داخل ہوئے (۷۳) تو ہم نے شہر کے بالائی حصہ کو نیچا کر دیا اور ہم نے ان پر پتھروں کی بارش کی (۷۴) بے شک اس واقعہ میں ان لوگوں کیلئے نشانیاں ہیں جو عبرت حاصل کرتے ہیں (۷۵) اور بے شک وہ شہر سیدھے راہ پر ہے (۷۶) بلاشبہ اس میں ایمان والوں کے لئے نشانی ہے (۷۷) اور بلاشبہ [ایکہ] بستی والے بھی ظالموں سے تھے (۷۸) تو ہم نے ان سے انتقام لیا اور بلاشبہ وہ دونوں شہر واضح راہ پر تھے (۷۹) اور حجر شہر کے لوگوں نے پیغمبروں کو جھٹلایا (۸۰) اور ہم نے ان تک اپنی آیات کو پہنچایا تو وہ ان سے روگردانی کرنے والوں میں ہو گئے (۸۱) اور وہ پہاڑوں کو تراش کر محفوظ گھر بنا رہے تھے (۸۲) تو ان کو سخت آواز نے اپنی گرفت میں لیا جب وہ صبح کر رہے تھے (۸۳) پس ان سے ان کو اس چیز نے فائدہ نہ دیا جو وہ کماتے تھے (۸۴)

لغوی تحقیق: لَا تَوْجَلْ آپ بے چین نہ ہوں، اس کا مادہ (و ج ل) ہے نفس میں کسی مصیبت کے وقوع کے خوف سے اضطرابی کیفیت کا رونما ہونا، خَطْبُكُمْ تمہارا کیا حال ہے، مادہ (خ ط ب) ہے اس کا معنی حالت، معاملہ، دریافت طلب بات، اہم بات، خُطْبَه وعظ، تقریر، خطاب، خُطْبَةُ الْكِتَابِ کتاب کا پیش لفظ، خِطْبَةٌ منگنی، خَطِيْبٌ منگنی کرنے والا، مقرر، واعظ خوش بیان مرد،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خَطَبَ اس نے منگنی کی، فصل الخطاب فیصلہ کن اور دوٹوک بات، قرآن حکیم میں ہے ﴿وَاٰتَیْنٰهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ﴾ (صٓ:۲۰)''اور ہم نے انہیں حکمت اور فیصلہ کن تقریر عطا کی'' داود علیہ السلام کے بارے میں ہے کہ جہاں ہم نے ان کو فلسطین کی بہت بڑی سلطنت عطا کی وہاں ان کو حکمت و دانش کی فراوانیوں سے بھی نوازا وہاں ایسا انداز گفتگو بھی بخشا جو، چچا تلا دوٹوک اور فصاحت واثر اندازی کی خوبیوں سے مالا مال تھا بحیثیت حاکم اور پیغمبر کے ان کی یہ خصوصیت تھی کہ نہ صرف زیر بحث معاملہ کی حد تک پہنچ جاتے بلکہ اس کو ایسے دل پذیر اسلوب سے بیان کرتے جس سے فریقین کی تسکین ہو جاتی۔ (لسان القرآن ص ۶۲۸)

بلاغت: ارشاد ربانی ﴿قَالُوْا لَا تَوْجَلْ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ عَلِیْمٍ﴾ میں لفظ غلام مجاز مرسل کے انداز پر ہے اس لئے کہ انسان جب پیدا ہوتا ہے تو اس پر غلام کا اطلاق نہیں ہوتا ہے اور نہ وہ علیم کے وصف کے ساتھ موصوف ہوتا ہے وہ تو اس وقت کچھ بھی نہیں جانتا ہوتا لیکن باعتبار زمانہ مستقبل کے ان اوصاف کا اس پر اطلاق ہوا ہے۔ (اعراب القرآن ۱۴۔۱۵/۲۵۱)

تناسب: قبل ازیں اللہ پاک نے راہ ہدایت سے برگشتہ لوگوں کو اس وعید سے ہم کنار کیا کہ قیامت کے دن انہیں دوزخ میں ڈالا جائے گا اور ان کی برائیوں کے لحاظ سے ان کے عذاب میں تفاوت ہوگا اس کے بعد ان انعامات کا بیان ہوا جو ایمان والوں کو عطا ہوں گے ہمیشہ ہمیشہ جنت میں رہیں گے ہرگز تھکاوٹ، بے چینی کا نام ونشاں تک نہ ہوگا جنتی لوگ ایک دوسرے کے ساتھ مل کر بیٹھیں گے مختلف قسم کے مشروبات وماکولات سے لطف اندوز ہوں گے اور گفتگو کا آپس میں سلسلہ جاری رہے گا نہایت مسرت اور خوشی کے عالم میں نہایت عمدہ خوبصورت پلنگوں پر بیٹھے ہوں گے اس کے ساتھ ہی اللہ پاک نے اپنے پیغمبر کو خبردار کیا کہ آپ اللہ کے بندوں تک میرا یہ پیغام پہنچائیں کہ جو گناہگار بندے گناہوں سے تائب ہو کر اپنے پروردگار کی جانب خود کو جھکائیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں پر قلم عفو پھیر دے گا البتہ جو لوگ گناہوں سے تائب نہیں ہوں گے بلکہ اصرار کریں گے تو انہیں دردناک عذاب میں مبتلا کیا جائے گا، بعد ازاں بشارت اور ہلاکت کے واقعات کو ملا کر بیان کیا ہے چنانچہ ابراہیم علیہ السلام کو بیٹے کی پیدائش کی خوشخبری سے نوازا اور قوم لوط کو ان کے مجرمانہ کردار کے باعث تباہ وبرباد کیا ان کی بے حیائی اس نوعیت کی تھی کہ ان سے پہلے ایک شخص بھی اس بے حیائی کا مرتکب نہیں ہوا تھا تو انہیں تباہ وبرباد کر دیا گیا اسی طرح شعیب علیہ السلام کی قوم کو ان کے شرک اور ناپ تول میں کمی کے باعث تباہ کر دیا گیا اسی طرح قوم ثمود کو جو بڑی قوت کے مالک تھے مالدار تھے انہوں نے صالح علیہ السلام کی مخالفت کی اور اسے جھوٹا قرار دیا تو ان کو خوفناک چیخ نے ہلاک کر دیا ان کے مال ودولت نے انہیں کچھ فائدہ نہ دیا جب اللہ کا عذاب آن پہنچا۔

تشریح: اے اللہ کے پیغمبر! (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے بندوں کو خبردار کرو کہ جب وہ گناہ کے بعد تائب ہو جائیں تو میں ان کے گناہ کو معاف کر دیتا ہوں نہ صرف یہ کہ وہ رسوائی سے محفوظ رہتے ہیں بلکہ اللہ کے عذاب سے بھی انہیں بچاؤ حاصل ہوگا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کی جانب سے رحمت کو عذاب پر غلبہ حاصل ہے البتہ جو لوگ گناہ پر اصرار کرتے رہیں گے اور توبہ کی جانب بھی نہیں جھکیں گے تو انہیں دردناک عذاب سے دوچار کیا جائے گا جس کی مثال پیش نہیں کی جاسکے گی بہر حال ایماندار شخص کی کیفیت امید اور خوف کے درمیان ہونی چاہیے، قرآن پاک کی اس آیت کے مضمون کے مطابق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث ملاحظہ فرمائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر ایماندار شخص کو اللہ کے عذاب کا صحیح طور پر علم ہو جائے تو اللہ کی جنت میں داخل ہونے کی کوئی امید نہیں رکھے گا اور کافر شخص کو اللہ کی بے پایاں رحمت کا علم ہو جائے تو اللہ کی رحمت سے کوئی شخص ناامید نہیں ہوگا۔

(صحیح بخاری ح ۶۴۶۹، صحیح مسلم کتاب التوبۃ باب ۴، صحیح ترمذی کتاب الدعوات باب ۱۰۸، مسند احمد ۲/۳۳۴، المراغی ۵/۱۶۷)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شانِ نزول: ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ نبی ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مجلس میں پہنچے تو وہ کھلکھلا کر ہنس رہے تھے آپ نے تعجب کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا تم اس کیفیت کیساتھ ہنس رہے ہو جبکہ تمہارے سامنے جنت اور دوزخ کا نقشہ موجود ہے۔ (قرطبی ۱۰/۳۴)

وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ: میرے بندوں کو ابراہیم خلیل علیہ السلام کے مہمانوں کے بارے میں خبر دیں جو در حقیقت فرشتے تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں قوم لوط کی تباہی و بربادی کیلئے بھیجا تھا جب وہ ابراہیم علیہ السلام کے ہاں پہنچے تو انہوں نے السلام علیکم کے کلمات کہے کہ آپ تکالیف وغیرہ سے محفوظ رہیں لیکن ابراہیم علیہ السلام نے مہمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا ہم تو تم سے خوفزدہ ہیں اس لئے کہ وہ ابراہیم علیہ السلام کے ہاں ایسے وقت میں پہنچے جس وقت کوئی مہمان عام طور پر نہیں آتا ہے، مزید برآں انہوں نے اندر داخل ہونے کی اجازت طلب نہ کی تھی یا اس لئے کہ جب ابراہیم علیہ السلام نے ان کے سامنے کباب شدہ بچھڑا پیش کیا تو انہوں نے اسے نہ کھایا اور معمول یہ ہے کہ جب آنے والا مہمان شخص میزبان کے گھر میں کھانا تناول نہ کرے تو سمجھا جاتا ہے کہ اس کی نیت درست نہیں ہے، چنانچہ اس آخری توجیہ کی موافقت سورۃ ھود کی آیت نمبر ۷۰ سے ہورہی ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام نے دیکھا کہ ان کے ہاتھ کھانے کی جانب دراز نہیں ہورہے ہیں تو اس نے انہیں اجنبی سمجھا اور دل ہی دل میں خوفزدہ ہوا، انہوں نے کہا آپ خوفزدہ نہ ہوں بلکہ ہم تو آپ کو ایک لڑکے کی خوشخبری دینے آئے ہیں جو نہ صرف یہ کہ علم و فطانت کے ساتھ موصوف ہوگا بلکہ دین اسلام کو سمجھتا ہوگا بلکہ وہ پیغمبر بھی ہوگا اس پر ابراہیم علیہ السلام نے تعجب کا اظہار کیا کہ میں بوڑھا شخص ہوں اور میری بیوی بھی بانجھ ہے تو تمہاری خوشخبری میری کیفیت کے منافی ہے انہوں نے جواب میں اس خوشخبری کو صحیح قرار دیا، اللہ تعالیٰ تجھے لڑکا عطا کرے گا آپ ناامیدی کا اظہار نہ کریں بلکہ آپ اس خوشخبری پر خوشی کا اظہار کریں چونکہ ابراہیم علیہ السلام ناامید نہ تھے اس لئے انہوں نے مہمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے اس حقیقت کو واضح کیا کہ اپنے پروردگار کی رحمت سے ناامید تو وہی لوگ ہوتے ہیں جو راہ صواب سے دور ہوں تو ان سے ہم کلام ہوتے ہوئے دریافت کیا، تم کس عظیم کام کے لئے یہاں آئے ہو؟ اگر چہ تم نے خوشخبری سے بھی نوازا ہے جب کہ ابراہیم علیہ السلام ان کے ساتھ دوران گفتگو سمجھ گئے تھے کہ ان کے آنے کا مقصد صرف خوشخبری عطا کرنا نہیں ہے بلکہ انہیں کسی دوسرے اہم کام کے لئے بھیجا گیا ہے اس لئے کہ وہ گنتی میں زیادہ تھے جبکہ خوشخبری عطا کرنے کے لئے اتنی تعداد میں آنے کی چنداں ضرورت نہ تھی، یہی وجہ ہے کہ جب زکریا علیہ السلام اور مریم علیہا الصلوٰۃ والتسلیمات کو خوشخبری سے نوازا گیا ایک ہی فرشتہ کو بھیجا گیا مزید برآں اگر بشارت ہی مقصود ہوتی تو اولاً اس کا ذکر کرتے۔

اسی لئے انہوں نے جواب میں اصل حقیقت کو اجاگر کرتے ہوئے کہا کہ ہم کو تو قوم لوط کے مجرموں کی جانب بھیجا گیا ہے صرف اسی قدر کہا گیا ہے اس لئے کہ ابراہیم علیہ السلام کو معلوم تھا کہ فرشتوں کو جب مجرموں کی جانب بھیجا جاتا ہے تو اس سے مقصود انہیں تباہ و برباد کرنا ہوتا ہے اس مفہوم کی جانب ان کے اس قول سے راہ نمائی ملتی ہے کہ ہم لوط علیہ السلام کے پیروکاروں کو تباہ و برباد نہیں کریں گے انہیں اس عذاب سے دور رکھا جائے گا جس عذاب میں قوم لوط کو مبتلا کیا جائے گا البتہ آل لوط سے ان کی بیوی کو ہلاک کریں گے اس لئے کہ وہ کفار کے ساتھ تھیں اور جب انہوں نے ابراہیم علیہ السلام کو لڑکے کے تولد کی خوشخبری عطا کی اور انہیں معلوم کرایا کہ وہ فرشتے ہیں ان کو اللہ نے بھیجا ہے کہ قوم لوط کو عذاب میں مبتلا کیا جائے اس لئے کہ وہ مجرم ہیں، تو جب فرشتے لوط علیہ السلام کی بستی میں وارد ہوئے تو لوط علیہ السلام ان کو پہچان نہ سکے ان سے دریافت کیا تمہارا تعلق کس قوم سے ہے؟ اور تم کس مقصد کے لئے آئے ہو؟ مجھے خطرہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محسوس ہورہا ہے کہ تم مجھے کسی مصیبت میں الجھاؤ گے تو فرشتوں نے لوط علیہ السلام کو آگاہ کیا کہ ہم اس کام کے لئے نہیں آئے جو آپ کے دل پراثر انداز ہے جس سے آپ کو خطرہ لاحق ہوا بلکہ ہم تو مسرت کی خبر لے کر آئے ہیں کہ قوم لوط اللہ کے عذاب میں گرفتار ہوگی جس سے آپ انہیں ڈراتے رہے اور وہ آپ کو جھوٹا سمجھتے رہے اب ہم آپ کے سامنے یقینی چیز لا رہے ہیں جس میں ہرگز شک وشبہ کی گنجائش نہیں کہ قوم لوط کے لئے تقدیر میں جس عذاب کو مقدر کیا گیا ہے وہ عذاب آن پہنچا ہے اور ہم صحیح صورت حال سے آپ کو مطلع کررہے ہیں اب آپ اپنے رفقاء کورات کے آخری حصہ میں لے کر یہاں سے روانہ ہوجائیں اور آپ ان کے پیچھے چلیں تا کہ آپ ان کی حفاظت کریں اور انہیں تیز تیز چلنے کا کہیں ان کا خیال رکھیں ایک فرد بھی کہیں پیچھے نہ رہ جائے وگرنہ وہ بھی عذاب کی لپیٹ میں آجائے گا اور جب آپ کی قوم پر عذاب نازل ہوجائے تو تم میں سے ایک فرد بھی قوم کے عذاب کا مشاہدہ نہ کرے تا کہ ان کے بارے میں دل میں رقت ظہور پذیر نہ ہو آپ اپنے رفقاء کے ساتھ ہجرت کرتے ہوئے دوسری آبادی کو اپنا وطن بنائیں اور تم چلتے رہو جہاں تمہیں تمہارے پروردگار نے حکم دیا ہے، تم نے ہرگز پیچھے دھیان نہیں کرنا ہوگا اور نہ وطن کی جدائی پر کف افسوس ملنا ہے تم نے ملک شام میں پہنچنا ہے اور ہم نے لوط علیہ السلام کو اس فیصلہ سے آگاہ کیا جو فیصلہ قطعی تھا کہ پوری قوم کا آج رات صبح نمودار ہونے سے پہلے استیصال کردیا جائے گا ان میں سے ایک فرد بھی زندہ بچ نہ سکے گا۔

وَجَآءَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ يَسْتَبْشِرُوْنَ: جب لوط علیہ السلام کی قوم کو مہمانوں کے آنے کا علم ہوا تو سدوم بستی کے لوگ لوط علیہ السلام کے مہمانوں کو نہایت مسرت وانبساط کے عالم میں ان کی جانب امڈ آئے، انہیں ایک ہی لالچ تھا کہ ان مہمانوں کو اپنی شہوت کا نشانہ بنائیں گے اور لذت اندوزی کریں گے قرآن پاک کی اس وضاحت کی روشنی میں اس حقیقت سے ہم کنار ہونا ممکن ہے کہ قوم لوط کے لوگ اپنے مہمانوں کو اپنی شہوت رانی کا ذریعہ بنا کر خوشی محسوس کرتے جبکہ عرف عام میں ذوق سلیم رکھنے والے لوگ اس شخص کی توقیر کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے ہیں جو ان کے شہر میں ایک مسافر مہمان کی حیثیت میں داخل ہوتا ہے اور اس کے ساتھ اچھا سلوک کرتے ہیں لیکن قوم لوط کے لوگ اپنی شہوت کو تسکین پہنچانے کیلئے مہمانوں کو اپنی شہوت کا نشانہ بناتے ہیں اور غیر وضع فطری کا سلوک کرتے ہیں، ان سے پہلے اس گھناؤنے اور شرمناک فعل کا ہرگز وجود نہیں تھا، چنانچہ جب لوط علیہ السلام نے اپنی قوم کے غیر فطری فعل کرنے والوں کو آتا دیکھا کہ وہ میرے مہمانوں کو اپنی شہوت رانی کا نشانہ بنائیں گے تو انہیں کہا یہ لوگ تو میرے مہمان ہیں جن کے ساتھ تم بے حیائی کرنے کیلئے آئے ہو، میزبان کا حق بنتا ہے کہ وہ مہمان کی عزت وآبرو میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرے تو تم مجھے رسوا نہ کرو اور میری عزت افزائی کی ایک ہی صورت ہے کہ تم میرے مہمانوں کو اپنی خواہش کا نشانہ بنانے سے باز رہو اور تمہیں اللہ کے عذاب سے خوفزدہ رہنا چاہیے اور تم ان مہمانوں کو اپنی شہوت رانی کا نشانہ بنا کر مجھے رسوا نہ کرو اور اللہ سے ڈرو کہیں تم پر اللہ کا عذاب نازل نہ ہوجائے، اس پر قوم لوط نے لوط علیہ السلام کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تجھے معلوم ہے کہ ہم نے آپ کو روک رکھا ہے کہ تو نے کسی شخص کو اپنا مہمان نہیں بنانا ہوگا نہ ہماری بستی سدوم میں کسی کو داخل ہونے کی اجازت دینا ہے جب کہ وہ ہر اجنبی شخص کو اپنی شہوت رانی کا نشانہ بنانے کی بھرپور کوشش کرتے تھے لیکن لوط علیہ السلام اپنی استطاعت کے مطابق انہیں روکتے تھے اور ان کی خواہشات کی تکمیل میں زبردست رکاوٹ بنتے تھے اور جب لوط علیہ السلام نے محسوس کیا کہ وہ اپنی سرکشی اور عیش کوشی میں اندھے ہوچکے ہیں ہرگز باز نہیں آنے والے ہیں، تو لوط علیہ السلام نے انہیں آگاہ کیا کہ تم عورتوں کے ساتھ نکاح کرکے اپنی شہوت رانی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو پورا کرو اور جس فعل کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے یعنی لڑکوں کو اپنی شہوت رانی کا کھلونا نہ بنائیں اور قوم کی عورتوں کو اپنی بیٹیاں کہا ہے، ظاہر ہے کہ اللہ کے پیغمبر تو امت کے لوگوں کے باپ ہوتے ہیں نبی علیہ السلام کی مدح سرائی فرماتے ہوئے اللہ پاک واضح فرمارہے ہیں ارشاد ربانی ہے ﴿اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ وَ اَزْوَاجُہٗ اُمَّھٰتُہُمْ﴾ (الاحزاب:٦)''پیغمبر زیادہ لائق ہے مسلمانوں کے معاملات میں تصرف کے لحاظ سے ان کی ذات سے اور پیغمبر کی بیویاں ان کی مائیں ہیں''

لَعَمْرُکَ اِنَّھُمْ لَفِیْ سَکْرَتِھِمْ یَعْمَھُوْنَ: فرشتوں نے لوط علیہ السلام کو آگاہ کیا اے پیغمبر! آپ کی زندگی کی قسم! بلاشبہ آپ کی قوم گمراہی میں منہمک ہے گمراہی نے ان کے ہوش وحواس کو ماؤف کر دیا ہے انہیں کچھ پتہ نہیں کہ کن مصائب نے ان کا گھراؤ کر رکھا ہے اور وہ اس سے بھی بے خبر ہیں کہ انہیں مستقبل میں کس عذاب سے دوچار ہونا ہے ان کی بصیرت زائل ہو چکی ہے وہ غلط اور صحیح کے درمیان امتیاز کی صلاحیت سے محروم ہیں تو ایسی کیفیت میں ان پر عذاب الٰہی نازل ہوا جس کا انتظار کیا جارہا تھا اور زبردست ہولناک چیخ نے انہیں اپنی گرفت میں لے لیا چیخ مسلسل سحری کے وقت سے لے کر سورج کے مکمل طور پر طلوع ہونے کے بعد تک جاری رہی زبردست چیخ نے انہیں تہ وبالا کر کے رکھ دیا جس کے نتیجہ میں شہر کا بالائی حصہ نیچے کی جانب جارہا تھا اور اس دوران ہم نے ان پر پتھروں کی بارش برسائی قبل ازیں سورۂ ھود میں اس کی وضاحت کو ذکر کیا جا چکا ہے۔

اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِیْنَ: ہم نے قوم لوط کو جس عذاب کیساتھ تباہ وبرباد کیا اس میں ان لوگوں کیلئے عبرت کا سامان موجود ہے جو صاحب فراست ہیں کائنات میں جو واقعات عبرت انگیز ہوتے ہیں ان کے پس منظر پر غور کرنے سے اس نتیجہ پر پہنچنا آسان ہو جاتا ہے کہ اس قسم کے انسانیت سوز شرمناک افعال سے بچاؤ ضروری ہے، ذہن نشین کریں تَوَسُّم کا مادہ (و س م) ہے اس کا معنی علامت ہے، لوہے کیساتھ جانور کے چمڑے کو داغنا ہے اس کو علامت لگانا ہے متوسمین صالح کردار کیساتھ موصوف لوگ جو علامات کیساتھ پہنچان لیتے ہیں، علامہ قرطبی نے تفسیر میں ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ انس بن مالک نامی شخص، عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ہاں اس کی مجلس میں داخل ہوا جبکہ بازار سے گزرتے وقت اس کی نظر ایک عورت پر واقع ہوئی عثمان نے اس کی جانب دیکھتے ہوئے کہا کہ تم میں کچھ ایسے لوگ میری مجلس میں بیٹھتے ہیں انکی آنکھوں میں زنا کے اثرات ہوتے ہیں ان سے سوال اٹھایا گیا کیا آپ پر وحی نازل ہوئی ہے؟ انہوں نے نفی میں جواب دیتے ہوئے بتایا یہ تو فراست کا اثر ہے اور بات درست ہے۔ (تفسیر قرطبی ۱۰/۴۴)

وَاِنَّھَا لَبِسَبِیْلٍ مُّقِیْمٍ: قوم لوط کا مسکن سدوم نامی شہر جس پر عذاب الٰہی نازل ہوا اس کا محل وقوع نہایت کھلے واضح مقام پر ہے جو لوگ سفر کرنے والے ہیں ان سے وہ بستی پوشیدہ نہیں ہے اس بستی کے کھنڈرات اب تک موجود ہیں بالکل نابود نہیں ہوئے جو لوگ حجاز سے شام کے ملک کی جانب سفر پر نکلتے ہیں وہ دوران سفر اسکے کھنڈرات کا مشاہدہ کرتے ہیں جیسا کہ ایک دوسری آیت میں وضاحت موجود ہے ارشاد ربانی ہے ﴿وَاِنَّکُمْ لَتَمُرُّوْنَ عَلَیْھِمْ مُّصْبِحِیْنَ○ وَبِالَّیْلِ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ﴾ (صافات:۱۳۷-۱۳۸)''اور یہ حقیقت ہے کہ تم ان کے ہاں سفر کرتے ہوئے صبح کے وقت گزرتے ہو اور کبھی رات کے لمحات میں گزرتے ہو تمہیں سوچنا چاہیے''

وَاِنْ کَانَ اَصْحٰبُ الْاَیْکَۃِ لَظٰلِمِیْنَ: اصحاب الایکہ فطرتی طور پر ظالم تھے ان میں اللہ کی ذات پر ایمان لانے کی استعداد نہ تھی ان کی جانب اور مدین کے باشندوں کی جانب اللہ تعالیٰ نے شعیب علیہ السلام کو پیغمبر بنا کر بھیجا انہوں نے اس کی باتوں کو تسلیم نہ کیا تو ان کے کفر اور نافرمانی کے باعث ہم نے ان سے انتقام لیا مسلسل سات روز تک شدید گرمی نے انہیں پریشان کیا سائے میں بیٹھنے سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی آرام میسر نہ تھا بعدازاں ان پر فضا میں بادل چھا گیا انہوں نے اس سے آرام حاصل کرنا چاہا لیکن ان پر آگ حملہ آور ہوئی جس نے انہیں راکھ کا ڈھیر بنا دیا اور مدین کے باشندوں کو ہولناک چیخ نے تباہ و برباد کر دیا اور یہ دونوں بستیاں ان کے راستہ پر واقع ہیں جن کو طے کر کے وہ آگے منزل مقصود کا رخ کرتے ہیں۔

وَلَقَدْ كَذَّبَ اَصْحٰبُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ: قوم ثمود نے ان کی جانب مبعوث کئے جانے والے پیغمبر صالح علیہ السلام کی نبوت سے انکار کیا اور یہ حقیقت ہے کہ جب کوئی قوم کسی ایک پیغمبر کو جھوٹا قرار دیتی ہے تو گویا کہ اس نے تمام پیغمبروں کو جھٹلایا اس لئے کہ تمام پیغمبروں کا کلمہ توحید پر اتفاق تھا اور ہم نے انہیں صالح علیہ السلام کی نبوت کے صحیح ہونے پر کچھ دلائل دکھائے اونٹنی کا معجزہ مشہور ہے لیکن انہوں نے اس کو تسلیم نہ کیا روگردانی کی اور انہوں نے پہاڑوں کو گرا کر محفوظ رہائشی مکانات تعمیر کئے، تفصیل سورۃ الاعراف کی تفسیر میں ملاحظہ فرمائیں، ان کی نافرمانی اور کبر و رعونت کے باعث انہیں تباہ و برباد کر دیا گیا ان کی موت ایک خوفناک چیخ کے باعث ہوئی، سورۃ ھود کی تفسیر میں وضاحت ملاحظہ فرمائیں، تو انہیں اس عذاب سے مکانوں کی تعمیر، مال و دولت کی کثرت اور سامان کی فراوانی نہ بچا سکی وہ خوفناک چیخ کے باعث گھٹنوں کے بل زمین پر گر پڑے اور موت نے انہیں دبوچ لیا۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے حدیث مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ثمودیوں کی بستی حجر کے پاس سے گزرے جبکہ آپ تبوک کی جانب عازم سفر تھے تو آپ نے اپنا سر مبارک ڈھانپ لیا اور سواری کو تیز تیز چلایا اور اپنے رفقاء کو حکم دیا کہ تم نے ان لوگوں کے گھروں میں جنہیں عذاب الٰہی نے اپنی گرفت میں لیا تھا اس کیفیت میں داخل ہونا ہے کہ تم اللہ کے عذاب کے خوف سے روتے ہوئے گزر واگر تم پر از خود رونے کی کیفیت طاری نہ ہو تو تم نے تکلف کے ساتھ رونا ہوگا مجھے خطرہ ہے کہ کہیں تم بھی اس عذاب کی لپیٹ میں نہ آ جاؤ جس کی لپیٹ میں شعیب علیہ السلام کی قوم آئی۔ (بخاری کتاب الصلوۃ باب ۵۳، صحیح مسلم کتاب الزہد باب ۳، المراغی ۵/۱۷۵)

نیز ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوۂ تبوک میں حجر مقام پر اترے تو آپ نے صحابہ کرام کو حکم دیا کہ یہاں کے کنویں سے نہ خود پانی پینا ہے اور نہ جانوروں کو پلانا ہے صحابہ کرام نے عرض کیا ہم نے اس پانی سے آٹا گوندھ لیا ہے تو آپ نے حکم دیا کہ آٹا جانوروں کو کھلا دیا جائے، اور پانی کو گرا دیا جائے اور اس کنویں سے پانی حاصل کریں جس سے شعیب علیہ السلام کی اونٹنی پانی پیتی تھی نیز فرمایا وہاں سے روتے ہوئے گزرو کہیں تم بھی عذاب کی لپیٹ میں نہ آ جاؤ۔

(صحیح بخاری کتاب الانبیاء باب ۱۷، صحیح مسلم کتاب الزہد باب ۲، مسند احمد ۲/۱۱۷، قرطبی ۱۰/۴۶)

وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ وَاِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ ﴿۸۵﴾ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ﴿۸۶﴾

ترجمہ: اور ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو ان کے درمیان ہے پیدا نہیں کیا مگر درست تدبیر کے ساتھ اور بلاشبہ قیامت ضرور آنے والی ہے تو آپ احسن طریق کے ساتھ درگزر کریں (۸۵) بلاشبہ آپ کا پروردگار ہی پیدا کرنے والا جاننے والا ہے (۸۶)

لغوی تحقیق: بِالْحَقِّ سے مقصود حکمت اور مصلحت ہے اور السَّاعَةُ سے مقصود قیامت کا دن ہے اور الصَّفْحُ سے مقصود درگزر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنا، ملامت اور ڈانٹ نہ پلانا۔

بلاغت: ﴿وَاِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ﴾ میں اِنَّ حرف کے ساتھ تاکید ہے اور خبر پر لام تاکید ہے ان دو قسم کی تاکید سے اولاً یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ قیامت کا وقوع پذیر ہونا ضروری ہے اور دوسری تاکید اس لئے ہے کہ کفار اس کے وقوع کا انکار کرتے ہیں تو تاکید کا تعدد خبر کی جانب متوجہ کر رہا ہے اس مفہوم کو متعدد آیات میں واضح کیا گیا ہے۔

تشریح: اس مضمون کی آیات کثرت کیساتھ قرآن پاک میں موجود ہیں ارشاد ربانی ہے ﴿اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ۝ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ﴾ (المؤمنون:۱۱۵۔۱۱۶) ''کیا تم خیال کرتے ہو کہ جو کچھ ہم نے پیدا کیا ہے وہ بے فائدہ ہے؟ اور تم ہماری جانب نہیں لوٹائے جاؤ گے پس اللہ کی ذات بلند ہے بادشاہ ہے سچا ہے اس کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں وہ ذات عرش کریم کا پروردگار ہے'' اللہ پاک نہ صرف پیدا کرنے والا ہے بلکہ علم کے وصف کیساتھ بھی موصوف ہے اس پر کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے جبکہ جو علم سے بے بہرہ ہو یعنی جاہل ہو اس کیلئے کسی چیز کو پیدا کرنا یا بنانا ممکن نہیں ہے، خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کا خالق ہے اور ان کا بھی خالق ہے اور آپ کے احوال و کیفیات کے علم کے ساتھ ان کی کیفیات کا بھی اسے علم ہے اللہ پر ہرگز کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے آپ کے اور ان کے درمیان جو گفتگو ہوئی ہے اس کا اللہ کو علم ہے اور مناسب یہ ہے کہ اولاً ان کے ساتھ درگزر کرنا معاف کرنا بہتر ہے ورنہ تلوار آپ کے اور ان کے درمیان فیصلہ کر دے گی۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ﴿۸۷﴾ لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ﴿۸۸﴾ وَقُلْ اِنِّيْٓ اَنَا النَّذِيْرُ الْمُبِيْنُ﴿۸۹﴾

ترجمہ: بلاشبہ ہم نے آپ کو سات آیات عطا کی ہیں جن کو نماز میں مکرر پڑھا جاتا ہے اور عظمت والا قرآن عطا کیا ہے (۸۷) آپ اپنی دونوں آنکھوں کو اس چیز کی جانب لمبا نہ کریں جس کے ساتھ ہم نے ان کافروں سے بہت لوگوں کو عطا کیا ہے اور آپ ان کے بارے میں غم نہ کریں اور آپ اپنے بازو کو ایمانداروں کے لئے نیچا کریں (۸۸) اور آپ بتائیں کہ میں کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں (۸۹)

بلاغت: ہم نے آپ کو سات آیتیں دی ہیں جو مکرر پڑھی جاتی ہیں اور قرآن حکیم عطا کیا ہے سبع مثانی سے کیا مراد ہے؟ اس میں اہل تفسیر کی دو رائیں ہیں ایک یہ کہ اس سے مقصود وہ سات اہم مضامین جو قرآن حکیم میں بکرات ومرات آئے ہیں یہ سات اہم سورتیں ہیں جیسے البقرۃ، آل عمران، النساء، الانعام، الاعراف اور یونس، عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ ﷺ کی یہی رائے ہے دوسری رائے یہ ہے کہ اس سے مقصود سورۃ فاتحہ ہے، ابراہیم نخعی، اور حسن بصری اس کی تائید کرتے ہیں امام بخاری نے اس باب میں دو حدیثیں ذکر کی ہیں جن میں صراحتاً یہ مذکور ہے کہ سبع مثانی فاتحہ ہی کا دوسرا نام ہے۔ (لسان القرآن ص ۳۰۴)

تناسب: قبل ازیں اللہ پاک نے اپنے پیغمبر سید المرسلین محمد ﷺ کو حکم دیا کہ اگر آپ کی قوم آپ کو اذیتوں سے ہم کنار کر رہی ہے تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ صبر کے دامن کو نہ چھوڑیں اور ان کی مخالفت سے درگزر فرمائیں اس کے بعد اللہ پاک نے آپ کو جن انعامات سے نوازا اور احسان فرمایا اس کا تذکرہ ہو رہا ہے تاکہ آپ کیلئے قوم کی مخالفت پر صبر کرنا اور درگزر کرنا آسان ہو جائے، مزید کفار کی اذیتوں کو برداشت کرنے کا حوصلہ مستحکم ہو تو آپ کو سورۃ فاتحہ اور قرآن عظیم کی دولت سے نوازا جس میں انسانیت کی ہدایت کے لئے جو احکام ہیں ان میں جامعیت کارفرما ہے دنیوی اخروی صلاحیتوں سے ہم کنار ہونے کے وسائل سے آگاہ کیا ہے۔

تشریح: ہم نے آپ کو سورۃ فاتحہ سے نوازا ہے جس کی سات آیتیں ہیں ہر نماز میں اسے بار بار پڑھا جاتا ہے چنانچہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا سات آیات جو بتکرار پڑھی جاتی ہیں وہ سورۃ فاتحہ کی سات آیات ہیں۔

(صحیح بخاری ح ۴۷۰۴، صحیح ترمذی کتاب فضائل القرآن باب ۱، سنن نسائی کتاب الافتتاح باب ۲۶، مؤطا امام مالک ح ۳۷)

حدیث قدسی ملاحظہ فرمائیں اللہ پاک فرماتے ہیں میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان تقسیم کر دیا ہے نصف میرے لئے اور نصف میرے بندے کے لئے ہے۔ (صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب ۱۰، صحیح ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ باب ۱۲۷، صحیح ترمذی کتاب التفسیر سورۃ ۱، سنن نسائی کتاب الافتتاح باب ۲۳، صحیح ابن ماجہ کتاب الادب باب ۵۲)

لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَى مَا مَتَّعْنَا: اے میرے پیغمبر! (ﷺ) آپ ہرگز آرزو نہ کریں جو ہم نے مختلف قسم کی نعمتوں سے یہودیوں، عیسائیوں اور مشرک لوگوں کو شادکام کیا ہے اس لئے کہ ان کے نتیجہ میں انہیں زبردست دردناک عذاب سے دوچار ہونا ہوگا خیال رہے کہ اس آیت میں اگرچہ مخاطب نبی ﷺ ہیں تاہم امت محمدیہ کو آگاہ کرنا مقصود ہے اس کی تائید اس واقعہ سے ہو رہی ہے کہ بنو قریظہ اور بنو نضیر کے ساتھ تجارتی قافلے ایک دن میں مختلف قسم کا کپڑا، خوشبو، جواہرات لے کر آئے چنانچہ جب مسلمانوں نے ان کی قابل رشک مالی کیفیت کا تصور کیا تو انہوں نے کہا کاش ہمارے پاس بھی فراوانی ہوتی تو ہم دشمن کے مقابلہ میں ناقابل تسخیر قوت ہوتے اور ہم اس قسم کے اموال اور سامانوں کو اللہ پاک کی راہ میں خرچ کر دیتے۔

اے پیغمبر (ﷺ)! آپ کو سورۃ فاتحہ کی سات آیات کا ایسا عطیہ دیا گیا ہے کہ اس عظیم نعمت کے مقابلہ میں سب نعمتیں حقیر ہیں اور سات تجارتی قافلوں سے جب ان سات آیات کا موازنہ کیا جائے تو ان کا پلڑا بھاری رہے گا، اور اگر یہ لوگ ایمان قبول نہیں کر رہے ہیں تو آپ کو غمگین نہیں ہونا چاہیے آپ ایمان والوں کا خیال رکھیں ان کے ساتھ بہترین سلوک روا رکھیں ان کے ساتھ ترش روئی کا لہجہ اختیار کرنا اور سختی کرنا ہرگز مناسب نہیں جب کہ آپ کی اصل ذمہ داری تو یہ ہے کہ آپ کھلے انداز میں اعلان کریں کہ میں تمہیں دردناک عذاب سے خوفزدہ کر رہا ہوں کہ سرکشی اور گمراہی کے سبب کہیں تم اس کی لپیٹ میں نہ آ جاؤ جیسا کہ پہلی امتیں عذاب الٰہی میں گرفتار ہوئیں جب انہوں نے اپنے پیغمبروں کو جھٹلایا تو اللہ پاک نے ان سے انتقام لیا کہ ان پر دردناک عذاب اتار کر انہیں ملیامیٹ کر دیا، ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا بلاشبہ میری اور اس چیز کی مثال جس کو عطا کر کے مجھے مبعوث کیا گیا اس شخص کی مانند ہے جو اپنی قوم کے ہاں پہنچا اس نے قوم کو خبردار کیا کہ میں نے خود اپنی آنکھوں سے ایک جری لشکر کو دیکھا ہے میں تم کو اس سے خوفزدہ کر رہا ہوں تم نجات حاصل کر و اپنا بچاؤ اختیار کر و اس کی قوم سے ایک گروہ نے اس کی بات کو صحیح باور کیا تو وہ اپنا بچاؤ اختیار کرتے ہوئے وہاں سے نکل پڑے وہ محفوظ رہے جب کہ دوسرے گروہ نے اس کی خبر کو جھوٹا قرار دیا وہ وہیں جمے رہے، نتیجۃً دشمن نے ان پر حملہ کر دیا اور ان سب کا استیصال کر دیا یہ تمثیل ان لوگوں کی ہے جو میری اطاعت کرتے ہیں اور ان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں کی جو مجھے تسلیم نہیں کرتے ہیں اور میری نافرمانی کرتے ہیں۔
(صحیح بخاری کتاب الرقاق باب ۲۶، صحیح مسلم کتاب فضائل باب ۵، مشکوۃ تحقیق البانی کتاب الایمان باب ۵)

كَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِيْنَ ﴿۹۰﴾ الَّذِيْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِيْنَ ﴿۹۱﴾ فَوَرَبِّكَ لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ
اَجْمَعِيْنَ ﴿۹۲﴾ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ
﴿۹۴﴾ اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ ﴿۹۵﴾ الَّذِيْنَ يَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ
﴿۹۶﴾ وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ ﴿۹۷﴾ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ
السّٰجِدِيْنَ ﴿۹۸﴾ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ﴿۹۹﴾ ع

ترجمہ: ہم جلد عذاب لائیں گے جیسا کہ ہم نے عذاب کو ان پر اتارا جو تقسیم کرنے والے تھے (۹۰) جنہوں نے اللہ کی کتاب کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا (۹۱) پس آپ کے پروردگار کی قسم! ہم ان سب سے اکٹھا سوال کریں گے (۹۲) اس سے جو وہ کرتے رہے (۹۳) آپ اس کو بتائیں جس کا آپ کو حکم دیا جارہا ہے اور مشرکین سے روگردانی کریں (۹۴) بے شک ہم آپ کو مزاح کرنے والوں کے شر سے بچائیں گے (۹۵) جو اللہ کے ساتھ دوسرا معبود ثابت کرتے ہیں تو وہ جلد ہی معلوم کرلیں گے (۹۶) اور بے شک ہم جانتے ہیں آپ کی حالت کو کہ آپ کا سینہ ان سے تنگ ہوتا ہے جو وہ کہتے ہیں (۹۷) پس آپ اپنے پروردگار کی تعریف کیساتھ پاکیزگی بیان کریں اور آپ سجدہ کرنے والوں سے ہوجائیں (۹۸) اور آپ اپنے پروردگار کی عبادت کریں یہاں تک کہ آپ کو موت آئے (۹۹)

تشریح: بلاشبہ ہم نے آپ کو سات آیات سے نوازا جیسا کہ ہم نے آپ سے پہلے یہودیوں، عیسائیوں کو تورات اور انجیل عطا کی چنانچہ ان لوگوں نے قرآن کے بعض اجزاء کو تسلیم کیا جو تورات انجیل کے مضامین کیساتھ موافق تھے اور جو مخالف تھے ان کا انکار کیا۔

فَوَرَبِّكَ لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ: اللہ پاک کفار سے انہیں ڈانٹتے ہوئے کہ وہ زندگی بھر کیا کہتے رہے اور کیا کرتے رہے کیا انہوں نے اس دعوت کو قبول کیا جس کو ہمارے پیغمبروں نے ان کے سامنے پیش کیا؟ کیا میری وحدانیت کا اقرار کیا؟ بتوں سے برأت کا اظہار کیا؟ حقیقت یہ ہے کہ ہر بندے سے اللہ پاک دریافت کریں گے کہ وہ کس کی عبادت کرتا رہا اور پیغمبروں کی باتوں کا اس نے کیا جواب دیا وہ پیغمبروں کی اطاعت کرتا رہا یا مخالفت کرتا رہا۔

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ: قبل ازیں بیان ہوا ہے کہ اے پیغمبر! (ﷺ) آپ کی ذمہ داری احکام الہیہ کا لوگوں تک پہنچانا ہے اب اس کام پر دباؤ ڈالتے ہوئے بتایا ہے کہ آپ اپنی استطاعت کے مطابق کھلم کھلا شریعت اسلامیہ کے احکام کو پہنچائیں مشرکین کو بھی آگاہ کریں ان کی باتوں کی جانب دھیان نہ کریں ان کی پرواہ بھی نہ کریں ان سے خوفزدہ بھی نہ ہوں، یقیناً اللہ تعالیٰ آپ کی حفاظت فرمائے گا چونکہ کفار سے ٹکرانا اور انہیں اسلام کی جانب لانا اس لئے مشکل ہے کہ وہ اس کام کے نتیجہ میں اذیتوں سے ہم کنار کرنے کی پوری کوشش کرتے ہیں تو آگاہ کیا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو محفوظ رکھیں گے اور نگرانی فرمائیں گے آپ ان سے ہرگز خوف زدہ نہ ہوں۔

اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ: ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم آپ کو ان لوگوں کے شر سے تحفظ عطا کریں جو آپ کی باتوں کا مزاح

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اڑاتے ہیں اور آپ کو تکالیف پہنچانے سے باز نہیں آتے ہیں اللہ پاک انہیں تباہ و برباد کرے اور ان کے مکر و فریب کی زد سے آپ کو محفوظ فرمائے بیان کیا جاتا ہے کہ آپ کے خلاف مضحکہ خیز باتیں کرنے والے اور ایذاء پہنچانے والے ہرگز رکنے والے نہ تھے وہ گنتی میں پانچ افراد تھے، ولید بن مغیرہ، عاص بن وائل، عدی بن قیس، اسود بن عبد یغوث اور اسود بن عبد المطلب یہ سبھی اسلام دشمن لوگ معمولی اسباب کے باعث موت سے ہم کنار ہوئے، بیان کیا جاتا ہے کہ ولید کے کپڑے کے ساتھ ایک تیر چمٹ گیا اسے اس کے جسم سے دور نہ کیا جاسکا چنانچہ تیر نے اس کی ایڑی کو زخمی کردیا جس سے وہ فوت ہو گیا اور عدی بن قیس کے ناک میں مرض لاحق ہوا جس کی وجہ سے وہ فوت ہو گیا اور اسود بن عبد یغوث ایک کانٹے دار درخت کے نیچے سویا ہوا تھا اس کو بیماری لاحق ہوئی اس نے اپنے سر اور چہرے کو درخت کے ساتھ مارنا شروع کیا نتیجۃً وہ فوت ہو گیا اور اسود بن عبد المطلب نابینا ہو گیا یہ ایسے لوگ تھے جنہوں نے اللہ کی ذات کے ساتھ اور معبود بنائے ان لوگوں کو اسی وصف کے ساتھ بیان کرنے میں رسول اکرم ﷺ کو صبر دلانا مقصود ہے کہ انہوں نے مقام نبوت کے بارے میں استہزاء کے انداز کو نہ چھوڑا بلکہ اپنے پروردگار کے ساتھ اس کی عبادت میں بھی شرک کیا تو وہ عنقریب اپنا انجام معلوم کریں گے جب حشر کا میدان برپا ہوگا۔

وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّکَ یَضِیْقُ صَدْرُکَ: ہمیں معلوم ہے کہ جب ان لوگوں کی زبان سے شرکیہ کلمات نکلتے ہیں اور آپ کی شخصیت کو مزاحیہ انداز میں پیش کرتے ہیں اس سے آپ کے دل کی انبساطی کیفیت ختم ہو جاتی ہے اور حسرت و یاس کے باعث حزن و ملال دامن گیر ہوتا ہے اب اس تکلیف دہ کیفیت کے ازالہ کے لئے ضروری ہے کہ آپ اپنے پروردگار کی تحمید کیساتھ ساتھ اس کی پاکیزگی کے کلمات بھی زبان پر لائیں گھبراہٹ کی کیفیت میں اللہ کی ذات کو ان عیوب سے منزہ قرار دیں جن کی نسبت وہ اللہ پاک کی جانب دلیری کے ساتھ کر رہے ہیں آپ کی زبان پر اللہ تعالیٰ کی تعریف کے کلمات ہوں جس نے آپ کو حق و صداقت کی توفیق عطا کی اور رشد و ہدایت کی جانب راہ نمائی فرمائی، مزید برآں رات دن کے لمحات میں نوافل ادا کریں حقیقت یہ ہے کہ اللہ پاک کی ذات کے ساتھ مناجات کرنے میں آپ کو وہ عظمت عطا ہوگی جس سے حظیرۃ القدس کی جانب آپ کو زیادہ سے زیادہ قرب حاصل ہوگا اور ملاء اعلیٰ کی جانب پرواز میں مزید توانائی ظہور پذیر ہوگی، صحیح حدیث میں وارد ہے کہ سجدہ کی کیفیت میں بندہ اپنے پروردگار کے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ (صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب ۴۲، صحیح ترمذی کتاب الدعوات باب ۷، سنن نسائی کتاب المواقیت باب ۳۵)

اور اس کیفیت پر مداومت اختیار کی جائے تا کہ مزید اللہ پاک کے بے پایاں فضل و کرم سے آپکا دامن معمور ہو اور حقیقت یہ ہے کہ جب نبی ﷺ کو گھبراہٹ ہوتی تو آپ نفل نماز کی جانب فوراً متوجہ ہوتے تھے معلوم ہوا کہ نفل نماز کی جانب بھرپور توجہ کی ضرورت ہے اگر بصورت قیام نماز ادا کرنا مشکل ہے تو بیٹھ کر نماز ادا کی جائے اگر بیٹھ کر ممکن نہ ہو تو پہلو پر لیٹ کر نماز ادا کی جائے۔

وَاعْبُدْ رَبَّکَ حَتّٰی یَاْتِیَکَ الْیَقِیْنُ: یعنی موت تک برابر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف رہا جائے یقین سے مقصود موت ہے اس پر ایک حدیث کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں نبی ﷺ نے عثمان بن مظعون کے بارے میں فرمایا «وَاَمَّا عُثْمَانُ فَقَدْ جَآءَهُ الْیَقِیْنُ وَاِنِّی لَا رُجُوْلَهُ الْخَیْرَ وَاللّٰهِ مَا اَدْرِیْ وَاَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ مَا یَفْعَلُ وَلَا بِکُمْ» ''لیکن عثمان کو موت آ گئی اور میں اس کے لئے بھلائی کی امید رکھتا ہوں اللہ کی قسم! مجھے معلوم نہیں حالانکہ میں اللہ کا پیغمبر ہوں کہ اس کے ساتھ کیا سلوک ہوگا۔

(قرطبی ۶۴/۱۰، صحیح بخاری کتاب الجنائز باب ۳، مسند احمد ۱۳۶/۶، ابن کثیر ۸۶۸/۲، المراغی ۱۸۲/۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیاتُھا: ۱۲۸ (۱۶) سُوْرَةُ النَّحْلِ مَكِّيَّةٌ (۷۰) رُکُوعَاتُھا: ۱۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام کے ساتھ جو بخشش کرنے والا مہربان ہے

اَتٰى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝۱ يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ
مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اَنْ اَنْذِرُوْٓا اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاتَّقُوْنِ ۝۲

ترجمہ: اللہ کا حکم آن پہنچا ہے تم اس طلب میں جلدی نہ کرو اللہ پاک ہے اور بلند ہے اس سے جو وہ شریک بناتے ہیں (۱) وہ فرشتوں کو اپنے ارادہ سے وحی کے ساتھ اتارتا ہے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے کہ تم ڈراؤ بے شک کوئی معبود برحق نہیں مگر میں ہوں پس تم مجھ سے ڈرو (۲)

سورۃ النحل کا سورۃ الحجر سے ربط: اس سورۃ کا ربط اس سے پہلی سورۃ کے ساتھ اس لحاظ سے ہے کہ پہلی سورۃ کی آیت نمبر ۹۲ میں یہ جملہ تھا کہ آپ کے پروردگار کی قسم! ہم ان سب سے باز پرس کریں گے اس میں خبردار کیا گیا تھا کہ قیامت کے دن انہیں اکٹھا کیا جائے گا اور دنیوی زندگی میں جو کام انہوں نے کئے ان کے بارے میں باز پرس ہوگی تو اس مقام میں کہا گیا ہے کہ اللہ کا عذاب قریب ہے جب کہ سورۂ حجر کی آخری آیت میں ذکر ہے کہ آپ اپنے پروردگار کی عبادت میں مشغول رہیں یہاں تک کہ آپ موت سے ہم کنار ہوں ان دونوں میں شدید قسم کی مناسبت ہے۔

لغوی تحقیق: اَتٰى اَمْرُ اللّٰهِ سے مقصود یہ ہے کہ اللہ کا عذاب قریب آن پہنچا ہے اور الرُّوْحُ سے مقصود وحی ہے وحی کی حیثیت دین اسلام میں وہی ہے جو جسم کے ساتھ روح کی ہے وحی سے دلوں کو زندگی عطا ہوتی ہے جہالت دور ہوتی ہے جیسا کہ جسم کو روح کے لحاظ سے زندگی ملتی ہے۔

شان نزول اور تناسب: رسول اللہ ﷺ کبھی مشرکین کو دنیوی عذاب کے وقوع پذیر ہونے سے ڈراتے کہ تم قتل ہو جاؤ گے تمہیں قید کر لیا جائے گا جیسا کہ جنگ بدر میں ہوا اور کبھی آخرت کے عذاب سے خوفزدہ فرماتے، بعدازاں جب انہوں نے محسوس کیا کہ عذاب وقوع پذیر نہیں ہو رہا ہے تو انہوں نے جھٹلایا اور عذاب کے لانے کا مطالبہ کیا تو یہ آیت نازل ہوئی کہ اللہ کا عذاب آن پہنچا ہے چنانچہ نبی ﷺ نے خود کو تیار کیا اور لوگوں نے اپنے سروں کو اونچا کیا تو یہ جملہ نازل ہوا کہ تم جلدی نہ کرو۔

تشریح: مشرک لوگوں کی تباہی و بربادی عنقریب ہونے والی ہے جب اللہ کا حکم ہوگا تو تباہی ہو جائے گی اس کے لئے وقت مقرر ہے اس سے پہلے اس کے آنے کی جلدی نہ کرو اللہ کے علم میں اس کا وقت معین ہے اللہ کی ذات پاک ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور اللہ کی بارگاہ میں کوئی سفارشی تم سے ' کے عذاب کو روک نہیں سکتا اس وضاحت کی روشنی میں اللہ تعالیٰ اور اس کے پیغمبر کی جانب سے ان کے اس قول کو رد کیا جب انہوں نے کہا کہ اگر اللہ نے ہمارے بارے میں عذاب میں مبتلا کرنے کا فیصلہ کر دیا ہے خواہ دنیوی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عذاب یا اخروی عذاب ہے تو یہ بت جن کی ہم عبادت کرتے ہیں یہ ہماری سفارش کریں گے، لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں متنبہ کیا یہ جمادات چیزیں جن کی کوئی قیمت نہیں جن کو تم نے اللہ کا شریک بنا رکھا ہے اور تم ان کی عبادت کر رہے ہو یہ تو تمام موجودات سے زیادہ حقیر اور کمزور ہیں تو کیسے تم ان کو تدبیر اور سفارش میں اللہ کا شریک بناتے ہو؟

ایک شبہ اور اس کا جواب: ان کی جانب سے یہ شبہ پیش کیا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ بعض بندوں کے بارے میں برائی کا اور دوسروں کے بارے میں اچھائی کا فیصلہ کرتے ہیں تو کون ہے جو ان اسرار سے آگاہ ہے جن کا علم تو بس اللہ کو ہی ہے، اس کا جواب اللہ کے کلام میں موجود ہے ﴿يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ﴾ اللہ پاک اپنے فرشتوں کو وحی کے ساتھ اتارتے ہیں جس پر چاہتے ہیں کہ تم میرے بندوں کو ڈراؤ کہ اللہ کی ذات کے علاوہ ہرگز کوئی معبود نہیں، الوہیت اسی کے لئے لائق ہے اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کی جائے اللہ سے ڈرو اور اسی کی اخلاص کے ساتھ عبادت کرو اسی میں تمہاری نجات ہے اس میں وضاحت ہے کہ فرشتے کسی کام میں ہرگز اللہ کی اجازت کے بغیر پیش قدمی نہیں کرتے ہیں اور انبیاء کرام کی جانب وحی فرشتوں کی وساطت سے ہوتی ہے اور اللہ کی وحی وہ کتب ہیں جو ان پر اتاری گئیں۔

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۳﴾ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا
هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ﴿۴﴾ وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا ۚ لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۵﴾ وَلَكُمْ
فِيْهَا جَمَالٌ حِيْنَ تُرِيْحُوْنَ وَحِيْنَ تَسْرَحُوْنَ ﴿۶﴾ وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا
بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ ؕ اِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۷﴾ وَّالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ
لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً ؕ وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۸﴾ وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ وَمِنْهَا جَآئِرٌ ؕ وَلَوْ
شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۹﴾ ع هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ وَّمِنْهُ شَجَرٌ
فِيْهِ تُسِيْمُوْنَ ﴿۱۰﴾ يُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُوْنَ وَالنَّخِيْلَ وَالْاَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ
الثَّمَرٰتِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ
وَالْقَمَرَ ؕ وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌۢ بِاَمْرِهٖ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَمَا ذَرَاَ
لَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَهُوَ الَّذِيْ سَخَّرَ
الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ
فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۴﴾ وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ
وَاَنْهٰرًا وَّسُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵﴾ وَعَلٰمٰتٍ ؕ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۶﴾

ترجمہ: اس نے آسمانوں اور زمین کو صحیح تدبیر کے ساتھ پیدا فرمایا اللہ بلند ہے اس سے جس کو وہ شریک بناتے ہیں (۳) انسان کو نطفہ سے پیدا کیا پس اچانک وہ کھلم کھلا جھگڑالو ہے (۴) اور اس نے چارپایوں کو تمہارے لئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیدا کیا ان میں اور فوائد ہیں اور بعض ایسے ہیں جن کو تم کھاتے ہو(۵) اور ان میں تمہاری عزت ہے جب تم شام کے وقت جنگل سے واپس آتے ہو اور جب تم جنگل کی جانب جاتے ہو(٦) اور وہ تمہارے بوجھ کو ایسے شہر کی جانب اٹھا کر لے جاتے ہیں کہ تم ہرگز وہاں نہیں پہنچ سکتے ہو مگر نفس کی مشقت کے ساتھ بلاشبہ تمہارا پروردگار بخشنے والا مہربان ہے(۷) اور اس نے گھوڑوں اور خچروں اور گدھوں کو پیدا کیا تاکہ تم ان پر سواری کرو اور زینت کے لئے اور ان چیزوں کو پیدا کرتا ہے جن کو تم جانتے نہیں ہو(۸) اور اللہ پر ہے صحیح راستہ تک پہنچانا اور کچھ راستے ٹیڑھے ہوتے ہیں اور اگر وہ چاہتا تو تم سب کو اکٹھے راہ دکھا دیتا(۹) وہ ایسی ذات ہے جس نے آسمان سے بارش کو اتارا تمہارے لئے اس میں سے پینا ہے اور اس پانی سے درخت سیراب ہوتے ہیں جن کو تم چراتے ہو(۱۰) تمہارے لئے اس کے باعث کھیتی کو اُگاتا ہے اور زیتون اور کھجور اور انگور کو اور ہر قسم کے پھلوں سے بلاشبہ اس میں ان لوگوں کے لئے نشانی ہے جو سوچ بچار کرتے ہیں(۱۱) اور تمہارے لئے رات اور دن کو مسخر کیا اور سورج اور چاند کو اور ستارے اس کے حکم کے ساتھ مسخر ہیں بلاشبہ اس میں ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو سمجھ رکھتے ہیں(۱۲) اور اس نے تمہارے لئے اس چیز کو مسخر کیا جس کو تمہارے لئے زمین میں پیدا فرمایا جن کے رنگ مختلف ہیں بلاشبہ اس میں ان لوگوں کے لئے نشانی ہے جو نصیحت قبول کرتے ہیں(۱۳) اور وہ ایسی ذات ہے جس نے سمندر کو مسخر کیا تاکہ تم اس سے تازہ گوشت تناول کرو اور تم اس سے زیور نکالتے ہو تم اسے پہنتے ہو اور آپ کشتیوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ دریا میں چلتی ہیں اور دریا کو تمہارے لئے مسخر کیا تاکہ تم اس کے فضل سے اپنی گزران کو طلب کرو اور تاکہ تم شکریہ ادا کرو(۱۴) اور اس نے زمین میں پہاڑوں کو گاڑا ہے وہ مضبوط ہیں کہ زمین تمہیں متحرک کرے اور نہروں اور راستوں کو بنایا تاکہ تم راستہ معلوم کر سکو(۱۵) اور علامات کو پیدا کیا اور ستاروں کے ساتھ وہ راہ پاتے ہیں(۱٦)

لغوی تحقیق: نُطْفَةٌ صاف پانی پر اس کا اطلاق ہوتا ہے مقصود منی ہے جس سے مادہ کو حمل ہوتا ہے مرد کا مادہ منویہ پشت میں اور عورت کا سینہ میں ہوتا ہے۔ اَلدِّفْءُ، جس لباس کے ساتھ گرمی حاصل کی جائے، مَوَاخِرٌ کا واحد مَاخِرَةٌ ہے، مخرَ الْمَآءُ الْاَرْضَ پانی نے زمین کو پھاڑ ڈالا، تَمِيْدٌ اضطراب کا ہونا، مادہ (م ی د) ہے اس سے مقصود حرکت اور دائیں بائیں جانب اضطراب کا نمودار ہونا۔

بلاغت: ﴿وَلَكُمْ فِيهَا جَمَالٌ حِينَ تُرِيحُونَ وَحِينَ تَسْرَحُونَ﴾ اور تمہارے لئے ان چار پایوں میں خوبصورتی مترشح ہوتی ہے جب تم ان کو پچھلے پہر چراگاہوں سے گھروں کی جانب لاتے ہو اور جب تم گھروں سے چراگاہوں کی جانب لے جاتے ہو، ظاہر ہے کہ گھروں کے صحن میں جانوروں کے آنے سے خوبصورتی نمایاں ہوتی ہے اور ان کے آنے جانے کے اوقات میں ان کی آوازیں بلند ہوتی ہیں لیکن جب تم شام کے وقت چار پایوں کو لاتے ہو اس کو مقدم کیا ہے جب کہ اس کے برخلاف جب انہیں لے جایا جاتا ہے اس کا ذکر پہلے ہونا چاہیے تھا تو اس میں بلاغت کی ایک صورت ہے کہ جانور شام کے وقت واپس آتے ہیں تو اس وقت جانوروں کی خوبصورتی نمایاں ہوتی ہے کافی عرصہ کے بعد ان کا آنا ہوتا ہے اور اس وقت ان کے پیٹ بھرے ہوتے ہیں اور دودھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ ان کے پستان بھرے ہوتے ہیں اس لئے اس کو مقدم کیا ہے۔ (المراغی ۱۸۹/۵)

تشریح: اللہ پاک نے عالم علوی آسمانوں اور عالم سفلی زمین کو ایسے انداز کے ساتھ پیدا فرمایا جس طرح اس کی حکمت کا تقاضا تھا ہرگز ان دونوں کو بے فائدہ پیدا نہیں کیا ان کے پیدا کرنے میں اللہ کی ذات تنہا ہے اللہ کے ساتھ کوئی شریک نہیں نہ کوئی معاون ہے اللہ کی ذات اس سے بلند ہے اللہ کی ذات کے علاوہ کسی میں یہ قدرت نہیں کہ آسمانوں اور زمین کو بنا تا اس لحاظ سے صرف اللہ کی ذات ہی ایسی ذات ہے کہ اسی کی عبادت کی جائے اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنایا جائے۔

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ: اللہ تعالیٰ نے انسان کو ذلیل پانی سے پیدا فرمایا اور انسان کی پیدائش عجائبات الٰہیہ کا ایک عبرتناک نمونہ ہے پھر اس کی تخلیق کو مختلف اطوار سے گزارا گیا بعدازاں اسے دنیا کی جانب نکالا گیا جب اس کی تخلیق تکمیل پذیر ہوئی اور اس میں روح کو پھونکا اس کی نشوونما ہوئی اور اس کے لئے خوراک کا انتظام کیا گیا یہاں تک کہ اس کی تخلیق دیگر حیوانات سے بالکل الگ تھلگ ہوئی سیدھا قد عطا کیا جانوروں کی طرح اس کی گردن کو نیچا نہیں کیا بلکہ بلند کیا ہے۔

وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَ مِنْهَا تَاْكُلُوْنَ: اللہ پاک کا اپنے بندوں پر یہ بھی احسان ہے کہ ان کی خدمت کے لئے چار پایوں کو پیدا فرمایا جب کہ اونٹ، گائے، بکری وغیرہ ہیں سورۃ انعام میں ان کی تفصیل گزر چکی ہے اور ان جانوروں کی اون اور ان کے بال بطور لباس اور بستر کے استعمال ہوتے ہیں دودھ نکال کر پیا جاتا ہے اور ان جانوروں کی اولاد کو ذبح کر کے کام ودہن کی لذتیں حاصل ہوتی ہیں اسی طرح چار پایوں میں خوبصورتی جلوہ گر ہوتی ہے اور پرکشش دکھائی دیتی ہے جب انہیں چراگاہ سے گھروں کی جانب لے جایا جاتا ہے اور جب انہیں باڑوں سے نکال کر چراگاہوں کی جانب ھانک کر لے جایا جاتا ہے اس طرح بازاروں چراگاہوں اور باڑوں میں پرکشش خوبصورت مناظر دیکھنے میں آتے ہیں، مزید برآں ان کی آوازوں سے فضا میں آتے جاتے وقت ایک پرکشش سماں بندھ جاتا ہے جب کہ وہ چراگاہوں سے سیر ہو کر باڑوں کا رخ کرتے ہیں ان کے پیٹ خوراک سے بھرے ہوتے ہیں اور ان کے پستان دودھ سے بھرے ہوتے ہیں نیز وہ تمہارا سامان اور بوجھ ایک شہر سے دوسرے شہر کی جانب اٹھا کر لے جاتے ہیں کہ تم اس کو سخت مشقت اٹھا کر وہاں پہنچا سکتے۔

اِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ: بلاشبہ تمہارا پروردگار تمہارے ساتھ نہایت شفیق اور مہربان ہے اسی لئے اس نے تم پر انعامات کی بارش کر رکھی ہے اور تمہارے مشکل ترین کاموں کو تمہارے لئے آسان کر دیا ہے اور یہ اللہ کی مہربانی ہے کہ اس نے تمہارے فوائد کے لئے چار پایوں کو پیدا کیا اور اس نے تمہارے فائدہ کے لئے گھوڑوں، خچروں اور گدھوں کو پیدا فرمایا تا کہ تم ان پر سوار ہو کر اپنی ضرورتیں پوری کرو، مزید برآں اس میں تمہاری زیب وآرائش کا بھی پرکشش منظر ہے بلکہ اللہ تعالیٰ ایسی ایجادات کو پیدا فرما رہا ہے جن کو تمہاری عقل ودانش نے معاشرہ میں نمایاں کیا جیسے ریل گاڑی، بری بحری جہاز، اور تیز رفتار طیارے جن پر تم سوار ہوتے ہو اور اپنا سامان لوڈ کرتے ہو وہ ایک شہر سے دوسرے شہر کی جانب اور ایک بندرگاہ سے دوسری بندرگاہ کی جانب پہنچاتے ہیں اور سمندر کی تہ میں چلنے والی تارپیڈو کشتیاں نہایت حفاظت کے ساتھ ضروری سامان اور لوگوں کو منتقل کرتی ہیں۔

وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ: اللہ پاک نے اس ذمہ داری کو اپنے لئے خاص کر دیا ہے کہ وہ لوگوں کی صراط مستقیم کی جانب راہ نمائی فرمائے گا صراط مستقیم کے بتانے کیلئے جہاں کائناتی دلائل موجود ہیں وہاں اللہ نے پیغمبروں کو بھیجا کتابوں کو نازل کیا جس میں لوگوں کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ کی جانب دعوت دی گئی ہے کہ صرف ایک اللہ کی عبادت کریں اس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ کریں۔

وَمِنْهَا جَائِرٌ: اوران راستوں میں سے ایک راستہ صراط مستقیم سے ہٹا ہوا ہے اس میں ٹیڑھا پن ہے سیدھا راستہ تو اسلام ہے اور ٹیڑھا راستہ اسلام کے علاوہ دیگر ادیان باطلہ کا راستہ ہے جو ادیان زمینی ہیں۔

وَلَوْ شَآءَ لَهَدٰكُمْ اَجْمَعِيْنَ: اگر وہ چاہتا تو تم سب کو ہدایت سے نوازتا جیسا کہ فرشتے فطرت پر پیدا کئے گئے ہیں وہ اللہ کی عبادت میں مصروف رہتے ہیں اور اللہ کے حکم کے پابند ہیں وہ ہرگز معصیت کی جانب جھکاؤ نہیں کرتے ہیں لیکن انسانوں اور جنوں کو اللہ نے دونوں راہ دکھائے ہیں خیر اور شر دونوں سے آگاہ کیا ہے بلکہ اگر آپ کا پروردگار چاہتا تو زمین پر سب لوگ ایماندار ہوتے اور حقیقت یہ ہے کہ لوگ ہمیشہ اختلاف میں رہیں گے البتہ وہ لوگ مستثنیٰ ہیں جن پر اللہ کی رحمت سایہ فگن ہو۔

هُوَالَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ وَّمِنْهُ شَجَرٌ فِيْهِ تُسِيْمُوْنَ: بلا شبہ اللہ پاک ہی وہ ذات ہے جس نے جہاں تمہارے فوائد کے لئے چار پایوں اور گھوڑوں کو پیدا فرمایا وہاں اس نے تمہاری بنیادی ضرورتوں کے لئے آسمان سے میٹھا شفاف پانی اتارا جو تمہارے پینے کے کام آتا ہے بلکہ تمہارے درخت اور تمہارے جانوروں کے لئے چارہ اور پھل دار درختوں کو پیدا فرمایا یہ سبھی انعامات اس حقیقت کی جانب متوجہ کرتے ہیں کہ خداداد نعمتوں کے حصول پر اللہ کا شکریہ ادا کیا جائے بلکہ اللہ وحدہٗ لاشریک کی عبادت کی جانب ہمیں متوجہ کرتے ہیں ضرورت اس بات کی ہے کہ انعامات الٰہیہ کے بارے میں غور وفکر ضروری ہے اس سے دلوں کو اطمینان حاصل ہوگا اور ایمان کی روشنی میں مزید چمک نمودار ہوگی اور دل ودماغ میں یہ حقیقت اجاگر ہوگی کہ جس ذات نے ہمیں ان متنوع قسم کی نعمتوں سے سرفراز فرمایا ہے وہ ذات بے مثال ہے اس کے کسی وصف کے بارے میں ممکن نہیں کہ اسے کسی کے ساتھ تشبیہ دی جائے گا یہ کہ اس کی الوہیت اور عبادت میں کوئی شریک ہو۔

وَ سَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ. وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌ بِۢاَمْرِهٖ: سابقہ انعامات کے ساتھ ساتھ مزید انعامات سے تمہیں نوازا ہے کہ رات اور دن کے یکے بعد دیگرے آنے کے مستحکم نظام کو جاری کیا جس سے تمہارے فوائد وابستہ ہیں تم دن بھر کی مشقت اور محنت سے تھکاوٹ محسوس کرتے ہو تو رات بھر نیند کرنے سے تھکاوٹ دور ہوتی ہے اور دن بھر تم اپنی معیشت کے دھندے میں سرگرداں رہتے ہو، مزید برآں سورج اور چاند کا مستحکم نظام تمہارے سامنے ہے وہ برابر رواں دواں رہتے ہیں اور زمین کو روشنی پہنچاتے ہیں درختوں اور کھیتوں کے جو فوائد ان کے ساتھ وابستہ ہیں وہ فوائد انہیں ایک مخصوص نظام کے ساتھ حاصل ہوتے رہتے ہیں درخت بڑھتے رہتے ہیں کھیتیاں سرسبز وشاداب رہنے کے بعد پختہ ہوتی ہیں تو انہیں کاٹ لیا جاتا ہے اسی طرح پھل دار درختوں کا نظام بھی باقاعدہ نظر آرہا ہے اور سورج چاند کی رفتار کے نتیجہ میں سالوں اور مہینوں کا نظام وابستہ ہے اس مکمل نظام میں تمہاری معیشت کو بہتر بنانے کی بھرپور صلاحیتیں وافر مقدار میں دکھائی دیتی ہیں، مزید برآں فضائے آسمانی میں ستاروں کا بھی سائنٹیفک نظام موجود ہے کمی بیشی ممکن نہیں ستاروں کی مزید خصوصیت یہ ہے کہ خشکی اور سمندری سفر میں تمہیں ستاروں کی حرکت سے راہ نمائی حاصل ہوتی ہے اس حقیقت کو تسلیم کرنا ضروری ہے کہ یہ مکمل نظام جس میں لمحہ بھر کی کمی بیشی کا تصور بھی ممکن نہیں عقل وفکر کی روشنی میں اللہ کی عظیم قدرت، علم اور اس کی وحدانیت پر محکم دلیل ہے بلکہ بدیہی طور پر یہ حقیقت دل ودماغ میں پیوست ہوتی ہے کہ یہ تسلسل صرف اسی ذات کی قدرت کے باعث ہے جو اس کائنات کا خالق اور مالک ہے اسی طرح اللہ پاک کی زمین میں مختلف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چیزیں مثلاً لوہا، سونا، چاندی، نمک وغیرہ کی کانیں ہیں اور بے شمار انواع واقسام کی انگوریاں اور حیوانات جو جنس، شکل خصوصیات کے لحاظ سے مختلف ہیں، یقیناً ان انعامات کے بارے میں غور وفکر کرنے والے اللہ کے متنوع قسم کے انعامات کو محسوس کر کے اللہ کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور اللہ پاک کی جانب رجوع کرتے ہیں۔

وَهُوَ الَّذِیْ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِیًّا: اللہ تبارک وتعالیٰ ایسی ذات ہے جس نے تمہارے لئے سمندر کو مطیع کیا ہے تا کہ تم اس سے مچھلی کا شکار کر کے کھانے کی ضرورت اور اشتہا کو پورا کرو خیال رہے اللہ پاک نے تازہ مچھلی کا ذکر فرمایا کہ مچھلی کے استعمال میں جلدی کی جائے اس لئے کہ مچھلی زیادہ عرصہ تک صحیح نہیں رہتی جلد ہی اس مین تبدیلی رونما ہو جاتی ہے اطباء کا نظریہ یہ ہے کہ اگر مچھلی کی تازگی ختم ہو جائے تو مچھلی کا استعمال نہایت مضر ہے اللہ کی ذات پاک ہے جس نے نہ صرف مچھلی کو پیدا فرمایا بلکہ ہمیں اس حقیقت سے آگاہ کیا کہ کب اس کا استعمال افادیت کا پیش خیمہ ہے اور کب اس کا استعمال مضرت رساں ہے، مزید اللہ پاک کی عجیب قدرت کا ملاحظہ فرمائیں کہ مچھلی کی پیدائش ایسے پانی میں ہوتی ہے جو کڑوا ہے جبکہ مچھلی کا ذائقہ کڑوا نہیں بلکہ نہایت خوش کن ہوتا ہے، حدیث کے الفاظ کہ سمندر کا پانی پاک ہے اور اس کا مردار حلال ہے اس سے مقصود وہ مچھلی ہے جس کو سمندر کی لہریں سمندر کے کنارے پر پھینک دیں وہ مچھلی نہیں ہے جو سمندر میں اپنی موت مر جائے۔ (صحیح ابی داؤد کتاب الطہارۃ باب ۴۱، صحیح ترمذی کتاب الطہارۃ باب ۵۲، سنن نسائی کتاب الطہارۃ باب ۴۶، صحیح ابن ماجہ کتاب الطہارۃ باب ۳۸، سنن دارمی کتاب الوضوء باب ۵۳)

وَ تَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ: اور تم سمندر سے زیور نکالتے ہو جس کو تم زیب تن کرتے ہو جیسے موتی جو سیپی میں پیدا ہوتا ہے وہ سمندر میں ہی رہتا ہے بالخصوص بحر ہند میں رہتا ہے اور مرجان بھی سمندر میں کثیر مقدار میں پایا جاتا ہے مرجان کھیتوں کی شکل میں وافر پایا جاتا ہے تیونس اور الجزائر ممالک میں زیادہ دستیاب ہے جب مرجان پختہ ہو جاتا ہے تو فرانسیسی حکومت اس کے کاٹنے کا انتظام کرتی ہے اور مسلمانوں کے ہاں فروخت کر دیتی ہے انہیں مرجان کے بارے میں ہرگز معلومات نہیں ہیں اس لئے کہ انہوں نے قرآن پاک کا مطالعہ نہیں کیا ہے چنانچہ ۱۸۸۶ء میں ۸۷۷ ہزار کلوگرام مرجان کو نکالا گیا ہے جس کی قیمت پچاس ہزار پانچ صد فرنک تھی۔

وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِیْهِ: اور آپ کشتیوں کو دیکھتے ہیں اس میں چل رہی ہیں ایک ملک سے دوسرے ملک میں جا رہی ہیں اور سامان پہنچا رہی ہیں۔

وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ: اور تم تجارت کر کے اللہ کے فضل اور رزق کو تلاش کرو اور تم اپنے پروردگار کا شکریہ ادا کرو جس نے تم پر انعامات فرمائے تمہیں سمندر کی سطح پر سوار ہونے اور سفر کی سہولت عطا کی جبکہ سمندر کا سفر ہلاکت کا بھی پیش خیمہ ہوتا ہے لیکن تم فوائد سے ہمکنار ہو رہے ہو اور تمہاری معیشت بہتر ہو رہی ہے، مزید برآں اترنے پھر سوار ہونے اور آرام کی ضرورت ہی نہیں، چنانچہ ایک شاعر کہتا ہے۔

وَاِنَّا لَفِی الدُّنْیَا كَرَكْبِ سَفِیْنَةٍ نَظُنُّ وُقُوْفًا وَالزَّمَانُ بِنَا یَسْرِیْ

''یہ حقیقت ہے کہ ہم تو اس دنیا میں کشتی کے سواروں کی مانند ہیں جن کے بارے میں خیال کیا جاتا ہے کہ وہ ٹھہرے ہوئے ہیں چل نہیں رہے ہیں جب کہ زمانہ ہمارے ساتھ چل رہا ہے''

وَاَلْقٰى فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ: اور اس نے زمین پر پہاڑوں کو گاڑ دیا ہے تا کہ زمین کو قرار حاصل ہو اور اس میں اضطراب کی کیفیت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رونما نہ ہو اس لئے کہ زمین کی سطح پر حیوانات اور انسان رہتے ہیں آپ غور کریں گے تو معلوم ہوگا کہ زمین کا وجود پانی کی سطح پر بالکل اسی طرح ہے جیسا کہ کشتی پانی پر تیرتی ہے کھڑی ہے اس میں حکمت یہ ہے کہ زندگی آرام سے گزرے اور زمین میں نہروں کا نظام قائم فرمایا جن میں پانی رواں دواں رہتا ہے تاکہ انسانوں کے رزق کا نظام برقرار رہے جیسا کہ دریائے نیل وسطی افریقہ سے نکلتا ہے پہاڑوں گھاٹیوں کو عبور کرتا ہوا سوڈان پہنچ جاتا ہے مصری باشندے اس سے فوائد حاصل کرتے ہیں، یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے محکم نظام کے سبب ہے اسی طرح اللہ پاک نے سڑکیں بنادی ہیں جو ایک ملک کے لوگوں کو دوسرے ملک میں پہنچاتی ہیں اسی طرح پہاڑی راستہ میں کبھی پہاڑ کا کچھ حصہ ٹوٹ جاتا ہے تو وہ گزرگاہ بن جاتا ہے تاکہ تم ان راستوں پر چل کر اپنے مقاصد کو حاصل کرو اور راستوں میں کچھ علامات کھڑی کردی گئی ہیں جن کی روشنی میں سفر کرنے والے لوگ ایک پہاڑ سے گزر کر وادی کو عبور کر کے دوسرے پہاڑ کی جانب رواں دواں ہوتے ہیں اور جب راستہ بھول جاتے ہیں تو کچھ علامات سے صحیح راہ نمائی حاصل ہوتی ہے اور ستاروں سے بھی بری، بحری دونوں سفروں میں راہ نمائی حاصل ہوتی ہے اس آیت میں اس حقیقت کی جانب اشارہ ہے کہ ستاروں کی پہچان سے نہ صرف یہ کہ اوقات کی معرفت ہوتی ہے بلکہ راستوں کی بھی راہ نمائی حاصل ہوتی ہے بالخصوص قبلہ کی جہت معلوم کرنے کے لئے ستاروں کے وقوع کی معرفت ضروری ہے بلکہ علوم فلکیات سے ان معلومات کو حاصل کرنا ضروری ہے جن سے اوقات اور راستوں اور قبلہ کی معرفت حاصل ہو۔

قتادہ کا قول: اللہ تعالیٰ نے ستاروں کو تین مقاصد کے لئے پیدا فرمایا ہے آسمان کی زینت اور آرائش ہیں اور راستوں کے معلوم کرنے کا ذریعہ ہیں اور ان سے شیاطین کو رجم کیا جاتا ہے جو اللہ کے فیصلہ کو سننے کے لئے کوشش کرتے ہیں ان کے علاوہ ستاروں کے بارے میں جو معلومات پیش کی جاتی ہیں وہ تکلفات ہیں حقائق نہیں ہیں۔

اَفَمَنْ يَّخْلُقُ كَمَنْ لَّا يَخْلُقُ ط اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿١٧﴾ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ط اِنَّ
اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٨﴾ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ﴿١٩﴾ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ
اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ﴿٢٠﴾ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ ط وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ
﴿٢١﴾ ع اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ج فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ وَّهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ
﴿٢٢﴾ لَا جَرَمَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ط اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ ﴿٢٣﴾

ترجمہ: کیا وہ ذات جو پیدا کرتی ہے اس کی طرح ہو سکتی ہے جو پیدا نہیں کرتی کیا تم نصیحت نہیں پکڑتے ہو؟ (١٧) اور اگر تم اللہ کے انعامات کو شمار کرو تو تم ان کا احاطہ نہیں کر سکتے ہو بلاشبہ اللہ معاف کرنے والا مہربان ہے (١٨) اور اللہ جانتا ہے ان چیزوں کو جن کو تم پوشیدہ کرتے ہو اور جن کو تم ظاہر کرتے ہو (١٩) اور وہ لوگ جو اللہ کے سوا کو پکارتے ہیں وہ کسی چیز کو پیدا نہیں کر سکتے ہیں اور وہ خود پیدا کئے گئے ہیں (٢٠) وہ مردے ہیں زندہ نہیں ہیں اور وہ نہیں جانتے ہیں کہ کب اٹھائے جائیں گے (٢١) تمہارا معبود ایک خدا ہے تو وہ لوگ جو آخرت کو تسلیم نہیں کرتے ہیں ان کے دل [حقیقت کا] انکار کرتے ہیں اور وہ منکر ہیں (٢٢) بلاشبہ اللہ جانتا ہے جو وہ پوشیدہ کرتے ہیں اور جس کو وہ ظاہر کرتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں بلاشبہ اللہ تکبر کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا ہے(۲۳)

لغوی تحقیق: لَا جَرَمَ اس کے معنی لازمی، ضروری اور قطعی کے ہیں یعنی اس کے بعد جو بات مذکور ہے وہ ہو کے رہے گی اور اس میں کوئی تخلف رکاوٹ یا مانع واقع نہیں ہوگا۔ (لسان القرآن ص ۳۳۹)

بلاغت: ﴿اَفَمَنْ یَّخْلُقُ کَمَنْ لَّا یَخْلُقُ﴾ میں مقلوب تشبیہ ہے جبکہ مقتضیٰ ظاہر کے لحاظ سے یوں ہونا چاہیے تھا، اَفَمَنْ لَا یَّخْلُقُ کَمَنْ یَخْلُقُ ''کیا جو ذات خالق ہے وہ اس کی مانند ہے جو خالق نہیں'' لیکن اس کو مقلوب بنا دیا، اصل میں مخاطب وہ لوگ ہیں جو بتوں کی عبادت کرتے ہیں جبکہ انہوں نے بتوں کو خدا بنایا ہوا ہے اس کے مشابہ کر دیا ہے، نہ پیدا کرنے والوں کو پیدا کرنے والے کے مثل بنا دیا ہے تو خطاب میں مخالفت ہے گویا کہ جب انہوں نے بتوں کی عبادت میں مبالغہ آرائی سے کام لیا اور اللہ پاک کی ذات کو نیچا قرار دیا تو ان کی عقلیں ٹیڑھی ہوگئیں انہوں نے خالق حقیقی کو فرع قرار دیا اس پر ان کے اس فعل کا انکار کیا گیا ہے۔

(اعراب القرآن ۱۳-۱۴/۱۴/۲۹۴)

تناسب: قبل ازیں اللہ پاک نے اپنی الوہیت کے اثبات میں دلائل کو نہایت عمدہ ترتیب کے ساتھ بیان فرمایا اس میں متنوع انعامات اور احسانات کی تفصیل تھی۔

تشریح: اس کے بعد کفار کو خاموش کرانا مقصود ہے اور ان کی عبادت کو باطل قرار دینا ہے اس لئے کہ اس طرح ان کے معبودوں اور اللہ پاک میں مشابہت لازم آتی ہے تو اس کا رد کیا جا رہا ہے کہ خالق اور ان بتوں کے درمیان ہرگز مماثلت نہیں ہے اللہ پاک کے انعامات تو بے شمار ہیں ان کا جتنا بھی شکریہ ادا کیا جائے اور اللہ کی عبادت میں مصروف رہا جائے تب بھی اللہ کا حق ادا نہیں ہو سکتا ہے کیا وہ ذات جو مختلف قسم کی مخلوقات کا خالق ہے اور عظیم نعمتوں کے ساتھ نوازتا ہے اس کو ان بتوں کی صف میں کھڑا کرنا ہرگز درست نہیں جب کہ بتوں کی حالت یہ ہے کہ وہ کسی چیز کو پیدا نہیں کر سکتے ہیں وہ تو خود کو کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتے نہ کسی نقصان سے تحفظ عطا کر سکتے ہیں وہ تو اپنی ذات کے لئے نفع نقصان کے مالک نہیں ہیں، اللہ کی عظمت شان بیان کرنے کے بعد اللہ کے انعامات اور احسانات کے بارے میں فرمایا کہ اگر تم اللہ پاک کے انعامات کو شمار کرنا چاہو تو تم ہرگز ایسا نہیں کر سکتے ہو چہ جائیکہ تم اللہ کے انعامات کا شکریہ ادا کر سکو اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے آخر میں فرمایا کہ اللہ تمہاری کوتاہیوں کو معاف کرے گا کہ تم صحیح معنی میں انعامات کا شکریہ ادا نہیں کر سکے ہو۔

بتوں کی عبادت کو اس بنیاد پر باطل قرار دیا کہ وہ کسی چیز کے پیدا کرنے کی قدرت نہیں رکھتے ہیں اور نہ کسی کو نواز سکتے ہیں، مزید برآں ایک دوسرے اسلوب کے ساتھ ان کی عبادت کو باطل قرار دیا ہے کہ اللہ پاک کی ذات کو تو ظاہر پوشیدہ کا علم ہے جبکہ جن بتوں کی تم عبادت کر رہے ہو یہ تو جمادات ہیں ان میں علم و معرفت موجود ہی نہیں ہے تو کیسے ان کی عبادت کو صحیح قرار دیا جا سکتا ہے؟ اسی لئے اللہ پاک نے واضح کیا کہ اللہ کی ذات کو تمہارے دلوں کے اندر پوشیدہ باتوں کا بھی علم ہے جن کو تم لوگوں سے چھپاتے ہو اور اللہ کی ذات کو ان باتوں کا بھی علم ہے جن کو تم اپنی زبان سے نکالتے ہو یا تمہارے اعضاء جن کاموں کو کر رہے ہیں اچھے کاموں پر بدلہ عطا ہوگا اور برے کاموں پر باز پرس ہوگی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ: جن بتوں کو تم نے اپنا معبود بنا رکھا ہے اور اللہ کی ذات سے روگردانی کر رکھی ہے ان میں کسی چیز کو پیدا کرنے کی صلاحیت نہیں ہے وہ تو خود مخلوق ہیں ان کو معبود کیسے قرار دیا جا سکتا ہے؟ یہ تو مردہ ہیں ان میں زندگی ہرگز موجود نہیں ہے ان میں سننے دیکھنے اور سمجھنے کی قوت نہیں ہے انہیں ہرگز زندہ نہیں کہا جا سکتا اور ان بتوں میں ہرگز شعور نہیں ہے جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کر رہے ہو کہ انہیں کب اٹھایا جائے گا بتوں کے پجاریوں کی عبادت کو باطل اور ان کے مذہب کو غلط قرار دیتے ہوئے مدعیٰ کو واضح انداز میں پیش کیا ہے کہ تمہارا معبود جو عبادت کے لائق ہے وہ ایک ہی ہے اسی کی عبادت کرنا درست ہے اسی کی اطاعت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ۔

فَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ: جو لوگ اللہ کے وعدہ اور وعید کو درست نہیں سمجھتے ہیں اور فوت ہونے کے بعد اٹھائے جانے اور قیامت کے واقع ہونے کا انکار کرتے ہیں ان کے دلوں میں جمود ہے ان پر کوئی وعظ اثر انداز نہیں ہوتا نصیحت قبول کرنے سے خود کو دور رکھتے ہیں حق وصداقت کے تسلیم کرنے سے تکبر کا اظہار کرتے ہیں اپنے والدین کی تقلید پر ڈٹے ہوئے ہیں ان کی زبان پر یہ کلمہ ہوتا ہے ارشار ربانی ہے ﴿اِنَّا وَجَدْنَا اٰبَآءَ نَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ﴾ (الزخرف:۲۳) ''بیشک ہم نے اپنے آباؤاجداد کو ایک راستہ پر پایا اور ہم ان کے نقش قدم پر رواں دواں رہیں گے''

لَا جَرَمَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَ مَا يُعْلِنُوْنَ: اس حقیقت کو تسلیم کرنا ضروری ہے کہ اللہ کو مشرکوں کی پوشیدہ غلطیوں اور ان کے انکار کا علم ہے اور بظاہر وہ اللہ کی ذات کا انکار کر رہے ہیں اور اللہ پاک کی ذات پر جھوٹ باندھ رہے ہیں۔

اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ: اللہ ان لوگوں کو اچھا نہیں جانتا جو اس کی توحید سے روگردانی کرتے ہیں پیغمبروں کے ارشادات کو قبول کرنے سے نہ صرف یہ کہ انکار کرتے ہیں بلکہ ان سے دشمنی رکھتے ہیں اور ان سے انتقام لینے کیلئے دلیری کا مظاہرہ کرتے ہیں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث منقول ہے ارشاد نبوی ہے جس شخص کے دل میں ذرہ بھر تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا اور جس شخص کے دل میں ذرہ بھر ایمان ہوگا وہ دوزخ میں داخل نہیں ہوگا ایک شخص نے عرض کیا اے اللہ کے پیغمبر! (ﷺ) ایک انسان پسند کرتا ہے کہ اس کا لباس اس کا جوتا خوبصورت ہو آپ نے فرمایا اللہ کی ذات حسن وجمال کے ساتھ موصوف ہے وہ حسن وجمال کو محبوب جانتا ہے اور تکبر تو یہ ہے کہ صحیح بات کا انکار کیا جائے اور لوگوں کو حقیر سمجھا جائے۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان باب ۳۷، صحیح ابی داؤد کتاب اللباس باب ۲۸، صحیح ترمذی کتاب البر باب ٦۰)

صحیح حدیث میں ہے متکبر لوگ قیامت کے دن چیونٹیوں کی مانند ہوں گے ان کے تکبر کے باعث لوگ ان کو اپنے پاؤں تلے روندیں گے۔ (صحیح ترمذی کتاب صفۃ القیامۃ باب ۱۵، مشکوٰۃ تحقیق البانی کتاب الادب باب ۲۰، مسند احمد ۱۷۹/۲)

وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ مَّاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ قَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۴﴾ لِيَحْمِلُوْٓا اَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ وَمِنْ اَوْزَارِ الَّذِيْنَ يُضِلُّوْنَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ اَلَا سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ ﴿۲۵﴾ ع قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتَى اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲٦﴾ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُخْزِيْهِمْ وَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تُشَآقُّوْنَ فِيْهِمْ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَالسُّوْٓءَ عَلَى

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْكٰفِرِيْنَ ﴿٢٧﴾ الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ فَاَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْٓءٍ ط بَلٰٓى اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٢٨﴾ فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ط فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿٢٩﴾

ترجمہ: اور جب انہیں کہا جاتا ہے کہ تمہارے پروردگار نے کیا کچھ اتارا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں (۲۴) اس بات کے نتیجہ میں وہ اپنے گناہوں کے بوجھ کو مکمل طور اٹھائیں گے قیامت کے دن اور ان لوگوں کے گناہوں کے بوجھ بھی جن کو انہوں نے بغیر علم گمراہ کیا خبردار! وہ چیز بری ہے جس کو وہ اٹھائیں گے (۲۵) ان لوگوں نے جو ان سے پہلے تھے انہوں نے غلط رویہ اختیار کیا تو اللہ کے حکم نے ان کی عمارت کو بنیادوں سے لیا تو ان پر ان کے اوپر سے چھت گر پڑی اور ان پر ایسی جہت سے عذاب آیا جس کا انہیں شعور تک نہ ہوا (۲۶) پھر قیامت کے دن انہیں رسوا کرے گا اور اعلان کرے گا میرے شریک کہاں ہیں کہ تم ان کے بارے میں اختلاف کرتے تھے اہل علم کہیں گے بلاشبہ رسوائی اور سختی آج کفار کے لئے ہے (۲۷) جن کی ارواح کو فرشتے قبض کریں گے ایسی حالت میں کہ وہ اپنے اوپر ظلم کرنے والے تھے تو کفار اطاعت کے پیغام کو ظاہر کریں گے کہ ہم نے کبھی کوئی برا کام نہیں کیا تھا ان سے کہا جائے گا بلاشبہ اللہ جانتا ہے جو تم کرتے تھے (۲۸) پس تم دوزخ کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ تم اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہو گے پس تکبر کرنے والوں کے لئے دوزخ بری جگہ ہے (۲۹)

لغوی تحقیق: اَسَاطِیْرٌ کا واحد اُسْطُوْرَۃٌ ہے مقصود کہانیاں ہیں مادہ (س ط ر) ہے، اَلسَّطْرُ قطار کو کہتے ہیں خواہ کسی کتاب کی ہو یا درختوں اور آدمیوں کی اور سَطَرَ فُلَانٌ کا معنی ایک ایک سطر لکھنے کے ہیں، سَطْرٌ کی جمع اَسْطُرٌ ہے، اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ پہلے لوگوں کی کہانیاں، مُسَیْطِرٌ داروغہ۔ (مفردات امام راغب ص ۴۲۳)

بلاغت: ارشار ربانی ﴿قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتَى اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ مِنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ﴾ اس میں استعارہ تمثیلیہ ہے ان کی حالت جب انہوں نے حیلوں کو کھڑا کیا تاکہ ان کے ساتھ اللہ کے پیغمبروں کو اپنے دام فریب میں لے آئیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے حیلوں کو نہ صرف یہ کہ باطل قرار دیا بلکہ وہ حیلے ان کی تباہی و بربادی کا سبب بن گئے جیسا کہ وہ لوگ جنہوں نے ایک عمارت کو تعمیر کیا اس کے لئے ستون تیار کئے جن پر عمارت قائم تھی تو ان پر اللہ کا عذاب ان کے ستونوں کی جانب سے آیا کہ وہ کمزور ہو گئے تو ان لوگوں پر عمارت گر گئی اور وہ اس کے نیچے دب کر تباہ و برباد ہو گئے وجہ تشبیہ کی وضاحت ملاحظہ فرمائیں کہ جن خیالات کو انہوں نے تحفظ کا سبب قرار دیا بلکہ غلبہ کے حصول کا بنیادی کردار سمجھا وہی تباہی و بربادی کا سبب ثابت ہوا گویا کہ قائم کردہ ستون ان کے منصوبے ہیں اور وہی ان کی تباہی کا سبب بنے جیسا کہ حیلہ سازوں کو ان کے حیلے ہی تباہی کے کنارے پر پہنچا دیتے ہیں اور عمارت ان کے منصوبوں کا نام ہے جس میں انہوں نے منصوبوں کو کھڑا کیا اور اس کی موافقت میں وہ رائے ہے جس کو مکر و فریب کے ساتھ کھڑا کیا گیا ہے اس کے مشابہ عربی زبان کا ایک مقولہ ہے (مَنْ حَفَرَ لِاَخِيْهِ بِئْرًا وَقَعَ فِيْهِ مُكِبًّا) جو شخص

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے بھائی کے لئے کنواں کھودتا ہے وہ خود اس میں اوندھے منہ گرتا ہے۔ (اعراب القرآن ج ۱۳-۱۴ ص ۳۰۸)

شان نزول: قرآن پاک کو پہلے لوگوں کی کہانیاں کہنے والا شخص نضر بن حارث تھا اسی کے بارے میں یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی وہ حیرۃ شہر میں گیا وہاں سے اس نے کہانیوں کی کتاب کلیلہ دمنہ خریدی اور وہ قریش کو اس کتاب سے کہانیاں سنایا کرتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ محمد (ﷺ) جو کچھ کہہ رہا ہے یہ بھی پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں سورۂ انعام میں بھی اس کا تذکرہ گزر چکا ہے۔ (قرطبی ۱۰/۶۵)

تناسب: قبل ازیں توحید کے دلائل کو وضاحت کے ساتھ پیش کیا گیا ہے اور بتوں کی عبادت کا رد کیا گیا ہے اب ان لوگوں کے شبہات کا ذکر ہو رہا ہے جنہوں نے نبوت کا انکار کیا ان کے شبہات کا ابطال بھی ہو رہا ہے اور بتایا جا رہا ہے کہ ان کی باتیں اور شبہات کچھ انوکھی باتیں نہیں ہیں ان سے پہلے بھی لوگوں نے نبوت کا انکار کیا تو ان کو اللہ تعالیٰ نے عذاب میں گرفتار کیا اور انہیں تباہ و برباد کیا جب کہ آخرت میں انہیں رسوائی حاصل ہوگی۔

تشریح: جب ان لوگوں سے کہا جاتا ہے جو آخرت کو تسلیم نہیں کرتے ہیں تمہارے پروردگار نے کیا کچھ اتارا ہے؟ تو وہ کہتے ہیں کچھ بھی نہیں اتارا بس پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں، دراصل وہ لوگ اللہ کے پیغمبر پر افتراء پردازی سے رکتے نہ تھے کبھی تو آپ کو جادوگر کبھی شاعر کاہن اور کبھی پاگل دیوانہ کہتے بعد ازاں ولید بن مغیرہ مخزومی کے قول پر ان کا اتفاق ہوا کہ یہ شخص جادوگر ہے اور اس کے کلام میں جادو کا سا اثر موجود ہے جیسا کہ سورۃ المدثر میں اس کی وضاحت موجود ہے ﴿اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ يُّؤْثَرُ﴾ (المدثر:۲۴) یہ تو جادو کی باتیں ہیں جو نقل در نقل ہو کر آ رہی ہیں ان کے اس الزام کے نتیجہ میں وہ ان سب لوگوں کے گناہوں کے بوجھ کو قیامت کے دن اٹھائیں گے جن کو انہوں نے گمراہ کیا، صحیح حدیث میں وارد ہے جو شخص لوگوں کو گمراہی کی جانب دعوت دیتا ہے اس کے نامۂ اعمال میں ان سب لوگوں کے گناہ بھی درج ہوں گے جو اس کے پیچھے لگے جب کہ ان کے گناہوں میں بھی کچھ کمی نہ ہوگی۔

(سنن نسائی کتاب الزکوۃ باب ۶۴، صحیح ابن ماجہ مقدمہ باب ۱۴، سنن دارمی مقدمہ باب ۴۴، مسند احمد ۴/۳۵۷)

خبردار! یہ لوگ بہت بڑے گناہ کے مرتکب ہوئے ان کے گناہ کے نتیجہ میں ان پر وبال نازل ہوگا جیسا کہ پہلی امتوں کے لوگوں پر وبال اترا جب انہوں نے اپنے پیغمبروں کو جھٹلایا۔

قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتَى اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ: ان سے پہلے لوگوں نے اللہ کے پیغمبروں کی تکذیب کے لئے حیلوں بہانوں سے کام لیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے حیلوں کو ناکام بنا دیا ان کا حیلوں کو بنانا ان کی ہلاکت کا باعث بنا جیسا کہ جو لوگ ایک عمارت کو کھڑا کریں اور جن ستونوں پر عمارت کو تعمیر کیا گیا ہے وہ ستون کمزور ہیں تو اس وجہ سے ان کی چھت ان پر گر پڑی وہ اس کے نیچے دب کر تباہ و برباد ہو گئے جبکہ انہوں نے ستونوں کو تحفظ کا ذریعہ سمجھا تھا وہی ان کی ہلاکت کا عبرتناک نشان بن گئے اس طرح ان لوگوں کا مکر و فریب بھی ان کے لئے وبال جان بن جائے گا۔

ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُخْزِيْهِمْ وَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تُشَآقُّوْنَ فِيْهِمْ: بعد ازاں آپ کا پروردگار قیامت کے دن انہیں دردناک عذاب سے دوچار کرے گا اور جب وہ دوزخ کے کنارے پر پہنچیں گے تو ان سے استہزاء کرتے ہوئے انہیں کہے گا کہاں ہیں تمہارے وہ معبود جن کو تم نے دنیوی زندگی میں میرا شریک بنایا تھا؟ آج تم انہیں اپنے ساتھ کیوں نہیں لاتے ہو تا کہ وہ تمہیں اس عذاب سے محفوظ کریں جو تم پر اتر چکا ہے تم نے نہ صرف یہ کہ ان کو اپنا معبود بنایا بلکہ ان کو اپنا مددگار قرار دیا اس کلام میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استفہامی صورت کفار کو ذلت کے ساتھ ہم کنار کرنے کے لئے ہے۔

الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ: اللہ پاک مشرکین کی کیفیت کے بارے میں مطلع کر رہے ہیں جنہوں نے خود پر ظلم کیا جب فرشتے انکی روح قبض کرنے آئیں گے تو وہ سمع وطاعت کا اظہار کرتے ہوئے کہیں گے ہم ہرگز کسی برائی کے مرتکب نہیں ہوئے ہیں جیسا کہ وہ قیامت کے دن کہیں گے اللہ کی قسم! اللہ ہمارا پروردگار ہے ہم تو مشرک نہ تھے تو اللہ تعالیٰ انہیں جھوٹا قرار دیتے ہوئے کہیں گے ہرگز نہیں اللہ کو خوب علم ہے جو تم عمل کرتے رہے اب تم دوزخ کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ تم دوزخ میں ہمیشہ رہو گے، یقیناً متکبر لوگوں کا ٹھکانہ بہت بُرا ہے حقیقت یہ ہے کہ موت کے بعد اپنی ارواح سمیت وہ دوزخ میں داخل ہوں گے اور ان کی قبروں میں ان کے جسموں کو شدت کی گرمی اور تیز لو پہنچتی رہے گی اور قیامت کے دن وہ دوزخ میں داخل ہوں گے نہ وہاں موت آئیگی اور نہ عذاب میں تخفیف ہوگی، ایک حدیث کی روشنی میں قیامت کے دن ہر اس شخص کی دبر پر ایک جھنڈا گاڑا جائیگا جس نے اسلام کی روشنی کے مطابق اعمال صالحہ نہ کئے بلکہ برے اعمال میں مبتلا رہا اور اعلان کیا جائیگا یہ شخص اس نام سے دنیا میں مشہور تھا فلاں شخص کا بیٹا تھا اس نے فلاں برا کام کیا۔ (صحیح بخاری ح ۶۱۷۸ صحیح ترمذی کتاب البر باب ۲۷، صحیح ابن ماجہ کتاب الجہاد باب ۴۲، مسند احمد ۱/۱۱)

معلوم ہوا اس دن لوگوں کی سب پوشیدہ برائیاں سب لوگوں کے سامنے ہوں گی ہرگز کوئی پردہ نہ ہوگا سب لوگوں کے سامنے ذلت اور رسوائی سے دوچار ہوگا ارشاد ربانی ہے ﴿يَوْمَ تُبْلَى السَّرَآئِرُ ۝ فَمَا لَهٗ مِنْ قُوَّةٍ وَّلَا نَاصِرٍ﴾ (الطارق:۹-۱۰)

”تو اس دن پوشیدہ کاموں کی جانچ پڑتال کی جائے گی اس دن نہ اس کے پاس قوت ہوگی اور نہ کوئی مددگار ہوگا“

وَقِيْلَ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا مَاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ؕ قَالُوْا خَيْرًا ؕ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ؕ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ ؕ وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۰﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآءُوْنَ ؕ كَذٰلِكَ يَجْزِي اللّٰهُ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۱﴾ الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ ۙ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۳۲﴾

ترجمہ: اور پرہیزگاروں سے کہا جائے گا تمہارے پروردگار نے کس چیز کو اتارا ہے؟ وہ کہیں گے بہترین باتوں کو اتارا ہے ان لوگوں کے لئے جنہوں نے اس دنیا میں اچھے اعمال کئے ان کی حالت اچھی ہے اور آخرت کا گھر تو بہت بہتر ہے اور یقیناً پرہیزگاروں کا گھر اچھا ہی ہے (۳۰) ہمیشہ کے لئے جنتیں ہیں جن میں وہ رہیں گے ان کے نیچے نہریں جاری ہوں گی ان کے لئے اس میں وہ چیزیں ہیں جن کو وہ چاہیں گے اسی طرح اللہ پرہیزگاروں کو بدلہ عطا کرتے ہیں (۳۱) فرشتے جن کی ارواح کو قبض کرتے ہیں وہ خوشی میں ہوں گے فرشتے کہیں گے تم پر سلام ہو تم جنت میں داخل ہو جاؤ ان اعمال کے بدلہ میں جو تم نے کئے (۳۲)

تناسب: قبل ازیں اللہ پاک نے بدبخت لوگوں کا تذکرہ کیا جنہوں نے اللہ کی نعمت کا انکار کیا اور قرآن پاک کو مطعون قرار دیا انہوں نے قرآن پاک کو پہلے لوگوں کی کہانیاں کہا ان کے بارے میں وضاحت کی گئی ہے کہ وہ لوگ آخرت میں ذلت، رسوائی سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم کنار ہوں گے اس کے بعد ان انعامات کا تذکرہ ہو رہا ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے پرہیزگاروں کے لئے تیار کیا ہے جنت میں ان کی عزت وتوقیر ہوگی سعید لوگوں اور بدبخت لوگوں کے درمیان فرق کو واضح کیا گیا ہے جیسا کہ قرآن پاک کا اسلوب ہے۔

تشریح: پرہیزگاروں سے استفسار کیا گیا کہ تمہارے پروردگار نے اپنے پیغمبر پر کس چیز کو اتارا؟ انہوں نے جواب میں کہا اللہ تعالیٰ نے بہترین چیز کو نازل فرمایا، مفسرین بیان کرتے ہیں حج کے موسم میں ایک شخص جب مکہ میں داخل ہوتا تو وہ مشرکین مکہ سے محمد (ﷺ) کے بارے میں استفسار کرتا تو وہ کہتے کہ یہ شخص تو جادوگر، کاہن اور کذاب ہے اور جب ایمانداروں سے دریافت کرتا تو وہ کہتے اللہ نے اس پر قرآن مجید کو اتارا ہے جو ہدایت کا سرچشمہ ہے اس لئے ان لوگوں کے لئے جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے اعمال کئے ان کے لئے دنیا میں بھی اچھا بدلہ ہے جب کہ اخروی زندگی تو نہایت بہتر ہے اور دنیوی زندگی کے مقابلہ میں اس کا مقام بہت اونچا ہے جبکہ دنیوی زندگی ختم ہونے والی ہے اور اخروی زندگی کیلئے ہمیشگی ہے اور اخروی زندگی میں پرہیزگاروں کا ٹھکانہ بہت بہتر ہے جنت میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اس کے درختوں اور محلات کے درمیان نہریں جاری رہیں گی انہیں جنت میں وہ سب نعمتیں میسر آئیں گی جن کی وہ خواہش کریں گے ہرگز کچھ تھکاوٹ، تکالیف پریشانی نہ ہوگی اسی طرح اللہ تعالیٰ ان کو نہایت عمدہ بدلہ عطا کریں گے جو دنیوی زندگی میں محرمات سے کنارہ کش رہے اس کے ساتھ ساتھ احکامات الٰہیہ کی ادائیگی میں کوشاں رہے جب فرشتے ان کی ارواح کو قبض کریں گے اور وہ نیکوکار ہیں شرک اور نافرمانیوں سے کنارہ کش رہے انہیں کہیں گے تمہیں مبارک ہو تمہارے لئے مسرت کا پیغام ہے انہیں اللہ کا سلام پہنچائیں گے فرشتے ان پر سلام کہیں گے اور انہیں جنت کی خوشخبری سے شادکام کریں گے اور انہیں اس سعادت سے ہم کنار کریں گے کہ ان کا شمار ان لوگوں میں ہے جن کو دائیں جانب والے کہا گیا ہے جب انہیں قبروں سے اٹھایا جائے گا حدیث میں وضاحت ہے کہ قبر جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ ہے یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔ (صفوۃ التفاسیر القسم السابع ص ۲۳)

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ اَمْرُ رَبِّكَ ؕ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۳۳﴾ فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۳۴﴾ ع وَقَالَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ نَّحْنُ وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ ؕ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۳۵﴾ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ ؕ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۳۶﴾ اِنْ تَحْرِصْ عَلٰى هُدٰىهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ يُّضِلُّ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۳۷﴾

ترجمہ: کفار نہیں انتظار کرتے ہیں مگر اس کا کہ ان کے پاس فرشتے اتریں یا آپ کے پروردگار کا عذاب آئے اسی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح ان لوگوں نے کہا جوان سے پہلے تھے اور اللہ نے ان پر ظلم نہیں کیا لیکن وہ خود پر ظلم کرتے رہے (۳۳) تو انہیں ان کے گناہوں کے اعمال کا بدلہ پہنچا اور انہیں اس چیز نے گھیر لیا جس کا وہ استہزاء کرتے رہے (۳۴) اور مشرکوں نے کہا اگر اللہ چاہتا تو ہم اس کے سوا کسی چیز کی عبادت نہ کرتے نہ ہم نہ ہمارے باپ اور ہم اس کے حکم کے علاوہ کسی چیز کو حرام نہ ٹھہراتے اسی طرح ان لوگوں نے کہا جوان سے پہلے تھے پس پیغمبروں پر تو نہیں ہے مگر ظاہر پہنچا دینا (۳۵) بلاشبہ ہم نے ہر امت میں ایک پیغمبر بھیجا کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور تم بتوں سے دور رہو تو ان میں سے کچھ وہ لوگ تھے کہ جن کو ہدایت عطا کی اور ان میں سے کچھ وہ تھے کہ ان پر گمراہی ثابت ہوگئی پس تم زمین میں سیر کرو پھر دیکھو جھوٹ کہنے والوں کا انجام کیا ہوا؟ (۳۶) اگر آپ ان کی ہدایت کیلئے کوشش کریں [کیا فائدہ] بلاشبہ اللہ ان کو ہدایت نہیں کرتا ہے جن کو گمراہ کر دیا اور ان کی کوئی مدد کرنے والا نہیں ہے (۳۷)

لغوی تحقیق: یَنظُرُونَ اس کا مادہ (ن ظ ر) ہے چنانچہ محاورہ ہے نَظَرتَ فَلَمْ تَنظُرْ تو نے دیکھا لیکن غور نہیں کیا، اور اَلنَّظُرُ، اَلاِنتِظَارُ کے معنی میں بھی آتا ہے جیسا کہ هَلْ يَنظُرُونَ کا ترجمہ انتظار کرنے کا کیا گیا ہے، اَلْمُنَاظَرَةُ مباحثہ، اَمرُ رَبِّکَ آپ کے پروردگار کی جانب سے عذاب کا آنا۔ (مفردات امام راغب ص۹۳۰)

اسلوب قرآنی کا ایک منظر: جو شخص بھی ذوق سلیم رکھتا ہے وہ اس حقیقت سے ضرور آشنا ہوگا کہ جملوں میں تقدیم تاخیر سے نظم قرآنی میں کس قدر مٹھاس جلوہ افروز ہوتی ہے اس کی ایک مثال ملاحظہ فرمائیں، ارشاد ربانی ﴿وَلٰكِنْ كَانُوْا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ﴾ میں اَنْفُسَهُمْ مفعول کو فعل سے پہلے ذکر کیا گیا ہے اس وجہ سے آیت کے مقصود میں مزید کشش حاصل ہوتی ہے کہ ان کا ظلم بس ان پر ہی وقوع پذیر ہوا کسی اور پر نہیں۔ (اعراب القرآن ج ۱۳-۱۴/۳۱۴)

تناسب: قبل ازیں ذکر ہو چکا ہے کہ مشرکین نے قرآن پاک کو پہلے لوگوں کی کہانیاں قرار دیا ہے مزید یہ شخص شاعر ہے ان باتوں پر انہیں ڈانٹ پلائی ہے اور کہا گیا ہے کہ یہ لوگ غلط باتوں سے باز نہیں آئیں گے البتہ فرشتے آسمان سے اتریں اور وہ ان کی روح کو قبض کریں یا ان پر ایسا عذاب نازل ہو جو ان کا استیصال کر دے ان میں ایک فرد بھی باقی نہ رہے، بعد ازاں اس حقیقت سے آگاہ کیا کہ ان کا یہ فعل کوئی تعجب خیز نہیں ہے ان سے پہلے بھی امتوں نے جب اس قسم کا کردار ادا کیا تو ان کے جرم کے سبب انہیں تباہ و برباد کر دیا گیا اللہ نے ان پر ظلم نہ کیا بلکہ وہ خود ہی اپنے اوپر ظلم کرتے رہے ارشاد ربانی ہے ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ﴾ (الرعد:۱۱) ”بیشک اللہ کسی قوم کی حالت کو تبدیل نہیں کرتا جب تک کہ وہ خود اپنی حالت کو نہیں بدلتے ہیں“

تشریح: یہ لوگ (کفار مکہ) تو بس اس انتظار میں ہیں کہ فرشتے آسمان سے اتریں اور ان کی روحوں کو قبض کر لیں یا ان پر دنیوی زندگی میں عذاب نازل ہو اس طرح ان سے پہلے لوگوں نے شرک میں خود کو غرقاب کر رکھا تھا یہاں تک کہ ان پر ہمارا عذاب نازل ہوا جبکہ اللہ نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ انہوں نے خود اپنے اوپر ظلم کیا اور اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کو بھیج کر توحید کے دلائل سے آگاہ کیا اور کتابوں کو اتارا لیکن وہ پیغمبروں کی مخالفت سے باز نہ آئے اور جب وہ عذاب سے ڈراتے تھے تو ان کی باتوں کا مضحکہ اڑاتے تھے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا: مشرکین نے مزید کہا ہم تو مجبور محض ہیں پیغمبروں کے بھیجنے کا کچھ فائدہ نہیں اگر اللہ چاہتا تو ہم ایمان لے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آتے اور ہم شرک نہ کرتے اور حلال چیزوں کو حلال ہی سمجھتے اور حرام کو بھی حرام ہی سمجھتے، اللہ تعالیٰ نے ان کی اس بات کا رد کیا ہے کہ پہلی امتوں کے لوگ بھی اس قسم کی باتیں کرتے رہے یہ ان کے نقش قدم پر چل رہے ہیں لیکن پیغمبروں کی ذمہ داری تو پروردگار عالم کے پیغامات کو پہنچانا ہے اور حق وصداقت کو واضح کرنا ہے اور بالخصوص اس حقیقت سے آگاہ کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت اس شخص کی ہدایت کی جانب متوجہ ہوتی ہے جو حق وصداقت کے حصول کے لئے کوشاں رہتا ہے ارشاد ربانی ہے ﴿وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا﴾ (العنكبوت:۶۹) ''اور وہ لوگ جنہوں نے ہمارے رستے پر چلتے ہوئے جہاد کیا ہم لازماً ان کی اپنے راستوں کی جانب رہنمائی کرتے رہیں گے'' لیکن ان کی ذمہ داری یہ نہیں ہے کہ وہ لوگوں کو ایمان لانے پر مجبور کریں، خلاصہ یہ ہے کہ ثواب اور عذاب کا تعلق دو بنیادی امور پر ہے اولاً اللہ کی مشیت ان میں سے ایک کے وقوع کا فیصلہ کرے اور انسان کی کوشش کو اس کے اسباب کے حصول کی جانب پھیر دے اور اس کے عملاً وقوع پذیر ہونے کے لئے مسلسل اپنی قوت کو صرف کرے وگرنہ ثواب اور سزا دونوں کو اضطراری ہی قرار دیا جائے گا اختیاری نہیں ہے اور پیغمبروں کی ذمہ داری تو مامورات ومنہیات کو پہنچانا ہے لیکن انہیں کسی ایک جانب مجبور کرنا ہرگز ان کی ذمہ داری نہیں ہے۔

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ: تم سے پہلے ہم نے ہر امت میں پیغمبر کو بھیجا جیسا کہ ہم نے تم میں بھی پیغمبر کو مبعوث کیا پیغمبر نے انہیں آگاہ کیا کہ تم ایک اللہ کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ اور ڈرتے رہو کہ کہیں تمہیں شیطان صراط مستقیم سے پھیر نہ دے اور تمہیں گمراہ نہ کردے، ذہن نشین کریں کہ کفر کے لئے مشیت شرعیہ کو تسلیم نہیں کیا جاسکتا جبکہ اللہ نے ان کو کفر سے پیغمبروں کی وساطت سے سختی کے ساتھ منع کیا البتہ مشیت کونیہ کا انکار نہیں کیا جاسکتا کہ اللہ نے بندوں کو کفر کی طاقت بھی دی کہ وہ اپنے اختیار کے ساتھ اس کے اسباب کو بروئے کار لائیں لیکن اس میں ہرگز ان کے لئے دلیل نہیں ہے ظاہر ہے کہ اللہ نے آگ کو پیدا کیا اور آگ کے لئے شیطانوں اور کفار کو پیدا کیا جب کہ اللہ بندوں کے لئے کفر کو پسند نہیں کرتا ہے نیز اس نے واضح کیا کہ اس میں مؤثر حکمت کارفرما ہے تو جن لوگوں میں ہم نے اپنے پیغمبروں کو بھیجا ان میں کچھ ہدایت یافتہ ہوگئے انہوں نے ارشادات الٰہیہ کو قبول کیا جب کہ کچھ لوگ صراط مستقیم سے پھر گئے انہوں نے اللہ کا انکار کیا پیغمبروں کو جھٹلایا تو اللہ نے انہیں تباہ وبرباد کردیا۔

فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ: تم اس علاقہ میں جاؤ جہاں ظالم لوگ آباد تھے جیسا کہ عاد وثمود کی بستیاں ہیں جن پر گمراہی مسلط رہی ان پر ہماری ناراضگی کے آثار اب بھی موجود ہیں تمہیں ان کی حالت سے عبرت حاصل کرنی چاہیے۔

اِنْ تَحْرِصْ عَلٰى هُدٰهُمْ: اللہ پاک اپنے پیغمبر کو مخاطب فرماتے ہیں انہیں صبر کی تلقین کرتے ہیں اس لئے کہ آپ کی قوم نے آپ کے حکم کو تسلیم نہ کیا اور آپ کے بارے میں دشمنی کا اظہار کیا حالانکہ آپ ان کے بارے میں جھکاؤ رکھتے تھے اور آپ کی زبردست خواہش تھی کہ وہ ایمان قبول کریں آپ کا حرص کرنا کچھ فائدہ عطا نہ کرے گا جب اللہ تعالیٰ انہیں گمراہ کرنے کا ارادہ کرتے ہیں اس لئے کہ ان کی توجہ گناہوں کے ارتکاب کی جانب راغب ہے ارشاد ربانی ہے ﴿اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ﴾ (القصص:۵۶) ''بلاشبہ آپ ہدایت پر نہیں لاسکتے ہیں جس کے بارے میں آپ چاہیں لیکن اللہ جس کو چاہتا ہے ہدایت عطا کرتا ہے'' خلاصہ یہ ہے کہ جس شخص نے گمراہی کو پسند کیا اور اس کے اسباب کے حاصل کرنے کی جانب اپنے عزم کو جھکا دیا تو اللہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس میں جبراً ہدایت کو پیدا نہیں کرتا ہے ظاہر ہے کہ ایمان اور کفر کا دارومدار اختیار پر ہے جبر اور اضطرار پر نہیں ہے۔

وَمَالَهُم مِّن نَّصِرِينَ: اور ان کا ہرگز کوئی مددگار نہ ہوگا جو انہیں اللہ کے عذاب سے نجات دلوا کر ان کی مدد کر سکے یہ حقیقت کس قدر واضح ہے ارشادِ ربانی ہے ﴿اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ﴾ (الاعراف:۵۴) ''خبردار! اسی کے لئے ہے پیدا کرنا اور حکم دینا''

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ يَّمُوْتُ ؕ بَلٰى وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۸﴾ لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِىْ يَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰذِبِيْنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَىْءٍ اِذَآ اَرَدْنٰهُ اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۴۰﴾ ع

ترجمہ: اور انہوں نے اللہ کی پختہ قسمیں اٹھائیں کہ اللہ ہرگز نہیں اٹھائے گا اس کو جو فوت ہو گیا ہے کیوں نہیں اٹھائے گا اس پر اللہ کا وعدہ پختہ ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ہیں (۳۸) وہ ضرور اٹھائے گا تاکہ انہیں بتائے جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں اور تاکہ کفار معلوم کر لیں کہ وہ جھوٹے تھے (۳۹) نہیں ہے ہمارا کہنا کسی چیز کے لئے جب ہم اس کو پیدا کرنا چاہیں کہ ہم اس کو کہتے ہیں کہ ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے (۴۰)

لغوی تحقیق: اَلْجَهْدُ جیم کی فتح کے ساتھ اس کا معنی مشقت ہے اور جیم کے ضمہ کے ساتھ اس کا معنی طاقت ہے، جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ انتہائی کوشش کے ساتھ قسم اٹھانا۔

فائدہ علمیہ: لفظ اِنَّمَا کے بارے میں امام عبدالقادر جرجانی فرماتے ہیں کہ نحویوں کے ہاں اِنَّ حرف کیساتھ جب مَا ملایا جاتا ہے تو اس وقت اِنَّ حرف مشبہ بالفعل کا عمل باطل ہو جاتا ہے، اصل یہ ہے کہ اس کے بعد جو خبر آتی ہے مخاطب اس سے ناواقف نہیں ہوتا اور نہ اس کی صحت کا انکار کرتا ہے جیسے اِنَّمَا يَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ يَسْمَعُوْنَ معنی یہ ہے ''کہ صرف وہ لوگ قبول کرتے ہیں جو سنتے ہیں'' اور جو سنتے نہیں وہ کیا قبول کریں گے جیسا کہ آپ کہیں اِنَّمَا جاءنی خالد گویا کہ آپ نے کہا میرے پاس خالد آیا ہے سعید نہیں آیا یعنی ایک ہی فعل کو ایک لحاظ سے ثابت کیا گیا ہے اور دوسرے لحاظ سے فعل کی نفی کی گئی ہے، ارشادِ الٰہی ﴿كُنْ فَيَكُوْنُ﴾ میں استعارہ تمثیلیہ ہے گویا کہ اس آسانی کو واضح کیا گیا ہے جو مقدورات کو اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تعلق کیساتھ حاصل ہوتی ہے اور اسکے جلدی میں وقوع پذیر ہونے میں اس سے آگاہ کرتا ہے کہ جس کو حکم دیا گیا ہے وہ اپنے حکم دینے والے کی اطاعت میں نہایت تیز رفتار ہے نہایت ہی جلدی میں وہ حکم وقوع پذیر ہو جاتا ہے اس میں حیران کن عظمت اور بیش بہا تاثیر ہے۔ (اعراب القرآن ۱۳-۱۴/۳۲۲)

تناسب: قبل ازیں اللہ پاک نے ان کے اس قول کا ذکر کیا جس میں وہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ انبیاء کی ضرورت نہ تھی جب کہ ہم افعال میں مجبور ہیں اللہ اگر چاہتا تو ہمیں ہدایت حاصل ہو جاتی پیغمبروں کے بھیجنے کی ضرورت نہ تھی تو ان کی اس بات کو غلط قرار دیتے ہوئے تردید کی ہے کہ پیغمبروں کی ضرورت اس لئے تھی کہ وہ اللہ کے مامورات اور منہیات سے لوگوں کو آگاہ کریں جبکہ وہ کسی کو جبراً ایمان دار اور کافر نہیں بنا سکتے تھے اس کے بعد ان کے ایک اور اشتباہ کا ذکر کیا ہے کہ ہمیں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ضرورت تو تب تھی اگر ہمیں موت کے بعد جدید زندگی میں لوٹنا ہوتا جس میں ثواب وعقاب کا عمل ہوگا جب کہ دوسری جانب لوٹنا ممکن ہی نہیں اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لئے کہ جسم کے اجزاء جب ریزہ ریزہ ہو جائیں گے اور وہ اِدھر اُدھر بکھر جائیں گے تو ان کو دوبارہ اسی طرح لوٹانا ممکن نہیں، تو اللہ تعالیٰ نے ان کے اس خیال کو رد کرتے ہوئے کہا کہ دوبارہ اٹھایا جانا ممکن ہے یہ وعدہ درست ہے اور ایسا ضرور ہوگا تا کہ خبیث کو پاک سے اور نافرمان کو اطاعت گزار سے الگ کرے، نیز اللہ کا ازسرنو ایجاد کرنا ممکن ہے پہلے کسی مادہ کے ہونے کی ضرورت نہیں سب کچھ صرف اللہ کی قدرت اور اس کی مشیت کے ساتھ واقع ہوگا اللہ تعالیٰ کی قدرت کے سامنے ہرگز کوئی رکاوٹ نہیں ہو سکتی۔

شانِ نزول: ابوالعالیہ بیان کرتے ہیں مسلمانوں میں سے ایک شخص نے ایک مشرک سے قرض لینا تھا اس نے قرض ادا کرنے کا مطالبہ کیا اور یہ بھی کہ اس ذات کی قسم! مرنے کے بعد مجھے امید ہے کہ فلاں فلاں نعمت مجھے میسر آئے گی اس کے جواب میں مشرک نے اس سے کہا اچھا! تیرا خیال ہے کہ تجھے مرنے کے بعد اٹھایا جائے گا؟ اور اس نے پختہ قسم اٹھاتے ہوئے کہا کہ جو شخص فوت ہو جاتا ہے اس کو اللہ نہیں اٹھائے گا اس دوران یہ آیت نازل ہوئی ﴿وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ﴾

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اللہ پاک فرماتے ہیں حدیث قدسی ہے آدم کا بیٹا مجھے گالیاں دیتا ہے اس کے لئے درست نہیں کہ وہ مجھے گالیاں دے اور آدم کا بیٹا مجھے جھوٹا قرار دیتا ہے یہ بھی اس کے لئے مناسب نہیں کہ وہ مجھے جھوٹا کہے اس کا مجھے جھٹلانا یہ ہے کہ انسانوں کو مرنے کے بعد اللہ نہیں اٹھائے گا ہرگز نہیں اس کا اٹھایا جانا پختہ وعدہ ہے جو اللہ نے کیا ہے اور اس کا گالیاں دینا یہ ہے کہ اللہ تین کا تیسرا ہے ایک اللہ دوسرا روح القدس تیسرا مسیح علیہ السلام ہیں حالانکہ اللہ ایک ذات ہے اللہ کی ذات بے پرواہ ہے نہ اس کا کوئی بیٹا ہے نہ وہ کسی کا بیٹا ہے اور اس کے برابر کوئی نہیں ہے۔ (صحیح بخاری ح ۳۱۹۳، مسند احمد ۲/ ۳۱۷، تفسیر ابن کثیر ۲/ ۸۸۳)

تشریح: انہوں نے پختہ قسمیں اٹھاتے ہوئے کہا کہ مرنے کے بعد اٹھایا جانا نہیں ہے جب کہ ان کا یہ کہنا بعید از فہم ہے اللہ تعالیٰ نے ان کے اس نظریہ کی تردید کرتے ہوئے فرمایا ہرگز نہیں یقیناً اللہ پاک موت کے بعد اٹھائے گا یہ اللہ کا سچا وعدہ ہے جب کہ اکثر لوگ جہالت کے باعث اللہ کے وعدہ کو درست قرار نہیں دیتے ہیں تا کہ اٹھانے کے بعد ان کے سامنے حق وصداقت کو واضح کرے کہ اللہ کے پیغمبروں نے لوگوں کو جن تعلیمات سے نوازا تھا وہ اس لائق تھیں کہ انہیں عملی زندگی کا جز بنایا جاتا جب کہ لوگوں میں پیغمبروں کی مخالفت کے نتیجہ میں دو گروہ ظہور پذیر ہوئے، فرماں برداروں کا گروہ اور نافرمانوں کا گروہ، بداعمالیوں کے مرتکب لوگوں کو برا بدلہ ملا جب کہ اچھے اعمال کرنے والوں کو جنت کی بشارت دی گئی، مزید برآں جنہوں نے قیامت کے واقع ہونے کا انکار کیا ان کے انکار نے انہیں دوزخ کا ایندھن بنا دیا اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ اللہ کی ذات کامل قدرت کے ساتھ موصوف ہے آسمان وزمین میں کوئی چیز اللہ تعالیٰ کو عاجز نہیں کر سکتی۔

اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ اِذَآ اَرَدْنٰهُ اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ: جب ہم ارادہ کرتے ہیں کہ فوت شدہ کو زندہ کریں تو ہمارے لئے کچھ مشکل نہیں اور نہ ہمیں ان کے زندہ کرنے میں کچھ تھکاوٹ ہے اس لئے کہ جب ہم کسی کام کے کرنے کا ارادہ کر لیتے ہیں تو ہم اس کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ کام ہو جائے تو ہمارے کہنے سے وہ کام ہو جاتا ہے ارشاد ربانی ہے ﴿وَمَا اَمْرُنَآ اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ﴾ (القمر:۵۰) ''اور نہیں ہے ہمارا حکم مگر آنکھ کے جھپکنے کے برابر''، نیز ارشاد ربانی ہے ﴿مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ﴾ (لقمان:۲۸) ''اور نہیں ہے تمہارا پیدا کرنا اور نہ تمہارا اٹھانا مگر ایک شخص کے پیدا کرنے اور اٹھانے کے برابر'' خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مشیت کے مطابق مقدورات کے حصول کو نہایت آسان بنا دیا ہے ارادہ کے بعد ہی نہایت تیزی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ وہ چیز وجود کا روپ دھار لیتی ہے نہایت جلدی میں اس کا حصول ہوتا ہے ہرگز کسی قسم کی تاخیر اور سستی کارفرمانہیں ہوتی ہے۔

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۭ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰي رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۴۲﴾

ترجمہ: اور وہ لوگ جنہوں نے اللہ کی رضا کے لئے ہجرت کی بعد اس کے کہ ان پر ظلم کیا گیا تو ہم انہیں دنیا میں اچھی جگہ عطا کریں گے اور آخرت کا اجر وثواب تو بہت بڑا ہے اگر انہیں معلوم ہو جائے (۴۱) وہ لوگ جنہوں نے صبر کیا اور اپنے پروردگار پر توکل کرتے رہے (۴۲)

تناسب: قبل ازیں اللہ پاک نے بیان فرمایا کہ کفار نے قیامت کے وقوع کے انکار پر پختہ قسمیں اٹھائیں اور سرکشی میں سربرآوردہ ہو گئے ظاہر ہے کہ جس شخص کی یہ کیفیت ہو اس کے لئے ناممکن نہیں کہ وہ ایمان والوں کو اس حد تک اذیتوں سے دوچار کریں کہ انہیں اپنی اقامت گاہ سے نکلنے پر مجبور کریں تو ہجرت کے نتیجہ میں مہاجرین کو کن انعامات سے نوازا جائے گا اس کو واضح کیا گیا ہے کہ دنیوی زندگی میں بھی وہ آرام وآسائش سے دوچار ہوں گے جب کہ اخروی زندگی میں انہیں وطن عزیز کو خیرباد کہنے، صبر کرنے اور اللہ کی ذات پر بھروسہ کرنے کے نتیجہ میں اخروی سعادتیں حاصل ہوں گی، ان سے مقصود صحابہ کرام ہیں جن کو مکہ والوں نے ظلم وستم کا نشانہ بنایا انہیں ان کے گھروں سے نکالا گیا ان میں سے کچھ صحابہ کرام حبشہ کی جانب ہجرت کر گئے بعدازاں جب مدینۃ الرسول کو دارالھجرت بنادیا گیا تو وہاں انہیں آباد کیا گیا اور انصار صحابہ کرام ان کے ساتھ ہر طرح کا بہترین سلوک کرتے تھے انہوں نے اپنے مال کو تقسیم کیا اور انہیں اپنے مال میں حصہ دار بنایا بلکہ ان کے نکاح کا بھی انتظام کیا گیا اس بنا پر صحابہ کرام کو یہ اعزاز حاصل ہوا کہ انہیں پرہیزگاروں کا امام بنادیا گیا، علاوہ ازیں ہجرت کے باعث انہیں آخرت میں بہت بڑے ثواب سے نوازا جائے گا اور ظاہر ہے کہ ان کی رہائش جنت میں ہوگی جس کے انعامات دائمی ہوں گے۔

تشریح: اور صحابہ کرام جنہوں نے اسلام قبول کرنے کے بعد اپنے وطن کو خیرباد کہا برادری کا کچھ خیال نہ کیا اللہ کی رضا کے حصول کے پیش نظر کفار کی جانب سے جسمانی اذیتوں اور مال ومتاع کے چھین لینے کے باعث بحالت مجبوری انہیں وہاں سے نکلنا پڑا تو ہم انہیں نہ صرف دنیوی زندگی میں ان کی رہائش کیلئے آرام دہ گھر مہیا کریں گے بلکہ انہیں وہاں اقتدار سے بھی نوازیں گے وہ وہاں آزاد حکمرانوں کی حیثیت میں عیش وآرام کی زندگی بسر کریں گے انہیں دیکھنے والا شخص محسوس کریگا کہ یہ لوگ واقعی نہایت پرسکون زندگی بسر کر رہے ہیں ان کی زندگی کو قابل رشک بنائیں گے ان میں ہر فرد اپنی جگہ یوں نظر آئیگا کہ وہ پرہیزگاری میں سربرآوردہ ہے اس کے نقش قدم پر چلنا چاہیے، جبکہ ہجرت کے باعث انہیں اخروی زندگی میں جو اجر وثواب حاصل ہوگا وہ بہت عظیم ہوگا ظاہر ہے کہ اخروی زندگی میں ان کی رہائش جنت میں ہوگی جس کے انعامات کبھی ختم نہ ہوں گے سب سے بڑی خوش کن بات یہ ہوگی کہ اللہ پاک ان سے خوش ہوں گے ان انعامات الٰہیہ کی بارش ان پر اسلیئے ہوگی کہ انہوں نے دنیوی زندگی میں اپنے مخالفین کی اذیتوں پر صبر کے دامن کو تھامے رکھا اور اسلام کی محبت میں ہر لحہ اضافہ ہوتا رہا اگر اسلام کے باعث انہیں پیارے وطن کو خیرباد کہنا پڑا تو انہوں نے بلاتوقف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وطن کی محبت اور پیار کو اسلام کی خاطر قربان کر دیا اور ایسے لوگوں میں جا کر آباد ہوئے جن سے پہلے کچھ جان پہچان نہ تھی انہوں نے اپنی زندگی کے تمام معاملات کو پروردگار عالم کے سپرد کر دیا اور زبان حال سے کہہ دیا ؎ ہر چہ بادا باد ماکشتی در آب انداختیم

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیْ اِلَیْھِمْ فَسْئَلُوْٓا اَھْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۳﴾ بِالْبَیِّنٰتِ وَالزُّبُرِ ؕ وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ الذِّکْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَانُزِّلَ اِلَیْھِمْ وَلَعَلَّھُمْ یَتَفَکَّرُوْنَ ﴿۴۴﴾ اَفَاَمِنَ الَّذِیْنَ مَکَرُوا السَّیِّاٰتِ اَنْ یَّخْسِفَ اللّٰہُ بِھِمُ الْاَرْضَ اَوْیَاْتِیَھُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَیْثُ لَا یَشْعُرُوْنَ ﴿۴۵﴾ اَوْیَاْخُذَھُمْ فِیْ تَقَلُّبِھِمْ فَمَاھُمْ بِمُعْجِزِیْنَ ﴿۴۶﴾ اَوْ یَاْخُذَھُمْ عَلٰی تَخَوُّفٍ ؕ فَاِنَّ رَبَّکُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ﴿۴۷﴾ اَوَلَمْ یَرَوْا اِلٰی مَاخَلَقَ اللّٰہُ مِنْ شَیْءٍ یَّتَفَیَّؤُا ظِلٰلُہٗ عَنِ الْیَمِیْنِ وَالشَّمَآئِلِ سُجَّدًا لِّلّٰہِ وَھُمْ دٰخِرُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَلِلّٰہِ یَسْجُدُ مَافِی السَّمٰوٰتِ وَمَافِی الْاَرْضِ مِنْ دَآبَّۃٍ وَّالْمَلٰٓئِکَۃُ وَھُمْ لَا یَسْتَکْبِرُوْنَ ﴿۴۹﴾ یَخَافُوْنَ رَبَّھُمْ مِّنْ فَوْقِھِمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ ﴿۵۰﴾ ع

ترجمہ: اور ہم نے آپ سے پہلے نہیں بھیجا ہے مگر ایسے بندوں کو جن کی جانب ہم نے وحی کی تو آپ اہل کتاب سے دریافت کریں اگر تمہیں علم نہیں ہے (۴۳) ہم نے انہیں دلائل اور کتابوں کیساتھ بھیجا اور ہم نے آپ کی جانب کتاب کو اتارا تاکہ آپ لوگوں کے لئے اس شریعت کو بیان کریں جس کو ان کی طرف اتارا گیا ہے اور تاکہ وہ سوچ سکیں (۴۴) کیا وہ لوگ بے خوف ہوگئے ہیں جو بری تدبیریں سوچتے ہیں اس سے کہ اللہ ان کو زمین میں دھنسا دے یا ان کے پاس ایسی جگہ سے عذاب آجائے جس کو وہ جانتے نہیں ہیں (۴۵) یا اللہ ان کو ان کے آنے جانے میں گرفتار کرلے تو وہ عاجز کرنے والے نہیں ہیں (۴۶) یا انہیں خوف کے بعد پکڑ لے پس بے شک تمہارا پروردگار مہربان بخشنے والا ہے (۴۷) کیا یہ لوگ دیکھتے نہیں ہیں ہر اس چیز کی جانب جس کو اللہ نے پیدا کیا ہے کہ اس کے سائے دائیں جانب اور بائیں جانب سے اللہ کے لئے سجدہ کرنے والے ہیں اور وہ ذلیل ہیں (۴۸) اور اللہ کے لئے ہر وہ چیز سجدہ کر رہی ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے چلنے والوں سے اور فرشتے بھی سجدہ کرتے ہیں اور وہ تکبر نہیں کرتے ہیں (۴۹) وہ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں جو ان کے اوپر ہیں اور وہ وہ کام کرتے ہیں جس کا انہیں حکم دیا جاتا ہے (۵۰)

لغوی تحقیق: اَلْبَیِّنَۃ کا مادہ (ب ی ن) ہے اس کا معنی ظاہر ہوتا ہے اور بَیِّنَۃٌ سے مقصود وہ معجزات ہیں جو رسول اکرم ﷺ کی صداقت پر دلالت کرتے ہیں، اَلزُّبُر کا واحد زَبُوْرٌ ہے، مقصود وہ کتابیں ہیں جن کو پیغمبروں نے اللہ کے بندوں تک پہنچایا، اَلذِّکْرُ سے مقصود قرآن پاک ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تناسب: قبل ازیں جلیل القدر ذات الٰہی نے اس حقیقت کو آشکارا فرمایا تھا جبکہ مشرکین مکہ نے کہا کہ انہیں ہرگز انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی ضرورت نہیں ہے ان کی ضرورت تو تب ہوتی اگر اس جہان کے بعد دیگر جہان بھی ہوتا جبکہ ہرگز کوئی دوسرا جہان نہیں ہے تو اس کے بعد ان کے ایک دوسرے شبہ کا ازالہ کیا جا رہا ہے انہیں اشتباہ یہ تھا کہ پیغمبر تو بشر نہیں ؛ ملتا اس شبہ کا ازالہ مقصود ہے۔

تشریح: مشرکین مکہ کا یہ کہنا کہ پیغمبر کو فرشتہ ہونا چاہیے تھا نہایت غلط ہے جب کہ ہم نے آپ سے پہلے جتنے بھی پیغمبر مبعوث کئے ہیں جو اپنی امتوں کو توحید کی دعوت دیتے تھے وہ سب آدم کی نسل سے انسان تھے فرشتے نہیں تھے ارشاد ربانی ملاحظہ فرمائیں ﴿اَکَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَیْنَآ اِلٰی رَجُلٍ مِّنْهُمْ اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ﴾ (یونس:۲) ''کیا لوگوں کو تعجب ہوا ہے کہ ہم نے ان میں سے ایک شخص کی جانب وحی کی ہے کہ آپ لوگوں کو ڈرائیں'' اگر آپ کو اس میں کچھ شبہ ہے تو یہودیوں، عیسائیوں سے دریافت کریں کہ ان کی جانب جو پیغمبر بھیجے گئے تھے کیا وہ انسان تھے یا فرشتے تھے اگر وہ کہیں کہ وہ تو فرشتے تھے تو تم محمد ﷺ کی نبوت کا انکار کرو اور اگر وہ کہیں کہ وہ تو بشر تھے تو پھر تمہیں محمد ﷺ کی نبوت کو تسلیم کرنا ہوگا جو کہ پیغمبر ہونے کے ساتھ ساتھ بشریت کے لبادہ میں ہیں۔

بِالْبَیِّنٰتِ وَالزُّبُرِ: ہم نے جتنے بھی پیغمبر مبعوث کئے وہ انسان تھے البتہ انہوں نے اپنی نبوت پر دلائل اور شواہد پیش کئے جن سے ان کی نبوت کی تصدیق ہوتی تھی اور ان کی جانب نازل کردہ کتابیں جو احکام شریعت کی آئینہ دار ہوتی ہیں ان کو انہوں نے اللہ کے بندوں تک پہنچایا۔

وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ الذِّکْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْهِمْ: اے محمد (ﷺ)! ہم نے آپ کی جانب قرآن پاک کو نازل کیا تاکہ آپ لوگوں کے سامنے ان باتوں کو وضاحت کے ساتھ پیش کریں جن کو اس کتاب میں اتارا گیا ہے اس میں نہ صرف احکام اور مسائل ہیں بلکہ وعدہ، وعید کا بھی بیان ہے بلکہ قرآن مجید میں مجمل احکام کا تعلق نماز روزہ سے ہے ان کی ادائیگی کی کیفیت اور ممنوع کاموں سے روکا گیا ہے تاکہ لوگ پند و موعظت اور عبرت حاصل کر پائیں۔

اَفَاَمِنَ الَّذِیْنَ مَکَرُوا السَّیِّاٰتِ: اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر کس قدر شفیق اور مہربان ہے بلکہ گناہگاروں کے بارے میں کتنا حلیم ہے جب کہ انہیں مہلت دے دیتا ہے کہ وہ نہ صرف یہ کہ برائیوں میں ڈوبے رہیں بلکہ دوسروں کو بھی دعوت دیتے رہیں اور مختلف حیلوں اور بہانوں سے لوگوں کو برے کاموں پر اکساتے رہیں پھر بھی قدرت کاملہ کے باوجود انہیں زمین میں دھنساتا نہیں ہے یا آسمان سے پتھروں کی بارش نہیں برساتا ہے یا جب وہ اپنے دنیوی کاروبار میں، بدمعاشیوں میں غرقاب ہوتے ہیں ان کو شدید ترین عذاب میں گرفتار کرے وہ اللہ کو اس کی قدرت میں ہرگز عاجز نہیں کر سکتے ہیں یا جب وہ اللہ کی پکڑ سے خوف زدہ ہیں۔

فَاِنَّ رَبَّکُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ: ایسے بدقماش لوگ اللہ کے عذاب سے اس لئے محفوظ ہو جاتے ہیں کہ اللہ کی ذات شفقت و رافت کی آئینہ دار ہے، بخاری مسلم میں وارد ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کوئی بھی کسی تکلیف دہ بات کے سننے پر اللہ کی ذات سے زیادہ صبر کرنے والا نہیں ہے لوگ اللہ کی ذات کی جانب اولاد کی نسبت کرتے ہیں جب کہ تمام مخلوق کا خالق اور رازق اللہ کی ذات ہے اور انہیں عافیت عطا کرتا ہے۔ (صحیح بخاری ح ۶۰۹۹ صحیح مسلم کتاب المنافقین باب ۹، مسند احمد ۳۹۵/۴ تفسیر ابن کثیر ۸۸۶/۲)

نیز ایک دوسری حدیث میں وارد ہے اللہ تعالیٰ ظالم شخص کو مہلت دیتا ہے لیکن جب اس کو اپنی گرفت میں لیتا ہے تو پھر اسے نہیں چھوڑتا ہے ان کلمات کے بعد آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ملاحظہ فرمائیں ﴿وَکَذٰلِکَ اَخْذُ رَبِّکَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَهِيَ ظَالِمَةٌ اِنَّ اَخْذَهٗ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ﴾ (هود:١٠٢)''اور اسی طرح آپ کے پروردگار کی پکڑ ہے جب وہ بستیوں کو اپنی گرفت میں لیتا ہے اور بستیاں ظالم ہوتی ہیں بیشک اللہ کی پکڑ سخت دردناک ہے'' نیز فرمایا ﴿وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَمْلَيْتُ لَهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ ثُمَّ اَخَذْتُهَا وَاِلَيَّ الْمَصِيْرُ﴾ (الحج:٤٨)''اور کتنی ہی بستیاں ہیں جن کو میں نے مہلت دی اس حال میں کہ وہ ظالم تھیں پھر میں نے ان کو پکڑا اور میری جانب ہی پھرنا ہے'' (صحیح بخاری کتاب تفسیر سورۃ ١١ تفسیر ابن کثیر ٨٨٦/٢، المراغی ٢١٦/٥)

اَوَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ: کیا یہ لوگ ملاحظہ نہیں کر رہے ہیں جو برائیوں کے جال کو پھیلانے میں مکر وفریب سے کام لے رہے ہیں کہ اللہ نے درختوں اور پہاڑوں کو پیدا کیا ہے جن کے سائے گھٹتے اور بڑھتے رہتے ہیں اور دائیں جانب سے بائیں جانب میں گردش کرتے رہتے ہیں دن کے آغاز میں سایوں کی کیفیت یکساں ہوتی ہے پھر سایوں میں کمی ہوتی جاتی ہے اور پھر دن کے آخری لمحات میں سائے دراز ہو جاتے ہیں ایک جانب سے دوسری جانب بڑھتے جاتے ہیں یہ سب کچھ اللہ پاک کی ذات کی قدرت کے تحت مسخر ہے۔

وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ: حقیقت یہ ہے کہ آسمانوں اور زمین میں جو چیزیں چل پھر رہی ہیں اسی طرح فرشتے جو آسمانوں میں ہیں وہ بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں اس کی قدرت کاملہ کے تابع ہیں ان میں خشوع خضوع کی کیفیت کارفرما ہے فرشتے کیا بلکہ زمین پر آباد چلنے پھرنے والے ذی روح اپنے پروردگار سے خوف زدہ رہتے ہیں وہ نافرمانی نہیں کرتے ہیں بلکہ اللہ کے حکم کے مطابق چلتے پھرتے اور کام کرتے رہتے ہیں اللہ تعالیٰ کے حکم کی ادائیگی میں کوتاہی نہیں کرتے ہیں اور اللہ کی ناراضگی سے خوف زدہ رہتے ہیں، اس میں قریش مکہ کے اس نظریہ کا رد بھی ہے کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں، خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خبردار کیا ہے کہ اللہ کی ذات عظمت اور کبریائی کے لحاظ سے ایسے اونچے مقام پر ہے کہ تمام مخلوقات، جمادات، نباتات، حیوانات، انسان، جن، فرشتے اس کے احکام کے مطابق رواں دواں ہیں۔

وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ﴿٥١﴾ وَلَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَهُ الدِّيْنُ وَاصِبًا اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ ﴿٥٢﴾ وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ تَجْـَٔرُوْنَ ﴿٥٣﴾ ثُمَّ اِذَا كَشَفَ الضُّرَّ عَنْكُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْكُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿٥٤﴾ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ فَتَمَتَّعُوْا فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿٥٥﴾

ترجمہ: اور اللہ نے حکم دیا کہ تم دو معبود نہ بناؤ سوائے اس کے نہیں کہ وہ تو ایک معبود ہے تو تم مجھ سے ہی ڈرو (٥١) اور اسی کے لئے ہیں وہ چیزیں جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اور اسی کے لئے عبادت ہمیشہ ضروری ہے کیا تم اللہ کے سوا سے ڈرتے ہو؟ (٥٢) اور جو نعمت تمہارے پاس ہمیشہ ہے وہ اللہ کی جانب سے ہے پھر جب تمہیں تکلیف پہنچتی ہے تو تم اسی کی جانب گڑگڑاتے ہو (٥٣) پھر جب تم سے تکلیف کا ازالہ کرتا ہے تو اچانک تم میں سے ایک جماعت اپنے پروردگار کے ساتھ شریک بناتی ہے (٥٤) تاکہ وہ اس نعمت کی ناشکری کریں جس کو ہم نے انہیں دیا پس تم فائدہ اٹھاؤ تم عنقریب جان لوگے (٥٥)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لغوی تحقیق: وَاصِبٌ ہمیشہ، اَلْوَصَبُ دائمی مرض، وَلَهُ الدِّيْنُ وَاصِبًا اور اسی کی عبادت لازمی ہے، اس میں اس شخص کے لئے وعید ہے جو اللہ کے ساتھ شریک ٹھہراتا ہے کہ ایسے شخص کو دائمی عذاب کی سزا ملے گی، وَصَبُ الدَّيْنُ قرض کا واجب ہونا، مَفَاذَةٌ وَّاصِبَةٌ "دور تک پھیلا ہوا بیابان جس کی انتہا نہ ہو" (مفردات امام راغب ص ۹۷۹)

تَجْئَرُوْنَ بلند آواز کرتے ہو، جُؤَارٌ زور سے آواز نکالنا یا چلانا گائے، بھیڑ اور بچھڑے کا ڈکارنا، جَئَرَ الدَّاعِيْ اِلَى اللّٰهِ "پکارنے والے نے اللہ کو بلند آواز سے پکارا" قرآن حکیم میں ہے ﴿ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ تَجْئَرُوْنَ﴾ پھر جب تمہیں تکلیف پہنچتی ہے تو تم اسی کی جانب گڑگڑاتے ہو، غرض یہ ہے کہ گو انسان اللہ تعالیٰ کو تمام زندگی میں بھولا رہے لیکن اس کے دل کی گہرائیوں میں اس کے اقرار کا نقش روز اول سے مرتسم ہے چنانچہ جب اسے کسی ناگہانی تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو یہ نقش زیادہ شوخ ہو جاتا ہے اور یہ بے اختیار مدد کے لئے فریاد کرنے لگتا ہے جہاں یہ بات ایک حقیقت ہے وہاں اس میں یہ نکتہ بھی پنہاں ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وجود و اقرار ہماری ایسی نفسیاتی ضرورت اور سہارا ہے جس کے بغیر ہم کرب و بلا کے اس عالم میں زندہ نہیں رہ سکتے ہیں جس میں آئے دن ہمیں طرح طرح کی آزمائشوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور اگر یہ سہارا ہم سے چھن جائے تو ہم مایوسیوں کے گرداب میں غرق ہو کر رہ جائیں اور کوئی بھی کام ہمت و جرأت سے نہ کر پائیں۔ (لسان القرآن ص ۳۰۹)

بلاغت: ارشاد ربانی ﴿وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ﴾ زبان کے لحاظ سے واحد اور اثنان کے دونوں عدد ایسے ہیں کہ ان دونوں میں عدد اور معدود کو اکٹھا استعمال نہیں کیا جاتا البتہ واحد اور اثنان کے علاوہ میں عدد اور معدود کو جمع کرنا درست ہے چنانچہ کہا جاتا ہے، عِنْدِيْ رِجَالٌ ثَلٰثَةٌ وَّنِسَاءٌ ثَلٰثٌ اس لئے معدود عدد خاص پر دلالت کرنے سے خالی ہے اگر آپ اسکے بعد عدد کا ذکر نہیں کریں گے تو آپ کو معلوم نہیں کہ کتنی گنتی مقصود ہے جبکہ واحد اور اثنان میں عدد اور معدود کو جمع کرنا درست ہے جبکہ مقصود جنسیت کیساتھ عدد مخصوص کا معلوم کرنا بھی ہے، کیا آپ کو معلوم نہیں؟ کہ اگر آپ صرف اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ کہیں اور اس کیساتھ واحد کا لفظ شامل نہ کریں تو کلام درست نہیں ہے اور ذہن میں یہ خیال گردش کرتا ہے کہ آپ الوہیت کو ثابت کر رہے ہیں وحدانیت کا اثبات نہیں ہے اس کا نام علم بلاغت میں احتراس ہے یعنی خیال رکھنا ضروری ہے۔ (اعراب القرآن ۱۳-۳۳۳/۱۴)

تناسب: گذشتہ آیات میں چونکہ اللہ پاک نے اس حقیقت کو اجاگر کیا ہے کہ اللہ کی ذات کے علاوہ جمادات، حیوانات، انسان، جن اور فرشتے اللہ کی بادشاہت کے زیر نگیں ہیں تو اس کے بعد اس حقیقت کو نمایاں کیا ہے کہ اللہ پاک جو اس قدر جاہ و جلال کے ساتھ موصوف ہے ہرگز اس کا کوئی شریک نہ بنایا جائے وہی ذات تمام تر انعامات کا منبع ہے لیکن انسان جب کسی مصیبت میں گرفتار ہو جاتا ہے تو بارگاہ الٰہی میں عجز و نیاز کے ساتھ حاضری دیتا ہے جب مصیبت ختم ہو جاتی ہے تو پھر اللہ کی الوہیت کا انکار کرتا ہے اس کے نتیجہ میں اللہ کا عذاب نازل ہوتا ہے۔

تشریح: اللہ پاک اپنے بندوں کو مخاطب کرتے ہوئے حکم دیتے ہیں کہ تم میرے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ جب تم میرے ساتھ میرے سوا کی عبادت کرو گے اس کو میرا شریک سمجھو گے تو تمہیں میرے عذاب سے خوفزدہ رہنا چاہیے اور اللہ کی ذات کی آسمانوں اور زمین پر بادشاہت ہے اس کا کوئی شریک نہیں وہی رازق اور خالق ہے موت و حیات اسی کے قبضہ میں ہے اس لئے صرف اسی کی اطاعت کی جائے اور اس پر مداومت کی جائے لیکن تعجب ہے کہ تم اس حقیقت کے معلوم کرنے کے بعد اللہ کے سوا سے ڈرتے ہو اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ کے سوا سے خائف رہتے ہو کہ وہ تم سے تمہارے مال و دولت کو نہ چھین لے یا تمہیں کسی مصیبت یا بیماری سے ہم کنار نہ کر دے جب کہ حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے علاوہ کوئی نفع نقصان کا مالک نہیں ہے۔

وَمَابِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ: اس سے پہلے آگاہ کیا جا چکا ہے کہ اللہ پاک کی ذات کے علاوہ کسی کا خوف دل میں نہ آنے پائے اب بتایا جا رہا ہے کہ اللہ پاک کے انعامات پر اللہ ہی کا شکریہ ادا کیا جائے تندرستی بہت بڑی نعمت ہے اور خوشحالی ضروریات زندگی کے لئے مالی وسائل کا موجود ہونا بھی اللہ پاک کا احسان ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے تو ضروری ہے کہ اللہ کے انعامات پر اللہ کا شکریہ ادا کیا جائے ایک شاعر کا شعر ملاحظہ فرمائیں ؂

اَحْسِنْ اِلَى النَّاسِ تَسْتَعْبِدْ قُلُوْبُهُمْ فَطَالَمَا اِسْتَعْبَدَ الْاِنْسَانَ اِحْسَانٌ

''آپ لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کریں آپ ان کے دلوں پر قابض ہو جائیں گے اکثر و پیشتر دیکھا گیا ہے کہ ایک انسان احسان کے سبب دوسرے انسان کا غلام بن جاتا ہے''

ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ تَجْئَرُوْنَ: جب تم کسی جسمانی بیماری کی زد میں آجاتے ہو یا اچانک کوئی اشد ضرورت تمہارا راستہ روک لیتی ہے تو پھر تم گھبراہٹ کے عالم میں بارگاہ الٰہی میں چیختے چلاتے ہوئے حاضر ہوتے ہو اور تم بے چارگی کے عالم میں دعا کرتے ہو کہ اللہ پاک تمہیں آنے والی مصیبت سے نجات عطا کرے اس وقت تم خلوص کی دولت کی محویت میں سرشار ہو کر فریاد رسی کرتے ہو تو اس کے نتیجہ میں جب اللہ تعالیٰ تمہیں عافیت عطا کرتا ہے معاشی بدحالی کو ختم فرماتا ہے تو تم میں کچھ لوگ اللہ کی عبادت میں غیر اللہ کو شریک کرتے ہیں غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح کرتے ہیں تاکہ مصیبت کا خاتمہ ہو جائے، جب کہ موجودہ دور میں خود کو مسلمان کہلانے والے اللہ پاک کی بارگاہ کو چھوڑ کر بعض نام نہاد شیوخ کی قبروں پر نہایت عجز و مسکنت کی کیفیت میں دیوانہ وار حاضری دیتے ہیں ان کی اس کیفیت کو دیکھ کر بے ساختہ زبان پر یہ الفاظ آتے ہیں کہ یہ قبر پرست لوگ مسلمان ہیں؟ ان کی زبان پر یہ کلمہ گردش کرتا ہوا سنائی دیتا ہے کہ اللہ تو مصائب کو اتنی جلدی دور نہیں کرتا ہے جتنی جلدی اس مزار والے پیر سے ہمیں ہمارا مقصود حاصل ہوتا ہے ؂ یہ وہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود

فَتَمَتَّعُوْا فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ: نام نہاد مسلمانوں کو وارننگ دی جا رہی ہے کہ تم دنیوی زندگی میں آزادی کے ساتھ مادر پدر آزاد ہو کر عیاشی کرتے رہو یہاں تک کہ تمہاری زندگی کا سین ڈراپ ہو جائے گا پھر تم نے بارگاہ الٰہی میں حاضر ہونا ہے اس وقت تمہیں تمہاری بداعمالیوں کی سزا سے ہم کنار ہونا ہوگا تو تمہارے سامنے تمہاری عیاشیوں اور نافرمانیوں کے باعث مکافات عمل کا ہولناک منظر سامنے آجائے گا اس وقت تم شدید تاسف کے عالم میں ندامت کے آنسو مسلسل بہاتے رہو گے لیکن اس وقت ندامت کے باعث اگرچہ آنکھیں مسلسل اشک بار رہیں گی اور زبان پر یہ کلمات مسلسل جاری رہیں گے کہ ہمیں پھر دنیوی زندگی کی جانب پہنچائیں ہم یقیناً اعمال صالحہ کریں گے لیکن اس وقت ندامت اور پشیمانی کا کچھ فائدہ نہ ہوگا آج سے تیس سال پہلے راقم الحروف نے قبر پرستی کی مذمت میں علامہ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کی کتاب تحذیر الساجد عن اتخاذ القبور مساجد کا اردو ترجمہ ''قبروں پر مسجدیں اور اسلام'' کے نام کے ساتھ کیا تو اس کتاب کو شرف قبولیت حاصل ہوا نہ صرف یہ کہ ملک کے اطراف و اکناف میں اس کتاب کو شہرت حاصل ہوئی بلکہ سعودی عرب کے دارالافتاء کی جانب سے مجھے اس کتاب کے بارے میں آرڈر موصول ہوا تو ہزاروں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی تعداد میں اسے شائع کر کے وہاں بھجوایا گیا، والحمدللہ علی ذلک۔

علامہ مولانا الطاف حسین حالیؒ نے نہایت عمدہ پرکشش اسلوب میں اس حقیقت کو نمایاں کیا ہے کہ اگر کفار بتوں کی پرستش کرتے ہیں تو وہ کافر ہیں لیکن مسلمان جو برائے نام مسلمان ہیں اگر وہ قبروں پر اژدھام رکھتے ہیں قبروں کا طواف کرتے ہیں نذر و نیاز کا سلسلہ جاری رکھتے ہیں تو وہ مسلمان ہی ہیں! حالی کے اشعار ملاحظہ فرمائیں ۔

کرے غیر گر بت کی پوجا تو کافر — جو ٹھہرائے بیٹا خدا کا تو کافر
کواکب میں مانے کرشمہ تو کافر — جھکے آگ پر بہر سجدہ تو کافر
مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں — پرستش کریں شوق سے جس کی چاہیں
نبیوں کو چاہیں خدا کر دکھائیں — اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں
شہیدوں سے جا کر کے مانگیں دعائیں — قبروں پر جا جا کے نذریں چڑھائیں
نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے — نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے

وَيَجْعَلُوْنَ لِمَا لَايَعْلَمُوْنَ نَصِيْبًا مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ ۭ تَاللّٰهِ لَتُسْئَلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَفْتَرُوْنَ ۝۵۶ وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ سُبْحٰنَهٗ ۙ وَلَهُمْ مَّا يَشْتَهُوْنَ ۝۵۷ وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ۝۵۸ يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْۗءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ۭ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰي هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِي التُّرَابِ ۭ اَلَا سَاۗءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ۝۵۹ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ ۚ وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۶۰ ع

ترجمہ: اور وہ مقرر کرتے ہیں اس کیلئے جس کو حقیقتاً نہیں جانتے ہیں یعنی بتوں کیلئے حصہ اس روزی سے جو ہم نے انہیں دی اللہ کی قسم! ضرور تم سے پوچھا جائے گا اس چیز کے بارے میں جو تم جھوٹ بناتے رہے (۵۶) اور وہ اللہ کیلئے بیٹیاں مقرر کرتے ہیں وہ پاک ہے اور اپنے لئے جو پسند کرتے ہیں اسے مقرر کرتے ہیں (۵۷) اور اگر ان میں سے ایک شخص کو لڑکی کے پیدا ہونے کی خوشخبری دی جائے تو اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے اور وہ غصہ سے بھرا ہوتا ہے (۵۸) لوگوں سے چھپتا رہتا ہے اس ناراضگی کی وجہ سے کہ جس کی اسے خوشخبری دی جاتی ہے وہ سوچنے لگتا ہے کیا اسے ذلت کے ساتھ باقی رکھے یا اسے مٹی میں دبا دے خبردار! برا ہے جو وہ فیصلہ کرتے ہیں (۵۹) جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہیں ان کی مثال بری ہے اور اللہ کا وصف تو بہت بلند ہے اور وہ غالب ہے حکمت والا ہے (۶۰)

لغوی تحقیق: كَظِيْمٌ غم، غصہ کے سبب بھرا ہوا، مادہ (ک ظ م) ہے سانس نکلنے کی جگہ (نالی) اَلْكُظُوْمُ سانس رکنا، وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ اور غصہ کو روکنے والے۔ (مفردات امام راغب ص ۸۰۳)

فائدہ علمیہ: تَاللّٰهِ لَتُسْئَلُنَّ میں تا قسم کے معنی میں ہے سیبویہ نحوی کا قول ہے کہ اہل عرب تا قسم کو صرف اللہ کے لفظ پر داخل کرتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں چنانچہ تَرَبِّ الْكَعْبَه کعبہ کے رب کی قسم کہنا درست نہیں ہے۔(اعراب القرآن ۱۳-۱۴/۳۴۰)

تشریح: قبل ازیں مشرکین کے ان اقوال کو ذکر کیا جو عمدگی سے خالی تھے اب ان کے قبیح افعال کو ذکر کیا جارہا ہے ذوق سلیم جن سے متنفر ہے اولاً مشرکین بتوں کے نام پر کھیتی اور چار پایوں سے حصہ نکالتے تھے، مقصود ان کا تقرب حاصل کرنا تھا، ان کا یہ شرک بے فائدہ تھا جب اللہ رازق ہے، وہی خالق ہے، وہی فوائد پہنچاتا ہے، وہی نقصانات سے دوچار کرتا ہے ان کو ان کے افعال قبیحہ پر انہیں ڈانٹ پلاتے ہوئے آگاہ کیا اللہ کی قسم! یقیناً تم سے باز پرس ہوگی کہ تم نے اللہ کی ذات پر افتراء کیا بلکہ تمہیں سزا دی جائے گی کہ کیوں تم نے اللہ پاک کے انعامات کی قدر نہ کی۔

وَ يَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ سُبْحٰنَهٗ: مشرکین کی جہالت اور ان کا بہت بڑا افتراء یہ ہے کہ انہوں نے فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں قرار دیا اور اللہ کی عبادت کیساتھ ساتھ ان کی بھی عبادت کرتے تھے جبکہ اللہ کی ذات اولاد سے پاک ہے مزید برآں اپنی جانب بیٹیوں کی نسبت سے کنی کتراتے ہیں ارشاد ربانی ملاحظہ فرمائیں ﴿اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْاُنْثٰى ۝ تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى﴾ (النجم:۲۲)

''تعجب ہے کہ تمہارے لئے تو لڑکے ہیں اور اللہ کے لئے لڑکیاں ہیں یہ تو غیر منصفانہ تقسیم ہے''

اِذَابُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى: جب ان میں سے کسی ایک کو جنہوں نے اللہ کی جانب بیٹیوں کی نسبت کی ہے ان کے گھر میں لڑکی پیدا ہونے کی بشارت دی جائے تو اسکے چہرے کا رنگ افسوس کے باعث سیاہ ہو جاتا ہے غیظ وغضب سے بھرپور دکھائی دیتا ہے شرم وحیا کے باعث معاشرہ میں چھپا رہتا ہے اسے ہرگز پسند نہیں کہ کسی شخص کی نظر اس پر پڑے اس وقت اسکے دل میں یہ خیال گردش کرتا رہتا ہے کہ اگر بچی کو زندہ چھوڑ دیا گیا تو زندگی بھر ذلت کا سایہ اس کے سر پر منڈلاتا رہے گا اسکی جانب توجہ بھی نہ کرے گا یا پھر آخری قدم اٹھاتے ہوئے اسے زندہ مٹی میں دفن کردے حقیقت یہ ہے کہ ان کا یہ فیصلہ نہایت ہی ظالمانہ فیصلہ ہے، حالانکہ لڑکیوں کی پرورش اور انہیں دینی تعلیم کے زیور سے مزین کرنا بہت بڑی سعادت ہے، ارشاد نبوی ہے جو شخص بیٹیوں کے سبب آزمائش میں ڈالا گیا اس نے انکی اچھی تربیت کی تو وہ بچیاں اس کیلئے دوزخ سے پردہ بن جائیں گی۔(بخاری کتاب الادب باب ۱۸، مسلم کتاب البر باب ۴۶)

نیز عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میرے پاس ایک مسکین عورت آئی اس نے دو بیٹیوں کو اٹھا رکھا تھا عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے اس عورت کو تین کھجوریں دیں اس نے ان دونوں میں سے ہر ایک کو ایک کھجور کا عطیہ دیا اس نے تیسری کھجور کو اپنے منہ کی جانب اٹھایا تا کہ اسے کھائے اس دوران اس کی دونوں بیٹیوں نے اس سے کھجور کا مطالبہ کیا اس نے اس کھجور کو دو حصوں میں تقسیم کردیا مجھے اس کی اس کیفیت پر تعجب لاحق ہوا چنانچہ میں نے یہ واقعہ آپ ﷺ کو کہہ سنایا آپ نے فرمایا اللہ نے اس عورت کے لئے جنت کو واجب قرار دے دیا یا اسے دوزخ سے آزاد کردیا۔

(صحیح بخاری ح ۵۹۹۵، صحیح مسلم کتاب البر باب ۴۶، صحیح ترمذی کتاب البر باب ۱۳، مشکوٰۃ تحقیق البانی کتاب الادب باب ۱۵)

نیز انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے دو لڑکیوں کی پرورش کی یہاں تک کہ وہ سن بلوغت کو پہنچ گئیں تو قیامت کے دن وہ شخص اور میں ان دونوں انگلیوں کی طرح اکٹھے جنت میں داخل ہوں گے۔

(صحیح مسلم کتاب البر باب ۴۶، صحیح ترمذی کتاب البر باب ۱۳، مشکوٰۃ تحقیق البانی کتاب الادب باب ۱۵)

نیز ارشاد نبوی ہے جس شخص نے اپنی بیٹی کو بہترین ادب سکھلایا اور بہترین تعلیم سے بہرہ ور فرمایا اور جس قدر اس پر اللہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے انعامات سایہ فگن رہے اس نے اس کو بھی اس سے نوازا تو وہ لڑکی اس کے لئے دوزخ سے پردہ ہوگی ۔ (مسند احمد ۱۶۶/۶)
لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ: جو لوگ اخروی زندگی پر ایمان نہیں رکھتے ہیں وہ بچپن میں ہی لڑکیوں کو زندہ دفن کردیتے ہیں اور لڑکیوں کی نسبت اللہ کی جانب کرتے ہیں اور اپنی جانب بیٹوں کی نسبت کرتے ہیں یہ لوگ کفر اور جہالت میں مستغرق ہیں جبکہ وہ اللہ کی بیوی اور اس کیلئے بیٹیاں ثابت کرتے ہیں جبکہ اللہ کا وصف تو بہت اونچا ہے وہ ذات خالق، رازق، قدرت والا ہے، اعمال کا بدلہ دینے والا ہے، مزید یہ بھی درست ہے کہ اللہ کی ذات کے برابر کوئی اسکے مشابہ نہیں ہے کوئی اسکے برابر نہیں ہے وہ بے مثال ذات ہے، اسکی مثال تو بہت بلند ہے چنانچہ کلمہ توحید لا الہ الا اللہ اسکی عظمت شان کو اجاگر کرتا ہے اسی لئے نبی ﷺ نے فرمایا افضل ذکر لا الہ الا اللہ کا ورد ہے ۔ (صحیح ابن ماجہ کتاب الادب باب ۵۵، الصحیحہ ح ۱۴۹۷، مشکوۃ البانی کتاب الدعوات باب ۳)

وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۶۱﴾ وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ مَا يَكْرَهُوْنَ وَتَصِفُ اَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ اَنَّ لَهُمُ الْحُسْنٰى ؕ لَا جَرَمَ اَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَاَنَّهُمْ مُّفْرَطُوْنَ ﴿۶۲﴾ تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶۳﴾ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِى اخْتَلَفُوْا فِيْهِ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۶۴﴾

ترجمہ: اور اگر اللہ نافرمان لوگوں کو ان کے ظلم کے سبب پکڑتا تو زمین پر کسی چلنے والے کو نہ چھوڑتا اور لیکن انہیں مقرر وقت تک تاخیر دیتا ہے تو جب ان کا مقرر وقت آن پہنچے گا تو انہیں ایک لمحہ تاخیر نہ ہوگی اور نہ تقدیم ہوگی (۶۱) اور وہ اللہ کے لئے وہ چیزیں مقرر کرتے ہیں جس کو وہ خود ناپسند جانتے ہیں اور ان کی زبانیں جھوٹ کہتی ہیں کہ ان کے لئے جنت ہے اس میں کچھ شبہ نہیں کہ ان کے لئے دوزخ ہے اور انہیں پہلے بھیج دیا جائے گا (۶۲) اللہ کی قسم! بے شک ہم نے پیغمبروں کو آپ سے پہلے امتوں کی جانب بھیجا تو شیطان نے ان کے لئے ان کے اعمال کو خوبصورت بنایا پس وہ آج کے دن کفار کا دوست ہے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے (۶۳) اور ہم نے آپ پر کتاب کو نہیں اتارا ہے مگر اس لئے کہ آپ ان کے لئے اس چیز کو واضح کریں جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں اور ہدایت اور رحمت ہے ان لوگوں کے لئے جو ایمان رکھتے ہیں (۶۴)

تناسب اور تشریح: قبل ازیں اللہ پاک نے مشرک لوگوں کے کفر اور ان کی بداعمالیوں کا ذکر کیا ہے اس کے بعد اللہ پاک کے علم کو بیان کیا جارہا ہے کہ اللہ پاک اپنی مخلوق انسانوں کی بداعمالیوں کو دیکھ رہا ہے اگر ان کی بداعمالیوں کے سبب ان کا مؤاخذہ کرتا تو زمین پر کوئی متحرک چیز باقی نہ رہتی اللہ کا وصف حکیم ہے باوجود لوگوں کے ظلم کے انہیں سزا دینے میں تاخیر کرتا ہے اس لئے کہ اللہ کی وسیع رحمت کا یہی تقاضا ہے اور اللہ کا وصف حلیم بھی ہے وہ گناہوں کو دیکھتا ہے ان پر پردہ ڈالتا ہے اور کچھ وقت تک انہیں مہلت دیتا ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلکہ اس میں اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر کو صبر کی تلقین فرما رہے ہیں کہ آپ اپنی قوم کی جانب سے ہونے والی اذیتوں پر صبر کریں ان کا یہ انداز کچھ انوکھا نہیں ہے آپ سے پہلے جس قدر پیغمبر مبعوث ہوئے سبھی کو مطاعن کا نشانہ بنایا گیا انہیں جھٹلایا گیا تو آپ ان کے غیر انسانی سلوک پر غم زدہ نہ ہوں، حقیقت یہ ہے کہ اگر اللہ پاک لوگوں کی بداعمالیوں پر ان کی گرفت کرتا تو زمین پر کوئی ذی روح چیز باقی نہ رہتی جب ان کا وقت آن پہنچے گا تو پھر ایک ساعت تقدیم ہوگی نہ تاخیر ہوگی۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول: انہوں نے اس آیت کی تلاوت کی اور آگاہ کیا کہ اگر اللہ تعالیٰ گناہگاروں کے گناہوں کے سبب مخلوق کو عذاب کی گرفت میں لاتا تو تمام مخلوق اللہ کے عذاب کی گرفت میں ہوتی یہاں تک کہ کیڑے مکوڑے اپنی بلوں میں ہلاک ہوجاتے اور آسمان بارش برسانے سے رک جاتا اور زمین سبزہ نہ اگاتی جب کہ اللہ عفوو کرم فرماتا ہے۔

سوال: ظالموں کے ساتھ غیر ظالموں کو کیسے تباہ و برباد کیا جاتا ہے جب کہ انہوں نے جرم نہیں کیا؟

جواب: ظالم کو انتقاماً ہلاک کر دیا جاتا ہے جب کہ مومن شخص کو اس کے عوض اخروی ثواب کے ساتھ ہم کنار کیا جائے گا، ارشاد نبوی ہے کہ جب اللہ کسی قوم کو عذاب میں مبتلا کرتا ہے تو سبھی لوگ عذاب کی لپیٹ میں آجاتے ہیں البتہ ان کو ان کی نیتوں کے مطابق اٹھایا جائے گا۔ (صحیح مسلم کتاب الفتن باب ۳ صحیح ابن ماجہ کتاب الفتن باب ۳۰ صحیح ترمذی کتاب الفتن باب ۹)

وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ مَا يَكْرَهُوْنَ وَتَصِفُ اَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ: مشرک لوگ اللہ کی جانب بیٹیوں کی نسبت کرتے ہیں کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں اور ان کی زبانیں جھوٹ کہہ رہی ہیں کہ ان کے لئے بیٹے ہیں ان کے اس قول کی تردید ہورہی ہے کہ ہرگز نہیں ان کی یہ بات جھوٹ ہے اور یہ بات درست ہے کہ ان کے لئے دوزخ ہے اور انہیں دوزخ میں گرانے کے بعد انہیں بھلا دیا جائے گا اور انہیں پہلے گروپ میں واصل دوزخ کیا جائے گا۔

تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَا اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ: اللہ کی قسم! یہ حقیقت ہے کہ ہم نے آپ سے پہلے پیغمبروں کو ان کی قوموں کی جانب مبعوث کیا جیسا کہ ہم نے آپ کو آپ کی امت کی جانب بھیجا کہ آپ لوگوں کو اللہ کی توحید کی جانب دعوت دیں اور انہیں خالصتاً اللہ کی عبادت کی جانب راغب کریں بتوں اور اللہ کے شرکاء کے ساتھ وابستگی کو بالکلیہ ختم کریں لیکن شیطان نے ان کو بتوں کی عبادت کی جانب مائل کیا اسے ان کے حق میں مستحسن قرار دیا تو شیطان کی وسوسہ اندازی کے باعث وہ گمراہی پر برقرار رہے اور پیغمبروں کی باتوں کو انہوں نے پرکاہ کی حیثیت نہ دی انہوں نے شیطان کو اپنا دوست قرار دیا جب کہ درحقیقت وہ بہت برا ساتھی ہے اور قیامت کے دن جب انہیں بارگاہ الٰہی میں پیش کیا جائے گا تو ان کا کوئی مددگار نہ ہوگا بس شیطان ہی ان کا رفیق ہوگا جب کہ شیطان تو بدترین ساتھی ہے آخرت میں وہ دردناک عذاب سے دوچار ہوں گے۔

وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِى اخْتَلَفُوْا فِيْهِ: اے محمد! (ﷺ) ہم نے آپ پر قرآن پاک کو نازل فرمایا اور ہم نے آپ کو حکم دیا کہ آپ لوگوں کو ہماری عبادت کی جانب دعوت دیں اور ان میں جو اختلاف موجود ہے اس کا فیصلہ فرمائیں حق وصداقت کو باطل سے الگ کریں اور ان پر اللہ کی محبت کو قائم کریں انہیں راہ صواب سے آگاہ کریں دراصل قرآن پاک ایسی کتاب ہے جو ہدایت کا مجموعہ ہے اور رحمت الٰہی کا نشان ہے لیکن ان لوگوں کے لئے جو ایمان رکھتے ہیں اور قرآن پاک کے مشمولات کی تصدیق کرتے ہیں اور اس کے مطابق عملی زندگی گزارتے ہیں ماموراتِ منہیات پر نظر رکھتے ہیں اور کاربند رہتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَابِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَاؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ﴿٦٥﴾ع وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةًؕ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهٖ مِنْ م بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ﴿٦٦﴾ وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِيْلِ وَالْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا وَّ رِزْقًا حَسَنًاؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ﴿٦٧﴾ وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِيْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُوْنَ﴿٦٨﴾ ثُمَّ كُلِيْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِيْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًاؕ يَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ﴿٦٩﴾

ترجمہ: اور اللہ نے بادلوں سے پانی کو اتارا اس کے سبب زمین کو روئیدگی عطا کی بعد اس کے بنجر ہونے کے، بے شک اس میں ایسے لوگوں کے لئے نشانی ہے جو سنتے ہیں (٦٥) اور بے شک تمہارے لئے چار پایوں میں عبرت ہے ہم تم کو پلاتے ہیں اس تمام سے جو اس کے پیٹ میں ہے گوبر اور خون کے درمیان سے خالص دودھ پینے والوں کے لئے پسندیدہ ہے (٦٦) اور کھجوروں اور انگوروں کے پھلوں سے کہ تم اس سے بے ہوشی طاری کرنے والا مشروب بناتے ہو اور حلال رزق بھی بے شک اس میں ان لوگوں کے لئے نشانی ہے جو عقل رکھتے ہیں (٦٧) اور آپ کے پروردگار نے شہد کی مکھی کی جانب الہام بھیجا کہ تو پہاڑوں میں گھر بنا اور درختوں میں اور اس سے جس سے لوگ گھر بناتے ہیں (٦٨) پھر ہر قسم کے پھلوں سے رس نچوڑیں اور اپنے پروردگار کے راستوں پر چل پھریں جو مطیع کئے گئے ہیں کہ ان مکھیوں کے پیٹوں سے مشروب نکلے گا جس کے مختلف رنگ ہوں گے اس کے پینے سے لوگوں کو شفا حاصل ہوگی بلاشبہ اس میں ان لوگوں کے لئے نشانی ہے جو غور وفکر کرتے ہیں (٦٩)

لغوی تحقیق: اِحْيَآءُ الْاَرْضَ سے مقصود زمین پر روئیدگی کا نمودار ہونا اور مزروعات اور درختوں کا اپنے پھلوں کا نکالنا، فَرْثٌ جو کچھ جانور کی اوجھڑی میں ہوتا ہے اسے فرث کہتے ہیں، فَرَثْتُ كَبِدَهٗ میں نے اس کے جگر کو پارا پارا کر دیا، اَفْرَثَ فُلَانٌ اَصْحَابَهٗ فلان نے اپنے ساتھیوں کو ایسی مصیبت میں مبتلا کر دیا جو بمنزلہ فرث تھی یعنی ریزہ ریزہ کر دینے والی۔ (مفردات ص ٦٩٤)

بلاغت: (١) ارشاد ربانی ﴿اَنِ اتَّخِذِيْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا﴾ میں لفظ مِن بعضیت کا معنی دے رہا ہے کہ رہائش کے لئے گھر تو مخصوص نوعیت کا ہے جب کہ شہد کی مکھی کے لئے خوراک کے حصول میں مکمل اختیار ہے پابندی نہیں ہے اسی لئے ان دونوں کے درمیان لفظ ثُمَّ کا وارد ہے کہ رہائش کے لئے گھر بنانے اور پھلوں کا رس نچوڑنے میں تفاوت ہے۔

(٢) فيه شفاء میں تنوین تنکیر کی ہے شفاء کی عظمت کو ثابت کیا ہے یا اس میں کچھ شفا ہے جب کہ شہد کے استعمال سے بعض اوقات فائدہ نہیں ہو پاتا۔ (اعراب القرآن ج ١٣-١٤ ص ٣٥٠)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مختصر وضاحت: توحید کے دلائل کا تذکرہ ہو رہا ہے جسے دین اسلام میں مرکزی حیثیت ہے اور توحید کے اثبات کے ساتھ ساتھ نبوت کا اثبات اٹھائے جانے اور جزا سزا کے عمل کا تذکرہ ہے پھر اس حقیقت کو واضح کیا ہے کہ اللہ نے آسمان سے بارش کو نازل فرمایا بارش کے باعث بے آباد زمین پر روئیدگی نظر آنے لگی اور چار پایوں نے چارہ کھایا اس کے نتیجہ میں چار پایوں سے دودھ حاصل کیا گیا اور انگور کھجور سے شراب سرکہ وغیرہ بنایا گیا اور شہد کی مکھی نے پھولوں کا رس چوس کر شہد پیدا کیا جس میں لوگوں کے لئے شفاء ہے اس دوران اس حقیقت کو واضح کیا کہ شہد کی مکھی نے کس طرح نہایت عمدہ گھر بنایا۔

تشریح: اللہ پاک نے بادلوں سے پانی اتارا اس کے سبب زمین پر سبزہ اگنے پر زمین کو ایک طرح کی زندگی میسر آ گئی اور یہ حقیقت ہے کہ جس طرح بارش برسنے سے زمین سے گھاس اور انگوریاں وغیرہ نکلتی ہیں اس نعمت کے باعث جہاں اللہ کی وحدانیت کا اقرار کرنا پڑتا ہے وہاں اس حقیقت کو بھی تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ اسی طرح قیامت کے دن زمین سے مردہ لوگوں کو اٹھایا جائے گا اس پر اللہ ہی کو قدرت حاصل ہے اور کفار کو آگاہ کیا ہے کہ تمہارے معبودوں میں ہرگز کچھ استطاعت نہیں ہے اس حقیقت کو صرف سننا کافی نہیں ہے بلکہ اس کی حقیقت کو دل کے ساتھ تسلیم کرنا ضروری ہے۔

وَاِنَّ لَكُمْ فِى الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً: کی تشریح اگرچہ سورۃ الانعام میں گزر چکی ہے تاہم کچھ ضروری وضاحتیں پیش کرنے کی سعادت سے ہم کنار ہونا چاہتا ہوں، خیال رہے کہ انعام سے چار قسم کے چار پائے مراد ہیں، اونٹ، گائے، بھیڑ اور بکری، ان میں عبرت کا سامان موجزن ہے، اولاً چار پائے جو قوت کے لحاظ سے ہی مضبوط نہیں ہوتے بلکہ جسمانی طور پر بھی بعض چار پائے دیوہیکل نظر آتے ہیں جیسے اونٹ، سانڈ وغیرہ ہیں انہیں ان کے مالکوں کے ماتحت مسخر کر دیا ہے وہ اپنے آقاؤں کی اطاعت کرتے ہیں جبکہ انسان جن کا تعلق ذوی العقول سے ہے وہ اپنے پروردگار کی اطاعت سے سرکشی کرتے ہیں ہر کام میں اللہ کی بغاوت پر اتر آتے ہیں انسانوں کے لئے حیوانات کے بارے میں جو ان کے ماتحت ہیں عبرت کی عظیم تر نشانی یہ ہے کہ چار پائے تو جس کام کے لئے پیدا کئے گئے ہیں اس کے سرانجام دینے میں مصروف رہتے ہیں انسان ان پر سواری کرتے ہیں اور یہ حقیقت ہے کہ انسان تو اکثر و بیشتر مجرم ہیں جب کہ چار پائے اپنے آقا کی اطاعت سے روگردانی نہیں کرتے ہیں، مزید برآں چار پایوں کے بارے میں اللہ کی عظیم قدرت کارفرما ہے کہ وہ زمین کی انگوری کھاتے ہیں جب پیٹ میں غذا پہنچتی ہے تو اللہ کی قدرت کاملہ کے ساتھ تحلیل ہو کر خالص دودھ کی شکل اختیار کر لیتی ہے جو ذائقہ کے لحاظ سے نہایت عمدہ ہے گلے سے آسانی کے ساتھ نیچے معدہ میں اتر جاتا ہے جب کہ گوبر اور خون ان کی رگوں میں جاری ساری رہتا ہے جس سے زندگی کو تحفظ حاصل رہتا ہے اور خون کا کچھ حصہ مادہ جانور کے پستانوں کی جانب غدود کے ذریعہ جاتا ہے اور غدود کے فعل کے باعث وہ دودھ کی شکل اختیار کر لیتا ہے گویا کہ اللہ پاک نے اپنی قدرت کاملہ اور حکمت کے ساتھ مادہ جانور میں ایک کارخانہ قائم کر دیا ہے جو خون کو دودھ کی شکل میں کنورٹ کرتا رہتا ہے اسی طرح جسم میں کچھ اور غدود کا تعلق آنکھ کے ساتھ ہے جس سے آنسو بہتے ہیں اور ایک غدود کا تعلق مادہ منویہ کے ساتھ ہے جو خون کو منی کی شکل میں تبدیل کرتی ہے اس عمل کو مکمل طور پر جگر سرانجام دیتا ہے ایک اور نعمت کا ذکر ہو رہا ہے کہ کھجور اور انگور کے پھلوں سے مشروب بنائے جاتے ہیں شراب کے علاوہ سرکہ بھی بناتے ہو جب کہ شراب نشہ آور اور ناجائز ہے اور سرکہ جس کے استعمال سے صحت بہتر ہوتی ہے وہ بھی اللہ پاک کی نعمت ہے نیز شربت، معجونیں، خمیرہ جات وغیرہ تیار کئے جاتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاَوْحٰی رَبُّکَ اِلَی النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِیْ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا: وحی سے مقصود الہام ہے کہ آپ کے پروردگار نے شہد کی مکھی کو الہام کیا کہ وہ نہایت عمدہ عجیب وغریب گھر بنائے جس کے تمام زاویے یکساں ہوں اور کوئی انسان اس قسم کا گھر جو انجینئرنگ کے لحاظ سے عجیب وغریب ہو، ادوات اور آلات کے بغیر نہ بنا سکے جب کہ اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھی کو شہد مہیا کرنے کے لئے گھر بنانے کی راہ نمائی فرمائی کہ وہ تین مختلف مقامات میں شہد مہیا کرنے کے لئے اپنے چھتے بنائے، اولاً پہاڑوں میں، ثانیاً درختوں پر، ثالثاً گھروں میں جہاں گھر کی چھت ہے اس لئے کہ وہاں اسے شہد رکھنے کے لئے ایسے مکانات کی ضرورت ہے جس پر چھت ڈالی گئی ہو جبکہ اکثر وبیشتر شہد کی مکھیاں پہاڑوں کو ترجیح دیتی ہیں اسی لئے آیت مبارکہ میں پہاڑوں کا تذکرہ اولاً کیا گیا ہے اس کے بعد درختوں کا پھر گھروں کی چھتوں کا تذکرہ کیا گیا ہے، ذہن نشین کریں کہ شہد کی ایک قسم کا تعلق پہاڑوں سے اور جنگلات سے ہے جہاں لوگوں کی بود وباش نہ ہونے کے برابر ہوتی ہے جب کہ گھروں میں بھی مکھیاں اس کام کو سرانجام دینے کے لئے مناسب مقام تلاش کر کے وہاں شہد کو سٹور کرتی ہیں اس کا بھی اولاً خیال رکھا جاتا ہے کہ انہیں خوراک حاصل کرنے میں کسی کلفت کا سامنا نہ کرنا پڑے جب وہ ایک گھر کا انتخاب کر کے وہاں شہد دینے کے لئے قرار پکڑتی ہیں تو وہاں سے خوراک کے حصول کے لئے پھلوں کا رخ کرتی ہیں ان کے رس کو شہد بنانے کے لئے نچوڑتی ہیں البتہ عام ہے کہ پھل شیریں ہوں یا ان میں کڑواہٹ ہو۔

ذہن نشین فرمائیں کہ اَنِ اتَّخِذِیْ مِنَ الْجِبَالِ میں لفظ مِنْ (سے) تبعیض کا معنی دے رہا ہے کہ شہد کے لئے ہر پہاڑ ہر درخت ہر گھر کی چھت کا انتخاب نہیں کرتی ہے بلکہ بعض کا انتخاب کرتی ہیں علامہ زمخشری نے اس حقیقت کو واضح کیا ہے کہ گھر بنانے کے لئے اس پر پابندی ہے کہ ہر جگہ نہ بنائے بلکہ مناسبت کے ساتھ گھر کا انتخاب کرے پھر اسے بنائے لیکن شہد بنانے کے لئے ہر قسم کے پھلوں کے رس کو چوسنے کی عام فطری اجازت ہے خواہ پھل کا ذائقہ میٹھا ہو یا کڑوا یا ترش ہو اسی لئے اس کی وضاحت کے لئے لفظ ثُمَّ کو داخل کیا گیا ہے جیسا کہ یوں کہا جائے کہ آپ حلال چیز کو خوراک بنائیں حلال چیز جیسی بھی ہے اس کا ذائقہ شیریں ہے یا نمکین ہے یا ترش یا کڑوا ہے۔

فَاسْلُکِیْ سُبُلَ رَبِّکَ ذُلُلًا: شہد کی مکھی کو الہام کیا گیا کہ جب تو دور دراز مقامات میں پھلوں کے رس چوسنے کیلئے اڑان کرے تو واپس انہی راستوں پر آنا ہوگا تاکہ اڑان کرنے سے تجھے کسی مشکل کا سامنا نہ کرنا پڑے متعین راہ گزر سے دائیں یا بائیں جھکاؤ نہ ہو۔

یَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ: شہد کی مکھی کو مخاطب کرنے کے بعد جملہ مستانفہ لایا گیا ہے کہ اللہ پاک کی عجیب صنعت گری ہے انعامات الٰہیہ کو شمار کیا جارہا ہے اس طرح عبرت کا سامان فراہم کرنا مقصود ہے کہ ایک چھوٹا سا جانور ہے اور کمزور ہے کہ اس کے پیٹ سے جو مشروب نکلتا ہے وہ شیریں اور لذیذ ہے اس کا نام عربی میں عسل ہے جب کہ اردو میں شہد کے نام سے متعارف ہے اللہ پاک کی عجیب قدرت کا حیران کن منظر ہے کہ شہد مختلف بیماریوں کا شافی علاج ہے اور معجونات میں اکثر وبیشتر شہد کو شامل کیا جاتا ہے اب اس کے بدل چینی کا استعمال بھی ہونے لگ گیا ہے، ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کیا میرے بھائی کا پیٹ کھل گیا ہے اسے بار بار پاخانہ آرہا ہے آپ نے فرمایا آپ اسے شہد پلائیں وہ چلا گیا اس نے اس کو شہد پلایا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا آپ کے مشورہ کے مطابق میں نے اسے شہد استعمال کرایا لیکن بجائے فائدہ کے مزید پیٹ کھل گیا ہے آپ نے دوسری بار پھر شہد پلانے کا حکم دیا اس نے آپ کے حکم کے مطابق اسے شہد پلایا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن پیٹ مزید کھل گیا بعدازاں وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پیٹ کے کھلنے کا تذکرہ کیا اس کے بعد رسول اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ کا فرمان صحیح ہے جبکہ تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹ کہہ رہا ہے آپ جائیں اسے مزید شہد پلائیں وہ چلا گیا آپ کے کہنے کے مطابق اس نے شہد پلایا تو وہ تندرست ہوگیا۔ (صحیح بخاری کتاب الطب باب ۲۴، مسلم کتاب السلام باب ۳۱، تفسیر قاسمی ۳۸۵/۶)

شہد کے بارے میں امام غزالیؒ کی وضاحت: اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ اللہ پاک نے شہد کی مکھی کو منظم کیا ہوا ہے ان کا ایک رئیس ہوتا ہے جس کی وہ اتباع کرتی ہیں اور اس کی راہ نمائی میں وہ شہد کے عمل کو مکمل کرتی ہیں اگر متعین رئیس کے علاوہ کوئی دوسرا اپنی ریاست کا ادعا کرتا ہے تو ان میں سے ایک دوسرے کو موت کی نیند سلا دیتا ہے قتل کرنے سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ کہیں فرقہ پرور پارٹی ظہور پذیر نہ ہوجائے، خیال رہے کہ شہد کی مکھی کو الہام کیا جاتا ہے کہ وہ پھلوں کا رس نچوڑ کر اس کو اپنے پیٹ میں داخل کرتی ہے پھلوں کا رس اس کے پیٹ میں جانے کے بعد شہد کی صورت اختیار کر لیتا ہے، انسانوں کی مصالح کے لئے اللہ پاک نے اس نظام کو ایک شکل دی ہے تو شہد کو لوگ استعمال کرتے ہیں اس کے استعمال سے کچھ بیماریاں ختم ہوجاتی ہیں اس میں شفاء کا مادہ موجود ہے جس طرح دودھ میں غذائیت کے اجزاء پائے جاتے ہیں بلکہ برکت موجود ہے اسی طرح شہد کا حال ہے چنانچہ شہد کی مکھی موم کو حاصل کر کے اپنے پاؤں میں محفوظ کرتی ہے موم کے ساتھ پھولوں کا رس چوس کر اس سے شہد بناتی ہے صبح شام آنے جانے کے عمل سے وہ موم اور شہد کو تیار کرتی رہتی ہے موم کے ساتھ گھر کا تحفظ کرتی ہے پھر وہاں شہد کا ذخیرہ کرتی ہے لیکن اپنے پیٹ سے فضلہ کو نکالنے کے لئے شہد کی جگہ سے دور جگہ بناتی ہے۔

امام الھند مولانا ابوالکلام آزادؒ کی وضاحت ملاحظہ فرمائیں: پھر شہد کے چھتوں کو دیکھو یہ کارخانے ہیں جن میں تمہارے لئے شب و روز شہد تیار ہوتا رہتا ہے تم دنیا کے سارے پھول اور پھل جمع کر کے چاہو کہ شہد کا ایک قطرہ بنالو تو کبھی نہ بنا سکو گے لیکن ایک چھوٹی سی مکھی بناتی رہتی ہے اور اس نظم و انضباط، محنت و استقلال، تحسین و تدقیق، ترتیب و تناسب، اجتماع و اشتراک اور یکسانیت و ہم آہنگی کیساتھ بناتی رہتی ہے کہ اس کی ہر بات ہماری عقلوں کو درماندہ کرنے والی اور ہماری فکروں کی ساری توجیہوں اور تعلیلوں پر دروازہ بند کر دینے والی ہے، قرآن مجید کے الفاظ پر غور کرو کہ اس نے کس طرح معاملہ کے دقائق واضح کر دیئے ہیں چونکہ شہد کی مکھی کی یہ صنعت گری جدو جہد نظم و انضباط اور سرگرمی باقاعدگی کا ایک پورا سلسلہ ہے جو عرصہ تک جاری رہتا ہے اور یکے بعد دیگرے بہت سی منزلوں سے گزر کر مکمل ہوتا ہے اس لئے اس کے کاموں کو سُبُلَ رَبِّکِ اور پھر چونکہ اس بات پر توجہ دلانا مقصود تھا کہ جو راہ عمل ٹھہرا دی گئی ہے اس پر ٹھیک ٹھیک چلتی رہتی ہے کبھی ایسا نہیں ہوسکتا کہ ذرہ بھی ادھر ادھر ہو اسی لئے فرمایا ''حکم الٰہی کے آگے جھکی ہوئی کام کئے جا'' چنانچہ اس کا ہر فرد اس طرح حکم الٰہی کے آگے جھک گیا ہے کہ ممکن نہیں کہ کسی کو راہ عمل سے منحرف ہوتا ہوا پاؤ۔

(ترجمان القرآن ج ۲ ص ۳۲۶)

اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ شہد کے استعمال میں شفاء ہے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں آپ نے فرمایا تین چیزوں میں شفاء موجود ہے سنگی لگانے میں جب پہلے وہاں اس جگہ پر پچھنے لگائے جائیں یا شہد کے استعمال میں یا خون کے فاسد ہونے کے باعث آگ کے ساتھ داغنا البتہ میں اپنی امت کے لوگوں کو آگ کے ساتھ داغنے سے روکتا ہوں۔

(صحیح بخاری کتاب الطب باب ۳، صحیح ابن ماجہ کتاب الطب باب ۲۳، مسند احمد ۲۴۶/۱، فتح القدیر ۱۷۷/۳)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب اللہ اور احادیث صحیحہ کی روشنی میں یہ کہنا درست ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو شہد کے ساتھ محبت تھی آپ برابر اس کا استعمال فرماتے رہے اور جب نبی ﷺ نے حفصہ، عائشہ رضی اللہ عنہما کے اصرار پر زینب کے ہاں شہد استعمال کرنے سے قسم اٹھائی کہ میں آئندہ زینب کے گھر شہد استعمال نہیں کروں گا تو اس پر سورۃ تحریم کی آیات نازل ہوئیں ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ (التحریم:۱) ''اے پیغمبر! آپ ایسی چیز کو حرام قرار کیوں دے رہے ہیں جس کو اللہ نے آپ کے لئے حلال قرار دیا ہے آپ اپنی بیویوں کی خوشنودی کے متلاشی ہیں اور اللہ معاف کرنے والا مہربان ہے'' آیت کا تفصیل کے ساتھ شان نزول معلوم کرنے کے لئے کتب حدیث اور تفسیر کا مطالعہ کریں۔

وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفّٰىكُمْ ۙ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْ لَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْـًٔا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ﴿۷۰﴾ ع وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰي بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ ۚ فَمَا الَّذِيْنَ فُضِّلُوْا بِرَاۗدِّيْ رِزْقِهِمْ عَلٰي مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيْهِ سَوَاۗءٌ ۭ اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ﴿۷۱﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَحَفَدَةً وَّرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۭ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ يَكْفُرُوْنَ ﴿۷۲﴾

ترجمہ: اور اللہ نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہیں موت سے ہم کنار کرے گا اور تم میں ایسے اشخاص بھی ہیں جنہیں ذلیل عمر کی جانب لوٹایا جاتا ہے اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ علم کے باوجود کسی چیز کو جانتے نہیں ہیں بے شک اللہ جانتا ہے قدرت والا ہے (۷۰) اور اللہ نے رزق میں تمہارے بعض کو بعض پر برتری عطا کی ہے تو نہیں ہیں وہ لوگ جنہیں برتری عطا کی گئی ہے اپنے رزق کو ان لوگوں کی جانب لوٹائیں جو ان کے مملوک ہیں کہ وہ رزق میں برابر ہو جائیں کیا وہ اللہ کی نعمت کا انکار کر رہے ہیں (۷۱) اور اللہ نے تمہارے لئے تمہاری جنس سے بیویوں کو بنایا اور اس نے تمہاری بیویوں سے تمہارے بیٹوں اور پوتوں کو پیدا کیا اور تمہیں پاکیزہ چیزوں سے رزق عطا کیا وہ باطل پر ایمان رکھتے ہیں اور اللہ کی نعمت کا انکار کرتے ہیں (۷۲)

لغوی تحقیق: حَفَدَةٌ اعوان وانصار، حَفَدَ کام میں تیزی دکھائی، خدمت انجام دی، حَفَدَ الْبَعِيْرُ اونٹ تیزی سے چلا، رَجُلٌ مَحْفُوْدٌ محترم ومکرم، حَافِدٌ خدمت گزار، اور اللہ نے تم ہی میں سے تمہاری بیویاں بنائیں اور تمہارے لئے تمہاری بیویوں سے بیٹے اور پوتے پیدا کئے، اللہ تعالیٰ کی قدرت ملاحظہ ہو جہاں اس نے مختلف انواع کی تخلیق کی وہاں بقائے انواع کا بھی اہتمام کیا اور انسانوں میں میاں بیوی کے رشتے سے بیٹوں اور پوتوں کو پیدا کیا اور پھر تخلیق وتولید کا یہ صرف حیاتیاتی عمل ہی نہیں اس کے ساتھ محبتوں اور شفقتوں کے دبستان بھی سجائے۔

قرآن حکیم نے یہاں عائلی زندگی کے اس پہلو کو بطور نعمت ذکر کیا ہے کہ تمہیں ہم نے چاہنے والی بیوی دی خدمت گزار اور جان نچھاور کرنے والی اولاد عطا کی اور پھر کچھ ایسے خوش قسمت بھی ہیں جو پوتوں کی خدمت، محبت اور اخلاص سے بہرہ مند ہوئے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام بنیادی طور پر عائلی زندگی کو پسند کرتا ہے اور اسے اللہ تعالیٰ کا انعام قرار دیتا ہے کیونکہ یہ صرف خاندانی اکائی ہی نہیں جس پر کہ نوع انسانی کی بقاء کا انحصار ہے بلکہ خاندان ایسا ادارہ ہے جہاں محبت وشفقت کے رشتوں کو استوار کیا جاتا ہے جہاں رشتوں کے باقاعدہ احترام کی داغ بیل ڈالی جاتی ہے اور بڑے بوڑھوں اور بزرگوں کے احترام وخدمت کی تربیت دی جاتی ہے جو بچے خاندان میں تربیت نہیں پاتے ان میں سنگ دلی، بے رحمی، حب ذات اور بسا اوقات احساس محرومی کا جذبہ زیادہ شدت اختیار کر لیتا ہے خاندانی تربیت کا یہ قانون جہاں انسانوں کے معاملہ میں درست ہے وہاں حیوانات کے بارے میں بھی درست ہے یہ بات تجربے سے ثابت ہوئی ہے کہ وہ حیوانات جو ریوڑ گلے اور اپنے ہم جنسوں کے ہجوم میں نہیں راہ پاتے اکثر تندخو اور غیر مہذب ثابت ہوتے ہیں یہی وجہ ہے اسلام عائلی زندگی کی برکتوں نکھتوں کو قائم رکھنے کا حامی ہے۔ (لسان القرآن ص۴۹۲)

بلاغت: ارشاد ربانی ﴿لِكَيْ لَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْئًا﴾ سے مقصود انتہا درجہ کا نسیان ہے کہ اس قدر نسیان اس پر حاوی ہے کہ جب اسے کسی چیز کے بارے میں بتایا جاتا ہے تو کچھ زیادہ عرصہ نہیں گزرتا ہے کہ وہ اسے بھول جاتا ہے اور اس کا علم ختم ہو جاتا ہے پھر وہی سوال کرتا ہے مثلاً آپ سے دریافت کرتا ہے یہ کون شخص ہے؟ آپ اس کو بتاتے ہیں کہ یہ فلاں شخص ہے اس پر ایک لمحہ بھی نہیں گزرتا ہے کہ وہ دوبارہ آپ سے وہی سوال دہراتا ہے۔ (اعراب القرآن ۱۳-۱۴/۳۵۶)

تناسب: قبل ازیں اللہ پاک نے حیوانات کے عجائبات کو بیان کیا اور بتایا کہ انسان کوان سے کس قدر فوائد حاصل ہوتے ہیں بعض حیوانات سے دودھ میسر ہوتا ہے اور شہد کی مکھی سے شہد کی ضرورت پوری ہوتی ہے اس کا موم روشنی کے لئے استعمال ہوتا ہے جب کہ شہد کے استعمال میں شفاء کارفرما ہے اس کے بعد لوگوں کے احوال اور ان کی عمر کے بارے میں وضاحت کی گئی ہے کہ کوئی شخص بچپن میں فوت ہو جاتا ہے جب کہ کچھ لوگ ذلیل عمر تک پہنچ جاتے ہیں جب وہ محتاج ہوتے ہیں اور ان کا حافظہ ختم ہو جاتا ہے کچھ یاد نہیں رہتا ہے بار بار پہلے سوال کو دہراتے رہتے ہیں اس میں بھی اللہ کی قدرت پر واضح دلیل ہے، بعد ازاں بتایا گیا ہے کہ رزق کے معاملہ میں لوگ یکساں نہیں ہیں اور کچھ لوگ زیادہ سمجھدار ہوتے ہیں جبکہ کچھ لوگ بے وقوف ہوتے ہیں لیکن ان کے ہاں مال ودولت کی بہتات ہوتی ہے ظاہر ہے کہ رزق کی تقسیم اس ذات کی جانب سے ہے جو پیدا کرنے والا ہے اور جسے لامحدود علم حاصل ہے، گویا کہ رزق کا تعلق عقل کے ساتھ وابستہ نہیں ہے بعض بے عقل لوگوں کے پاس بے حساب دولت ہوتی ہے، امام شافعیؒ فرماتے ہیں وَمِنَ الدَّلِيْلِ عَلَى الْقَضَآءِ وَكَوْنِهٖ بُؤْسَ اللَّبِيْبِ وَطِيْبَ عَيْشِ الْاَحْمَقِ ''اللہ کی تقدیر کے کارفرما ہونے کی دلیل ہے کہ روشن دماغ شخص تنگ دست ہے جبکہ بے وقوف شخص کی زندگی نہایت عمدہ ہے'' ایک فارسی شاعر کے دو اشعار ملاحظہ فرمائیں ؎

اگر روزی بدانش برفزودے — زناداں تنگ تر روزی نبودے
بناداں آں چناں روزی رساند — کہ عاقل اندراں حیراں بماند

تشریح: اللہ تمہارا خالق ہے اس نے تمہیں عدم سے وجود بخشا تم کچھ بھی نہ تھے اور تمہارے معبود بھی کچھ حقیقت نہیں رکھتے ہیں جن کی تم پوجا کرتے ہو اور اللہ کی عبادت سے روگردانی کرتے ہو اللہ نے تمہاری زندگی کی مدت کو معین کیا تم میں کچھ لوگ جلدی موت سے ہم کنار ہو جاتے ہیں اور کچھ لوگ بڑھاپے کی عمر کو پہنچ کر فوت ہوتے ہیں جبکہ قوتیں کمزور ہو جاتی ہیں حواس باختہ ہو جاتے ہیں بوڑھا شخص ایک بچے کے روپ میں نظر آتا ہے، ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے جہاں کچھ دیگر فتنوں سے پناہ طلب کی ہے وہاں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذلیل عمر سے بھی پناہ طلب کی ہے ایسا بڑھاپا جس میں اٹھنا بیٹھنا دشوار ہو۔
(صحیح بخاری کتاب الدعوات باب ۴۴، صحیح مسلم کتاب الذکر باب ۱۵، مسند احمد ۱/۱۸۳)
اس وقت کیفیت یہ ہوتی ہے کہ عقل جواب دے جاتی ہے نسیان کا غلبہ ہوتا ہے انسان فوراً اس چیز کو فراموش کر جاتا ہے جس سے اسے ایک سیکنڈ پہلے آگاہ کیا گیا تھا دوبارہ وہی سوال پھر دہراتا ہے لیکن اللہ پاک کا وصف یہ ہے کہ اللہ کو ہر چیز کا علم ہے وہ نسیان سے محفوظ ذات ہے بلکہ وہ تو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے اس کو کوئی عاجز نہیں کر سکتا۔

وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ: اللہ تعالیٰ اس آیت میں مشرکین کے کفر اور ان کی جہالت کو طشت از بام کر رہے ہیں کہ انہوں نے اللہ کے ساتھ شریک بنا رکھے ہیں جب کہ وہ حج کرتے ہوئے یہ کلمات کہتے ہیں کہ ہم اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہیں اے اللہ تیرا کوئی شریک نہیں البتہ جو تیرا شریک ہے تو اس کا مالک ہے وہ کسی چیز کا مالک نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے اس نظریہ کی تردید کرتے ہوئے واضح کیا کہ تم اپنے غلاموں کو اپنے رزق میں شریک کرتے ہو؟ ہرگز نہیں تو اللہ تعالیٰ کو یہ بات کیسے پسند ہو سکتی ہے کہ تم الوہیت اور تعظیم میں اس کے بندوں کو اللہ کے برابر سمجھو تم میرے لئے اس چیز کو درست کیوں قرار دیتے ہو جس کو اپنے لئے درست نہیں سمجھتے ہو کیا تم میں سے کسی کا غلام اپنے آقا کی بیوی میں فراش کے لحاظ سے شریک ہو سکتا ہے تو اگر تم اپنے لئے اس کو صحیح نہیں سمجھتے ہو تو اللہ پاک کی ذات کے لئے کیسے صحیح قرار دے سکتے ہو کہ اس کا شریک ہے۔

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا: اللہ نے آدم سے اس کی بیوی (حواء) کو پیدا کیا اسی طرح تمہارے لئے تمہاری بیویوں سے بیٹوں اور پوتوں کو پیدا فرمایا یہ سب کچھ دنیوی زیب و زینت ہے آپس میں رہنے سہنے کیلئے اُنس ومودت کو جلوہ گر فرمایا اور تمہیں لذیذ قسم کے کھانوں اور مشروبات سے نوازا تمہیں خوبصورت عمدہ ملبوسات سے نوازا تو اس واضح اور ظاہر دلیل کے بعد تم بتوں کو اپنے پروردگار کا شریک بناتے ہو کہ وہ تمہیں فوائد سے ہم کنار کرتے ہیں اور مصائب سے تحفظ عطا کرتے ہیں اور وہ اللہ کی بارگاہ میں سفارش کریں گے ہرگز نہیں اس میں کچھ حقیقت نہیں سب کچھ جھوٹ کا پلندا ہے، مزید تعجب انگیز حقیقت یہ ہے کہ تم پر اللہ پاک کے جو انعامات سایہ فگن ہیں ان کا تم انکار کر رہے ہو کہ یہ انعامات خالق مطلق کی جانب سے نہیں بلکہ ان جملہ انعامات کی نسبت اپنے خود ساختہ بتوں کی جانب کرتے ہو جبکہ ان کے قبضہء قدرت میں ہرگز کچھ نہیں ہے بلکہ وہ تو نہ صرف یہ کہ کسی کو فوائد سے ہمکنار نہیں کر سکتے بلکہ نقصانات سے تحفظ بھی نہیں عطا کر سکتے ہیں بلکہ وہ تو شعور سے خالی ہیں جمادات ہیں ان میں روح نہیں ہے کچھ سکت نہیں ہے لاشئی ہیں۔

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ شَيْئًا وَّلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿۷۳﴾ فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ ط اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۷۴﴾ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّجَهْرًا ط هَلْ يَسْتَوٗنَ ط اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ط بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰىهُ اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ ط هَلْ يَسْتَوِيْ هُوَ وَمَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَهُوَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۷۶﴾ ع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: اور وہ اللہ کے علاوہ اس کی عبادت کرتے ہیں جو ان کے لئے آسمانوں سے بارش اور زمین سے نباتات کے اُگانے کا کچھ اختیار نہیں رکھتے ہیں اور نہ وہ استطاعت رکھتے ہیں (۷۳) پس تم اللہ کی ذات کے لئے شریک بیان نہ کرو بلاشبہ اللہ علم رکھتا ہے اور تم نہیں جانتے ہو (۷۴) اللہ نے اس انسان کی مثال بیان کی ہے جو غلام ہے کسی کے قبضہ میں ہے اسے کسی چیز پر قدرت حاصل نہیں ہے اور اس شخص کی جس کو ہم نے فراوانی کے ساتھ روزی عطا کی ہے تو وہ اس سے درپردہ اور بظاہر خرچ کرتا ہے کیا وہ برابر ہیں؟ سب حمد وثنا اللہ کے لئے ہے بلکہ ان میں اکثر لوگ نہیں جانتے ہیں (۷۵) اور اللہ نے ایک اور مثال بیان کی ہے دو شخص ہیں ان میں سے ایک گونگا ہے اسے کسی چیز پر قدرت حاصل نہیں ہے اور وہ اپنے آقا پر بوجھ ہے وہ اسے جدھر روانہ کرتا ہے وہ کچھ فائدہ نہیں لاتا کیا یہ شخص اور وہ شخص جو لوگوں کو عدل وانصاف کا حکم دیتا ہے جب کہ وہ درست راستہ پر ہے دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ (۷۶)

لغوی تحقیق: اَلْاَمْثَالُ جمع ہے اس کا واحد مَثَالٌ ہے اس سے مقصود یہ ہے کہ اللہ کے برابر کوئی نہیں ہے، فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا کا بھی یہی مفہوم ہے، اَبْكَمُ گونگا اس کا مادہ (ب ک م) ہے، بعض لوگ خلقت کے لحاظ سے گونگے ہوتے ہیں جب کہ بعض کسی عارضی سبب کے باعث گونگے ہوتے ہیں جب کہ بعض کی قوت سامعہ درست ہوتی ہے البتہ زبان میں رکاوٹ ہوتی ہے ان سے بات نہیں ہوتی، کَلٌّ بوجھل ہوا، اس سے کام نہ ہو سکا۔ (المراغی ۲۳۶/۵)

اجمالی خاکہ: بتوں کے پجاریوں کا رد کیا جا رہا ہے انہیں دو مثالوں سے واضح کیا جا رہا ہے کہ ان کی عبادت بے فائدہ ہے پہلی مثال میں ایک ایسے غلام کا ذکر ہے جو کسی کے ملک میں ہے اسے کسی چیز پر دسترس حاصل نہیں ہے اس کے مقابلہ میں ایک آزاد شخص ہے جو مالدار ہے سخی ہے ظاہر پوشیدہ خرچ کرتا رہتا ہے کیا وہ دونوں برابر ہیں اگرچہ شکل وصورت اور انسان ہونے کے لحاظ سے برابر ہیں لیکن وہ شخص جو آزاد ہے مال خرچ کر رہا ہے اس کے برابر اس غلام کو کیسے رکھا جا سکتا ہے جسے کسی چیز پر قدرت حاصل نہیں ہے؟ جب کہ دوسری مثال میں ایک شخص گونگا ہے غلام ہے عاجز ہے کسی بہتر کام کو سرانجام دینے پر اسے قدرت حاصل نہیں ہے وہ اپنے آقا پر بوجھ ہے جبکہ دوسرا شخص قادر الکلام ہے قوت والا ہے اگرچہ وہ دونوں انسان ہونے کے لحاظ سے برابر ہیں جبکہ اہل علم کے ہاں دونوں ہرگز برابر نہیں ہیں گویا کہ بت وغیرہ جو جمادات سے ہیں وہ جہانوں کے پروردگار کے برابر کیسے ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔

تشریح: اللہ پاک کی ذات کے ساتھ اس کے سوا کو اس کا شریک بنانے والے اللہ کے سوا ان معبودوں کی عبادت کرتے ہیں جو انہیں رزق عطا کرنے کی قدرت نہیں رکھتے ہیں وہ بارش نہیں برسا سکتے انہیں کسی چیز پر کچھ قدرت حاصل نہیں ہے تو ان کو اللہ کے برابر کیسے قرار دیا جا سکتا ہے جب کہ اللہ کی ذات کا کوئی مثل اور مشابہ نہیں ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ: اللہ پاک کو تمہارے گناہوں کا علم ہے اور وہ تمہیں ان گناہوں کے سبب سخت عذاب میں مبتلا کرے گا جب کہ تم اس کے عذاب کی حقیقت سے بے خبر ہو اسی لئے تو تم نے دلیری کی اور بتوں کی جانب ایسے افعال کو منسوب کیا جس کا ان سے صادر ہونا ممکن ہی نہیں۔

پہلی مثال: تمہاری مثال جب تم اللہ کے ساتھ بتوں کو شریک بنا رہے ہو اس شخص کی سی ہے جو ایک غلام کو جو تصرف سے محروم ہے اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو ایک آزاد شخص کے برابر سمجھتا ہے جو تصرف کے لحاظ سے آزاد ہے جیسے وہ چاہتا ہے خرچ کرتا ہے ان دونوں کے بارے میں فطرت کی یہ گواہی ہے کہ وہ دونوں احترام کے لحاظ سے برابر نہیں ہیں اگر چہ شکل وصورت کے لحاظ سے برابر ہیں چنانچہ اسی طرح کسی صاحب بصیرت کے لئے ہرگز جائز نہیں کہ وہ اللہ کی ذات کے برابر جو قادر مطلق ہے ان بتوں کو سمجھے جنہیں ہرگز کسی چیز پر قدرت حاصل نہیں ہے نہ وہ مالک ہیں۔

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ بَلْ اَکْثَرُھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ: ہر قسم کی حمد وثنا کے لائق مکمل طور پر اللہ تعالیٰ کی ذات ہے ہرگز وہ بت نہیں ہیں جن کے بارے میں تم دعویٰ کر رہے ہو پس صرف اسی ذات کی ہی تعریف کرو، وہ ہرگز تعریف کا استحقاق نہیں رکھتے ہیں تم جہالت کے پیش نظر انہیں عبادت اور تعریف کے لئے اللہ کا شریک بنا رہے ہیں۔

دوسری مثال: اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات اور ان معبودوں کی مثال جن کی وہ اللہ کے علاوہ عبادت کر رہے ہیں دو انسانوں کے ساتھ دی ہے ان میں ایک گونگا بہرا ہے نہ کسی کو کچھ باور کرا سکتا ہے نہ خود کچھ سمجھ سکتا ہے وہ اپنے اور اپنے کے علاوہ بھی کسی فائدہ کی قدرت نہیں رکھتا ہے بلکہ وہ تو خود کسی دوسرے شخص کا محتاج ہے تو ایسے شخص کو اس کا آقا کسی اہم کام کے کرنے کے لئے بھیجتا ہے تو وہ ہرگز کامیاب نہیں لوٹے گا اس کے مقابلہ میں دوسرا شخص عقلمند ہے اس کے حواس صحیح ہیں خود کو فائدہ پہنچانے کے ساتھ ساتھ دوسروں کو بھی فوائد پہنچاتا ہے لوگوں کو عدل وانصاف پر کاربند رہنے کا حکم دیتا ہے اس کی سیرت اسلامی ہے صحیح طور پر دین اسلام پر رواں دواں رہتا ہے کیا یہ دونوں برابر ہیں؟ ہرگز نہیں، اسی طرح وہ شخص جو کانوں سے بہرا ہے نہ سن سکتا ہے نہ بات کر سکتا ہے اس کی حیثیت تو ایک لکڑی جیسی ہے یا پیتل جیسی ہے جس سے کسی کو فائدہ نہیں ہوتا نہ خود کو فائدہ پہنچا سکتا ہے نہ کسی کی تکلیف کو ختم کر سکتا ہے وہ تو اس شخص پر بوجھ ہے جو اس کی عبادت کرتا ہے وہ لکڑی اور لوہا، تانبا معبود ایسے شخص کا محتاج ہے جو اسے اٹھائے اور کہیں رکھے اسکی خدمت کرے تو ایسا محتاج خدا اور وہ اللہ جو حق کی دعوت دیتا ہے سچائی کی تلقین کرتا ہے توحید کی طرف بلاتا ہے دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔

وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَاۤ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْهُوَ اَقْرَبُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۷۷﴾ وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا ۙ وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۙ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۸﴾ اَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرٰتٍ فِىْ جَوِّ السَّمَآءِ ؕ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۷۹﴾

ترجمہ: اور اللہ کو آسمانوں اور زمین کا پوشیدہ علم ہے اور قیامت کا معاملہ اللہ کی قدرت کے نزدیک نہیں ہے مگر آنکھ جھپکنے کے برابر ہے بلکہ اس سے بھی نزدیک ہے، بیشک اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے (۷۷) اور اللہ نے تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے باہر نکالا تم کچھ نہیں جانتے تھے اور تمہارے لئے کانوں اور آنکھوں اور دلوں کو پیدا کیا تا کہ تم شکریہ ادا کرو (۷۸) کیا یہ لوگ پرندوں کی جانب نہیں دیکھتے ہیں کہ وہ فضائے آسمانی میں اطاعت گزار ہیں انہیں نہیں محفوظ رکھتا ہے مگر اللہ بلاشبہ ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو ایمان والے ہیں (۷۹)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لغوی تحقیق: کَلَمۡحِ الۡبَصَرِ آنکھ کے ڈیلے کے اوپر کے حصہ کا نچلی جانب لوٹنا، اللَّمۡحُ بجلی کا چمکنا، محاورہ ہے لَاُرِیَنَّکَ لَمۡحًا بَاصِرًا میں تمہیں صاف طور پر دکھلا دوں گا۔ (مفردات امام راغب ص ۸۴۶)

بلاغت: ارشاد ربانی ﴿وَمَآ اَمۡرُ السَّاعَةِ اِلَّا کَلَمۡحِ الۡبَصَرِ﴾ میں تمثیل کی کیفیت ہے کہ قیامت اتنی تیزی کے ساتھ وقوع پذیر ہوگی جیسا کہ آنکھ کا جھپکنا ہے یا اس سے بھی کم وقت میں۔ (اعراب القرآن ۱۳-۱۴/۳۶۲/۱۴)

تناسب: قبل ازیں اللہ پاک نے اپنی ذات کے بارے میں آگاہ کیا ہے کہ اللہ تو عدل وانصاف کا حکم دیتا ہے اور عدل وانصاف کے علم کے لئے اس ذات کا علام الغیوب ہونا ضروری ہے قدرت اور علم میں کمال درجہ ہو اس کے بعد اللہ کے کامل علم کا ذکر ہو رہا ہے کہ اللہ پاک کو آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ چیزوں کا علم ہے اور اللہ کے وصف قدرت کا تقاضا ہے کہ آنکھ کے جھپکنے کے برابر یا اس سے کم وقت میں قیامت وقوع پذیر ہو جائے گی، بعدازاں توحید الٰہی کے دلائل کو بیان کیا جا رہا ہے کہ اللہ پاک کی ذات اپنے افعال کے لحاظ سے ممتاز ہے چنانچہ انسان کی تخلیق پر مختلف کیفیات گزری ہیں اسی طرح پرندے آسمان وزمین کے درمیان فضائے آسمانی میں مسخر ہیں ان کو فضا میں گرنے سے روکنے کو اللہ کی کمال قدرت کا سہارا ہے۔

تشریح: چونکہ اللہ کی ذات کو آسمانوں اور زمین کی تمام معلومات کا علم ہے اس نے اپنے علم کی بنا پر تحلیل وتحریم کو الگ الگ کر دیا چونکہ اللہ پاک کو مصالح اور نتائج کا علم تھا تو قیامت کا وقوع جس میں تمہیں تمہارے کاموں کا بدلہ جزا سزا کی شکل میں حاصل ہوگا اس کا وقوع اچانک ایک لمحہ یا اس سے بھی کم وقت میں ہوگا ایک زوردار چیخ کے ساتھ سب کائنات اس کی لپیٹ میں آ جائے گی بلاشبہ اللہ کو ہر چیز پر قدرت حاصل ہے جس کام کا وہ ارادہ کرتا ہے اس کے وقوع میں ہرگز ذرہ تاخیر ممکن نہیں، فوراً آنکھ جھپکنے سے زیادہ وقت نہیں گزرتا ہے کہ وہ کام تکمیل پذیر ہو جاتا ہے۔

وَاللّٰهُ اَخۡرَجَکُمۡ مِّنۡۢ بُطُوۡنِ اُمَّهٰتِکُمۡ: اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر اپنے احسان کا ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ان کی ماؤں کے پیٹوں سے نکالا انہیں ہرگز کچھ علم نہ تھا تو اللہ نے انہیں قوت سامعہ عطا کی جس کے ساتھ وہ آوازوں کو معلوم کرتے ہیں اور بینائی عطا کی جس سے وہ دیکھتے ہیں اور دل عطا کئے جسے عقل کا صحیح معنی میں مرکز کہنا چاہیے یا دماغ کو مرکز قرار دیا جاتا ہے جب کہ عقل کے ساتھ مضرت رساں اور فوائد بخش چیزوں کے درمیان فرق کیا جاتا ہے البتہ یہ قوتیں اور یہ حواس انسان کو آہستہ آہستہ عطا کئے جاتے ہیں جس قدر عمر میں اضافہ ہوتا جاتا ہے اسی قدر عقل اور دیگر اعضاء کی قوت میں اضافہ ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ جوانی کی منزل آ جاتی ہے، حقیقت یہ ہے کہ انسان کو عطا کردہ قوتیں اور حواس اللہ کی جانب سے ایک خاص عطیہ ہیں تاکہ وہ پروردگار عالم کی ربوبیت کا اعتراف کرنے کے بعد اس کی الوہیت کی جانب اس میں کشش رونما ہو۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے ایک حدیث قدسی بیان کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا جس شخص نے میرے دوست کے ساتھ دشمنی کی وہ میرے ساتھ لڑائی کرنے کیلئے میرے مقابلہ میں اترا اور میرا بندہ کسی نیکی کے ساتھ میرا تقرب حاصل نہیں کر سکتا جو فرائض کی ادائیگی سے بڑھ کر ہو اور میرا بندہ ہمیشہ میرا تقرب حاصل کرنے کیلئے نوافل کی ادائیگی میں مشغول رہتا ہے یہاں تک کہ اس کے اس عمل کے باعث اس کو اپنا محبوب بنالیتا ہوں تو جب میں اس کو اپنا محبوب بنالیتا ہوں تو میں اس کا کان ہو جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ سنتا ہے اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ پکڑتا ہے اور اس کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاؤں بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ چلتا ہے اس حالت میں جب وہ مجھ سے کسی عطیہ کا سوال کرتا ہے تو میں اسے عطیہ سے نوازتا ہوں اگر کسی ضرورت کیلئے دعا کرتا ہے تو میں اس کی دعا کو قبول کرتا ہوں اور میری ذات کے ساتھ پناہ طلب کرتا ہے تو میں اسے پناہ دیتا ہوں اور مجھے کسی کام میں ہرگز تردد نہیں ہوتا ہے جس کو میں نے کرنا ہے جبکہ مجھے ایمان دار شخص کی روح کے قبض کرنے میں تردد لاحق ہوتا ہے اس لئے کہ مومن شخص موت کو نہیں چاہتا اور میں اس کی ناپسندیدگی کو پسند نہیں کرتا ہوں جبکہ اس کی ضرورت ہے کہ موت کو مکروہ سمجھے۔ (صحیح بخاری کتاب الرقاق باب ۳۸، مسند احمد ۲۵۶/۶، جامع العلوم والحکم ح ۳۸، المراغی ۲۳۹/۵)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بندہ جب اخلاص کے ساتھ اللہ کی اطاعت کرتا ہے تو اس کے تمام افعال گویا کہ اللہ کی جانب منسوب ہوتے ہیں گویا کہ سننے والا اور دیکھنے والا اللہ ہی ہے گویا کہ اس کا دیکھنا، سننا، پکڑنا، چلنا اللہ کا ہے جب کہ اللہ نے اس کو مشروع قرار دیا ہے وہ حقیقتاً اللہ کی اطاعت میں مدہوش ہے اور اللہ سے اس کے سرانجام دینے کی استعانت کا طلب گار ہے۔ (ابن کثیر ۸۹۹/۲)

اَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرٰتٍ فِيْ جَوِّ السَّمَآءِ ۭ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ: اللہ کی قدرت کاملہ پر زبردست دلیل پیش کی جارہی ہے فرمایا یہ لوگ پرندوں کی جانب نظر اٹھا کر نہیں دیکھ رہے ہیں کہ وہ آسمان وزمین کے درمیان فضا میں نہایت اطمینان کے ساتھ اڑان کرتے ہیں ان کو زمین پر گرنے سے اللہ تعالیٰ تحفظ عطا کرتا ہے اس کی زبردست قدرت کا یہ شاہکار ہے حالانکہ پرندوں کے اجسام بوجھل ہوتے ہیں اور فضا کی ہوا میں اتنی قوت نہیں کہ انہیں تھام سکے نہ پرندوں کے لئے بالائی جانب سے کچھ سہارا ہوتا ہے اور نہ نچلی جانب میں بظاہر کوئی سہارا ہے البتہ اللہ تعالیٰ نے پرندوں کو جس قوت سے نوازا ہے اگر اللہ ان سے اس قوت کو چھین لیتا ہے تو ہرگز پرندے اڑان نہ کرسکیں گے بلکہ زمین کی سطح سے ذرہ بھر بلند ہونے کی بھی ان میں قدرت نہیں، پس تسلیم کرنا پڑے گا کہ جس قوت کے ساتھ وہ فضا میں اڑان کرتے پھرتے ہیں اور زمین پر گرتے نہیں ہیں اس میں اللہ کی قدرت کارفرما ہے۔

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ: فضا میں ان کا خودکو رکے رکھنا اور نیچے نہ گرنا اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ سب کچھ اللہ پاک کی قدرت کا کرشمہ ہے اس کا ہرگز کوئی شریک نہیں مزید تخصیص ایمان والوں کی ہے اس لئے کہ وہی فوائد حاصل کرتے ہیں اگرچہ بھی عقلمندوں کے لئے نشانیاں ہیں۔ (المراغی ۲۳۹/۵)

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْۢ بُيُوْتِكُمْ سَكَنًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ بُيُوْتًا تَسْتَخِفُّوْنَهَا يَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَيَوْمَ اِقَامَتِكُمْ ۙ وَمِنْ اَصْوَافِهَا وَاَوْبَارِهَا وَاَشْعَارِهَآ اَثَاثًا وَّ مَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ﴿۸۰﴾
وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا وَّجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ بَاْسَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ ﴿۸۱﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۸۲﴾ يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا وَاَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۳﴾ ع

ترجمہ: اور اللہ نے تمہارے لئے تمہارے گھروں کو سکونت کی جگہ بنایا اور تمہارے لئے چارپایوں کے چمڑوں سے گھر بنائے تم ان کو ہلکا سمجھتے ہوا پنے سفر کے دن اور اپنے قیام کے دن اور ان کی اُون اور ریشم اور ان کے بالوں سے گھر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا سامان اور کچھ وقت تک کے لئے فائدہ اٹھانے کا سامان بنایا (۸۰) اور اللہ نے تمہارے لئے اپنی مخلوق سے سایوں اور تمہارے لئے پہاڑوں سے غاریں اور تمہارے لئے اپنی مخلوقات سے سایوں کو بنایا اور تمہارے لئے پہاڑوں سے غاروں کو اور تمہارے لئے کپڑے بنائے جو تمہیں گرمی سے بچاتے ہیں اور کپڑے جو تمہیں تمہاری جنگ کی تکلیف سے تحفظ عطا کرتے ہیں اسی طرح اللہ اپنی نعمت کو تم پر پورا کرتا ہے تاکہ تم اطاعت گزار رہو (۸۱) پس اگر وہ روگردانی کریں تو اس کے سوا کچھ نہیں کہ تجھ پر ظاہر باہر پیغام پہنچانا ہے (۸۲) وہ اللہ کی نعمتوں کو پہچانتے ہیں پھر ان کا انکار کرتے ہیں اور ان میں زیادہ تر لوگ کافر ہیں (۸۳)

لغوی تحقیق: سَكَنًا سے مقصود مسکن، گھر ہے اور ظَعْنٌ سے مقصود جنگل میں کسی مقصد یا پانی کی تلاش یا چارہ کی تلاش میں نکلنا، ظَعِينَةٌ سفر کرنے والی عورت، صُوْفٌ بھیڑ کی اون، اس کی جمع اَصْوَافٌ ہے جب کہ اونٹ کی پشم کو وَبَرٌ اس کی جمع اَوْبَارٌ ہے اور بکری کے بالوں کو اَشْعَارٌ اس کا واحد شَعْرٌ ہے، اَلْاَثَاثُ گھر کا سامان اس کا واحد استعمال نہیں ہوتا ہے اَكْنَانٌ کا واحد كِنٌّ ہے اس سے مقصود غار اور چھپر ہے۔

تناسب: توحید کے دلائل کے اثبات کے بعد ان انعامات کا تذکرہ ہو رہا ہے جو بندوں پر ہیں انہیں رہائش کیلئے گھر عطا کئے ہیں بعض اوقات وہ چار پایوں کے چمڑوں سے تیار کئے جاتے ہیں چونکہ ان کا وزن نہیں ہوتا اس لئے سفر میں ان کا اٹھانا آسان رہتا ہے جب کہ پہاڑوں میں رہائش کیلئے محفوظ مقامات قلعے ہوتے ہیں اور گرمی سے بچاؤ کیلئے درختوں کے سائے، بادلوں کے سائے خیموں کے سائے اور گرمی سردی سے تحفظ کیلئے لباس ہیں اور جنگ وجدال میں تحفظ کیلئے لوہے کی زریں ہیں۔

تشریح: اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے تمہارے گھروں کو تمہاری رہائش گاہ بنایا تم اپنے گھروں میں سکونت اختیار کرتے ہو وہاں سر چھپاتے ہو، علاوہ ازیں ان کے ساتھ تمہارے بے شمار فوائد وابستہ ہیں علاوہ ازیں تم چار پایوں کے چمڑوں کو خیمہ کی شکل دے کر آرام کرتے ہو چنانچہ جانوروں کی پشم، اُون، اور بالوں سے تم خیمے تیار کرتے ہو جب تم سفر کے لئے روانہ ہوتے ہو تو چونکہ ان خیموں کا کچھ زیادہ وزن نہیں ہوتا ان کے اٹھانے میں تمہیں کچھ زیادہ تکلیف نہیں ہوتی پھر خیموں کے استوار کرنے میں بھی کچھ زیادہ دقت نہیں ہوتی، علاوہ ازیں تم بھیڑ کی اُون اونٹوں کی پشم اور بکری کے بالوں سے گھر کا فرش یا تجارت کے لئے گرم چادریں بناتے ہو اور اپنی ضرورت پوری کرتے ہو یہاں تک کہ وہ اپنے وقت پر بوسیدہ ہو جاتے ہیں اور تم زندگی بھر ان سے اپنی ضرورتوں کو پورا کرتے رہتے ہو، ذہن نشین کریں جن جانوروں کا گوشت کھانا مباح ہے ان کے چمڑے ان کی اُون ان کے بال وغیرہ پاک ہیں جب کہ انہیں زندہ جانوروں سے اتارا جائے یا ان کے ذبح کے بعد ان کی کھال وغیرہ اتار کر اسے مصرف میں لایا جا سکتا ہے چمڑوں وغیرہ کے استعمال کے جواز عدم جواز کی تفصیل کے لئے کتب احادیث کا مطالعہ کریں۔

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا: انعامات الٰہیہ میں سے یہ انعام بھی ہے کہ اللہ نے درختوں کو پیدا فرمایا تم شدید گرمی کے موسم میں ان کے سائے تلے آرام کرتے ہو درختوں کا یہ فائدہ بھی کچھ کم نہیں کہ درخت دن بھر آکسیجن چھوڑتے رہتے ہیں اور رات کو نائٹروجن گیس کو کھینچتے رہتے ہیں جس سے زندگی کی بہاریں قائم رہتی ہیں، اسی طرح پہاڑوں میں تمہارے لئے چھپنے اور رہائش کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لئے غاریں موجود ہیں تم ان میں آرام کرتے ہو اور اپنی تھکاوٹ کو دور کرتے ہو اور تمہاری بنیادی ضرورت لباس کو روئی اون اور دیگر ریشوں سٹیپل، ریشم وغیرہ سے مہیا فرمایا ہے خود کو گرمی اور سردی سے بچاتے ہو جب کہ شدت کی گرمی میں چلنا پھرنا نہایت ہی مشکل ہوتا ہے یہی حال موسم سرما کا ہے گرم چادروں اور لحافوں کا استعمال ضروری ہوتا ہے ان تمام نعمتوں سے تمہیں نوازا ہے بلکہ ماڈرن قسم کے کپڑے بازار میں موجود ہیں جن سے ضرورتیں پوری ہوتی ہیں پھر ان میں خوبصورتی بھی ہے جب کہ جہاد کے میدان میں تم ہتھیاروں سے تحفظ کے لئے لوہے کے تاروں سے بنی ہوئیں زریں استعمال کرتے ہو۔

لطیف نکتہ! آیت مبارکہ میں جب لباس کی نعمت کو بیان کیا گیا ہے تو کھلے الفاظ میں بتایا گیا ہے کہ لباس گرمی سے تحفظ عطا کرتا ہے اس لئے کہ ملک عرب میں گرمی زوردار ہوتی ہے، مزید برآں جس لباس میں گرمی سے تحفظ حاصل ہوتا ہے اس سے ٹھنڈک بھی حاصل ہوتی ہے گویا کہ گرمی سے بچاؤ دراصل ٹھنڈک کے حصول کے لئے ہے۔

كَذٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ: جیسا کہ اللہ نے ان چیزوں کو تمہارے لئے پیدا کیا ہے اور تم پر ان کا انعام کیا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ دینی دنیوی نعمتوں کو تم پر مکمل فرمائے گا اور جب تم دیگر ملکوں کو فتح کرو گے تو تمہیں بادشاہ بنائے گا اور تمہیں اسلامی حکومت کے قیام میں تمہاری مدد فرمائے گا اس طرح تم اللہ کی ذات کو صحیح معنی میں پہچان سکو گے۔

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ: اگر وہ روگردانی پر اصرار اور دلائل پر غور نہیں کریں گے تو آپ کو اس سے کچھ نقصان نہیں آپ انکے بارے میں افسوس نہ کریں آپ نے اپنا فریضہ ادا کر دیا اللہ کے پیغامات کو پہنچایا اس سے بڑھ کر آپ اور کیا کر سکتے تھے۔

يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا: یہ لوگ خوب جانتے ہیں کہ یہ سب نعمتیں اللہ کی جانب سے ہیں لیکن ان کا کردار ایسا ہے کہ اس کی جانب دیکھتے ہوئے معلوم ہوتا ہے کہ جب وہ منعم حقیقی کی عبادت نہیں کرتے ہیں اور شکریہ ادا نہیں کرتے ہیں بلکہ اللہ کا شکریہ ادا کرنے کی بجائے بتوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں، حقیقت یہ ہے کہ ان کی اکثریت اللہ کے پیغمبر کی مخالف ہے ان میں سرکشی اور تکبر ہے اور قلیل تعداد میں وہ لوگ ہیں جن کے نزدیک اللہ کے پیغمبر کی صداقت واضح نہیں ہے جب وہ دلائل کو صحیح نظر سے نہیں دیکھتے ہیں اور راہ حق پر نہیں چلتے ہیں اور حقیقت پر غور نہیں کرتے ہیں۔

وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَاِذَا رَاَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الْعَذَابَ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۸۵﴾ وَاِذَا رَاَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا شُرَكَآءَهُمْ قَالُوْا رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ شُرَكَآؤُنَا الَّذِيْنَ كُنَّا نَدْعُوْا مِنْ دُوْنِكَ فَاَلْقَوْا اِلَيْهِمُ الْقَوْلَ اِنَّكُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۸۶﴾ وَاَلْقَوْا اِلَى اللّٰهِ يَوْمَئِذِ ۨالسَّلَمَ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۸۷﴾ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ زِدْنٰهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يُفْسِدُوْنَ ﴿۸۸﴾

ترجمہ: اور جس دن ہم امت سے ایک گواہ کو اٹھائیں گے پھر کفار کو اجازت نہ دی جائے گی اور نہ ان سے اللہ کی رضا کی جانب رجوع کرنے کا مطالبہ کیا جائے گا (۸۴) اور جب ظالم لوگ عذاب کا معائنہ کریں گے تو نہ ان سے عذاب کو ہلکا کیا جائے گا اور نہ انہیں مہلت دی جائے گی (۸۵) اور جب شرک کرنیوالے اپنے شریکوں کو دیکھیں گے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو وہ کہیں گے اے ہمارے پروردگار! یہ ہمارے شریک ہیں تیرے سوا جن کی ہم پرستش کرتے تھے تو شرک کرنیوالے ان کی جانب پیغام بھیجیں گے کہ یہ لوگ جھوٹ کہہ رہے ہیں (۸۶) اور یہ لوگ اللہ کی جانب اس دن صلح کا پیغام بھیجیں گے اور ان سے گم ہو جائے گا جو وہ جھوٹ باندھتے تھے (۸۷) وہ لوگ جو کافر ہوئے اور انہوں نے اللہ کے راستہ سے روکا ہم انہیں عذاب پر عذاب دیں گے اس وجہ سے کہ وہ فساد کرتے تھے (۸۸)

لغوی تحقیق: وَلَاهُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ انہیں مجبور نہیں کیا جائے گا کہ وہ اپنے پروردگار کو خوش کریں اس لئے کہ آخرت ایسا گھر نہیں جہاں کسی کو مکلّف قرار دیا جائے اور نہ انہیں دنیوی زندگی کی جانب جانے دیا جائے گا کہ وہ توبہ کریں، مادہ (ع ت ب) ہے اس کا معنی ناراضگی ہے اس سے اسم اَلْعُتْبٰی ہے، مقصود اس شخص کا لوٹنا جس پر ناراض ہوا گیا ہے، ایسے عمل کی جانب جو ناراض شخص کو خوش کر دے۔ (قرطبی ۱۶۲/۵)

www.KitaboSunnat.com

تشریح: اے پیغمبر! (ﷺ) آپ ان مشرکین کو ڈرائیں جس دن کہ ہم ہر امت سے ان پر ایک گواہ اٹھائیں گے جو اس کے بارے میں گواہی دے گا کہ اس نے اللہ کی جانب دعوت دینے والے داعی کی دعوت کا کیا جواب دیا، ذہن نشین کریں کہ داعی سے مقصود اللہ کے پیغمبر ہیں جنہیں ان کی جانب رسول بنا کر بھیجا گیا کہ وہ اللہ کی ذات پر ایمان لائیں اور اللہ کی فرماں برداری کریں یا اللہ کی ذات کا انکار کریں اور نافرمانی کریں تو انبیاء علیہم السلام کی گواہی کے بعد کفار کی بات کو سنا نہیں جائے گا نہ ان کی جانب دھیان کیا جائے، ظاہر ہے کہ یہی گواہی ان کے بارے میں فیصلہ کے لئے کافی ہے اس دوران دوزخ کو ان پر بند کر دیا جائے گا نہ انہیں تکلیف دی جائے گی کہ وہ اپنے پروردگار کو خوش کریں ظاہر ہے کہ آخرت تو دار التکلیف نہیں ہے جب کہ دنیا ہی دار التکلیف تھی اور نہ ان سے مطالبہ کیا جائے گا کہ وہ توبہ کر کے اللہ کی ناراضگی کو ختم کریں اس لئے کہ آخرت تو دار الجزا ہے دار العمل نہیں ہے، بہر حال ہر گز دنیا کی جانب لوٹنا نہیں ہے اور جب ظالم لوگ جنہوں نے انبیاء علیہم السلام کی نبوت کا انکار کیا وہ عذاب کا معائنہ کریں گے تو انہیں کوئی چیز اللہ کے عذاب سے تحفظ عطا نہ کر سکے گی۔

وَاِذَا رَاَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا شُرَكَآءَهُمْ: اور جب مشرک لوگ اپنے بتوں کو دیکھیں گے جن کی وہ عبادت کیا کرتے تھے تو وہ میدان حشر میں اپنے معبودوں کے پیچھے پیچھے چلیں گے یہاں تک کہ انہیں دوزخ میں گرا دیں گے، صحیح مسلم میں وارد ہے کہ جو شخص جس کی عبادت کرتا ہوگا اس کو حکم دیا جائے گا کہ وہ اپنے معبود کے پیچھے جائے چنانچہ سورج کو معبود قرار دینے والے سورج کا تعاقب کریں گے اور چاند کی عبادت کرنے والے چاند کے پیچھے چلیں گے اور بتوں کی عبادت کرنے والے بتوں کے پیچھے چلیں گے [حدیث طویل ہے]۔ (صحیح بخاری کتاب التوحید باب ۲۴، کتاب الرقاق باب ۵۲، صحیح مسلم کتاب الایمان باب ۸۰، مسند احمد ۲۷۵/۲)

تو وہ کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار! یہ ہمارے شرکاء ہیں جن کو ہم نے آپ کے ساتھ شریک بنایا جن کو ہم تیرے سوا پکارتے رہے جبکہ بت جن کی وہ عبادت کرتے تھے وہ ان کی عبادت کو جھوٹا قرار دیں گے اللہ تعالیٰ انہیں قوت گویائی عطا کریں گے اس وقت کفار کی رسوائی عیاں ہو جائے گی اور ان سے محو ہو جائے گا جس کو شیطان نے ان کے لئے خوبصورت بنا کر پیش کیا تھا کہ بتوں کی سفارش کی امید پر قناعت اختیار کئے ہوتے تھے۔

اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ: جن لوگوں نے آپ کی نبوت کا انکار کیا اور آپ نے اللہ کی جانب سے جو کچھ پیش کیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کوانہوں نے جھوٹ قرار دیا اور ایمان لانے سے لوگوں کو دور رکھا ہم انہیں ان کے کفر کے سبب اس عذاب سے زیادہ عذاب دیں گے جس کے وہ مستحق تھے جب کہ وہ اللہ کی راہ سے روکنے میں مسلسل لگے رہے ایک عذاب ان کے کفر کے باعث اور دوسرا عذاب کہ وہ دین حق سے روکتے رہے، حاکم اور بیہقی میں عبداللہ بن مسعود سے حدیث مروی ہے نبی ﷺ نے فرمایا دوزخی لوگ جب دوزخ کی شدت کی گرمی سے گھبراہٹ کا اظہار کریں گے اور وہ ایسی دوزخ میں جانے کا کہیں گے جو گہرائی کے لحاظ سے ٹخنوں کے برابر ہو جب اس میں داخل ہوں گے تو وہاں ان پر خچروں کے برابر بچھو حملہ آور ہوں بچھوں سیاہ خچروں کی مانند ہوں گے سانپ بُختی اونٹوں جیسے ہوں گے وہ انہیں تکلیف میں مبتلا کرتے رہیں گے انہیں کاٹتے رہیں گے معلوم ہوا کفار عذاب کے لحاظ سے مختلف ہوں گے جیسا کہ ایماندار لوگ درجات کے لحاظ سے مختلف ہوں گے ایک قول یہ بھی ہے کہ دوزخ جو شدید گرم ہے اس سے نکال کر اس دوزخ میں گرایا جائے گا جو اس آگ کی بہ نسبت انتہائی ٹھنڈی ہوگی کہ اس کو برداشت کرنا بھی ممکن نہیں جیسا کہ شدید قسم کی گرمی کو بھی برداشت کرنا ممکن نہیں اللہ محفوظ فرمائے، آمین ۔ (المراغی ۲۴۶/۵)

وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا عَلَيْهِمْ مِّنْ اَنْفُسِهِمْ وَجِئْنَابِكَ شَهِيْدًا عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ ط وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿۸۹﴾ ع

ترجمہ: اور جس دن ہم ہر امت میں ان پر ان سے ہی ایک گواہ اٹھائیں گے اور ہم تجھ کو ان [کفار] پر گواہ لائیں گے اور ہم نے آپ پر کتاب کو اتارا جو ہر چیز کو بیان کرتی ہے اور راہ دکھاتی ہے اور رحمت اور خوشخبری ہے مسلمانوں کیلئے (۸۹)

تشریح: اے پیغمبر! (ﷺ) آپ قیامت کے دن اور اس کی ہولنا کیوں کو یاد رکھیں جس دن اللہ ہر امت کے پیغمبر کو ان پر گواہ پیش کرے گا تا کہ کسی شخص کی معذرت باقی نہ رہے اور سبھی پر دلیل قائم ہو جائے اور آپ کو آپ کی امت پر بطور گواہ لائیں گے کہ آپ کی امت نے آپ کی دعوت کا کیا جواب دیا اور جس شریعت کیساتھ ہم نے آپ کو مبعوث کیا اس پر وہ کار بند رہے! حقیقت یہ ہے کہ یہ آیت مبارکہ سورۃ نساء کی آیت نمبر ۴۱ کے مفہوم کے مطابق ہے، جیسا کہ ایک حدیث میں وارد ہے کہ جب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ پر اس سورت کی تلاوت کی اور اس آیت کی تلاوت کی تو رسول اللہ ﷺ نے اسے مخاطب کیا کہ آپ کیلئے بس اتنا ہی کافی ہے آپ کے اس ارشاد پر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اپنے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی جانب دیکھا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو گر رہے تھے۔ (صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۃ ۴ باب ۹ صحیح ترمذی کتاب التفسیر سورۃ ۴ باب ۱۱)

اس کے بعد اللہ کے پیغمبر پر اس آیت کی وحی اتری ﴿وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ﴾ اے پیغمبر! ہم نے آپ پر اس قرآن کو اتارا ہے وہ ان سب چیزوں کو بیان کرتا ہے جن کی لوگوں کو ضرورت ہے حلال، حرام، ثواب، عقاب، کے مسائل نیز گمراہی سے ہدایت کو واضح کیا جو شخص قرآن پاک کی تصدیق کرتا ہے اس کے بارے میں رحمت ہے، مزید برآں اس کے مشمولات پر عمل پیرا ہے، حلال کو حلال گردانتا ہے، حرام کو حرام گردانتا ہے، جو شخص اللہ کی اطاعت کرتا ہے اس کو خوشخبری عطا کرتا ہے کہ اسے اخروی زندگی میں بہت زیادہ ثواب سے نوازا جائے گا اس کا تعلق اس سے پہلے مضمون کے ساتھ یہ ہے کہ جس اللہ نے آپ پر قرآن پاک کے پہنچانے کو فرض قرار دیا ہے وہ قیامت کے دن آپ سے اس کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بارے میں سوال کرے گا ارشاد ربانی ہے ﴿فَلَنَسْئَلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ وَلَنَسْئَلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ﴾ (الاعراف:۶)''ہم ان لوگوں سے دریافت کریں گے جن کی جانب بھیجا گیا اور ہم پیغمبروں سے بھی دریافت کریں گے'' ایک دوسرے مقام میں فرمایا کہ جس اللہ نے تجھ پر قرآن پہنچانے کو فرض قرار دیا ہے وہ تجھے اپنی جانب لوٹائے گا اور تجھ سے دریافت کرے گا کہ جس چیز کو تجھ پر فرض کیا تھا اس کو ادا کیا؟ ذہن نشین کریں کہ قرآن پاک کی وضاحت قرآن پاک کے ساتھ اور اس کی وضاحت اللہ کے پیغمبر کے بیان کے ساتھ ہے ارشاد ربانی ہے ﴿وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾ (الحشر:۷)''جو کچھ اللہ کا پیغمبر تمہیں عطا کرے اسے مضبوطی کے ساتھ پکڑ و اور جس سے روک دے اس سے رک جاؤ'' ارشاد نبوی ہے خبردار! مجھے قرآن پاک اور اس کے ساتھ اس کا مثل عطا کیا گیا ہے۔ (صحیح ابی داؤد کتاب السنہ باب ۶، مسند احمد ۱۳۱/۴)

اس سے مقصود آپ کی احادیث مبارکہ ہیں اسی طرح صحابہ کرام کی وضاحتیں اور ثقہ مجتہد قسم کے علماء کی وضاحتیں اور تشریحات بھی اس لائق ہیں کہ ان پر عمل کیا جائے، ارشاد نبوی ملاحظہ فرمائیں، تم میری سنت اور خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑ و جو میرے بعد ہوں گے تم نے اس کو مضبوطی کے ساتھ پکڑنا ہوگا۔ (صحیح ابی داؤد کتاب السنہ باب ۶۵ صحیح ترمذی کتاب العلم باب ۱۶، مسند احمد ۱۲۷/۴)

چنانچہ آپ ﷺ کے ارشاد کے مطابق آئمہ کرام نے اجتہاد سے کام لیا اور اپنے سے بعد آنے والوں کے لئے دین کے معاملات کو آسان انداز سے پیش کیا اور کتاب اللہ اور سنت صحیحہ سے مسائل کا استنباط کیا اور کتاب اللہ اور سنت صحیحہ کی روشنی میں اسلامی شریعت کو مدون کیا جس چشمہ صافی سے ہر دور کے مسلمان اپنی پیاس بجھاتے ہیں۔ (الراعی ۲۴۶/۵-۲۴۷)

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَ
الْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۹۰﴾ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ
بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۹۱﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا
كَالَّتِيْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ ۢ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا ۭ تَتَّخِذُوْنَ اَيْمَانَكُمْ دَخَلًۢا بَيْنَكُمْ اَنْ تَكُوْنَ
اُمَّةٌ هِيَ اَرْبٰى مِنْ اُمَّةٍ ۭ اِنَّمَا يَبْلُوْكُمُ اللّٰهُ بِهٖ ۭ وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَا كُنْتُمْ فِيْهِ
تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۹۲﴾ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ
يَّشَآءُ ۭ وَلَتُسْئَلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾

ترجمہ: بلاشبہ اللہ انصاف اور اچھے کاموں اور قرابت داروں کو عطیہ دینے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی اور ناپسندیدہ کاموں اور زیادتی سے روکتا ہے تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو (۹۰) اور اللہ کے وعدہ کو پورا کرو جب وعدہ کرو اور قسموں کو پختہ کرنے کے بعد نہ توڑو جب کہ تم نے اللہ کو اپنے اوپر نگہبان بنایا ہے، بلاشبہ اللہ کو علم ہے جو تم کر رہے ہو (۹۱) اور تم اس عورت کی مانند نہ ہونا کہ جس نے اپنے کاتے ہوئے سوت کو توڑ ڈالا بعد اس کے درست ہونے کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا تم اپنی قسموں کو اپنے درمیان مکر بناتے ہو تا کہ ایک جماعت دوسری سے زیادہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو جائے بلاشبہ اللہ تم کو اس زیادتی کے ساتھ آزماتا ہے اور تمہارے لئے قیامت کے دن اس چیز کو واضح کرے گا جس میں تم اختلاف کرتے تھے (۹۲) اور اگر اللہ چاہتا تو تم سب کو ایک امت بنا دیتا البتہ جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت عطا کرتا ہے اور ضرور تم سے سوال ہوگا جو کچھ تم کرتے رہے (۹۳)

مفردات کی وضاحت: اَلْعَدْلُ لغت میں ہر چیز میں برابری کا نام ہے کمی زیادتی نہ ہو یہاں پر مقصود نیکی اور برائی کے بدلہ کا نام ہے، اِحْسَان کسی شخص کے اچھے سلوک پر اس سے زیادہ صلہ رحمی اور رواداری سے پیش آنا اور کسی کی زیادتی کو معاف کرنا، اَنْکَاث کا واحد نِکْثٌ ہے، سوت کاتنے کے بعد اسے توڑ دینا، اَلْفَحْشَاءُ سے مقصود قبیح قسم کا قول اور فعل جیسے زنا، شراب نوشی اور چوری وغیرہ، دَخَلٌ مکر، دھوکہ ابوعبیدہ کا قول ہے جو کام صحیح نہ ہو اس پر دخل کا اطلاق ہوتا ہے بلکہ جو شخص عہد کی پاسداری کا مدعی ہے جبکہ اس کے دل میں عہد کو پامال کرنا ہے، اَرْبٰی جو تعداد میں زیادہ ہے، اس نے سود دیا، مادہ (ر ب و) ہے۔ (المراغی ۲۴۸/۵)

تشریح: قبل ازیں اللہ پاک نے بیان فرمایا ہے کہ قرآن پاک ایسی کتاب ہے جس میں ہر چیز کی وضاحت موجود ہے اس کے بعد اس آیت کو ذکر فرمایا جس میں دین اسلام کے تمام اصولوں کو جامعیت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے مفسرین کا اختلاف ہے کہ عدل اور احسان سے کیا مقصود ہے، ایک قول یہ ہے کہ عدل سے مقصود لا الہ الا اللہ کا کلمہ ہے جو اللہ کی توحید پر مشتمل ہے جب کہ احسان سے مقصود فرائض کو ادا کرنا ہے، مقصود یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حکم دے رہے ہیں کہ اس کے بندے دین اسلام کے بارے میں درمیانے راہ پر گامزن رہیں افراط اور تفریط سے کنارہ کش رہیں، احسان کی تفسیر بخاری، مسلم کی حدیث میں واضح ہے کہ آپ اللہ کی عبادت میں اس انداز سے انہاک اختیار کریں گویا کہ آپ اللہ کی ذات کا مشاہدہ کر رہے ہیں اگر یہ کیفیت ظہور پذیر نہ ہو سکے تو اس کیفیت کا ظہور ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے دیکھ رہے ہیں۔ (صحیح بخاری کتاب الایمان باب ۳۷، صحیح مسلم کتاب الایمان باب ۱، صحیح ابی داؤد کتاب السنہ باب ۱۶، صحیح ترمذی کتاب الایمان باب ۴، صحیح ابن ماجہ مقدمہ باب ۹، مسند احمد ۴۲۶/۲)

شریعت اسلامیہ میں اس کا نام احسان ہے اور قرابت داروں کو ان کی ضرورت کے مطابق عطیہ دینا بھی عدل اور احسان کے معنی میں شامل ہے ظاہر ہے کہ قرابت داروں کا حق مقدم ہے اور قرابت داروں کا نام قرآن پاک کی اصطلاح میں ذوی الارحام ہے جب کہ لفظ رحم ایسا لفظ ہے کہ رحمان جو اللہ کا وصفی نام ہے اس کا مادہ بھی (ر ح م) ہے۔

وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ: قبیح عادت یا فعل کو فحشاء کہا جاتا ہے اس سے روکا گیا ہے جب کہ منکر سے مقصود وہ کام ہیں جن کے انجام دینے سے شریعت روکتی ہے اور بغی سے مقصود تکبر ہے لغت عرب کے لحاظ سے حد سے تجاوز کرنا ہے، ذہن نشین کریں کہ یہ آیت مبارکہ امر بالمعروف نہی عن المنکر کے کام کو فرض قرار دے رہی ہے آیت کے آخر میں جملہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں وعظ فرما رہے ہیں تاکہ تم اس پر کاربند ہو جاؤ اور وعظ و نصیحت کے مطابق تم خود کو سنوار سکو۔

وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ: مامورات اور منہیات کے اجمالاً بیان کرنے کے بعد اب بعض کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا جا رہا ہے کہ جب تم کسی سے پختہ عہد کرو تو اس کو پورا کرو معلوم ہوتا ہے یہ حکم عام ہے آپ نے کسی مسلمان سے معاہدہ کیا ہے یا کسی کافر سے کیا ہے دونوں صورتوں میں عہد کا ایفاء ضروری ہے بلاشبہ اللہ کو علم ہے کہ تم وعدہ اور قسم کو پورا کرتے ہو یا نہیں اس کے بارے میں آپ سے بازپرس ہوگی تمہیں ڈرنا چاہیے احکام الٰہیہ پر کاربند رہو، مخالفت کا خیال بھی نہ کرو اس لئے کہ مخالفت کے سبب کہیں تم اللہ کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جانب سے دردناک عذاب میں گرفتار نہ کئے جاؤ۔

وَلَا تَكُونُوا كَالَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا: اے لوگو! تم پختہ قسم اٹھانے کے بعد اگر قسم توڑ دیتے ہو قسم کو پورا نہیں کرتے ہو اس عورت کی طرح نہ ہو جاؤ جس نے حماقت کرتے ہوئے سوت کاتنے کے بعد اس کو ریزہ ریزہ کر دیا جس طرح کہ وہ عورت احمق اور بے وقوف ہے اسی طرح تم بھی بے وقوف ہو جب تم پختہ عہد کے بعد عہد شکنی کرتے ہوئے اسے ختم کر دیتے ہو اور عہد کا کچھ خیال نہیں کرتے ہو تم جو قسمیں اٹھاتے ہو کہ جس کیساتھ تم نے عہد کیا ہے اس کیساتھ عہد کو پورا کرو گے پھر اس کیساتھ تم دھوکہ کر رہے ہو تم انہیں اطمینان دلوانے کے بعد دھوکہ کر رہے ہو اور تم انکے علاوہ دیگر لوگوں کے ساتھ معاہدہ کر رہے ہو اس لئے کہ ان کی تعداد زیادہ ہے اور انکے پاس ساز و سامان کی بہتات ہے تمہارے لئے ہرگز درست نہیں تمہارے لئے بہر حال ضروری ہے کہ تم عہد کا خیال رکھو اور اس کو پورا کرو۔

إِنَّمَا يَبْلُوكُمُ اللَّهُ بِهِ: اس معاملہ میں اللہ تعالیٰ تمہاری آزمائش کر رہے ہیں کہ تم معاہدہ کا ایفاء کرتے ہو یا قریش کی بہتات کے باعث اور ایمانداروں کی تعداد کے کم ہونے کے اور بظاہر کمزور ہونے کے لحاظ سے معاہدہ ختم کر دیتے ہو۔

وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ: قیامت کے دن جب تم بارگاہ الٰہی میں حاضری دو گے تا کہ ہر جماعت کو اس کے اعمال کے مطابق بدلہ دیا جائے تو تمہارا پروردگار تمہارے اختلاف کو ختم کرے گا جب کہ ایماندار شخص نے اللہ کی وحدانیت کا اقرار کیا اور آخر الزمان پیغمبر کی نبوت کو تسلیم کیا اور کافر شخص نے اللہ کی توحید کا انکار کیا اور آخر الزمان پیغمبر کی نبوت کا انکار کیا۔

وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً: اگر اللہ چاہتا تو سب لوگوں کو فطرت کے مطابق ایک دین پر چلا دیتا اور انہیں اختیار نہ دیتا تو پھر ان میں اور چیونٹیوں اور شہد کی مکھیوں میں کیا فرق ہوتا اور ان سب کی ارواح کو فرشتوں جیسی بنا دیتا جن کی فطرت میں اللہ کی عبادت ہے اور اطاعت ہے اور اطاعت سے خود کو روکنا نہیں ہے جب کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو اختیار عطا کیا اور ان میں استعداد کو مختلف بنایا اختیار کے باعث ثواب و عقاب کا اس کے ساتھ معاملہ ہوتا ہے انجام کار توحید کا عقیدہ رکھنے والوں اور اعمال صالحہ کرنے والوں کو جنت میں اعزاز کے ساتھ مقام ملے گا جبکہ ازلی استعداد اور اختیار کے باعث مشرک انسان کو جو اللہ تعالیٰ کے احکام کی نافرمانی کرتا رہا اسے دوزخ میں گرایا جائے گا پھر قیامت کے دن تم سب کا محاسبہ کرنے کے بعد اعمال صالحہ پر اچھا بدلہ اور بد اعمالیوں پر سزا کے عمل سے گزرنا ہوگا۔

وَلَا تَتَّخِذُوا أَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌ بَعْدَ ثُبُوتِهَا وَتَذُوقُوا السُّوءَ بِمَا صَدَدتُّمْ عَن سَبِيلِ اللَّهِ ۖ وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿٩٤﴾ وَلَا تَشْتَرُوا بِعَهْدِ اللَّهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ۚ إِنَّمَا عِندَ اللَّهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٩٥﴾ مَا عِندَكُمْ يَنفَدُ ۖ وَمَا عِندَ اللَّهِ بَاقٍ ۗ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِينَ صَبَرُوا أَجْرَهُم بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٩٦﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً ۖ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُم بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٩٧﴾

ترجمہ: اور تم اپنی قسموں کو آپس میں دھوکہ دہی کا ذریعہ نہ بناؤ کہ قدم برقرار ہونے کے بعد پھسل جاتا ہے اور تم سزا کے مستحق ہو جاؤ اس وجہ سے کہ تم نے اللہ کی راہ سے روکا اور تمہارے لئے بڑا عذاب ہے (۹۴) اور تم اللہ کے عہد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بدلے تھوڑا فائدہ حاصل نہ کرو بلاشبہ جو چیز اللہ کے پاس ہے وہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم معلوم کرلو(۹۵) جو چیز تمہارے پاس ہے وہ ختم ہو جائیگی اور جو اللہ کے پاس ہے وہ ہمیشہ ہے اور ہم ان لوگوں کو جنہوں نے صبر کیا ان کی مزدوری کا بہت اچھا بدلہ دیں گے اس وجہ سے کہ وہ عمل کرتے رہے(۹۶) جس شخص نے اعمال صالحہ کئے مرد ہے یا عورت اور وہ مسلمان ہے تو یقیناً ہم اسے پاکیزہ زندگی اور انہیں ان کی مزدوری دیں گے اس لئے کہ وہ بہت اچھے اعمال کرتے رہے(۹۷)

لغوی تحقیق: فَتَزِلَّ پھسل جاتا ہے اس کا مصدر زَلَّةٌ ہے، پاؤں پھسل جانے کی مثال اس شخص کے بارے میں استعمال ہوتی ہے جو خوشحالی کے بعد کسی مصیبت میں گرفتار ہو جائے صحت و عافیت کے بعد بیماری کی لپیٹ میں آ جائے، حَيٰوةً طَيِّبَةً سے مقصود قناعت کی زندگی ہے کہ دنیوی لذات کی جانب حرص و آز ختم ہو جائے اور مشقت کی زندگی ہے۔

بلاغت: ارشاد ربانی میں استعارہ تمثیلیہ ہے کسی عظیم کام کے سرانجام دینے میں قسم اٹھانا جس کی بنیاد دھوکہ پر ہو اس سے روکا گیا ہے، دراصل اس شخص کے لئے استعارہ ہے جس کی حالت درست ہے وہ صاحب استقامت ہے لیکن کسی بہت بڑی مصیبت میں گرفتار ہو جاتا ہے اس میں گر پڑتا ہے ثابت قدم نہیں رہتا، اور لفظ قَدَمٌ کا ذکر ہوا ہے ظاہر ہے کہ جب قدم پھسل جاتا ہے تو انسان اچھی حالت سے بری حالت کی جانب منتقل ہو جاتا ہے، چنانچہ کُثَيِّر عزہ شاعر اپنی محبوبہ عزہ کے بارے میں کہتا ہے ۔ فَلَمَّا تَوافَيْنَا ثَبَتُّ وَزَلَّتِ ''کہ جب ہم دونوں کی ملاقات ہوئی تو اس وقت میں تو اپنے مقام پر ڈٹا رہا لیکن عزہ محبوبہ کے پاؤں ڈگمگا گئے'' چنانچہ اہل عرب ہر اس شخص کے بارے میں کہتے ہیں جو عافیت کے بعد کسی مصیبت میں گرفتار ہوتا ہے یا کسی بھنور میں گر پڑتا ہے، زَلَّتْ قَدَمُهُ اس کا پاؤں پھسل گیا۔ (قرطبی ۱۸۲/۵)

تشریح: تم اپنی قسموں کو دھوکہ بازی کا ذریعہ نہ بناؤ صراحتاً اس سے روک دیا گیا ہے قبل ازیں ضمناً اس سے روکنے کا ذکر ہے جس سے روکا گیا ہے اس کی قباحت کو مبالغہ سے بیان کرنا مقصود ہے اگر تم اس روش پر چلو گے تو تمہارے پاؤں راہ صواب سے اتر جائیں گے تمہیں بے وفائی کے سبب دنیوی عذاب سے دوچار ہونا ہوگا جب کہ آخرت میں بہت بڑے عذاب میں مبتلا ہونا ہے یعنی دوزخ میں داخل ہونا ہے، مزید وضاحت ملاحظہ فرمائیں، اولاً تو انہوں نے اسلام لانے کے بعد پختہ قسمیں اٹھائیں بعد ازاں بعض افراد نے اپنی تعداد کے کم ہونے کے باعث اور مشرکین کی تعداد کے زیادہ ہونے کے خطرہ سے بیعت کو توڑ ڈالا انہیں متنبہ کیا جا رہا ہے کہ اگر اسلام لانے کے بعد تم راہ صواب سے خود کو دور کر رہے ہو جب کہ اسلام لانے کے وقت تمہارے قدم مضبوط تھے تو اس طرح تم دیگر اسلام لانے والوں کے لئے بُرا نمونہ بنو گے تمہاری دیکھا دیکھی کچھ اور لوگ بھی اسی راہ پر چلنا شروع کر دیں گے اس کے نتیجہ میں تمہیں دنیا میں شدید قسم کے عذاب سے واسطہ پڑے گا تمہیں موت کے گھاٹ اتار دیا جائے گا یا تمہیں قید و بند کی مصیبتیں جھیلنا ہوں گی تمہارا مال و متاع تم سے چھین لیا جائے گا اور تمہیں تمہارے وطن سے جلاوطن کر دیا جائے گا جب کہ اخروی زندگی میں تمہیں سخت عذاب میں گرفتار کیا جائے گا کہ تم نے اسلام کو کیوں چھوڑا۔

وَلَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا: تم عہد کو توڑ کر اس کے بدلے دنیوی مال و متاع کو حاصل نہ کرو اس مال کی تو ایمان کے مقابلہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں کچھ حیثیت نہیں ہے، دراصل ان لوگوں کی جانب اشارہ ہے کہ شیطان نے انہیں آمادہ کیا کہ تم نے جو معاہدہ اللہ کے پیغمبر کے ساتھ کیا ہے اسے ختم کرو، ایماندار لوگ تو کمزور ہیں جب کہ قریش کا غلبہ ہے اور وہ ان پر اپنا مال بھی خرچ کریں گے اگر وہ اسلام سے باز آ جائیں گے، تو اللہ تعالیٰ نے انہیں خبردار کیا ہے اور انہیں روکا ہے کہ وہ اسلام کی دولت کے عوض دنیوی سامان کو ترجیح نہ دیں، حقیقت یہ ہے کہ دنیا اور اس کی نعمتیں تو زوال پذیر ہیں اگرچہ دنیا کی مدت کتنی زیادہ کیوں نہ ہو جب کہ اخروی زندگی میں اللہ کے خزانے نہ ختم ہونے والے ہیں تو اخروی زندگی کو بہتر بنانے کے لئے کوشش کرو۔

وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا اَجْرَهُمْ: جو لوگ ایماندار ہیں اور وہ مشرکین کی اذیتوں پر صبر کرتے ہیں اور احکام اسلامی کی ادائیگی پر رواں دواں رہتے ہیں انہیں ان کے اعمال حسنہ کے مطابق بڑے ثواب سے ہمکنار کریں گے اس لئے کہ انہوں نے اسلام کے احکام کے مطابق عمل کیا اور اس راہ میں آنے والی تکالیف ومحن کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا۔

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى: اللہ پاک اس شخص سے وعدہ فرما رہے ہیں جو مرد ہے یا عورت، جو کتاب اللہ اور سنت رسول کے مطابق زندگی گزارتا ہے اور اس کے دل میں ایمان موجزن ہے اس کی دنیوی زندگی کو بھی اللہ پاک بہتر بنائیں گے اور اخروی زندگی میں اس کے اعمال کا اچھا بدلہ عطا کریں گے دنیوی زندگی کے بہتر ہونے کی کیفیت یہ ہے کہ اسے ہر طرف سے آرام حاصل ہوگا اسے رزق حلال دستیاب ہوگا قناعت کے وصف کے ساتھ موصوف ہوگا سکون واطمینان سے اس کا دل اور دماغ مسرتوں سے بہرہ ور ہوگا، چنانچہ مسند احمد میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں ارشاد نبوی ہے وہ شخص کامیاب ہے جو اسلام لایا اور اسے اس قدر رزق میسر آیا جو میانہ روی زندگی گزارنے کے لئے کافی ہے اور اس نے قناعت کے ساتھ زندگی بسر کی۔

(صحیح ترمذی کتاب الزہد باب ۲۲، صحیح ابن ماجہ کتاب الزہد باب ۹، مسند احمد ۲/۱۶۸، تفسیر ابن کثیر ۲/۹۰۸)

ترمذی اور نسائی میں حدیث مروی ہے کہ وہ شخص کامیاب ہے جسے اسلام کی جانب راہ نمائی حاصل ہوئی اور اس کی زندگی میں قناعت کارفرما ہے۔ (صحیح ترمذی کتاب الزہد باب ۲۲، احادیث الصحیحہ ح ۱۵۰۶، تفسیر ابن کثیر ۲/۹۰۸)

انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ کسی ایماندار شخص کے اچھے عمل کو ضائع نہیں کرتا ہے دنیوی زندگی میں بھی اسے اس کا بدلہ دیا جاتا ہے جبکہ اخروی زندگی میں اسے اجر وثواب سے نوازا جائیگا جبکہ کافر شخص کو اس کے اعمال حسنہ کے بدلے اسکی دنیوی زندگی خوراک وغیرہ کے لحاظ سے بہتر ہوتی ہے اور جب وہ اخروی زندگی میں قدم زن ہوگا تو اسکے پاس ایک نیکی بھی نہ ہوگی کہ اسکے سبب اسے اجر وثواب دیا جائے۔ (تفسیر ابن کثیر ۲/۹۰۸، صحیح مسلم کتاب المنافقین باب ۱۴، مسند احمد ۳/۱۲۳)

فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ﴿۹۸﴾ اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۹۹﴾ اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ ع

ترجمہ: جب آپ قرآن پڑھنا چاہیں تو اللہ کے ساتھ شیطان مردود سے پناہ طلب کریں (۹۸) بلاشبہ اس کا غلبہ ان لوگوں پر نہیں ہوتا ہے جو ایمان لائے اور اپنے پروردگار پر بھروسہ کرتے ہیں (۹۹) سوائے اس کے نہیں کہ اس کا غلبہ تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان لوگوں پر ہوتا ہے جو اس کے ساتھ دوستی رکھتے ہیں اور ان لوگوں پر جو اللہ کے ساتھ شریک بناتے ہیں (۱۰۰)

لغوی تحقیق: قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ سے مقصود یہ ہے کہ جب آپ قرآن کے پڑھنے کا ارادہ کریں جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ جب آپ کھانا تناول کرنے کا ارادہ کریں تو بسم اللہ پڑھیں۔

تناسب: قبل ازیں اللہ پاک نے بیان فرمایا کہ وہ ایمان والوں کو ان کے اچھے اعمال پر بدلہ عطا کرتا ہے اس کے ساتھ ہی اس حقیقت کی جانب راہ نمائی کی ہے کہ اعمال صالحہ کے بجالانے کے وقت آپ خود کو شیطان کے وسوسوں سے تحفظ عطا کریں۔

تشریح: جب آپ قرآن پاک کی تلاوت کرنے کا ارادہ کریں تو آغاز میں شیطان مردود سے پناہ طلب کرتے ہوئے اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم پڑھیں تا کہ آپ پر آپ کی قرأت خلط ملط نہ ہو اور آپ قرآن پاک کے معانی اور مطالب میں تدبر کرسکیں پس جب نبی ﷺ کو یہ حکم ہے حالانکہ آپ معصوم تھے تو پھر امت مسلمہ کو تو شیطان کے تسلط سے تحفظ حاصل کرنے کے لئے تعوذ کے کلمات پڑھنے چاہئیں اس کے بعد واضح کیا ہے کہ لوگ دو قسم کے ہیں ایک قسم ان لوگوں کی ہے جو شیطان کے تسلط سے محفوظ رہتے ہیں ان کا تذکرہ بعد والی آیت مبارکہ میں ہے ان لوگوں پر اس کا تسلط نہیں ہوتا ہے جو ایمان کے وصف کے ساتھ موصوف ہونے کے بعد اللہ کی ملاقات پر یقین رکھتے ہیں اور اللہ کی ذات پر بھروسہ کرتے ہوئے اپنے تمام معاملات کو اللہ کی ذات کے سپرد کرتے ہیں اور اللہ کی ذات کے ساتھ اس سے پناہ طلب کرتے ہیں وہ شیطان کے وسوسوں کو قبول ہی نہیں کرتے ہیں اور نہ اس کے قدموں کے پیچھے رواں دواں رہتے ہیں ارشاد ربانی ہے ﴿اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْغٰوِیْنَ﴾ (الحجر:۴۲) ”بلاشبہ میرے بندوں پر تجھے تسلط نہیں ہے البتہ ان لوگوں پر ہے جو گمراہ لوگوں سے تیری پیروی کریں“ تاہم اس کا غلبہ ان لوگوں پر ہوتا ہے جو اس کے وسوسوں کو حقیقت کا روپ پہنا کر ان کو بروئے کار لانے کی کوشش کرتے ہیں اور وہ لوگ جو اس کے بہکانے کے سبب اللہ کی ذات کے ساتھ شرکاء بناتے ہیں جن کو اپنا سفارشی سمجھتے ہیں اور ان کے نقش قدم پر گامزن ہوتے ہوئے ابلیس کے لشکر میں خود کو شامل کر لیتے ہیں۔(اعاذنا اللہ من نزغات الشیطن)

وَاِذَا بَدَّلْنَآ اٰیَةً مَّکَانَ اٰیَةٍ وَّاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا یُنَزِّلُ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مُفْتَرٍ ط بَلْ اَکْثَرُهُمْ لَا
یَعْلَمُوْنَ﴿۱۰۱﴾ قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّکَ بِالْحَقِّ لِیُثَبِّتَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ هُدًی
وَّبُشْرٰی لِلْمُسْلِمِیْنَ﴿۱۰۲﴾ وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ یَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا یُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ ط لِسَانُ الَّذِیْ
یُلْحِدُوْنَ اِلَیْهِ اَعْجَمِیٌّ وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِیٌّ مُّبِیْنٌ﴿۱۰۳﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ لَا
یَهْدِیْهِمُ اللّٰهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ﴿۱۰۴﴾ اِنَّمَا یَفْتَرِی الْکَذِبَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ
وَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْکٰذِبُوْنَ﴿۱۰۵﴾

ترجمہ: اور جب ہم ایک آیت کو دوسری آیت کے بدل لاتے ہیں اور اللہ کو خوب علم ہے جو کچھ وہ اتارتا ہے تو وہ کہتے ہیں سوائے اس کے نہیں کہ تو جھوٹ بنانے والا ہے بلکہ ان میں زیادہ لوگ نہیں جانتے ہیں (۱۰۱) آپ بتائیں اس کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روح القدس نے آپ کے پروردگار کی جانب سے سچائی کیساتھ اتارا ہے تاکہ ایمان والوں کو صحیح راہ پر ثابت رکھے اور ہدایت کے لئے اور مسلمانوں کو خوشخبری دینے کیلئے اتارا ہے(۱۰۲) اور بیشک ہم جانتے ہیں کہ کفار کہتے ہیں سوائے اس کے نہیں کہ اس پیغمبر کو ایک آدمی سکھلاتا ہے اس شخص کی زبان جس کی طرف نسبت کرتے ہیں **عجمی** ہے جب کہ اس قرآن کی زبان عربی واضح ہے(۱۰۳) بلاشبہ جو لوگ اللہ کی آیات پر ایمان نہیں رکھتے ہیں اللہ ان کی راہ نمائی نہیں کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے(۱۰۴) سوائے اس کے نہیں کہ جھوٹ، وہ لوگ باندھتے ہیں جو اللہ کی آیات پر ایمان نہیں رکھتے ہیں اور یہی وہ لوگ ہیں جو جھوٹے ہیں(۱۰۵)

لغوی تحقیق: آیت کی تبدیلی سے مقصود ایک آیت کو دوسری آیت کے ساتھ منسوخ کرنا ہے، اَلْاِلْحَادُ جھکاؤ، اسی لئے جو شخص راہ حق سے دوسری جانب جھکاؤ کرتا ہے اس کو ملحد کہا جاتا ہے، **اعجمی** اور **اعجم** کا اطلاق اس شخص پر ہوتا ہے جس کی زبان میں لکنت ہو خواہ اس کا تعلق عرب دنیا سے ہے یا عجمی ہے، چنانچہ زیاد نامی شخص عربی النسل تھا چونکہ اس کی زبان میں لکنت تھی اس لئے اس کو زیاد اعجمی کہا جاتا تھا۔ (المراغی ۵/۲۵۷)

تناسب: قبل ازیں اللہ پاک نے شیطان مردود کے وسوسہ سے پناہ طلب کرنے کا حکم دیا ہے، جب قرآن پاک کی تلاوت کی جائے اس کے بعد شیطان کے فتنہ اور وسوسہ کو بیان کیا ہے کہ محمد ﷺ کی نبوت کا انکار کرنے والے جو شکوک وشبہات پیش کرتے ہیں ان سے بچاؤ ضروری ہے ان میں سے دو شبہات کا ذکر ہو رہا ہے۔

شبہ اول: جب کتاب اللہ میں کوئی آیت نازل ہوتی جو گذشتہ شریعت کو منسوخ کرتی اس پر وہ لوگ محمد ﷺ کو عار دلاتے۔

شبہ ثانی: کفار نے کہا کہ محمد ﷺ جو کچھ پیش کر رہا ہے وہ اللہ کی جانب سے نہیں ہے بلکہ کسی انسان سے تعلیم حاصل کرتا ہے اور جس شخص کی جانب انہوں نے نسبت کی اس کی زبان عجمی تھی تو کیسے ایک عجمی شخص کو فصیح عربی زبان کی تعلیم دے سکتا ہے جس نے تمام عرب دنیا کو عاجز کر دیا کہ وہ اس کا مثل نہ لا سکے۔

تشریح: جب ہم ایک آیت کے حکم کو منسوخ کر کے اس کی جگہ دوسری آیت کے حکم کو لاتے ہیں جب کہ اللہ کو معلوم ہے کہ اس کی مخلوق کے لئے مناسب کیا ہے اس پر مشرکین نے کہا جو آپ کی تکذیب کرتے تھے کہ یہ شخص اللہ کی ذات کی جانب جھوٹ کی نسبت کر رہا ہے آج ایک کام کا حکم دیتا ہے دوسرے دن اس سے روک دیتا ہے ان کی یہ بات مبنی بر حقیقت نہ تھی اس لئے کہ تبدیلی کسی حکمت کے پیش نظر تھی اسی لئے انہیں ڈانٹ پلاتے ہوئے کہا ہے کہ تبدیلی خواہش نفس کے باعث نہیں بلکہ حکمت کا تقاضا جیسے ہوتا ہے تبدیلی کر دی جاتی ہے کیا یہ حقیقت نہیں کہ ایک معالج اپنے مریض کو ایک دوا کے استعمال کا حکم دیتا ہے جب مریض دوبارہ اس کے پاس جاتا ہے تو اسے پہلی دوا کے استعمال سے روک دیتا ہے اور تاثیر کے لحاظ سے اس کے مخالف دوا کے استعمال کا حکم دیتا ہے بالکل اسی طرح اسلامی شریعت کا حال ہے شریعت کے احکام زمانہ، مکان اور حالات کے تقاضوں کے ساتھ تبدیل ہوتے رہتے ہیں جیسا کہ ملکی قوانین حالات کے تقاضوں کے مطابق کچھ عرصہ بعد تبدیل ہو جاتے ہیں جیسا کہ سورۃ البقرۃ میں نسخ کی بحث میں اس کی وضاحت گزر چکی ہے وہاں ملاحظہ فرمائیں، اس کے بعد احکام کے نسخ کی حکمت کو بیان کیا جا رہا ہے چنانچہ اللہ پاک نے فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّکَ بِالْحَقِّ: آپ ان کے سامنے اس حقیقت کو واضح کریں کہ اس سلسلہ میں میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے ان کی وحی کو آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں حکمت الٰہیہ متقاضی ہوئی کہ ایمانداروں کو ایمان میں راسخ بنایا جائے دلائل قطعیہ ان کے سامنے پیش کئے جائیں جن میں اللہ پاک کی وحدانیت کا اثبات ہو رہا ہے اور اخلاقی طور پر امت مسلمہ کو ایسے بلند مقام پر لا کر کھڑا کر دیا ہے کہ کوئی دوسری امت اس کی برابری نہیں کر سکتی، اس وضاحت میں اشارہ موجود ہے کہ مشرک لوگ ان اوصاف سے عاری ہیں وہ نہ صرف یہ کہ گمراہ ہیں بلکہ دنیوی اخروی لحاظ سے ان کے لئے ذلت اور رسوائی ہے۔

وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ یَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا یُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ: ان کے دوسرے شبہ کا بیان ہو رہا ہے ہم جانتے ہیں کہ مشرکین جہالت کے پیش نظر کہتے ہیں کہ محمد ﷺ جس کو پڑھ پڑھ کر سنا رہا ہے اس کو اس کی تعلیم ایک انسان دے رہا ہے ہرگز اللہ کی جانب سے وحی نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے ان کے جھوٹ کا رد کرتے ہوئے واضح کیا ہے کہ تم جس شخص کے بارے میں کہہ رہے ہو کہ وہ محمد (ﷺ) کو تعلیم دیتا ہے وہ تو عجمی انسان ہے غلام ہے جسے تم رومی کہہ کر پکارتے ہو جب کہ قرآن کی زبان عربی ہے جس میں وضاحت کارفرما ہے تو کیسے ممکن ہے کہ جو شخص ایسا قرآن پیش کر رہا ہے جس میں نہ صرف یہ کہ فصاحت و بلاغت کارفرما ہے بلکہ اس کے مطالب ضرورت کے تمام مسائل پر مشتمل ہیں جب کہ ایک عربی انسان کیسے ایک عجمی انسان سے پڑھ کر پیش کر رہا ہے یہ بات تو صراحتاً عقل کے خلاف ہے ممکن ہی نہیں کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے جس شخص میں عقل کی رتی بھی موجود ہے وہ ایسی احمقانہ بات زبان پر ہرگز نہیں لا سکتا قرآن پاک تمہارے سامنے موجود ہے معمولی غور و فکر کے ساتھ تم اس کلام کو آسانی کے ساتھ سمجھ سکتے ہو۔ ایں خیال است محال است وجنوں

مزید برآں قرآن پاک کا اعجاز جس طرح الفاظ کے ساتھ مسلم ہے اسی طرح معانی کے لحاظ سے بھی اس میں اعجاز ہے کیا یہ حقیقت نہیں کہ قرآن پاک تو متنوع قسم کے علوم پر مشتمل ہے اس کے فہم کے لئے ضروری ہے کہ متخصص اہل علم سے اس کو سمجھا جائے ہرگز عقل باور نہیں کرتی ہے کہ محمد ﷺ جیسا شخص ایک بازاری قسم کے غلام سے جس کی زبان بھی عربی نہیں ہے بلکہ وہ رومی ہے اس سے قرآن کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد لوگوں تک پہنچاتا ہے جب کہ رومی شخص تو عربی زبان کے ابجد سے بھی واقف نہیں ہے، مزید برآں اے اہل عرب دانشورو! تم قوت بیان کے لحاظ سے فصاحت کے اونچے درجہ پر خود کو سمجھتے ہو اور نظم، نثر دونوں میں تم خود کو قادر الکلام باور کرتے ہو لیکن تم نے اپنے عجز کا اعتراف کر لیا ہے بلکہ عرب دنیا کے سبھی دانشوروں نے اپنے عجز کا اعتراف کرتے ہوئے کھلے الفاظ میں کہہ دیا ہے کہ قرآن کا مثل لانے سے ہم عاجز آ چکے ہیں تو پھر اس سے بڑی حماقت اور کیا ہو سکتی ہے کہ تم کہو اس کا ایک عجمی غلام معلم ہے جس کی زبان میں لکنت تھی ایک عربی شاعر کہتا ہے۔

فدعهم یزعمون الصبح لیلا ایعمی الناظرون عن الضیاء

ان لوگوں کو ذہن سے ختم کر دیجئے جو صبح کو رات سمجھتے ہیں تعجب ہے کہ کیسے ممکن ہے کہ جن کی قوت بصارت درست ہے وہ دن کی روشنی کو نہ دیکھ سکیں۔

اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ لَا یَهْدِیْهِمُ اللّٰهُ: جو لوگ قرآن پاک کی تصدیق نہیں کر رہے ہیں بلکہ اسے جھوٹ کا پلندہ قرار دے رہے ہیں کبھی پہلے لوگوں کی کہانیوں سے تعبیر کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں حق و صداقت کی جانب راہ نمائی عطا نہیں کرے گا اس لئے کہ انہوں نے کبائر گناہوں کے ارتکاب کے سبب خود کو ایمان کی روشنی سے محروم کر دیا ہے اس لئے قیامت کے دن جب وہ اپنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے تو انہیں ان کی بداعمالیوں کے سبب دردناک عذاب سے واسطہ پڑے گا۔

اِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ: جب کفار نے رسول اللہ ﷺ کو کذاب اور مفتری قرار دیا [نعوذ باللہ] تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بکواس کا رد کرتے ہوئے اس حقیقت سے پردہ اٹھایا ہے کہ وہ لوگ جھوٹ کہتے ہیں جو اللہ کی آیات اور دلائل کونیہ کی تصدیق نہیں کرتے ہیں، حقیقت یہ ہے کہ کائناتی دلائل نہ صرف یہ کہ اللہ کے وجود بلکہ اس کی وحدانیت پر نا قابل انکار واضح دلائل ہیں اور قریش قبیلہ کے سردار قسم کے لوگ جو آپ کو [نعوذ باللہ] جھوٹا کہہ رہے ہیں، درحقیقت وہ جھوٹے ہیں آپ جھوٹے نہیں ہیں آپ کا صادق امین ہونا تو ایسا لقب ہے جس کا کوئی صاحب شعور شخص انکار نہیں کرسکتا۔

مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝١٠٦ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝١٠٧ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰي قُلُوْبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ۝١٠٨ لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝١٠٩ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا وَصَبَرُوْٓا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝١١٠ ع يَوْمَ تَاْتِيْ كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَّفْسِهَا وَتُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝١١١

ترجمہ: جس شخص نے ایمان لانے کے بعد اللہ کا انکار کیا مگر وہ شخص جس پر جبر کیا گیا ہو اور اس کا دل ایمان کے ساتھ مطمئن ہے اور لیکن جس شخص نے کفر کے ساتھ سینے کو کھولا [یعنی کفر پر خوش ہوا] تو اللہ ان پر ناراض ہے اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے (۱۰٦) یہ ناراضگی اس وجہ سے ہے کہ انہوں نے دنیوی زندگی کو آخرت پر پسند کیا اور اس سبب سے ہے کہ اللہ کافروں کو راہ نہیں دکھاتا ہے (۱۰۷) یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں پر اللہ نے مہر لگا دی ہے اور ان کے کانوں اور آنکھوں پر اور یہ لوگ وہی بے خبر ہیں (۱۰۸) اس میں کچھ شک نہیں کہ یہی لوگ جو آخرت میں نقصان اٹھانے والے ہیں (۱۰۹) پھر آپ کا پروردگار ان لوگوں کو جنہوں نے ہجرت کی بعد اس کے کہ انہیں سزا دی گئی [تاکہ وہ کفر کا کلمہ کہیں] پھر انہوں نے جہاد کیا اور صبر کیا بے شک آپ کا پروردگار اس کے بعد ضرور معاف کرنے والا مہربان ہے (۱۱۰) اس دن ہر شخص آئے گا وہ اپنی ذات کی جانب سے جھگڑا کرے گا اور ہر شخص کو پورا پورا بدلہ دیا جائے گا جو اس نے اعمال کئے اور ان پر ظلم نہیں ہوگا (۱۱۱)

تناسب: قبل ازیں اللہ پاک نے ذکر کردہ آیات میں اس حقیقت کو واضح کیا ہے کہ قبیلہ قریش کے لوگوں نے آپ کی رسالت کا انکار کیا بلکہ آپ کو جھوٹا کہا اور جس کتاب کو آپ نے ان کے سامنے پیش کیا اس کو انسانی کلام کہا اللہ کا کلام قرار دینے سے انکار کیا انہیں سخت لہجہ میں ڈانٹا اس مناسبت کے پیش نظر اب ان لوگوں کا بیان ہو رہا ہے جو زبان کے ساتھ ایمان کا انکار کرتے ہیں جب کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کے دل ایمان کی دولت سے بھرپور ہیں۔

شانِ نزول: تفسیر ابن جریر میں وارد ہے کہ جب عمار بن یاسر نے اسلام کا اعلان کیا تو مشرکین نے اسے اپنی گرفت میں لے کر اسے خوب مارا پیٹا یہاں تک کہ اس نے نبی ﷺ کے حق میں جو کلمات کہے ان سے آپ کی حقارت مترشح ہو رہی تھی اس کے خلاف اس نے بتوں کا تذکرہ اچھے الفاظ میں کیا جب وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے اس سے استفسار کیا آپ کا کیا حال ہے؟ اس نے کہا بُرا حال ہے آپ کے خلاف زبان درازی کی اور بتوں کا تذکرہ اچھے انداز سے کیا، آپ نے استفسار کیا آپ کے دل کا کیا حال ہے؟ اس نے جواب دیا کہ دل تو ایمان کے باعث مطمئن ہے اسی واقعہ پر یہ آیت نازل ہوئی۔

بیان کیا جاتا ہے کہ قریش نے عمار اس کے والدین اور سمیہ کو مجبور کیا کہ وہ اسلام چھوڑ دیں انہوں نے انکار کیا تو انہوں نے سمیہ کو دو اونٹوں کے درمیان باندھا اور سمیہ کی شرمگاہ میں نیزہ مارا اس کو اور یاسر کو قتل کر دیا جب کہ عمار نے زبان سے کفر کا اقرار کیا صحابہ کرام نے نبی ﷺ کی خدمت میں عمار کے بارے میں کہا کہ وہ مرتد ہو گیا ہے آپ نے فرمایا ہرگز نہیں عمار تو سر سے پاؤں تک ایمان کی دولت سے بھرا ہوا ہے اس کے گوشت، خون میں ایمان سرایت کر چکا ہے اس دوران عمار آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اس کی آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبا آئیں تو رسول اللہ ﷺ نے اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کو صاف کیا۔

تشریح: اس میں کچھ شک شبہ نہیں جو شخص ایمان قبول کرنے کے بعد کفر کی جانب چلا جائے تو اس پر اللہ ناراض ہوتا ہے ہاں اگر اسے مجبور کیا جائے جب کہ اس کا دل ایمان کی روشنی سے منور ہے اور اللہ کے پیغمبر کی رسالت پر یقین ہے تو اس پر کچھ گناہ نہیں جیسا کہ عمار بن یاسر کا حال رہا البتہ جو لوگ انشراح صدر کے ساتھ کفر کو پسند کرتے ہیں تو ان پر اللہ ناراض ہو جاتا ہے اور ان کیلئے بہت بڑا عذاب تیار کیا ہے جس سے انہیں واسطہ پڑے گا اس کا سبب یہ ہے کہ انہوں نے دنیوی زندگی کو اخروی زندگی پر ترجیح دی اور یہ حقیقت ہے کہ اللہ پاک اس شخص کو توفیق عطا نہیں کرتا ہے جو احکام الٰہیہ کا انکار کرتا ہے دراصل اس نے نیکی کی جانب لے جانے والی استعداد کو کھو دیا اور اس کا دل شیطان کے وسوسوں کی آماجگاہ بن گیا ہے یہ ایسے لوگ ہیں جن کے دل مہر زدہ ہیں یہ ایمان لانے والے نہیں ہیں اور ان کے کان بہرے ہیں وہ اللہ کے داعی کی آواز کو سن نہیں پاتے ہیں اور ان کی آنکھیں اندھی ہیں وہ اللہ کی قدرت کے دلائل کو دیکھتے نہیں ہیں، بلاشبہ یہ لوگ اخروی زندگی میں تباہی و بربادی سے ہم کنار ہوں گے انہوں نے اپنی قیمتی زندگی کو لہو ولعب میں بسر کیا۔

یاد رکھیں! ہر انسان دنیوی زندگی میں ایک تاجر کی حیثیت رکھتا ہے اپنے پروردگار کے احکام کی اطاعت کرتے ہوئے اخروی سعادتوں سے اپنے دامن کو بھر لیتا ہے لیکن اگر وہ ایسا نہیں کرتا ہے تو اس کی تجارت نقصان سے دوچار ہوگی اور اخروی زندگی میں اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے جب کہ دوزخ تو بہت ہی بُرا ٹھکانہ ہے۔

مجاہدؒ تابعی کا قول: پہلے پہل جو خوش قسمت لوگ اسلام لائے ان کی تعداد سات ہے، ۱- محمد الرسول اللہ ﷺ، ۲- ابوبکر صدیق، ۳- خباب، ۴- صہیب، ۵- بلال، ۶- عمار، ۷- سمیہ، رسول اللہ ﷺ کو ابوطالب [آپ کے چچا] نے تحفظ عطا کیا اور ابوبکر کو اس کی قوم نے اپنی پناہ میں لیا دیگر افراد کو محبوس کر کے انہیں لوہے کی زرہ بطور قمیص پہنائی گئی اس کے بعد انہیں سخت گرم دھوپ میں بٹھایا گیا جس سے انہیں سخت تکالیف کا سامنا کرنا پڑا اس دوران ابوجہل ان کے پاس آیا انہیں گالیاں دیں اور انہیں ڈانٹ پلائی اور سمیہ نامی عورت کو گالیاں دیں اور اس کی شرمگاہ میں نیزہ مارا اور بلال کو جب سخت دھوپ میں لٹا کر انہیں اذیتوں سے ہم کنار کیا جاتا تو ان کی زبان پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کلمہ توحید کے الفاظ ہوتے وہ احد احد پکارتے تھے اور بچوں کے لئے وہ کھلونا تھے۔

ثُمَّ اِنَّ رَبَّکَ لِلَّذِیْنَ هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِمَا فُتِنُوْا: اے پیغمبر! بے شک آپ کا پروردگار ان لوگوں کو جنہوں نے اپنے گھروں کو چھوڑا اور اپنے رشتے داروں سے الگ ہوئے اور دارالاسلام کی جانب روانہ ہوئے جب کہ اس سے پہلے وہ مشرکین کی زد میں تھے مشرکین نے انہیں تکالیف میں مبتلا کیا اب ہجرت کے بعد انہوں نے مشرکین سے تلواروں نیزوں کے ساتھ جہاد کیا جب کہ ان کی زبان پر ان سے اور ان کے معبودوں سے برأت کے کلمات تھے انہوں نے میدان جہاد میں پامردی کے ساتھ کفار کا مقابلہ کیا تو بلاشبہ آپ کا پروردگار ان کے ان افعال کے بعد ان کے پہلے گناہوں پر پردہ ڈال دے گا اور انہیں معاف کر دے گا جس دن کہ ہر شخص اپنی ذات کی جانب سے جھگڑے گا اور خود کو نجات دلوانے کی کوشش کرے گا اپنے اعمال صالحہ کو پیش کرے گا اس وقت اس کو نہ اپنی اولاد کا خیال ہوگا نہ اپنے والدین کے بارے میں سوچے گا اور ہر شخص کو اس کے اعمال کا بدلہ عطا ہوگا جہاں نیکی کا اچھا بدلہ ملے گا وہاں برائی پر سزا سے ہم کنار ہونا ہوگا ہر شخص کو اپنا خیال ہوگا ارشاد ربانی ہے ﴿لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُّغْنِيْهِ﴾ (عبس: ۳۷) ''اس دن ان میں سے ہر شخص کی مشغولیت ہوگی جو اسے دوسرے سے مستغنی کر دے گی''

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۱۷﴾ وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ عَمِلُوا السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْٓا اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۹﴾ ع

ترجمہ: اور اللہ نے ایک بستی کی شان بیان کی ہے کہ وہ امن وامان سے بہرہ ور تھی اطمینان کی کیفیت والی تھی اسے فراخی کے ساتھ ہر جانب سے رزق مہیا ہوتا تھا تو اس کے مکینوں نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی تو اللہ نے اسے بھوک اور خوف کے لباس سے ہم کنار کیا بہ سبب اس کے جو وہ کرتے رہے (۱۱۲) اور بیشک ان کے پاس ایک پیغمبر ان کی جنس سے آیا تو انہوں نے اسے جھوٹا قرار دیا تو ان کو عذاب نے گرفت میں لیا اور وہ ظالم تھے (۱۱۳) پس تم کھاؤ اس سے جو اللہ نے تمہیں حلال پاکیزہ رزق عطا کیا ہے اور اللہ کی نعمت کا شکریہ ادا کرو اگر تم اس کی عبادت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہو(۱۱۴) یقیناً اس نے تم پر مردار اور خون اور خنزیر کے گوشت کو حرام کیا ہے اور اس چیز کو جس پر اللہ کے علاوہ ذبح کے وقت کسی اور کے نام کو پکارا گیا ہے لیکن جو شخص لاچار ہے ظلم کرنے والا نہیں ہے اور نہ حد سے تجاوز کرنے والا ہے پس بلاشبہ اللہ اس کو معاف کرنے والا مہربان ہے(۱۱۵) اور اس چیز کے بارے میں نہ کہو کہ جس کے بارے میں تمہاری زبان جھوٹ کہتی ہے کہ یہ حلال ہے اور وہ حرام ہے تاکہ تم اللہ پر جھوٹ باندھو بے شک وہ لوگ جو اللہ کے بارے میں جھوٹ کہتے ہیں وہ کامیاب نہیں ہوں گے(۱۱۶) ان کے لئے معمولی فائدہ ہے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے(۱۱۷) اور یہودیوں پر ہم نے حرام قرار دیا ان چیزوں کو جن کو ہم نے اس سے پہلے بیان کیا ہے اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا البتہ وہ اپنے آپ پر ظلم کرتے رہے(۱۱۸) پھر بلاشبہ آپ کا پروردگار ان لوگوں کے لئے جنہوں نے نادانی کے سبب برے اعمال کئے اس کے بعد انہوں نے توبہ کی اور اپنی اصلاح کی بلاشبہ آپ کا پروردگار اس کے بعد معاف کرنے والا مہربان ہے(۱۱۹)

تشریح: اللہ پاک نے ایک بستی کا تذکرہ فرمایا جس کے باشندے امن واطمینان کی زندگی گزار رہے تھے نہ دشمن کا خطرہ تھا نہ قحط سالی کا اندیشہ تھا نہ کسی دشمن کا خوف تھا کہ وہ اچانک حملہ آور ہو کر نہ صرف یہ کہ جانی نقصان سے ہمکنار کرے گا بلکہ کامیاب ہونے کے بعد نوجوانوں کو اپنا قیدی بنالے گا اس بستی والوں کی اقتصادی حالت قابل رشک ہے بیرون ملک سے بھی تجارتی قافلے اجناس کھانے پینے کی چیزیں پارچاجات وغیرہ لے کر وہاں پہنچتے رہتے تھے لیکن اس بستی کے مکینوں نے خوشحالی کے باعث خود کو اونچا قرار دیا اللہ کی نعمتوں کا شکریہ ادا کرنے کی بجائے کفران نعمت کرتے ہوئے اللہ پاک کی عظمت کو دلوں سے محو کر دیا کفران نعمت کے باعث وہ معاشرہ میں نہ صرف یہ کہ اقتصادی طور پر مفلس اور قلاش ہو گئے بلکہ دشمن کے حملہ کے خوف سے ان کے دلوں پر ہر وقت خوف طاری رہتا اس کیفیت میں ان کے پاس ایک پیغمبر ان کی قوم سے آیا جسے اللہ پاک نے مبعوث فرمایا اس بستی کے لوگ اس پیغمبر کے حسب ونسب سے واقف تھے وہ پیغمبر صادق اور امین کے لقب کے ساتھ متعارف تھا لیکن ان لوگوں نے اسے پیغمبر تسلیم کرنے سے انکار کیا جب انہوں نے اسے جھوٹا، دیوانہ، شاعر، جادوگر، افسانہ نویس قرار دیا تو ان کے کفر اور جھٹلانے کے باعث ان کو عذاب الٰہی نے اپنی لپیٹ میں لے لیا، ارشاد ربانی ہے ﴿وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا﴾ (الاسراء:۱۵) ''اور ہم ہرگز عذاب میں مبتلا نہیں کریں گے جب تک کہ ہم کسی پیغمبر کو نہ بھیجیں''

چنانچہ مکہ والوں کا یہی حال تھا کہ وہ حرم میں سکونت پذیر تھے جہاں امن وامان کا دور دورہ تھا جب کہ مکہ مکرمہ کے نواحی علاقے محفوظ نہ تھے وہاں ہر وقت خطرہ منڈلاتا رہتا کہ دشمن ان کے کسی شخص کو اٹھا کر نہ لے جائے اور موت کے گھاٹ نہ اتار دے لیکن مکہ مکرمہ کا شہر اور اس کے اردگرد کا علاقہ بالکل محفوظ تھا، علاوہ ازیں مکہ مکرمہ کو یہ خصوصیت حاصل تھی کہ ان کے ہاں ہر قسم کے پھل فروٹ وافر مقدار میں ہر وقت آتے رہتے تھے ان کی جانب ان میں سے ہی ایک شخص کو اللہ تعالیٰ نے پیغمبر کی حیثیت سے مبعوث فرمایا جس کے اصل نسب اور اس کے اخلاق سے وہ خوب واقف تھے اس نے انہیں کفر وشرک سے روکا لیکن انہوں نے انکار کیا اللہ کے پیغمبر کو جھوٹا قرار دیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی گرفت میں لیا اور بھوک اور ڈر کے باعث ان کی زندگی اجیرن ہوگئی جب آپ نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کے بارے میں بددعا کی کہ اے اللہ! مضر قبیلہ کے لوگوں پر اپنی گرفت کو سخت فرما اور انہیں اس طرح کی قحط سالی میں گرفتار کر جس طرح کی قحط سالی میں یوسف علیہ السلام کے دور میں ان کے بھائی مبتلا رہے اور ان کا سکون اور چین ختم ہو کر رہ گیا، چنانچہ انہوں نے بھوک کی شدت کے باعث مردار جانوروں سے اپنی بھوک کی آگ کو بجھایا بلکہ مردہ کتوں اور جلی ہوئی ہڈیوں سے اپنی بھوک کو بجھایا شدت بھوک کے باعث جب وہ آسمان کی جانب نگاہ اٹھاتے تو انہیں فضا میں دھواں نظر آتا اور اللہ کے پیغمبر کے فوجی دستوں کی گشت کے باعث ان کے لئے زمین پر رہنا مشکل ہو گیا زمین کی تنگ دامانی کا شکوہ ان کی زبانوں پر تھا، مزید برآں اللہ کے پیغمبر کے فوجی دستے ان کے قافلوں ان کے چار پایوں پر حملہ آور ہوتے اور ان سے سب کچھ لوٹ لیتے، بعدازاں غزوہ بدر میں ان کی معقول تعداد قتل ہو کر واصل جہنم ہوئی قرآن پاک کی اس آیت میں بھوک اور خوف کا لباس ثابت ہوا جب وہ ان دونوں کی لپیٹ میں بری طرح کچلے گئے جب کہ بھوک اور خوف کا ذائقہ اس قدر خوفناک تھا کہ اس کی کیفیت کو بیان کرنا آسان نہیں ہے آپ کسی ایسی چیز کو اپنی زبان پر رکھیں جس کی کڑواہٹ بے انتہا ہے اس کا تصور ہی مشکل ہے پھر کڑواہٹ کے ساتھ ساتھ اس میں نہایت ناقابل برداشت بدبو آ رہی ہو تو اس کے تصور سے ہی انسان کا امن وسکون غارت ہو جاتا ہے تو اس بدنصیب کا کیا حال ہوگا جس کی خوراک ہی یہ ہے۔

فَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا: قبل ازیں ان لوگوں کی کیفیت سے پردہ کشائی کی گئی تھی جنہوں نے انعامات الٰہیہ کا شکریہ ادا نہ کیا اور اللہ کے پیغمبر کو جھوٹا قرار دیا تو ان پر ان کے ظلم کے باعث عذاب نازل ہوا اس کے بعد اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایمانداروں کو حلال پاکیزہ چیزوں کے تناول کرنے کا حکم دیا ہے اور انعامات الٰہیہ پر شکریہ ادا کیا جائے اور پیغمبر کی اطاعت کی جائے کہیں ایسا نہ ہو کہ ان پر اسی طرح اللہ کا عذاب آ جائے جس طرح کے عذاب میں ان سے پہلے لوگ گرفتار ہوئے لیکن خبیث چیزوں کو تناول نہ کیا جائے اس سے مقصود مردار اور خنزیر کا گوشت ہے اور جن جانوروں یا صدقات، خیرات کو بتوں کے نام پر دیا جائے ان کا تناول کرنا جائز نہیں ہے اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ کسی جن، پیغمبر، ولی، زندہ یا مردہ کے نام پر دینا حرام ہے اور اس کا تناول کرنا بھی حرام ہے سورۂ بقرۃ کی تفسیر میں وضاحت ملاحظہ فرمائیں۔

فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ: شدید قسم کی بھوک کے وقت جب حلال چیز میسر نہ ہو تو ان محرمات سے ضرورت کے باعث تناول کرنا جائز ہے کسی دوسرے لاچار شخص پر زیادتی نہ کرے اور ضرورت سے زیادہ بھی تناول نہ کرے صرف اس قدر تناول درست ہے جس سے جان کا تحفظ ہو تو ایسی صورت میں تناول جائز ہے، سورۃ البقرۃ، سورۃ المائدۃ اور سورۃ الانعام میں اس مضمون کی آیات گزر چکی ہیں۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ: تم کسی چیز کو حلال حرام خواہشات کی بنیاد پر نہ کرو اور تم یہ بھی نہ کہو کہ یہ چیز میری رائے میں میرے خیال میں حلال ہے اور فلاں چیز حرام ہے بلادلیل کچھ نہ کہو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تم اللہ کی ذات کے بارے میں جھوٹ کہو گے کہ تم بلادلیل حلت وحرمت کی نسبت کو اللہ کی جانب کرو گے، اس میں کچھ شک نہیں کہ جو لوگ اللہ کی جانب جھوٹی نسبت کرتے ہیں خواہ معاملہ معمولی ہو یا غیر معمولی ہو وہ کبھی اپنے ان مقاصد میں کامیاب نہیں ہوں گے جن کے سبب انہوں نے اللہ کی جانب جھوٹ کی نسبت کی ظاہر ہے کہ جب ایسے لوگ معاشرہ میں جھوٹ کے وصف کے ساتھ مشہور ہو جاتے ہیں تو عوام الناس انہیں بنظر کراہت دیکھتے ہیں اس طرح وہ لوگ معاشرہ میں ذلت کی زندگی بسر کرتے ہیں جبکہ قیامت کے دن کی ذلت اور رسوائی اس کے علاوہ ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَتَاعٌ قَلِيْلٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ: اللہ کی ذات کے بارے میں جھوٹ کہہ کر جوفوائد وہ حاصل کر رہے ہیں ان کی کچھ حیثیت نہیں ہے جب کہ ان کے مقابلہ میں ان مضرتوں کا جائزہ لیا جائے کہ وہ کس قدر تباہی بربادی کا پیش خیمہ ہیں بس معمولی فائدہ ہے، اخروی زندگی کے نقصانات کے مقابلہ میں ان کا فائدہ کچھ حیثیت نہیں رکھتا ہے، مزید برآں جب وہ بارگاہ الٰہی میں حاضر ہوں گے تو ان کے باعث دردناک عذاب میں گرفتار ہوں گے۔

وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ: اے پیغمبر! ہم نے آپ سے پہلے یہودیوں پر جن چیزوں کو حرام قرار دیا ہے ان کو ہم نے سورۃ الانعام میں بیان کردیا ہے بعدازاں حرمت کے باعث ہم نے ان پر کچھ ظلم نہیں کیا ہے البتہ انہوں نے اپنے پروردگار کی نافرمانی کرتے ہوئے خود پر ظلم کیا مزید انہوں نے حدود سے تجاوز کیا جس کے باعث بطور سزا کے ان پر حرام قرار دیا گیا سورۃ النساء آیت نمبر۶۰ کے مضمون کا ملاحظہ فرمائیں پس یہود پر ان کے ظلم اور سرکشی کے باعث حرمت کی گئی جب کہ ہمارے لئے صرف ان کی مضرت سے بچاؤ کے لئے حرام قرار دیا گیا۔

ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ عَمِلُوا السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ: یقیناً آپ کا پروردگار ان لوگوں کو جو آپ کی ذات کے بارے میں جھوٹ کہتے ہیں اور اللہ کی ذات کیساتھ اس کے سوا کو شریک بناتے ہیں اور جہالت کے باعث نافرمانیوں پر اتر آتے ہیں دین اسلام کی حرمت کو پامال کرتے ہیں، بعدازاں وہ تائب ہوجاتے ہیں اور اپنی غلطیوں پر نادم ہوتے ہیں اور اپنی اصلاح کر لیتے ہیں اللہ اور اسکے پیغمبر کے ارشادات کے مطابق رواں دواں رہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں کو معاف کردیتے ہیں اور ان پر رحمت نازل فرماتے ہیں۔

اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا ؕ وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ ؕ
اِجْتَبٰهُ وَهَدٰىهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۲۱﴾ وَاٰتَيْنٰهُ فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً ؕ وَاِنَّهٗ فِى الْاٰخِرَةِ لَمِنَ
الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۲۲﴾ ثُمَّ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ
﴿۱۲۳﴾ اِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ عَلَى الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ؕ وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ
وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ
بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۱۲۵﴾ وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ ؕ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ
لِّلصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۲۶﴾ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا
يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ﴿۱۲۸﴾ ع

ترجمہ: یقیناً ابراہیم معلم تھے اللہ کی عبادت کرنے والے تھے ایک جانب جھکے ہوئے تھے اور شرک کرنے والوں سے نہ تھے (۱۲۰) اللہ کی نعمتوں کا شکریہ ادا کرنے والے تھے اللہ نے ان کا انتخاب فرمایا اور ان کی سیدھے راستہ کی جانب راہنمائی فرمائی (۱۲۱) اور ہم نے اس کو اس دنیا میں نعمت سے نوازا اور بلاشبہ وہ آخرت میں ضرور صالحین میں سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوں گے(۱۲۲)اس کے بعد ہم نے آپ کی جانب وحی کی کہ آپ ابراہیم کے دین کی پیروی کریں جو ایک جانب میں تھے اور شرک کرنے والوں سے نہ تھے(۱۲۳) بے شک لازم قرار دی گئی ہفتہ کے دن ان میں سے ان لوگوں پر جنھوں نے اس میں اختلاف کیا اور یقیناً آپ کا پروردگار قیامت کے دن ان میں فیصلہ کرے گا جس چیز میں وہ اختلاف کرتے رہے(۱۲۴) آپ لوگوں کو اپنے پروردگار کے راستہ کی جانب دانائی اور اچھی نصیحت کے ساتھ دعوت دیں اور ان کے ساتھ ایسے انداز سے مناظرہ کریں جو بہت اچھا ہے بلاشبہ آپ کا پروردگار خوب جانتا ہے اس شخص کو جو اس کے راستہ سے گمراہ ہوا اور وہ خوب جانتا ہے ہدایت یافتہ لوگوں کو(۱۲۵) اور اگر تم بدلہ لینا چاہو تو اس کے برابر بدلہ لو جس کا تمہارے ساتھ معاملہ کیا گیا ہے اور اگر تم صبر کرو تو بلاشبہ وہ بہت بہتر ہے صبر کرنے والوں کے لئے(۱۲۶) اور آپ صبر کریں اور آپ کا صبر کرنا نہیں ہے مگر اللہ کی توفیق کے ساتھ اور آپ ان پر غم زدہ نہ ہوں اور آپ اس سے جو وہ برا سوچ رہے ہیں تنگ دل نہ ہوں(۱۲۷) یقیناً اللہ پرہیز گاروں کے ساتھ ہے اور ان لوگوں کے ساتھ جو اچھے کام کرنے والے ہیں(۱۲۸)

مشکل الفاظ کی وضاحت: امت سے مقصود جماعت ہے ابراہیم علیہ السلام کو امت کا لقب اس لئے عطا ہوا کہ ان کی ذات فضائل وکمالات کا مجموعہ تھی کہ اگر ان کو جدا جدا کر دیا تو ایک جماعت کے لئے کفایت کر سکتے ہیں، حنیف سے مقصود وہ شخص ہے جو باطل سے منحرف ہو کر دین حقہ کی جانب آ جائے۔

بلاغت: ﴿اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً﴾ میں امت سے مقصود ابراہیم علیہ السلام ہیں کہ وہ اکیلے ہی جماعت کے قائم مقام تھے اس لئے کہ ان میں جو کمالات موجود تھے وہ کمالات ایک شخص میں نہیں دیکھے گئے ہیں صرف وہی اس کے ساتھ مخصوص ہیں یہی وجہ ہے کہ ابونواس شاعر نے ہارون الرشید کی تعریف کرتے ہوئے ایک شعر کہا ملاحظہ فرمائیں ۔ وَلَيْسَ عَلَى اللّٰهِ بِمُسْتَنْكَرٍ اَنْ يَّجْمَعَ الْعَالَمَ فِيْ وَاحِدٍ ”اللہ پاک کی ذات کے لئے کچھ مشکل نہیں کہ پورے جہان کو ایک شخص میں جمع کر دے یعنی کہ اس میں وہ تمام خصوصتیں بدرجہ اتم موجود ہوں جو دیگر مختلف لوگوں میں الگ الگ پائی جاتی ہیں۔

تناسب: قبل ازیں اللہ پاک نے مشرک لوگوں کے مذہب کو مطعون کرتے ہوئے واضح کیا کہ وہ اللہ کے شریک بناتے ہیں مزید وہ انبیاء علیہم السلام کے بارے میں یہ شوشہ چھوڑتے ہیں کہ اگر اللہ نے پیغمبروں کو لوگوں کی ہدایت کے لئے بھیجنا تھا تو فرشتوں کو بھیجتے اسی طرح وہ بعض ان چیزوں کو حلال قرار دیتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے اور ایسی چیزوں کو حرام قرار دیتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے حلال قرار دیا ہے اس لحاظ سے سورہ کے آخر میں رئیس الموحدین ابراہیم علیہ السلام کا تذکرہ کیا ہے جن کا نام لیتے ہوئے مشرکین فخر کرتے تھے اور باور کراتے تھے کہ وہ ابراہیم علیہ السلام کے پیروکار ہیں تاکہ اس انداز کے ساتھ انہیں توحید کی شاہراہ پر واپس لائیں اور شرک سے دور کریں، بعد ازاں اللہ پاک کے پیغمبر محمد ﷺ کو بھی حکم دیا ہے کہ آپ ان کے نقش قدم پر چلیں اور جس حکمت اور پُر اثر وعظ کے ساتھ انہوں نے لوگوں کو دین اسلام کی جانب راغب کرنے کی کوشش کی آپ بھی اسی راہ پر گامزن ہو جائیں لیکن صبر کے دامن کو لمحہ بھر بھی خیر باد نہ کہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح: اللہ پاک نے اپنے بندے ابراہیم علیہ السلام کی مدح وتوصیف کرتے ہوئے واضح کیا ہے کہ وہ تو پیشوا تھے اور انبیاء کرام علیہم السلام کے والد اور جد امجد تھے وہ اکیلے ہی امت کے قائم مقام تھے رئیس الموحدین تھے انہوں نے بتوں کو پاش پاش کیا کفار سے برابر مناظرہ کیا اور کائنات میں جس قدر فوائد اور اسرار ہیں ان میں غور وفکر کی دعوت کو نہایت شدومد کے ساتھ پیش کیا وہ شخص تو توحید کے سمندر میں مستغرق تھے ان کا شمار ہرگز مشرکین سے نہیں ہے، ذہن نشین کریں کہ ہفتہ کے دن کی تعظیم نہ کرنے والوں پر اللہ کی جانب سے عذاب نازل ہوا کہ انہیں بندر اور خنزیر کی شکل میں مسخ کر دیا۔

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ: اے پیغمبر! اللہ نے آپ کو جن لوگوں کی جانب مبعوث کیا ہے آپ انہیں اس شریعت کی جانب دعوت دیں جس کو اللہ نے اپنی مخلوق کے لئے قانون بنایا ہے دعوت میں حکمت کو ملحوظ خاطر رکھیں اور ان کے ساتھ جب آپ کا واسطہ پڑے تو آپ نرمی اختیار کریں اس میں کچھ شک نہیں کہ آپ کے پروردگار کو خوب علم ہے کہ کون راہ صواب سے بھٹک گیا ہے اور کون صراط مستقیم پر گامزن ہے جب کہ ہدایت اور گمراہی کا تعلق اللہ کی ذات کے ساتھ ہے کسی اور کو استحقاق حاصل نہیں ہے اللہ کی ذات ہی اس میں منفرد ہے وہ جس کو چاہے راہ ہدایت پر گامزن کرے اور جس کو چاہے گمراہی کے راہ پر چلتا کرے۔

وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ: اللہ تعالیٰ قصاص میں عدل وانصاف کا حکم دے رہے ہیں اگر ایک شخص تم سے کوئی چیز چھین لیتا ہے تو تم بھی اس کے برابر اس سے چیز چھین سکتے ہو جب کہ کچھ مضبوط قسم کے لوگ اسلام لے آئے تو انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے پیغمبر! (ﷺ) اگر ہمیں اجازت عطا فرمائیں تو ہم ان کتوں سے بدلہ لے سکتے ہیں اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی لیکن جہاد کے حکم کے ساتھ اس آیت کو منسوخ قرار دیا گیا، ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ احد میں انصار کے ساٹھ افراد اور مہاجرین سے چھ افراد شہید ہوئے تو اس واقعہ کے باعث صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا اگر ہمیں کبھی ایسا دن میسر آیا تو ہم ان کا مُثلہ کریں گے اس پر یہ آیت نازل ہوئی اس کے نازل ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہم صبر کریں گے ہم کسی کو سزا سے ہم کنار نہیں کریں گے۔ (مسند احمد ۱۳۵/۵ تفسیر ابن کثیر ۹۱۹/۲)

ذہن نشین کریں کہ اس آیت کریمہ کے مفہوم پر مشتمل آیات مبارکہ کثرت کے ساتھ موجود ہیں جن میں عدل کی مشروعیت کی ترغیب موجود ہے جیسا کہ یہ آیت مبارکہ ہے ﴿وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا﴾ (یونس:۱۲۷) برائی کا بدلہ برابر برائی کے ساتھ دینا جائز ہے جب کہ معاف کرنا، صبر کرنا اور اصلاح کی صورت اس کا ثواب اللہ کے ہاں ملے گا۔

وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُکَ اِلَّا بِاللّٰهِ: دوسرا جملہ پہلے جملہ کی تائید کر رہا ہے کہ صبر کرنا بھی اللہ کی مشیت کے ساتھ ہے اور آپ اس شخص کے بارے میں غم زدہ نہ ہوں جو آپ کی مخالفت کرتا ہے اس کی تقدیر میں ایسا ہے اور جو لوگ آپ کی دشمنی میں زور لگا رہے ہیں اور آپ پر مصائب گرانے کا سوچ رہے ہیں تو آپ ان سے غمزدہ نہ ہوں آپ اس یقین پر ہمیشہ قائم رہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات آپ کی مددگار ہے آپ کو قوت عطا کرنے والی ہے اور آپ کو ان پر غلبہ عطا کرے گی۔

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَالَّذِیْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ: اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں اور محسنین کی مدد فرماتے ہیں اور راہنمائی کرتے ہیں جیسا کہ نبی ﷺ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو استقامت پر رواں دواں رہنے کی ترغیب فرمائی کہ آپ غم نہ کریں اللہ پاک ہمارے ساتھ ہیں اس کی مدد اور نصرت ہمارے ساتھ ہے یہ خاص قسم کی معیت ہے جبکہ معیت عامہ کی صورت یہ ہے کہ اللہ پاک کی ذات ہر فرد کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ ہے جہاں کہیں بھی وہ ہو، اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے سنتا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو دیگر سبھی واسطوں کو خیر باد کہتے ہوئے صرف اللہ پاک کی ذات کی جانب تضرع وزاری کے ساتھ خود کو محور کھتے ہیں کسی مطلوب اور مقصود کو فوت ہونے نہیں دیتے جب کہ مقصود سے ہم کنار نہ ہونے کی صورت میں غمزدہ نہیں ہوتے اور محبوب چیز کے حصول پر اتراتے نہیں ہیں اور وہ ایسے لوگ ہیں جو وصف احسان کے ساتھ موصوف ہیں چنانچہ نبی ﷺ نے احسان کی تعریف ان الفاظ کے ساتھ فرمائی ہے کہ آپ اللہ کی عبادت میں اس قدر مشغول ہوں گویا کہ آپ اللہ کی ذات کا دیدار کر رہے ہیں اگر ایسی کیفیت کا ظہور نہ ہو سکے تو اس قدر تصور تو پختہ ہونا چاہیے کہ اللہ کی ذات آپ کے جملہ کوائف سے آگاہ ہے یہ تصور جس قدر زیادہ پختہ ہوگا اسی قدر عبادات میں محویت اور سیئات میں نفرت کا داعیہ زیادہ اجاگر ہوگا۔

علامہ شنقیطیؒ کی وضاحت: اس آیت مبارکہ میں وضاحت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خاص معیت پرہیزگاروں محسنین کے ساتھ ہے جب کہ دیگر بعض آیات قرآنیہ میں عمومیت کے انداز کی معیت ہے ارشاد ربانی ہے ﴿مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَآ اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ﴾ (المجادلہ:۷) ''سرگوشی میں تین افراد نہیں ہوتے مگر اللہ ان کا چوتھا ہوتا ہے اور پانچ افراد کی صورت میں اللہ چھٹا ہوتا ہے اور اس سے کم اور زیادہ تعداد میں اللہ تعالیٰ ساتھ ہوتے ہیں'' نیز ارشاد ربانی ہے ﴿وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ﴾ (الحدید:۴) ''اور اللہ تمہارے ساتھ ہے جہاں کہیں تم ہوتے ہو''

نیز فرمایا ﴿فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيْهِمْ بِعِلْمٍ وَّمَا كُنَّا غَآئِبِيْنَ﴾ (الاعراف:۷) ''ہم ان پر ان کے کوائف کو علم کے ساتھ بتائیں گے اور ہم غائب نہیں ہوتے ہیں'' نیز فرمایا ﴿وَمَا تَكُوْنُ فِيْ شَاْنٍ وَّمَا تَتْلُوْا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ وَّلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا﴾ (یونس:۶۱) ''اور آپ نہیں ہوتے ہیں کسی کام میں اور نہیں تلاوت کرتے ہیں کسی آیت کی قرآن پاک سے اور نہیں کرتے ہو تم کوئی کام مگر ہم تمہارے پاس موجود ہوتے ہیں جب تم اس میں بحث کرتے ہو'' وضاحت ملاحظہ فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ کی خصوصی محبت توفیق اور غلبہ کی شکل میں یہ تو پرہیزگاروں کے ساتھ خاص ہے جب کہ عمومی معیت یہ ہے کہ اللہ کی ذات نے علم کے لحاظ سے ہر چیز کا احاطہ کیا ہوا ہے سبھی مخلوقات اس کے ہاتھ میں رائی کے بہت زیادہ چھوٹے دانہ کی طرح ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات کی مثال تو سب سے اونچی ہے۔

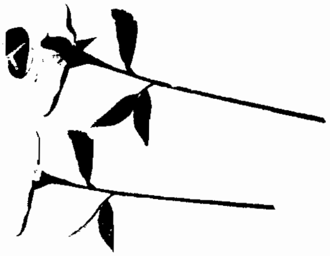

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اٰیَاتُھَا: ١١١ (١٧) سُوْرَۃُ بَنِیٓ اِسْرَآئِیْلَ مَکِّیَّۃٌ (٥٠) رُکُوْعَاتُھَا: ١٢

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام کے ساتھ جو بخشش کرنے والا مہربان ہے

سُبْحٰنَ الَّذِیٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَاؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ﴿١﴾

ترجمہ: پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو ایک رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کی جانب لے گیا جس کے ماحول کو ہم نے برکت والا بنایا تاکہ ہم اسے اپنی بعض نشانیاں دکھائیں بے شک اللہ کی ذات وہی سننے والی دیکھنے والی ہے (١)

تنبیہ: اس سورت کا نام سورۃ الاسراء اور بنی اسرائیل ہے چونکہ اس سورت میں اس واقعہ کا تذکرہ ہے جب رسول اکرم ﷺ کو آسمانوں کی سیر کرائی اور سیڑھی لگائی گئی جس کے ذریعہ آپ پہلے اور دیگر آسمانوں کی جانب تشریف لے گئے۔

سورۃ الاسراء کی فضیلت: ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سورۂ بنی اسرائیل [سورۃ الاسراء]، سورۂ کہف اور سورۂ مریم عمدگی کے لحاظ سے نہایت اونچا مقام رکھتی ہیں اور قدیم زمانہ سے محفوظ ہیں، عبداللہ بن مسعود کا مقصود یہ ہے کہ قرآن پاک کی ان سورتوں کی تعلیم اولاً دی گئی اور ان سورتوں کو اس بنیاد پر برتری حاصل ہے کہ ان میں پہلے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ان کی امتوں کے واقعات ہیں۔ (فتح الباری ٣٨٨/٨)

اسراء اور معراج میں فرق: رسول اللہ ﷺ کو مسجد الحرام سے مسجد بیت المقدس کی جانب لے جائے جانے کا نام اسراء ہے، بیت المقدس سے پہلے آسمان کی جانب پھر دیگر آسمانوں سے گزرتے ہوئے ایسے مقام پر آپ کا تشریف لے جانا جہاں آپ نے اقلام کے لکھنے کے وقت ان کی آواز کو سنا اس کا نام معراج ہے جب کہ اسراء اور معراج کی دونوں حالتوں میں آپ اپنے جسم اطہر اور روح کے ساتھ تشریف لے گئے یہ واقعہ قبل از ہجرت ظہور پذیر ہوا، اکثر علماء کا قول یہ ہے کہ ہجرت سے ایک سال پہلے ربیع الاول میں یہ واقعہ رونما ہوا۔

تشریح: اللہ کی ذات ان تمام نقائص سے پاک ہے جو اس کے جلال اور کمال کے منافی ہیں وہ ذات پاک اپنے بندے محمد ﷺ کو رات کے وقت مسجد حرام سے مسجد بیت المقدس کی جانب لے گیا اس کا دوسرا نام مسجد اقصیٰ ہے اور اقصیٰ کا اطلاق اس پر اس لئے ہے کہ وہ حجاز کی سرزمین سے دور مسافت پر واقع ہے پھر اسی رات آپ کو واپس لایا گیا، مسجد اقصیٰ کا وصف بیان ہوا ہے کہ ہم نے بیت المقدس کے اردگرد کو مبارک بنایا ہے کہ اس کے ماحول میں رہائش پذیر لوگ معیشت کھیتی باڑی اور دیگر اسباب وذرائع کے لحاظ سے برکات الٰہیہ سے بہرہ ور ہوتے رہتے ہیں، تاکہ ہم اپنے بندے محمد ﷺ کو وحدانیت کے دلائل اور عبرتناک واقعات سے آگاہ کریں اور اللہ کی عظیم قدرت کا ملاحظہ کرنے سے علم ویقین میں مزید پختگی حاصل ہوتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ: بلاشبہ اللہ کی ذات جو اپنے بندے کو آسمانوں کی سیر کے لئے لے گیا وہ ان لوگوں کی باتوں کو سن رہا ہے جو معراج واسراء کے واقعہ کے بارے میں مختلف قسم کی باتیں کر رہے ہیں اس ذات پر کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے اس کا علم آسمان وزمین کا احاطہ کئے ہوئے ہے اور وہ ہر شخص سے اس کے اعمال کے مطابق برتاؤ کرے گا ہرگز کسی پر ظلم نہ ہوگا۔

کیا اسراء اور معراج جسمانی تھا؟: آیت مبارکہ کے آغاز میں اللہ پاک کی ذات کو ہر قسم کے نقص اور عیب سے مبرا کیا گیا ہے اس سے اس حقیقت کی جانب اشارہ ملتا ہے کہ یہ واقعہ بیداری میں ظہور پذیر ہوا اگر نیند کی حالت میں یہ واقعہ آپ کو دکھایا جاتا تو قریش مکہ ہرگز اس کا انکار نہ کرتے اس لئے کہ عالم خواب میں اس قسم کے واقعہ کا ظہور پذیر ہونا ہرگز باعث تعجب نہیں ہے، مزید برآں جو لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے تھے تو وہ ہرگز اس واقعہ کو جھوٹ قرار نہ دیتے اور راہ ارتداد اختیار نہ کرتے، اور اُم ہانی کو ہرگز ضرورت نہ تھی کہ وہ آپ ﷺ کو مشورہ دیتی کہ آپ اس واقعہ سے لوگوں کو آگاہ نہ کریں تاکہ وہ آپ کو جھوٹا نہ کہیں اور ہرگز ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا لقب صدیق ان کے نام کا لاحقہ نہ بنتا، اس سلسلہ میں ایک حدیث ملاحظہ فرمائیں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں مقام حطیم میں کھڑا تھا جبکہ قریش مکہ مجھ سے اسراء کے بارے میں دریافت کر رہے تھے انہوں نے گفتگو کو جاری رکھتے ہوئے مجھ سے بیت المقدس کے بارے میں چند سوال کئے جن کے جواب کے بارے میں مجھے اطمینان نہ تھا تو مجھے اس سے شدید ذہنی کوفت ہوئی اس طرح کی ذہنی اذیت سے میں کبھی پہلے دوچار نہ ہوا تھا لیکن اللہ پاک نے میرے سامنے بیت المقدس کو لا کھڑا کیا تو جو سوال وہ کر رہے تھے میں انہیں ان سوالات کا جواب دے رہا تھا۔

(صحیح بخاری کتاب مناقب الانصار باب ۴۱، صحیح ترمذی کتاب التفسیر سورۃ ۱۷)

ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول: سورۂ اسراء کی آیت نمبر ۶۰ ﴿وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ﴾ ''اور ہم نے اس دکھلانے کو جو ہم نے آپ کو دکھایا نہیں بنایا ہے مگر لوگوں کا امتحان تھا'' کے بارے میں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا ہے کہ اس سے مقصود خواب نہیں ہے بلکہ ان آنکھوں سے دیکھنا ہے جو آپ کو معراج کی رات دکھایا گیا جبکہ اس کی تائید اہل عرب کے ایک شاعر کے شعر کے ساتھ بھی ہو رہی ہے ایک چرواہا ایک شکاری کی کیفیت کو بیان کرتے ہوئے کہتا ہے ؎

وَكَبَّرَ لِلرُّؤْيَا وَهَشَّ فُؤَادُهٗ وَبَشَّرَ قَلْبًا كَانَ جَمًّا بَلَابِلُهٗ

''خواب دیکھتے ہی اس نے اللہ اکبر کے کلمات کہے اور اس کا دل ہشاش بشاش ہو گیا اور اس نے اپنے دل کو بشارت عطا کی جس کو بے شمار اضطرابیوں کا سامنا تھا'' مزید برآں اس قدر جلدی نہایت قلیل وقت میں ایسا ہونا ممکن ہے غور کریں قرآن پاک میں ان ہواؤں کے بارے میں یہ وضاحت موجود ہے کہ جو سلیمان علیہ السلام کو نہایت مختصر وقت میں دور دراز مقامات کی جانب پہنچا دیتی تھیں چنانچہ ارشاد ربانی ہے ﴿غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّ رَوَاحُهَا شَهْرٌ﴾ (سبا:۱۲) ''اس کی صبح کی منزل ایک مہینہ کی راہ ہوتی اور شام کی منزل بھی مہینے بھر کی ہوتی''

نیز ان کے بارے میں وضاحت موجود ہے کہ انہیں ایسے علم سے نوازا گیا تھا کہ اس کے ذریعہ انہوں نے بلقیس شہزادی کے تخت کو ملک یمن کے دور دراز علاقہ سے آنکھ جھپکنے کے برابر لمحہ میں منگوالیا، ارشاد ربانی ہے ﴿قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ﴾ (النمل:۴۰) ''اس شخص نے کہا جس کے پاس اللہ کی کتاب کا علم تھا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں اس کو تیرے سامنے اس سے پہلے لا سکتا ہوں کہ آپ کی نظر آپ کی جانب واپس لوٹے'' اور جب کچھ لوگوں کے ہاں ایسا ممکن ہے تو سبھی کو چاہیے کہ وہ اس کو حقیقت سمجھیں اور باور کریں، امام طبریؒ کا قول کہ آپ ﷺ کو روح اور جسم دونوں کے ساتھ اسراء کرایا گیا لیکن جو لوگ روح کے ساتھ اسراء کو تسلیم کرتے ہیں تو اس میں آپ کی نبوت پر ہرگز کوئی دلیل نہیں اور اس طرح کے اسراء کے انکار کرنے کا بھی کچھ معنی نہیں ہے جب کہ یہ صورت تو خواب کی ہے اور جب وضاحت موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو لے گیا تو لفظ عبد کا اطلاق روح کے ساتھ جسم پر بھی ہے اور پھر آپ کو بُراق پر سوار کرایا گیا اگر اسراء روح کے ساتھ ہے تو بُراق سواری کی ضرورت ہی نہیں، ظاہر ہے کہ چارپائے تو جسم کو اٹھاتے ہیں روح کو اٹھانے کے لئے تو کسی سواری کی ضرورت نہیں ہے پھر واپسی پر بھی آپ براق پر سوار ہو کر واپس بیت المقدس سے بیت اللہ کی جانب تشریف لائے ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ جمہور مسلمانوں کا جس بات پر اتفاق ہے وہ یہ ہے کہ نبی ﷺ کو بیداری کی کیفیت میں اسراء کرایا گیا نیند کے عالم میں آپ نہ تھے آپ مکہ مکرمہ سے بیت المقدس تک براق پر سوار ہو کر پہنچے تو آپ نے مسجد کے دروازے پر براق کو باندھا آپ ﷺ مسجد بیت المقدس میں داخل ہوئے اس کے قبلہ میں آپ نے تَحِیَّةُ الْمَسْجِد دو رکعات ادا کیں پھر واپسی پر بیت المقدس سے مکہ مکرمہ آنے کے لئے اندھیرے میں ہی براق پر سوار ہو کر پہنچے۔

رسول اکرم ﷺ کے اسراء کے بارے میں انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے طویل حدیث مختلف اسانید کے ساتھ بخاری شریف کے علاوہ دیگر کتب حدیث میں بھی موجود ہے، ملاحظہ فرمائیں انس بن مالک رضی اللہ عنہما ابوذر رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ جس رات نبی ﷺ کو کعبۃ المکرّمہ کی مسجد حرام سے اسراء کرایا گیا آپ نے بیان کیا کہ میں مکہ میں تھا کہ میرے گھر کی چھت کو سوراخ کیا گیا تو جبریل علیہ السلام اترے انہوں نے میرے سینے کا اپریشن کیا دل کو نکال کر اسے زمزم کے پانی کے ساتھ دھویا بعد ازاں جبریل علیہ السلام سونے کی دھات کا ایک تھال لائے جو ایمان اور حکمت سے بھرپور تھا اس سے میرے سینہ کو بھر دیا گیا اور سینے کو بند کر دیا، بعد ازاں میرے ہاتھ کو پکڑ کر مجھے پہلے آسمان کی جانب چڑھایا گیا جب میں آسمان کے قریب پہنچا تو جبریل علیہ السلام نے آسمان کے محافظ فرشتے سے کہا آپ دروازہ کھولیں؟ اس نے استفسار کیا آپ کون ہیں؟ جبرائیل نے اپنے بارے میں بتایا پھر اس نے دریافت کیا آپ کے ساتھ کون ہے؟ اس نے بتایا میرے ساتھ محمد ﷺ ہیں، فرشتے نے دریافت کیا، کیا انہیں پیغام بھیجا گیا تھا؟ جبرائیل علیہ السلام نے اثبات میں جواب دیا جب دروازہ کھولا گیا تو ہم پہلے آسمان کی جانب گئے تو وہاں ایک شخص (آدم علیہ السلام) بیٹھا ہوا تھا اس کے دائیں جانب مخلوق کا اژدہام تھا اور بائیں جانب بھی اژدہام تھا جب وہ اپنی دائیں جانب دیکھتا تو مسکراتا تھا اور جب بائیں جانب دیکھتا تو رونے لگتا، آدم علیہ السلام نے نبی ﷺ کو خوش آمدید کہا اور صالح پیغمبر اور صالح بیٹا کہہ کر اعزاز عطا کیا، آپ نے بتایا میں نے جبرائیل سے استفسار کیا یہ کون ہے؟ اس نے بتایا یہ آدم علیہ السلام ہے اور اس کے دائیں بائیں جانب جو اژدہام ہے یہ آدم کی اولاد ہے جب کہ دائیں جانب والے جنتی اور بائیں جانب والے دوزخی ہیں جب وہ دائیں جانب دیکھتا ہے تو مسکرا دیتا ہے اور جب بائیں جانب دھیان کرتا ہے تو رونے لگ جاتا ہے، بعد ازاں مجھے دوسرے آسمان کی جانب لے جایا گیا جبرائیل علیہ السلام نے آسمان کے محافظ سے کہا دروازہ کھولیے، ان کے درمیان وہی گفتگو ہوئی جس کا پہلے بیان ہو چکا ہے راوی نے بیان کیا کہ آپ نے آسمانوں میں آدم، ادریس، موسیٰ، عیسیٰ، ابراہیم (علیہم السلام) پیغمبروں سے ملاقات کی البتہ ان کے مقام و مرتبہ کو بیان نہیں کیا البتہ آدم کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بارے میں بتایا کہ وہ پہلے آسمان پر ہیں اور ابراہیم چھٹے آسمان میں ہیں تو جب جبرائیل اور نبی ﷺ ادریس پیغمبر کے پاس سے گزرے تو انہوں نے آپ کو خوش آمدید کہا اور اظہار کیا کہ آپ بہترین پیغمبر اور صالح بھائی ہیں، بعدازاں موسیٰ اور عیسیٰ دونوں پیغمبروں کے پاس سے گزرے انہوں نے خوش آمدید کہا پھر آپ کو اوپر بلندی پر لے جایا گیا جہاں آپ نے اقلام کے چلنے کی آوازوں کو سنا۔(صحیح بخاری کتاب مناقب الانصار باب ۴۱،صحیح مسلم کتاب الایمان باب ۷۲)

کیا آپ کو معراج کی رات اللہ پاک کی ذات کا دیدار ہوا؟ اس کا جواب ایک حدیث میں ہے کہ اللہ پاک کی ذات تو نور ہے میں کیسے اللہ کو دیکھ سکتا تھا۔(مسند احمد ۱۴۷/۵)

اللہ تعالیٰ نے دن رات میں میری امت پر پچاس نمازوں کو فرض فرمایا میں واپس لوٹا تو موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا انہوں نے دریافت کیا اللہ تعالیٰ نے آپ پر اور آپ کی امت پر کتنی نمازیں فرض کی ہیں؟ میں نے جواب دیا رات دن میں پچاس نمازیں فرض کی ہیں، اس پر موسیٰ علیہ السلام نے انہیں واپس بارگاہ الٰہی میں جانے کا مشورہ دیا اس لئے کہ آپ کی امت رات دن میں پچاس نمازیں ادا نہیں کر سکے گی، ان کے کہنے پر میں بار بار واپس لوٹا تو مجھے کہا گیا نمازیں پانچ فرض ہیں جب کہ ان کا ثواب پچاس کے برابر ہوگا، بعدازاں مجھے سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى مقام پر لے جایا گیا مختلف رنگوں والے پروانوں نے اسے ڈھانپ رکھا تھا جن کی حقیقت مجھے معلوم نہیں، بعدازاں مجھے جنت میں داخلہ ملا تو میں نے وہاں موتیوں کے گچھے دیکھے جب کہ جنت کی زمین کستوری کی تھی۔(مسند احمد ۱۴۳/۵،صحیح مسلم کتاب الایمان باب ۷۲)

ایک روایت میں وارد ہے کہ آپ کے پاس دو پیالے لائے گئے ایک میں دودھ تھا اور دوسرے میں شراب تھی تو آپ نے دودھ کے پیالہ کو اپنے ہاتھ میں تھاما اس پر جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا آپ نے فطرت کو اختیار کیا ہے، بعدازاں آپ کو واپس مکہ مکرمہ لایا گیا تو آپ نے لوگوں کو اسراء کا تمام واقعہ سنایا تو اکثر لوگ فتنے میں مبتلا ہو گئے جنہوں نے دین اسلام کو قبول کیا تھا، ابوبکر صدیق کو جب اس واقعہ کا علم ہوا تو اس نے تصدیق کی کہ اگر اس نے یہ بات کہی ہے تو میں اس کو صحیح سمجھتا ہوں جب میں اس کی اس بات کی تصدیق کرتا ہوں جب وہ آسمان کی جانب سے آنے والی خبریں بیان کرتا ہے تو کیسے میں اس کی اس بات کو سچا نہ سمجھوں اس دن سے ان کا لقب صدیق مشہور ہوا۔(صحیح بخاری کتاب مناقب الانصار باب ۴۲، کتاب الصلوٰۃ باب ۱،صحیح مسلم کتاب الایمان باب ۷۲)

ذہن نشین کریں اسراء کی حدیث متواتر مختلف اسانید سے مروی ہے حافظ ابن کثیرؒ نے اس حدیث کو مختلف اسانید کے ساتھ ذکر کیا ہے جو کہ تیسری جلد کے چالیس صفحات پر محیط ہے، جمہور علماء کرام اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں کہ آپ کا ساتوں آسمانوں پر تشریف لے جانا روح اور جسم دونوں کے ساتھ تھا نیند کی کیفیت نہ تھی اس لئے کہ جو جملہ اس مفہوم کو ادا کر رہا ہے اس میں آپ کا تذکرہ **بعبدہ** کے لفظ کے ساتھ ہے جب کہ لفظ **عبد** کا اطلاق جسم اور روح دونوں پر ہوتا ہے، مزید برآں کتب صحاح ستہ میں جو حدیث مروی ہے اس میں آپ ﷺ کو مکہ مکرمہ سے بیت المقدس لے جایا گیا ہے پھر وہاں سے بالآخر آسمانوں کی جانب لے جایا گیا جہاں آپ نے اقلام کے چلنے کی آواز کو سنا اور جنہوں نے جسم کے ساتھ اسراء کا انکار کیا ہے ان کی بات اس لائق نہیں کہ اس کی جانب توجہ بھی کی جائے۔

مزید وضاحت: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے جب محمد ﷺ کے اسراء کے واقعہ کی جانب اشارہ کیا ہے تو اولاً اللہ پاک نے اپنی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عظمت کو اونچا قرار دیتے ہوئے لفظ سبحان کا استعمال کیا ہے کہ اللہ کی ذات ہر قسم کے نقائص اور عیوب سے منزہ ہے اس ذات میں جو قوت ہے اس کے معلوم کرنے کے لئے کائنات ارضی وسماوی پر غور کرنے کی ضرورت ہے ادنیٰ غور وفکر کے بعد ہر شخص اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ اللہ پاک کی ذات تو بے نظیر ذات ہے کوئی اس کا مماثل مشابہ نہیں ہے اس میں ہرگز کوئی عیب، نقص نہیں ہے وہ تو ہر لحاظ سے پاک ذات ہے سورۂ اخلاص کے معانی اور دقائق پر گہرے غور وفکر کے بعد انسان اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ اللہ کی ذات ہر لحاظ سے بے مثال ہے جبکہ رسول اکرم ﷺ کو لفظ عبد کے ساتھ تعبیر کیا گیا ہے، حقیقت یہ ہے کہ اگر اس سے بہتر کوئی لفظ ہوتا تو اللہ پاک آپ کو اس لفظ کے ساتھ تعبیر فرماتے انسان اپنے اللہ کا بندہ ہو یہ سب سے بڑا اعزاز ہے ایک شاعر کا شعر ملاحظہ ہو ؎

لَا تَدْعُنِیْ اِلَّا بِیَا عَبْدَھَا فَاِنَّهٗ اَشْرَفُ اَسْمَائِیْ

"مجھے صرف محبوبہ کا غلام کہہ کر پکارو یہی نام میرا عمدہ نام ہے کہ میں محبوبہ کا غلام ہوں"

وَاٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ وَجَعَلْنٰهُ هُدًی لِّبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِیْ وَکِیْلًا ﴿۲﴾
ذُرِّیَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ؕ اِنَّهٗ کَانَ عَبْدًا شَکُوْرًا ﴿۳﴾ وَقَضَیْنَاۤ اِلٰی بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ فِی
الْکِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِی الْاَرْضِ مَرَّتَیْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا کَبِیْرًا ﴿۴﴾ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰهُمَا بَعَثْنَا
عَلَیْکُمْ عِبَادًا لَّنَاۤ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّیَارِ ؕ وَکَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا ﴿۵﴾ ثُمَّ
رَدَدْنَا لَکُمُ الْکَرَّةَ عَلَیْهِمْ وَاَمْدَدْنٰکُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِیْنَ وَجَعَلْنٰکُمْ اَکْثَرَ نَفِیْرًا ﴿۶﴾ اِنْ
اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِکُمْ وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا ؕ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ لِیَسُوْٓءٗا وُجُوْهَکُمْ
وَلِیَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ کَمَا دَخَلُوْهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّلِیُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا تَتْبِیْرًا ﴿۷﴾ عَسٰی رَبُّکُمْ اَنْ
یَّرْحَمَکُمْ ۚ وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا ۘ وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْکٰفِرِیْنَ حَصِیْرًا ﴿۸﴾

ترجمہ: اور ہم نے موسیٰ کو کتاب [تورات] عطا کی اور ہم نے اس کو بنی اسرائیل کے لئے ہدایت بنایا [ہم نے کہا] کہ تم میرے سوا کو کارساز نہ سمجھو (۲) ان لوگوں کی اولاد جن کو ہم نے نوح کے ساتھ اٹھایا [یعنی کشتی میں] بلاشبہ وہ شکر گزار بندہ تھا (۳) اور ہم نے بنی اسرائیل کی جانب وحی کی تورات میں کہ تم زمین میں دو بار فساد کرو گے اور تم بہت بڑی سرکشی کرو گے (۴) پس جب ان دونوں میں سے ایک کا وعدہ آیا تو ہم نے تم پر اپنے بندوں کو بھیجا جو مضبوط قوت والے تھے تو وہ گھروں میں [قتل اور لوٹ کے لئے] داخل ہوئے اور [اللہ کا] وعدہ کیا ہوا تھا (۵) پھر ہم نے تم کو ان پر غلبہ عطا کیا اور ہم نے تمہیں مسلسل مال واولاد کے ساتھ نوازا اور ہم نے تمہیں زیادہ شکر والا بنایا (۶) [اور ہم نے کہا] اگر تم اچھے کام کرو گے تو تم اپنے لئے کرو گے اور اگر تم برے کام کرو گے تو اپنے لئے ہیں پس جب دوسرا وعدہ آئے گا [پھر ہم اپنے بندوں کو بھیجیں گے] تا کہ وہ تمہارے چہروں کو ناپسندیدہ بنا دیں اور تا کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ مسجد میں داخل ہوں جیسا کہ وہ اس میں پہلی بار داخل ہوئے تھے اور تا کہ تباہ و برباد کریں جس پر وہ غالب آئیں تباہ و برباد کرنا (۷) قریب ہے کہ تمہارا پروردگار، وہ تم پر رحم کرے اور اگر تم نافرمانی کے لئے لوٹو گے تو ہم بھی لوٹیں گے اور ہم نے کفار کے لئے دوزخ کو جیل بنایا ہے (۸)

لغوی تحقیق: فَجَاسُوْا سو وہ گھروں میں گھس پڑیں گے، جَاسَ الشَّیْءَ کسی چیز کو خوب ڈھونڈا اور تلاش کیا، ہم تمہارے اوپر اپنے بندوں کو مسلط کر دیں گے جو بڑے جنگ جو ہوں گے سو وہ گھروں میں گھس پڑیں گے، یہودیوں کو اس آیت میں یاد دلایا گیا ہے کہ تم نے جب بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور اس کے بندوں پر ظلم روا رکھا ہم نے تمہیں پکڑا اور تباہی و ہلاکت کا سزاوار ٹھہرایا، اس آیت میں خصوصیت سے جس واقعہ کا ذکر ہے وہ بخت نصر کا ہے کہ اس نے نہ صرف تمہیں مارا قیدی بنایا بلکہ قصبوں، شہروں اور گھروں میں گھس کر قیامت بپا کر دی حتیٰ کہ یرمیاہ کی زبان میں اس کا نتیجہ یہ ہوا کسی گھر میں چولھا بچانہ چکی، فرمایا اس صورت حال سے عبرت حاصل کرو اگر تم توبہ کرو گے تو ہم بھی بخشش وعفو سے کام لیں گے اور اگر تم اس سرکشی وتمرد کا اعادہ کرو گے تو پھر دوبارہ ذلیل ورسوا ہونا پڑے گا۔ (لسان القرآن ص ۳۹۶)

تناسب: قبل ازیں آیت میں اللہ پاک نے اپنے بندے اور اپنے رسول کو مکہ مکرمہ سے بیت المقدس کی جانب اسراء اور بیت المقدس سے آسمانوں کی جانب معراج کرایا اس کے ساتھ اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو تورات کتاب سے نوازا تھا اس کا ذکر کیا ہے جو بنی اسرائیل کے لئے رشد وہدایت کا مینار تھی اور کفر وجہالت سے نکال کر علم اور ہدایت کی جانب راہ نمائی فرمائی، بعدازاں بیان کیا کہ انہوں نے تورات کے مطابق عمل نہ کیا بلکہ زمین پر فساد انگیزی کرتے رہے تو اللہ نے ان پر بابل قوم کو مسلط کیا جنہوں نے انہیں تہ تیغ کیا اور ان کے مال واسباب کو لوٹ لیا اور کچھ عرصہ بعد جب وہ تائب ہو گئے تو انہیں دوبارہ اقتدار عطا کیا اور انہیں فراوانی کے ساتھ مال عطا کیا اور اولاد عطا کی لیکن اس کے بعد جب وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر دلیر ہوئے اور انہوں نے زکریا، یحییٰ علیہما السلام دونوں پیغمبروں کو موت کے گھاٹ اتار دیا تو اللہ نے ان پر مضبوط قوت والا دشمن مسلط کیا اس نے انہیں تلوار کے ساتھ موت کے گھاٹ اتار دیا اور لوٹ مار کرتے ہوئے ان کے گھروں میں داخل ہو گیا، دوبارہ بیت المقدس پر حملہ آور ہوا غالب آیا اور دشمن کو ہلاک کر دیا بلکہ ان کے مال کو بھی تباہ و برباد کر دیا، مزید برآں ان کی نافرمانی کے باعث انہیں دھمکی دی کہ تم اخروی زندگی میں دوزخ میں ڈالے جاؤ گے جب کہ دوزخ نہایت اذیت ناک جیل خانہ ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے احکامات کی نافرمانی کرنے والوں کا برا ٹھکانہ ہے۔

تشریح: ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو تورات سے نوازا جس میں بنی اسرائیل کی ہدایت کا وافر سامان موجود تھا اور ہم نے انہیں وارننگ دی کہ تم نے میرے علاوہ کسی کو اپنا دوست اور مددگار نہیں بنانا ہے جبکہ اس قسم کا پیغام ہر پیغمبر کو دیا گیا ہے کہ وہ ایک اللہ کی عبادت کریں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں اور اسی پر اعتماد کریں، ذہن نشین کریں کہ ذکر کردہ آیت کو اسراء کے بعد لایا گیا ہے جب کہ موسیٰ علیہ السلام کو کوہ طور پر لے جایا گیا جیسا کہ محمد ﷺ کو بیت المقدس کی سیر کرائی گئی۔

ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ: موسیٰ علیہ السلام کی قوم اس پیغمبر کی نسل سے ہے جن کو ہم نے طوفان میں غرق ہونے سے بچایا مقصود نوح علیہ السلام ہیں اور ہم نے نوح علیہ السلام کی راہ نمائی کی کہ وہ ایک کشتی بنائیں ان میں ہر چیز کے دو دو جوڑوں کو سوار کرائیں گویا کہ تم پیغمبر کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نسل سے ہو تو خود کو پیغمبر کیساتھ ملاؤ اس کے نقش قدم پر رواں دواں رہو، بلاشبہ وہ اللہ کا شکر گزار بندہ تھا اس نے بتایا کہ زبان کیساتھ اللہ کا ذکر کیا جائے اور عقل کیساتھ کائنات میں غور وفکر کیا جائے اسی طرح جسم کے دیگر اعضاء اور حواس کو ان کے کام میں لگایا جائے۔

وَقَضَیْنَآ اِلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ فِی الْکِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِی الْاَرْضِ مَرَّتَیْنِ: ہم نے بنی اسرائیل کی جانب پیغام بھیجا جس کو ہم نے تورات میں نازل کیا کہ تم دو مرتبہ اللہ کی نافرمانی کرو گے اور اس کے حکم کی مخالفت کرو گے اولاً تورات میں تبدیلی کرو گے اور شعیب علیہ السلام کو قتل کرو گے، بعد ازاں دوسری بار زکریا اور یحییٰ علیہما السلام کو قتل کرو گے مزید برآں عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کا ارادہ کرو گے اللہ کی اطاعت سے روگردانی کرو گے لوگوں پر ایسا ظلم کرو گے جس کی مثال نہ ہو گی۔

فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰهُمَا بَعَثْنَا عَلَیْکُمْ عِبَادًا لَّنَآ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ: جب حسب وعدہ عذاب کا وقت آن پہنچے گا تو ہم تم پر تمہارے گناہوں کا مؤاخذہ کرتے ہوئے ایسے لوگوں کو مسلط کریں گے جو جنگ وجدال میں مضبوط قوت کے مالک ہوں گے اور شہری اور دیہی آبادی کے باشندوں کو قتل کرتے ہوئے چلے جائیں گے اور مال لوٹ لیں گے، مزید برآں علماء اور معاشرہ میں اونچے مقام پر فائز لوگوں کو بھی موت کے گھاٹ اتاریں گے تورات کو جلا کر راکھ کا ڈھیر بنا دیں گے اور بیت المقدس کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے اور بچوں بچیوں کو قیدی بنا لیں گے ایسا ہونا ضروری ہے کوئی قوت اس حادثہ کو روک نہ سکے گی۔

ثُمَّ رَدَدْنَا لَکُمُ الْکَرَّةَ عَلَیْهِمْ: بعد ازاں تمہیں ان لوگوں پر اقتدار حاصل ہو گا جنہوں نے تمہیں موت کے پنجہ کے حوالہ کیا تھا جب تم اپنے گناہ سے تائب ہو جاؤ گے اور فساد انگیزی سے خود کو روک لو گے تو تم بابلیوں سے جنگ کرو گے اور تم اپنے قیدیوں اور مال کو ان کی گرفت سے نکال لو گے اور بادشاہت کا تاج دوبارہ تمہارے سر پر رکھا جائے گا مال و دولت کی فراوانی ہو جائے گی اور اولاد و احفاد میں بھی اضافہ ہو گا تمہاری عددی قوت پہلے سے کہیں زیادہ ہو گی یہ سب کچھ اللہ پاک کے فضل وکرم کا نتیجہ ہو گا اس لئے کہ تم نے اللہ کی اطاعت کی اور خود کو اللہ کی جانب جھکایا۔

اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِکُمْ: اگر تم اعمال صالحہ کرو گے اللہ کی اطاعت کرو گے اس کے احکام پر رواں دواں رہو گے اور منہیات سے دور رہو گے تو تم نے خود پر احسان کیا کہ تمہیں دنیوی اخروی دونوں جہانوں میں فوائد حاصل ہوں گے اللہ تمہاری قوت میں اضافہ کرے گا جب کہ آخرت میں تمہیں جنات میں رہنا ہے جن میں نہریں جاری رہیں گی اور اللہ تعالیٰ بھی تم پر خوش ہوں گے جب کہ اللہ کی رضامندی تو بہت بڑی دولت ہے اور اگر تم اپنے پروردگار کی نافرمانی کرو گے اور تم منہیات کا ارتکاب کرو گے تو تم خود پر ظلم کرو گے جب تم اللہ پاک کو ناراض کرو گے تو اللہ دنیوی زندگی میں تم پر اپنے دشمنوں کو مسلط کر دے گا اور آخرت میں رسوا کن عذاب سے دوچار رہو گے۔

فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ لِیَسُوْٓءٗا وُجُوْهَکُمْ: جب دوسری بار عذاب کے نازل ہونے کا وقت آ جائے گا تو ہم تمہارے دشمنوں کو برانگیختہ کریں گے اس کے نتیجہ میں تمہارے چہروں پر حزن وملال کی علامات نمایاں ہوں گے، حقیقت یہ ہے کہ نفسیات کے آثار چہروں پر نمایاں نظر آتے ہیں اگر خوشی کے آثار میں چہروں پر تروتازگی اور چمک دکھائی دیتی ہے تو غم اور خوف کے وقت چہروں پر گرد و غبار چھا جاتی ہے بلکہ سیاہی کی کیفیت نمایاں نظر آتی ہے اور تاکہ وہ مسجد میں غلبہ اور فاتحانہ انداز میں داخل ہوں اور تمہارے ذخیرہ کردہ مال ومنال کو تباہ و برباد کریں گے وہ اس سے ذرہ بھر باقی نہیں چھوڑیں گے، یہودیوں کی تاریخ میں جو چیز ثبت ہے کہ جس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شخص نے ان پر حملہ کیا ان کا مال لوٹا بیت المقدس کو تہس نہس کیا اس کا نام بخت نصر تھا وہ دور ادریس علیہ السلام پیغمبر کا تھا اس نے حملہ آور ہونے سے پہلے انہیں خوفزدہ کیا تھا جب کہ اس نے اس سے پہلے وضاحت کے ساتھ بتایا تھا کہ وہ حملہ آور ہو رہا ہے تو انہوں نے اسے ایک کنویں میں محبوس کر دیا اور جس شخص نے ان پر دوبارہ حملہ کیا وہ قیصر روم تھا ان دونوں حملوں میں پانچ صد سال کا فاصلہ ہے جب کہ آیت مبارکہ کے ظاہر سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں حملے اکٹھے ہوئے۔

عَسٰی رَبُّکُمْ اَنْ یَّرْحَمَکُمْ: دوسرے حملہ کے بعد اگر تم توبہ کر لو گے اور نافرمانیوں سے رک جاؤ گے تو اللہ پاک نے تم سے تمہارے وعدہ کو پختہ کر دیا ہے ان کی تعداد میں اضافہ ہو گیا ہے اور نکہت و ادبار کے بعد انہیں عزت حاصل ہوئی ہے اور ان سے بادشاہوں اور پیغمبروں کو نکالا۔

وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا: اگر تم نے میری نافرمانی کی میرے حکم کو تسلیم نہ کیا میرے پیغمبروں کو موت کے گھاٹ اتارا تو ہم تمہیں اس کے بدلہ میں قتل سے ہمکنار کریں گے کچھ قیدی بن جائیں گے اور ذلت و رسوائی تم پر سایہ افگن ہوگی چنانچہ وہ پھر گئے تو ان پر اللہ کا عذاب آیا انہوں نے نبی علیہ السلام کو جھٹلایا آپ کے قتل کا ارادہ کیا تو اللہ نے اپنے پیغمبر کو ان پر مسلط کر دیا آپ نے بنو قریظہ کے قتل کا حکم دیا اور بنو نضیر کو جلاوطن کر دیا دیگر جو باقی تھے ان پر ٹیکس لگا دیا چنانچہ وہ ذلت کیساتھ ٹیکس دیتے رہے ان کی بادشاہت کا نام و نشان نہ رہا۔

وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ حَصِيْرًا: اور ہم نے دوزخ کو ان کیلئے چٹائی بنایا جیسا کہ ارشاد ربانی ہے ﴿لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ﴾ (اعراف:۴۱) ''ان کا بچھونا دوزخ سے ہوگا اور ان کے اوپر بھی دوزخ کا لباس ہوگا'' ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ ہم نے اس کو ان کے لئے جیل بنایا جس نے ان کا احاطہ کر رکھا ہے انہیں اس طرح بند کر رکھا ہے کہ انہیں ہرگز نجات کی امید نہیں ہے۔

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا ﴿۹﴾ وَّاَنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۰﴾ ع وَيَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَآءَهٗ بِالْخَيْرِ ؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا ﴿۱۱﴾ وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ فَمَحَوْنَآ اٰيَةَ الَّيْلِ وَجَعَلْنَآ اٰيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ؕ وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِيْلًا ﴿۱۲﴾

ترجمہ: بلاشبہ یہ قرآن ایسی عادت کی جانب راہ نمائی کرتا ہے جو بالکل درست ہے اور مسلمانوں کو بشارت دیتا ہے جو اعمال صالحہ کرتے ہیں اس کی کہ ان کے لئے بہت بڑا ثواب ہے (۹) اور اس بات کی اطلاع دیتا ہے کہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہیں ہم نے ان کے لئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے (۱۰) اور انسان برائی کی دعا کرتا ہے جیسا کہ نیکی کی دعا کرتا ہے اور انسان تو جلد باز ہے (۱۱) اور ہم نے دن کو دیکھنے کے لحاظ سے روشنی کی علامت بنایا تاکہ تم اپنے پروردگار کے فضل کو تلاش کرو اور تاکہ تم سالوں کے شمار اور حساب کو معلوم کرو اور ہم نے ہر چیز کو تفصیل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ بیان کیا ہے (۱۲)

تناسب: قبل ازیں اللہ پاک نے جن پیغمبروں کو منتخب فرمایا ان کا ذکر ہوا ان میں سے محمد ﷺ کو اسراء سے نوازا گیا موسیٰ علیہ السلام کو تورات عطا ہوئی جو بنی اسرائیل کے لئے چشمہء ہدایت تھی لیکن انہوں نے تورات کے مطابق اپنی عملی زندگی کو نہ اپنایا تو ان پر دنیوی عذاب نازل ہوا، اس کے بعد قرآن پاک کی عظمت کو آشکارا کیا جارہا ہے کہ اس نے صراط مستقیم کی جانب رہنمائی کے فریضہ کو اپنے اندر سمویا ہوا ہے، مزید برآں صالح کردار کے لوگوں کو اجر وثواب سے نوازا جائے گا اور کفار کو دردناک عذاب میں مبتلا رکھا جائے گا اس کے بعد انسان کے فطرتی مزاج سے پردہ کشائی کی ہے کہ انسان میں فطرتاً جلد بازی ہے اس کا نتیجہ ہے کہ مصیبت میں مبتلا ہونے کے بعد فوراً اپنی ہلاکت کے لئے دعا کرتا ہے جیسا کہ خود کے لئے اچھی دعا بھی کرتا ہے کہ اسے مال ودولت حاصل ہو جائے۔

تشریح: اللہ پاک نے قرآن پاک کو رسول اللہ ﷺ پر اتارا اس مقام میں قرآن پاک کے تین اوصاف سے پردہ کشائی کی گئی ہے۔

(۱) قرآن پاک ان لوگوں کو صراط مستقیم پر چلاتا ہے جو صراط مستقیم پر چلنے کی دعا کریں اور یہ حقیقت ہے کہ دین اسلام ہی صحیح دین ہے اس کے بنیادی ستونوں میں سے اللہ پاک کی جانب خود کو راغب کرنا اور اللہ کی ذات کو وحدہ لاشریک تسلیم کرنا اور وہی ذات ہے جس کی بادشاہت ہے جس نے کبھی مرنا نہیں ہے ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہے گا وہ ایک ایسی اکائی ہے جو نہ کسی سے نکلا ہے نہ اس سے کوئی چیز نکلی ہے وہ اولاد سے پاک ہے اس کا ماں باپ نہیں اور نہ اس کی کوئی مثل ہے۔

(۲) وہ ذات پاک ایمان والوں کو خوشخبری عطا کرتا ہے جو اعمال صالحہ بجالاتے ہیں منہیات سے کنارہ کش رہتے ہیں انہیں قیامت کے دن اجر جزیل سے نوازا جائے گا۔

(۳) اور ان کو ڈراتا ہے جو آخرت کا انکار کرتے ہیں ثواب، عقاب کے قائل نہیں ہیں اس کے نتیجہ میں وہ نافرمانی کے کاموں سے بچاؤ اختیار نہیں کرتے ہیں انہیں قیامت کے دن دردناک عذاب میں مبتلا کیا جائے گا ان میں اہل کتاب بھی داخل ہیں۔

وَيَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَآءَهٗ بِالْخَيْرِ: انسان جب غصہ میں آتا ہے تو نہ صرف اپنی اولاد کے بارے میں بددعائیں کرتا ہے بلکہ اپنی تباہی وبربادی کی دعا کرتے ہوئے کہتا ہے اے میرے اللہ مجھے تباہ وبرباد کر جس طرح کہ انسان اپنے لئے عافیت سلامتی اور بابرکت رزق کی دعا کرتا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ تباہی وبربادی کی دعا کو قبول نہیں کرتا ہے، ارشاد ربانی ہے ﴿وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ لَقُضِيَ اِلَيْهِمْ اَجَلُهُمْ﴾ (یونس:۱۱) ''اور اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو جلدی سے سختی نہ پہنچاتا جیسا کہ وہ جلدی نعمت کو طلب کرتے ہیں تو ان کے حق میں ان کی موت کا فیصلہ کر دیا جاتا'' نیز حدیث میں وارد ہے تم اپنی ذات کے لئے بددعا نہ کرو نہ مال کی تباہی کی بددعا کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہاری بددعا اس وقت کے موافق نہ ہو جائے جو قبولیت کا وقت ہے تو تم اس کی لپیٹ میں نہ آجاؤ۔ (صحیح مسلم کتاب الزہد والرقاق باب ۱۹)

مزید آیت سے مقصود یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کبھی انسان مبالغہ کے ساتھ دعا کرتا ہے اس نظریہ سے کہ اس میں بھلائی ہے جبکہ وہ کسی مصیبت کا پیش خیمہ ہوتی ہے اسے معلوم ہی نہیں ہوتا وہ جلد بازی میں ظاہری کیفیت پر دعا کرتا ہے اسی لئے فرمایا کہ انسان تو جلد باز ہے کہ اس کے ذہن میں جو خیال سماتا ہے اس کو جلدی میں حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے اگرچہ اس کے حق میں مضر ہی ہو، غالباً اس میں آدم علیہ السلام کی جانب بھی اشارہ ہے کہ ابھی ان کے جسم میں مکمل طور پر روح نہیں پہنچی تھی کہ وہ کھڑے ہونا چاہتے تھے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحیح مسلم میں انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ارشاد نبوی ہے جب اللہ نے آدم کی جنت میں تصویر کشی فرمائی تو اللہ پاک نے ڈھانچے کو چھوڑے رکھا جب تک کہ چاہا تو ابلیس نے اس ڈھانچے کے گرد گھومنا شروع کر دیا وہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ یہ کون ہے جب ابلیس نے آدم کو دیکھا کہ وہ درمیان سے خالی ہے تو اس نے محسوس کیا کہ یہ ایسی مخلوق ہے جس میں صبر نام کی کوئی چیز نہ ہوگی۔
(صحیح مسلم کتاب البر باب ۳۱، مسند احمد ۲۲۹/۳)

نیز ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا اے اللہ! بلاشبہ محمد انسان ہے جس طرح کوئی انسان غصہ کرتا ہے اسی طرح محمد کو بھی غصہ آتا ہے اور میں آپ کی بارگاہ میں آپ سے ایک وعدہ لیتا ہوں کہ آپ میرے ساتھ اس وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کریں گے وہ یہ ہے کہ جس ایماندار شخص کو میں تکلیف پہنچاؤں یا گالی گلوچ کروں یا کوڑے لگاؤں تو میرا یہ فعل اس کے حق میں قیامت کے دن کفارہ بنانا اور اپنی قربت کا ذریعہ بنانا ﴿وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا﴾ کا یہ مفہوم بھی ہے کہ انسان فطری طور پر ایسی چیز کو ترجیح دیتا ہے جو اسے جلدی میں مل جائے اگرچہ وہ چیز حقیر کیوں نہ ہو اس چیز سے جو تاخیر سے حاصل ہو اگرچہ وہ کتنی بڑی کیوں نہ ہو۔ (مسلم کتاب البر باب ۲۴، صحیح بخاری کتاب الدعوات باب ۳۴، مسند احمد ۲۴۳/۳)

وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ فَمَحَوْنَآ اٰيَةَ الَّيْلِ: قبل ازیں قرآن پاک کے بارے میں اس حقیقت کو واضح کیا گیا ہے کہ قرآن پاک ہدایت اور روشنی کا مینار ہے اس کے بعد اس حقیقت کو واضح کیا جا رہا ہے کہ اللہ پاک کی وحدانیت پر ایسے آفاقی دلائل ہیں جو روز روشن کی مانند واضح ہیں ہرگز شک وشبہ کی گنجائش نہیں اور یہ ایسا واضح راستہ ہے کہ جو شخص بھی اس پر جادہ پیما ہوگا وہ منزل مقصود پر ضرور پہنچے گا، رات اور دن میں مخلوق کے لئے راہ نمائی ہے دینی دنیوی مصلحتوں سے بھرپور ہیں دینی لحاظ سے دونوں ایک دوسرے کے مخالف ہیں جب کہ دونوں ایک دوسرے کے پیچھے ہمیشہ مسلسل آتے جاتے ہیں ان کی یہ کیفیت پر اسرار ہے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی اس کیفیت کے پیچھے کسی غیبی طاقت کا کردار ہے جو ان کو مخصوص متعین مقدار کے ساتھ چلا رہی ہے جبکہ دنیوی لحاظ سے تو ان دونوں کے بغیر ہرگز اس جہاں کا نظام قائم نہیں رہ سکتا اگر رات ناپید ہو جائے تو ظاہر ہے کہ سکون کے لئے کونسا وقت میسر آئے گا ہرگز نہیں اور اگر دن کا وجود نہ ہو تو معیشت کے حصول کے لئے کاروبار کیسے ممکن ہوگا؟ چنانچہ ہم نے رات کے وقت روشنی کو محو کر دیا فضا پر تاریکی چھا گئی کوئی چیز نمایاں نظر نہیں آتی ہے جبکہ ہم نے دن بھر روشنی کا انتظام کر رکھا ہے ہر شخص ضرورت کے مطابق روشنی سے جس چیز کو دیکھنا چاہتا ہے دیکھ سکتا ہے۔

لِتَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ: ہم نے اس تفاوت کو اس لئے برقرار رکھا ہے تاکہ دن کی روشنی میں پروردگار کی جانب سے جو رزق پھیلا ہوا ہے اس کو تلاش کرو اور اس کو حاصل کر کے اپنی زندگی کی ضرورتوں کو پورا کرو، خیال رکھیں اس آیت میں رزق کو فضل قرار دیا ہے اور کمائی کو تلاش کرنا کہا ہے ان دونوں کے ساتھ اللہ کے وصف الوہیت کا ذکر کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ پروردگار عالم رزق کو آہستہ آہستہ اپنے بندوں کو پہنچا رہا ہے، اس وضاحت سے یہ حقیقت بھی مترشح ہو رہی ہے کہ انسان کا کام تو رزق کے حاصل کرنے میں اسباب کے ذریعہ کوشاں رہنا ہے جب کہ حقیقت یہ ہے کہ رزق انسان کو اس طرح تلاش کرتا ہے جس طرح انسان کو موت تلاش کر رہی ہے ایک عربی شاعر کے دو شعر ملاحظہ فرمائیں ؎

وَلَقَدْ عَلِمْتُ وَمَا الْاِشْرَافُ مِنْ خُلُقِیْ　　اِنَّ الَّذِیْ هُوَ رِزْقِیْ سَوْفَ يَاْتِيْنِیْ
اَسْعٰی اِلَيْهِ فَيُعْيِيْنِیْ تَطَلُّبُهٗ　　وَلَوْ قَعَدْتُّ اَتَانِیْ لَا يُعَنِّيْنِیْ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''مجھے یقین ہے کہ میری طبیعت میں لالچ نہیں ہے یقیناً جو میرے مقدر میں رزق ہے وہ ضرور مجھے مل کر رہے گا، میں رزق کے لئے کوشش کرتا ہوں لیکن رزق کی تلاش مجھے عاجز کر دیتی ہے، [یعنی رزق نہیں ملتا] اور اگر میں بیٹھ جاؤں تو میرا مقدر رزق ضرور مجھے ملے گا مجھے مشقت بھی نہیں کرنا ہوگی'' ایک فارسی کا شاعر کہتا ہے ؂

اگر روزی بدانش بر فزودے زناداں تنگ ترروزی نہ بودے

بناداں آنچناں روزی رساند کہ عاقل اندراں حیراں بماند

وَلِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِیْنَ وَالْحِسَابَ: رات کی علامات کے ختم ہونے اور دن کی علامات کے روشن ہونے کے ساتھ تم سالوں کا شمار کا علم کرتے ہو جن پر تمہاری دینی، دنیوی مصلحتیں موقوف ہیں اس طرح مہینوں، دنوں، راتوں کا حساب معلوم ہوتا ہے اس کے علاوہ اس کے ساتھ دیگر بہت زیادہ ضروری معاملات کی وابستگی ہے، ظاہر ہے کہ اگر وقت ایک جیسا ہوتا تو ان میں سے کسی چیز کا پتہ نہیں چل سکتا تھا اس سلسلہ میں سورۂ قصص کی آیت نمبر ۷۴ کا ترجمہ ملحوظ خاطر رکھیں ''اس میں ہرگز شک وشبہ نہیں ہے کہ ان دونوں کے ساتھ بے شمار فوائد وابستہ ہیں'' مزید ان کی گردش کے ملاحظہ کرنے میں اللہ خالق کائنات کے وجود کو تسلیم کرنا پڑتا ہے۔

وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِيْلًا: تمہارے دینی، دنیوی معاملات میں جو چیزیں تمہارے فوائد کی ہیں ان کو ہم نے واضح انداز کے ساتھ تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے ارشاد ربانی ہے ﴿مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ﴾ (الانعام:۳۸) ''ہم نے لوح محفوظ میں کسی چیز کو چھوڑا نہیں ہے'' نیز فرمایا ﴿وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ﴾ (النحل:۸۹) ''اور ہم نے آپ پر کتاب کو اتارا جو ہر چیز کو بیان کرتی ہے''

وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ ؕ وَنُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا ﴿۱۳﴾ اِقْرَاْ
كِتٰبَكَ ؕ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ﴿۱۴﴾ مَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ
وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ؕ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ؕ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ
رَسُوْلًا ﴿۱۵﴾ وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ
فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا ﴿۱۶﴾ وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْۢ بَعْدِ نُوْحٍ ؕ وَكَفٰى بِرَبِّكَ بِذُنُوْبِ
عِبَادِهٖ خَبِيْرًاۢ بَصِيْرًا ﴿۱۷﴾ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ
جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلٰىهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿۱۸﴾ وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ
مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ﴿۱۹﴾ كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ؕ
وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ﴿۲۰﴾ اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ وَلَلْاٰخِرَةُ
اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّاَكْبَرُ تَفْضِيْلًا ﴿۲۱﴾

ترجمہ: اور ہر شخص کے عمل کو اس کی گردن میں لازم کر دیا ہے اور ہم قیامت کے دن اس کے اعمالنامہ کو نمایاں کریں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گے کہ وہ اسے دیکھے گا وہ کھلا ہوا ہوگا (۱۳) ہم کہیں گے اپنا اعمالنامہ پڑھیں آج کے دن تیرا نفس تیرا حساب لینے والا کافی ہے (۱۴) جو شخص ہدایت یافتہ ہوا وہ اپنے فائدہ کے لئے ہدایت یافتہ ہوا اور جو شخص گمراہ ہوا تو بلا شبہ وہ اپنے نقصان کیلئے گمراہ ہوا اور کوئی بوجھ اٹھانے والا نفس کسی دوسرے کے بوجھ کو نہیں اٹھائے گا اور ہم ہرگز عذاب میں مبتلا نہیں کریں گے جب تک کہ ہم کسی پیغمبر کو نہ بھیجیں (۱۵) اور جب ہم کسی بستی کو تباہ و برباد کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو ہم اس بستی کے سرکش لوگوں کو حکم دیتے ہیں [جیسے ہم چاہیں] تو وہ وہاں نافرمانی کرتے ہیں تو اس بستی پر عذاب کا وعدہ ثابت ہو جاتا ہے اس لئے ہم انہیں تباہ و برباد کر دیتے ہیں تباہ و برباد کرنا (۱۶) اور ہم نے نوح کے بعد کتنے طبقات کو تباہ و برباد کیا اور کافی ہے تیرا پروردگار اپنے بندوں کے گناہوں کی خبر رکھنے والا دیکھنے والا (۱۷) جو شخص دنیوی آرام چاہتا ہے تو ہم اسے اس جگہ جلد دے دیں گے جو ہم چاہیں گے جس کے لئے چاہیں گے پھر ہم نے اس کے لئے دوزخ کو مقرر کر دیا ہے وہ دوزخ میں داخل ہوگا مذمت کیا گیا دھتکارا ہوا (۱۸) اور جو شخص آخرت کے ثواب کا خواہش مند ہے اور اس کے لئے مناسب کوشش کرتا ہے جب کہ وہ مسلمان ہے پس یہ ایسی جماعت ہے کہ ان کی کوششیں مقبول ہیں (۱۹) ہر جماعت کو ہم مسلسل دیتے رہتے ہیں اور اس جماعت کو آپ کے پروردگار کے عطیہ سے اور آپ کے پروردگار کے عطیہ کو روکا نہیں جائے گا (۲۰) آپ غور کریں کس طرح ہم نے بعض کو بعض پر برتری عطا کی ہے اور بے شک آخرت کے درجات بڑے ہیں اور عطیہ کے لحاظ سے زیادہ ہیں (۲۱)

لغوی تحقیق: طٰئِرَہٗ اس کا عمل، عمل کو طَیْرٌ [پرندہ] اس لئے کہا گیا ہے کہ عمل بھی پوشیدہ آشیانے سے نکل کر اسکی جانب اڑان کرتا ہے اور اس لئے بھی کہ وہ نیکی اور برائی کا سبب ہے جیسا کہ کہتے ہیں، طَآئِرُ اللّٰہِ اللہ کی تقدیر جو غالب ہے جو اچھائی اور برائی کو لانے والی ہے اس سے مقصود اہل عرب کا طائر نہیں ہے جس کے اڑانے کو اپنے لئے منحوس سمجھتے جب وہ ان کے بائیں جانب اڑان کرتا اور اگر دائیں جانب اڑان کرتا تو اس کو برکت قرار دیتے تھے، کِتٰبٌ سے مقصود اعمالنامہ ہے، مُتْرَفٌ بادشاہ، صاحب عظمت انسان۔

تناسب: قبل ازیں اللہ پاک نے اس کتاب الٰہی کا ذکر کیا ہے جس میں ان اعمال کا تذکرہ ہے جو انسان کو اللہ کے ہاں سعید بنا دیتے ہیں نیز ان کا بھی بیان ہے جن کے ارتکاب سے انسان بدنصیب ہو جاتا ہے اس کے بعد انسان کے اعمال نامہ کی کتاب کا بیان ہے کہ زندگی بھر ہر انسان کا عمل نامہ تیار ہوتا رہتا ہے ہرگز کسی عمل کو تحریر سے حذف نہیں کیا جاتا ہے انسان کے ہر ہر عمل کو خواہ اچھا ہے یا برا ہے اس کا شمار ہوتا ہے۔

تشریح: ہر انسان سے جو عمل صادر ہوتا ہے خواہ وہ اچھا ہو یا برا، ظاہر ہے کہ انسان ہر عمل کے کرنے میں اختیار رکھتا ہے اس پر جبر نہیں ہے وہ عمل انسان کے ساتھ لازم رہے گا جیسا کہ گلے کا ہار گلے کے ساتھ لازم رہتا ہے کسی حالت میں اس سے جدا نہیں ہوتا خواہ وہ عمل سعادت کی جانب لے جا رہا ہے یا شقاوت کی جانب لے جا رہا ہے، اس آیت میں ایک تمثیل کارفرما ہے عرب دنیا کے لوگ جب کوئی کام کرنا چاہتے اور اس کے لئے پیش قدمی کرتے اور غور کرتے کہ یہ عمل ہمارے لئے افادیت کا حامل ہوگا یا اس کے سبب ہمیں نقصان سے دوچار ہونا ہوگا اس کے معلوم کرنے کے لئے وہ پرندوں کے حالات کا جائزہ لیتے کہ پرندہ جہاں بیٹھا ہوا ہے وہ خود

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے طور پر وہاں سے اڑان کرتا ہے یا اسے اڑانے پر مجبور کیا جائے اور اگر اس نے خود اڑان کی ہے تو کیا دائیں جانب اس کی اڑان ہے یا بائیں جانب ہے یا فضا میں اونچی اڑان کر گیا ہے تو ان کا نظریہ یہ تھا کہ اگر پرندہ دائیں جانب اڑان کرتا ہے تو اس کی اڑان کو باعث سعادت قرار دیتے اور بائیں جانب کی اڑان کو منحوس قرار دیتے تھے، اس بنیاد پر نیکی اور برائی کو لفظ طائر سے تعبیر کیا گیا ہے، چنانچہ زیب و زینت کے لئے گلے میں سونے چاندی اور موتیوں سے تیار شدہ ہار گلے کی زینت بنتے ہیں یا چوڑا کو قسم کے لوگوں کے گلوں میں مضبوط قسم کا رسہ ڈال دیا جاتا ہے اور پاؤں میں بیڑیاں پہنائی جاتی ہیں، مقصود یہ ہے کہ ہر انسان کو اپنے عمل کے لحاظ سے نحوست اور سعادت سے ہم کنار ہونا ہے، بعد ازاں محاسبہ کے وقت اس کے اعمال نامہ کو اس کے سامنے پیش کیا جائے گا، مزید برآں ہر انسان کے ساتھ دو فرشتے مقرر ہیں ایک انسان کے دائیں جانب دوسرا بائیں جانب مقرر ہے دائیں جانب والا فرشتہ انسان کے اعمال صالحہ کو محفوظ کرتا ہے اور بائیں جانب والا فرشتہ اس کی برائیوں کو درج کرتا ہے اور اس کا ریکارڈ رکھتا ہے جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو اس کا عمل نامہ اس کی گردن میں لٹکا دیا جاتا ہے قیامت کے دن جب وہ قبر سے اٹھے گا تو اس کا اعمال نامہ اس کی گردن میں لٹک رہا ہوگا ہر انسان کو مخاطب کر کے کہا جائے گا تو خود ہی اپنا اعمال نامہ پڑھ لے کہ تو دنیوی زندگی میں کس قسم کے اعمال کرتا رہا، اس کے ساتھ ساتھ وہ فرشتے جو اس کے اعمال کو تحریر کرتے رہے اور شمار کرتے رہے وہ بھی کہیں گے آج تو خود ہی اپنا محاسبہ کر سکتا ہے اور اپنے اعمال کو شمار کر سکتا ہے اب مزید کسی گواہ کو لانے کی ضرورت نہیں ہے۔

مَنِ اهۡتَدٰی فَاِنَّمَا یَهۡتَدِیۡ لِنَفۡسِهٖ: جو شخص حق و صداقت کے راستہ پر چلتا رہا اس نے خود کو فوائد و انعامات سے ہم کنار کیا اور جو شخص سیدھے راہ سے دور رہا اور اللہ اور اس کے پیغمبر کو تسلیم نہ کیا اس شخص نے خود کو ہی اللہ کی ناراضگی کا مستحق بنایا اور دردناک عذاب سے ہم کنار ہوا اور یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے گناہ کو اپنے سر پر نہیں رکھے گا ہر شخص کو اس کے گناہ کے برابر سزا سے دو چار ہونا ہے اس جملہ نے ان کی خام امیدوں پر پانی پھیر دیا البتہ ایسے علماء سوء جو لوگوں کو گمراہ کرتے رہے ان پر ان کے اپنے گناہوں کے ساتھ ان لوگوں کے گناہوں کا بوجھ لوگوں کے گناہوں کا بوجھ بھی ڈالا جائے گا جن کو انہوں نے گمراہ کیا۔

وَاِذَآ اَرَدۡنَآ اَنۡ نُّهۡلِکَ قَرۡیَةً اَمَرۡنَا مُتۡرَفِیۡهَا: جب ہمارے ارادے کے تعلق کا وقت کسی بستی کے تباہ کرنے کے قریب آ جاتا ہے کہ ان کا استیصال کیا جائے اس لئے کہ ان کی نافرمانی کھلے بازار ہو رہی ہے ان کی عیاشی بالخصوص عورتوں کی عصمت دری کھلے بندوں چوراہوں پر ہو رہی ہے تو ان پر عذاب الٰہی اتر پڑتا ہے انہیں ان کی بدکرداری پر عبرتناک سزا ملتی ہے، ہم اس بستی کو تباہ و برباد کر دیتے ہیں اس بستی سے کسی ایک گھر کو بھی باقی نہیں چھوڑتے ہیں، ذہن نشین کریں کہ آیت میں سرکشوں کی نمایاں سرکشی کے بعد اور کھلے بندوں بے حیائی کے شرمناک مناظر کے پیش نظر ہم اس بستی کو جب صفحۂ ہستی سے ملیامیٹ کرتے ہیں تو ان کے ساتھ نچلے درجہ کے لوگوں کو بھی عذاب کی گرفت میں لے آتے ہیں اس لئے کہ وہ ان کے تابع تھے اور ان کی تقلید کرتے ہوئے ان جیسا کردار ادا کرتے تھے، خیال رکھیں اس جملہ کا مفہوم کہ ہم معاشرہ کے اونچے درجہ کے بدمعاشوں کو حکم دیتے ہیں کہ وہ فسق و فجور کے مرتکب ہوں اس سے مقصود یہ ہے وہ جب مال و دولت میں رات دن کھیل رہے ہیں تو مال و دولت کی کثرت نے انہیں راہ صواب سے دور کر دیا اور وہ عیاشی میں اس قدر مستغرق ہوئے گویا کہ مال و دولت کی کثرت نے انہیں نافرمانی اور عیاشی کی جانب مائل کیا بلکہ مجبور کیا۔

وَکَمۡ اَهۡلَکۡنَا مِنَ الۡقُرُوۡنِ مِنۡۢ بَعۡدِ نُوۡحٍ: نوح علیہ السلام کے بعد تم سے پہلے کثرت کے ساتھ لوگوں کو تباہ و برباد کیا جب انہوں نے احکام الٰہیہ کے مطابق عمل نہ کیا، پیغمبروں کو جھٹلایا اور جس طرح اب تم گناہ کی زندگی بسر کر رہے ہو اسی طرح انہوں نے بے حیائی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وسرکشی سے خود کو نہ روکا جب کہ تم اللہ کے نزدیک ان سے زیادہ جاہ وحشم کے مالک نہیں ہو تو تمہیں ڈرنا چاہیے کہ تم پر اللہ کا عذاب نازل نہ ہو جائے جس طرح ان پر نازل ہوا اوران کی طرح تم بھی اللہ کی ناراضگی کی لپیٹ میں نہ آ جاؤ، حقیقت یہ ہے کہ اس مقام میں ان لوگوں کو ڈانٹ پلائی جارہی ہے جو قریش سے مشرک لوگ تھے کہ اگر وہ اللہ کے پیغمبر کے جھٹلانے سے باز نہ آئے تو ان کو بھی تباہ وبرباد کردیں گے۔

وَكَفٰى بِرَبِّكَ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًا ۢ بَصِيْرًا: اے پیغمبر! (ﷺ) آپ کو اللہ کافی ہے اس کے بندوں کے گناہ اس پر پوشیدہ نہیں ہیں جب کہ وہ شرک کی آلودگی میں مستغرق ہیں ان کی مکمل نافرمانی کی زندگی کا کوئی ایک گناہ بھی اللہ کی ذات سے پوشیدہ نہیں ہے اوران کی بداعمالیوں پر انہیں سزا مل کر رہے گی۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ: جس شخص کا مقصود ومحبوب دنیا ہے اور دنیوی زندگی کی آسودگی مال ودولت کی فراوانی کا خواہش مند ہے اوراسی میدان میں اس کی جولانیاں ہیں اسے قیامت کے وقوع پر یقین نہیں ہے وہ نہ ثواب کا طلب گار ہے نہ عذاب الٰہی سے خائف ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو دنیوی زندگی میں خوشحالی سے ہم کنار کرے گا رزق کی فراوانی ہوگی لیکن آخرت میں جب اللہ کے ہاں حاضر ہوگا تو اسے دوزخ میں گرایا جائے گا اس لئے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے انعامات پر اللہ کا شکریہ ادا نہ کیا اوراسے اللہ کی رحمت سے دور رکھا جائے گا انعامات الٰہیہ سے بھی اسے محروم رکھا جائے گا ایسا شخص ہمیشہ دوزخ میں رہے گا اسے حقیر سمجھا جائے گا اسے آرام نصیب نہ ہوگا نہ اسے کبھی نجات حاصل ہوگی۔

وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا: اور جو شخص آخرت کا طلبگار ہے اور آخرت کے حصول کے لئے عمل پیرا ہے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرتا ہے اس کی رضا کا طالب ہے اوراس کا اعتقاد ہے کہ اس راہ پر چلنے سے اس کے اچھے اعمال پر اسے اجر وثواب سے نوازا جائے گا اس کے گناہوں کو معاف کیا جائے گا اوراسے جنت الفردوس میں داخلہ ملے گا۔

كُلًّا نُّمِدُّ هٰۤؤُلَآءِ وَهٰۤؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ: ان دونوں جماعتوں میں سے ہر فرد کو اگر وہ دنیا کا طلب گار ہے اوراگر وہ آخرت کا طلب گار ہے اس کے لئے کوشاں ہے اور وہ ایماندار ہے تو اللہ تعالیٰ اسے عطیات سے نوازیں گے اس کے رزق میں فراخی ہوگی دنیوی زینت میں مزید عمدگی عطا کرتے ہوئے اسے کثرت کے ساتھ اولاد بھی عطا ہوگی ظاہر ہے کہ دنیوی مال ومتاع کا حصول اللہ کی مخلوق میں سے کسی فرد کو محروم نہیں رکھا جاتا ہے خواہ کوئی ایمان دار ہے یا کافر ہے البتہ دونوں جماعتوں کے حالات مختلف ہیں دنیا کے طلب گاروں کا ٹھکانہ دوزخ ہے جو بہت برا ٹھکانہ ہے جب کہ آخرت کے طلبگاروں کا ٹھکانہ جنت ہے جس میں نہریں جاری ہیں اور جنت تو بہت اچھا ٹھکانہ ہے۔

اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ: دونوں جماعتوں کو اس دنیا میں جو کچھ اللہ کی جانب سے عطا ہو رہا ہے ہم نے کس طرح بعض کو دیگر بعض پر برتری عطا کی ہے کہیں تو ہم نے ایک ایمان دار شخص کو عطیہ دیا ہے اور دوسرے ایمان دار شخص کو عطا نہیں کیا، اسی طرح کہیں تو ہم نے ایک کافر کو عطیہ دیا ہے اور دوسرے کافر کو عطیہ نہیں دیا ہے یہ سب کچھ اسباب اور حکمتوں پر منحصر ہے، ارشاد ربانی ہے ﴿رَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰكُمْ﴾ (الانعام:۱۶۵) ''اور تم میں سے بعض کے بعض پر درجات بلند کئے تاکہ وہ اس میں تمہاری آزمائش کرے'' نیز فرمایا ﴿نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَوۡقَ بَعۡضٍ دَرَجٰتٍ لِّیَتَّخِذَ بَعۡضُهُمۡ بَعۡضًا سُخۡرِیًّا﴾ (الزخرف:۳۲) ''ہم نے ان میں ان کی معیشت کو دنیا کی زندگی میں تقسیم کر دیا اور ایک کے دوسرے پر درجے بلند کئے تاکہ ایک دوسرے سے مزاح کریں''

وَلَلۡاٰخِرَةُ اَكۡبَرُ دَرَجٰتٍ وَّاَكۡبَرُ تَفۡضِيۡلًا: اخروی زندگی میں ان کا تفاوت اور تفاضل دنیوی زندگی کے تفاضل سے کہیں زیادہ بڑھ کر ہوگا خیال رکھیں کچھ لوگ اخروی زندگی میں دوزخ کے نچلے طبقہ میں ہوں گے انہیں زنجیروں سے جکڑا ہوا ہوگا اور کچھ لوگ نعمتوں اور مسرتوں میں اونچے مقام پر ہوں گے ہر دونوں کے درمیان تفاوت کارفرما ہوگا، بخاری میں وارد ہے جنت میں اونچے درجات کے لوگ ان لوگوں کو جو علیین میں محو استراحت ہوں گے انہیں ایسے دکھائی دیں گے جیسا کہ ایک ستارہ آسمان کے افق میں دور دکھائی دے رہا ہے۔ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب ۸ صحیح مسلم کتاب الجنۃ باب ۳ تفسیر المراغی ۳۰۰/۵)

نیز حدیث میں وارد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کے لئے ایسے انعامات کو تیار کر رکھا ہے جن کو کبھی کسی آنکھ نے نہیں دیکھا نہ کسی کان نے ان کا تذکرہ سنا نہ کسی دل میں ان کا خیال آیا۔

(صحیح بخاری کتاب التوحید باب ۳۵ صحیح مسلم کتاب الجنۃ باب ۱، صحیح ابن ماجہ کتاب الزہد باب ۳۹، مسند احمد ۳۱۳/۲)

حسن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کچھ لوگ عمر رضی اللہ عنہ کے دروازہ پر اکٹھے تھے ان میں سہیل بن عمرو قرشی رضی اللہ عنہ بھی تھے اس شخص کا دور جاہلیت میں اونچے افراد سے شمار ہوتا تھا نیز ابوسفیان اور قبیلہ قریش کے چند بوڑھے افراد بھی موجود تھے چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ نے صہیب، بلال اور بدری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو داخل ہونے کی اجازت عطا کی اس لئے کہ ان کو وہ اچھا مقام دیتے تھے اس واقعہ کے بارے میں ابوسفیان نے تعجب کا اظہار کیا اور کہا آج کا دن تو بہت عجیب ہے کہ ان غلام قسم کے لوگوں کو اجازت مل گئی ہے اور ہماری جانب کوئی دھیان ہی نہیں کر رہا تو سہیل نے کہا! جوان میں زیادہ سمجھدار تھا ان کو اور ہمیں اسلام کی دعوت دی گئی انہوں نے فوراً اسلام قبول کیا لیکن ہم نے تاخیر سے کام لیا اور عمر رضی اللہ عنہ کے دروازے پر جب مراتب کا فرق ہے تو آخرت میں فرق کیوں نہ ہوگا اگر عمر رضی اللہ عنہ کے دروازے پر ان کے بارے میں حسد کرتے ہو تو یاد رکھو اللہ نے ان کیلئے جنت میں جو کچھ تیار کر رکھا ہے وہ تو بہت زیادہ ہے۔ (المراغی ۳۰۰/۵)

لَا تَجۡعَلۡ مَعَ اللّٰهِ اِلٰـهًا اٰخَرَ فَتَقۡعُدَ مَذۡمُوۡمًا مَّخۡذُوۡلًا ﴿۲۲﴾ع وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ
اِيَّاهُ وَبِالۡوَالِدَيۡنِ اِحۡسَانًا ؕ اِمَّا يَبۡلُغَنَّ عِنۡدَكَ الۡكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اَوۡ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلۡ لَّهُمَاۤ اُفٍّ
وَّلَا تَنۡهَرۡهُمَا وَقُلۡ لَّهُمَا قَوۡلًا كَرِيۡمًا ﴿۲۳﴾ وَاخۡفِضۡ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحۡمَةِ وَقُلۡ
رَّبِّ ارۡحَمۡهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِىۡ صَغِيۡرًا ﴿۲۴﴾ رَبُّكُمۡ اَعۡلَمُ بِمَا فِىۡ نُفُوۡسِكُمۡ ؕ اِنۡ تَكُوۡنُوۡا صٰلِحِيۡنَ
فَاِنَّهٗ كَانَ لِلۡاَوَّابِيۡنَ غَفُوۡرًا ﴿۲۵﴾ وَاٰتِ ذَا الۡقُرۡبٰى حَقَّهٗ وَالۡمِسۡكِيۡنَ وَابۡنَ السَّبِيۡلِ وَلَا تُبَذِّرۡ
تَبۡذِيۡرًا ﴿۲۶﴾ اِنَّ الۡمُبَذِّرِيۡنَ كَانُوۡۤا اِخۡوَانَ الشَّيٰطِيۡنِ ؕ وَكَانَ الشَّيۡطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوۡرًا ﴿۲۷﴾ وَاِمَّا
تُعۡرِضَنَّ عَنۡهُمُ ابۡتِغَآءَ رَحۡمَةٍ مِّنۡ رَّبِّكَ تَرۡجُوۡهَا فَقُلۡ لَّهُمۡ قَوۡلًا مَّيۡسُوۡرًا ﴿۲۸﴾ وَلَا تَجۡعَلۡ
يَدَكَ مَغۡلُوۡلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبۡسُطۡهَا كُلَّ الۡبَسۡطِ فَتَقۡعُدَ مَلُوۡمًا مَّحۡسُوۡرًا ﴿۲۹﴾ اِنَّ
رَبَّكَ يَبۡسُطُ الرِّزۡقَ لِمَنۡ يَّشَآءُ وَيَقۡدِرُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيۡرًۢا بَصِيۡرًا ﴿۳۰﴾ع وَلَا تَقۡتُلُوۡۤا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍؕ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْؕ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ﴿۳۱﴾ وَلَا
تَقْرَبُوا الزِّنٰۤى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةًؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا ﴿۳۲﴾ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِىْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا
بِالْحَقِّؕ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّى الْقَتْلِؕ اِنَّهٗ كَانَ
مَنْصُوْرًا ﴿۳۳﴾ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِىْ هِىَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ وَاَوْفُوْا
بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْــُٔوْلًا ﴿۳۴﴾ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِؕ
ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ﴿۳۵﴾ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌؕ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ
وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰۤئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْــُٔوْلًا ﴿۳۶﴾ وَلَا تَمْشِ فِى الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّكَ لَنْ
تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَ لَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ﴿۳۷﴾ كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا
﴿۳۸﴾ ذٰلِكَ مِمَّاۤ اَوْحٰۤى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِؕ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰى
فِىْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿۳۹﴾

ترجمہ: [اے محمد!] اللہ کے ساتھ دوسرا معبود مقرر نہ کر اس وقت تو ہو جائے گا مذمت کیا گیا بے یار و مددگار (۲۲) اور تیرے پروردگار نے حکم دیا ہے کہ تم عبادت نہ کرو مگر اس کی اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو اگر ان دونوں میں سے ایک یا دونوں تیرے پاس بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو تو نے انہیں اُف نہیں کہنا ہے اور ان دونوں کو ڈانٹ پلانا نہیں ہے اور ان دونوں کو اچھی بات کہیں (۲۳) اور ان کے لئے تواضع کے ساتھ بازو کو نیچا کریں مہربانی کرتے ہوئے اور آپ کہیں! اے میرے پروردگار! ان کی بخشش فرما جیسا کہ انہوں نے بچپن میں میری پرورش کی (۲۴) تمہارا پروردگار اس بات کا خوب علم رکھتا ہے جو تمہارے دلوں میں ہے اگر تم نیکوکار ہو گے پس بلاشبہ وہ رجوع کرنے والوں کو معاف کرنے والا ہے (۲۵) اور قرابت دار کو اس کا حق دیں اور درویشوں اور مسافروں کو اور فضول خرچی نہ کریں فضول خرچی کرنا (۲۶) بلاشبہ فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے پروردگار کی ناشکری کرنے والا ہے (۲۷) اور اگر آپ ان سے اپنے پروردگار کی رحمت کو تلاش کرتے ہوئے جس کا تو امیدوار ہے روگردانی کرے تو پھر انہیں نرم بات کہیں (۲۸) اور اپنے ہاتھ کو اپنی گردن کے ساتھ نہ باندھیں اور نہ مکمل طور پر کھولیں کہ اس وقت تو بیٹھے گا ملامت کیا گیا تھکا ہوا (۲۹) بلاشبہ تیرا پروردگار جس کے لئے چاہتا ہے روزی کو فراخ کر دیتا ہے اور تنگ کر دیتا ہے جس کے لئے چاہتا ہے بلاشبہ وہ اپنے بندوں کو جانتا ہے دیکھنے والا ہے (۳۰) اور اپنی اولاد کو رزق کی تنگی کے خوف سے قتل نہ کرو ہم ہی انہیں اور تمہیں روزی دیتے ہیں یقیناً انہیں قتل کرنا بہت بڑا گناہ ہے (۳۱) اور تم زنا کے نزدیک نہ جاؤ بلاشبہ زنا تو بے حیائی ہے اور برا راستہ ہے (۳۲) اور اس جان کو قتل نہ کرو جس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے قتل کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے البتہ حق کے ساتھ اور جس شخص کو ظلماً قتل کیا گیا تو ہم نے اس کے وارث کو قوت عطا کی ہے وہ قتل میں زیادتی نہ کرے یقیناً اس کی مدد کی جائے گی (۳۳) اور یتیم کے مال کے نزدیک نہ جاؤ البتہ اس انداز کے ساتھ جو مناسب ہے یہاں تک کہ وہ بلوغت کو پہنچ جائے اور وعدہ کو پورا کرو یقیناً وعدہ کے بارے میں سوال کیا جائے گا (۳۴) اور تم ناپ کو پورا دو جب تم ناپ کرو اور صحیح ترازو کے ساتھ وزن کرو یہ بہت اچھا کام ہے اور نتیجہ کے لحاظ سے بہت اچھا ہے (۳۵) اور ایسی چیز کے پیچھے نہ چلو جس کا تجھے علم نہیں ہے یقیناً کان اور آنکھ اور دل ان میں سے ہر ایک سے باز پرس ہوگی (۳۶) اور زمین میں اکڑ کر نہ چلیں اس میں کچھ شک نہیں کہ تو زمین کو پھاڑ نہیں سکے گا اور نہ تو پہاڑوں کی بلندی پر پہنچ سکے گا (۳۷) یہ سب عادتیں ایسی ہیں کہ ان میں سے ہر ایک کی برائی تیرے پروردگار کے ہاں ناپسندیدہ ہے (۳۸) یہ دانائی کی باتوں میں سے ہیں جن کی آپ کے پروردگار نے آپ کی جانب وحی کی ہے اور آپ اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو مقرر نہ کریں اس وقت تو دوزخ میں گرایا جائے گا تو تو ملامت کیا گیا اور ذلیل کیا گیا ہوگا (۳۹)

تناسب: قبل ازیں ایمان کے رکن اعظم کا ذکر ہوا اب اس کے بعد ایمان کے شعائر کا ذکر ہو رہا ہے۔

تشریح: (۱) آپ کے پروردگار نے حکم دیا ہے کہ تم اللہ کے سوا کو اپنا معبود نہ بناؤ اس لئے کہ عبادت میں انتہائی درجہ کی تعظیم ہے تو پھر عبادت اس ذات کے لئے ہی لائق ہے جس کے اس کے بندوں پر انعامات ہیں اور منعم حقیقی تو صرف اللہ پاک کی ذات ہے۔

(۲) اور تم والدین کیساتھ اچھا سلوک روا رکھو تا کہ اللہ کی ذات کی وابستگی تمہارے ساتھ ہو اس حقیقت کو جاننا ضروری ہے کہ والدین کی انتہائی شفقت اپنی اولاد پر ہوتی ہے اور ان کی پوری کوشش ہوتی ہے کہ اولاد کی زندگی خوش گوار ہو ہمیشہ خیر و برکت ان پر سایہ فگن رہے اور پوری کوشش کی جاتی ہے کہ اولاد کسی لمحہ بھی کسی تکلیف سے دوچار نہ ہو والدین کی اس درجہ شفقت کے نتیجہ میں اولاد بھی والدین کی خدمت کرنے میں کوتاہی نہ کرے انکی اطاعت سے سرمو انحراف نہ کرے اور ہمیشہ والدین کے بارے میں تشکر کے کلمات ان کی زبان پر رواں دواں رہیں جب کہ حقیقت یہ ہے کہ اولاد در حقیقت والدین کے جسم کا ایک ٹکڑا ہوتی ہے جیسا کہ نبی ﷺ نے اپنی بیٹی فاطمۃ الزہراء کے بارے میں فرمایا فاطمہ! تو میرے جسم کا ایک حصہ ہے جس نے تجھے تکلیف میں ڈالا اس نے مجھے تکلیف میں مبتلا کیا۔ (صحیح بخاری کتاب فضائل صحابہ باب ۱۲، صحیح مسلم کتاب فضائل صحابہ باب ۱۵، صحیح ابی داؤد کتاب النکاح باب ۱۳)

مزید برآں چونکہ والدین نے اپنے بچے پر عالم طفولیت میں اہم کردار ادا کیا اس کو ہرگز کسی تکلیف سے دوچار ہونے نہیں دیا والدین کے اس عظیم کردار کا تقاضا یہ ہے کہ جب والدین بڑھاپے کی عمر میں پہنچ جائیں تو ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ان کی خدمت میں ہرگز کوتاہی نہ کی جائے چنانچہ ایک عربی شاعر اپنے بیٹے پر اپنے احسانات کا تذکرہ کرتے ہوئے اور بڑھاپے کے عالم میں بیٹے کی نافرمانی پر آنسو بہاتے ہوئے کہہ رہا ہے ؎

اِذَا لَیْلَۃٌ ضَافَتْکَ بِالسُّقْمِ لَمْ اَبِتْ لِسُقْمِکَ اِلَّا سَاھِرًا اَتَمَلْمَلُ
فَلَمَّا بَلَغْتَ السِّنَّ وَالْغَایَۃَ الَّتِیْ اِلَیْھَا مَدٰی مَا کُنْتُ فِیْکَ اُؤَمِّلُ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جَعَلْتَ جَزَائِیۡ غِلْظَۃً وَفَظَاظَۃً کَاَنَّکَ اَنْتَ الْمُنْعِمُ الْمُتَفَضِّلُ

''جب کبھی رات کے وقت بیماری تیری مہمان بنتی تو تیری بیماری کے سبب میں رات بھر اضطرابی کیفیت میں بیدار رہتا، جب تو ایسی عمر کو پہنچا کہ جس عمر میں تیرے بارے میں میری امیدیں وابستہ تھیں تو تو نے مجھے میری نیکی کا بدلہ سخت مزاجی اور کرخت لہجہ میں دیا گویا کہ تو ہی منعم ہے تو ہی محسن ہے'' خلاصہ یہ ہے کہ انسان پر اللہ کے احسان سے زیادہ جو اس کا خالق ہے کسی کا نہیں ہے اس کے بعد والدین کا احسان ہے یہی وجہ ہے کہ اولاً تو انسان اللہ کے انعامات کا شکریہ ادا کرے اس کے بعد والدین کے احسانات پر ان کا شکریہ ادا کرتا رہے اس کے بعد اس حقیقت سے آگاہ کیا کہ کسی بھی انداز کے ساتھ والدین کے ساتھ مروت و ہمدری کا اظہار کیا جائے ارشاد ربانی کی وضاحت ملاحظہ فرمائیں کہ جب دونوں ماں باپ یا ان میں سے ایک ضعف و اضمحلال کے طاری ہونے کے باعث عجز و بے چارگی کی گرفت میں ہوں اور وہ دونوں عمر کی آخری منزل میں ہوں جیسا کہ تو بچپن میں کمزوری کے باعث کسی معاون کا محتاج تھا تو تیرے لئے ضروری ہے کہ تو والدین کے ساتھ شفقت و محبت کے پہلو کو اجاگر کرتے ہوئے ان دونوں کیساتھ خدمت کا جذبہ اختیار کرتے ہوئے والدین کے احسانات کا شکریہ ادا کرتے ہوئے نہایت مشفقانہ انداز اختیار کرتے ہوئے پانچ باتوں کا خیال رکھے۔

(۱) والدین یا ان میں سے ایک سے کوئی ایسا کام سرزد ہو جاتا ہے جس سے عوام الناس کی دل آزاری ہوتی ہے تو آپ اپنے والدین کے اس کام پر اپنی زبان پر اُف کا لفظ بھی نہ لائیں صبر کا مظاہرہ کریں اللہ پاک سے اجر و ثواب کے طلب گار رہیں جیسا کہ آپ کے والدین نے تیری کج رویوں پر صغر سنی کے عالم میں صبر کیا تھا۔

(۲) والدین کو ڈانٹ ڈپٹ پلاتے ہوئے ان کے ذہنی سکون کو تاخت تاراج کرتے ہوئے ان کے سکون و آرام کو سلب کرنا ہرگز جائز نہیں، مقصود یہ ہے کہ ان کی مخالفت سے گریز پائی اختیار کی جائے اور ان کی غلط باتوں پر ناراضگی سے دور رہا جائے چہ جائیکہ آپ انہیں ڈانٹنا شروع کر دیں۔

(۳) والدین کے بارے میں آپ کی زبان سے خوبصورت محبت آمیز کلمات نکلنے چاہیں جن سے احترام اور تعظیم مترشح ہو رہی ہو آپ اپنے والدین کو پکارتے ہوئے احترام و محبت کے عالم میں نہایت نرم لہجہ میں کہیں! میرے ابا جان، میری امی جان ہرگز انہیں ان کے نام کے ساتھ نہ پکاریں اور نہ ان کے سامنے بلند آواز کے ساتھ گفتگو کریں بلکہ آپ جب ان کی جانب دیکھیں تو آپ کے دیکھنے میں بھی محبت کا انداز مترشح ہو رہا ہو ایسا نہ ہو کہ آپ انہیں گھور رہے ہوں۔

وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا: کی تفسیر سعید بن مسیّب نے ان الفاظ کے ساتھ کی ہے کہ جیسا کہ وہ شخص جو غلام ہے اور اس سے گناہ سرزد ہوا ہے تو وہ جس انداز کے ساتھ اپنے اس آقا کے ساتھ گفتگو کرتا ہے جو بد اخلاق ہے اس طرح کہ نہایت نرم لہجہ اور پرکشش الفاظ کے ساتھ بات کرتا ہے تاکہ کہیں اس کی گرفت میں نہ آجائے۔

(۴) والدین کے ساتھ تواضع انکساری کا رویہ اپنایا جائے اور ان کی اطاعت کی جائے تاہم اللہ پاک کی نافرمانی کے کام کو ہرگز نہ کیا جائے ان کے حق میں دعا کی جائے کہ اللہ پاک ان پر رحم فرمائے جیسا کہ انہوں نے صغر سنی میں تجھ پر شفقت کا ہاتھ رکھا چنانچہ والدین کے ساتھ حسن سلوک اور شفقت کرنے میں کثرت کے ساتھ احادیث مروی ہیں، ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے جہاد میں شریک ہونے کی اجازت طلب کررہا تھا آپ نے دریافت کیا، کیا آپ کے والدین زندہ ہیں؟ اس نے اثبات میں جواب دیا آپ نے فرمایا تو پھر ان کی خدمت میں خود کو محو رکھیں یہی تیرا جہاد ہے۔

(بخاری کتاب الجہاد باب ۱۲۸، صحیح مسلم کتاب البر باب ۱، مسند احمد ۲/ ۱۶۴)

مسلم شریف میں ہے کوئی لڑکا اپنے والد کے احسانات کا بدلہ نہیں دے سکتا البتہ ایک صورت ہے کہ لڑکا اپنے والد کو غلام پائے اس کو خرید کر آزاد کردے۔ (صحیح مسلم کتاب العتق باب ۵، صحیح ترمذی کتاب البر باب ۸، صحیح ابن ماجہ کتاب الادب باب ۱)

جب کہ والدہ کے ساتھ حسن سلوک والد کے ساتھ حسن سلوک پر مقدم ہے، بخاری مسلم میں حدیث وارد ہے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا لوگوں میں سے کون زیادہ مستحق ہے کہ اس کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے آپ ﷺ نے فرمایا اپنی ماں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آیا جائے، تین بار دریافت کرنے پر یہی جواب دیا گیا چوتھی بار فرمایا اپنے باپ کے ساتھ اچھا سلوک کریں، مزید برآں ان کی زندگی میں ان کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے اور فوت ہونے کے بعد ان کے حق میں دعا کی جائے۔

(صحیح بخاری کتاب الادب باب ۲، صحیح مسلم کتاب البر باب ۱، صحیح ابن ماجہ کتاب الادب باب ۱، مسند احمد ۲/ ۳۷۲)

رَبُّكُمۡ اَعۡلَمُ بِمَا فِىۡ نُفُوۡسِكُمۡ: اے لوگو! تمہارا پروردگار تمہارے بارے میں تم سے زیادہ جانتا ہے کہ تمہارے دلوں میں کیا ہے کہ تم اپنے والدین کے حکم کی تعظیم کرتے ہو اور ان کے ساتھ حسن سلوک روا رکھتے ہو اور ان کے حقوق کا خیال رکھتے ہو کہیں کوتاہی تو نہیں کرتے ہو، ہرگز ان کے ساتھ بدسلوکی روا نہ رکھو اگر تم اپنے پروردگار کی فرمانبرداری کرو گے اور والدین کے حقوق کو پورا کرو گے تو اللہ پاک تمہارے گناہوں کو معاف کرے گا۔

وَاٰتِ ذَا الۡقُرۡبٰى حَقَّهٗ وَالۡمِسۡكِيۡنَ وَابۡنَ السَّبِيۡلِ: والدین کیساتھ حسن سلوک کے بعد حکم دیا ہے کہ قرابت داروں کیساتھ صلہ رحمی کرو محبت کے جذبہ کو اپناؤ حسن معاشرت کا خیال رکھو اور ضرورت مند مسکینوں اور مسافروں کے ساتھ ان کی ضرورت کے پیش نظر تعاون کرو البتہ غیر مستحق شخص پر خرچ نہ کرو نافرمانی کے کام میں بھی خرچ کرنے سے باز رہو یہ تو فضول خرچی ہے جبکہ ضرورت سے زیادہ خرچ کرنے والے تو شیطان کے بھائی ہیں جبکہ شیطان تو اپنے پروردگار کے انعامات پر شکریہ ادا نہیں کرتا ہے بلکہ انعامات کا انکار کرتا ہے اور نافرمانی کے کاموں پر لوگوں کو دلیر بناتا ہے اہل عرب کی عادت تھی کہ وہ لوٹ مار کر مال جمع کرتے، بعد ازاں شہرت کے حصول اور تفاخر کیلئے مال لٹا دیتے تھے اور مشرکین سے قریش قبیلہ کے لوگ محض اسلئے مال خرچ کرتے تھے تا کہ لوگوں کو اسلام قبول کرنے سے روکیں اسلام کو کمزور کریں اور اسلام کے دشمنوں کی مدد کرتے تھے اس آیت میں ان کے قبیح اعمال کو نمایاں کیا گیا ہے۔

وَاِمَّا تُعۡرِضَنَّ عَنۡهُمُ ابۡتِغَآءَ رَحۡمَةٍ مِّنۡ رَّبِّكَ: اور اگر آپ قرابت داروں اور مسکینوں اور سفر کرنے والوں سے روگردانی کررہے ہیں اور آپ شرم محسوس کرتے ہیں کہ انہیں کچھ عطا کریں دراصل آپ اللہ پاک کی جانب سے کشائش رزق کے انتظار میں ہیں کہ آپ کے پاس عنقریب مال آجائے گا اور رزق کی فراوانی ہو جائے گی تو آپ ان کو نرم لہجہ میں کہیں کہ آپ خوش ہو جائیں گے جیسے ہی ہمارا ہاتھ کھلا ہوتا ہے تو ہم تمہارا حق ادا کردیں گے آج ہمارے پاس مال نہیں ہے، بہرحال ہم تمہارا حق پہنچاتے ہیں دراصل اللہ پاک کی جانب سے انہیں ادب سکھلایا گیا ہے کہ جب ان کے پاس کوئی سائل آئے اور آپ کے پاس دینے کے لئے کچھ نہ ہو تو اس وقت معذرت خواہانہ انداز اختیار کیا جائے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَا تَجْعَلْ یَدَکَ مَغْلُوْلَۃً اِلٰی عُنُقِکَ: آپ بخیل نہ بنیں کہ کسی سائل کو کچھ نہ دیں نیز مال خرچ کرنے میں اسراف سے بھی باز رہیں طاقت سے زیادہ کسی کو نہ دیں اگر آپ طاقت سے زیادہ عطیہ دیں گے اور آمدن سے زیادہ خرچ کریں گے اس طرح کرنے سے آپ لوگوں کے نزدیک ہدف ملامت بنیں گے اور جب آپ فقیر کو محروم لوٹائیں گے اسے کچھ نہ دیں گے تو عنداللہ آپ قابل مذمت ہوں گے، جب کہ اللہ تعالیٰ نے ضروری قرار دیا ہے کہ فقیر، مسکین کی ضرورت کو پورا کیا جائے انہیں زکوٰۃ کے مال سے دیا جائے اور اگر آپ مال خرچ کرنے میں اسراف کریں گے تو کچھ زیادہ عرصہ نہیں گزرے گا کہ مال ختم ہو جائے گا تو پھر تنگدستی تیرا گھراؤ کرلے گی اور عزت ختم ہو جائے گی ذلت تیرے دامن کو اپنی گرفت میں کرلے گی تو آپ کسی کی اعانت کے محتاج ہو جائیں گے، جب کہ پہلے تو لوگوں کی اعانت کیا کرتا تھا اس وقت حسرت و یاس تیرے دامن کو اپنی گرفت میں لے لے گی اور تو غمناک ہو جائے گا، اس وقت افسوس سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔

اِنَّ رَبَّکَ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ: اے پیغمبر! (ﷺ) آپ کا پروردگار جس کو چاہتا ہے فراوانی سے رزق عطا کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے اس پر رزق کو تنگ کر دیتا ہے بلاشبہ آپ کا پروردگار اپنے بندوں کے بارے میں خبر رکھتا ہے وہ جانتا ہے کون ہے وہ جس کو فراوانی سے رزق ملنا چاہیے اور وہ کون ہے جو رزق کی فراوانی کے باعث فساد انگیزی پر اتر آئے گا۔

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَکُمْ خَشْیَۃَ اِمْلَاقٍ: تم اپنی بیٹیوں کو فقر و فاقہ کے خوف سے زندہ درگور نہ کرو جب کہ رازق تو ہم ہیں تم نہیں ہو، تم فقیری سے نہ ڈرو ہم تمہیں اور ان کو بھی رزق دیتے ہیں جس طرح اللہ بیٹوں کے لئے رزق کے خزانے کھول دیتا ہے اسی طرح بیٹیوں کیلئے بھی رزق کے خزانے کھول دے گا تم ہرگز انہیں قتل نہ کرو انہیں قتل کرنا تو بہت بڑا گناہ ہے، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا اے اللہ کے پیغمبر! کونسا گناہ بہت بڑا ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو اللہ کیساتھ کسی کو شریک بنائے جبکہ اللہ پاک کی ذات نے تجھے پیدا کیا ہے میں نے عرض کیا پھر کون سا گناہ ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو اپنی اولاد کو اس خطرہ کے پیش نظر موت کے گھاٹ اتار دے کہ وہ کھانے میں تیرے ساتھ شریک ہوگا میں نے عرض کیا پھر کونسا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ تو اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرے۔ (صحیح بخاری کتاب الحدود باب ۳۰، صحیح مسلم کتاب الایمان باب ۳۵، صحیح ترمذی کتاب التفسیر سورۃ ۲۵، مسند احمد ۱/ ۴۳۴)

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓی: قبل ازیں اولاد کے قتل سے روکا ہے اس کا سبب بخل تھا جب کہ زنا کا سبب اسراف ہے اللہ تعالیٰ نے زنا کے اسباب کے قریب جانے سے روکا ہے کہ زنا کے تقاضوں سے دور رہو کجا کہ تم زنا کے فعل سے ہم کنار ہو قرآن پاک کا یہ انداز اس فعل سے روکنے میں مبالغہ کا انداز ہے اور اس کی زبردست قباحت سے پردہ کشائی ہے ظاہر ہے کہ زنا کے اسباب سے ہے جسم کو جسم کے ساتھ ملانا معانقہ کرنا بوس و کنار کرنا وغیرہ اس کی شناعت کو واضح کرتے ہوئے بتایا کہ یہ فعل ایسا ہے جس کی قباحت اور شناعت واضح ہے تم نے نہ صرف یہ کہ زنا کے فعل کا ارتکاب نہیں کرنا بلکہ اسباب سے بھی دور رہنا ہے اس لئے کہ یہ فعل ایسا ہے جس کی قباحت واضح ہے اور اس کے باعث بے شمار مفاسد معاشرہ میں جنم لیتے ہیں۔

نسب میں اشتباہ رونما ہوتا ہے وہ لڑکا جس کو زانیہ عورت نے جنم دیا ہے کیا وہ اس کے خاوند سے ہے یا کسی دوسرے شخص کا نطفہ ہے ایسی حالت میں بچے کی تربیت کون کرے گا اس کا خیال کون رکھے گا اس کے نتیجہ میں نسل کا ضیاع ہے اور معاشرہ کی بربادی ہے مزید برآں لڑائی جھگڑے کا دروازہ کھل جاتا ہے معاشرہ بے چینی کا شکار ہو جاتا ہے عزت کا دفاع مشکل ہو جاتا ہے بے شمار ایسے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واقعات ہیں جن کا سبب اقدام علی الزنا ہوتا ہے اگر چہ بالفعل زنا کا ارتکاب نہ بھی ہوا ہو، مزید برآں جب کوئی عورت زنا کے فعل میں مشہور ہو جائے گی تو ہر شخص جو مزاج سلیم رکھتا ہے وہ ایسی عورت کو کراہت کی نظر سے دیکھے گا اس طرح خاوند بیوی کے درمیان الفت ومودت کا سلسلہ ختم ہو کر رہ جائے گا اور معاشرہ کا سکون غارت ہو کر رہ جائے گا حالانکہ صحیح نکاح کے ساتھ خاوند بیوی کے ملاپ سے جو معاشرہ رونق پذیر ہوتا ہے وہ لوگوں کے درمیان محبت ورحمت کے رشتہ کو استوار کرتا ہے، مزید برآں بیوی کا وجود صرف شہوت رانی کے لئے نہیں ہے بلکہ بیوی تو خاوند کی شریک حیات ہوتی ہے گھر کی نگران ہوتی ہے اور کھانے پینے کے نظام کو خوش اسلوبی کے ساتھ چلاتی ہے بلکہ وہ خاوند کی عدم موجودگی میں گھر کی مکمل نگران ہوتی ہے بچوں اور خدام کے معاملات کی نگرانی کرتی ہے اور یہ انتظام صحیح معنی میں تب ہو سکتا ہے جب بیوی صرف اپنے شوہر کے لئے خاص ہو اس کے علاوہ کسی بھی فرد کے ساتھ اس کے تعلقات خاوند کے انداز کے ہرگز نہ ہوں وہ تو گھر میں شہزادی ہے صرف خاوند کے ساتھ ہی اس کو وابستگی ہو، ظاہر ہے کہ انسان اور حیوان میں جبلت وفطرت کے لحاظ سے یہی فرق ہے جس کو قائم رکھنا ضروری ہے جب کہ حیوانات نر مادہ میں یہ تفاوت نہیں ہے۔

وَلَا تَقۡتُلُوا النَّفۡسَ الَّتِیۡ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالۡحَقِّ: اور تم اس شخص کو قتل نہ کرو جس کے قتل کو اسلام نے حرام قرار دیا ہے البتہ تین طرح کے قتل درست ہیں جو شخص ایمان لانے کے بعد مرتد ہو جاتا ہے، شادی شدہ ہوتے ہوئے زنا کا ارتکاب کرتا ہے، کسی ایماندار شخص کو بلا کسی جرم کے ارادۃً قتل کر دیتا ہے، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کسی ایسے شخص کا خون گرانا جائز نہیں جبکہ وہ گواہی دیتا ہے کہ ہرگز کوئی معبود نہیں مگر اللہ معبود ہے اور گواہی دیتا ہے کہ محمد ﷺ اللہ کے پیغمبر ہیں، البتہ تین گناہوں میں سے ایک گناہ کے پائے جانے پر اس کا خون گرانا جائز ہے، (۱) کسی ایماندار شخص کو عمداً قتل کرنے کے سبب، (۲) شادی شدہ انسان زنا کا مرتکب ہو جاتا ہے، (۳) کوئی مسلمان شخص دین اسلام کو خیر باد کہہ دیتا ہے یعنی مرتد ہو جاتا ہے مسلمانوں کی جماعت سے الگ ہو جاتا ہے۔ (صحیح مسلم کتاب القیامۃ باب ۶ صحیح بخاری کتاب الدیات باب ۶، صحیح ترمذی کتاب الدیات باب ۱۰، صحیح ابی داؤد کتاب الحدود باب ۱)

وَمَنۡ قُتِلَ مَظۡلُوۡمًا فَقَدۡ جَعَلۡنَا لِوَلِیِّہٖ سُلۡطٰنًا: جو شخص بلا جواز مظلومیت کے ساتھ قتل کر دیا جاتا ہے تو ہم نے اس مقتول کے وارث کی عدم موجودگی میں اسلامی حکومت کے سربراہ کو قتل کرنے والے شخص پر تسلط کا حکم دیا کہ اسے گرفتار کر کے اس سے قصاص لیا جائے یا دیت وصول کی جائے اسی سلسلہ میں قرآن پاک کی نص موجود ہے جس میں قصاص کو فرض قرار دیا ہے، مزید برآں رسول اکرم ﷺ نے فتح مکہ کے دن فرمایا جو شخص قتل ہو گیا تو مقتول کے وارث اگر چاہیں تو قصاصاً قاتل کو قتل کر دیں اور اگر چاہیں تو دیت لے سکتے ہیں۔ (صحیح ابی داؤد کتاب الدیات باب ۴، صحیح ترمذی کتاب الدیات باب ۱۲، مسند احمد ۳۸۵/۶)

فَلَا یُسۡرِفۡ فِّی الۡقَتۡلِ: لیکن مقتول کے ورثا مقرر کردہ حد سے تجاوز نہ کریں کہ ایک شخص کے بدلے میں دو اشخاص کو قتل نہ کیا جائے جب کہ بہتر یہ ہے کہ قصاص نہ لیا جائے دیت پر اکتفاء کیا جائے یا معاف کر دیا جائے۔

اِنَّہٗ کَانَ مَنۡصُوۡرًا: اللہ تعالیٰ مقتول کے وارث کی مدد فرماتا ہے کہ اسے قصاص یا دیت دلواتا ہے اور حکام کو حکم دیا ہے کہ وہ اس کو اس کا حق پوری طرح دلوائیں البتہ زیادتی بھی نہ ہو۔

وَلَا تَقۡرَبُوۡا مَالَ الۡیَتِیۡمِ اِلَّا بِالَّتِیۡ ہِیَ اَحۡسَنُ حَتّٰی یَبۡلُغَ اَشُدَّہٗ: تم یتیم کے مال میں منصفانہ انداز کو اپناؤ یتیم کے مال کی نگرانی کی جائے اور اسے کاروبار میں لگا کر اسے مزید فائدہ سے ہم کنار کیا جائے جب تک کہ اس کی عقل پختہ نہیں ہو جاتی اور عالم شباب کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دائرہ میں نہیں آ جاتا اس وقت اس کے لئے ممکن ہے کہ وہ صحیح طور پر اپنے مال میں تصرف کر سکے، ذہن نشین کریں اس آیت کا نزول صحابہ کرام پر دشوار گزرا کہ وہ یتیموں کے مال کو الگ رکھتے تو اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرۃ کی آیت نازل فرمائی، ارشاد ربانی ہے ﴿وَاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ﴾ (البقرۃ:۲۲۰) ''اور اگر تم ان سے مل جل کر رہنا [یعنی خرچ اکٹھا رکھنا] چاہو تو وہ تمہارے بھائی ہیں اور اللہ خوب جانتا ہے کہ خرابی کرنے والا کون ہے اور اصلاح کرنے والا کون'' اس پر انہیں اجازت مل گئی۔

وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا: تین منہیات کے ذکر کے بعد تین مثبت احکام کے بجالانے کا حکم دیا کہ تم جب معاہدہ اللہ سے کرو تو اس کو پورا کرو اور جو وعدہ تم لوگوں سے کرو، خرید و فروخت، اجارہ وغیرہ کے سلسلہ میں اس کو پورا کرو بلا شبہ اللہ تعالیٰ دریافت کرے گا کہ تم نے عہد کا پاس کیا یا عہد شکنی کی اس معاہدہ میں حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں کا تذکرہ ہے اور اس کے بارے میں سوال ہوگا کہ تم نے وعدہ پورا کیا یا نہیں عہد شکنی کرنے والے سے باز پرس ہوگی کہ تو نے عہد شکنی کیوں کی؟

اَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ: اور تم لوگوں کو پورا ناپ دو کمی نہ کرو اگر تم اپنے لئے ناپ رہے ہو تو کچھ حرج نہیں اگر تم کمی کرو۔

وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ: تم عدل وانصاف کے ساتھ وزن کرو زیادتی نہ ہو یہ طریق کار بہت اچھا ہے اور انجام کے لحاظ سے بھی بہتر ہے اور کثرت کے ساتھ ایسے فقراء لوگوں کو دیکھا گیا ہے جو امانت و دیانت میں مشہور تھے اور خیانت سے دور رہتے تھے ان پر دنیا ایسی جھکی کہ مال و دولت میں ان کا کوئی برابر نہ تھا اسی طرح اخروی سعادتوں کے حصول میں ان کا کوئی ثانی نہ تھا۔

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ: اے شخص آپ کسی ایسے قول یا فعل کو قبول نہ کرنا جس کے بارے میں تجھے معلومات نہیں ہیں یہ جملہ زندگی کے تمام شعبوں کیلئے آئین کی حیثیت رکھتا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ آپ صرف اس فعل کے بارے میں گواہی دیں جو فعل آپ کی آنکھوں کے سامنے ظہور پذیر ہوا ہے اور جس کے بارے میں معلومات کو آپ کے دونوں کانوں نے سنا ہے اور آپ کے دل نے اسے حافظہ میں محفوظ کر لیا ہے مقصود یہ ہے کہ ظن اور وہم کے بنا پر اسے تسلیم نہ کیا جائے، سنن ابوداؤد میں ہے کسی شخص کا اعتماد اس جملہ پر ہے کہ لوگوں کا خیال ہے تو یہ کیفیت گوارا نہیں ہے۔ (صحیح ابی داؤد کتاب الادب باب ۸۰، مسند احمد ۱۱۹/۴)

اگر کتاب وسنت سے دلیل موجود نہیں تو اجتہاد کی اجازت ہے اس آیت کی وضاحت میں مفسرین نے اس رائے کا بھی اظہار کیا ہے کہ مشرکین کو اپنے آباؤ اجداد کی تقلید سے روکا گیا ہے، بعد ازاں نہی کی علت کو اللہ پاک نے بیان کیا ہے کہ اللہ ان اعضا سے دریافت کرے گا جن کا ارتکاب ان سے ہوا ارشاد ربانی ہے ﴿يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ (النور:۲۴) ''[قیامت کے روز] جس دن ان کی زبانیں ہاتھ اور پاؤں سب ان کے کاموں کی گواہی دیں گے''

نیز حدیث میں ہے شکل بن حمید صحابی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے عرض کیا اے اللہ کے پیغمبر مجھے شیطان سے بچاؤ کے کلمات کی تعلیم فرمائیں چنانچہ آپ نے میرے ہاتھ کو پکڑ کر فرمایا آپ یہ کلمات کہا کریں آپ کہیں میں تیرے ساتھ اپنے کان کے شر اپنی آنکھ کے شر اپنے دل کے شر اور اپنی منی کے شر یعنی زنا سے پناہ طلب کرتا ہوں۔

(صحیح ترمذی کتاب الدعوات باب ۷۴، صحیح ابی داؤد کتاب ابواب الوتر باب ۳۲، سنن نسائی کتاب الاستعاذہ باب ۳)

وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا: زمین پر فخریہ انداز سے نہ چلیں جیسا کہ سرکش متکبر قسم کے لوگ دائیں بائیں جھکاؤ کرتے ہوئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فخریہ انداز سے چلتے ہیں آپ غور کریں جب آپ اس طرح چل رہے ہیں تو آپ کے پاؤں کے نیچے زمین ہے جس کو پھاڑنے کی تجھ میں طاقت نہیں ہے خواہ کتنے زور کے ساتھ زمین پر دباؤ کیوں نہ ڈالیں اور آپ کے اوپر پہاڑ ہے اس پر پہنچنے کی تجھ میں طاقت نہیں ہے اس حالت میں آپ دو جمادات کے درمیان ہیں جب کہ تو ان دونوں سے کمزور ہے اور جو ضعیف ہے اور بند کیا گیا ہے اس کے لئے تکبر کرنا درست نہیں ہے ایک شاعر نے اس مضمون کو کس قدر پرکشش انداز میں ذکر کیا ہے ملاحظہ فرمائیں ؎

وَلَاتَمْشِ فَوْقَ الْاَرْضِ اِلَّا تَوَاضُعًا فَكَمْ تَحْتَهَا قَوْمٌ هُمْ مِنْكَ اَرْفَعُ

وَاِنْ كُنْتَ فِيْ عِزٍّ وَّحِرْزٍ وَّمَنْعَةٍ فَكَمْ مَّاتَ مِنْ قَوْمٍ هُمْ مِنْكَ اَمْنَعُ

''زمین پر آپ تواضع کے ساتھ ہی قدم زن ہوں زمین کے اندر کتنے لوگ مدفون ہیں جو تجھ سے اونچے تھے اور اگر آپ عزت والے ہیں محفوظ ہیں تو کتنے لوگ فوت ہو چکے ہیں جو تجھ سے زیادہ محفوظ تھے''

اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا: جب آپ زمین پر چل رہے ہیں تو زمین کو لتاڑتے ہوئے اور اس پر زور کے ساتھ دباؤ ڈالتے ہوئے زمین میں شگاف نہیں ڈال سکیں گے اور نہ آپ پہاڑوں کی بلندی پر جا سکیں گے جب کہ پہاڑ بھی زمین کا ایک حصہ ہیں کہ تو وہاں جا کر تکبر کرے، ظاہر ہے کہ تکبر تو قوت اور جسم کے بھاری بھرکم ہونے کے ساتھ ہوتا ہے اور یہ دونوں تجھ میں موجود نہیں ہیں تو تجھے کونسی چیز مجبور کر رہی ہے انکے ہوتے ہوئے جب کہ تو ان دونوں جمادات سے حقیر ہے اور کیسے درست ہے کہ تو کبر اختیار کرے۔

كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا: جن تمام خصلتوں سے اوامر ونواہی کے دوران جن کی تعداد پچیس ہے ان سب کی برائی تیرے پروردگار کے ہاں اس کو غصہ میں ڈالنے والی ہے اگر چہ ان کے وجود پذیر ہونے میں ارادہ تکوینی موجود ہے، ارشاد نبوی ہے جو اللہ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے اور جو نہیں چاہتا ہے وہ نہیں ہوتا ہے۔ (ابوداؤد کتاب الادب باب ۱۰۱)

ذٰلِكَ مِمَّآ اَوْحٰٓى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ: جن اخلاق حمیدہ کے اپنانے کا حکم ہم نے دیا ہے اور جن رذیل کاموں سے ہم نے روکا ہے ان کے بارے میں ہم نے آپ کی جانب وحی کی ہے دراصل یہ مسائل اور احکام دین اسلام کے اسرار ورموز ہیں جن کی معرفت ضروری ہے اور یہ تشریع اسلامی کی حکمتیں ہیں۔

وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ: اس نہی کو دوبارہ ذکر کیا ہے جب کہ اس سے پہلے بھی اس کا ذکر ہو چکا ہے مقصود اس حقیقت سے آگاہ کرنا ہے کہ مسئلہ توحید دین اسلام کی بنیاد ہے اور حکمت کا سرچشمہ ہے اس کو بنیادی حیثیت بھی حاصل ہے اور انتہا میں بھی توحید ہی کا مقام ہے اگر دنیوی زندگی میں شرک کے آثار ہوں گے تو اس وقت تو اے انسان مذموم شخص ہوگا تیرا کوئی مددگار نہیں ہوگا جب کہ اخروی زندگی میں تیرا نفس تجھے ملامت کرے گا اور دوسرے لوگ بھی تجھے ملامت کا نشانہ بنائیں گے اور تجھے اللہ کی رحمت سے دور رکھا جائے گا۔ (المراغی ۳۱۶/۵)

اَفَاَصْفٰىكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِيْنَ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ اِنَاثًا ؕ اِنَّكُمْ لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا عَظِيْمًا ﴿۴۰﴾ ع
وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِيَذَّكَّرُوْا ؕ وَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا ﴿۴۱﴾ قُلْ لَّوْ كَانَ مَعَهٗٓ اٰلِهَةٌ
كَمَا يَقُوْلُوْنَ اِذًا لَّابْتَغَوْا اِلٰى ذِى الْعَرْشِ سَبِيْلًا ﴿۴۲﴾ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کَبِیْرًا﴿۴۳﴾ تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِیْهِنَّ ؕ وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا﴿۴۴﴾

ترجمہ: کیا تمہارے پروردگار نے تمہیں بیٹوں کے ساتھ منتخب کرلیا ہے اور خود اس نے فرشتوں سے لڑکیوں کو پکڑا ہوا ہے بلاشبہ تم نہایت بوجھل بات کہہ رہے ہو (۴۰) اور بلاشبہ ہم نے اس قرآن میں ہر قسم کی باتیں بیان کی ہیں تاکہ وہ نصیحت قبول کریں اور ان کو قرآن زیادہ نہیں کر رہا ہے مگر نفرت میں (۴۱) آپ آگاہ کریں کہ اگر اللہ کے ساتھ اور معبود ہوتے جیسا کہ وہ کہہ رہے ہیں تو اس وقت وہ عرش کے مالک کی جانب جھکاؤ اختیار کرتے (۴۲) اللہ پاک اور بلند ہے ان باتوں سے جو وہ کہتے ہیں بہت زیادہ بلند ہے (۴۳) اس کے لئے ساتوں آسمان اور زمین اور جو ان کے درمیان ہیں پاکیزگی بیان کرتی ہیں اور کوئی بھی چیز نہیں مگر وہ اس کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکیزگی اس کی تعریف کے ساتھ بیان کرتی ہیں لیکن تم ان کی تسبیح کو سمجھ نہیں سکتے بلاشبہ اللہ بردبار معاف کرنے والا ہے (۴۴)

لغوی تحقیق: اَفَاَصْفٰكُمْ اس نے تم کو خالص کرلیا ہے مادہ (ص ف و) ہے کسی چیز کا ہر قسم کی آمیزش سے پاک ہونا، اسی سے الصَّفَا جس کے معنی صاف اور چمکدار پتھر ہے، الصَّفَا ایک پہاڑی کا نام ہے، الاصْطِفَاء صاف اور خالص چیز لینا، الصَّفِیُّ مالِ غنیمت کی وہ چیز جسے امیر اپنے لئے منتخب کرلے اسی طرح صفوان بڑا صاف اور چمکدار پتھر کے ہیں اس کا واحد صفوانۃ ہے۔
(مفردات امام راغب ص۵۲۴)

تناسب: قبل ازیں اللہ پاک نے ان لوگوں کی جہالت کو ثابت کیا جو اللہ کے لئے شریک ثابت کرتے ہیں اس کے بعد ان لوگوں کو زبردست ڈانٹ پلائی گئی ہے جو اللہ کے لئے اولاد ثابت کرتے ہیں مزید یہ جہالت کہ اپنے لئے بیٹے ثابت کرتے ہیں حالانکہ اللہ کے مقابلہ میں وہ عاجز ہیں اور اللہ کے لئے بیٹیاں ثابت کرتے ہیں حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ اللہ پاک کی ذات تو کامل ذات ہے اس کی انتہا ہی نہیں ہے اس کے بعد آگاہ کیا جارہا ہے کہ قرآن پاک میں تمثیلات ہیں تاکہ ان کے بارے میں غور و فکر کیا جائے جب کہ ان میں تو نفرت کا داعیہ بڑھ رہا ہے اور اطمینان مفقود ہو رہا ہے۔

تشریح: کفار کو مخاطب کیا جارہا ہے جو فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں قرار دیتے ہیں انہیں زبردست ڈانٹ پلاتے ہوئے آگاہ کیا ہے کہ اس قسم کی باتیں کرنے والے تو چارپائے ہیں بلکہ چارپایوں سے بھی بدتر ہیں جب کہ وہ اپنے لئے بیٹوں کا انتخاب کرتے ہیں اور اللہ پاک کی ذات کے لئے بیٹیوں کا تعین کرتے ہیں اللہ پاک انہیں متنبہ کر رہے ہیں کہ تمہارا اللہ پاک کی ذات کے بارے میں بیٹیوں کو مخصوص کرنا تو اللہ پاک کی ذات پاک کے خلاف بہت بڑی بے باکی اور ناروا دلیری ہے اور جہالت کی انتہا ہے۔

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِیَذَّكَّرُوْا: ہم نے قرآن پاک میں تمثیلات وغیرہ کو واضح طور پر بیان کیا ہے بلکہ بار بار شدومد کے ساتھ ان کا تذکرہ کیا ہے تاکہ لوگ نصیحت حاصل کریں اور عبرت قبول کریں اس طرح کہ وہ ان میں غور و فکر کریں تو وہ یقیناً اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ جو ژولیدہ قسم کی باتیں وہ کہہ رہے ہیں ان کے باطل ہونے میں ہرگز شک و شبہ نہیں ہے جب کہ اس طرح کے وعظ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ونصیحت کا نتیجہ یہ نکل رہا ہے کہ وہ راہ صواب سے دور ہور ہے ہیں اور راہ صواب کے بارے میں غور وفکر کی بھی ضرورت محسوس نہیں کرتے ہیں جب کہ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ قرآن تو جادو کہانت اشعار کا مجموعہ ہے بلکہ اس کی حیثیت حیلہ سازی سے زیادہ نہیں ہے، مزید برآں وہ لوگ خود کو گمراہی کے اس گڑھے سے نکالنے کے لئے سوچ بچار نہیں کرتے ہیں اور انہیں اس گمراہی سے ہٹانے والا کوئی فرد نہیں ہے ان کی مثال تو چار پایوں جیسی ہے بلکہ ان سے بھی فروتر ہیں۔

قُلْ لَّوْ كَانَ مَعَهٗٓ اٰلِهَةٌ كَمَا يَقُوْلُوْنَ اِذًا لَّابْتَغَوْا اِلٰى ذِى الْعَرْشِ سَبِيْلًا: اے پیغمبر! (ﷺ) آپ ان مشرکین کو آگاہ کر دیں جنہوں نے اللہ کے ساتھ اور معبود بنا رکھے ہیں کہ اگر وہ بات درست ہوتی جو وہ کہہ رہے ہیں کہ اللہ کے ساتھ کچھ معبود ہیں ان کی وساطت سے اللہ کا تقرب حاصل کیا جائے اور سفارش کی جائے، لہٰذا آپ ایک اللہ کو معبود سمجھیں اور تمہیں ہرگز کسی ایسے معبود کی ضرورت نہیں جو تمہارے اور معبود حقیقی کے درمیان واسطہ ہو، یقیناً اللہ کو یہ بات پسند نہیں اللہ تو اس کو مکروہ باور کرتا ہے بلکہ انکار کرتا ہے اور اللہ نے اپنے پیغمبروں کی زبان کے ذریعہ سے اس سے روکا ہے اور اپنی ذات کو اس سے پاک قرار دیا ہے۔

سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا: اے لوگو! تم جو اللہ پاک کی ذات پر افتراء باندھ رہے ہو اللہ پاک کی ذات اس سے منزہ ہے وہ تو وحدہ لاشریک ہے ایسی ذات ہے جو بے نیاز ہے نہ اس کی اولاد ہے نہ اس کا ماں باپ ہے اور کوئی اسکے برابر نہیں ہے۔

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ: بلاشبہ ساتوں آسمان اور زمین اور جو بھی ان میں مخلوق ہے وہ اللہ کی پاکیزگی بیان کرتی ہے اور مشرکین جو باتیں اللہ کے بارے میں کہہ رہے ہیں ان سے اللہ کی ذات منزہ ہے اور اللہ کی ربوبیت، الوہیت اور وحدانیت کی گواہی دے رہی ہیں ابونواس شاعر کا شعر ملاحظہ فرمائیں۔

وَفِيْ كُلِّ شَيْءٍ لَهُ اٰيَةٌ تَدُلُّ عَلٰى اَنَّهُ وَاحِدٌ

''مخلوقات کی ہر چیز میں اللہ پاک کی وحدانیت پر دلیل موجود ہے''

وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ: مخلوقات کا ذرہ ذرہ اللہ پاک کی تسبیح اور تحمید میں مصروف ہے بلکہ اللہ کی وحدت، قدرت پر دلالت کناں ہے اور اسے منزہ قرار دیتا ہے وہ ہرگز مخلوق کے ساتھ مشارکت نہیں رکھتا ہے، لیکن تم ان کی تسبیح وتحمید کو سمجھ نہیں پاتے ہو اس لئے کہ تم غور وفکر نہیں کرتے ہو۔

اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا: اللہ پاک کا وصف حلم ہے اسی کا نتیجہ ہے کہ وہ تمہیں مہلت دیتا ہے اور تمہاری بداعمالیوں کے باوجود تمہیں سزا دینے میں جلدی نہیں کرتا ہے اور تم میں سے جو شخص گناہ سے توبہ کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا مؤاخذہ نہیں کرتا ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کا دو قبروں پر سے گزر ہوا آپ نے بتایا کہ ان دونوں قبروں والوں کو عذاب ہو رہا ہے لیکن کسی ایسے گناہ کے سبب نہیں جس سے بچاؤ مشکل تھا ان میں سے ایک شخص چغل خور تھا اور دوسرا شخص پیشاب کے قطرات سے بچاؤ نہیں کرتا تھا آپ نے کھجور کی تازہ شاخ لانے کا حکم دیا آپ نے اس کو دو حصوں میں تقسیم کیا دونوں قبروں پر ایک ایک شاخ کو رکھا اور فرمایا ان دونوں قبروں میں جو دو شخص دفن ہیں شائد ان شاخوں کے باعث ان سے عذاب میں تخفیف ہو جائے جب تک کہ یہ شاخیں تروتازہ رہیں گی خشک نہیں ہوں گی۔ (صحیح ابی داؤد کتاب الطہارۃ باب ۱۱، صحیح بخاری کتاب الوضوء باب ۵۵، قرطبی ۲۶۷/۵)

صحیح مسلم میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مکہ مکرمہ میں ایک پتھر کو میں پہچانتا ہوں جو مجھے نبوت سے سرفراز کئے جانے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے پہلے سلام کہا کرتا تھا معلوم ہوتا ہے کہ ہر چیز اللہ کی تسبیح میں مصروف ہے لیکن تمہیں ان کی تسبیح کی کیفیت معلوم نہیں ہے۔
(صحیح مسلم کتاب الفضائل باب ا،صحیح ترمذی کتاب المناقب باب ۷،مسند احمد ۸۹/۵،سنن دارمی مقدمہ باب ۴،قرطبی ۲۶۷/۵)

وَاِذَا قَرَاۡتَ الۡقُرۡاٰنَ جَعَلۡنَا بَيۡنَكَ وَبَيۡنَ الَّذِيۡنَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسۡتُوۡرًا ﴿۴۵﴾ وَّجَعَلۡنَا عَلٰى قُلُوۡبِهِمۡ اَكِنَّةً اَنۡ يَّفۡقَهُوۡهُ وَفِىۡۤ اٰذَانِهِمۡ وَقۡرًا ؕ وَاِذَا ذَكَرۡتَ رَبَّكَ فِى الۡقُرۡاٰنِ وَحۡدَهٗ وَلَّوۡا عَلٰٓى اَدۡبَارِهِمۡ نُفُوۡرًا ﴿۴۶﴾ نَحۡنُ اَعۡلَمُ بِمَا يَسۡتَمِعُوۡنَ بِهٖۤ اِذۡ يَسۡتَمِعُوۡنَ اِلَيۡكَ وَ اِذۡ هُمۡ نَجۡوٰٓى اِذۡ يَقُوۡلُ الظّٰلِمُوۡنَ اِنۡ تَتَّبِعُوۡنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسۡحُوۡرًا ﴿۴۷﴾ اُنۡظُرۡ كَيۡفَ ضَرَبُوۡا لَكَ الۡاَمۡثَالَ فَضَلُّوۡا فَلَا يَسۡتَطِيۡعُوۡنَ سَبِيۡلًا ﴿۴۸﴾

ترجمہ: اور جب تو قرآن کی تلاوت کرے تو ہم تیرے درمیان اور ان لوگوں کے درمیان جو آخرت کو تسلیم نہیں کرتے ہیں پوشیدہ پردہ کر دیتے ہیں (۴۵) اور ہم نے ان کے دلوں پر پردے رکھ دیئے ہیں تا کہ وہ اسے سمجھ نہ سکیں اور ان کے کانوں میں بوجھ رکھ دیا ہے اور جب تو قرآن میں اپنے پروردگار اکیلے کا ذکر کرے تو وہ اپنی پیٹھوں پر بھاگتے ہوئے روگردانی کرتے ہیں (۴۶) ہم خوب جانتے ہیں اس چیز کو جس کو سنتے ہیں اس کے سبب جو وہ تیری جانب کان رکھتے ہیں اور جس وقت وہ سرگوشی کرتے ہیں اس وقت یہ ظالم کہتے ہیں تم پیروی نہیں کرتے ہو مگر ایسے شخص کی جس پر جادو کیا گیا ہے (۴۷) آپ دیکھیں کہ وہ کس طرح تیرے بارے میں کہانیاں بیان کرتے ہیں پس یہ لوگ گمراہ ہیں پس وہ راستہ نہیں پا سکتے ہیں (۴۸)

لغوی تحقیق: حِجَابٌ کسی چیز کی جانب پہنچنے سے رکاوٹ کا ہونا، مقصود روکنے والا، مَسْتُوْرٌ صیغہ اسم مفعول کا ہے جب کہ اس سے مقصود ڈھانپنے والا ہے جیسا کہ لفظ دَافِقٌ منی کا مادہ جسے ٹپکایا گیا ہے یعنی مَدْفُوْقٌ کے معنی منی کے ہے، اَنْ يَّفْقَهُوْهُ سے مقصود یہ ہے کہ وہ اس کو نہ سمجھ سکیں نہ سمجھا سکیں، اَكِنَّةً پردے، اس کا واحد كِنَانٌ ہے، وَقْرًا کانوں میں بوجھ کا ہونا جو بات کے سننے سے رکاوٹ بنے، مَسْحُوْرًا جس شخص کی عقل میں نقص ہے جیسا کہ کہا جائے وہ تو دیوانہ ہے۔

تناسب: قبل ازیں مقام الوہیت کو واضح کیا گیا ہے اور تمثیلات کے ساتھ ان سے مجادلہ کیا گیا ہے دلائل قائم کرتے ہوئے صراط مستقیم کو واضح کر دیا گیا ہے اب مقام نبوت کو واضح کرنا مقصود ہے اور کفار کو معیوب قرار دیا ہے کہ وہ قرآن پاک کو سمجھ نہیں رہے ہیں مزاحیہ انداز اختیار کر رہے ہیں اور آپ کو جادوگر دیوانہ اور شاعر کہہ رہے ہیں۔

شان نزول: ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ابوسفیان، نضر بن حارث، ابوجہل اور دیگر کفار کے لیڈر نبی ﷺ کی مجلس میں بیٹھتے آپ کی باتوں کو سنتے تھے چنانچہ نضر بن حارث نے ایک دن کہا مجھے کچھ پتہ چلتا کہ محمد (ﷺ) کیا کہہ رہے ہیں مجھے صرف اس کے ہونٹ حرکت کرتے ہوئے نظر آتے ہیں ابوسفیان نے کہا اس شخص کی کچھ باتیں صحیح ہیں، ابوجہل نے کہا یہ شخص تو دیوانہ ہے (معاذ اللہ) ابولہب نے کاہن اور عبدالعزیٰ نے شاعر کہا اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔ (المراغی ۳۲۰/۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح: اے پیغمبر! (ﷺ) جب آپ ان مشرکین کی موجودگی میں قرآن پاک کی تلاوت کریں جو قیامت کے منکر ہیں ثواب اور سزا کا انکار کرتے ہیں تو ہم نے آپ اور ان کے درمیان ایک رکاوٹ کھڑی کر دی ہے ان کے دل آپ کی باتوں کو سمجھ نہیں پاتے ہیں ہم نے ان کے کفر کے باعث انہیں سزا دی ہے وہ قرآن پاک کے مفہوم کو سمجھنے سے پردے میں ہیں ان کے دل نافرمانیوں کے باعث اندھیروں کی لپیٹ میں ہیں اور ان کے کان آپ کی آواز کو سن نہیں رہے ہیں چونکہ وہ لوگ دلائل کے قبول کرنے سے خود کو روک رہے ہیں تو گویا کہ ان کے اور ان دلائل کے درمیان پردہ حائل ہو گیا ہے، اور جب آپ قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہوئے ایک اللہ وحدہٗ لاشریک کا ذکر کرتے ہیں اور لات عزیٰ کا ذکر نہیں کرتے ہو تو وہ آپ کی مجلس سے اٹھ جاتے ہیں اور تکبر کے انداز میں بھاگ جاتے ہیں کہ صرف ایک اللہ کا تذکرہ کیوں ہو رہا ہے بتوں کا تذکرہ بھی ہونا چاہیے۔

نَحۡنُ اَعۡلَمُ بِمَا یَسۡتَمِعُوۡنَ بِهٖۤ اِذۡ یَسۡتَمِعُوۡنَ اِلَیۡکَ وَ اِذۡ هُمۡ نَجۡوٰۤی: اللہ تعالیٰ محمد ﷺ کو خبردار فرما رہے ہیں کہ قریش مکہ کے لوگ جب آپ کی تلاوت قرآن کو سننے کے لئے در پردہ آتے ہیں کہ ان کے رفقاء کو اس کا علم نہ ہو سکے تو وہ کہتے ہیں یہ شخص جادوگر ہے یا وہ کہتے ہیں کہ اس کے پاس جن آتا ہے اس سے باتیں سنتا ہے یا کاہن و دیوانہ اور جادوگر کہتے ہیں آپ غور کریں کہ انہوں نے آپ کے بارے میں کیسی کیسی باتیں اور مثالیں پیش کی ہیں یہ لوگ تو گمراہی کے گڑھے میں گر چکے ہیں اس سے نکل نہیں سکتے۔

سیرت ابن ہشام میں مسلم بن شہاب زہری بیان کرتے ہیں کہ ابوسفیان بن حرب اور ابوجہل اور اخنس بن شریق ایک رات اس غرض سے نکلے کہ جب اللہ کے پیغمبر رات کے لمحات میں اپنے گھر میں نوافل ادا کرتے ہیں تو ان کی تلاوت کو سنیں، ان میں سے ہر شخص اپنی اپنی جگہ میں بیٹھ گیا جب کہ کسی کو دوسرے کے بارے میں کچھ علم نہ تھا وہ رات بھر آپ کا کلام سنتے رہے جب صبح صادق نمودار ہوئی تو وہ اپنے اپنے گھروں کی جانب چلے گئے گھر جاتے ہوئے ایک چوراہے پر ان کا آپس میں ٹکراؤ ہوا تو سبھی نے اس پر ایک دوسرے کو ملامت کی اور برملا کہا کہ اگر تمہارے اس انداز کو بعض بے وقوف لوگوں نے دیکھا تو ان پر ضرور اثر ہوگا اس کے بعد اپنے اپنے گھروں کی جانب چل دیئے، جب دوسری رات آئی تو حسب سابق ہر شخص اپنے اپنے مقام میں آ کر بیٹھ گیا اور قرآن پاک کی تلاوت سننے میں محو ہو گیا جب صبح صادق نمودار ہوئی تو وہ اپنے اپنے گھروں کی جانب چل دیئے تو ان کی ملاقات ایک چوراہے پر ہو گئی انہوں نے آپس میں عہد کیا کہ اب ہم ہرگز نہیں آئیں گے تیسری رات پھر وہی کیفیت ہوئی اس بار انہوں نے پختہ عہد کیا کہ اب دوبارہ نہیں آئیں گے جب دن روشن ہوا تو اخنس بن شریق نے اپنی لاٹھی اٹھائی اور ابوسفیان کے گھر کی جانب چل دیا اس نے اس سے دریافت کیا اے ابوحنظلہ! آپ مجھے اپنی رائے کے بارے میں مطلع کریں کہ جس قرآن کو تین دن سے آپ سن رہے ہیں اس کی کیفیت کیا ہے؟ اس نے جواب دیا اے ابوثعلبہ! میں نے کچھ باتوں کو سنا جن کو میں پہچانتا ہوں اور ان کے مطالب سے بھی آشنا ہوں جب کہ کچھ ایسی باتیں بھی سننے میں آئی ہیں جن کے معانی اور مطالب سے مجھے آگاہی نہیں ہے، اخنس بن شریق نے اس کی تائید کی اور قسم اٹھاتے ہوئے اقرار کیا، بعد ازاں وہ ابوجہل کے گھر پہنچا اس کو مخاطب کرتے ہوئے دریافت کیا اے ابوالحکم! جو قرآن آپ محمد (ﷺ) سے سن رہے ہیں اس کے بارے میں آپ کی رائے کیا ہے؟ اس نے غصہ کی کیفیت میں کہا میں نے کیا سنا ہے؟ اصل حقیقت یہ ہے کہ ہم میں اور بنو عبد مناف میں شرف اور سیادت کا جھگڑا ہے اگر وہ لوگوں کو کھانا کھلاتے ہیں تو ہم بھی لوگوں کو کھانا کھلاتے ہیں، اگر وہ لوگوں کے لئے سواری مہیا کرتے ہیں تو ہم بھی لوگوں کے لئے سواری مہیا کرتے ہیں اگر وہ عطیات سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں کو نوازتے ہیں تو ہم بھی لوگوں کو عطیات دیتے ہیں ہرگز کوتاہی نہیں کرتے ہیں جب ہم مقابلہ میں برابر ہیں اور ہماری کیفیت وہی ہے جو گھوڑ دوڑ کے میدان میں دو گھوڑوں کی ہوتی ہے تو اب انہوں نے کہنا شروع کر دیا ہے کہ ہم میں ایک پیغمبر کا نزول ہوا ہے جس کے ہاں آسمان سے وحی آتی ہے تو ہم کیسے اس میں ان کا مقابلہ کر سکتے ہیں؟ اللہ کی قسم! ہم اس پر کبھی ایمان نہیں لائیں گے اور نہ اس کو سچا سمجھیں گے اس کے بعد اخنس بن شریق مجلس سے کھڑا ہوا اور انہیں وہاں چھوڑ دیا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۱/۳۱۵)

وَقَالُوْٓا ءَ اِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّ رُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ﴿۴۹﴾ قُلْ كُوْنُوْا حِجَارَةً اَوْ حَدِيْدًا ﴿۵۰﴾ اَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِيْ صُدُوْرِكُمْ ج فَسَيَقُوْلُوْنَ مَنْ يُّعِيْدُنَا ط قُلِ الَّذِيْ فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ج فَسَيُنْغِضُوْنَ اِلَيْكَ رُءُوْسَهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هُوَ ط قُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ قَرِيْبًا ﴿۵۱﴾ يَوْمَ يَدْعُوْكُمْ فَتَسْتَجِيْبُوْنَ بِحَمْدِهٖ وَتَظُنُّوْنَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۵۲﴾ ع

ترجمہ: اور انہوں نے کہا کیا جب ہم ہڈیاں اور بوسیدہ اعضاء ہو جائیں گے کیا ہمیں جدید پیدائش میں اٹھایا جائیگا؟ (۴۹) آپ کہیں تم پتھر ہو جاؤ یا لوہا ہو جاؤ (۵۰) یا کوئی اور مخلوق ہو جاؤ جو تمہارے دلوں میں بڑی دکھائی دیتی ہے پس وہ کہیں گے کہ کون ہمیں لوٹائے گا آپ کہیں وہ ذات جس نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا پھر وہ تیری جانب اپنے سروں کو جھکائیں گے اور کہیں گے وہ کب ہے آپ کہیں شائد کہ وہ نزدیک ہے (۵۱) جس روز اللہ تمہیں بلائے گا تو تم اسکے بلانے کو قبول کرو گے اسکی تعریف کرتے ہوئے اور تم خیال کرو گے کہ تم نہیں ٹھہرے ہو مگر تھوڑا عرصہ (۵۲)

لغوی تحقیق: رُفَاتًا ہر وہ چیز جو بوسیدہ ہو اور ٹوٹ پھوٹ جائے، ﴿فَسَيُنْغِضُوْنَ اِلَيْكَ رُءُوْسَهُمْ﴾ وہ بطور استہزاء کے سروں کو حرکت دیں گے، فَتَسْتَجِيْبُوْنَ تم پکارنے والے کی پکار کا جواب دو گے۔

بلاغت: آیت نمبر ۴۹ کو بعینہ سورۃ کے آخر میں دوبارہ لایا گیا ہے لیکن تکرار نہیں ہے اس آیت میں ان کا دنیوی زندگی میں کہنا ہے جب انہوں نے قیامت کے وقوع کا انکار کیا اور دوسری آیت اللہ کا کلام ہے جب اللہ ان کو ان کے کفر اور قیامت کے انکار کے باعث سزا دیتے ہوئے آگاہ کرے گا، ﴿مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ط كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا﴾ (الاسراء:۹۷) ''ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے جب آگ بجھ جانا چاہے گی تو ہم ان کے لئے اسے مشتعل کر دیں گے'' (فتح الرحمٰن ص ۳۲۶)

تناسب: کتاب اللہ میں جن بنیادی مسائل پر بحث کی جاتی ہے وہ الٰہیات، نبوت، قیامت کا وقوع، جزا سزا اور تقدیر کے مسائل ہیں، الٰہیات اور نبوت پر بحث گزر چکی ہے اور شبہات کو دور کیا جا چکا ہے اب جزا سزا کے مسائل کا ذکر ہو رہا ہے۔

تشریح: ان مشرکین نے کہا جو قیامت کے دن کو تسلیم نہیں کرتے ہیں کیا جب ہم قبروں میں بوسیدہ ہڈیاں ہو جائیں گے تو ہم جس طرح موت سے پہلے تھے نئی پیدائش میں ہوں گے اس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو حکم دیا کہ آپ انہیں جواب دیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں زندہ کرے گا اور موت کے بعد جب انہیں زندہ کرے گا تو ان پر اپنی قدرت کو ظاہر کرے گا تو اگرچہ ان کی ہڈیاں بوسیدہ تھیں یا پتھر تھے یا لوہا تھے یا کوئی اور مخلوق تھے جو ان کے خیال میں عظیم ہے تو اللہ تعالیٰ کو تمہارا زندہ کرنا عاجز نہیں کر سکتا اس لئے کہ اجسام مختلف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اشکال کو قبول کرتے ہیں تو بے شک تمہاری ہڈیاں بوسیدہ کیوں نہیں پھر بھی اللہ پاک قادر ہے کہ تمہیں دوبارہ لوٹائے جب اس نے تمہیں پہلی بار پیدا فرمایا ہے جب کہ تم مٹی تھے زندگی کا نام ونشان تک نہ تھا جس ذات نے تمہیں پہلے پیدا کیا ہے وہ تمہیں دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے وہ ذات تو ہر چیز پر قادر ہے۔

فَسَيُنۡغِضُوۡنَ اِلَيۡكَ رُءُوۡسَهُمۡ: جب آپ انہیں اس بات سے آگاہ کریں گے تو بطور استہزاء کے وہ اپنے سروں کو حرکت دیں گے اور کہیں گے کہ قیامت کب اور کس وقت واقع ہوگی گویا کہ وہ قیامت کے وقوع کو بعید از فہم قرار دے رہے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں آپ کہیں تم ڈر جاؤ ایسی باتیں نہ کہو قیامت تو بہت قریب ہے لازماً تمہارے پاس آئے گی اور ہر آنے والی چیز قریب ہوتی ہے جب کہ قیامت کے واقع ہونے کا علم مخلوق میں سے کسی فرد کو نہیں نہ کسی فرشتہ کو نہ کسی پیغمبر کو البتہ نبی ﷺ نے فرمایا میں اور قیامت ان دو انگلیوں [سبابہ اور درمیانی انگلی] کی طرح ملی ہوئی ہیں اور جب قیامت کے دن اللہ پاک تمہیں بلائیں گے تو تم قبروں سے اللہ کی قدرت کے ساتھ اٹھ کر اللہ کی تعریف کروگے سروں کو جھاڑتے ہوئے کہو گے تمام تعریف اللہ تعالیٰ کی ذات کے لئے ہے جس نے ہم سے غم کو دور فرمایا اور تم خیال کروگے کہ تم دنیا میں قلیل زمانہ رہے۔(المراغی ۳۲/۵)

وَقُلۡ لِّعِبَادِىۡ يَقُوۡلُوا الَّتِىۡ هِىَ اَحۡسَنُ‌ؕ اِنَّ الشَّيۡطٰنَ يَنۡزَغُ بَيۡنَهُمۡ‌ؕ اِنَّ الشَّيۡطٰنَ كَانَ لِلۡاِنۡسَانِ عَدُوًّا مُّبِيۡنًا﴿۵۳﴾ رَبُّكُمۡ اَعۡلَمُ بِكُمۡ‌ؕ اِنۡ يَّشَاۡ يَرۡحَمۡكُمۡ اَوۡ اِنۡ يَّشَاۡ يُعَذِّبۡكُمۡ‌ؕ وَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰكَ عَلَيۡهِمۡ وَكِيۡلًا﴿۵۴﴾ وَرَبُّكَ اَعۡلَمُ بِمَنۡ فِى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ‌ؕ وَلَقَدۡ فَضَّلۡنَا بَعۡضَ النَّبِيّٖنَ عَلٰى بَعۡضٍ‌ وَّاٰتَيۡنَا دَاوٗدَ زَبُوۡرًا﴿۵۵﴾

ترجمہ: اور میرے بندوں کو کہیں کہ وہ [کفار کو] ایسا کلمہ کہیں جو بہت بہتر ہے بیشک شیطان لوگوں کے درمیان جھگڑا ڈالتا ہے بیشک شیطان تو انسان کا ظاہر دشمن ہے (۵۳) [اور کلمہ سے مقصود یہ ہے] کہ تمہارا پروردگار تمہاری حالت کو خوب جانتا ہے اگر وہ چاہے گا تو تم پر رحم کریگا یا اگر چاہے گا تو تمہیں عذاب میں گرفتار کریگا اور (اے محمد!) ہم نے آپ کو ان پر نگران نہیں بھیجا ہے (۵۴) اور تیرا پروردگار خوب جانتا ہے ہر اس چیز کو جو آسمانوں اور زمین میں ہے اور بلاشبہ ہم نے بعض پیغمبروں کو بعض پر برتری عطا کی ہے اور ہم نے داؤد [پیغمبر] کو زبور [کتاب] عطا کی۔(۵۵)

تناسب: قبل ازیں اللہ پاک نے شرک کو باطل قرار دیتے ہوئے اس پر دلائل ذکر فرمائے اور آخرت میں اُٹھائے جانے اور جزا سزا کے دلائل ذکر کرنے کے بعد اپنے پیغمبر محمد ﷺ کو حکم دیا کہ وہ ایمانداروں کو حکم دیں کہ وہ اسلام کے مخالفین کے ساتھ شائستہ انداز میں گفتگو کریں ہرگز شدت کارفرما نہ ہو کجا کہ گالی گلوچ اور مار پیٹ کی نوبت آئے اس لئے کہ خیر خواہانہ انداز کے ساتھ عمدہ گفتگو میں جاذبیت کارفرما نہیں ہوتی ہے اور سننے والوں کا قدرتی طور پر جھکاؤ گفتگو کی جانب ہوتا ہے جس کے نتیجہ میں سننے والے لوگ خاموش ہو جاتے ہیں ان کے دل کی خلش دور ہو جاتی ہے کیا یہ حقیقت نہیں کہ عمدہ قسم کی گفتگو کو اکثر و بیشتر خیر خواہی پر محمول کیا جاتا ہے۔

تشریح: میرے بندوں کو آگاہ کریں کہ وہ مشرکین کے ساتھ گفتگو میں گالی گلوچ ایذاء رسانی سے خود کو روکیں اس لئے کہ شیطان تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسے موقعہ کی تلاش میں رہتا ہے کہ ایمانداروں اور مشرکین کے درمیان فساد انگیزی جاری رہے نہ صرف یہ کہ اختلاف زبان کی حد تک رہے بلکہ عملاً آپس میں گتھم گتھا ہو جائیں اور جھگڑا طویل تر ہوتا چلا جائے اس لئے رسول اکرم ﷺ نے مسلمانوں کی وحدت کو برقرار رکھنے کے لئے اس قدر احتیاط کا حکم دیا ہے کہ کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی جانب ہتھیار کے ساتھ اشارہ بھی نہ کرے ممکن ہے کہ شیطان اس کے ہاتھ کو ذرا جھکا دے جس کے نتیجہ میں مسلمان بھائی کو زخم لگ جائے اس طرح وہ اسے زخمی کر کے دوزخ کے گڑھے کے حوالہ نہ ہو جائے۔(صحیح بخاری کتاب الفتن باب ۷، صحیح مسلم کتاب البر باب ۳۵)

مزید آپ ﷺ نے فرمایا مسلمان تو مسلمان کا بھائی ہے اپنے بھائی پر ظلم نہ کرے اس کی مدد سے بھی خود کو نہ روکے، تقویٰ اختیار کیا جائے جب کہ تقویٰ کا مقام دل ہے۔(صحیح بخاری کتاب المظالم باب ۳، صحیح ابی داؤد کتاب الادب باب ۴۶)

لیکن آپ کو ہم نے محافظ اور نگران بنا کر نہیں بھیجا ہے کہ آپ لوگوں پر جبر کریں آپ کو تو خوشخبری دینے والا ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے آپ عفو و مدارات کا انداز اختیار کریں سختی کو بالائے طاق رکھیں اور اپنے رفقاء کو بھی ان باتوں کا حکم دیں یہ ایسی خصوصیات ہیں جن سے دل متاثر ہوتے ہیں بلکہ ان سے کشش رونما ہوتی ہے۔

وَرَبُّکَ اَعۡلَمُ بِمَنۡ فِی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ: اللہ پاک کو نہ صرف یہ کہ تمہارے بارے میں معلومات ہیں بلکہ اللہ پاک کو آسمانوں اور زمین کے ظاہری باطنی کوائف کا علم ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس شخص کو چاہتا ہے نبوت کے منصب پر سرفراز فرماتا ہے اور بعض کو بعض پر برتری عطا کرتا ہے سب کچھ اللہ کے وسیع علم اور اس کی قدرت کاملہ کا کرشمہ ہے، دراصل اس میں کفار کا رد ہے جب انہوں نے کہا کہ یہ بات تو فہم سے بہت دور ہے کہ ابو طالب کا بیٹا جو یتیم ہے اس کو نبوت سے سرفراز کیا جائے اور ننگے دھڑ ننگے بھوکے لوگوں کو جن میں صہیب رومی، بلال اور خباب رضی اللہ عنہم وغیرہ ہیں ان کو اس پیغمبر کے صحابہ کرام کہا جائے اور قریش قبیلہ کے اکابر کسی شمار میں نہ ہوں نیز جب انہوں نے کہا کہ ایک یتیم شخص پر فرشتہ نازل ہوتا ہے ہم معاشرہ میں ہر لحاظ سے اونچا مقام رکھتے ہیں ہم پر فرشتے کیوں نہیں اترتے ہیں، مزید برآں قرآن پاک کو دونوں بستیوں میں سے کسی عظیم شخصیت پر کیوں نہیں اتارا گیا ہے۔

وَلَقَدۡ فَضَّلۡنَا بَعۡضَ النَّبِیّٖنَ عَلٰی بَعۡضٍ: ہم نے بعض پیغمبروں کو بعض پر نفسیاتی خصوصیات اور فضائل کے لحاظ سے بلکہ آسمانی الہامی کتب کے اتارنے کے لحاظ سے برتری عطا کی ہے چنانچہ ابراہیم علیہ السلام کو خلیل کا لقب عطا کیا اور موسیٰ علیہ السلام کو کلیم اللہ کے لقب کے ساتھ نوازا گیا جب کہ محمد ﷺ کو بالخصوص قرآن پاک کے ساتھ تمام پیغمبروں پر فضیلت عطا کی جس نے دنیائے انسانیت کو چیلنج کیا کہ اگر کسی میں قدرت ہے تو اس جیسا فصیح و بلیغ کلام پیش کرو لیکن آج تک یہ چیلنج موجود ہے کسی شخص نے بھی چیلنج قبول کرنے کی جرأت نہیں کی ہے، مزید آپ کو اسراء اور معراج کے ساتھ خاص طور پر نوازا گیا جس کی تفصیل اس سورت کے آغاز میں گزر چکی ہے، اور ہم نے داؤد پیغمبر کو زبور کتاب عطا کی گویا کہ بادشاہت کے ساتھ اس کی اتنی فضیلت نہیں جتنی کہ کتاب زبور کے سبب ان کو فضیلت دی گئی، چنانچہ بخاری شریف میں ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا داؤد علیہ السلام پر اللہ کی جانب سے نازل کی جانے والی کتاب زبور کی تلاوت اس قدر ہلکی پھلکی تھی کہ وہ حکم دیتے کہ گھوڑوں پر زین رکھیں تو ان کے رکھے جانے سے پہلے وہ زبور کی تلاوت سے فارغ ہو جاتے تھے۔(صحیح بخاری کتاب الانبیاء باب ۳۷، مسند احمد ۲/۳۱۴)

علامہ شوکانیؒ تفسیر فتح القدیر (۳/۲۳۶) میں رقمطراز ہیں کہ قتادہ نے بیان کیا کہ زبور دراصل ایک قسم کی دعا ہے جس سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ پاک نے داؤد علیہ السلام کو نوازا تھا اس کے ساتھ ساتھ اللہ پاک کی حمد وثنا ہے اس میں حلال وحرام، فرائض اور حدود کے مسائل کا ذکر نہیں ہے، ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ زبور میں اللہ پاک کی تعریف ہے، دعا ہے اور اللہ پاک کی پاکیزگی کا بیان ہے، علامہ شوکانی فرماتے ہیں ہم نے زبور کا مطالعہ کیا اس میں وہ خطبات درج ہیں جو خطبات داؤد علیہ السلام ارشاد فرمایا کرتے تھے اور عبادت خانہ میں داخل ہوتے وقت جن الفاظ کے ساتھ وہ اپنے اللہ پاک کو مخاطب کرتے تھے ان کا تذکرہ ہے خطبات کی تعداد یک صد پچاس [۱۵۰] ہے، بعض خطبات میں داؤد علیہ السلام اپنے پروردگار کی بارگاہ میں اپنے دشمنوں کا شکوہ کرتے ہیں اور اللہ پاک سے ان پر غالب آنے کی دعا فرماتے ہیں جبکہ بعض خطبات میں اللہ پاک کی حمد وثنا، اللہ پاک کی بزرگی اور اس کی تعریف کا ذکر ہے کہ انہیں دشمنوں پر غلبہ ہوا، نیز خطبہ ارشاد فرماتے وقت کھیل کا ایک آلہ زمین پر مارتے تھے اس کے علاوہ جو چیزیں بیان ہوئیں ہیں ان کے درج کرنے کی ضرورت نہیں ہے ان سے کچھ فائدہ حاصل نہیں ہے اب تو قرآن پاک ہی ہے جو وعظ ونصیحت اور ڈانٹ وغیرہ سے بھرپور ہے اس کا مطالعہ ضروری ہے، سورۃ الانبیاء میں وارد ہے ﴿وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ﴾ (الانبیاء:۱۰۵) ''اور ہم نے نصیحت [کی کتاب یعنی تورات] کے بعد زبور میں لکھ دیا تھا کہ میرے نیک وکار بندے ملک کے وارث ہوں گے'' ان بندوں سے مقصود محمد ﷺ اور آپ کی امت ہے۔

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا﴿۵۶﴾
اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَ
يَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ ؕ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا﴿۵۷﴾ وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا
قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا﴿۵۸﴾ وَمَا
مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ اِلَّآ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ ؕ وَاٰتَيْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوْا
بِهَا ؕ وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا﴿۵۹﴾ وَاِذْ قُلْنَا لَكَ اِنَّ رَبَّكَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ ؕ وَمَا
جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْقُرْاٰنِ ؕ وَنُخَوِّفُهُمْ فَمَا
يَزِيْدُهُمْ اِلَّا طُغْيَانًا كَبِيْرًا﴿۶۰﴾ ع

ترجمہ: آپ کہیں! تم ان لوگوں کو پکارو جن کے بارے میں تم اللہ کے سوا الوہیت کا خیال رکھتے ہو وہ تو تم سے تکلیف ہٹانے اور تبدیلی کرنے کی طاقت نہیں رکھتے ہیں (۵۶) یہ وہ ہیں جن کی کفار پرستش کرتے ہیں اپنے پروردگار کی جانب قریب ہونے کو طلب کرتے ہیں کہ کون ان میں سے زیادہ قریب ہے اور اس کی کمال رحمت کی امید رکھتے ہیں اور اس کے عذاب سے خوف زدہ ہیں بلا شبہ تیرے پروردگار کے عذاب سے ڈرا جائے (۵۷) اور نہیں ہے کوئی بستی مگر ہم اس کو قیامت کے دن سے پہلے تباہ وبرباد کرنے والے ہیں یا اس کو سخت عذاب میں مبتلا کرنے والے ہیں یہ وعدہ لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے (۵۸) اور ہمیں نہیں روکا ہے اس سے کہ ہم نشانیوں کو بھیجیں مگر اس بات نے کہ پہلے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں نے ان کو جھوٹ قرار دیا اور ہم نے ثمود کو اونٹنی دی وہ نشانی تھی لیکن انہوں نے اس کا انکار کیا اور ہم علامات کو نہیں بھیجتے ہیں مگر ڈرانے کے لئے (۵۹) اور آپ یاد کریں جب ہم نے آپ سے کہا کہ آپ کے پروردگار نے تمام لوگوں کا احاطہ کیا ہوا ہے [یعنی اپنی قدرت میں] اور نہیں بنایا ہم نے اس خواب کو جس کو ہم نے آپ کو دکھایا مگر لوگوں کے امتحان کے لئے اور [نہیں بنایا ہم نے] اس درخت کو کہ قرآن میں جس سے نفرت دلائی گئی ہے مگر امتحان کے لئے اور ہم انہیں ڈراتے رہے لیکن ڈرانے نے ان کو نہیں زیادہ کیا مگر بہت بڑی سرکشی میں (۶۰)

لغوی تحقیق: اَلزَّعۡمُ وہ بات جس کی سچائی مشکوک ہو، اس کا استعمال جھوٹ کے معنی میں بھی آتا ہے یہاں تک کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہے قرآن پاک میں جہاں جہاں یہ لفظ استعمال ہوا ہے اس سے مقصود جھوٹ ہے، فَلَا یَمۡلِکُوۡنَ وہ طاقت نہیں رکھتے ہیں، فِی الۡکِتٰبِ لوح محفوظ، فَظَلَمُوۡا بِهَا آیات کا انکار کیا، اَحَاطَ بِالنَّاسِ اللہ کی قدرت نے ان کا گھراؤ کر رکھا ہے وہ آپ کو تکلیف پہنچانے کی استطاعت نہیں پاتے ہیں البتہ ہماری اجازت کے ساتھ، اَلرُّءۡیَا سے مقصود وہ عجائبات ہیں جن کا معراج کی رات آپ ﷺ نے مشاہدہ کیا، اَلشَّجَرَۃُ تھوہر کا درخت۔ (المراغی ۵/۳۲۸)

بلاغت: اَلنَّاقَةَ مُبۡصِرَۃً چونکہ صالح علیہ السلام کی اونٹنی حق وصداقت کے معلوم کرنے میں سبب تھی تو اونٹنی کی جانب ابصار کو منسوب کردیا یہ مجاز عقلی کی صورت ہے اس میں علاقہ سببیت کا ہے۔ (صفوۃ التفاسیر القسم السابع ص ۶۷)

تشریح: اے پیغمبر! (ﷺ) آپ اپنی قوم کے مشرک لوگوں کو آگاہ کریں کہ اللہ کی مخلوق میں سے جن کی تم عبادت کر رہے ہو ان کو تم اللہ کے سوا اپنا رب اور الٰہ سمجھتے ہو جب تم پر کوئی تکلیف اترتی ہے تو تم فقر وفاقہ کی زد میں آجاتے ہو یا بیماری گھیر لیتی ہے تو تم انہیں پکارتے ہو کہ وہ تمہاری مصیبت کو دور کریں لیکن وہ ہرگز کسی مصیبت کے ختم کرنے کی طاقت نہیں رکھتے ہیں کسی بھی تکلیف اور مصیبت کے ختم کرنے پر صرف تمہارا پیدا کرنے والا اور ان کا پیدا کرنے والا ہی قدرت رکھتا ہے۔

شان نزول: اہل عرب میں سے ان لوگوں کے بارے میں آیت نازل ہوئی جو جنوں کی عبادت کرتے تھے تو جن اور انسان جب مسلمان ہو گئے جن کی وہ عبادت کرتے تھے انہیں ان کا اسلام معلوم نہ تھا۔

اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ یَدۡعُوۡنَ یَبۡتَغُوۡنَ اِلٰی رَبِّهِمُ الۡوَسِیۡلَةَ: وہ لوگ جنہیں مشرک پکار رہے ہیں اور اپنا رب قرار دے رہے ہیں اور ان سے تکالیف دور کرنے کی استدعا کرتے ہیں وہ تو خود اپنے پروردگار کا تقرب ڈھونڈ رہے ہیں اس کی اطاعت کر رہے ہیں۔

اَیُّهُمۡ اَقۡرَبُ: ان معبودوں میں سے اللہ کے زیادہ تر قریب وہ ہیں جو اللہ کا قرب تلاش کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں تو وہ تمہاری تکالیف کو کیسے دور کر سکتے ہیں؟ تعجب ہے کہ تم ان کی عبادت کیوں کر رہے ہو، اور وہ اللہ کی اطاعت کرتے ہوئے اللہ کی رحمت کے امیدوار ہیں اور اللہ تعالیٰ کے احکام کی مخالفت کے باعث وہ عذاب الٰہی سے خوفزدہ ہیں اور اس میں کچھ شبہ نہیں کہ آپ کے پروردگار کا عذاب اس لائق ہے کہ اس سے خوف رکھا جائے بلکہ فرشتے انبیاء علیہم السلام بھی اللہ کے عذاب سے خوف رکھتے تھے۔

وَاِنۡ مِّنۡ قَرۡیَةٍ اِلَّا نَحۡنُ مُهۡلِکُوۡهَا قَبۡلَ یَوۡمِ الۡقِیٰمَةِ: کوئی بھی بستی ایسی نہیں جس بستی کے لوگ جب کفر پر اتر آئیں اور نافرمانی کے کاموں پر دلیر ہو جائیں تو ہم ان کو قیامت سے پہلے ہی تباہ وبرباد کر دیتے ہیں ان کا استیصال کر دیا جاتا ہے یا انہیں عذاب میں مبتلا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر دیتے ہیں ان کا عذاب میں مبتلا کرنا لوح محفوظ میں ثبت ہو چکا ہے، عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے قلم کو پیدا کیا اسے کہا لکھ، اس نے استفسار کیا میں کیا لکھوں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تقدیر تحریر کر اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے وہ بھی لکھ۔

(صحیح ترمذی کتاب القدر باب ۱۶، صحیح ابی داؤد کتاب السنۃ باب ۱۷، مسند احمد ۵/۳۱۷، مشکوٰۃ کتاب الایمان باب ۳)

وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ اِلَّآ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ: قریش قبیلہ سے کفار لوگ آپ کو مخاطب کرتے ہوئے کہتے اے محمد (ﷺ)! تو کہہ رہا ہے کہ تجھ سے پہلے بعض ایسے پیغمبر آئے کہ ہوا جن کے تابع تھی جب کہ بعض ایسے پیغمبر بھی تھے جو مردوں کو زندہ کر لیتے تھے اگر تجھے پسند ہے کہ ہم تجھ پر ایمان لائیں اور تجھے سچا پیغمبر تسلیم کریں تو آپ اپنے پروردگار سے دعا کریں کہ وہ صفا پہاڑ کو سونے میں تبدیل کر دے ان کے اس شبہ کا جواب دیتے ہوئے اللہ پاک نے فرمایا کہ اگر اللہ پاک ان معجزات کو ظاہر فرمائے مگر پھر بھی وہ ایمان نہیں لائیں گے بلکہ کفر پر مصر رہیں گے تو ان پر اللہ کا عذاب نازل ہوگا جو ان کا استیصال کر دے گا جیسا کہ پہلی امتوں کو تباہ و برباد کیا گیا جب کہ اس امت پر ان جیسا عذاب نازل نہیں ہوگا اس لئے کہ اللہ پاک کو معلوم ہے کہ ان میں کچھ لوگ ایمان لے آئیں گے یا ان کی اولاد اسلام قبول کرے گی اس لئے ان کے مطالبہ کو پورا نہ کیا اور معجزات کا ظہور نہ ہوا، ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مکہ والوں نے نبی ﷺ سے مطالبہ کیا کہ آپ صفا پہاڑی کو سونے میں تبدیل کر دیں اور ہماری اس سرزمین سے پہاڑوں کو ختم کر دیں تاکہ زراعت کی جا سکے تو آپ کو آگاہ کیا گیا اگر آپ چاہتے ہیں تو اس معاملہ کو مؤخر کریں اور اگر آپ چاہتے ہیں کہ ان کے سوال کو پورا کیا جائے لیکن اس کے بعد اگر انہوں نے کفر کیا تو انہیں تباہ و برباد کر دیا جائے گا جیسا کہ ان سے پہلے لوگوں کو تباہ و برباد کر دیا گیا آپ نے فرمایا تاخیر کرنا مناسب ہے اس واقعہ پر یہ آیت نازل ہوئی۔

وَاٰتَيْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً: اللہ کے پیغمبر کو مخاطب کیا جا رہا ہے کہ آپ کی قوم سے پہلے قوم ثمود نے معجزہ طلب کیا ہم نے انہیں عطا کیا کہ پتھر سے اونٹنی کو نکالا وہ اللہ کی وحدانیت پر واضح دلیل تھی اور پیغمبر کی سچائی کا نشان تھی لیکن انہوں نے اس معجزہ کا انکار کیا اور اسے پانی پینے سے روک دیا گیا اور قتل کر دیا گیا اس وجہ سے اللہ نے قوم ثمود کو تباہ و برباد کر دیا اور اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ وہ لوگوں کو ڈراتا ہے کچھ عبرتناک واقعات سے لوگوں کو ہم کنار کرتا ہے تاکہ وہ عبرت حاصل کریں اور اللہ تعالیٰ کی مخالفت سے باز آ جائیں۔

وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ: اسراء کی رات جو خواب ہم نے آپ کو دکھایا اس میں لوگوں کا امتحان مقصود تھا چنانچہ کچھ لوگوں نے اس کا انکار کیا اور اسے جھوٹ قرار دیا جب کہ مخلص ایمانداروں کے ایمان میں اضافہ ہوا امام بخاریؒ نے کتاب التفسیر میں ذکر کیا ہے کہ اسراء کی رات رسول اللہ ﷺ کو جو کچھ دکھایا گیا اس سے مقصود لوگوں کا امتحان تھا چنانچہ جو لوگ آپ پر ایمان لا چکے تھے ان میں سے کچھ لوگوں نے اس کو جھوٹ قرار دیا اور مخلص قسم کے لوگوں کے ایمان میں اضافہ ہوا۔

وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْقُرْاٰنِ: ہم نے اس درخت کو جس کو قرآن میں ملعون قرار دیا گیا لوگوں کیلئے فتنہ بنایا جب انہوں نے سنا کہ تھوہر کا درخت گناہ گاروں کی خوراک ہوگا (الدخان:۴۳) تو لوگوں میں اختلاف ہوا کچھ کے ایمان میں اضافہ کا سبب بنا جبکہ کچھ لوگ کفر میں مزید تیز ہو گئے جیسا کہ ابوجہل تھا جب اس نے کہا، ابن ابی کبشہ [مقصود نبی ﷺ ہیں] آپ کو ایسی آگ سے خوفزدہ کر رہا ہے جو پتھروں کو جلا دے گی مزید حیرانی اس پر ہے کہ وہ کہہ رہا ہے کہ آگ تو تھوہر کے درخت کو اُگاتی ہے اور عبداللہ بن زبعری

www.KitaboSunnat.com

کافر شاعر نے کہا کہ محمد (ﷺ) ہمیں تھوہر سے ڈرا رہا ہے جب کہ تھوہر سے مقصود کھجور اور مکھن ہے تم اس زقوم کو اپنی خوراک بناؤ گے اور اس نے عملاً کھجور اور مکھن کو اٹھایا ان دونوں کو ملا کر کھانے لگا۔

غالباً ان لوگوں کو ابھی تک اس حقیقت سے آگاہی حاصل نہ ہوئی تھی کہ دنیا میں کثرت کے ساتھ ایسی چیزیں موجود ہیں کہ آگ انہیں جلاتی نہیں ہے ریشم کی ایک قسم کا نام پتھری ریشم ہے اس پر آگ اثر نہیں کرتی، بلکہ آگ کے باعث اس کی نظافت میں مزید عمدگی رونما ہوتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ فائر بریگیڈ کا عملہ متمدن ممالک میں ریشم کے لباس کو زیب تن کر کے آگ بجھانے کے عمل کو سرانجام دیتے ہیں، حقیقت یہ ہے کہ اس دنیا میں سائنسی عجائبات کی اب کمی نہیں ہے چنانچہ جس زمین پر ہم بود و باش رکھتے ہیں یہ آگ سے بھری پڑی ہے صرف زمین کا اوپر کا حصہ آگ سے محفوظ ہے اور ہر قسم کے درخت میں آگ موجود ہے اسی طرح ہر قسم کے پتھر میں آگ موجود ہے اور پانی میں بھی مادہ ناریہ ہے اس میں آکسیجن کی کثرت ہے جس میں آگ ہے اور باقی حصہ ہائیڈروجن ہے ہماری زمین آگ ہے ہمارا پانی اور درخت آگ ہیں اور ہمارے پتھر آگ سے بھرے ہوئے ہیں اور جس جہاں میں ہم سکونت پذیر ہیں اس کے درمیان بھی آگ ہے، تھوہر کے درخت کو ملعون قرار دیا گیا ہے حالانکہ اس میں اس کا کچھ گناہ نہیں ہے چونکہ کفار لوگ جو اس کا استعمال کرتے ہیں وہ اسے ملعون قرار دیتے ہیں۔

وَنُخَوِّفُهُمْ فَمَا يَزِيدُهُمْ اِلَّا طُغْيَانًا كَبِيرًا: اور ہم انہیں دنیوی اخروی خوفنا کیوں سے ڈرا رہے ہیں لیکن باوجود ڈرانے کے وہ سرکشی اور گمراہی میں مزید مستغرق ہو رہے ہیں اگر ہم ان کے مطالبات کو تسلیم کریں اور ان کے مطالبات پورے بھی ہو جائیں تب بھی وہ کبر و نخوت میں مزید مستغرق ہوں گے، دراصل اس کلام میں آپ کو مطمئن کرنا مقصود ہے کہ آپ ہرگز غم نہ کریں اگر وہ لوگ ایمان نہیں لاتے ہیں۔(المراغی ۵/۳۳۲-۳۳۳)

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ط قَالَ ءَاَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِيْنًا ﴿۶۱﴾ قَالَ اَرَءَيْتَكَ هٰذَا الَّذِیْ كَرَّمْتَ عَلَیَّ لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰی يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۶۲﴾ قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَاِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ جَزَآءً مَّوْفُوْرًا ﴿۶۳﴾ وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِی الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ ط وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۶۴﴾ اِنَّ عِبَادِیْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ ط وَكَفٰی بِرَبِّكَ وَكِيْلًا ﴿۶۵﴾

ترجمہ: اور یاد کرو جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ تم آدم کی جانب سجدہ کرو تو انہوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے کہا کیا میں اس کو سجدہ کروں جس کو تو نے مٹی سے پیدا کیا ہے (۶۱) پھر اس نے کہا مجھے بتائیں یہ شخص جس کو تو نے مجھ پر برتری عطا کی ہے اگر تو مجھے قیامت کے دن تک چھوڑ دے گا تو میں ضرور اس کی اولاد کو جڑ سے اکھیڑ دوں گا سوائے تھوڑے لوگوں کے (۶۲) اللہ نے حکم دیا تو چلا جا بس ان میں سے جو شخص تیری پیروی کرے گا تو دوزخ تم سب کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سزا ہے مکمل سزا (۶۳) اور تو ان میں سے جس کو اپنی آواز کے ساتھ بہکانے کی طاقت رکھتا ہے اس کو اس کی جگہ سے ہلا دے اور ان کی ہلاکت پر آواز بلند کر اپنے سواروں اور پیادوں کے ساتھ ان کے مالوں اور اولادوں میں شریک ہو اور ان سے وعدہ کر اور شیطان ان کو وعدہ نہیں دیتا ہے مگر دھوکے کا (۶۴) بلاشبہ میرے بندے، تجھے ان پر غلبہ حاصل نہیں ہو سکتا اور تیرا پروردگار کافی ہے کارساز (۶۵)

لغوی تحقیق: لَاَحْتَنِکَنَّ ذُرِّیَّتَهٗ تو میں اس کی اولاد کو اپنے بس میں کر لوں گا، اس کا مادہ (اَلْحَنَکُ) ہے، تالو، ٹھوڑی، حَنَکُ الْغُرَابِ کوّے کی چونچ، اَلْحَانِکُ سیاہ، اَلْحُنَکُ تجربہ کار، اِحْتَنَکَ گھوڑے کے منہ میں رسی دینا کسی کو اپنے بس میں کر لینا، اِحْتَنَکَ الْجَرَادُ الْاَرْضَ مکڑی سب کچھ کھا گئی چٹ کر گئی، حَنَکَهُ الدَّهْرُ اس کو زمانے نے تجربہ کار بنا دیا، انسان کی کمزوری یہ ہے کہ اپنے فیصلوں میں عقل و خرد کے تقاضوں اور دینی و اخلاقی پیمانوں کو ملحوظ رکھنے کی بجائے ادنیٰ خواہشات اور جذبات کی رو میں بہہ جاتا ہے یہ جذبات اور خواہشات اس پر اس درجہ قبضہ و استیلاء حاصل کر لیتے ہیں کہ عقل و فکر یا دین و اخلاق کی لطیف راہنمائی اس کے مقابلہ میں قطعی بے بس اور کمزور ہو کر رہ جاتی ہے شیطان انسانی نفسیات کے اس کمزور پہلو سے آگاہ ہے اسی لئے وہ پورے وثوق کے ساتھ کہتا ہے کہ میں ذریت آدم کو بہکا کر رہوں گا لیکن کچھ لوگ جو اگرچہ اقلیت میں ہیں ایسے ضرور ہیں جو ہزار کوشش کے باوجود شیطان کے قابو میں آنے والے نہیں، یہ وہ حضرات ہیں جن کو قرآن عبادنا کہہ کر پکارتا ہے جن کے سوچنے اور عمل کرنے کا انداز دوسروں سے مختلف ہوتا ہے یہ خواہشات، جذبات کے ریلے میں بہہ جانے کے بجائے یہ دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کیا چاہتی ہے عقل کا کیا تقاضا ہے نیز عبد اور بندے کا جو نازک اور حیات آفرین تعلق اللہ تعالیٰ سے ہے وہ کس بات کا متقاضی ہے یہ وہ حضرات ہیں جن پر شیطان کا قابو چلنے والا نہیں۔ (لسان القرآن ص ۵۳۷)

تناسب: قبل ازیں ذکر کردہ آیت کے آخر میں واضح کیا کہ ہم نے مشرکین کو مختلف قسم کے عذاب میں مبتلا کر کے خوف زدہ کیا لیکن ڈرانے نے ان کو سرکشی، گمراہی اور کفر پر برقرار رہنے کو پختہ کر دیا اسراء اور معراج اور دیگر خرق عادت کوائف سے بھی انہوں نے کچھ سبق حاصل نہ کیا البتہ گمراہی میں مزید بڑھتے چلے گئے حقیقت یہ ہے کہ ان کی سرکشی کا سبب یہ ہے کہ شیطان ابلیس نے انہیں گمراہ کیا اسی مناسبت سے اس کے بعد ابلیس کے گمراہ کرنے کا واقعہ ذکر ہو رہا ہے۔

تشریح: اے محمد! (ﷺ) آپ اس واقعہ کی جانب متوجہ ہوں جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ آدم کو سجدہ کریں یہ سجدہ آدم کی کرامت کے باعث تھا سجدہ تعظیمی نہ تھا تو تمام فرشتوں نے سجدہ کیا البتہ ابلیس نے فخر اختیار کیا اور سجدہ کرنے سے انکار کیا کہ آدم کا مقام تو مجھ سے کم تر ہے میری تخلیق آگ سے ہے اور آدم کی تخلیق مٹی سے ہے تو ایک بلند مرتبت شخص کیسے ایک حقیر شخص کے آگے سجدہ ریز ہو، مزید برآں ابلیس نے پروردگار عالم کی ذات پر دلیری اختیار کرتے ہوئے کہا میں عظمت و کبریائی کے ساتھ موصوف ہوں تو میں کیسے اس شخص کو سجدہ کروں جو حقیر ہے کمزور ہے ابلیس لعین نے مزید کہا کہ جس مخلوق کو تو نے مجھ پر عظمت عطا کی ہے اور اپنے نزدیک اس کو مجھ پر شرف عطا کیا ہے تو اگر تو مجھے قیامت کے وقوع تک مہلت عطا کرے تو میں ان سب کا استیصال کر دوں گا انہیں گمراہ کروں گا البتہ قلیل تعداد میں کچھ لوگ گمراہ نہیں ہوں گے، اللہ نے اسے حکم دیا تو چلا جا میں نے تجھے مہلت عطا کر دی ہے تو اپنی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقدور بھر کوشش صرف کر ان میں سے جو شخص تیری اطاعت کرے گا تو تیری اور ان کی سزا دوزخ ہے، یہ سزا کامل مکمل ہے اس میں ہرگز کمی نہ ہوگی، ذہن نشین کریں کہ اللہ پاک نے ابلیس کو بصیغۂ امر جو کہا کہ تو چلا جا تو اس امر میں اہانت اور ذلت کا پہلو کارفرما ہے کہ بنی آدم کے گمراہ کرنے میں تجھ سے جو کچھ بن آتا ہے کر لے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کر، بہرصورت تو ذلت اور بے چارگی سے ہی ہم کنار رہے گا تو انسانوں کو اپنی طاقت کے مطابق وسوسوں میں مبتلا کر اللہ کی نافرمانی کی دعوت دے اور انہیں صراط مستقیم سے برگشتہ کرنے کے لئے اپنے لشکر میں پیادہ سواروں کو اکٹھا کر کے پوری کوشش کر کہ وہ میری اطاعت سے دور ہوں اور تیری اطاعت کریں کوئی حیلہ فروگذاشت نہ کر اور جس طرح ایک ڈاکو شاہسوار جو کسی قوم پر ڈاکہ زنی کرتا ہے وہ جب عملاً ڈاکہ ڈالتا ہے تو ایسی خوفناک آواز نکالتا ہے جو سننے والوں کو ان کے مقام استقرار سے اٹھنے پر مجبور کرتی ہے۔

مجاہدؒ تابعی کا قول: جو شاہسوار اللہ پاک کی نافرمانی کے پیش نظر لڑائی کرتا ہے اس کا تعلق ابلیس کے لشکر سے ہے اور جو پیادہ شخص اللہ کی نافرمانی کے پیش نظر لڑائی میں شامل ہوتا ہے اس کا شمار ابلیس کی پیادہ فوج سے ہے۔

وَشَارِكۡهُمۡ فِى الۡاَمۡوَالِ وَالۡاَوۡلَادِ: شیطان انہیں رغبت دلاتا ہے کہ وہ غیر شرعی طریقوں سود وغیرہ سے مال فراہم کریں اور غیر شرعی کاموں میں خرچ کریں اور اولاد میں شرکت سے مقصود مردوں عورتوں کا اختلاط باہمی میل جول جب کہ معاشرہ میں ان پر پابندی نہیں ہے جبکہ ولدالزنا کثرت کے ساتھ ہو جائیں حیاء شرم کا جنازہ نکل جائے گا جیسا کہ موجودہ دور میں اس قسم کے بے غیرتی کے واقعات اور مجالس کا انعقاد دیکھنے میں آرہا ہے۔

وَعِدۡهُمۡ: انہیں جھوٹے وعدوں کے ساتھ گمراہی میں مستغرق رکھنے کی کوشش کی جانب اشارہ ہے مثال کے طور پر بتوں کی سفارش سے تمام گناہ دھل جائیں گے پیروں فقیروں کے تقرب سے تمام سزائیں ختم ہو جائیں گی اور اللہ پاک کی رحمت تو وسیع ہے اللہ پاک سب گناہ معاف کر دے گا بلکہ اس قسم کا دلیرانہ جملہ بھی لوگوں کی زبان پر سنا گیا ہے کہ ؎ [بابر بعیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست]

حالانکہ نبی ﷺ نے اپنی پیاری بیٹی فاطمہ کو مخاطب کیا اور فرمایا اے فاطمہ! محمد کی بیٹی! تو نے مجھ سے جس قدر مال کا سوال کرنا ہے کر سکتی ہے لیکن قیامت کے دن میں تجھے اللہ کے عذاب سے نہیں بچا سکوں گا، جب کہ شیطان کا وعدہ یہ ہے کہ جنت دوزخ نام کی کوئی چیز نہیں ہے اور جن لوگوں کی تم عبادت کرتے ہو وہ تمہیں اللہ کے عذاب سے نجات دلوائیں گے بلکہ اس زندگی کے بعد کوئی زندگی نہیں ہے اس زندگی میں ہر قسم کے عیش وآرام سے خود کو شاد کام رکھو یہ سب شیطان کا دھوکہ ہے جیسا کہ ابلیس قیامت کے دن جو فیصلے کا دن ہے اعلان کرے گا، ارشاد ربانی ملاحظہ فرمائیں ﴿وَقَالَ الشَّيۡطٰنُ لَمَّا قُضِىَ الۡاَمۡرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمۡ وَعۡدَ الۡحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمۡ فَاَخۡلَفۡتُكُمۡ‌ؕ وَمَا كَانَ لِىَ عَلَيۡكُمۡ مِّنۡ سُلۡطٰنٍ اِلَّاۤ اَنۡ دَعَوۡتُكُمۡ فَاسۡتَجَبۡتُمۡ لِىۡ‌ۚ فَلَا تَلُوۡمُوۡنِىۡ وَلُوۡمُوۡۤا اَنۡفُسَكُمۡ‌ؕ مَاۤ اَنَا بِمُصۡرِخِكُمۡ وَمَاۤ اَنۡتُمۡ بِمُصۡرِخِىَّ‌ؕ اِنِّىۡ كَفَرۡتُ بِمَاۤ اَشۡرَكۡتُمُوۡنِ مِنۡ قَبۡلُ‌ؕ اِنَّ الظّٰلِمِيۡنَ لَهُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ﴾ (ابراہیم:۲۲) ''اور شیطان کا کہنا ہوگا جب معاملات کا فیصلہ ہو جائے گا بلاشبہ اللہ نے تمہارے ساتھ سچا وعدہ کیا تھا اور میں نے وعدہ کیا لیکن میں نے تمہارے ساتھ وعدہ خلافی کی اور مجھے تم پر کچھ غلبہ نہیں تھا البتہ یہ تھا کہ میں نے تمہیں دعوت دی تم نے میری بات کو قبول کیا پس تم مجھے ملامت نہ کرو اور اپنے آپ کو ملامت کرو میں تمہاری مدد نہیں کر سکتا اور تم میری مدد نہیں کر سکتے بلاشبہ میں اس سے بیزار ہوں کہ تم نے اس سے پہلے مجھے شریک بنایا بلاشبہ ظالموں کے لئے دردناک عذاب ہے''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِنَّ عِبَادِیۡ لَیۡسَ لَکَ عَلَیۡھِمۡ سُلۡطٰنٌ: بیشک میرے جن بندوں نے میری اطاعت کی میرے حکم کو تسلیم کیا اور تیری نافرمانی کی تجھے ان پر غلبہ حاصل نہ ہو سکا تجھ میں طاقت نہیں کہ تو انہیں گمراہ کرے اور کسی ایسے گناہ کے کام پر برانگیختہ کرے جس کی مغفرت نہیں ہے میں نے انہیں توفیق عطا کی کہ انہوں نے مجھ پر بھروسہ کیا تو میں تیرے دخل سے ان کیلئے کافی ہو گیا۔

وَکَفٰی بِرَبِّکَ وَکِیۡلًا: اور آپ کے پروردگار کا وکیل ہونا کافی ہے کہ اس ذات پر بھروسہ کیا جائے اسی سے مدد طلب کی جائے تاکہ ابلیس کے وسوسوں اور گمراہیوں سے بچاؤ حاصل ہو سکے، نیز آیت مبارکہ میں اشارہ ہے کہ انسان گمراہی کے مواقع سے بچاؤ حاصل نہیں کر سکتا ہے البتہ وہ شخص بچاؤ حاصل کر سکتا ہے جس کو اللہ بچاؤ کی توفیق عطا فرمائے۔(صفوۃ التفاسیر القسم السابع ص ۶۶)

رَبُّکُمُ الَّذِیۡ یُزۡجِیۡ لَکُمُ الۡفُلۡکَ فِی الۡبَحۡرِ لِتَبۡتَغُوۡا مِنۡ فَضۡلِہٖ ؕ اِنَّہٗ کَانَ بِکُمۡ رَحِیۡمًا ﴿۶۶﴾ وَ اِذَا مَسَّکُمُ الضُّرُّ فِی الۡبَحۡرِ ضَلَّ مَنۡ تَدۡعُوۡنَ اِلَّاۤ اِیَّاہُ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىکُمۡ اِلَی الۡبَرِّ اَعۡرَضۡتُمۡ ؕ وَ کَانَ الۡاِنۡسَانُ کَفُوۡرًا ﴿۶۷﴾ اَفَاَمِنۡتُمۡ اَنۡ یَّخۡسِفَ بِکُمۡ جَانِبَ الۡبَرِّ اَوۡ یُرۡسِلَ عَلَیۡکُمۡ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوۡا لَکُمۡ وَکِیۡلًا ﴿۶۸﴾ اَمۡ اَمِنۡتُمۡ اَنۡ یُّعِیۡدَکُمۡ فِیۡہِ تَارَۃً اُخۡرٰی فَیُرۡسِلَ عَلَیۡکُمۡ قَاصِفًا مِّنَ الرِّیۡحِ فَیُغۡرِقَکُمۡ بِمَا کَفَرۡتُمۡ ۙ ثُمَّ لَا تَجِدُوۡا لَکُمۡ عَلَیۡنَا بِہٖ تَبِیۡعًا ﴿۶۹﴾ وَ لَقَدۡ کَرَّمۡنَا بَنِیۡۤ اٰدَمَ وَ حَمَلۡنٰہُمۡ فِی الۡبَرِّ وَ الۡبَحۡرِ وَ رَزَقۡنٰہُمۡ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ وَ فَضَّلۡنٰہُمۡ عَلٰی کَثِیۡرٍ مِّمَّنۡ خَلَقۡنَا تَفۡضِیۡلًا ﴿۷۰﴾ ع

ترجمہ: تمہارا پروردگار وہ ذات ہے جو تمہارے لئے کشتیوں کو سمندر میں رواں دواں رکھتا ہے تاکہ تم اس کی روزی طلب کرو بلاشبہ وہی تم پر مہربان ہے (۶۶) اور جب تمہیں سمندر کے سفر میں پریشانی کا سامنا ہوتا ہے تو تم بھول جاتے ہو ہر وہ جس کو تم سوائے اس کے پکارتے ہو تو جب اللہ تم کو خشکی کی جانب پہنچا دیتا ہے تو تم روگردانی کرتے ہو اور انسان تو ناشکرا ہے (۶۷) کیا تم اس سے بے خوف ہو گئے ہو کہ وہ تمہیں خشکی کی جانب دھنسا دے یا تم پر پتھروں کی بارش بھیج دے پھر تم اپنے لئے کسی کو بچانے والا نہیں پاؤ گے (۶۸) کیا تم اس سے بے خوف ہو کہ تمہیں دنیا میں دوسری دفعہ لوٹائے پھر تم پر تند و تیز ہوا بھیجے پس وہ تمہیں ڈبو دے اس وجہ سے کہ تم کافر ہو گئے پھر ڈبونے کے باعث تم اپنے لئے ہم پر کسی مؤاخذہ کرنے والے کو نہیں پاؤ گے (۶۹) اور یقیناً ہم نے آدم کے بیٹوں کو عزت عطا کی اور ہم نے ان کو جنگل اور دریا میں اٹھایا اور ہم نے ان کو پاکیزہ چیزوں سے روزی عطا کی اور ہم نے ان کو اپنی مخلوق میں سے زیادہ لوگوں پر فضیلت عطا کی فضیلت عطا کرنا (۷۰)

تشریح: اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے ساتھ کتنا مہربان ہے وہ ذات تمہاری پروردگار ہے وہ اپنی مخلوق کے ساتھ مہربان ہے اس کی مہربانی کا یہ نتیجہ ہے کہ اس نے اپنے بندوں کیلئے کشتیوں کو مسخر کر دیا ہے تاکہ بندے اپنی ضرورتوں کو آسانی کے ساتھ پورا کر سکیں ایک ملک سے دوسرے ملک میں تجارت کی غرض سے کشتیوں کے ذریعہ آمد و رفت جاری رکھ سکیں حقیقت یہ ہے کہ اللہ پاک کا اس کے بندوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پررحم وکرم کا نتیجہ ہے کہ اس نے آمد ورفت کے وسائل اور ذرائع کو بہتر بنایا اور مستقبل میں مزید سہولتیں حاصل ہو جائیں گی۔

اللہ تعالیٰ آگاہ فرمارہے ہیں کہ جب لوگ کسی تکلیف میں مبتلا ہوتے ہیں تو وہ خلوص کے ساتھ اللہ کی جانب جھکاؤ اختیار کرتے ہوئے اس کو پکارتے ہیں بالخصوص سمندری سفر میں اللہ کے سوا جس کو بھی تم اپنا معاون اور مددگار سمجھتے تھے اس کو چھوڑ کر صرف اخلاص کے ساتھ اللہ کو پکارتے ہو جیسا کہ عکرمہ رضی اللہ عنہ بن ابی جہل کو ایک بحری سفر میں یہ واقعہ پیش آیا کہ فتح مکہ کے بعد جب وہ خود کو تحفظ عطا کرنے کے لئے وہاں سے بھاگ نکلا اور ملک حبشہ کی جانب جانے کے لئے کشتی پر سوار ہوا دوران سفر سمندر تیز طوفان کی زد میں آ گیا تو کشتی کے مسافروں نے آپس میں گفتگو کرتے ہوئے اس حقیقت کو واضح کیا کہ تمہارے لئے اب نجات کی ایک ہی صورت ہے کہ اب تم صرف ایک اللہ پروردگار عالم کی بارگاہ میں دعا کرو کہ وہ تمہیں اس بحران سے نجات عطا کرے، عکرمہ نے کشتی کے مسافروں کی بات کو سن کر دل میں کہا اللہ کی قسم! اگر سمندر میں اللہ کی ذات کے علاوہ کوئی نجات عطا نہیں کرسکتا تو پھر سچی بات تو یہ ہے کہ خشکی میں بھی اللہ کی ذات کے علاوہ کوئی نجات عطا نہیں کرسکتا اے اللہ! میں اس بات کا عہد کرتا ہوں اگر تو مجھے اس بھنور سے نجات عطا کرے گا تو میں اپنا ہاتھ محمد ﷺ کے ہاتھ میں رکھوں گا میں اسے شفیق مہربان شخص سمجھتا ہوں جب وہ سمندر کے سفر سے واپس خشکی پر پہنچے تو عکرمہ اللہ کے پیغمبر کی خدمت میں پہنچا اور اسلام قبول کیا جب کہ اس کا اسلام مخلصانہ تھا۔

فَلَمَّا نَجّٰکُمْ اِلَی الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ: جب سمندر کے سفر میں تمہیں نجات عطا کرتا ہے اور تم زمین پر اپنا قدم رکھتے ہو تو تم توحید سے روگردانی کرتے ہو پھر ایک اللہ کو نہیں پکارتے ہو، واقعتاً انسان کی عادت میں یہ داخل ہے کہ وہ انعامات الٰہیہ کو بھول جاتا ہے بلکہ انکار کرتا ہے وہی شخص راہ صواب پر گامزن رہتا ہے جس کو اللہ پاک استقامت کی توفیق سے نوازتا ہے۔

اَفَاَمِنْتُمْ اَنْ یَّخْسِفَ بِکُمْ جَانِبَ الْبَرِّ اَوْیُرْسِلَ عَلَیْکُمْ حَاصِبًا: ارشاد ربانی ہے، کیا تم جب خشکی کا سفر کرتے ہو تو تم اللہ کے انتقام سے محفوظ ہو جب کہ اللہ تمہیں خشکی میں زمین میں دھنسا سکتا ہے یا تم پر پتھروں کی بارش اتار سکتا ہے اس مفہوم کی آیات قرآن پاک میں دیگر مقامات میں بھی وارد ہیں جن کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ کے احکام پر عمل پیرا نہ ہونے والے لوگوں کو ہر لمحہ خائف رہنا چاہیے کہ کہیں اس کی نافرمانی کے باعث ان پر عذاب الٰہی نازل نہ ہو جائے اور جب اللہ کا عذاب نازل ہوگا تو کوئی طاقت اللہ کے عذاب کو ٹال نہ سکے گی اور نہ اس سے بچاؤ حاصل ہو سکے گا۔

اَمْ اَمِنْتُمْ اَنْ یُّعِیْدَکُمْ فِیْهِ تَارَةً اُخْرٰی: اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو خبردار کررہے ہیں جو اللہ کی توحید سے روگردانی کررہے ہیں جب کہ انہوں نے قبل ازیں سمندری سفر میں اللہ کی وحدانیت کا اقرار کیا اور وہ خیریت اور عافیت کے ساتھ خشک زمین پر پہنچے تو توحید سے روگردانی کے باعث خطرہ ہے کہ جب تم پھر کبھی سمندری سفر میں نکلو گے تو اللہ پاک تم پر بوجہ توحید کے انکار کے تندو تیز طوفان بھیجے جو نہ صرف یہ کہ تمہاری کشتیوں کو توڑ پھوڑ دے بلکہ سمندر میں غرق کردے اس لئے کہ تم نے اللہ کی وحدانیت کا انکار کیا اور اللہ پاک کی ذات سے روگردانی کی، بعد ازاں ہرگز تم اپنے لئے ہمارے مقابلہ میں کسی مددگار، انتقام لینے والے کو نہیں پاؤ گے اور یہ حقیقت ہے کہ اللہ کی ذات تو سب پر غالب ہے کون اللہ کی ذات سے انتقام لے سکتا ہے بارگاہ الٰہی میں کسی کو بھی دم مارنے کی اجازت نہیں اللہ تعالیٰ کی مشیت کے مقابلہ میں کسی کی مشیت کارگر نہیں ہو سکتی۔

وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ وَ حَمَلْنٰهُمْ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ: اللہ تعالیٰ آدم کی اولاد کے شرف کو اجاگر فرمارہے ہیں جب کہ انہیں تمام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مخلوق پر برتری عطا کی ہے ان کی پیدائش نہایت عمدہ اور احسن کیفیت میں کی گئی ہے کہ انسان کا قد سیدھا ہے اور وہ ہاتھ سے کھانے کی چیز کو اٹھا کر منہ میں ڈالتا ہے جب کہ چار پائے کھانے کی چیزیں منہ سے اٹھا کر کھاتے ہیں پھر اللہ پاک نے اس کو قوت سامعہ، باصرہ، بالخصوص دل عطا کیا ہے جس کے باعث اس میں شعور موجود ہے اور چیزوں کے درمیان مراتب کے لحاظ سے فرق کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے بلکہ ہر چیز کی خصوصیات، منافع اور مضراثرات سے آگاہ کیا ہے خشکی کے سفر میں اس کی سواری کے لئے چار پائے، گھوڑے خچر وغیرہ موجود ہیں جب کہ بحری سفر میں چھوٹی بڑی کشتیاں کثیر تعداد میں موجود ہیں اور خوراک میں عمدہ قسم کی اجناس جو مختلف ہیں اور بے شمار پھلوں کے انواع واقسام اور جانوروں پرندوں اور مچھلی وغیرہ کا گوشت اور مختلف جانوروں کا دودھ ان کے کام ودہن کو سیراب کرتا ہے اور لذت سے دوچار کرتا ہے، مزید برآں نہایت عمدہ خوبصورت دلکش مناظر جن کو دیکھ کر دل ودماغ مسرت سے جھوم جاتے ہیں اور ایسے عمدہ ملبوسات جو بناؤ سنگار اور رنگ کے لحاظ سے پرکشش ہوتے ہیں ان میں سلکی اور غیر سلکی دونوں قسم کی مصنوعات سے مارکیٹیں بھری پڑی ہیں اور ہم نے انسان کو فرشتوں پر بھی برتری عطا کی ہے، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا فرشتوں نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا اے ہمارے پروردگار! تو نے آدم کی اولاد کو دنیا عطا کی ہے وہ دنیا میں بافراغت کھا پی رہے ہیں جبکہ ہم تیری تسبیح میں مصروف ہیں ہم کھاتے پیتے نہیں ہیں نہ ہم کھیلتے ہیں تو جب تو نے انہیں دنیوی نعمتوں سے نوازا ہے تو ہمارے لئے آخرت کو خاص کر، اللہ نے فرمایا جس صالح ذریت کے پہلے فرد کو میں نے اپنے ہاتھ کیساتھ پیدا کیا ہے میں ان کو ان کی طرح کیسے بناؤں جن کو میں نے کلمہ کن سے پیدا کیا۔ (تفسیر ابن کثیر ۳/۸۴)

يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ اُنَاسٍۢ بِاِمَامِهِمْ فَمَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَاُولٰٓئِكَ يَقْرَءُوْنَ كِتَابَهُمْ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿۷۱﴾ وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿۷۲﴾ وَاِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ عَنِ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهٗ ۖ وَاِذًا لَّاتَّخَذُوْكَ خَلِيْلًا ﴿۷۳﴾ وَلَوْلَآ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ شَيْـًٔا قَلِيْلًا ﴿۷۴﴾ اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيْرًا ﴿۷۵﴾ وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ الْاَرْضِ لِيُخْرِجُوْكَ مِنْهَا وَاِذًا لَّا يَلْبَثُوْنَ خِلٰفَكَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۷۶﴾ سُنَّةَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيْلًا ﴿۷۷﴾ ع

ترجمہ: جس دن کہ ہم ہر جماعت کو ان کے پیشوا کے ساتھ بلائیں گے پس جس شخص کو اس کا نامۂ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دیا گیا پس یہ لوگ اپنے اعمال نامہ کو پڑھیں گے اور ان پر ایک دھاگے کے برابر ظلم نہیں ہوگا (۷۱) اور جو شخص دنیا میں اندھا رہا تو وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا اور سیدھے راستہ سے بہت زیادہ بھٹکا ہوا ہے (۷۲) اور بے شک وہ قریب تھے کہ تجھے فتنہ میں ڈال کر اس سے دور رکھیں جس کی ہم نے آپ کی جانب وحی کی تاکہ تو ہم پر اس کے سوا کا جھوٹ کہے اور اس وقت وہ آپ کو دوست بنا لیتے (۷۳) اور اگر نہ ہوتی یہ بات کہ ہم نے آپ کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استقامت عطا کی قریب تھا کہ آپ ان کی جانب تھوڑا سا جھک جاتے (۷۴) اس وقت ہم تجھے زندگی کا دوگنا عذاب اور موت کا دوگنا عذاب چکھاتے پھر تو اپنے لئے ہمارے خلاف مدد کرنے والا نہ پاتا (۷۵) اور بے شک وہ قریب تھے کہ تجھے زمین سے پھسلا دیتے تاکہ تجھے وہاں سے جلاوطن کریں اور اس وقت وہ تیرے بعد نہ ٹھہرتے مگر تھوڑا عرصہ (۷۶) ان لوگوں کے طریقہ کی مانند جن کو ہم نے آپ سے پہلے اپنے پیغمبروں سے بھیجا اور تو ہمارے طریقہ میں تبدیلی نہیں پائے گا (۷۷)

لغوی تحقیق: اِمَام سے مقصود اعمال نامہ اور پیشوا ہے قرآن پاک میں ہے ﴿وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ﴾ (یٰسٓ:۱۲) اَلْفَتِيْلُ کھجور کی گٹھلی کے درمیان لمبا سا دھاگہ معمولی چیز۔فَتْلٌ کا معنیٰ دھاگے کو بٹا دینا، اَعْمٰى سے مقصود بصیرت کے لحاظ سے اندھا ہے دلائل سے اندھا ہے، خِلٰفَكَ اس سے مقصود تیرے بعد۔

تشریح: اللہ پاک قیامت کے دن کے بارے میں مطلع کر رہے ہیں کہ اس دن ہر جماعت کا محاسبہ ان کے لیڈر اور پیشوا کی موجودگی میں ہوگا جبکہ اہل حدیث جماعت کے پیشوا نبی اکرم ﷺ ہیں بعض مفسرین نے امام سے مقصود کتاب کو مراد لیا ہے جو ان کے پیغمبر پر نازل ہوئی اس کتاب اور پیغمبر کے ملفوظات کی روشنی میں ان کے اعمال ناموں کا محاسبہ ہوگا، حدیث نبوی ہے کہ قیامت کے دن ہر امت اپنے معبود کی اقتداء کرے گی جو لوگ بتوں کی عبادت کرتے تھے وہ اپنے معبودوں کی اقتداء کریں گے اور مؤحد ایماندار لوگ اللہ پاک کی اقتداء کریں گے جس شخص کا عمل نامہ اس کے دائیں ہاتھ میں دیا گیا وہ اپنا عمل نامہ پڑھنے کے بعد خوشی محسوس کرے گا جب کہ وہ دنیوی زندگی میں اعمال صالحہ پر قائم رہا وہ لوگوں سے کہے گا آؤ میرا عمل نامہ پڑھیں اور جس کا عمل نامہ اس کے بائیں ہاتھ میں دیا گیا تو اس کا چہرہ سیاہ ہوگا اس کا جسم پہلے سے کہیں زیادہ فربہ ہوگا میدان حشر میں لوگ اس سے پناہ طلب کریں گے اور کہیں گے اے اللہ! اس شخص کو ہمارے قریب نہ آنے دیا جائے ہم اس کے حشر سے پناہ طلب کرتے ہیں چونکہ قیامت کا دن مکافات عمل کا دن ہے اس لئے کھجور کے دھاگہ کے برابر بھی کسی پر ظلم نہ ہوگا۔

(صحیح بخاری کتاب التوحید باب ۲۴، صحیح مسلم کتاب الایمان باب ۷۹، مسند احمد ۲/ ۲۹۳،۳۷۵)

وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى: جس شخص کا دل اس دنیا میں اندھا رہا اس نے دلائل کو نیہ پر غور نہ کیا اور صراط مستقیم سے اتر گیا وہ شخص اخروی زندگی میں بھی اندھا ہوگا اسے نجات کا راستہ نظر نہیں آئیگا وہ اپنے عمل نامہ سے نفرت اور نجات کی کوشش کریگا جبکہ وہ بداعمالیوں کے نتائج خبیثہ سے ہرگز محفوظ نہ رہ سکے گا جو کچھ اس نے دنیوی زندگی میں کاشت کیا تھا اس کا ہی ثمرہ اس کو ملے گا جب وہ دنیوی زندگی میں لہو ولعب میں مصروف رہا اور کوئی عمل صالح اس سے نہ ہو سکا تو ظاہر ہے کہ وہ عذاب الٰہی میں جکڑا ہوا ہوگا، اعاذنا اللہ من ذالک

وَاِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ عَنِ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ: اس سے پہلی آیت میں اس حقیقت کو اجاگر کیا جا چکا ہے کہ جو شخص دنیوی زندگی میں بصیرت کو مفقود پاتا ہے تو اسے دارالجزاء میں اس کی بداعمالیوں کے برابر سزا سے ہمکنار کیا جائے گا، اب ان کے بارے میں وضاحت کی جا رہی ہے کہ مشرکین جن کی بصیرت مفقود ہے وہ برابر اس کوشش میں مصروف ہیں کہ دھوکہ دہی کے ساتھ آپ کو فتنہ کی مشتعل آگ میں دھکیل دیں آپ کی توجہ وحی الٰہی کی جانب نہ رہے آپ اپنی جانب سے افتراء کرتے ہوئے ہماری جانب ایسی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باتوں کو منسوب کریں جن کی آپ پر وحی نہیں کی گئی ہے تو اس وقت وہ آپ کو اپنا دوست بنالیں گے مفسرین نے وضاحت کرتے ہوئے بیان کیا ہے مشرکین کی کوشش تھی کہ اللہ کے پیغمبر کو دعوت اسلامی سے منحرف کریں خود تو ایک اللہ کی عبادت کرتے رہیں لیکن ہمارے خداؤں کو تنقید کا نشانہ نہ بنائیں، مزید برآں انہوں نے کہا کہ ان کے علاقہ کو بھی بیت اللہ کی طرح حرم قرار دیا جائے جبکہ بعض متکبر قسم کے لوگوں نے یہ بھی کہا کہ جب ہم آپ کی مجلس میں شریک ہوں تو فقیر مفلس بے نوا قسم کے لوگ اس مجلس میں شریک نہ ہوں لیکن اللہ پاک نے آپ کو ان کے شر سے محفوظ رکھا، ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اگرچہ مخاطب نبی ﷺ ہیں جب کہ مقصود آپ کی امت ہے کہ امت محمدیہ کا کوئی فرد احکام الٰہیہ کے بارے میں ہرگز مشرکین کی جانب جھکاؤ نہ کرے۔

وَلَوْ لَا اَنْ ثَبَّتْنٰکَ لَقَدْ کِدْتَّ تَرْکَنُ اِلَیْهِمْ شَیْئًا قَلِیْلًا: حقیقت یہ ہے کہ اگر ہم نے آپ کو اپنی توفیق کے ساتھ عصمت پر ثابت قدم نہ رکھا ہوتا تو قریب تھا کہ تو ان کی جانب جھکاؤ کرتا اور ان کے مطالبہ پر ان کے ساتھ چل پڑتا اگر تو ان کی طرف جھکاؤ اور ان کے مطالبہ پر رواں دواں ہو جاتا تو ہم دنیوی زندگی میں تجھے دوگنا عذاب میں مبتلا کرتے اور آخرت میں بھی دوگنا عذاب میں مبتلا کرتے، ظاہر ہے کہ آپ جیسی عظیم شخصیت سے اس گناہ کا صادر ہونا بہت بڑا جرم ہوتا جو دوگنا عذاب کا مستحق ہوتا، مقصود یہ ہے کہ اللہ پاک کا بے پایاں فضل اس کے آخری پیغمبر پر ہے کہ اسے حق وصداقت پر ثابت قدم رکھا اور فتنہ سے تحفظ عطا کیا اس آیت میں اللہ پاک کے پیغمبر کی قدرومنزلت میں کمی کرنا نہیں ہے بلکہ اللہ پاک کے عظیم فضل وکرم کا بیان کرنا ہے جو آپ ﷺ پر تھا اور اگر آپ معصوم نہ ہوتے تو میلان کر لیتے بعدازاں ہمارے خلاف آپ کا کوئی مددگار نہ ہوتا جو تجھ سے ہمارے عذاب کو دور کرتا۔

وَاِنْ کَادُوْا لَیَسْتَفِزُّوْنَکَ مِنَ الْاَرْضِ: اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ مشرکین اپنے مکروفریب کے لحاظ سے قریب تھے کہ آپ کو مکہ کی سرزمین سے باہر نکال دیتے لیکن آپ کے وہاں سے چلے جانے کے بعد اس سنت جاریہ کے مطابق جس میں تبدیلی نہیں ہے کہ جو لوگ اپنی سرزمین سے پیغمبروں کو دیس نکالا دے دیتے ہیں وہ اس کے بعد نہایت قلیل عرصہ ہی وہاں رہ سکتے ہیں قتادہؒ کا قول ہے کہ اہل مکہ نے نبی ﷺ کو مکہ سے نکالنے کا ارادہ کیا اگر وہ نکال دیتے تو انہیں مہلت نہ ملتی لیکن اللہ نے انہیں روک دیا کہ انہوں نے آپ کو مکہ سے نہ نکالا پھر وہ وقت آن پہنچا جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو وہاں سے ہجرت کرنے کا حکم دیا پیغمبروں کے ساتھ اللہ پاک کا یہ انداز ہے کہ اس امت کے ان افراد کو اللہ تعالیٰ ہلاک کر دیتے ہیں جو پیغمبروں کو وہاں سے نکال دیتے ہیں اللہ پاک کے اس انداز میں ہرگز تبدیلی نہیں ہے۔ (صفوۃ التفاسیر ۷۰۵/۲)

مولانا ابوالکلام آزادؒ آیت نمبر ۷۳ کی تشریح میں رقمطراز ہیں: اگر وحی الٰہی کی روشنی تیری راہ نمائی کے لئے موجود نہ ہوتی تو وقت کی تاریکی اتنی شدید تھی کہ ممکن نہ تھا اس بے لاگ ثبات واستقامت کے ساتھ اپنی راہ چلتا رہتا کام کی دشواریاں ضرور تجھے مغلوب کر لیتی لوگوں کی مقاومتیں ضرور تجھے تھکا دیتیں طاقتور افراد کی منتیں اور التجائیں ضرور تجھے متوجہ کر لیتیں طرح طرح کی مصلحتیں ضرور دامن گیر ہو جاتیں، لغزشیں، ٹھوکریں قدم قدم پر نمودار ہوتیں لیکن اب کوئی چیز بھی تیری راہ نہیں روک سکتی کوئی فتنہ بھی تجھے قابو میں نہیں لاسکتا یہ وحی الٰہی کی راہ نمائی ہے اور وحی الٰہی کی راہ نمائی پر کوئی انسانی طاقت غالب نہیں آسکتی۔ (ترجمان القرآن ۳۶۳/۲)

مشہور مفسر علامہ قاسمی تفسیر جامع البیان کے حواشی سے نقل کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ آیت مبارکہ کے فوائد میں سے ہے کہ شرک کے کسی مقام کو باقی چھوڑنا جائز نہیں ہے جبکہ اس کے گرانے پر قدرت حاصل ہو چنانچہ قبروں پر جو عمارتیں تعمیر کی گئی ہیں اگر ان کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گرانے پر قدرت حاصل ہو تو ایک دن بھی تاخیر جائز نہیں وہ تو کفر و شرک کے اڈے ہیں وہ تو بت ہیں جن کی عبادت ہو رہی ہے ان سے تبرک حاصل کیا جارہا ہے انہیں بوسہ دیا جارہا ہے ان کی حیثیت لات عزیٰ کے برابر ہے ان پر شرک کی کیفیت یہ ہے کہ ان کے نام کی نذر و نیاز دی جاتی ہے عقیدت محبت کے ساتھ ان کا بوسہ لیا جاتا ہے زبردست مصیبت یہ ہے کہ جس میں اس دور کے قبر پرست لوگ مبتلا ہیں دور جاہلیت میں مشرک لوگ جس انداز کے ساتھ بتوں کا احترام کرتے تھے اس دور میں نام کے مسلمان قبروں کے احترام میں ان سے بھی سبقت لے گئے ہیں، بلکہ اکثر لوگوں کی کیفیت یہ ہے کہ وہ اللہ کے نام پر تو جھوٹی قسم اٹھانے سے دریغ نہیں کرتے ہیں لیکن اپنے شیخ یا فلاں ولی یا قبر میں جو ان کا پیر مدفون ہے اس کے نام پر ہرگز جھوٹی قسم نہیں اٹھاتے ہیں بلکہ صحیح بات کا اعتراف کرتے ہیں اس سے بڑھ کر اسلام کے ساتھ اور بدسلوکی کیا ہوگی؟ انا للہ وانا الیہ راجعون (تفسیر القاسمی عربی ۶/۴۸۱)

اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوۡكِ الشَّمۡسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيۡلِ وَقُرۡاٰنَ الۡفَجۡرِ‌ؕ اِنَّ قُرۡاٰنَ الۡفَجۡرِ كَانَ مَشۡهُوۡدًا ﴿۷۸﴾ وَمِنَ الَّيۡلِ فَتَهَجَّدۡ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰۤى اَنۡ يَّبۡعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا ﴿۷۹﴾ وَقُلْ رَّبِّ اَدۡخِلۡنِىۡ مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَّاَخۡرِجۡنِىۡ مُخۡرَجَ صِدۡقٍ وَّاجۡعَلْ لِّىۡ مِنۡ لَّدُنۡكَ سُلۡطٰنًا نَّصِيۡرًا ﴿۸۰﴾ وَقُلۡ جَآءَ الۡحَـقُّ وَزَهَقَ الۡبَاطِلُ‌ؕ اِنَّ الۡبَاطِلَ كَانَ زَهُوۡقًا ﴿۸۱﴾ وَنُنَزِّلُ مِنَ الۡقُرۡاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحۡمَةٌ لِّلۡمُؤۡمِنِيۡنَ‌ۙ وَلَا يَزِيۡدُ الظّٰلِمِيۡنَ اِلَّا خَسَارًا ﴿۸۲﴾ وَاِذَاۤ اَنۡعَمۡنَا عَلَى الۡاِنۡسَانِ اَعۡرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ‌ۚ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يَـئُوۡسًا ﴿۸۳﴾ قُلۡ كُلٌّ يَّعۡمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ ؕ فَرَبُّكُمۡ اَعۡلَمُ بِمَنۡ هُوَ اَهۡدٰى سَبِيۡلًا ﴿۸۴﴾ ع

ترجمہ: سورج کے زوال کے وقت سے رات کے گہرے اندھیرے کے چھا جانے تک نماز قائم کریں اور فجر کی نماز میں قرآن کی تلاوت کو لازم کرلیں بلاشبہ فجر کی نماز میں قرآن پاک کی تلاوت میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں (۷۸) اور رات کے کچھ حصہ میں قرآن کی تلاوت کیساتھ رات کی بیداری زیادہ قریب ہے کہ تیرا پروردگار تجھے پسندیدہ مقام میں کھڑا کرے (۷۹) اور آپ کہیں اے میرے پروردگار! مجھے پسندیدہ جگہ میں لے آ اور مجھے باہر نکال پسندیدہ جگہ میں اور تو میرے لئے اپنے پاس سے ایسی قوت عطا کر جو مدد کرے (۸۰) اور آپ کہیں سچا دین آ گیا ہے اور باطل دین چلا گیا ہے بے شک باطل دین ختم ہونے والا ہے (۸۱) اور ہم قرآن سے اتارتے ہیں وہ چیز جو مسلمانوں کے لئے شفا اور رحمت ہے اور ظالموں کو زیادہ نہیں کرتا ہے مگر نقصان میں (۸۲) اور جب ہم کسی شخص پر انعام کرتے ہیں تو وہ منہ پھیر لیتا ہے اور اپنے بازو کو دور کرلیتا ہے اور جب اسے تکلیف پہنچتی ہے تو وہ ناامید ہو جاتا ہے (۸۳) آپ کہیں ہر شخص اپنے طریقہ پر کام کرتا ہے تو تمہارا پروردگار زیادہ جانتا ہے کہ کون راہ کو زیادہ پانے والا ہے (۸۴)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تناسب: قبل ازیں اللہ پاک نے کفار کے مکر وفریب کو طشت از بام کیا جب انہوں نے اللہ کے پیغمبر کو مکہ شہر سے جلاوطن کرنے کے لئے پورا زور لگایا ان کے وحشیانہ اقدام پر اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کو حکم دیا کہ آپ بارگاہ الٰہی میں اس کی عبادت میں خود کو متوجہ کریں تا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ان پر غالب فرمائے اس دوران آپ ان کی خباثتوں اور مخالفانہ کوششوں کی ہرگز پرواہ نہ کریں، حقیقت یہ ہے کہ اللہ پاک آپ کو ان پر غالب فرمائے گا اور ان کے مکر وفریب سے آپ کو تحفظ عطا کرے گا آپ کے دین کو غالب کرے گا اور قیامت کے دن آپ کو خاص مقام محمود کے شرف سے مشرف کرے گا۔

تشریح: اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے پیغمبر ﷺ کو پانچ نمازوں کو ان کے اوقات میں ادا کرنے کا حکم دے رہے ہیں ظہر کی نماز جب سورج نصف النہار سے ڈھل جائے اور عصر کی نماز جب سایہ ایک مثل ہو جائے اور مغرب کی نماز جب سورج غروب ہو جائے اور اندھیرا نمودار ہو، دراصل اس آیت مبارکہ میں اختصار کیساتھ چار نمازوں کا بیان ہے اوقات کی تفصیل کو کتب حدیث سے معلوم کیا جائے۔

وَقُرۡاٰنَ الۡفَجۡرِ: سے مقصود صبح کی نماز ہے ان پانچ نمازوں کے اوقات متواتر احادیث میں رسول اکرم ﷺ کے قول اور عمل سے کتب احادیث میں موجود ہیں اور فجر کی نماز میں رات اور دن کی نمازوں کے فرشتے موجود ہوتے ہیں، ابوہریرۃ بیان کرتے ہیں باجماعت نماز کی ادائیگی کا اکیلے نماز کی ادائیگی پر پچپن گنا ثواب زیادہ ملتا ہے جب کہ فجر اور عصر کی نماز میں رات اور دن کے فرشتے موجود ہوتے ہیں۔ (صحیح بخاری کتاب التفسیر باب ۱۰، سنن نسائی کتاب الصلوٰۃ باب ۲۱، مسند احمد ۲/ ۲۳۳)

بخاری مسلم میں ابوہریرہ سے حدیث مروی ہے نبی ﷺ نے فرمایا تم میں رات دن کے فرشتے باری باری آتے رہتے ہیں فجر اور عصر کی نماز میں فرشتے جمع ہوتے ہیں رات کے فرشتے جب بارگاہ الٰہی میں حاضر ہوتے ہیں ان سے ان کے پروردگار دریافت کرتے ہیں جب کہ پروردگار عالم کو ہر بات کا خوب علم ہے کہ تم نے میرے بندوں کو کس حالت میں چھوڑا؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ جب ہم ان کے ہاں پہنچے تھے اس وقت وہ نماز ادا کر رہے تھے اور جب ہم وہاں سے آئے ہیں اس وقت بھی وہ نماز ادا کر رہے تھے۔
(صحیح بخاری کتاب المواقیت باب ۱۶، سنن نسائی کتاب الصلوٰۃ باب ۲۱، صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب ۳۷)

وَمِنَ الَّیۡلِ فَتَہَجَّدۡ بِہٖ نَافِلَۃً لَّکَ: رسول اکرم ﷺ کو فرض نماز کی ادائیگی کے ساتھ تہجد کی نماز کی ادائیگی کا بھی حکم دیا گیا چنانچہ آپ کچھ عرصہ نیند کر کے نماز تہجد میں بھی مشغول ہو جاتے تھے، یہ نماز آپ کے لئے خاص ہے امت مسلمہ پر فرض نہیں ہے البتہ مستحب ہے، جب آپ ان احکام کے مطابق زندگی گزارنے کا تہیہ کر لیں گے بلکہ عملاً آپ کی زندگی اسوۂ حسنہ کے مطابق ہوگی تو ہم آپ کو مقام محمود کے اعزاز سے نوازیں گے وہ ایسا مقام ہے جہاں نہ صرف یہ کہ تمام مخلوق آپ کی تعریف کرے گی بلکہ مخلوق کا خالق اللہ تبارک وتعالیٰ بھی آپ کی تعریف کریں گے، ذہن نشین کریں کہ آپ اس مقام پر سرفراز ہونے کے بعد لوگوں کی سفارش کریں گے تا کہ ان کو ان کا پروردگار اس دن کی تکالیف ومحن سے آرام پہنچائے، جابر بن عبداللہ ؓ بیان کرتے ہیں ارشاد نبوی ہے جو شخص اذان کے کلمات سنتے ہوئے دعا کرے گا ﴿اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعۡوَۃِ التَّامَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الۡقَآئِمَۃِ اٰتِ مُحَمَّدَ ۨالۡوَسِیۡلَۃَ وَالۡفَضِیۡلَۃَ وَابۡعَثۡہُ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدَ ۨالَّذِیۡ وَعَدۡتَّہٗ﴾ ”اے اللہ! اس پکار کے پروردگار اور قائم ہونے والی نماز کے پروردگار! تو محمد ﷺ کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرما اور اسے مقام محمود سے سرفراز فرما جس کا تو نے وعدہ کیا ہے“ تو اس کے لئے میری سفارش ثابت ہوگی۔ (صحیح بخاری کتاب التفسیر باب ۱۰، صحیح ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ باب ۳۸، صحیح ترمذی کتاب الصلوٰۃ باب ۱۵۷)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے قیامت کے دن میں آدم کی اولاد کا سردار ہوں گا اس پر مجھے فخر نہیں ہے اور میرے ہاتھ میں حمد وتوصیف کا جھنڈا ہوگا اس پر مجھے ہرگز فخر نہیں ہے اور اس دن آدم علیہ السلام اور اس کے علاوہ سبھی پیغمبر میرے جھنڈے تلے ہوں گے۔ (مسند احمد ۱/۲۹۵، صحیح ترمذی کتاب المناقب باب ۳، صحیح ابن ماجہ کتاب الزہد باب ۳۷)

فائدہ علمیہ: اللہ کی زمین پر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ علماء کرام کا ایک خاص مقام ہے اس لئے کہ انبیاء علیہم السلام کے اصل وارث علماء کرام ہیں بالخصوص آئمہ کرام ہیں جن کے دل انوار توحید وسنت سے روشن رہے زندگی بھر ان کی کوشش رہی کہ وہ نمازوں کے اوقات میں خود کو نمازوں کی ادائیگی کے لئے نہایت حزم واحتیاط اور اشتیاق کے ساتھ بارگاہ الٰہی میں عجز وابتہال کی چادر اوڑھ کر مسکنت وفقر اور تضرع کی کیفیت میں اللہ کی ذات کی جانب متوجہ ہوئے تو ان کے دل انوار الٰہیہ سے روشن ہو گئے اللہ پاک ان اوصاف کے بندوں کے اعمال کو شرف قبولیت سے نوازتا ہے ان کی دعاؤں کو قبول فرماتا ہے اس کیفیت میں ان کے دلوں میں جو سرور اور لذت انہیں حاصل ہوتی ہے تو وہ اس پر اپنے مقام ومرتبہ پر پھولے نہیں سماتے ہیں جب کہ نہ صرف یہ کہ لوگ ان کی تعریف میں رطب اللسان ہوتے ہیں بلکہ اللہ پاک اور اس کے فرشتے بھی ان کے بارے میں اپنی خوشی اور رضا کا اعتراف کرتے ہیں، اس کے بعد شفاعت کا مقام ہے یہ مقام حفاظ کرام علماء کرام کو عطا کیا جائے گا ان کی شفاعت سے جس قدر اللہ پاک چاہے گا خطا کار انسانوں کو معاف فرمائے گا اور کچھ کے درجات بلند کرے گا۔

وَقُلۡ رَّبِّ اَدۡخِلۡنِیۡ مُدۡخَلَ صِدۡقٍ: مجھے پسندیدہ مقام میں داخل فرمائیں جیسا کہ مجھے ہجرت کے بعد مدینہ میں داخل فرمایا پھر مجھے مکہ مکرمہ میں فاتحانہ انداز میں داخل فرمایا اور موت کے وقت مجھے قبر میں داخل فرمانا پھر مجھے قبر سے عزت ووقار کے ساتھ اٹھانا اور حشر کے میدان میں لے جانا اور مجھے دلائل اور حکومت کے ساتھ تسلط عطا فرمانا اور وہ لوگ جو میری باتوں پر کان دھریں انہیں غلبہ عطا فرمانا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا کو شرف قبولیت سے نوازا اور خوشخبری سے نوازا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو لوگوں سے تحفظ عطا کرے گا، اب آپ مشرکین کو دھمکی دیتے ہوئے آگاہ کریں کہ اب حق وصداقت کو غلبہ حاصل ہو گیا ہے جس میں کچھ شک وشبہ نہیں ہے اور کسی بھی فرد میں اس کے مقابلہ کرنے کی جرأت نہیں ہے اور باطل دم دبا کر بھاگ گیا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ حق کے مقابلہ میں باطل کو ثبات نہیں ہے ارشاد ربانی ہے ﴿بَلۡ نَقۡذِفُ بِالۡحَقِّ عَلَی الۡبَاطِلِ فَیَدۡمَغُهٗ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ ؕ وَلَكُمُ الۡوَیۡلُ مِمَّا تَصِفُوۡنَ﴾ (انبیاء:۱۸) ''[نہیں] بلکہ ہم سچ کو جھوٹ پر پھینک دیتے ہیں تو وہ اس کا سر توڑ دیتا ہے اور جھوٹ اسی وقت نابود ہو جاتا ہے اور جو باتیں تم بناتے ہو ان سے تمہاری ہی تباہی ہے'' عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں فتح مکہ کے دن نبی ﷺ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے اس دوران بیت اللہ کے گرد تین سو ساٹھ بت تھے آپ کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی آپ بتوں کو چھڑی لگاتے ہوئے کہہ رہے تھے ﴿وَقُلۡ جَآءَ الۡحَقُّ وَزَهَقَ الۡبَاطِلُ ؕ اِنَّ الۡبَاطِلَ كَانَ زَهُوۡقًا﴾ مقصود یہ ہے کہ غلبہ حاصل ہو چکا ہے اور باطل سے کچھ بھی فائدہ ممکن نہیں۔ (صحیح بخاری کتاب المظالم باب ۳۲، صحیح مسلم کتاب الجہاد باب ۳۲، صحیح ترمذی کتاب التفسیر باب ۱۷)

وَنُنَزِّلُ مِنَ الۡقُرۡاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحۡمَةٌ لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ: اے پیغمبر! ہم آپ پر ایسا قرآن پاک نازل کر رہے ہیں جس کے باعث جہالت اور گمراہی سے شفا حاصل ہوتی ہے سخت مزاجی اور منافقت کا ازالہ ہوتا ہے الحاد بے راہروی کا خاتمہ ہوتا ہے دوسری جانب سے ایمان والوں کے لئے باعث رحمت ہے کہ قرآن پاک کے مطالعہ سے فرائض سے آگاہی ہوتی ہے حلال، حرام میں امتیاز رونما

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتا ہے، حدیث پاک میں ہے جو شخص قرآن پاک سے شفا حاصل نہیں کرتا ہے اللہ اس کو شفاء عطا نہیں کرتا ہے۔

وَلَا یَزِیۡدُ الظّٰلِمِیۡنَ اِلَّا خَسَارًا: ظالموں کی کیفیت یہ ہے کہ جب وہ قرآن پاک کی آیت سنتے ہیں وہ ایمان سے دور ہوتے ہیں اور کفر میں زیادہ ہوتے ہیں اس لئے کہ ان کے دل مہر زدہ ہیں وہ سمجھتے ہی نہیں ہیں، ذہن نشین کریں کہ قرآن پاک اگر ایک لحاظ سے دلوں کو بیماریوں سے شفا عطا کرتا ہے تو دوسری جانب ظاہری امراض سے بھی قرآن پاک پڑھنے سے شفا حاصل ہوتی ہے جیسا کہ بچھو نے ایک شخص کو ڈس لیا تو ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ صحابی نے اس پر سات بار سورۃ فاتحہ تلاوت کی تو وہ تندرست ہو گیا انہوں نے اسے تیس بکریاں عطا کیں نبی ﷺ نے انہیں اجازت دی کہ آپ بھی کھائیں اور ہمیں بھی کھلائیں۔

(صحیح بخاری کتاب الطب باب ۳۳، صحیح مسلم کتاب السلام باب ۲۳، صحیح ابی ماجہ کتاب التجارۃ باب ۷)

وَاِذَآ اَنۡعَمۡنَا عَلَی الۡاِنۡسَانِ: جب ہم کسی انسان پر انعامات کرتے ہیں اسے مال ومتاع سے نوازتے ہیں صحت وعافیت عطا کرتے ہیں تو وہ ہماری اطاعت اور عبادت سے روگردانی کرتا ہے اور پہلوتہی کرتا ہے اور جب اسے مصائب کا سامنا ہوتا ہے تو وہ ناامید ہو جاتا ہے کہ اب مستقبل میں اسے ہرگز خیر وبرکت سے ہم کنار ہونا نہیں ہے ان دونوں کیفیتوں کے ذکر کرنے کے بعد اس بیان کو اس نقطہ پر ختم کیا کہ ہر شخص اپنے طریق پر رواں دواں رہتا ہے شکریہ ادا کرنے والا اور ناشکری اختیار کرنے والا اور اس کی جبلت میں اس کے بارے میں جو فیصلہ ہو چکا ہے اس سے سرمو انحراف نہیں کرتا ہے، حقیقت یہ ہے کہ تمہارے پروردگار کا علم تو سب سے اونچا ہے کہ تم میں کون شخص صراط مستقیم پر گامزن ہے حق وصداقت کا پیروکار ہے کذب بیانی سے اسے کچھ واسطہ نہیں تو اللہ تعالیٰ اس کو پورا پورا بدلہ عطا کرے گا اور جو شخص صراط مستقیم سے منحرف ہے اللہ تعالیٰ اس کو اس سزا سے ہم کنار کرے گا جس کا وہ مستحق ہوگا، ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ہر چیز کا صحیح علم ہے اللہ کے علاوہ لوگوں کا علم تو ان کے تجربات کے ساتھ ہے بہر حال آیت مبارکہ میں مشرکین کو سخت قسم کی تہدید کے ساتھ ڈرایا گیا ہے۔ (المراغی ۳۴۹/۵)

بلاغت کی مثال: ارشاد ربانی ﴿وَاِذَآ اَنۡعَمۡنَا عَلَی الۡاِنۡسَانِ﴾ میں چونکہ خیر کو مستلزم ہے اس لئے اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی جانب ہے اور وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ میں شر کی نسبت اللہ کی جانب نہیں ہو سکتی اسلئے ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے ترکیب نحوی کو بدل دیا گیا ہے۔

وَیَسۡـَٔلُوۡنَکَ عَنِ الرُّوۡحِ ؕ قُلِ الرُّوۡحُ مِنۡ اَمۡرِ رَبِّیۡ وَمَاۤ اُوۡتِیۡتُمۡ مِّنَ الۡعِلۡمِ اِلَّا قَلِیۡلًا ﴿۸۵﴾

ترجمہ: اور آپ سے روح کے بارے میں دریافت کرتے ہیں آپ کہیں! روح میرے پروردگار کا حکم ہے اور تمہیں علم نہیں دیا گیا ہے مگر تھوڑا (۸۵)

لغوی تحقیق: اَلرُّوۡحِ کا مفہوم وہ چیز جس کے ساتھ جسم کو زندگی میسر آتی ہے روح سے مقصود قرآن پاک بھی ہے ارشاد ربانی ہے ﴿وَکَذٰلِکَ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلَیۡکَ رُوۡحًا مِّنۡ اَمۡرِنَا﴾ (الشوریٰ:۵۲) ''اور اسی طرح ہم نے اپنے حکم سے تمہاری طرف روح القدس کے ذریعے سے (قرآن) بھیجا ہے'' نیز ارشاد ربانی ہے ﴿یُنَزِّلُ الۡمَلٰٓئِکَةَ بِالرُّوۡحِ مِنۡ اَمۡرِهٖ عَلٰی مَنۡ یَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِهٖۤ﴾ (النحل:۲) ''وہی فرشتوں کو پیغام دے کر اپنے حکم سے اپنے بندوں میں سے جس کے پاس چاہتا ہے بھیجتا ہے'' روح سے مقصود جبریل علیہ السلام ہیں، ارشاد ربانی ہے ﴿نَزَلَ بِهِ الرُّوۡحُ الۡاَمِیۡنُ۝ عَلٰی قَلۡبِکَ﴾ (الشعراء:۱۹۳) ''اس کو امانت دار فرشتہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لے کر اترا ہے (یعنی اس نے) تمہارے دل پر (القاء) کیا ہے" نیز ارشاد ربانی ہے ﴿فَاَرْسَلْنَا اِلَیْهَا رُوْحَنَا﴾ (مریم:۱۷) "(اس وقت) ہم نے ان کی طرف اپنا فرشتہ بھیجا" نیز روح سے مقصود وہ روح ہے جس کے سبب انسان زندہ رہتا ہے چنانچہ جمہور محدثین کا یہی قول ہے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سورۂ اخلاص کی تفسیر میں انسان کی روح کے بارے میں جو موت کے ساتھ انسان سے جدا ہو جاتی ہے اس لحاظ سے روح عرض نہیں ہے بلکہ قائم بالذات ہے اور نہ بدن کا جزو ہے بلکہ جوہر ہے جبکہ اکثر متکلمین روح کو عرض قرار دیتے ہیں ابن فورک کا قول ہے روح اعضاء میں جاری ساری رہتی ہے اجسام کی زندگی ارواح کیساتھ ہے جب ارواح نکل جاتے ہیں تو موت طاری ہو جاتی ہے صحابہ کرام تابعین و دیگر آئمہ سلف کا یہی نقطۂ نظر ہے کہ روحوں کو عذاب ہوتا ہے یا اس پر انعامات کی بارش ہوتی ہے۔ (تفسیر قاسمی ۵۰۵/۲)

شانِ نزول: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ یہودیوں کی ایک جماعت کے قریب سے گزرے تو ان میں کسی ایک شخص نے کہا اس پیغمبر سے روح کے بارے میں استفسار کریں جب کہ دوسرے شخص نے کہا اس سے یہ سوال نہ کرو تمہیں ایسی باتیں سننی پڑیں گی جن کو تم ناپسند جانو گے لیکن وہ آپ کی جانب کھڑے ہوئے اور انہوں نے آپ کو مخاطب کیا کہ اے ابوالقاسم! آپ ہمیں روح کے بارے میں بتائیں، آپ لحہ بھر کھڑے رہے اس دوران آپ کی جانب آیت نازل ہوئی ﴿وَیَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ وَمَا اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا﴾

روح کی حقیقت کے بارے میں امام رازیؒ اور علامہ ابن قیمؒ نے کتاب الروح میں ذکر کیا ہے کہ روح ایک نورانی جسم ہے اس میں زندگی ہے متحرک ہے اس کا تعلق عالم علوی سے ہے روح اپنی طبیعت کے لحاظ سے جسم کے مخالف ہے جسم میں روح اس طرح سرایت کر چکی ہے جیسے گلاب کے پھول میں پانی اور زیتون میں تیل اور کوئلہ میں آگ موجود ہوتی ہے روح میں تغیر و تبدل، تفرق اور تمزق نہیں ہوتا اس سے جسم میں زندگی کارفرما رہتی ہے جب تک کہ جسم میں روح کے فیضان کی صلاحیت قبول کرنے کی استعداد موجود رہے اور کوئی ایسی رکاوٹ نہ ہو جو فیضان کو روکے جب فیضان رک جاتا ہے تو موت طاری ہو جاتی ہے، امام غزالیؒ اور علامہ راغب اصفہانی کا قول ہے کہ روح جسم نہیں ہے البتہ بدن کے ساتھ روح کا تعلق تدبیر اور تصرف کا ہے لیکن ان وضاحتوں کے باوجود حقیقت یہ ہے کہ روح کی حقیقت کو پانا اور اس کا علم حاصل ہونا مشکل ہے اسی لئے فرمایا کہ ﴿وَمَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا﴾ تمہیں بہت کم علم دیا گیا، ظاہر ہے کہ ہمارے علوم اور نظریات کے حصول کا راستہ حواس خمسہ ہیں اور جس شخص کے حواس مفقود ہیں وہ علم سے بالکل بے بہرہ ہے، خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں بہت کم علم عطا کیا ہے اور تمہارا سوال جو روح کے بارے میں تم نے کیا ہے اس کا علم ہمیں نہیں ہے اس کا علم تو صرف اللہ کے پاس ہے اللہ تعالیٰ نے اس علم سے ہرگز کسی کو مطلع نہیں کیا ہے۔ (المراغی ۱۵/ ۳۵۱)

وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِیْٓ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَکَ بِهٖ عَلَیْنَا وَکِیْلًا ﴿۸۶﴾ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّکَ ؕ اِنَّ فَضْلَهٗ کَانَ عَلَیْکَ کَبِیْرًا ﴿۸۷﴾ قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓی اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ کَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا ﴿۸۸﴾ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ کُلِّ مَثَلٍ فَاَبٰٓی اَکْثَرُ النَّاسِ اِلَّا کُفُوْرًا ﴿۸۹﴾

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: اور اگر ہم چاہیں تو لے جائیں اس چیز کو جس کی ہم نے آپ کی جانب وحی کی ہے پھر تو اپنے لئے اس کے بارے میں ہم پر کسی ایسے شخص کو نہیں پائے گا جو کام صحیح کرے (٨٦) البتہ تیرے پروردگار کی جانب سے رحمت کے سبب باقی رہے گا بلاشبہ اللہ کا فضل تجھ پر بڑا ہے (٨٧) آپ کہیں اگر انسان اور جن اس پر اکٹھے ہو جائیں کہ وہ اس قرآن کا مثل لائیں تو اس کا مثل نہیں لاسکیں گے اگرچہ انکے بعض بعض کے مددگار کیوں نہ ہوں (٨٨) بلاشبہ ہم نے اس قرآن میں کئی انداز سے ہر قسم کے واقعات کو بیان کر دیا ہے لیکن اکثر لوگوں نے انکار کیا مگر ناشکری کا (٨٩)

تشریح: اگر ہم ارادہ کریں کہ قرآن پاک جو اللہ پاک کا خاص احسان ہے اس کے وصف رحمان کے باعث اسے اتارا گیا اسے آپ ﷺ کے سینہ سے محو کر دیں، ظاہر ہے کہ ہمیں اس پر قدرت حاصل ہے اس کے بعد آپ ﷺ کسی ایسی شخصیت کو ہرگز نہیں پائیں گے جو ہماری منشا کے خلاف اسے آپ کے قلب اطہر پر دوبارہ لوٹائے اور آپ کے قلب اطہر سے ڈھل جانے کے بعد پھر آپ کے دل پر منقش ہو جائے لیکن آپ کے پروردگار کے وصف رحمت کا یہ نتیجہ ہے کہ ہم نے اسے نہ صرف آپکے قلب اطہر میں محفوظ کر دیا ہے بلکہ آپکے رفقاء کرام کے دلوں میں بھی اسے محفوظ کر دیا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ اللہ پاک کا فضل وکرم آپ پر بہت ہے نہ صرف یہ کہ تجھ پر قرآن پاک کو نازل کیا بلکہ آپ کو مقام محمود کی نعمت سے بھی مالا مال کیا جس کا تذکرہ پہلے گزر چکا ہے اس پر مفصل بحث گزر گئی ہے، والحمد للہ علی ذالک

مزید برآں آپ کو خاتم النبیین کے منقبت سے نوازا کہ اب آپ کے بعد کوئی پیغمبر نہیں آئے گا البتہ امت محمدیہ کے علماء کرام ان تمام ذمہ داریوں کو اپنی استطاعت کے مطابق ہر دور میں پورا کرنے کی سعی بلیغ فرمائیں گے، مزید برآں آپ کو اس عظمت وبرتری کے مقام پر بھی بٹھا دیا گیا کہ آپ کو پہلے اور آخر میں آنے والے سب لوگوں پر برتری حاصل ہے، بہرحال آیت مذکورہ میں جس حقیقت کو اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے وہ صرف یہ ہے کہ قرآن پاک کے نزول کا احسان سب سے بڑا احسان ہے اور عظیم انعام ہے یہی وجہ ہے کہ سورۃ الرحمٰن میں جب انعامات الٰہیہ کا تذکرہ کیا گیا ہے تو اولاً جس انعام کو ذکر کیا گیا ہے وہ یہ کہ اللہ رحمان نے قرآن پاک کی تعلیم سے نہ صرف آپ کو بلکہ امت محمدیہ کو اس عظیم نعمت سے نوازا ہے اسکے مقابلہ میں دیگر سب انعامات کم ہیں۔

قُلۡ لَّئِنِ اجۡتَمَعَتِ الۡاِنۡسُ وَالۡجِنُّ: اگر انسانوں اور جنوں سے فصاحت وبلاغت کے ساتھ موصوف لوگ اس پر مجتمع ہو جائیں اور ارادہ کریں کہ اس قرآن کی مثل پیش کر سکیں تو ہرگز انہیں اس کی طاقت حاصل نہ ہوگی اگرچہ سبھی عقلاء ادباء اکٹھے کیوں نہ ہو جائیں، حقیقت یہ ہے کہ قرآن پاک کا مثل لانا کسی شخص کی طاقت میں نہیں ہے۔

وَلَقَدۡ صَرَّفۡنَا لِلنَّاسِ فِیۡ هٰذَا الۡقُرۡاٰنِ: ہم نے اس قرآن میں دلائل واضحہ کو بیان کر دیا ہے اور حق وصداقت کو واضح کر دیا ہے ترغیب، ترہیب دونوں پہلوؤں کو اجاگر کیا ہے لیکن باوجود دلائل کے واضح ہونے کے لوگوں کی اکثریت نے حق وصداقت کا انکار کیا اور اللہ اور اس کے پیغمبر کی تکذیب ہی کی۔

وَقَالُوۡا لَنۡ نُّؤۡمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفۡجُرَ لَنَا مِنَ الۡاَرۡضِ يَنۡۢبُوۡعًا ﴿٩٠﴾ اَوۡ تَكُوۡنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنۡ نَّخِيۡلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الۡاَنۡهٰرَ خِلٰلَهَا تَفۡجِيۡرًا ﴿٩١﴾ اَوۡ تُسۡقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمۡتَ عَلَيۡنَا كِسَفًا اَوۡ تَاۡتِىَ بِاللّٰهِ وَالۡمَلٰٓئِكَةِ قَبِيۡلًا ﴿٩٢﴾ اَوۡ يَكُوۡنَ لَكَ بَيۡتٌ مِّنۡ زُخۡرُفٍ اَوۡ تَرۡقٰى فِى

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

السَّمَآءِ ط وَلَنۡ نُّؤۡمِنَ لِرُقِیِّکَ حَتّٰی تُنَزِّلَ عَلَیۡنَا کِتٰبًا نَّقۡرَؤُهٗ ط قُلۡ سُبۡحَانَ رَبِّیۡ هَلۡ کُنۡتُ
اِلَّا بَشَرًا رَّسُوۡلًا ﴿۹۳﴾ ع وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنۡ یُّؤۡمِنُوۡۤا اِذۡ جَآءَهُمُ الۡهُدٰۤی اِلَّاۤ اَنۡ قَالُوۡۤا اَبَعَثَ
اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوۡلًا ﴿۹۴﴾ قُلۡ لَّوۡ کَانَ فِی الۡاَرۡضِ مَلٰٓئِکَةٌ یَّمۡشُوۡنَ مُطۡمَئِنِّیۡنَ لَنَزَّلۡنَا عَلَیۡهِمۡ مِّنَ
السَّمَآءِ مَلَکًا رَّسُوۡلًا ﴿۹۵﴾ قُلۡ کَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیۡدًۢا بَیۡنِیۡ وَبَیۡنَکُمۡ ط اِنَّهٗ کَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِیۡرًۢا
بَصِیۡرًا ﴿۹۶﴾ وَمَنۡ یَّهۡدِ اللّٰهُ فَهُوَ الۡمُهۡتَدِ وَمَنۡ یُّضۡلِلۡ فَلَنۡ تَجِدَ لَهُمۡ اَوۡلِیَآءَ مِنۡ دُوۡنِهٖ ط وَ
نَحۡشُرُهُمۡ یَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ عَلٰی وُجُوۡهِهِمۡ عُمۡیًا وَّبُکۡمًا وَّصُمًّا ط مَاۡوٰىهُمۡ جَهَنَّمُ ط کُلَّمَا خَبَتۡ
زِدۡنٰهُمۡ سَعِیۡرًا ﴿۹۷﴾ ذٰلِکَ جَزَآؤُهُمۡ بِاَنَّهُمۡ کَفَرُوۡا بِاٰیٰتِنَا وَقَالُوۡۤا ءَاِذَا کُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا
لَمَبۡعُوۡثُوۡنَ خَلۡقًا جَدِیۡدًا ﴿۹۸﴾ اَوَلَمۡ یَرَوۡا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِیۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ قَادِرٌ عَلٰۤی
اَنۡ یَّخۡلُقَ مِثۡلَهُمۡ وَجَعَلَ لَهُمۡ اَجَلًا لَّا رَیۡبَ فِیۡهِ ط فَاَبَی الظّٰلِمُوۡنَ اِلَّا کُفُوۡرًا ﴿۹۹﴾ قُلۡ لَّوۡ اَنۡتُمۡ
تَمۡلِکُوۡنَ خَزَآئِنَ رَحۡمَةِ رَبِّیۡۤ اِذًا لَّاَمۡسَکۡتُمۡ خَشۡیَةَ الۡاِنۡفَاقِ ط وَکَانَ الۡاِنۡسَانُ قَتُوۡرًا ﴿۱۰۰﴾ ع

ترجمہ: اور انہوں نے کہا ہم ہرگز تجھے تسلیم نہیں کریں گے یہاں تک کہ تو ہمارے لئے زمین سے چشمہ جاری کرے (۹۰) یا تیرے لئے کھجوروں اور انگوروں کا باغ ہو پس تو اس کے درمیان نہروں کو جاری کرے جاری کرنا (۹۱) یا تو آسمان کو گرائے جیسا کہ تیرا خیال ہے ہم پر ٹکڑے ٹکڑے یا تو اللہ اور فرشتوں کو آمنے سامنے لائے (۹۲) یا تیرا گھر سونے کا ہو یا تو آسمان میں چڑھتا جائے اور ہم تیرے چڑھنے پر بھی ایمان نہیں لائیں گے یہاں تک کہ تو اتارے ہم پر کتاب جس کو ہم پڑھیں، آپ کہیں! میرا پروردگار پاک ہے نہیں ہوں میں مگر انسان پیغمبر ہوں (۹۳) اور نہیں روکا ہے لوگوں کو اس سے کہ وہ ایمان لائیں جب کہ ان کے پاس ہدایت آن پہنچی ہے مگر اس بات نے کہ انہوں نے کہا کیا اللہ نے انسان کو پیغمبر بنا کر بھیجا ہے (۹۴) آپ کہیں اگر زمین پر فرشتے چلتے پھرتے ہوتے آرام کرتے ہوتے تو ہم ان پر آسمان سے فرشتے کو اتارتے (۹۵) آپ کہیں اللہ میرے اور تمہارے درمیان گواہ کافی ہے بلاشبہ وہ اپنے بندوں کو جانتا ہے دیکھتا ہے (۹۶) اور جس شخص کو اللہ ہدایت کرے تو وہی ہدایت یافتہ ہے اور جس کو گمراہ کرے تو نہیں پائے گا تو ان کیلئے اللہ کے سوا کوئی دوست اور ہم انہیں قیامت کے دن ان کے چہروں کے بل اٹھائیں گے وہ اندھے اور گونگے اور بہرے ہوں گے ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے جب دوزخ کی آگ کم ہوگی تو ہم ان پر آگ کو مشتعل کر دیں گے (۹۷) یہی ہے ان کا بدلہ اس وجہ سے کہ انہوں نے ہماری آیات کا انکار کیا اور انہوں نے کہا کیا جب ہم ہڈیاں اور بوسیدہ ہو جائیں گے کیا ہم نئی پیدائش میں اٹھائے جائیں گے (۹۸) کیا وہ دیکھتے نہیں ہیں کہ وہ اللہ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا وہ اس پر قادر ہے کہ ان کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مثل پیدا کرے اور اس نے ان کیلئے وقت معین کیا ہے جس میں کچھ شک نہیں تو ظالموں نے قبول نہ کیا مگر انکار کو (۹۹) آپ کہیں اگر تم میرے پروردگار کی بخشش کے خزانوں کے مالک ہو جاؤ اس وقت تم خرچ کے خوف سے بخل کرو گے اور انسان تو بخل کرنے والا ہے (۱۰۰)

لغوی تحقیق: یَنْبُوْعٌ چشمہ جس کا پانی خشک نہ ہونے پائے، جمع یَنَابِیْعَ ہے، اس کا مادہ (ن ب ع) ہے، کِسَفٌ ٹکڑے اس کا واحد کِسْفَةٌ ہے جیسے قِطْعَةٌ واحد ہے اس کی جمع قِطَعٌ ہے، قَبِیْلاً آمنے سامنے واضح دیکھنا اس کی جمع قُبُلٌ ہے، زُخْرُفٌ سونا معنی زینت جب کہ بہترین زینت تو سونے کے زیور کے ساتھ ہوتی ہے، خَبَتْ آگ کے شعلے کا بجھ جانا، محاورہ استعمال ہوتا ہے، اَلنَّارُ قَدْ یَخْبُو آگ کبھی بجھ جاتی ہے، اَلْجَوَادُ قَدْ یَکْبُو گھوڑا کبھی گر جاتا ہے، اَلسَّیْفُ قَدْ یَنْبُو تلوار کبھی اچٹ جاتی ہے، اَلْقَتُوْرُ سخت بخیل شخص۔

شان نزول: ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں قبیلہء قریش کے لیڈران کعبہ مکرمہ کے نزدیک اکٹھے ہوئے انہوں نے اس رائے کا اظہار کیا کہ محمد (ﷺ) کی جانب پیغام بھیجو اس سے گفتگو کرو اور اس سے معاملہ صاف کر و تا کہ اس کے بارے میں تم معذور قرار دیئے جاؤ، چنانچہ انہوں نے آپ کی جانب پیغام بھیجا کہ آپ تیار ہوں ہم آپ سے گفتگو کرنا چاہتے ہیں آپ ان کے پیغام ملنے پر جلد ہی تشریف لے آئے اس لئے کہ آپ دل و جان سے چاہتے تھے کہ یہ لوگ ہدایت کے راستہ پر چل پڑیں انہوں نے آپ کو مخاطب کرتے ہوئے گفتگو کا آغاز کیا اے محمد! (ﷺ) اللہ کی قسم! ہمیں معلوم نہیں کہ ملک عرب کے کسی شخص نے اپنی قوم کو اس قدر مصیبت میں مبتلا کیا ہو، جس قدر آپ نے اپنی قوم کو پریشان کر رکھا ہے تیری کیفیت یہ ہے کہ تو ہمارے آباؤ اجداد کو برا بھلا کہہ رہا ہے ہمارے دین کے خلاف آوازے کس رہا ہے ہمیں بے وقوف بنا رہا ہے اجتماعیت کا شیرازہ بکھر چکا ہے اگر تو چاہتا ہے کہ مال و دولت کو فراہم کرے تو ہم سب مل کر تیرے لئے مال و دولت جمع کرتے ہیں کہ تو ہم سب سے زیادہ مالدار ہو گا لیکن اگر تو شرف و منزلت کا خواہش مند ہے تو ہم تجھے مقام سیادت پر سرفراز کر دیتے ہیں اور اگر آپ کے پاس جن آتا ہے اور تجھے بیماری لاحق ہو چکی ہے تو ہم اس بیماری کے علاج میں زیادہ سے زیادہ مال خرچ کرنے کیلئے خود کو آمادہ پاتے ہیں کہ تجھے اس بیماری سے نجات حاصل ہو جائے ان کی اس گفتگو کو سن کر رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جو باتیں تم نے کہی ہیں ان میں سے کوئی بات نہیں ہے میں مال جمع کرنے کی خواہش نہیں رکھتا ہوں مجھے شرف و مرتبہ کے حصول کا کچھ لالچ نہیں ہے مجھے بادشاہت سے بھی کچھ غرض نہیں، حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہاری جانب پیغمبر کی کیفیت میں بھیجا ہے اگر تم میری بات کو تسلیم کر لو گے تو تم نہ صرف یہ کہ اخروی سعادتوں سے ہم کنار ہو جاؤ گے بلکہ دنیوی شرف و جاہ بھی تمہارا مقدر ہو گا اور اگر تم میری بات کو تسلیم نہیں کرو گے تو میں صبر کے دامن کو تھامے رکھوں گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ فرمائے اس کے بعد انہوں نے آپ کو مخاطب کرتے ہوئے آگاہ کیا کہ اگر تو ہماری بات تسلیم نہیں کرتا ہے تو پھر تجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ لوگوں میں سے کوئی شخص ہم سے زیادہ شہرت کے لحاظ سے تنگ حال نہیں ہے اور معیشت کے لحاظ سے ہم سے زیادہ کوئی پریشان نہیں ہے تو آپ اپنے پروردگار کی بارگاہ میں عرض کریں کہ ہمارے علاقہ سے پہاڑوں کے سلسلہ کو ختم کر دیا جائے اور نہریں جاری ہو جائیں تا کہ خوشحالی کا دور دورہ ہو جائے، مزید برآں ہمارے آباؤ اجداد جو فوت ہو چکے ہیں انہیں اٹھایا جائے ہم ان سے دریافت کریں گے کہ تیری باتیں درست ہیں یا نہیں، نیز اپنے خدا سے مطالبہ کیجئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ وہ تجھے رفاہیت کی زندگی سے شادکام کرتے ہوئے باغات اور خزانے عطا کرے، مزید برآں سونے چاندی کے محلات تعمیر ہو جائیں کہ تجھے ہماری ضرورت نہ رہے تو ہر لحاظ سے مستغنی ہو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

تشریح: جب قرآن پاک کا اعجاز واضح ہو گیا تو پھر قرآن پاک کو تسلیم کرنے سے انہوں نے نئے بہانے اور عذر تراشنے شروع کئے اور کھل کر کہا اے محمد! (ﷺ) ہم آپ کو سچا تسلیم نہیں کریں گے جب تک کہ مکہ کی سرزمین میں پانی کے چشمے نہ پھوٹیں اور پانی کسی وقت بھی ختم ہونے نہ پائے یا تجھے ایسا باغیچہ میسر آئے جس میں کھجوروں اور انگوروں کے باغات ہوں اور ان کے درمیان پانی کی نہریں چل رہی ہوں یا پھر آسمان کے ٹکڑے ہم پر گریں جیسا کہ تو ہمیں خوفزدہ کرتا ہے اور تو کہتا ہے کہ اللہ ہمیں عذاب میں مبتلا کرے گا اگر ہم تجھ پر ایمان نہیں لائیں گے دراصل اشارہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کی جانب ہے کہ اگر ہم چاہیں گے تو انہیں زمین میں دھنسا دیں گے یا ان پر آسمان کے ٹکڑے گرائیں گے یا اللہ اور فرشتوں کو آمنے سامنے ہم دیکھ پائیں یا آپ کا گھر سونے سے بنا ہوا ہو پتھروں سے بنا ہوا نہ ہو یا تو آسمان کی جانب ہمیں چڑھتا ہو دکھائی دے لیکن صرف آسمان کی جانب چڑھنے سے نہیں بلکہ اس کے بعد تو آسمان سے تیار شدہ کتاب پیش کرے جس کو ہم پڑھیں، اللہ پاک آپ کو پیغام دیتے ہیں کہ آپ انہیں آگاہ کریں کہ اللہ کی ذات پاک ہے اور میں معبود نہیں، اللہ نہیں میں تو اللہ کا پیغمبر ہوں اے محمد! آپ انہیں خبردار کریں اور ان کے کفر اور عناد پر تعجب کریں کہ اللہ کی ذات تو پاک ہے، کیا میں اللہ ہوں کہ تم مجھ سے یہ مطالبات کر رہے ہو؟ میں تو انسان ہوں پیغمبر ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہاری جانب معبوث فرمایا ہے تو تم انکار سے باز رہو اور دشمنی نہ کرو۔

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنۡ يُّؤۡمِنُوۡۤا اِذۡ جَآءَهُمُ الۡهُدٰٓى: وہ کونسی رکاوٹ تھی جس نے مشرکین کو ایمان لانے سے باز رکھا جب کہ معجزات بھی واضح تھے تو رکاوٹ دراصل یہ تھی کہ اللہ نے اپنی مخلوق کی جانب انسان کو پیغمبر بنا کر کیوں بھیجا ہے فرشتہ کیوں نہیں بھیجا ان کی اس بات کی تردید کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر زمین پر فرشتے آباد ہوتے اور وہ وہاں چلتے پھرتے ہوتے جیسا کہ لوگ چل رہے ہیں اور زمین کی سطح پر ان کا استقرار ہوتا تو ہم ان پر آسمان سے فرشتے کو رسول بنا کر اتارتے اور جب زمین پر آباد انسان ہیں تو پیغمبر تو ان کی طرف انسانوں سے ہی آئے گا اس لئے اللہ کی حکمت کا تقاضا یہ ہے کہ ہر قوم کی جانب ان کی جنس سے رسول بھیجتا ہے تاکہ اس سے ان کا سمجھنا آسان ہو اور آپس میں گفتگو ممکن ہو جب کہ مشرکین کی یہ منطق تو جہالت اور بے وقوفی پر مبنی ہے۔

قُلۡ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيۡدًاۢ بَيۡنِىۡ وَبَيۡنَكُمۡ: آپ اس حقیقت کو واضح کریں کہ میری سچائی پر اللہ کی گواہی کافی ہے بلاشبہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے احوال کا علم رکھتا ہے اور ان کے احوال کے مطابق انہیں بدلہ عطا کرے گا اور جس شخص کو اللہ تعالیٰ ہدایت سے سرفراز فرماتا ہے وہ شخص سعادت مند ہے رشد و ہدایت سے موصوف ہے اور جس شخص کو اس کے غلط انتخاب کے باعث حق و صداقت سے دور کر دیتا ہے اس کا کوئی مددگار نہیں ہوگا جو اسے اللہ کے عذاب سے تحفظ عطا کرے۔

وَنَحۡشُرُهُمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ عَلٰى وُجُوۡهِهِمۡ: قیامت کے دن مجرموں کو ان کے چہروں کے بل گھسیٹا جائے گا جہنم کے دربان زبانیہ فرشتے انہیں ٹانگوں سے کھینچ کر دوزخ میں گرائیں گے جیسا کہ دنیا میں اس شخص کے ساتھ ذلت و رسوائی کا یہ انداز اختیار کیا جاتا ہے جس کو مبالغہ کی حد تک ذلیل کرنا مقصود ہو اور عذاب میں بھی اسے شدید عذاب سے دوچار کرنا ہو، مزید یہ دوزخی لوگ اندھے گونگے اور بہرے ہوں گے، مقصود یہ ہے وہ حواس خمسہ سے محروم ہوں گے نہ صرف یہ کہ دیکھنے اور بولنے کی قوت سے محروم ہوں گے بلکہ سن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی نہیں سکیں گے کچھ تاخیر کے بعد اللہ تعالیٰ ان کی سماعت ان کی بینائی اور ان کے بولنے کی قوت کو انہیں واپس کر دے گا تو وہ دوزخ کا مشاہدہ کریں گے اس کے شور وشعب کو سنیں گے جو دلوں کو ہلا دینے والا ہوگا اور زبان سے ان کیفیات کا ذکر کریں گے جن کی حکایت اللہ تعالیٰ نے کی ہے، ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے جب بھی اس کے شعلے بجھنے لگیں گے تو ہم ان کو بہت زیادہ مشتعل کریں گے اس انداز کا عذاب ان کے گناہوں کی سزا ہے کہ انہوں نے اللہ کے احکام کا انکار کیا اور قیامت کے وقوع کو جھوٹ قرار دیا اللہ تعالیٰ ان کا رد کرتے ہوئے واضح کر رہے ہیں۔

انس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا اے اللہ کے پیغمبر! دوزخی لوگوں کو چہروں کے بل کیسے چلایا جائے گا آپ نے بتایا کہ جس ذات نے انہیں پاؤں کے سہارے چلایا ہے وہ اس پر قدرت رکھتا ہے کہ انہیں چہروں کے بل بھی چلا سکے گا۔
(صحیح بخاری کتاب التفسیر باب ا، صحیح مسلم کتاب المنافقین باب ۱۲، مسند احمد ۳۵۴/۲)

ذٰلِکَ جَزَآؤُھُمۡ بِاَنَّھُمۡ کَفَرُوۡا بِاٰیٰتِنَا: یہ عذاب دراصل سزا ہے کہ انہوں نے ہماری آیات کا انکار کیا اور انہوں نے قیامت کے دن اٹھائے جانے کو جھوٹ قرار دیا اور انہوں نے اس خیال کا اظہار کیا کہ تعجب ہے جب ہم بوسیدہ ہڈیاں ہو جائیں گے اور ہمارا جسم ٹوٹے پھوٹے ذرات کی شکل میں ہوگا کیا دوبارہ اٹھایا جائے گا ان کے اس خیال کی تردید کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے آگاہ کیا، کیا یہ مشرک لوگ دیکھ نہیں رہے ہیں کہ اللہ کی ذات جو عظیم ہے جلیل القدر ہے جو اس کائنات کا خالق ہے وہ قدرت رکھتا ہے کہ انسان کے جسم کے فنا ہونے کے بعد اس کو دوبارہ وجود کی شکل میں لے آئے ظاہر ہے کہ جو ذات زندگی عطا کرنے پر قدرت رکھتی ہے وہ اس کے دوبارہ لوٹانے پر بھی قادر ہے بلکہ بالاولیٰ قادر ہے ہرگز دوبارہ لوٹانے کا انکار ممکن نہیں۔

وَجَعَلَ لَھُمۡ اَجَلًا لَّا رَیۡبَ فِیۡہِ: اللہ کا ان مشرکین کی موت کیلئے وعدہ معین ہے اور ان کے اٹھائے جانے کا وعدہ بھی معین ہے ہرگز اس میں شک وشبہ نہیں ہے جبکہ کفار ظالموں نے حق کے واضح ہونے کے باوجود اس کا انکار کیا اور کفر اور گمراہی میں مزید اضافہ ہوا، اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) انہیں آگاہ کریں کہ جو مسلمانوں کے مخالف ہیں جو معجزات کا مطالبہ کر رہے ہیں اگر تم میرے پروردگار کی رحمت کے خزانوں کے مالک ہوتے جن کا اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر فیضان کیا ہے تو تم بخل سے کام لیتے اور مال خرچ کرنے سے خود کو باز رکھتے کہ کہیں وہ ختم نہ ہو جائے اور انسان تو بخل میں انتہا درجہ پر ہے کہ وہ مال خرچ کرنے سے خود کو روکے رکھتا ہے کہ انسان کا بخل میں گراف اتنا اونچا ہے کہ وہاں تک وہم کا تصور بھی نہیں ہو سکتا۔ (صفوۃ التفاسیر ۷۶/۵)

وَلَقَدۡ اٰتَیۡنَا مُوۡسٰی تِسۡعَ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ فَسۡـَٔلۡ بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ اِذۡ جَآءَھُمۡ فَقَالَ لَہٗ فِرۡعَوۡنُ اِنِّیۡ لَاَظُنُّکَ یٰمُوۡسٰی مَسۡحُوۡرًا ﴿۱۰۱﴾ قَالَ لَقَدۡ عَلِمۡتَ مَاۤ اَنۡزَلَ ھٰۤؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ بَصَآئِرَ ۚ وَاِنِّیۡ لَاَظُنُّکَ یٰفِرۡعَوۡنُ مَثۡبُوۡرًا ﴿۱۰۲﴾ فَاَرَادَ اَنۡ یَّسۡتَفِزَّھُمۡ مِّنَ الۡاَرۡضِ فَاَغۡرَقۡنٰہُ وَمَنۡ مَّعَہٗ جَمِیۡعًا ﴿۱۰۳﴾ وَّقُلۡنَا مِنۡۢ بَعۡدِہٖ لِبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ اسۡکُنُوا الۡاَرۡضَ فَاِذَا جَآءَ وَعۡدُ الۡاٰخِرَۃِ جِئۡنَا بِکُمۡ لَفِیۡفًا ﴿۱۰۴﴾ وَبِالۡحَقِّ اَنۡزَلۡنٰہُ وَبِالۡحَقِّ نَزَلَ ؕ وَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِیۡرًا ﴿۱۰۵﴾ وَقُرۡاٰنًا فَرَقۡنٰہُ لِتَقۡرَاَہٗ عَلَی النَّاسِ عَلٰی مُکۡثٍ وَّنَزَّلۡنٰہُ تَنۡزِیۡلًا ﴿۱۰۶﴾

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖۤ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖۤ اِذَا یُتْلٰی عَلَیْهِمْ یَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ
سُجَّدًا ﴿۱۰۷﴾ وَّ یَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَاۤ اِنْ کَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ﴿۱۰۸﴾ وَ یَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ
یَبْکُوْنَ وَ یَزِیْدُهُمْ خُشُوْعًا ﴿۱۰۹﴾ السجدة قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ اَیًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ
الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی ۚ وَ لَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِکَ وَ لَا تُخَافِتْ بِهَا وَ ابْتَغِ بَیْنَ ذٰلِکَ سَبِیْلًا ﴿۱۱۰﴾
وَ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّ لَمْ یَکُنْ لَّهٗ شَرِیْکٌ فِی الْمُلْکِ وَ لَمْ یَکُنْ لَّهٗ
وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَ کَبِّرْهُ تَکْبِیْرًا ﴿۱۱۱﴾ ع

ترجمہ: بلاشبہ ہم نے موسیٰ کو نو واضح نشانیاں عطا کیں پس آپ بنی اسرائیل سے دریافت کریں جب وہ ان کے ہاں آیا تو فرعون نے اسے کہا اے موسیٰ! میں تیرے بارے میں خیال کرتا ہوں کہ تجھ پر جادو کیا گیا ہے (۱۰۱) اس نے کہا بلاشبہ تو جانتا ہے کہ ان نشانیوں کو نہیں اتارا ہے مگر آسمانوں اور زمین کے پروردگار کے دلائل ہیں اور اے فرعون! بلاشبہ میں تیرے بارے میں خیال کرتا ہوں کہ تو ہلاک ہوگا (۱۰۲) تو اس نے چاہا کہ بنی اسرائیل کو اس زمین سے نکال دے تو ہم نے فرعون اور اس کے ساتھیوں سب کو اکٹھے ہی غرق کر دیا (۱۰۳) اور اس کے بعد ہم نے بنی اسرائیل کو کہا کہ تم اسی زمین میں آباد رہو تو جب آخرت کا وعدہ آئیگا تو ہم تمہیں اکٹھے لے جائیں گے (۱۰۴) اور سچائی کیساتھ ہم نے قرآن پاک کو اتارا اور حق وصداقت کے ساتھ ہی وہ نازل ہوا اور ہم نے آپ کو نہیں بھیجا ہے مگر خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا (۱۰۵) اور قرآن کو ہم نے قسط وار اتارا ہے تاکہ آپ لوگوں پر ٹھہر ٹھہر کر اور مختلف اوقات میں اس کی تلاوت کریں اور ہم نے اس کو بھیجا ہے بھیجنا (۱۰۶) آپ کہیں کہ اس پر ایمان لاؤ یا نہ لاؤ حقیقت یہ ہے کہ جن لوگوں کو اس سے پہلے علم عطا کیا جا چکا ہے جب ان پر اس کی تلاوت ہوتی ہے تو وہ چہرے کے بل سجدہ کرتے ہوئے گر پڑتے ہیں (۱۰۷) اور وہ کہتے ہیں ہمارا پروردگار پاک ہے بلاشبہ ہمارے پروردگار کا وعدہ کیا ہوا ہے (۱۰۸) اور وہ اپنے چہروں کے بل گر پڑتے ہیں رو رہے ہوتے ہیں اور قرآن پاک ان میں عجز و نیاز کو زیادہ کرتا ہے (۱۰۹) آپ کہیں تم اللہ کو پکارو یا رحمٰن کو پکارو جس نام کیساتھ تم پکارو گے بہتر ہے اس لئے کہ اس کے اچھے اچھے نام ہیں اور آپ اپنی عبادت کو اونچا کر کے ہی نہ پڑھیں اور نہ پست آواز سے ہی پڑھیں ان دونوں کے درمیان راستہ تلاش کریں (۱۱۰) اور آپ کہیں سب تعریف اللہ کیلئے ہے جس کی اولاد نہیں اور بادشاہت میں اس کا کوئی شریک نہیں اور کسی کمزوری کے باعث اس کا کوئی ولی نہیں ہے اور اس کی بڑھائی کر و بڑھائی کرنا (۱۱۱)

لغوی تحقیق: ثُبُوْرًا موت، مادہ (ث ب ر) ہے، ابن فارس نے ثبر کے تین معانی بتائے ہیں، نرمی، ہلاکت، مواظبت، چنانچہ نرم زمین کو ثَبْرَةٌ کہا جاتا ہے، ثَابَرَ عَلَی الْاَمْرِ مداومت کرنا، قرآن حکیم میں یہ لفظ ہلاکت وموت کے معنی میں استعمال ہوا ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موسیٰ علیہ السلام کی جانب سے اس وقت فرعون کو یہ کہنا کہ تم ہلاکت کی زد میں ہو جبکہ سرزمین مصر میں اس کا غلغلہ بپا تھا نہ صرف حیرت انگیز پیشین گوئی کی حیثیت رکھتا ہے بلکہ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء کا جذبہء حق گوئی کتنا بیباک ہوتا ہے جو نہ مصلحت کوشی اختیار کرتا ہے اور نہ ظالم کے شیوۂ ظلم وعتاب ہی کو خاطر میں لاتا ہے علی رضی اللہ عنہ نے مَثْبُوْرًا کے معنی کم عقل کے کئے ہیں۔

(لسان القرآن ص ۲۸۳)

بلاغت: جس آیت میں موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کو مخاطب کرتے ہوئے کہا ﴿وَاِنِّیْ لَاَظُنُّکَ یٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا﴾ اے فرعون میں تیرے بارے میں خیال کرتا ہوں کہ تو ہلاک ہوگا، اس کے مقابلہ میں فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کو مخاطب کرتے ہوئے کہا ﴿اِنِّیْ لَاَظُنُّکَ یٰمُوْسٰی مَسْحُوْرًا﴾ اور میں تیرے بارے میں خیال کرتا ہوں کہ تجھ پر جادو کیا گیا ہے۔

(صفوۃ التفاسیر القسم السابع ص ۷۷)

تناسب: قبل ازیں بیان کیا جاچکا ہے کہ انہوں نے موسیٰ علیہ السلام سے کن معجزات کا مطالبہ کیا تو ان پر اس حقیقت کو واضح کیا کہ اللہ کے پیغمبر اللہ پاک سے معجزات کا مطالبہ نہیں کرتے ہیں اب اس حقیقت کو بیان کیا جارہا ہے کہ موسیٰ پر ان معجزات کو نازل کیا گیا جن کا تم نے مطالبہ کیا لیکن فرعون نے انکار کیا صحیح راستہ اختیار نہ کیا، تو اللہ پاک نے انہیں اپنی گرفت میں لے لیا تمہیں ان مطالبات سے کچھ فائدہ نہیں ہوسکتا البتہ اگر تم ایمان نہ لائے تو تمہیں فرعون کی طرح تباہ وبرباد کردیا جائے گا مقصود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صبر دلانا ہے۔

تشریح: بلاشبہ ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو نو علامات عطا کیں جو ان کی نبوت پر واضح طور پر دلالت کررہی تھیں، پہلی علامت لاٹھی تھی، جو سانپ کی شکل اختیار کرلیتی تھی، دوسری علامت ان کی ہتھیلی جو دیکھنے والوں کو روشن نظر آتی تھی، تیسری علامت پانی کا طوفان یعنی سیلاب، چوتھی علامت مکڑی کی کثرت جو کھانے کے برتن میں اور بستر پر دکھائی دیتی تھی، پانچویں علامت جوئیں، چھٹی علامت مینڈک، ساتویں علامت خون، آٹھویں علامت دریا کے پانی کا پھٹ جانا، نویں علامت قحط سالی ہے ان میں سے پانچ کا تذکرہ سورۃ الاعراف میں ہے علاوہ ازیں متفرق طور پر موجود ہیں۔

فَسْئَلْ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اِذْ جَآءَهُمْ: اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ بنی اسرائیل سے دریافت کریں کہ موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کے درمیان کیا گفتگو ہوئی انہیں تورات کتاب کی معلومات کے باعث اس کا علم ہے، امام رازیؒ فرماتے ہیں بنی اسرائیل سے دریافت کرنے سے مقصود ان سے علمی استفادہ نہیں ہے بلکہ مقصود یہ ہے کہ یہودیوں کے نہ صرف علماء بلکہ عوام کو بھی اس چیز کی صداقت سے ہمکنار کرنا ہے جس کا تذکرہ اللہ کے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے ہیں گویا کہ یہ سوال بطور استشہاد کے ہے یعنی مقصود ان کی گواہی کو حاصل کرنا ہے تو فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے موسیٰ تجھ پر جادو کیا گیا ہے اور آپ کی عقل جاتی رہی گویا کہ تو مخبوط الحواس ہوگیا ہے تو موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کو مخاطب کرتے ہوئے آگاہ کیا اے فرعون! تجھے یقین ہے کہ ان نو علامات کو آسمانوں اور زمین کے پروردگار نے اتارا ہے جو میری صداقت پر گواہ ہیں آپ لوگوں کو اللہ کی قدرت اور عظمت سے روشناس کرائیں جب کہ تو ضدی شخص ہے اور دشمنی سے بھرا ہوا ہے اور اے فرعون! تیرے بارے میں میرا خیال ہے بلکہ اعتقاد ہے کہ تو تباہ وبرباد ہوجائے گا اور نقصان سے ہمکنار ہوگا اس پر فرعون نے ارادہ کیا کہ موسیٰ علیہ السلام اور اس کی قوم کو سرزمین مصر سے جلاوطن کردے لیکن ہم نے فرعون اور اس کے سب لشکر کو سمندر میں غرق کردیا اور ہم نے اس کی تباہی وبربادی کے بعد بنی اسرائیل کو حکم دیا کہ تم مصر کی زمین میں سکونت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اختیار کرو جب قیامت کا دن آئے گا تو ہم تم کو تمہاری قبروں سے میدان حشر میں لے جائیں گے تم میں ایمان دار بھی ہوں گے اور کفار بھی نیکوکار بھی ہوں گے اور فاجر و فاسق قسم کے لوگ بھی ہوں گے پھر ہم تمہارے درمیان فیصلہ کریں گے اور سعادت مند لوگوں کو بدنصیب لوگوں سے الگ کر دیں گے اس کے بعد کلام کا اسلوب قرآن پاک کی عظمت شان کی جانب تبدیل ہو گیا ہے تو اللہ پاک نے فرمایا کہ ہم نے قرآن پاک کو صداقت کے ساتھ اتارا ہے اس میں ہرگز شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے، قرآن پاک تو حکمتوں، وعظ ونصیحت اور تمثیلات سے بھرا پڑا ہے اسی طرح اللہ پاک کی جانب سے اس کا نزول ہوا ہے۔

اور اے محمد! (ﷺ) ہم نے آپ کو نہیں بھیجا ہے مگر آپ جنت کی بشارت دینے والے ہیں ان لوگوں کو جو اطاعت گزار ہیں اور دوزخ سے ان لوگوں کو ڈرانے والے ہیں جو نافرمانی کرتے ہیں اور ہم نے قرآن پاک کو قسط وار نازل کیا ہے تاکہ آپ آرام کے ساتھ لوگوں پر اس کی قرأت کریں اور تاکہ اس کا حفظ کرنا آسان ہو اور اس میں مستور باریکیوں پر اطلاع ہو سکے اور ہم نے حالات اور مصلحتوں کے تقاضوں کے مطابق تھوڑا تھوڑا کر کے اتارا ہے آپ مشرکین کو سخت لہجہ میں مخاطب کر کے کہیں جو معجزات کا مطالبہ کر رہے ہیں کہ تم قرآن پاک پر ایمان لاؤ یا نہ لاؤ ظاہر ہے اور یہ حقیقت ہے کہ تمہارا اس پر ایمان لانا اس میں کمالیت کو اجاگر کرے گا اور تمہارا جھٹلانا اس میں کمی کو نہیں لائے گا، بلاشبہ وہ علماء جو اہل کتاب سے صالحیت کے ساتھ موصوف ہیں جب وہ قرآن مجید کی تلاوت کو سنیں گے تو اللہ پروردگار عالم کے سامنے سجدہ ریز ہو جائیں گے، ذہن نشین کریں اگر تم اس پر ایمان نہیں لاؤ گے تو کچھ مضائقہ نہیں اس پر وہ لوگ ایمان لائے جو تم سے بہتر اور علم میں فائق تھے اور انہوں نے برملا کہا اللہ کی ذات وعدہ کی خلاف ورزی سے پاک ہے یقیناً اس کا وعدہ وجود میں آ کر رہے گا اور وہ ٹھوڑیوں کے بل سجدہ کی حالت میں گر پڑتے ہیں رو رہے ہوتے ہیں جب قرآن کے الفاظ کی آواز ان کے کانوں میں پہنچتی ہے اس کیفیت میں ان کی تواضع میں بھی مزید اضافہ ہوتا ہے۔

قُلِ ادۡعُوا اللّٰهَ اَوِ ادۡعُوا الرَّحۡمٰنَ: تم اپنے رب جلیل کو اللہ کے نام یا رحمٰن کے نام کے ساتھ پکارو جس نام کے ساتھ بھی پکارو اس لئے کہ اس کے تمام نام اچھے ہیں، مفسرین نے اس کا سبب بیان کیا ہے جب کفار نے نبی اکرم ﷺ کی زبان سے سنا کہ آپ یا اللہ، یا رحمٰن کے ساتھ پکارتے ہیں تو انہوں نے کہا کہ محمد تو ہمیں ایک خدا کے پکارنے کا حکم دیتا ہے اور خود دو خداؤں کو پکارتا ہے تو آیت مبارکہ نازل ہوئی کہ یہ دونوں ایک شخصیت کے نام ہیں۔

وَلَا تَجۡهَرۡ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتۡ بِهَا: اے محمد! (ﷺ) آپ نماز میں اونچی آواز سے قرأت نہ کریں مشرک لوگ سن کر قرآن کو گالیاں دیتے ہیں اور اتنی پوشیدہ آواز میں بھی نہ کریں کہ آپ کے جو پیچھے ہیں وہ سن نہ سکیں بلکہ آپ درمیانی کیفیت اپنائیں، ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ جب بلند آواز کے ساتھ قرآن کی تلاوت کرتے تھے تو مشرکین سن کر قرآن اور اتارنے والے کو گالیاں نکالتے تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

(صحیح بخاری کتاب التفسیر باب ۱۴، صحیح ترمذی کتاب التفسیر سورۃ بنی اسرائیل، مسند احمد ۱/۲۱۵-۲۳-۵۵)

وَ قُلِ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِیۡ لَمۡ یَتَّخِذۡ وَلَدًا: سب تعریف اللہ کی ذات کے لئے ہے جو اولاد سے پاک ہے اور اس کی الوہیت میں اس کا کوئی شریک نہیں اور وہ ذات ذلیل نہیں کہ اسے کسی مددگار کی ضرورت ہو اور اللہ کی عظمت کو مکمل طور پر بیان کریں اور اس کی وحدانیت کو اجاگر کریں وہ ذات عظمت، جلال اور کمال کے ساتھ موصوف ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَ کَبِّرْهُ تَکْبِیْرًا: اللہ کی کبریائی،عظمت کو اس طرح ثابت کریں کہ اللہ کی ذات ہر چیز سے بڑی ہے عربی شاعر کا شعر ملاحظہ فرمائیں ؎

رَأَیْتُ اللّٰهَ اَکْبَرَ کُلِّ شَیْءٍ مُحَاوَلَةً وَاَکْثَرَ هُمْ جُنُوْدًا

اللہ کی ذات گفتگو کے لحاظ سے بھی ہر چیز سے زیادہ عظمت وکبریائی کے ساتھ موصوف ہے اور اس کے لشکروں کی تعداد سب سے زیادہ ہے، چنانچہ رسول اکرم ﷺ جب نمازوں کی ادائیگی کیلئے کھڑے ہوتے تو آپ کی زبان پر اللہ اکبر کے کلمات ہوتے تھے لیکن یہودیوں کی طرح کہ وہ عزیر کو اللہ کا بیٹا قرار دیتے تھے اور عیسائی عیسیٰ کو اللہ کا بیٹا قرار دیتے تھے اگر امت محمدیہ کے کچھ نام نہاد مسلمان اگر رسول اکرم ﷺ کو نور من نور اللہ قرار دیں تو انہیں اللہ کے اس ارشاد پر غور کرنا چاہیے۔ارشاد ربانی ہے:﴿تَکَادُ السَّمٰوٰتُ یَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا۝اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا﴾ (مریم:۹۰-۹۱)''قریب ہے کہ اس (افتراء) سے آسمان پھٹ پڑیں اور زمین شق ہوجائے اور پہاڑ پارہ پارہ ہوکر گر پڑیں کہ انہوں نے اللہ کے لئے بیٹا تجویز کیا''

ضیاء السنہ ادارہ الترجمہ والتالیف کی مطبوعات

عربی کتابیں

۱:- تحفة الاحوذی شرح جامع ترمذی ۵ مجلدات
۲:-اتمام الوفاء فی سیرة الخلفاء
۳:- عرش الرحمان
۴:- الصارم المنکی فی الرد علی السبکی
۵:-الرد علی الاتحادیین و وحدة الوجود
۶:- الاحکام فی اصول الاحکام لابن حزم

اردو کتابیں

۱:- آئینہ ابوالکلام (رحمہ اللہ) مرتب عتیق صدیقی
۲:- علماء اہل حدیث کی تفسیری خدمات مصنف ملک عبدالرشید عراقی

مولانا محمد صادق خلیل کے قلم سے

تالیف کردہ مختصر رسائل

۱:- حج کیسے کیا جائے
۲:- رمضان المبارک کے احکام وفضائل
۳:- فاتحہ خلف الامام
۴:- اثبات رفع الیدین
۵:- رکعات تراویح
۶:- اسلام میں شب برأت کا تصور

زیر طبع اردو تراجم

۱:-الترغیب والترهیب
۲:-الرد علی البکری لابن تیمیه
۳:-احوال آخر الایام
۴:-قصیدة المیمیه والنونیه لابن قیم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اٰیَاتُھَا: ۱۱۰ ۱۸ سُوْرَۃُ الْکَھْفِ مَکِّیَّۃٌ ۶۹ رُکُوْعَاتُھَا: ۱۲

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام کے ساتھ جو بخشش کرنے والا مہربان ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِہِ الْکِتٰبَ وَلَمْ یَجْعَلْ لَّہٗ عِوَجًا ۱ قَیِّمًا لِّیُنْذِرَ بَاْسًا
شَدِیْدًا مِّنْ لَّدُنْہُ وَیُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَھُمْ اَجْرًا حَسَنًا ۲
مَّاکِثِیْنَ فِیْہِ اَبَدًا ۳ وَّیُنْذِرَ الَّذِیْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰہُ وَلَدًا ۴ مَالَھُمْ بِہٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِ
ھِمْ ط کَبُرَتْ کَلِمَۃً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاھِھِمْ ط اِنْ یَّقُوْلُوْنَ اِلَّا کَذِبًا ۵ فَلَعَلَّکَ بَاخِعٌ
نَّفْسَکَ عَلٰٓی اٰثَارِھِمْ اِنْ لَّمْ یُؤْمِنُوْا بِھٰذَا الْحَدِیْثِ اَسَفًا ۶ اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَی الْاَرْضِ
زِیْنَۃً لَّھَا لِنَبْلُوَھُمْ اَیُّھُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۷ وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَیْھَا صَعِیْدًا جُرُزًا ۸

ترجمہ: تمام تعریفیں اس اللہ کی ذات کے لئے لائق ہیں کہ جس نے اپنے بندے پر کتاب کو اتارا اور اس میں کسی ٹیڑھے پن کو نہیں رکھا (۱) اس کو صحیح بنایا تا کہ وہ اس سخت سزا سے خوفزدہ کرے جو اس کی جانب سے آنے والی ہے اور تا کہ وہ ایمان والوں کو بشارت عطا کرے جو اعمال صالحہ کرتے ہیں کہ انہیں اچھی مزدوری عطا ہوگی (۲) وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے (۳) اور تا کہ وہ ان لوگوں کو خوفزدہ کرے جو کہتے ہیں اللہ نے لڑکا بنایا ہے (۴) نہ انہیں نہ ان کے باپ دادوں کو اس کے بارے میں کچھ علم نہیں وہ کلمہ کتنا بوجھل ہے جو ان کی زبانوں سے نکل رہا ہے وہ نہیں کہتے ہیں مگر جھوٹ (۵) پس گویا کہ تو اپنے نفس کو ان کے پیچھے افسوس کرتے ہوئے قتل کرنے والا ہے (۶) اور بے شک ہم نے ہر اس چیز کو جو زمین پر ہے زمین کی زینت بنایا ہے تا کہ ہم ان کی آزمائش کریں کہ ان میں سے کون عمل کے لحاظ سے زیادہ اچھا ہے (۷) اور بلاشبہ ہم ہر اس چیز کو جو زمین پر ہے معدوم کر کے چٹیل ہموار میدان بنادیں گے جس پر گھاس وغیرہ نہ ہوگا (۸)

لغوی تحقیق: بَاخِعٌ ہلاک کرنے والا ہے، مادہ (ب خ ع) ہے، غضب واندوہ کی شدت تاثر سے جان کو ہلکان کرنا یا اپنے کو ہلاک کرڈالنا، زمخشری کا کہنا ہے کہ اس لفظ کے اصل معنی یہ ہیں کہ ذبیحہ پر اس طرح چھری چلائی جائے کہ وہ گردن کو چیرتی ہوئی بخاع تک پہنچ جائے بخاع اس سفید رگ کو کہتے ہیں جو گردن سے شروع ہو کر صلب تک چلی گئی ہے اس کے بعد اس کا اطلاق ہر اس فعل پر ہونے لگا جس میں مبالغہ سے کام لیا جائے، زمخشری نے اس کا ذکر کشاف اور الفائق میں کیا ہے لیکن علامہ ابن الاثیر اس پر تعاقب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں نے ہر چند لغت طب اور تشریح کی کتابوں کو کنگھالا مگر بخاع لفظ ان معنوں میں مجھے کہیں نہیں ملا، السخع کا معنی غم سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے آپ کو ہلاک کر ڈالنا ہے اس آیت میں رنج وغم کے ترک کرنے کی ترغیب دی گئی ہے، کَبُرَتْ با پر پیش پڑھنے کی صورت میں معنی یہ ہوگا کہ وہ کتنا بڑا تعجب انگیز ہے جو کہا گیا ہے جب کہ کَبِرَ کا معنی عمر میں بڑا ہونا ہے۔ (لسان القرآن ص ۱۵۴، مفردات امام راغب ص ۸۸)

بلاغت: ﴿وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا﴾ اس آیت میں لفظ عِوَجًا موجود ہے کہ اس کتاب میں ہرگز ٹیڑھا پن نہیں ہے ظاہر ہے کہ جب ٹیڑھے پن کی نفی کی گئی ہے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ اس میں درستگی موجود ہے اس کے لانے سے مقصود تاکید ہے یا یہ وجہ بھی ممکن ہے کہ قرآن پاک تمام آسمانی کتابوں پر نگران ہے ان کی تصدیق کرتا ہے ان کے بعض احکام کو منسوخ بھی قرار دیتا ہے اور لفظ قَيِّمًا پر زبر اس وجہ سے ہے کہ یہ پوشیدہ فعل کا مفعول ہے اصل عبارت یوں ہے لٰكِنْ جَعَلَهٗ قَيِّمًا جب کہ اللہ نے اس کو درست بنایا ہے اس میں ٹیڑھا پن نہیں ہے۔ (فتح الرحمٰن ص ۲۳۷)

شانِ نزول: عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں قریش قبیلہ نے نضر بن حارث اور عقبہ بن ابی معیط کو مدینۃ الرسول میں آباد یہودی علماء کی جانب بھیجا انہوں نے ان سے کہا کہ تم ان سے محمد کے بارے میں استفسار کرو اور اس کے اوصاف کے بارے میں دریافت کرو اس لئے کہ وہ اہل کتاب ہیں اور ان کے پاس انبیاء علیہم السلام کے بارے میں جو علم ہے وہ ہمارے پاس نہیں ہے وہ دونوں وہاں سے چل پڑے مدینۃ الرسول پہنچے وہاں انہوں نے ان سے دریافت کیا کہ تم ہمیں اپنے ساتھی کے بارے میں بتاؤ جس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے تو یہودی علماء نے ان سے کہا تم اس شخص سے تین باتوں کے بارے میں دریافت کرو اگر اس نے تمہیں ان کے بارے میں صحیح بتا دیا تو وہ یقیناً اللہ کا پیغمبر ہے اور اگر نہ بتا سکا تو وہ شخص جھوٹا ہے، اس سے ان نوجوانوں کے بارے میں دریافت کرو جو پہلے کسی زمانے میں گھر بار چھوڑ کر چلے گئے تھے ان کا واقعہ بہت عجیب وغریب ہے نیز اس سے دریافت کرو کہ وہ کون انسان تھا جس نے روئے زمین کا چکر لگایا، مشرق، مغرب میں پہنچا اس کا واقعہ کس طرح ہے؟ نیز اس سے روح کے بارے میں سوال کرو کہ روح کی کیا حقیقت ہے؟ اگر وہ روح کے بارے میں بتا سکیں تو پھر وہ پیغمبر ہے تم اس کی اتباع کرو اور اگر نہ بتا سکے تو وہ شخص جھوٹا ہے پھر تم اس کے بارے میں جو کچھ کرنا چاہو کر گزرو، اس کے بعد نضر بن حارث اور عقبہ بن ابی معیط دونوں مکہ مکرمہ پہنچے قریش قبیلہ کے لوگوں کے ہمراہ وہ اللہ کے پیغمبر کی خدمت میں پہنچے اور آپ سے ان امور کے بارے میں دریافت کیا جن کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے آپ نے انہیں کہا کہ میں ان کے بارے میں تمہیں کل بتاؤں گا لیکن آپ نے انشاء اللہ کے کلمات نہ کہے وہ لوگ وہاں سے چل دیئے چنانچہ اس کے بعد اللہ کے پیغمبر پندرہ دن تک انہیں کچھ نہ بتا سکے اس کے بارے میں آپ کی جانب وحی نازل نہ ہوئی یہاں تک کہ مکہ مکرمہ کی آبادی میں شور بپا ہو گیا کہ محمد (ﷺ) نے تو ہمیں کہا تھا کہ کل تمہیں بتا دیا جائے گا، پندرہ دن گزر چکے ہیں ابھی تک اس نے کچھ نہیں بتایا اس وجہ سے نبی ﷺ بھی غمگین ہو گئے مکہ کے باشندوں کی باتیں سننا آپ کے لئے مشکل ہو گیا تھا، چنانچہ جبرائیل علیہ السلام سورۃ الکہف لے کر نازل ہوئے جس میں ان کے سوالات کا جواب تھا۔ (تفسیر ابن جریر طبری ۲۳۹/۹)

تشریح: ہر قسم کی حمد وثنا اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات کے لائق ہے کہ اس نے اپنی کتاب قرآن مجید کو اپنے بندے محمد ﷺ کے مبارک دل پر اتارا یہ کتاب روئے زمین کے تمام لوگوں پر عظیم نعمت ہے اس کتاب کے ذریعہ انہیں اندھیروں سے نکال کر روشنی کی جانب لے جانا ہے، مزید برآں کتاب کا یہ وصف ایسا عمدہ ہے جس کی مثال پیش نہیں کی جا سکتی کہ کتاب میں استقامت اختیار کرنے کا حکم ہے اس میں ہرگز اختلاف کی گنجائش نہیں نہ معانی میں تفاوت اثر انداز ہے بلکہ اس کتاب کا ایک حصہ دوسرے حصہ کی تصدیق کرتا ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کو اس لئے اتارا گیا ہے تا کہ کفار کو سخت قسم کے عذاب میں مبتلا ہونے سے خوفزدہ کرے جب کہ اخروی زندگی میں دوزخ میں داخل ہونا ہوگا اور ایمانداروں کو جو اللہ اور اس کے پیغمبر کی تصدیق کرتے ہیں احکام الٰہیہ کے مطابق زندگی گزارتے ہیں اور منہیات کے ارتکاب سے گریزاں رہتے ہیں، ان کے ایمان اور اعمال صالحہ کے باعث اجر جزیل کی خوشخبری عطا کرے، ظاہر ہے کہ اجر جزیل سے مقصود جنت میں داخلہ ملے گا جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے نہ انہیں جنت سے نکالا جائے گا نہ وہ خود جنت سے نکلیں گے اس کے ساتھ ساتھ قرآن پاک ان لوگوں کو ڈراتا ہے جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں اور عزیر پیغمبر اللہ کا بیٹا ہے اور عیسائی لوگ عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا قرار دیتے ہیں جب کہ ان کے پاس کوئی دلیل نہیں بلکہ ان کے آباؤ اجداد کے پاس بھی کوئی دلیل نہ تھی اور نہ ہی عقل اس کی تائید کرتی تھی ان کی یہ بات کفر کے لحاظ سے انتہائی مذمت کے لائق تھی کاش وہ اس قسم کی فرسودہ باتوں کو دل میں ہی رکھتے لیکن انہوں نے لوگوں کے سامنے برملا اس کا اظہار کیا جب کہ حقیقت یہ ہے کہ شیطان کے اکثر و بیشتر وسوسے اس نوعیت کے ہوتے ہیں کہ دل ہی دل میں انہیں دہرایا تو جاتا ہے لیکن زبان سے انہیں ادا کرنا ممکن ہی نہیں ہوتا جب کہ وہ ایسی منکر باتوں کو نہایت دلیرانہ انداز میں زبان پر لائے جن کو عقل اور نقل دونوں غلط قرار دیتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ ان کی یہ باتیں حقیقت سے بہت دور ہیں انہیں صراحتاً جھوٹ ہی کہا جا سکتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کی باتوں کو جھوٹ قرار دیتے ہوئے کہا۔

اِنْ یَّقُوْلُوْنَ اِلَّا کَذِبًا: وہ ایسی بات کہہ رہے ہیں جن کی کچھ حقیقت نہیں ہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے حکم دے رہے ہیں کہ اگر وہ ایمان سے روگردانی کر رہے ہیں تو آپ ان کی غلط طرز کے نتیجہ میں ان پر تاسف کا اظہار کرتے ہوئے خود کو ہلاکت کے سپرد نہ کریں ہرگز آپ کیلئے جائز نہیں جبکہ آپ کی ذمہ داری صرف ان تک اللہ کے پیغامات کو پہنچانا ہے انہیں راہ ہدایت پر جبراً لانا آپ کی ہرگز ذمہ داری نہیں ہے ارشاد ربانی ہے ﴿لَیْسَ عَلَیْکَ ھُدٰھُمْ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ﴾ (البقرۃ:۲۷۲) ''اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تجھ پر ان کو ہدایت دینا لازم نہیں ہے لیکن اللہ جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے'' مقصود یہ ہے کہ آپ کی ذمہ داری صرف اس قدر ہے کہ آپ اپنے پروردگار کے پیغام کو ان تک پہنچائیں اس کے بعد جو شخص ہدایت سے ہمکنار ہوا اس کو اس کا فائدہ حاصل ہوگا اور جو شخص گمراہ ہوا اس کی گمراہی کا وبال اس پر ہوگا آپ ہرگز افسردہ نہ ہوں آپ کی ذمہ داری تو صرف اور صرف ڈرانا ہے اور پہنچانا ہے آپ ان پر داروغہ نہیں ہیں۔

اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَی الْاَرْضِ زِیْنَۃً لَّھَا: بعد ازاں اللہ تعالیٰ مطلع کر رہے ہیں کہ دنیوی زندگی تو چند روزہ ہے فنا ہونے والی ہے اس کی زیب و زینت ختم ہونے والی ہے دنیوی زندگی تو آزمائش گاہ ہے اس کے لئے ہرگز قرار نہیں ہے اسی لئے واضح کیا کہ زمین پر سبزہ کتنا بھلا معلوم ہوتا ہے اس میں رعنائی اور تنوع کی کشش موجود ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے وضاحت کی ہے کہ ہم نے زمین کی سطح کو مزین کر دیا ہے تا کہ ہم انسانوں کی آزمائش کریں کہ ان سے کون شخص عملی زندگی میں بہتر ہے چنانچہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا میں شرینی اور کشش ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں زمین پر آباد فرمائے گا بعد ازاں وہ جائزہ لے گا کہ تم کس طرح کی زندگی بسر کرتے ہو پس دنیا ایک فتنہ ہے اور عورت کا وجود بھی فتنہ ہے ان دونوں فتنوں سے خود کو تحفظ عطا کرو اور یہ حقیقت ہے کہ بنی اسرائیل میں اولین جس فتنے نے سر نکالا اس کا سبب عورت کا وجود تھا۔

(صحیح مسلم کتاب الرقاق باب ۳، صحیح ابن ماجہ کتاب الفتن باب ۱۹، مسند احمد ۲۲/۳، تفسیر ابن کثیر ۱۱۹/۳)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے بعد اس حقیقت کو نمایاں کیا ہے کہ دنیا کو زوال ہے ثبات نہیں، اسی طرح زمین پر جو سبزہ دکھائی دیتا ہے بلکہ پہاڑ، درخت، کانیں وغیرہ سب نے ختم ہونا ہے اور زمین چٹیل میدان کی شکل اختیار کر لے گی اور سب انسانوں نے بارگاہ الٰہی میں حاضر ہونا ہے آپ وعظ وتبلیغ کے میدان میں مخالفین کی جو باتیں سن رہے ہیں اور مخالفت کا جو وطیرہ ملاحظہ کر رہے ہیں وہ سب ختم ہو جائے گا آپ غمناک نہ ہوں ہم ان سے انتقام لیں گے ہم ان کے ساتھ وہی انداز اختیار کریں گے جس کے وہ لائق ہیں۔

اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَ الرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا۝۹ اِذْ اَوَى الْفِتْيَةُ اِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَاۤ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّ هَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا۝۱۰ فَضَرَبْنَا عَلٰۤى اٰذَانِهِمْ فِي الْكَهْفِ سِنِيْنَ عَدَدًا۝۱۱ ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ اَيُّ الْحِزْبَيْنِ اَحْصٰى لِمَا لَبِثُوْۤا اَمَدًا۝۱۲ ع

ترجمہ: کیا تو نے خیال کیا؟ کہ غار اور تحریر والے ہماری تمام نشانیوں میں سے عجیب تھے (۹) جب چند نوجوانوں نے غار کی جانب آرام کیا انہوں نے کہا اے ہمارے پروردگار! ہمیں اپنی جانب سے بخشش عطا کر اور ہمارے لئے ہمارے معاملہ میں رشد وہدایت مہیا فرما (۱۰) تو ہم نے انکے کانوں پر غار میں چند سال تک پردہ ڈال دیا (۱۱) پھر ہم نے انہیں اٹھایا تاکہ ہم معلوم کریں کہ دونوں جماعتوں میں سے کونسی جماعت زیادہ یاد رکھتی ہے کہ وہ کتنی مدت ٹھہرے (۱۲)

لغوی تحقیق: اَمْ ایسا حرف ہے جو ایک کلام سے دوسری کلام کی جانب منتقل ہونے پر دلالت کرتا ہے اور اس کا مفہوم هل اور ہمزہ استفہام کا معنی ہے بلکہ کیا آپ کا خیال ہے، اس میں نبی ﷺ مخاطب ہیں جب کہ مقصود آپ نہیں ہیں بلکہ آپ کے علاوہ ہر مخاطب ہے، اَلْکَھْف کسی پہاڑ میں کھلے سوراخ کا نام کہف ہے، اگر کھلا نہ ہو تو غار ہے، اَلرَّقِیْم سے مقصود پتھر کی تختی ہے جس پر ان کے نام لکھے ہوئے تھے جیسا کہ پتھر سے تیار شدہ تختیاں جن پر واقعہ کی تاریخ اور عظیم لوگوں کے مختصر حالات تحریر ہوتے ہیں، فِتْیَةٌ جمع ہے اس کا واحد فَتٰی ہے، مقصود نوجوان ہے یہ نوجوان لوگ ملک روم کے اشراف لوگوں میں سے تھے ان کے گلے اور ہاتھوں میں سونے سے تیار کئے ہوئے کڑے اور ہار تھے، فَضَرَبْنَا عَلٰۤى اٰذَانِهِمْ ہم نے ان کے کانوں پر پردے ڈال دیئے تاکہ وہ کسی کی آواز سن نہ پائیں اور نیند سے بیدار نہ ہوں۔

تشریح: اصحاب کہف کے واقعہ کو بیان کرنا مقصود ہے کہف سے مقصود غار ہے جب کہ الرقیم سے مقصود وہ تختی ہے جس پر اصحاب کہف کے نام تحریر تھے چنانچہ رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے اللہ پاک فرماتے ہیں اے محمد! (ﷺ) آپ خیال کریں کہ اصحاب کہف کا واقعہ اگرچہ عجیب وغریب ہے، دراصل یہ واقعہ تو آیات الٰہیہ میں سب سے زیادہ عجیب ہے چنانچہ کائنات کے صفحات پر بہت سے عجیب وغریب واقعات موجود ہیں جو اصحاب کہف کے واقعہ سے بھی زیادہ تعجب خیز ہیں جب چند نوجوان پہاڑ کی ایک غار میں پناہ گزیں ہوئے اس کو انہوں نے اپنا مستقر بنایا انہوں نے اپنے پروردگار کی بارگاہ میں دعا کی اے ہمارے پروردگار! ہمیں اپنی رحمت کے خاص خزانوں سے مغفرت اور رزق عطا فرما اور ہمارے تمام معاملات کو درست فرما اور ہمیں ان لوگوں کے زمرہ میں داخل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرما جو رشد و ہدایت کی نعمت سے مالا مال ہیں چنانچہ ہم نے ان پر غار میں کئی سال تک کے لئے نیند کو مسلط کر دیا، بعد از اں ہم نے انہیں طویل ترین نیند کے بعد بیدار کیا ہم معلوم کرنا چاہتے تھے کہ دونوں فریقوں میں سے کون فریق اس مدت کو دقت نظر کے ساتھ معلوم کرتا ہے کہ وہ کتنا عرصہ نیند میں رہے، خیال رکھیں دونوں جماعتوں سے مقصود غار والے احباب اور وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ان کی جانب بھیجا یہاں تک کہ انہوں نے غار والوں کو دیکھا جب کہ مجاہدؒ تابعی کا قول یہ ہے کہ دونوں گروہ اصحاب کہف سے تھے جب وہ بیدار ہوئے تو انہوں نے اختلاف کیا کہ وہ کتنی مدت ٹھہرے رہے تو بعض نے ایک دن اور دن کا کچھ حصہ کہا جبکہ دیگر ساتھیوں نے کہا کہ تمہارا پروردگار ہی صحیح علم رکھتا ہے کہ وہ کتنا عرصہ ٹھہرے رہے خیال رہے کہ پہلا قول ابن عباس رضی اللہ عنہ کا ہے۔

اصحاب کہف کے واقعہ کا خلاصہ: مفسرین نے بیان کیا ہے کہ دقیانوس بادشاہ کو عیسیٰ علیہ السلام کے بعد روم کے ایک شہر پر تسلط حاصل ہوا جس کا نام طرطوس تھا وہ لوگوں کو بتوں کی عبادت کی جانب دعوت دیتا تھا اور جو شخص اس کی دعوت کو تسلیم نہیں کرتا تھا وہ اسے موت کے گھاٹ اتار دیتا تھا یہاں تک کہ ایمانداروں پر یہ کیفیت شاق گزری تو جب نوجوانوں نے اس کا مشاہدہ کیا تو وہ شدت غم کے سبب نڈھال ہو گئے چنانچہ ان کے بارے میں یہ خبر ظالم و جابر بادشاہ تک پہنچی تو اس نے ان کی تلاش میں اپنے کارندوں کو بھیجا جب وہ بادشاہ کی عدالت میں حاضر ہوئے تو اس نے انہیں دھمکی دی کہ اگر وہ بتوں کی عبادت نہیں کریں گے اور ان کی خوشنودی کیلئے جانور ذبح نہیں کریں گے تو انہیں قتل کر دیا جائے گا، لیکن وہ بادشاہ کے سامنے کھڑے ہوئے اور اپنے ایمان کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہمارا پروردگار تو آسمانوں اور زمین کا پروردگار ہے ہم اس کے سوا کسی معبود کو نہیں پکاریں گے ان کے اس اعلان کے بعد اس نے انہیں دھمکی دی اور کہا کہ تم نوعمر لوگ ہو اس لئے کل تک میں تمہیں ڈھیل دیتا ہوں تا کہ تم اپنے پختہ پروگرام سے مجھے مطلع کرو لیکن وہ رات کی تاریکی میں وہاں سے بھاگ گئے چلتے ہوئے ان کا گزر ایک چرواہے کے قریب سے ہوا جس کیساتھ ایک کتا تھا وہ ان کے تعاقب میں ان کے ساتھ ہولیا چنانچہ صبح نمودار ہونے پر وہ ایک غار میں داخل ہوئے جبکہ بادشاہ اور اس کے لشکر کے لوگ ان کے تعاقب میں تھے جب وہ غار کے دہانے کے قریب پہنچے تو غار والے گھبرا گئے کہ وہ غار میں پہنچ جائیں گے لیکن بادشاہ نے اپنے نوکروں کو حکم دیا کہ تم غار کے دروازے کو بند کر دو اس کے نتیجہ میں یہ لوگ غار میں ہی بھوک پیاس کی شدت کے ساتھ موت کے گھاٹ اتر جائیں گے، چنانچہ غار میں داخل ہونے کے بعد وہ نیند میں چلے گئے وہ نیند کی کیفیت میں ہی تین سو نو سال رہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے انہیں بیدار کر دیا جبکہ بیدار ہونے کے بعد ان کا خیال یہ تھا کہ وہ ایک دن یا دن کا کچھ حصہ نیند کی کیفیت میں رہے، اس دوران انہوں نے بھوک محسوس کی چنانچہ انہوں نے اپنے میں سے ایک شخص کو بھیجا کہ وہ ان کیلئے کھانا خرید کر لائے اور اسے کہا کہ وہ اپنے آپ کو پردے میں رکھے چنانچہ وہ وہاں سے چلا شہر میں پہنچا اس نے محسوس کیا کہ مشہور نشانات اور علامات تبدیل ہو چکے ہیں وہ بازار میں کسی ایک شخص کو بھی نہ پہچان سکا تو اس نے دل ہی دل میں کہا شائد میں شہر کا راستہ بھول گیا ہوں، بعد از اں اس نے کھانا خریدا جب اس نے کھانا فروخت کرنے والے کو نقدی سکہ پکڑایا تو وہ اس سکہ کو اپنے ہاتھ میں الٹ پلٹ کر دیکھنے لگا اس اثناء میں اس نے اس سے کہا یہ سکہ تو نے کہاں سے حاصل کیا ہے؟ اس دوران آس پاس کے لوگ وہاں پہنچ گئے اور ان سکوں کو دیکھنے لگے اور تعجب کا اظہار کیا انہوں نے اس سے دریافت کیا تو کون شخص ہے؟ تو نے یہ سکہ کہاں سے لیا ہے؟ اس نے قسم اٹھاتے ہوئے بتایا کہ مجھے ہرگز خزانہ نہیں ملا ہے یہ سکہ تو میری قوم میں مروج ہے انہوں نے اسے آگاہ کیا کہ یہ سکہ تو بہت دور زمانے کا ہے جب کہ دقیانوس بادشاہ تھا اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے ان سے دریافت کیا دقیانوس کا کیا ہوا، انہوں نے بتایا کہ کتنی صدیاں گزر چکی ہیں کہ وہ فوت ہو چکا ہے اس نے کہا تم میں سے کوئی شخص میری بات کی تصدیق نہیں کرے گا جو میں کہہ رہا ہوں اس نے بتایا ہم چند نوجوان تھے بادشاہ نے ہمیں بتوں کی عبادت کرنے پر مجبور کیا ہم کل شام کے وقت وہاں سے بھاگ نکلے ہم نے ایک غار میں پناہ لی تو آج میرے رفقاء نے مجھے بھیجا تاکہ میں ان کیلئے کھانا خرید کر لاؤں تم میری رفاقت میں غار کی جانب چلو میں تمہاری اپنے رفقاء سے ملاقات کراتا ہوں وہ اس کی گفتگو سے متعجب ہوئے اور اس کے معاملہ کو بادشاہ وقت کے ہاں پیش کیا جبکہ یہ بادشاہ ایماندار صالح انسان تھا جب اس کے کان میں یہ خبر پہنچی تو بادشاہ اس کے لشکر کے افراد اور عوام شہری وہاں سے چل دیئے اور جب غار میں گھوڑوں کے شور وشعب کی آواز پہنچی تو غار والوں نے خیال کیا کہ دقیانوس بادشاہ کے سپاہی آرہے ہیں، چنانچہ نماز کی ادائیگی کیلئے کھڑے ہوگئے تو بادشاہ غار میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا کہ وہ تو نماز کی ادائیگی میں مشغول ہیں جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو بادشاہ نے ان کے ساتھ معانقہ کیا اور انہیں اپنے بارے میں آگاہ کیا کہ وہ ایماندار شخص ہے اور دقیانوس کو فوت ہوئے طویل عرصہ گزر چکا ہے اس نے ان کی گفتگو کو سنا اور ان کا واقعہ معلوم کیا اس نے محسوس کیا کہ اللہ نے انہیں اٹھایا، ان کا واقعہ عبرت کا ایک نشان قرار پایا، بعدازاں اللہ تعالیٰ نے ان پر نیند کو مسلط کر دیا اور ان کی ارواح کو قبض کر لیا تو لوگ پکار اٹھے کہ ہم ان پر مسجد تعمیر کریں گے۔ (صفوۃ التفاسیر القسم الثامن ص ۷-۸)

نَحۡنُ نَقُصُّ عَلَيۡكَ نَبَاَهُمۡ بِالۡحَـقِّ‌ؕ اِنَّهُمۡ فِتۡيَةٌ اٰمَنُوۡا بِرَبِّهِمۡ وَزِدۡنٰهُمۡ هُدًى﴿۱۳﴾ وَرَبَطۡنَا عَلٰى قُلُوۡبِهِمۡ اِذۡ قَامُوۡا فَقَالُوۡا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ لَنۡ نَّدۡعُوَا۟ مِنۡ دُوۡنِهٖۤ اِلٰهًا لَّقَدۡ قُلۡنَاۤ اِذًا شَطَطًا﴿۱۴﴾ هٰٓؤُلَاۤءِ قَوۡمُنَا اتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِهٖۤ اٰلِهَةً‌ ؕ لَوۡلَا يَاۡتُوۡنَ عَلَيۡهِمۡ بِسُلۡطٰنٍۢ بَيِّنٍ‌ ؕ فَمَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنِ افۡتَـرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا﴿۱۵﴾ وَاِذِ اعۡتَزَلۡتُمُوۡهُمۡ وَمَا يَعۡبُدُوۡنَ اِلَّا اللّٰهَ فَاۡوٗۤا اِلَى الۡـكَهۡفِ يَنۡشُرۡ لَـكُمۡ رَبُّكُمۡ مِّنۡ رَّحۡمَتِهٖ وَيُهَيِّئۡ لَـكُمۡ مِّنۡ اَمۡرِكُمۡ مِّرۡفَقًا﴿۱۶﴾ وَتَرَى الشَّمۡسَ اِذَا طَلَعَتۡ تَّزٰوَرُ عَنۡ كَهۡفِهِمۡ ذَاتَ الۡيَمِيۡنِ وَاِذَا غَرَبَتۡ تَّقۡرِضُهُمۡ ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمۡ فِىۡ فَجۡوَةٍ مِّنۡهُ‌ ؕ ذٰلِكَ مِنۡ اٰيٰتِ اللّٰهِ‌ ؕ مَنۡ يَّهۡدِ اللّٰهُ فَهُوَ الۡمُهۡتَدِ‌ ۚ وَمَنۡ يُّضۡلِلۡ فَلَنۡ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرۡشِدًا﴿۱۷﴾ ع وَتَحۡسَبُهُمۡ اَيۡقَاظًا وَّهُمۡ رُقُوۡدٌ ‌ۖ وَّنُقَلِّبُهُمۡ ذَاتَ الۡيَمِيۡنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ‌ ‌ۖ وَكَلۡبُهُمۡ بَاسِطٌ ذِرَاعَيۡهِ بِالۡوَصِيۡدِ‌ ؕ لَوِ اطَّلَعۡتَ عَلَيۡهِمۡ لَوَلَّيۡتَ مِنۡهُمۡ فِرَارًا وَّلَمُلِئۡتَ مِنۡهُمۡ رُعۡبًا﴿۱۸﴾

ترجمہ: ہم آپ پر ان کا واقعہ سچائی کے ساتھ بیان کرتے ہیں بلاشبہ وہ چند نوجوان تھے جو اپنے پروردگار پر ایمان لائے اور ہم نے ان کی ہدایت میں اضافہ کیا (۱۳) اور ہم نے ان کے دلوں کو مضبوط کیا جب وہ کھڑے ہوئے پھر انہوں نے کہا ہمارا پروردگار آسمانوں اور زمین کا پروردگار ہے ہم اس کے سوا ہرگز کسی معبود کی عبادت نہیں کریں گے اس وقت ہم یقیناً جھوٹ کہیں گے (۱۴) یہ ہماری قوم ہے جنہوں نے اللہ کے سوا خداؤں کو معبود بنا رکھا ہے وہ ان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خداؤں کے اثبات پر کیوں واضح دلیل نہیں لاتے ہیں؟ پس کون اس شخص سے زیادہ ظالم ہے جس نے اللہ کی ذات کے بارے میں جھوٹ کہا (۱۵) اور جب تم ان کفار سے کنارے میں ہو گئے اور ان سے جن کی وہ اللہ کے سوا عبادت کرتے تھے پس تم غار کی جانب آرام پکڑو تو تمہارے لئے تمہارا پروردگار اپنی رحمت کو وسیع کر دے گا اور تمہارے لئے تمہارے کام میں فائدہ کو مہیا فرمائے گا (۱۶) اور اے [دیکھنے والے] تو سورج کو دیکھتا ہے جب وہ طلوع ہوتا ہے تو ان کی غار سے دائیں جانب جھک جاتا ہے اور جب غروب ہوتا ہے تو ان سے بائیں جانب گزر جاتا ہے اور وہ غار میں کھلی جگہ میں ہیں یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے جس شخص کو اللہ راہ دکھاتا ہے پس وہ ہدایت یافتہ ہے اور جس شخص کو گمراہ کرے تو اس کے لئے تو کسی درست راہ دکھانے والے کو نہیں پائے گا (۱۷) اور تو انہیں خیال کرے گا کہ وہ بیدار ہیں حالانکہ وہ سوئے ہوئے ہیں اور ہم انہیں دائیں اور بائیں جانب تبدیل کرتے رہتے ہیں اور ان کے کتے نے دروازے کی دہلیز پر اپنے دونوں ہاتھوں کو پھیلایا ہوا ہے اگر تو ان کی جانب جھانکے گا تو ضرور ان سے بھاگتے ہوئے روگردانی کرے گا اور ان سے خوف کے باعث دل بھرا ہوا ہوگا (۱۸)

تشریح: اب اصحاب کہف کا واقعہ شرح وبسط کے ساتھ پیش کیا جا رہا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ اصحاب کہف چند نوجوان تھے جنہوں نے حق وصداقت کو قبول کیا جب کہ حقیقت یہ ہے کہ نوجوانوں میں حق وصداقت کے قبول کرنے کا داعیہ زیادہ تیز ہوتا ہے جب کہ بوڑھے لوگ جس دین میں انہوں نے زندگی کا طویل عرصہ گزارا ہوتا ہے اسی پر قائم رہتے ہیں آسانی کیساتھ اسے چھوڑنے کے لئے آمادہ نہیں ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے ساتھ بھی اکثریت ان لوگوں کی تھی جو جواں سال تھے جبکہ قریش سے اکثر بوڑھے لوگ تو اپنے دین پر ہی قائم رہے ان میں سے چند لوگ ہی مسلمان ہوئے۔

وَزِدۡنٰهُمۡ هُدًی: جو نوجوان دائرہ اسلام میں داخل ہوئے ہم نے ان کی ہدایت میں اضافہ کیا یہ آیت اور اس مضمون کی دیگر آیات سے استدلال کیا جاتا ہے کہ ایمان میں کمی زیادتی کا امکان ہے امام بخاریؒ اور دیگر آئمہ کرام نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ ایمان میں کمی بیشی کا امکان ہے۔ (صحیح بخاری کتاب الایمان باب ۱)

ایمان بسیط نہیں ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بات پہلے ذکر کی جا چکی ہے کہ قریش مکہ نے مدینہ کے یہودی علماء کی جانب پیغام بھیجا کہ ہمیں کچھ ایسی باتوں سے آگاہ کریں جن کی روشنی میں رسول اللہ ﷺ کا امتحان لیا جائے تو انہوں نے کہا کہ اس پیغمبر سے چند نوجوانوں کے بارے میں علم حاصل کرو کہ ان کا واقعہ کیا ہے؟ نیز ذوالقرنین اور روح کے بارے میں بتایا جائے اس سے معلوم ہوا کہ یہ باتیں اہل کتاب کی کتابوں میں محفوظ تھیں۔

وَرَبَطۡنَا عَلٰی قُلُوۡبِهِمۡ: کہ ہم نے انہیں ان کی قوم کی مخالفت پر صبر عطا کیا کہ اگر قوم کی مخالفت کے باعث خوش گوار زندگی ختم ہوتی ہے تو بیشک ہو جائے دراصل نوجوانوں کا مختصر سا یہ گروہ ملک روم کے بادشاہوں اور سادات کے بیٹوں سے تھا اور وہ ایک روز اپنا قومی تہوار منانے کے لئے نکلے وہ بتوں کے پجاری تھے اور بتوں کے ناموں پر جانور ذبح کیا کرتے تھے ان کے بادشاہ کا نام دقیانوس تھا جو بڑا جابر اور تند وتیز طبیعت کا مالک تھا جب وہ عید منانے کے لئے آبادی سے باہر نکلے تو انہوں نے دیکھا کہ ان کے آباؤ اجداد بتوں کے نام پر جانور ذبح کرتے ہیں اور ان کے سامنے ان کی تعظیم کرتے ہوئے سجدہ ریز ہوتے ہیں تو نوجوانوں نے محسوس کیا کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بتوں کے نام پر تو ہرگز قربانی کا نذرانہ پیش کرنا جائز نہیں، صرف اللہ کی ذات ہی اس لائق ہے کہ اس کے نام پر جانور ذبح کئے جائیں جو آسمانوں اور زمین کا مالک وخالق ہے، چنانچہ وہ اپنی قوم سے الگ تھلک ہوئے، اولاً ایک نوجوان اٹھا اس نے ان سے علیحدگی کا اعلان کیا، بعدازاں یکے بعد دیگرے اس ذہن کے چند نوجوان اپنی قوم سے الگ ہو کر بیٹھ گئے دراصل ایمان نے انہیں ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کر دیا، ان کی اس کیفیت کا ملاحظہ کرنے سے وہ حدیث ذہن میں گردش کر رہی ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ انسانوں کی ارواح لشکر ہیں جو جمع ہیں جن ارواح کا آپس میں تعارف ہو جاتا ہے ان کا زندگی میں بھی باہم ملاپ ہوتا ہے اور جن کا عالم ارواح میں ملاپ نہیں ہوتا ان کا دنیوی زندگی میں بھی ملاپ نہیں ہوتا۔

(صحیح بخاری کتاب الانبیاء باب ۲، صحیح مسلم کتاب البر باب ۴۹، صحیح ابی داؤد کتاب الادب باب ۱۹، مسند احمد ۲/۲۹۵)

هٰٓؤُلَآءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً: یہ لوگ ہمارے شہر کے باشندے ہیں یہ لوگ بتوں کی بصورت تقلید عبادت کر رہے ہیں ان کے پاس ہرگز کوئی دلیل نہیں ہے اس جملہ میں انہیں ابھارنا مقصود ہے کہ اگر ان کے پاس کوئی دلیل ہے تو وہ اسے پیش کیوں نہیں کر رہے ہیں؟ مقصود یہ ہے کہ یہ لوگ ہرگز کوئی دلیل پیش نہیں کر سکتے ہیں یہ تو اللہ کی ذات پر افتراء پردازی کے مرتکب ہو رہے ہیں اور اس شخص سے بڑا ظالم کوئی نہیں جو اللہ کی ذات پر جھوٹ باندھے کہ اللہ کے ساتھ اس کا شریک ثابت کرے۔

وَاِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ: اے نوجوانو! جب تم اپنی قوم سے الگ ہو گئے ہو اور ان بتوں سے بغاوت اختیار کر چکے ہو جن کی یہ لوگ اللہ کے سوا عبادت کر رہے ہیں تو اے نوجوانو! تم ایک غار میں خود کو پناہ دو اللہ تم پر اپنی رحمت کو وسیع فرمائے گا اور تم پر صبح وشام اس غار میں رزق کے اسباب مہیا فرمائے گا۔

وَتَرَى الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ تَّزٰوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ: اے مخاطب انسان! جب سورج طلوع ہوتا ہے تو ان کی غار سے دائیں جانب جھکاؤ کرتا ہے اور جب سورج غروب ہوتا ہے تو ان سے شمال کی جانب دور ہو جاتا ہے مقصود یہ ہے کہ سورج طلوع کے وقت نہ غروب کے وقت ان کی توقیر واحترام کے پیش نظر انہیں پہنچتا نہیں ہے تاکہ سورج کی گرمی سے انہیں تکلیف نہ ہو اور وہ غار کے وسیع میدان میں ہیں جہاں سورج کی تمازت انہیں شروع دن میں نہ آخر دن میں نہیں پہنچتی ہے۔

ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ: کارخانہ قدرت میں اصحاب کہف کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی جانب سے عظیم قدرت کاملہ کا ایک عظیم نشان ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ملاحظہ فرمائیں اگر سورج کی شعاعیں ان تک پہنچتی تو انہیں جلا کر راکھ کا ڈھیر بنا دیتیں اور اگر ان کے اجسام میں تبدیلی کی کیفیت رونما نہ ہوتی تو مٹی ان کے جسم کو مٹی کی شکل میں تبدیل کر دیتی۔

علامہ قطب شہیدؒ کی وضاحت: علامہ قطب شہید تفسیر ظلال القرآن میں وضاحت کرتے ہیں کہ اس مقام میں اصحاب کہف نوجوانوں کا اس کیفیت میں پایا جانا اس حقیقت کو درخشندہ کر رہا ہے کہ ان کا وجود شکست وریخت سے محفوظ ہے ہرگز اس میں تردد کا شائبہ تک نہیں ہے وہ تو ایسے جواں سال افراد تھے جو جسمانی لحاظ سے مضبوط اور گٹھے ہوئے تھے ایمانی قوت میں زبردست جوش موجود تھا اور وہ اپنی قوم کی بدکرداری کے سبب ان پر سخت تنقید کرتے تھے اسی لئے ان کی آبادی میں دونوں جماعتوں کے راستے الگ الگ قرار پائے آپس میں راہ ورسم اور میل جول ختم ہو گیا چونکہ وہ تعداد میں نہایت قلیل تھے جنہیں آسانی سے شمار کیا جا سکتا تھا اس لئے وہاں سے ہجرت کرنا ضروری تھا اگر وہ اپنے عقائد کو کھلم کھلا بیان کرتے تو ان کے لئے ممکن نہ تھا اور مدارات رکھ رکھاؤ کا انداز تقیہ کے مترادف تھا، حقیقت یہ ہے کہ جب ان کا معاملہ واضح ہو گیا خفا نہ رہا تو ان کے لئے ضروری تھا کہ وہ وہاں سے راہ فرار اختیار کریں اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح وہ اپنے عقیدہ کا تحفظ کر سکتے ہیں تو انہوں نے خود کو غار کے سپرد کرنے کو ترجیح دی اور کھلے بندوں منافقت کی زندگی سے نفرت کی جب کہ غار میں اندھیرا چھایا ہوا تھا یعنی وہ تنگ و تاریک تھی لیکن اللہ کی رحمت کی لپیٹ میں رہنے کو انہوں نے ترجیح دی جبکہ ان کے وہاں داخل ہونے پر غار میں وسعت رونما ہوئی اور سائے دراز ہو گئے۔ (حاشیہ صفوۃ التفاسیر ۹/۸)

وَتَحْسَبُھُمْ اَیْقَاظًا وَّھُمْ رُقُوْدٌ: اے دیکھنے والے انسان اگر آپ انہیں دیکھیں تو آپ انہیں خیال کریں گے کہ وہ جاگ رہے ہیں جب کہ ان کی آنکھیں کھلی ہیں اور وہ پہلو بدلتے ہیں اس لئے کہ وہ نیند کی کیفیت میں ہیں اور ہم انہیں دائیں جانب سے دوسری جانب الٹاتے ہیں تاکہ مٹی ان کے جسم پر اثر انداز نہ ہو کہ ان کے جسم مٹی میں تبدیل ہو جائیں اور وہ کتا جو ان کے ساتھ ہو لیا تھا اس نے غار کے صحن میں اپنے دونوں ہاتھوں کو پھیلا رکھا ہے گویا کہ وہ ان کی حفاظت کر رہا ہے اگر آپ ایسی کیفیت میں ان کا مشاہدہ کریں گے تو آپ ان سے بھاگ جائیں گے اور تجھ پر ان کا خوف مسلط ہو جائے گا، دراصل حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں خوفزدہ بنا دیا ہے اس لئے کہ انہیں دیکھنے والا شخص جب انہیں دیکھتا ہے کہ وہ سوئے ہوئے ہیں لیکن کیفیت ان کی ہے جو جاگ رہے ہوں اس لئے کہ وہ پہلو بدل رہے ہیں لیکن بیدار نہیں ہیں اس لئے کوئی بھی متنفس ان کے قریب نہیں جائے گا اور نہ انہیں کسی کا ہاتھ مساس کرے گا یہاں تک کہ ان کا معین وقت ختم ہو جائے اور ان کی نیند بھی ختم ہو جائے، ان کے اس واقعہ میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کی دلیل ہے۔

وَكَذٰلِكَ بَعَثْنٰهُمْ لِيَتَسَآءَلُوْا بَيْنَهُمْ ؕ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ ؕ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ؕ قَالُوْا رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ ؕ فَابْعَثُوْٓا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖٓ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَآ اَزْكٰى طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ اَحَدًا ﴿۱۹﴾ اِنَّهُمْ اِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ يَرْجُمُوْكُمْ اَوْ يُعِيْدُوْكُمْ فِيْ مِلَّتِهِمْ وَلَنْ تُفْلِحُوْٓا اِذًا اَبَدًا ﴿۲۰﴾ وَكَذٰلِكَ اَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوْٓا اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيْهَا ۚ اِذْ يَتَنَازَعُوْنَ بَيْنَهُمْ اَمْرَهُمْ فَقَالُوا ابْنُوْا عَلَيْهِمْ بُنْيَانًا ؕ رَبُّهُمْ اَعْلَمُ بِهِمْ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ غَلَبُوْا عَلٰٓى اَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَّسْجِدًا ﴿۲۱﴾ سَيَقُوْلُوْنَ ثَلٰثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًا بِالْغَيْبِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ سَبْعَةٌ وَّثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ ؕ قُلْ رَّبِّيْٓ اَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ مَّا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا قَلِيْلٌ فَلَا تُمَارِ فِيْهِمْ اِلَّا مِرَآءً ظَاهِرًا وَّلَا تَسْتَفْتِ فِيْهِمْ مِّنْهُمْ اَحَدًا ﴿۲۲﴾ ع

ترجمہ: اور اسی طرح ہم نے انہیں اٹھایا تاکہ نتیجۃً وہ آپس میں ایک دوسرے سے دریافت کریں ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا تم کتنا عرصہ ٹھہرے رہے انہوں نے کہا ہم ایک دن یا دن کا کچھ حصہ ٹھہرے رہے [پھر] انہوں نے کہا تمہارا پروردگار خوب جانتا ہے کہ تم کتنا عرصہ ٹھہرے رہے پس تم اپنے میں سے کسی ایک کو اس چاندی کے ساتھ شہر کی جانب بھیجو پس چاہیے کہ وہ غور کرے کہ اس شہر کے کھانوں میں سے کون سا کھانا زیادہ پاکیزہ ہے تو وہ تمہارے پاس اس سے کھانا لائے اور ضروری ہے کہ وہ آمد و رفت میں جلدی کرے اور تمہارے بارے میں کسی کو نہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بتائے (۱۹) بلاشبہ ان کفار نے اگر تم پر غلبہ حاصل کر لیا تو تمہیں رجم کر دیں گے یا تمہیں اپنے دین میں لوٹا لیں گے اور تم اس وقت ہرگز کامیاب نہ ہو سکو گے (۲۰) اور اس طرح ہم نے ان کی حالت کے بارے میں [لوگوں کو] مطلع کر دیا تا کہ وہ معلوم کریں کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور بلاشبہ قیامت کے وقوع میں کچھ شک نہیں جس وقت وہ آپس میں ان کے معاملہ کے بارے میں جھگڑا کر رہے تھے تو انہوں نے کہا ان کی غار پر عمارت تعمیر کر دو ان کا پروردگار ان کی کیفیت کے بارے میں خوب علم رکھتا ہے تو ان لوگوں نے کہا جو ان کے معاملہ پر قدرت رکھتے تھے ہم ان کی غار پر ضرور مسجد تعمیر کریں گے (۲۱) کچھ لوگ کہیں گے اصحاب کہف تین شخص ہیں اور ان کا چوتھا ان کا کتا ہے اور کہیں گے کہ وہ پانچ ہیں چھٹا ان کا کتا ہے غائبانہ اٹکل سے اور وہ کہتے ہیں سات ہیں اور آٹھواں ان کا کتا ہے آپ کہیں میرا پروردگار ان کی گنتی کو خوب جانتا ہے یہ ان کے بارے میں علم نہیں رکھتے ہیں مگر تھوڑا تو آپ ان کے بارے میں جھگڑا نہ کریں البتہ سرسری گفتگو اور ان کے بارے میں آپ کفار میں سے کسی سے دریافت نہ کریں (۲۲)

لغوی تحقیق: اَعْثَرْنَا ہم نے مطلع کیا، مادہ (ع ث ر) ہے، عَثُوْر سے مقصود چہرے کے بل گرنا ہے، ضرب المثل ہے، مَنْ سَلَکَ الْجَدَدَ اَمِنَ الْعِثَارَ جو شخص سیدھے راہ پر چلا وہ لغزش سے محفوظ رہا، بعد ازاں اس کا استعمال ایسی چیز پر مطلع ہونا ہے جس کے بارے میں جستجو نہ کی گئی ہو، عَثْرَۃٌ لغزش اس کی جمع عَثَرات ہے، لغزشیں، حدیث میں ہے ((اَقِیْلُوْا عَنْ ذَوِی الْھَیَاتِ عَثَرَاتِھِمْ)) ہوشمند سمجھدار لوگوں کی لغزشوں کو معاف کرو۔ (صحیح ابی داؤد کتاب الحدود باب ۴ صحیح الجامع ۱/۳۶۰، مسند احمد ۶/۱۸۱)

بلاغت: ﴿وَیَقُوْلُوْنَ سَبْعَۃٌ وَّثَامِنُھُمْ کَلْبُھُمْ﴾ اس جملہ میں وَّثَامِنُھُمْ کی واو زائد ہے اگر واو نہ ہو تب بھی معنی درست ہے پھر عبارت یوں ہو گی، ﴿وَیَقُوْلُوْنَ سَبْعَۃٌ ثَامِنُھُمْ کَلْبٌ﴾ اور وہ کہتے ہیں کہ اصحاب کہف کی تعداد سات تھی ان کا آٹھواں ساتھی کتا تھا، شرعاً نگرانی کے لئے اور شکار کے لئے کتا رکھنا درست ہے اصحاب کہف کے کتے کا ایک مقام ہے، شیخ سعدیؒ کا ایک شعر ملاحظہ فرمائیں ؎

پسر نوح بابداں بنشست خانداں نبوتش گم شد ——— سگ اصحاب کہف روزے چند پے مرداں رود مردم شد

"کتنے تعجب کی بات ہے کہ نوح علیہ السلام پیغمبر کا بیٹا برے لوگوں کی محفل میں بیٹھا تو اس نے خاندان نبوت کا کچھ خیال نہ کیا گیا جب کہ اصحاب کہف کا کتا چند روز اچھے انسانوں کی صحبت میں رہا تو وہ انسانوں میں شمار ہوا" (فتح الرحمٰن ص ۳۳۸)

تشریح: ﴿وَکَذٰلِکَ بَعَثْنٰھُمْ لِیَتَسَآءَ لُوْا بَیْنَھُمْ﴾ جس طرح ہم نے ان نوجوانوں کو غار میں سلا دیا اور ان کے اجسام کو طویل عرصہ تک اپنی قدرت کے ساتھ بوسیدہ ہونے سے محفوظ رکھا بلکہ ان کے کپڑوں میں تعفن رونما نہ ہوا پھر ہم نے ان کو ان کی نیند سے بیدار کیا تا کہ تم انہیں اپنی عظیم بادشاہت کے بارے میں اصل حقیقت کے قریب کریں، مزید انہیں ان کے معاملہ میں بصیرت حاصل ہو جب انہوں نے اللہ کے سوا معبودوں کی عبادت سے برأت کا اظہار کیا اور ایک اللہ غالب کی عبادت کو اخلاص کے ساتھ اپنایا جب لمبا عرصہ وہ سوئے رہے لیکن بیدار ہونے پر ان کی وہی کیفیت تھی جس کیفیت پر وہ سوئے تھے اور انہوں نے آپس میں ایک دوسرے سے دریافت کیا کہ ان کے معاملہ کا کیا انجام ہے؟ چنانچہ ان میں سے ایک شخص نے اپنے رفقاء سے استفسار کیا آپ کتنا عرصہ سوئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہے؟ دراصل وہ یہ نہیں سمجھتے تھے کہ وہ طویل عرصہ تک سوئے رہے اس لئے ان کے رفقاء نے جواب دیا کہ ہم ایک دن یا ایک دن کا کچھ حصہ ٹھہرے ہیں، وہ اس سے بالکل بے خبر رہے کہ وہ ایک دن یا دن کا کچھ حصہ سوئے رہے اس لئے کہ جب وہ نیند سے بیدار ہوئے تو نیند کے اثرات کلی طور پر ان کی آنکھوں سے غائب نہ تھے چنانچہ ان میں سے کچھ لوگوں نے کہا کہ تمہارا پروردگار ہی جانتا ہے کہ تم کتنا عرصہ سوئے رہے لیکن جب انہوں نے محسوس کیا کہ ٹھہرنے کی مقدار تو واضح نہیں ہے تو انہوں نے اس مسئلہ کو مؤخر کر کے کھانے کی ضرورت محسوس کی اس لئے انہوں نے کہا کہ تم اپنے رفقاء میں سے کسی ایک کو یہ نقدی دے کر شہر کی جانب بھیجو معلوم ہوتا ہے کہ معیشت کے اسباب کے لئے دراھم ودنانیر کو اپنے ساتھ اٹھانا ہرگز توکل کے منافی نہیں ہے، ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ﷺ نے ایک صحابی کو حکم دیا کہ وہ اونٹنی کے گھٹنے کو رسی کے ساتھ باندھے اور توکل اختیار کرے۔(المراغی ۳۸۶/۵)

فَلۡیَنۡظُرۡ اَیُّهَاۤ اَزۡکٰی طَعَامًا: کھانا لانے والا شخص کھانے کے بارے میں غور وفکر کے بعد کھانا لائے جو عمدہ اور لذیذ ہو، اور ضرورت کے مطابق لائے اس کے ساتھ ساتھ جب وہ شہر میں داخل ہو تو نرمی کا پہلو ملحوظ خاطر رکھے کھانے کی خرید اور اس کے لانے میں بھی نہایت نرم رویہ اختیار کرے، مزید اپنے بارے میں ہرگز شہر کے کسی شخص کو نہ بتائے اس لئے کہ اگر کفار کو تمہارے بارے میں معلوم ہو گیا تو وہ تمہیں مجبور کریں گے کہ تم نئے دین سے توبہ کرو اگر تم توبہ نہ کرو گے بلکہ دین توحید پر ثابت قدم رہو گے تو پھر وہ تم پر پتھروں کی بوچھاڑ کر دیں گے جیسا کہ گذشتہ دور میں یہ واقعہ دیکھنے میں آیا ہے کہ جس شخص نے دین یا دنیوی معاملات میں اکثریت کی مخالفت کی انہیں پتھروں سے رجم کر دیا گیا یا انہیں دوبارہ ان کے آباؤ اجداد کے دین پر واپس لایا گیا تو پھر تم ہرگز بھلائی کو حاصل نہ کر سکو گے شیطان تم سے دین کے بارے میں ہر طرح سے ثابت قدمی کا پرچار کروائے گا اور خوش نما خواب دکھا کر راہ حق سے پھیرنے کی کوشش کرے گا اس کے نتیجہ میں بدنصیبی تمہارا مقدر ہو گا اور انتہا درجہ کی رسوائی تمہارا گھراؤ کرے گی۔

وَكَذٰلِكَ اَعۡثَرۡنَا عَلَيۡهِمۡ لِيَعۡلَمُوۡۤا اَنَّ وَعۡدَ اللّٰهِ حَقٌّ: جیسا کہ ہم نے ان کو نیند سے اٹھایا تو ہم نے لوگوں کو مطلع کیا تا کہ وہ اس واقعہ سے استدلال کریں کہ قیامت کے دن اسی طرح لوگوں کو اٹھایا جائیگا جو فوت ہوئے جیسا کہ ان لوگوں کو تین سو کچھ سال بعد اٹھایا۔

اِذۡ يَتَنَازَعُوۡنَ بَيۡنَهُمۡ اَمۡرَهُمۡ: لوگوں نے اصحاب کہف کے بارے میں جھگڑا کیا جب اللہ تعالیٰ نے انہیں ان کے بارے میں مطلع کیا پھر ان کی ارواح کو قبض کیا تو کچھ لوگوں نے کہا ان کی غار کے دروازے پر عمارت تعمیر کرو کہ وہ عمارت ان کی علامت قرار پائے جب کہ دوسرے فریق نے کہا کہ غار کے دروازے کو بند کیا جائے اور انہیں ان کی حالت پر چھوڑ دیا جائے لیکن دوسرا فریق غالب آیا جنہوں نے کہا کہ مسجد تعمیر کی جائے جس میں لوگ نمازیں ادا کریں گے، ذہن نشین کریں کہ ﴿رَبُّهُمۡ اَعۡلَمُ بِهِمۡ﴾ کا جملہ اللہ کے کلام میں جملہ معترضہ ہے اس جملہ میں ان لوگوں کا رد کیا گیا ہے جو اصحاب کہف کے بارے میں بحث کر رہے تھے جب انہوں نے ان پر اطلاع پائی یا جو لوگ نبی ﷺ کے دور میں اہل کتاب تھے ان کا اختلاف ان کے انساب، اسماء، احوال اور کتنی مدت رہے میں تھا، حقیقت یہ ہے کہ قبروں پر مساجد تعمیر کرنا ممنوع ہے سختی کے ساتھ اس فعل سے روکا گیا ہے، مسلم میں ہے خبردار! بے شک تم سے پہلے لوگ اپنے پیغمبروں کی قبروں پر مسجدیں تعمیر کرتے تھے جبکہ میں تمہیں اس سے روک رہا ہوں، عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے یہودیوں، عیسائیوں کو ملعون قرار دیا ہے جنہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں پر مسجدیں تعمیر کیں۔

(صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب ۴۸، صحیح مسلم کتاب المساجد باب ۳، نسائی کتاب المساجد باب ۱۳، مسند احمد ۲۱۸/۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس مسئلہ کی مزید وضاحت کیلئے علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کی کتاب **تحذیر الساجد عن اتخاذ القبور مساجد** ملاحظہ فرمائیں جس کا اردو ترجمہ راقم الحروف نے ۱۹۶۰ء میں کیا اس کے متعدد ایڈیشن شائع کئے گئے بلکہ دار الافتاء سعودی عرب کے مفتی اعظم شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ نے اس کتاب کے ہزاروں نسخے راقم الحروف سے خرید کر مفت تقسیم کئے، وللہ الحمد علی ذالک۔

سَیَقُوْلُوْنَ ثَلٰثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ وَ یَقُوْلُوْنَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًۢا بِالْغَیْبِ: یہ لوگ اہل کتاب جو اصحاب کہف کے واقعہ میں عہد رسالت میں بحث وتمحیص کر رہے ہیں وہ کہیں گے کہ اصحاب کہف تین افراد تھے چوتھا ان کا کتا ان کے ساتھ تھا جبکہ کچھ لوگ کہیں گے کہ وہ پانچ افراد تھے ان کا کتا چھٹا تھا ان کی یہ بات ظنی ہے یقینی نہیں ہے، نیز تکہ، اٹکل پچو ہے، کچھ لوگ کہیں گے وہ سات افراد تھے جب کہ کتا ان کے ساتھ آٹھواں تھا، آپ فرمائیں ان کی گنتی کی حقیقت کو اللہ بہتر جانتا ہے ان کی صحیح تعداد کا علم بہت کم لوگوں کو ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میرا شمار ان کم لوگوں میں ہوتا ہے واقعتاً ان کی تعداد سات تھی اس لئے کہ جب سات کے عدد کا ذکر کیا ہے تو اس پر ہرگز اعتراض کا ذکر نہیں ہے گویا کہ اس کا اقرار کیا ہے، بعدازاں اس پر قدح نہیں ہے گویا کہ اس کے قائل کو درست قرار دیا ہے، بعدازاں اللہ کے پیغمبر کو افضل اور اکمل کی جانب متوجہ کیا ہے کہ ہر چیز کا اصل علم تو اس ذات کو ہے جو ظاہر پوشیدہ کا علم رکھتی ہے، پس آپ اہل کتاب سے جھگڑا نہ کریں کہ وہ گنتی میں کتنے تھے آپ اس واقعہ کو یقینی سمجھیں اور اس واقعہ کے بارے میں کسی سے استفسار نہ کریں آپ کی جانب جو وحی کی گئی ہے وہی کافی ہے۔

مَّا یَعْلَمُهُمْ اِلَّا قَلِیْلٌ: ان کی صحیح تعداد کو کم لوگ ہی جانتے ہیں، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے میرا شمار ان لوگوں میں ہے جن کو اللہ نے مستثنیٰ قرار دیا ہے بلاشبہ وہ گنتی میں سات تھے کتا ان کے علاوہ تھا، حقیقت یہ ہے کہ واقعات کے بیان میں اہم چیز واقعات سے عبرت حاصل کرنا ہے اور جن کے بیان سے ہماری عقل کو فائدہ حاصل ہو اور دینی دنیوی زندگی میں اخلاق میں پاکیزگی رونما ہو۔

فَلَا تُمَارِ فِیْهِمْ اِلَّا مِرَآءً ظَاهِرًا: اللہ پاک نے اس واقعہ کے بیان کے بعد دو باتوں سے منع کیا ہے کہ اصحاب کہف کے واقعہ کے بارے میں شرعاً کیا فتویٰ ہے اس پر بھی بحث نہ کی جائے، دراصل معاملہ صالحین لوگوں کی کرامات کا ہے تو ان کے بارے میں جھگڑا نہ کیا جائے گفتگو ہو سکتی ہے البتہ ان کی تعداد میں ہرگز شبہ نہیں ہے کہ ان کی تعداد سات تھی آٹھواں ان کے ساتھ کتا تھا واقعہ کے بیان سے مقصود نصیحت اور عبرت ہے اور اس حقیقت سے آگاہ کرنا ہے کہ فوت ہونے کے بعد ضرور اٹھایا جائے گا۔

وَّلَا تَسْتَفْتِ فِیْهِمْ مِّنْهُمْ اَحَدًا: اصحاب کہف کے واقعہ کے بارے میں ہرگز اہل کتاب سے کچھ واسطہ نہ کریں انہیں اس واقعہ کے بارے میں معلومات نہیں ہیں ان کی باتیں مستند نہیں ہیں عام چلتی پھرتی گردش کرنے والی باتیں ہیں جبکہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے پاس یہ واقعہ سچائی کے ساتھ پہنچ چکا ہے اس میں ہرگز شک وتذبذب نہیں ہے آپ کے پروردگار نے آپ کو صحیح انداز میں بتلا دیا ہے اللہ پاک کی جانب سے جو وضاحت ہے وہی صحیح ہے اور اسی کو ترجیح ہے، معلوم ہوا مسلمانوں کو علم کی باتوں کے بارے میں اہل کتاب سے رابطہ قائم کرنے سے روک دیا گیا ہے ایک حدیث میں ہے نہ ان کی باتوں کی تصدیق کرو نہ تکذیب کرو۔

وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَایْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا ﴿۲۳﴾ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ ۡ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِیْتَ وَقُلْ عَسٰٓی اَنْ یَّهْدِیَنِ رَبِّیْ لِاَقْرَبَ مِنْ هٰذَا رَشَدًا ﴿۲۴﴾

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: اور آپ کسی کام کے لئے نہ کہیں کہ میں ضرور اس کو کل کروں گا (۲۳) مگر اللہ کی مشیت کے ساتھ ملا ہوا ہو اور اپنے پروردگار کو یاد کر جب تو بھول جائے اور کہیں! امید ہے کہ میرا پروردگار میری راہ نمائی کرے گا اس راہ کی بلحاظ درست ہونے کے جو اس سے زیادہ قریب ہے (۲۴)

جملہ معترضہ: یہ دونوں آیتیں اس واقعہ کے درمیان میں جملہ معترضہ کی حیثیت رکھتی ہیں ان دونوں میں اللہ کے بندوں کو تعلیم دی گئی ہے کہ وہ اپنے جملہ امور کو اللہ پاک کی ذات کی جانب سپرد کریں اس لئے کہ اللہ کی بادشاہت میں وہی کام اکمال پذیر ہوتا ہے جس کے ساتھ اللہ کی مشیت شامل حال ہو گویا کہ ادب سکھایا گیا ہے۔

شان نزول: قریش مکہ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ روح کی حقیقت کیا ہے؟ اور اصحاب کہف کا واقعہ کس طرح ظہور پذیر ہوا؟ مزید ذوالقرنین کے واقعہ سے بھی ہمیں آگاہ کیا جائے؟ آپ ﷺ نے انہیں جواب دیا کہ میں کل بتاؤں گا لیکن آپ نے ان شاء اللہ کا کلمہ نہ کہا تو اس کے نتیجہ میں پندرہ دن تک وحی کا سلسلہ رکا رہا اس سے آپ کو پریشانی لاحق ہوئی دوسری جانب قریش مکہ نے باتیں بنانا شروع کر دیں بلکہ آپ ﷺ کو نعوذ باللہ جھوٹا قرار دیا۔

تشریح: اے محمد (ﷺ)! آپ سے جب کسی مسئلہ کے بارے میں دریافت کیا جائے تو آپ یہ جملہ زبان پر نہ لائیں کہ میں کل آپ کو اس کے بارے میں بتاؤں گا، بلکہ اس جملہ کے ساتھ ان شاء اللہ کے کلمات بھی کہیں اس کا سبب یہ ہے کہ ہوسکتا ہے کل کا دن آنے سے پہلے ہی آپ پر موت طاری ہو جائے یا کوئی رکاوٹ درمیان میں حائل ہو جائے اور آپ اسے بتا نہ سکیں، ظاہر ہے کہ انشاء اللہ کے کلمہ کے نہ کہنے کی صورت میں وہ شخص وعدہ کے نہ ایفا کرنے پر جھوٹا قرار پائے گا اس کیفیت میں اس شخص سے معاشرہ میں نفرت کا داعیہ رونما ہوگا اور بھول جانے کی صورت میں جب تجھے یاد آئے تو ان شاء اللہ کا کلمہ دہرایا جائے۔

وَقُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّهْدِيَنِ رَبِّيْ لِاَقْرَبَ مِنْ هٰذَا رَشَدًا: آپ کی زبان پر یہ کلمات ہوں کہ شائد اللہ تعالیٰ مجھے توفیق عطا کرے اور مجھے ایسا کام سرانجام دینے کی راہ نمائی فرمائے جو نہ صرف دینی لحاظ سے بہتر ہو بلکہ دنیوی معاملات میں بھی اس کے مفید اثرات اولاً پورے معاشرہ پر یا کم از کم آپ کو آپ کی زندگی کے بارے میں بہترین نتائج سے ہم کنار کرے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اس کے عظیم تر فوائد سے نوازا جیسا کہ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ان کی امتوں نے کیا سلوک کیا نتیجۃً آپ کی امت کو آپ کی شخصیت کے باعث بہترین امت قرار دیا۔

وَلَبِثُوْا فِيْ كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِيْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا ﴿۲۵﴾ قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا لَهٗ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اَبْصِرْ بِهٖ وَاَسْمِعْ ؕ مَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا يُشْرِكُ فِيْ حُكْمِهٖٓ اَحَدًا ﴿۲۶﴾

ترجمہ: اور وہ اپنی غار میں تین صد سال ٹھہرے رہے اور مزید نو سال (۲۵) آپ کہیں اللہ کی ذات بہتر جانتی ہے کہ وہ کتنی مدت ٹھہرے اس کو آسمانوں اور زمین کے بارے میں غیب کا علم ہے اللہ کس قدر دیکھنے والا اور کس قدر سننے والا ہے ان کے لئے نہیں ہے اللہ کے سوا کوئی کارساز اور وہ اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں بناتا ہے (۲۶)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح: جب ہم نے انہیں غار میں سلا دیا تو وہ اس میں اہل کتاب کے حساب کے مطابق تین صد سال ٹھہرے رہے جنہوں نے آپ کی قوم کو ان کے بارے سوال کرنے کی تعلیم دی جب کہ نو سال کا عرصہ آپ کی قوم کے حساب سے زیادہ ہے جنہوں نے آپ سے اس کے بارے میں دریافت کیا، دراصل آپ نے جس حقیقت کو واضح کیا ہے یہ آپ کا معجزہ ہے جب کہ آپ اللہ کے پیغمبر ضرور ہیں لیکن لکھنے پڑھنے سے آشنا نہیں ہیں، مزید برآں حساب، علم ہندسہ اور فلکیات کے علوم پر آپ کو کچھ خبر نہیں، ذرا غور کریں! آپ کو کہاں اس حقیقت کا علم تھا کہ شمسی سو سال کی مدت قمری سو سال کی مدت سے تین سال زائد ہوتی ہے اور ہر شمسی سال کے تینتیس سال قمری سال کے تینتیس سال سے ایک سال زیادہ ہوتے ہیں اور ہر شمسی سال قمری سال سے گیارہ دن زیادہ ہوتا ہے۔

اس حقیقت کے تسلیم کرنے میں ہرگز شک وشبہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات جو باریک بین اور خبر رکھنے والی ہے اس نے آپ کی جانب اس کی وحی کی اور آپ کو اس کی تعلیم سے نوازا بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے بھی زیادہ رشد کے قریب کیا اللہ کی ذات تو ایسی ذات ہے جس نے آپ کو متوجہ کیا کہ آپ زمین کے بارے میں اس علم سے روشناس ہوں کہ سورج اور چاند کی شعاعیں زمین کی سطح پر واقع ہوتی ہیں اور ان شعاعوں کے پڑنے سے زمین کو ترو تازگی اور خوبصورتی حاصل ہوتی ہے اگر سال میں مختلف فصلیں نہ ہوتیں تو زمین خوبصورتی سے محروم رہتی جب کہ فصلوں کے اختلاف کا باعث سورج کے حالات میں تبدیلی کا واقع ہونا ہے اور سورج کا طلوع رہنا ہے کہ شام کا وقت نہ آئے، یاد رکھیں کوئی حیوان، کوئی انگوری ایسی نہیں جس کی زندگی کی بنیاد سورج کی شعاعوں کو قرار نہ جائے، جن کو اللہ تعالیٰ نے زمین کی جانب پھینکا ہے جیسا کہ محمد ﷺ کو اس لئے مبعوث فرمایا تا کہ آپ ہماری راہ نمائی علم کی روشنی کی جانب فرمائیں بلکہ آپ نے اس حقیقت کو واضح کیا کہ زمین کی سطح پر جو زیب وزینت نظر آتی ہے اس پر غور کرنے کے نتیجہ میں ہمیں پہلے لوگوں کے واقعات معلوم کرنے سے کہیں زیادہ رشد وہدایت کی عکاسی ہے تو عالم کائنات میں کثرت کے ساتھ حیرت زدہ کرشمے دکھائی دیتے ہیں، لیکن ان سے صرف نظر کر کے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء کرام کے ہاتھوں پر جو خرق عادت کیفیات دیکھنے میں آتی ہیں ان کی جانب زیادہ توجہ کی ضرورت ہے اللہ پاک فرماتے ہیں میں نے انبیاء علیہم السلام کو اس لئے مبعوث کیا تا کہ وہ تمہیں ان باریکیوں سے مطلع کریں جو میری مملکت میں ظہور پذیر ہیں مزید میری گوناگوں مخلوق میں جو عجائبات کارفرما ہیں، مزید برآں انبیاء علیہم السلام اور اولیاء بھی تو اللہ کی مخلوق ہیں جبکہ سورۃ غافر میں فرمایا ﴿لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ (المؤمن:۵۷) ''آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا لوگوں کے پیدا کرنے سے بڑا (کام) ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے''

قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا: آپ فرمائیں کہ ان کے بارے میں اللہ کو تم سے زیادہ معلومات ہیں جب کہ اس نے یہ بھی بتا دیا ہے کہ وہ کتنا عرصہ برقرار رہیں گے اللہ پاک کا فرمان سچا ہے ہرگز اس میں شک کی گنجائش نہیں۔

لَهٗ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ: اس میں اشارہ ہے کہ وہ کتنا عرصہ ٹھہرے رہے یہ علم اللہ کیساتھ خاص ہے اسلئے کہ اللہ کو آسمانوں اور زمین پوشیدہ سبھی کا علم ہے اس کے علم سے باہر ہرگز کوئی چیز اوجھل نہیں تو اس کے علم کو تسلیم کرو کہ وہ کتنا عرصہ غار میں رہے۔

اَبْصِرْ بِهٖ وَاَسْمِعْ: عربی زبان کا یہ اسلوب تعجب انگیز ہے اور جس حقیقت کو بیان کیا جا رہا ہے اس میں مبالغہ کی حد تک وضاحت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہر موجود کو کس قدر دیکھ رہی ہے اور ہر مسموع کو کس قدر سن رہی ہے اس پر ہرگز کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے اور یہ اللہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاک کی ایسی عظیم شان ہے جس پر تعجب کا اظہار ضروری ہے، اس تمثیل کی وضاحت ملاحظہ فرمائیں! اے اللہ آپ میں کس قدر حلم موجزن ہے اس شخص کے بارے میں جو آپ کے احکام کی نافرمانی کرتا ہے، اے اللہ! آپ اس شخص سے کس قدر زیادہ نزدیک ہیں جو آپ کی بارگاہ میں عجز و ابتہال کی کیفیت میں تجھ سے طلب کر رہا ہے اور اے اللہ تو کس قدر شفیق ہے اس شخص پر جو تیری بارگاہ میں حاضر ہو کر تجھ سے مانگ رہا ہے۔

مَالَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ: اللہ کی مخلوق کا ان کے پروردگار کے علاوہ کوئی دوست نہیں جو ان کے معاملات کی تدبیر کرے۔

وَّلَا يُشْرِكُ فِيْ حُكْمِهٖٓ اَحَدًا: اللہ تعالیٰ ہی وہ ذات ہے جو خالق ہے اور جس کا حکم ہے اس کے حکم کو کوئی ٹال نہیں سکتا اس کا ہرگز کوئی وزیر، مددگار نہیں اس کا کوئی شریک نہیں اللہ کی ذات بلند ہے اور اس کا نام پاکیزہ ہے۔ (المراغی ۳۹۳/۵)

وَاتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ ۚ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ﴿۲۷﴾ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ﴿۲۸﴾ وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ ۚ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا ۙ اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ۚ وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوْهَ ۚ بِئْسَ الشَّرَابُ ۚ وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا ﴿۲۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ﴿۳۰﴾ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّيَلْبَسُوْنَ ثِيَابًا خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِئِيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ ۚ نِعْمَ الثَّوَابُ ۚ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ﴿۳۱﴾ ع

ترجمہ: آپ اس کی تلاوت کریں جس کی آپ کی جانب آپ کے پروردگار کی کتاب سے وحی کی گئی ہے اس کے احکام کو کوئی تبدیل کرنے والا نہیں ہے اور اس کے سوا آپ کوئی پناہ کی جگہ نہیں پائیں گے (۲۷) اور آپ خود کو ان لوگوں کے ساتھ بند رکھیں جو اپنے پروردگار کو صبح شام یاد کرتے ہیں اس کی رضا چاہتے ہیں اور آپ کی آنکھیں ان سے تجاوز نہ کریں کہ آپ دنیوی زندگی کی زینت کے طلبگار ہوں اور آپ اس شخص کی فرمانبرداری نہ کریں جس کے دل کو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا ہے اور وہ اپنی خواہشات کی پیروی کرنے والا ہے اور اس کا معاملہ حد سے گزرا ہوا ہے (۲۷) اور آپ کہیں یہ بات تمہارے پروردگار کی جانب سے درست ہے پس جو شخص چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کافر ہو جائے بے شک ہم نے ظالموں کے لئے آگ کو تیار کر رکھا ہے کہ اس کے پردوں نے انہیں گھیر رکھا ہوگا اور اگر وہ مدد چاہیں گے تو انہیں پینے کا پانی دیا جائے گا جو پگھلے ہوئے تانبے جیسا ہوگا جو چہروں کو جلا دے گا وہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشروب بُرا ہے اور دوزخ بُری آرام کی جگہ ہے (۲۹) بلاشبہ جو لوگ ایمان لائے اور اعمال صالحہ کرتے رہے بلاشبہ ہم ان لوگوں کی مزدوری کو ضائع نہیں کریں گے جنہوں نے اچھے کام کئے ہوں گے (۳۰) یہ ایسے لوگ ہیں جن کے رہنے کے لئے ہمیشہ باغات ہیں کہ ان میں نہریں جاری ہوں گی وہاں انہیں سونے کے کنگن کے زیور دیئے جائیں گے اور باریک نفیس ریشم کے سبز رنگ کے لباس زیب تن کریں گے اور ریشم کے گدے ہوں گے کہ وہاں پلنگوں پر ٹیک لگائے ہوں گے یہ اچھا بدلہ ہے اور بہشت بہترین آرام گاہ ہے (۳۱)

لغوی تحقیق: کَلِمٰت احکام، مُلْتَحَدًا پناہ کی جگہ مادہ (ل ح د) ہے، سُرَادِق فارسی زبان کا لفظ ہے جس کو عربی زبان میں استعمال کیا گیا ہے اس سے مقصود خیمہ ہے، اَلْمُهْلُ تلچھٹ، عَدْن اقامت، اس سے معدن کان کو کہتے ہیں جس میں سے موتی نکالے جاتے ہیں، اَسَاوِرَ کنگن اس کا واحد سِوَارٌ ہے، سُنْدُسٌ باریک ریشم اس کا واحد سُنْدُسَةٌ ہے، اصل فارسی زبان کا لفظ ہے، اِسْتَبْرَق موٹا ریشم رومی زبان کا لفظ ہے مُعَرَّبْ ہے، اَرَائِک کا واحد اَرِیْكَةٌ ہے معنیٰ، پلنگ جس پر ڈولی ہو۔

شان نزول: قریش قبیلہ سے اونچے مرتبہ کے لوگ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ ہم آپ پر ایمان لائیں تو ان بھوکے ننگے لوگوں کو یہاں سے بھگادیں ان سے مقصود بلال، خباب، صہیب رضی اللہ عنہم جیسے لوگ تھے ہمیں ان سے نفرت ہے، ہم ان کے ساتھ بیٹھنا پسند نہیں کرتے ہیں ان کے لئے الگ وقت متعین کریں کہ وہ آپ کی خدمت میں پہنچیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی ﴿وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ﴾

تشریح: اے محمد! (ﷺ) آپ ذکر حکیم کی آیات کی تلاوت فرمائیں جن کی آپ کے پروردگار نے آپ کی جانب وحی کی ہے کسی میں ہرگز طاقت نہیں کہ اللہ کے کلام میں تغیر و تبدل کر سکے اور آپ کبھی بھی اللہ کی ذات کے سوا کو پناہ کی جگہ نہیں پائیں گے، دراصل مشرکین جو مالدار قسم کے لوگ تھے انہوں نے آپ سے مطالبہ کیا کہ آپ ان رفقاء کو اپنی مجلس میں آنے سے روک دیں ان کی مجلس الگ ہو اور ہم جیسے اونچے لوگوں کی مجلس الگ ہو، تاکہ ان کو دیکھ کر ہمیں ذہنی پریشانی نہ ہو اور ان سے پسینے والی بدبو سے ہمیں تحفظ حاصل ہو، دراصل رسول اکرم ﷺ کو ہمیشہ خیال رہتا کہ اگر یہ اونچے درجہ کے لوگ اسلام قبول کریں گے تو ان کے ماتحت بھی لوگ اسلام قبول کریں گے آپ ہرگز دنیوی زیب و زینت کے خواہاں نہ تھے اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ آپ کی توجہ کا مرکز فقیر قسم کے لوگ ہوں اور آپ معاشرہ کے مالدار اور صاحب عظمت لوگوں سے جو شرک پر رواں دواں ہیں ان سے روگردانی کریں معلوم ہوتا ہے آپ دنیوی زندگی کی زینت کے خواہاں ہیں آپ ان کی مجلسوں میں بیٹھ کر شرف و فخر کے طلبگار ہیں، ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے آپ ان کے سوا کی جانب تجاوز نہ کریں آپ ثروت والوں سے دامن بچا کر رکھیں آپ ان لوگوں کی باتوں میں نہ آئیں جو آپ سے مطالبہ کر رہے ہیں کہ ایمان والوں کو اپنی مجلس سے بھگادیں حالانکہ ان کے دل تو اللہ کی یاد سے خالی ہیں، اس آیت کے نازل ہونے کے بعد رسول اکرم ﷺ کھڑے ہوئے فقیر قسم کے ایمان والوں کو تلاش کر رہے تھے جب آپ کی ملاقات ان سے ہوئی تو آپ ان کے ساتھ تشریف فرما ہوئے اور یہ کلمات دہرائے، ہر قسم کی حمد و ثناء اللہ کی ذات کے لئے جس نے میری امت میں ایسے لوگوں کو پیدا فرمایا جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا کہ میں خود کو ان کے ساتھ وابستہ رکھوں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ: اس آیت سے مقصود بظاہر حکم دینا ہے جب کہ دراصل آپ کو ڈانٹ پلائی گئی ہے اور ڈرایا گیا ہے کہ اے محمد! (ﷺ) آپ ان غفلت میں سرشار لوگوں کو خبردار کریں کہ حق واضح ہو چکا ہے اللہ نے اس کو آشکارا فرمادیا ہے اگر تم ایمان لانا چاہتے ہو تو ایمان کی نعمت سے خود کو مالا مال کرو اور اگر چاہتے ہو تو کفر پر قائم رہو، جو صحیح یا غلط عمل کرنا چاہتے ہو کرو، ہم نے ان لوگوں کے لئے جو اللہ اور اس کے پیغمبر کا انکار کرتے ہیں بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے جس کی دیواروں نے ان کو ہر طرف سے گھیر رکھا ہوگا جیسا کہ کنگن نے کلائی کا احاطہ کر رکھا ہوتا ہے اور جب پیاس کی شدت کے باعث پانی کا مطالبہ کریں گے تو انہیں شدید گرم قسم کا پانی دیا جائے گا جیسا کہ پگھلا ہوا تانبا ہے یا تلچھٹ ہے جو کہ گرم ہے تو اس قسم کا گرم پانی جب ان کے چہروں کے قریب جائے گا تو شدت کی گرمی کے باعث ان کے چہرے جل جائیں گے، حقیقت یہ ہے کہ مشروب جو انہیں دیا جائے گا وہ بہت بدبودار نیز گرم ہوگا اور دوزخ ان کی قرارگاہ بہت بری جگہ ہے اللہ پاک ہمیں اس سے تحفظ عطا فرمائے (آمین)۔

حدیث میں ہے جو پانی انہیں دیا جائے گا وہ تلچھٹ کی مانند ہوگا جب اس کو پینے کے ارادہ سے قریب کریں گے تو گرمی کی شدت کے باعث چہرے کا چمڑا جل کر گر پڑے گا۔ (ترمذی کتاب الجہنم باب ۴، مسند احمد ۳/۷۱)

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ: بدبخت لوگوں کے حالات بیان کرنے کے بعد نیک بخت سعادت مند لوگوں کا تذکرہ ہو رہا ہے جیسا کہ قرآن پاک کا اسلوب ہے کہ ترغیب و ترہیب کو ملا کر بیان کیا جاتا ہے کہ ہم ان لوگوں کے اجر و ثواب کو ضائع نہیں کرتے ہیں جو اعمال صالحہ کرتے ہیں اور اخلاص کی نعمت سے مالا مال ہیں بلکہ ہم اضافہ کرتے ہیں برکت ڈالتے ہیں ان کے رہنے کے لئے جنات ہیں جن میں وہ اقامت پذیر رہیں گے ان کی کوٹھیوں کے نیچے سے نہریں جاری ہوں گی انہیں جنت میں سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے ہر جنتی شخص کے ہاتھ میں تین کنگن ہوں گے ایک سونے کا دوسرا چاندی کا، تیسرا موتی کا، قرآن پاک میں دوسری جگہ پر چاندی کے کنگنوں کا تذکرہ ہے جب کہ ایک مقام پر موتیوں کے کنگنوں کا تذکرہ ہے اور ریشم کے لباس کا تذکرہ ہے، حدیث میں وارد ہے ایمان دار شخص کو وہاں وہاں زیور پہنایا جائے گا جہاں جہاں وضو کا پانی پہنچتا رہا۔

(صحیح مسلم کتاب الوضوء، باب ۱۳، مسند احمد ۲/۲۳۲، المراغی ۵/۳۹۷)

جنتیوں کا لباس سندس اور استبرق ریشم سے سبز رنگ کا ہوگا، ذہن نشین کریں کہ باریک ریشم کو عربی میں سندس اور موٹے ریشم کو استبرق کہا جاتا ہے جبکہ ان کے لئے جنت میں سونے کی تاروں سے تیار کردہ پلنگ ہوں گے جن کو کپڑوں اور پردوں کے ساتھ ڈھانپا ہوگا، ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے، الْاَرَآئِک سے مقصود سونے کے پلنگ ہیں موتیوں اور یاقوت کے ساتھ ڈھانپے ہوئے ہوں گے ان پر ڈولیاں رکھی ہوں گی ان پلنگوں کی لمبائی اتنی ہوگی جتنی کہ صنعاء اور ایلہ کے درمیان مسافت ہے اور جتنا کہ عدن اور جابیۃ مقام کے درمیان فاصلہ ہے۔

نِعْمَ الثَّوَابُ ط وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا: پرہیزگاروں کے لئے بدلہ بہت اچھا ہے اور جنت کا مقام آرام کے لحاظ سے بہت بہتر ہے اسی مضمون کی ایک دوسری آیت ملاحظہ فرمائیں ﴿اُولٰٓئِکَ یُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَیُلَقَّوْنَ فِیْهَا تَحِیَّةً وَّسَلٰمًا ۝ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ط حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا﴾ (الفرقان: ۷۵-۷۶) ''یہی لوگ ہیں جنہیں اونچے محل کا بدلہ دیا جائے گا اس وجہ سے کہ انہوں نے صبر کیا اور اس جگہ ان کو بھلائی اور سلام کا تحفہ دیا جائے گا وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے بہشت بہت اچھی آرام گاہ ہے اور اچھی رہنے کی جگہ ہے''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاضۡرِبۡ لَهُمۡ مَّثَلًا رَّجُلَيۡنِ جَعَلۡنَا لِاَحَدِهِمَا جَنَّتَيۡنِ مِنۡ اَعۡنَابٍ وَّحَفَفۡنٰهُمَا بِنَخۡلٍ وَّجَعَلۡنَا
بَيۡنَهُمَا زَرۡعًا﴿۳۲﴾ كِلۡتَا الۡجَنَّتَيۡنِ اٰتَتۡ اُكُلَهَا وَلَمۡ تَظۡلِمۡ مِّنۡهُ شَيۡـًٔا وَّفَجَّرۡنَا خِلٰلَهُمَا
نَهَرًا﴿۳۳﴾ وَّكَانَ لَهٗ ثَمَرٌ فَقَالَ لِصَاحِبِهٖ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗۤ اَنَا اَكۡثَرُ مِنۡكَ مَالًا وَّاَعَزُّ نَفَرًا﴿۳۴﴾
وَدَخَلَ جَنَّتَهٗ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفۡسِهٖ قَالَ مَاۤ اَظُنُّ اَنۡ تَبِيۡدَ هٰذِهٖۤ اَبَدًا﴿۳۵﴾ وَّمَاۤ اَظُنُّ السَّاعَةَ
قَآئِمَةً وَّلَئِنۡ رُّدِدۡتُّ اِلٰى رَبِّىۡ لَاَجِدَنَّ خَيۡرًا مِّنۡهَا مُنۡقَلَبًا﴿۳۶﴾ قَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗۤ
اَكَفَرۡتَ بِالَّذِىۡ خَلَقَكَ مِنۡ تُرَابٍ ثُمَّ مِنۡ نُّطۡفَةٍ ثُمَّ سَوّٰٮكَ رَجُلًا﴿۳۷﴾ لٰكِنَّا۟ هُوَ اللّٰهُ رَبِّىۡ
وَلَاۤ اُشۡرِكُ بِرَبِّىۡۤ اَحَدًا﴿۳۸﴾ وَلَوۡلَاۤ اِذۡ دَخَلۡتَ جَنَّتَكَ قُلۡتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ ۙ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ
اِنۡ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ مِنۡكَ مَالًا وَّوَلَدًا﴿۳۹﴾ فَعَسٰى رَبِّىۡۤ اَنۡ يُّؤۡتِيَنِ خَيۡرًا مِّنۡ جَنَّتِكَ وَيُرۡسِلَ
عَلَيۡهَا حُسۡبَانًا مِّنَ السَّمَآءِ فَتُصۡبِحَ صَعِيۡدًا زَلَقًا﴿۴۰﴾ اَوۡ يُصۡبِحَ مَآؤُهَا غَوۡرًا فَلَنۡ تَسۡتَطِيۡعَ
لَهٗ طَلَبًا﴿۴۱﴾ وَاُحِيۡطَ بِثَمَرِهٖ فَاَصۡبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيۡهِ عَلٰى مَاۤ اَنۡفَقَ فِيۡهَا وَهِىَ خَاوِيَةٌ عَلٰى
عُرُوۡشِهَا وَيَقُوۡلُ يٰلَيۡتَنِىۡ لَمۡ اُشۡرِكۡ بِرَبِّىۡۤ اَحَدًا﴿۴۲﴾ وَلَمۡ تَكُنۡ لَّهٗ فِئَةٌ يَّنۡصُرُوۡنَهٗ مِنۡ دُوۡنِ
اللّٰهِ وَمَا كَانَ مُنۡتَصِرًا﴿۴۳﴾ هُنَالِكَ الۡوَلَايَةُ لِلّٰهِ الۡحَقِّ ؕ هُوَ خَيۡرٌ ثَوَابًا وَّخَيۡرٌ عُقۡبًا﴿۴۴﴾ ع

ترجمہ: آپ ان کے سامنے ایک واقعہ بیان کریں دو انسانوں کا واقعہ، ان میں سے ہر ایک کو ہم نے انگوروں کے دو باغ عطا کئے اوران کے اردگرد ہم نے کھجور کے درختوں کو پیدا کیا اور ہم نے ان کے درمیان کھیتی کو پیدا کیا (۳۲) دونوں باغ اپنے اپنے پھلوں کو لا رہے تھے اور پھلوں میں کچھ کمی نہ تھی اور ہم نے ان کے درمیان پانی کی نہر چلا دی (۳۳) جب کہ باغ کا پھل بہت زیادہ تھا پھر اس نے اپنے ساتھی سے کہا اور وہ اس سے گفتگو کر رہا تھا کہ میں تجھ سے مال میں زیادہ ہوں اور نوکر چاکر کے لحاظ سے بہت غالب ہوں (۳۴) اور وہ اپنے باغ میں داخل ہوا جب کہ وہ اپنے آپ پر ظلم کرنے والا تھا اس نے کہا میں خیال نہیں کرتا ہوں کہ باغ کسی وقت تباہ ہوگا (۳۵) اور میں خیال نہیں کرتا ہوں کہ قیامت قائم ہوگی اور بالفرض اگر میں اپنے پروردگار کی جانب واپس لوٹایا گیا تو ضرور میں اس باغ سے بہتر چلنے پھرنے کی جگہ پاؤں گا (۳۶) اس کے ساتھی نے اس سے کہا اور وہ اس کے ساتھ گفتگو کر رہا تھا کیا تو اس ذات کا انکار کر رہا ہے جس نے تجھے مٹی سے پیدا کیا پھر نطفہ سے پھر تجھے مرد بنایا (۳۷) لیکن میں اعتقاد رکھتا ہوں کہ اللہ میرا پروردگار ہے اور میں اپنے پروردگار کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بناتا ہوں (۳۸) اور کیوں ایسا نہ ہوا کہ جب تو باغ میں داخل ہوا تو تو کہتا جو اللہ چاہے نہیں ہے قوت مگر اللہ کی مشیت کے ساتھ اگر تو مجھے دیکھتا ہے کہ میں تجھ سے مال اور اور اولاد میں کم ہوں (۳۹) پس شائد کہ میرا پروردگار قریب ہے مجھے تیرے باغ سے بہتر عطا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرے اور شائد کہ اس پر آسمان سے عذاب نازل کرے پس وہ چٹیل میدان ہو جائے (۴۰) یا اس کا پانی گہرا ہو جائے تو تو اس کو لا نہیں سکے گا (۴۱) اور سزا کے طور پر اس کے پھلوں کا احاطہ کیا گیا تو وہ صبح کے وقت اپنے دونوں ہاتھوں کو افسوس کے ساتھ مل رہا تھا جو اس نے اس میں خرچ کیا تھا جب کہ وہ باغ اپنی چھتوں پر گرا ہوا تھا اور وہ کہہ رہا تھا اے کاش! کہ میں اپنے پروردگار کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناتا (۴۲) اور اس کے کچھ ساتھی نہ تھے اللہ کے سوا جو اس کی مدد کرتے اور وہ انتقام لینے کی حالت میں نہ تھا (۴۳) اس جگہ ثابت ہوا کہ کارسازی اللہ کی ذات کے لئے ہے جو ہمیشہ ہے وہ بہتر ہے ثواب دینے کے لحاظ سے اور وہ بہتر ہے جزا دینے کے لحاظ سے (۴۴)

لغوی تحقیق: اَلْجَنَّۃُ باغ، چونکہ باغ کے درختوں نے زمین کو چھپایا ہوتا ہے اس مادہ کا معنی چھپنا ہے، اصل معنی ڈھانپنا ہے، **حَفَفْنٰھُمَا** ہم نے کھجوروں کے ساتھ ان دونوں کو ڈھانپ رکھا ہے، **حَفَّ** چھلکا اتارنا، گھبرانا، احاطہ کرنا، حلقہ باندھنا، **حِفَاف** نشان قدم، **محفوف** گھرا ہوا۔ (لسان القرآن ص ۴۹۶)

تشریح: مفسرین بیان کرتے ہیں کہ یہ دونوں شخص آپس میں بالکل حقیقی بھائی تھے ان میں سے ایک تو ایماندار شخص تھا جب کہ دوسرا شخص کافر، وہ اپنے والد کی وراثت کے وارث ہوئے، ان میں سے کافر شخص نے اپنے مال کے ساتھ دو باغیچے خرید کئے جب کہ مومن شخص نے اپنا تمام مال اللہ کی رضا جوئی کے لئے خرچ کر دیا اب اس کے پاس کچھ بھی باقی نہ تھا تو اس کے کافر بھائی نے اپنے مفلس بھائی کو عار دلائی کہ تو نے اپنا مال ضائع کر دیا اب تو روٹی کا بھی محتاج ہے اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے کافر بھائی کے مال کو تباہ و برباد کر دیا اور اس مثال میں مومن کا تذکرہ کیا ہے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے اعمال صالحہ ادا کرتا ہے اس کے دوسرے بھائی کافر کا تذکرہ کیا ہے جس کو مال و دولت کی فراوانی نے مغرور بنا دیا تھا۔

جَعَلْنَا لِاَحَدِھِمَا جَنَّتَیْنِ مِنْ اَعْنَابٍ: کہ ہم نے کافر بھائی کو دو باغ عطا کئے ان باغیچوں کا منظر نہایت خوبصورت دیدنی تھا قرآن پاک نے اس کی حیران کن تشریح کی ہے کہ دونوں پھلدار باغیچوں کا منظر جس میں مختلف اقسام کے انگور ہیں ان باغیچوں کو کھجور کے درختوں نے ڈھانپ رکھا ہے ان دونوں کے درمیان کھیتی باڑی کا انتظام ہے، نیز ان دونوں کے درمیان پانی کی نہریں رواں دواں ہیں دونوں باغیچوں میں سے ہر باغیچہ نہایت عمدہ پختہ لذیذ پھل دے رہا ہے ہرگز کمی نہیں ہے اور ہم نے ان دونوں کے درمیان نہر کو جاری کر دیا ہے جبکہ ایمان دار بھائی کو بھی اس کے دونوں باغیچوں میں سے مختلف قسم کے پھل فروٹ میسر آ رہے ہیں تو کافر بھائی نے اپنے بھائی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا میں تجھ سے مال و دولت کے لحاظ سے زیادہ ہوں اور میرے معاونین اور خدام بھی زیادہ ہیں چنانچہ کافر بھائی اپنے باغیچہ میں اپنے ایماندار بھائی کو تھامے ہوئے داخل ہوا وہ باغیچہ میں گھوم رہا تھا اور اپنے بھائی کو درختوں، پھلوں اور پانی کی نہروں کا مشاہدہ کرا رہا تھا وہ عجب و غرور میں مستغرق تھا خود پر ظلم کر رہا تھا اسی کیفیت میں اس نے برملا کہا میں سوچ بھی نہیں سکتا کہ میرا یہ باغ کبھی بادخزاں کی نذر ہو جائے گا بلکہ میں تو قیامت کے وقوع پذیر ہونے کا بھی اعتقاد نہیں رکھتا ہوں اور جنت دوزخ کو افسانہ قرار دیا اور ممکن نہیں کہ فوت شدہ لوگوں کو زندہ کیا جائے، البتہ اگر بفرض محال اٹھایا گیا جیسا کہ تو کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ مجھے اس سے بہتر نعمتوں کیساتھ نوازے گا اور میرا انجام بہت اچھا ہے جس طرح اللہ تعالیٰ نے مجھے اس دنیا میں نوازا اسی طرح وہ مجھے اس سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہتر اور عمدہ انداز کے ساتھ نوازے گا جب میں اٹھایا جاؤں گا۔

قَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗ: اس کے بھائی ایماندار نے جو فقر و فاقہ کی زندگی گزار رہا تھا اس نے اپنے بھائی کے ساتھ گفتگو کی اور اس کی باتوں کا جواب دیتے ہوئے کہا تعجب ہے کہ تو اس ذات کا انکار کر رہا ہے جس کا نام اللہ ہے جس نے تجھے مٹی سے پیدا کیا، بعد ازاں نطفہ سے پھر تجھے سیدھے قد والا بنایا، دراصل وہ اس انداز میں اپنے بھائی کو ڈانٹ پلا رہا ہے اور متنبہ کر رہا ہے جب کہ میں تو اللہ کی ذات کا اقرار کرتا ہوں وہی میرا پروردگار ہے وہی میرا خالق ہے اور میں اپنے پروردگار اللہ کی ذات کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بناتا ہوں وہ اکیلا ہی معبود ہے اس کا ہرگز کوئی شریک نہیں۔

وَلَوْلَآ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَاشَآءَاللّٰهُ: کیوں ایسا نہیں ہوا کہ جب تو اپنے باغیچہ میں داخل ہوا اور اس میں درختوں اور پھلوں کا مشاہدہ کرنے کے ساتھ جب تجھے تعجب لاحق ہوا اور تو خوش ہوا تو تیری زبان پر یہ الفاظ ہوتے کہ یہ تو اللہ تعالیٰ کا خاص فضل وکرم ہے اللہ جو چاہتا ہے وجود پذیر ہوتا ہے اور جو نہیں چاہتا ہے وہ نہیں ہوتا، ہم سب اس کی اطاعت کرنے کی قدرت نہیں رکھتے جب تک کہ اس کی توفیق شامل حال نہ ہو اگر تو مجھے دیکھ رہا ہے (ایماندار شخص اپنے بھائی کافر سے کہہ رہا ہے) کہ میں تجھ سے زیادہ فقیر ہوں اور تجھے مجھ پر عزت حاصل ہے کہ تیرے پاس مال و دولت کی بہتات ہے اور اولاد بھی زیادہ ہے تو مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر احسان فرمائے گا کہ میرے فقر و فاقہ کو ختم کر کے مجھے مالدار بنا دے گا یعنی میرا داخلہ جنت میں کر دے گا جو تیری جنت سے بہتر ہے اس لئے کہ میرا اللہ کی ذات پر ایمان ہے اور تجھ سے مال و دولت چھین لیا جائے گا اور تیرے باغیچہ کو تباہ و برباد کر دے گا جب کہ تو نے اللہ کی ذات کا انکار کیا اور گھمنڈ میں رہا۔

وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَآءِ: اللہ اس پر آسمانی آفت نازل کرے گا جو اسے تباہ و برباد کر دے گی یا آسمان سے بجلی گرے گی جس کی لپیٹ میں آنے کے بعد اس کا وجود ختم ہو جائے گا اس طرح تیرا باغیچہ چٹیل میدان بن جائے گا جس پر قدم رکھنا بھی ممکن نہ ہوگا ہر قسم کا سبزہ درخت وغیرہ نابود ہو جائیں گے یا باغیچہ کی زمین کا پانی اتنا گہرا دور چلا جائے گا کہ اس کو لانا ممکن نہ ہوگا تو سبزہ درخت کھیتی ختم ہو جائے گی ایسی حالت میں ہرگز اسے حاصل کرنا ممکن نہ ہوگا کجا کہ اسے دوبارہ واپس لایا جائے۔

وَاُحِيْطَ بِثَمَرِهٖ فَاَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ: دونوں کا جھگڑا ختم ہونے کے بعد اچانک حیران کن کیفیت ظہور پذیر ہوتی ہے کہ ایماندار شخص کی لہلہاتی ہوئی امیدیں حقیقت کا روپ دھار لیتی ہیں کہ کافر متکبر شخص سے نعمتیں چھن جاتی ہیں اور اس کا باغیچہ بالکلیہ تباہ و برباد ہو جاتا ہے اس کے کھیت مرجھا جاتے ہیں اور اس کے پھل جھڑ جاتے ہیں باغیچہ کی تر و تازگی اور خوبصورتی موسم خزاں کا منظر پیش کرتی ہے تو وہ شخص حزن و ملال کی گہری کیفیت میں اپنے دونوں ہاتھوں کو آپس میں ملاتا ہے کہ اس کا مال ضائع ہوا اس کی محنت رائیگاں چلی گئی جب باغیچہ کی چھتیں اس کی دیواروں پر گریں تو اس وقت اس کی زبان پر یہ کلمات آتے ہیں افسوس! کہ میں اپنے پروردگار کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناتا لیکن اس وقت کی پشیمانی سے کچھ فائدہ حاصل نہ ہوگا، اس کی اس کیفیت میں اس کے دوست واحباب بھی اس کی مدد نہ کر سکے اور اس کے باغیچہ کو تباہی و بربادی سے تحفظ عطا نہ کر سکے نہ خود اس میں اتنی قوت ہے کہ جس اللہ نے اس کو تباہ و برباد کیا ہے اس سے بدلہ لیا جا سکے اس کے قبیلہ، اس کی آل و اولاد اور اس کے اقارب نے اسے کچھ فائدہ نہ پہنچایا اور نہ بچا سکے اور وہ خود بھی اپنے آپ کو اللہ کے عذاب کی گرفت سے رستگاری نہ دلا سکا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

هُنَالِکَ الْوَلَایَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ: ایسی صورت اور ایسے مقام میں ایک اللہ کی مدد سے ہی تحفظ حاصل ہوسکتا ہے اس کے سوا کسی کو ہرگز قدرت حاصل نہیں ہے اللہ پاک اپنے دوستوں کی مدد فرماتا ہے اور جو شخص بھی اللہ کی ذات پر ایمان رکھتا ہے اس کو دنیوی، اخروی زندگی میں اس کے اعمال صالحہ کی بنا پر ثواب سے نوازا جائے گا اور اس شخص کا انجام بہتر ہے جس کا اللہ پاک کی ذات پر اعتماد ہے اور اس کے ساتھ امیدیں وابستہ ہیں۔ (صفوۃ التفاسیر القسم الثامن ص ۱۰-۱۶)

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ
فَاَصْبَحَ هَشِیْمًا تَذْرُوْهُ الرِّیٰحُ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ مُّقْتَدِرًا ﴿۴۵﴾ اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ
زِیْنَةُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۚ وَالْبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَیْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَیْرٌ اَمَلًا ﴿۴۶﴾ وَیَوْمَ
نُسَیِّرُ الْجِبَالَ وَ تَرَى الْاَرْضَ بَارِزَةً ۙ وَّحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا ﴿۴۷﴾ وَعُرِضُوْا
عَلٰى رَبِّكَ صَفًّا ؕ لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍۭ بَلْ زَعَمْتُمْ اَلَّنْ نَّجْعَلَ لَكُمْ
مَّوْعِدًا ﴿۴۸﴾ وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِیْنَ مُشْفِقِیْنَ مِمَّا فِیْهِ وَیَقُوْلُوْنَ یٰوَیْلَتَنَا مَالِ
هٰذَا الْكِتٰبِ لَا یُغَادِرُ صَغِیْرَةً وَّلَا كَبِیْرَةً اِلَّاۤ اَحْصٰىهَا ۚ وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ؕ وَلَا
یَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ﴿۴۹﴾ ع وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْۤا اِلَّاۤ اِبْلِیْسَ ؕ كَانَ مِنَ
الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ ؕ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّیَّتَهٗۤ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِیْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ؕ بِئْسَ
لِلظّٰلِمِیْنَ بَدَلًا ﴿۵۰﴾ مَاۤ اَشْهَدْتُّهُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَا خَلْقَ اَنْفُسِهِمْ ۪ وَمَا كُنْتُ
مُتَّخِذَ الْمُضِلِّیْنَ عَضُدًا ﴿۵۱﴾ وَیَوْمَ یَقُوْلُ نَادُوْا شُرَكَآءِیَ الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ
یَسْتَجِیْبُوْا لَهُمْ وَجَعَلْنَا بَیْنَهُمْ مَّوْبِقًا ﴿۵۲﴾ وَرَاَ الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ فَظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ مُّوَاقِعُوْهَا وَلَمْ
یَجِدُوْا عَنْهَا مَصْرِفًا ﴿۵۳﴾ ع وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ؕ وَكَانَ
الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَیْءٍ جَدَلًا ﴿۵۴﴾ وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ یُّؤْمِنُوْۤا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰى وَیَسْتَغْفِرُوْا
رَبَّهُمْ اِلَّاۤ اَنْ تَاْتِیَهُمْ سُنَّةُ الْاَوَّلِیْنَ اَوْ یَاْتِیَهُمُ الْعَذَابُ قُبُلًا ﴿۵۵﴾ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِیْنَ اِلَّا
مُبَشِّرِیْنَ وَ مُنْذِرِیْنَ ۚ وَیُجَادِلُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِالْبَاطِلِ لِیُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ وَاتَّخَذُوْۤا اٰیٰتِیْ
وَمَاۤ اُنْذِرُوْا هُزُوًا ﴿۵۶﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰیٰتِ رَبِّهٖ فَاَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِیَ مَا قَدَّمَتْ
یَدٰهُ ؕ اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ یَّفْقَهُوْهُ وَفِیْۤ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ وَاِنْ تَدْعُهُمْ اِلَى الْهُدٰى
فَلَنْ یَّهْتَدُوْۤا اِذًا اَبَدًا ﴿۵۷﴾ وَرَبُّكَ الْغَفُوْرُ ذُو الرَّحْمَةِ ؕ لَوْ یُؤَاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوْا لَعَجَّلَ
لَهُمُ الْعَذَابَ ؕ بَلْ لَّهُمْ مَّوْعِدٌ لَّنْ یَّجِدُوْا مِنْ دُوْنِهٖ مَوْئِلًا ﴿۵۸﴾ وَتِلْكَ الْقُرٰۤى اَهْلَكْنٰهُمْ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَمَّا ظَلَمُوۡا وَ جَعَلۡنَا لِمَهۡلِكِهِمۡ مَّوۡعِدًا﴿۵۹﴾ ع

ترجمہ: اور ان کے لئے دنیوی زندگی کی تمثیل بیان کریں کہ وہ بارش کی مانند ہے جس کو ہم نے آسمان سے اتارا پس اس کے سبب زمین کی انگوری آپس میں مل جل گئی پھر وہ ٹوٹ پھوٹ گئی اس کو ہوا اڑاتی ہے اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے (۴۵) مال اور بیٹے دنیا کی زندگی کی زینت ہیں اور نیک کام باقی رہنے والے آپ کے پروردگار کے ہاں ثواب کے لحاظ سے بہتر ہیں اور امید کے لحاظ سے بہتر ہیں (۴۶) اور جس دن ہم پہاڑوں کو چلائیں گے اور تو زمین کو ظاہر دیکھے گا اور ہم بندوں کو اکٹھا کریں گے تو ہم ان میں سے کسی ایک کو بھی نہیں چھوڑیں گے (۴۷) اور وہ تیرے پروردگار کے ہاں پیش ہوں گے صفیں بنائے ہوئے [ہم کہیں گے] بے شک تم ہمارے پاس اس طرح آئے ہو جس طرح کہ ہم نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا تھا بلکہ تم نے خیال کر لیا کہ ہم ہر گز تمہارے لئے وعدہ کی جگہ نہیں بنائیں گے (۴۸) اور اعمال نامہ درمیان میں رکھا جائے گا پس تو گنہگاروں کو دیکھے گا اس سے خوفزدہ ہوں گے جو اس میں ہے اور وہ کہیں گے ہمارے حال پر افسوس ہے! کیا حال ہے کہ اس اعمال نامے نے کسی چھوٹے بڑے گناہ کو نہیں چھوڑا ہے مگر اس نے اس کا گھراؤ کر رکھا ہے اور انہوں نے جو اعمال کئے ہوں گے انہیں موجود پائیں گے اور تیرا پروردگار کسی پر ظلم نہیں کرتا ہے (۴۹) اور اس وقت کو یاد کرو جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ تم آدم کو سجدہ کرو پس انہوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے، وہ جنوں سے تھا وہ اپنے پروردگار کے حکم سے باہر نکل گیا تو کیا تم اس کو اور اس کی اولاد کو میرے سوا دوست بناتے ہو حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہیں ظالموں کے لئے بدلہ برا ہے (۵۰) میں نے ان کو آسمانوں اور زمین کی تخلیق کے وقت اور نہ خود ان کے پیدا کرنے کے وقت انہیں گواہ نہیں بنایا تھا اور میں گمراہ لوگوں کی مدد کرنے والا نہیں ہوں (۵۱) اور جس دن اللہ کہے گا اے مشرک لوگو! تم میرے ان شرکاء کو پکارو جن کے بارے میں تمہارا خیال تھا تو وہ ان کو آواز دیں گے لیکن وہ ان کی آواز کا جواب نہ دیں گے اور ہم نے ان کے درمیان تباہی کو ثابت کیا (۵۲) اور مجرم لوگ دوزخ کا مشاہدہ کریں گے وہ سمجھیں گے کہ وہ اس میں گرائے جائیں گے اور اس سے واپس آنے کو نہیں پائیں گے (۵۳) بیشک ہم نے اس قرآن میں مختلف انداز سے لوگوں کیلئے ہر قسم کی مثال کو بیان کیا ہے اور انسان تو سب سے زیادہ جھگڑالو ہے (۵۴) اور لوگوں کو ایمان لانے سے نہیں روکا ہے جب ان کے پاس ہدایت آن پہنچی اور اپنے پروردگار سے مغفرت طلب کریں مگر اس وجہ سے کہ ان کے پاس پہلے لوگوں کا انداز آن پہنچے یا ان کے پاس گوناگوں قسم کی سزا پہنچے (۵۵) اور ہم پیغمبروں کو نہیں بھیجتے رہے البتہ بشارت دینے والے اور ڈرانے والے جبکہ کفار تو بے ہودہ شبہات کی بنیاد پر جھگڑتے ہیں تا کہ اس کیساتھ حق کو پھسلا دیں اور وہ میری آیات کا مزاح اڑاتے ہیں اور جن سے انہیں ڈرایا گیا (۵۶) اور اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہوسکتا ہے جس کو اس کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پروردگار کی آیات کے ساتھ نصیحت کی گئی تو اس نے ان سے روگردانی کی اور ان باتوں کو فراموش کر دیا جن کو اس کے دونوں ہاتھوں نے آگے بھیجا بے شک ہم نے ان کے دلوں پر پردے ڈال دیئے تا کہ وہ قرآن نہ سمجھیں اور ان کے کانوں میں بوجھ رکھ دیا اور اگر تو انہیں ہدایت کی جانب دعوت دے گا تو وہ اس وقت ہرگز ہدایت یافتہ نہیں ہوں گے (۵۷) اور تیرا پروردگار معاف کرنے والا رحم کرنیوالا ہے اگر وہ ان کے افعال پر ان کا مؤاخذہ کرے گا تو ان پر جلد عذاب مسلط کر دے گا بلکہ ان کیلئے وقت مقرر ہے وہ اس کے علاوہ ہرگز پناہ کی جگہ نہیں پائیں گے (۵۸) اوران بستیوں کو ہم نے تباہ و برباد کیا جب انہوں نے ظلم کیا اور ہم نے ان کی ہلاکت کیلئے وقت کو معین کیا (۵۹)

لغوی تحقیق: هَشِیۡمًا چورا چورا، مادہ (ھ ش م) ہے سوکھی یا نرم چیز کے توڑنے پر بولا جاتا ہے، هَشَمَ الۡخُبۡزَ سوکھی روٹی کو توڑ کر ثرید بنانا، ﴿فَاَصۡبَحَ هَشِیۡمًا تَذۡرُوۡهُ الرِّیٰحُ﴾ پھر وہ چورا چورا ہوگئی کہ ہوائیں اسے اڑاتی پھرتی ہیں، ﴿فَكَانُوۡا كَهَشِیۡمِ الۡمُحۡتَظِرِ﴾ (القمر:۳۱) ''وہ ایسے ہوگئی جیسے باڑ والے کی سوکھی اور ٹوٹی ہوئی باڑ'' تَهَشَّمُ فُلَانٌ عَلٰى فُلَانٍ کسی پر مہربان ہونا، ابن الزبعری کا شعر ملاحظہ کریں ؎

عَمۡرُوۡ الَّذِیۡ هَشَمَ الثَّرِیۡدَ لِقَوۡمِهٖ وَ رِجَالُ مَكَّةَ مُسۡنِتُوۡنَ عِجَافُ

''عمرو ایسا شخص ہے جس نے اپنی قوم کے لئے ثرید بناتے ہوئے روٹی کو چورا چورا کیا جب کہ مکہ کے باشندے قحط سالی کے سبب لاغر جسم والے تھے'' (مفردات امام راغب ص ۱۰۱۶)

اَلۡبَرَاز شہر سے دور اور کھلی جگہ، کنایۃً ایسی جگہ جہاں لوگ قضاء حاجت کے لئے جائیں، اَلۡبَرَاز بمعنی مبارزہ حریف کے مقابلے کے لئے میدان میں اترنا، اِمۡرَءَةٌ بَرۡزَةٌ ایسی جلیل القدر خاتون پاک باز جس کی مجلس میں مرد کھلے بندوں آئیں جائیں اور اس کی رائے کو مستند مانیں، اَلۡاِبۡرِیۡزُ خالص سونا، رَجُلٌ بَارِزٌ نمایاں شخصیت انسان۔ (لسان القرآن ص ۱۷۰)

تشریح: قریش قبیلہ سے سرکش لوگوں کو اس تمثیل سے آگاہ کریں کہ دنیوی زندگی بلحاظ حسن ترو تازگی اور تیزی کے ساتھ ختم ہونے کے لحاظ سے پانی کی مانند ہے (ذہن نشین کریں کہ یہ تمثیل سورۃ یونس میں بھی گزر چکی ہے) جس کے ساتھ زمین سے نمودار ہونے والی انگوری بالکل ملی ہوتی ہے یہاں تک کہ انگوری زمین سے نکل کر برابر کھڑی دکھائی دیتی ہے جب اس سے پانی ختم ہو جاتا ہے تو انگوری کمزور ہو جاتی ہے معمولی ہاتھ لگانے سے چورا چورا ہو جاتی ہے اسے ہوائیں بکھیر دیتی ہیں اور اللہ کی ذات ہر چیز پر قدرت رکھتی ہے اللہ کی قوت کے ساتھ زندگی ہے اور اس کی قدرت کے ساتھ فنا ہونا ہے اللہ کی ذات کو ہرگز مخلوق میں سے کوئی چیز مزاحم نہیں ہو سکتی ہے نہ عاجز کر سکتی ہے۔

اَلۡمَالُ وَالۡبَنُوۡنَ زِیۡنَةُ الۡحَیٰوةِ الدُّنۡیَا: اس آیت میں ان لوگوں کے گھمنڈ کو ختم کرنا مقصود ہے جو مال و دولت کی بہتات کے باعث خود کو دیگر انسانوں سے اونچا سمجھتے ہیں کبر و نخوت کے باعث انسان کی حیثیت ان کے نزدیک حیوان جیسی ہے اللہ تعالیٰ انہیں ڈانٹ پلا رہے ہیں کہ یہ سب کچھ دنیوی زیب و زینت ہے اخروی زندگی میں اس سے کسی فائدہ کی توقع نہیں ہے بلکہ مال و دولت تو فتنہ اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آزمائش کا نام ہے، درحقیقت مال تو انسان کا دشمن ہے اگر اسے اس کے محل پر خرچ نہ کیا جائے جب کہ اعمال صالحہ کے لئے بقا اور دوام حاصل ہے اور اخروی زندگی دوام اور بقاء کے لحاظ سے بہت بہتر ہے جب کہ مال اور اولاد کے لئے بقا اور دوام نہیں ہے، بہرحال دنیوی زیب وزینت کو اخروی زندگی پر ہرگز فضیلت نہیں ہے، علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے مال واولاد تو دنیوی نعمت اور جاہ وجلال کا نام ہے جب کہ اعمال صالحہ اخروی زندگی کا انمٹ نشان ہے اعمال صالحہ سے مقصود سبحان اللہ والحمدللہ لاالہ الااللہ واللہ اکبر کے کلمات کا ورد کرنا ہے۔

وَیَوْمَ نُسَیِّرُ الْجِبَالَ وَ تَرَی الْاَرْضَ بَارِزَةً: اور جس دن ہم پہاڑوں کو چلائیں گے پہاڑوں کے چلانے سے مقصود ان کو ان کی جگہ سے زائل کرنا ہے اور پہاڑ اس طرح چلیں گے جس طرح بادل چلتے ہیں اور اے محمد! (ﷺ) آپ زمین کو دیکھیں گے کہ وہ بالکل چٹیل میدان ہوگی زمین پر کوئی پہاڑ درخت اور عمارت نظر نہ آئے گی، یا اس سے مقصود یہ بھی ہے کہ زمین کے اندر چھپے ہوئے خزانے اور مدفون لوگ زمین کی تہہ سے باہر نکل آئیں گے جیسا کہ دوسری جگہ میں ہے کہ زمین اپنے تمام تر بوجھوں کو نکال کر باہر پھینک دے گی اور ہم تمام مخلوق کو اکٹھا کریں گے انہیں میدان حشر میں جمع کیا جائے گا اور کوئی ایک فرد بھی پیچھے نہیں رہے گا۔

وَعُرِضُوْا عَلٰی رَبِّکَ صَفًّا: تمام امتیں اور جماعتیں صف بندی کی شکل میں بارگاہ الٰہی میں پیش ہوں گے جب وہ آن موجود ہوں گے تو اللہ پاک فرماتے ہیں کہ ہم ان سے کہیں گے کہ تم ہمارے پاس بالکل اس طرح آئے ہو جیسا کہ ہم نے تمہیں اولاً پیدا کیا کہ تمہارے پاؤں میں جوتا نہ تھا تمہارے جسم پر لباس نہ تھا اور تمہارا ختنہ نہیں ہوا تھا۔

بَلْ زَعَمْتُمْ اَلَّنْ نَّجْعَلَ لَکُمْ مَّوْعِدًا: اس گفتگو میں ڈانٹ پلائی گئی ہے کہ تم نے یہ خیال کر رکھا تھا کہ تمہیں موت کے بعد ہرگز اٹھایا نہیں جائے گا اور ہم تمہیں تمہارے اعمال کے مطابق بدلہ نہیں دیں گے، لیکن ہم نے جو وعدہ کر رکھا ہے ہم اس کو پورا کریں گے۔

وَوُضِعَ الْکِتٰبُ فَتَرَی الْمُجْرِمِیْنَ مُشْفِقِیْنَ مِمَّا فِیْهِ: میدان حشر میں اعمال کے رجسٹر لوگوں کے ہاتھوں میں تھما دیئے جائیں گے نیک بخت سعادت مند کو اس کے دائیں ہاتھ میں اور بدکردار بدنصیب کے بائیں ہاتھ میں تھما دیا جائے گا، اس کیفیت میں مشرک لوگ اپنے اعمال نامہ سے خوفزدہ ہوں گے کانپ رہے ہوں گے وہ بھانپ جائیں گے کہ اب ذلت اور رسوائی سے دوچار ہونا ہے بلکہ دردناک عذاب کی گرفت میں جکڑا جانا ہے اور وہ اپنے بارے میں ہلاکت و بربادی کا واویلا کریں گے اور وہ زبان سے اقرار کر رہے ہوں گے جبکہ وہ برملا کہیں گے ہائے! ہم افسردہ ہیں اپنے بارے میں دعائیہ کلمات ان کی زبانوں سے نکل رہے ہوں گے کہ ہمارا اعمل نامہ کیسا ہے؟ اس نے کسی معمولی گناہ کو بھی معاف نہیں کیا اس میں صغائر کبائر سبھی گناہ درج ہیں اللہ پاک فرماتے ہیں آپ کا پروردگار تو کسی فرد پر ظلم کو روا نہیں رکھتا ہے ہر گناہ موجود ہے اور اچھے کام کے اجر وثواب میں کمی ہرگز نہیں ہے۔

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ: اس وقت کو یاد کرو جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ تم آدم کو تحیہ اور اکرام کا سجدہ کرو تفصیل سورۃ البقرۃ میں گزر چکی ہے، عبادت کا سجدہ نہیں ہے وہ تو صرف اللہ کی ذات کے لئے لائق ہے تو اللہ تعالیٰ کے حکم کی اطاعت کرتے ہوئے انہوں نے سجدہ کیا البتہ ابلیس نے از راہ تکبر سجدہ کرنے سے انکار کیا اس کی نافرمانی کا سبب یہ تھا کہ اس کا شمار جنوں سے تھا فرشتوں سے نہ تھا اسی لئے اس نے نافرمانی کی، وہ اللہ کے حکم سے نکل گیا تو اے انسانو! اب تم ابلیس اور اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی اولاد کو میری فرماں برداری کو چھوڑتے ہوئے اپنا دوست بناتے ہو جب کہ حقیقت یہ ہے کہ ابلیس اور اس کی اولاد تمہاری دشمن ہے وہ ہر وقت اس خیال میں مستغرق رہتا ہے کہ تم تکالیف اور مصائب کا نشانہ بنے رہو تو جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی ذات کو چھوڑ کر ابلیس کو اپنا رفیق بنایا تو اللہ کی جگہ پر ابلیس کو رفیق بنانا تو بہت برا بدل ہے اور ایسا کرنے والے لوگ ظالم ہیں۔

مَآ اَشۡهَدۡتُّهُمۡ خَلۡقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ: اکثر مفسرین اس طرف گئے ہیں کہ ضمیر جمع مذکر کا مرجع شرکاء ہیں وضاحت ملاحظہ فرمائیں کہ اگر وہ افراد جن کو انہوں نے میرا شریک بنایا ہوا ہے وہ آسمانوں، زمین اور خود ان کی تخلیق میں میرے شرکاء ہوتے تو ان کی تخلیق کے وقت وہ موجود ہوتے اور اس میں میرے ساتھ شریک ہوتے جب کہ وہ تخلیق کے وقت موجود نہ تھے اور نہ میں نے انہیں حاضر کیا ہے تو وہ کیسے میرے شریک ہیں؟ جبکہ لازم منتفی ہے تو ملزوم بھی منتفی ہوا، دوسری صورت یہ ہے کہ جمع کی ضمیر سے مقصود مشرک لوگ ہیں جنہوں نے کوشش کی کہ نادار مفلس فقیر لوگوں کو بھگا دیا جائے، مقصود یہ ہے کہ یہ لوگ ہرگز میرے شریک نہیں ہیں کہ جہان کی تدبیر میں دخل دیں جبکہ میں نے ان کو آسمانوں زمین کی بلکہ ان کی تخلیق کے وقت بھی انہیں حاضر نہیں کیا اور میں نے ہرگز ان کے سبب قوت حاصل نہیں کی ان کا وجود تو بالکل دوسری مخلوق کی مانند ہے۔

وَمَا كُنۡتُ مُتَّخِذَ الۡمُضِلِّيۡنَ عَضُدًا: میں نے آسمان وزمین کی تخلیق پر ان سے مدد طلب نہیں کی نہ میں نے ان سے مشورہ لیا اور میں شیطانوں اور کفار کو اپنا بازو بنانے والا نہیں ہوں بلکہ آپ ﷺ کو مخاطب کیا ہے کہ آپ نے انہیں اپنا بازو نہیں بنانا ہے اور ایسا کرنا آپ کے لئے درست بھی نہیں ہے۔

وَيَوۡمَ يَقُوۡلُ نَادُوۡا شُرَكَآءِىَ الَّذِيۡنَ زَعَمۡتُمۡ: آپ اس دن کے بارے میں تذکرہ کرو جب اللہ عزوجل کفار کو ڈانٹ پلاتے ہوئے للکارے گا کہ تم میرے شرکاء کو پکارو جن کے بارے میں تمہارا خیال تھا کہ وہ تمہیں فائدہ پہنچائیں گے اور تمہاری سفارش کریں گے تو وہ انہیں پکاریں گے لیکن وہ انہیں کچھ جواب نہ دیں گے کجا کہ وہ کچھ فائدہ دیں یا کسی تکلیف کو دور کریں اور ان مشرکین اور ان کے شرکاء کے درمیان گہری وادی حائل کر دیں گے جس کے سبب ان کے درمیان پردہ واقع ہو جائے گا گویا کہ ان کا دنیوی مال ومتاع اخروی زندگی میں تباہی وبربادی کی صورت اختیار کرے گا۔

وَرَاَ الۡمُجۡرِمُوۡنَ النَّارَ فَظَنُّوۡۤا: اور مجرم لوگ دوزخ کا مشاہدہ کریں گے انہیں یقین ہوگا کہ وہ دوزخ میں واقع ہونے والے ہیں اور اس سے پھرنے کے لئے جگہ نہیں پائیں گے جب کہ دوزخ نے انہیں ہر طرف سے گھیر رکھا ہوگا۔ (فتح القدیر ۳/۲۹۴)

وَلَقَدۡ صَرَّفۡنَا فِىۡ هٰذَا الۡقُرۡاٰنِ لِلنَّاسِ مِنۡ كُلِّ مَثَلٍ: بلاشبہ ہم نے اس قرآن میں تمثیلات کو واضح کیا ہے اور دلائل اور پر مغز نصیحت کی باتوں کو بتکرار ذکر کیا ہے جب کہ انسان کی طبیعت میں جھگڑا کرنا ہے وہ حق وصداقت کی جانب جھکاؤ نہیں کرتا ہے اور نہ کسی نصیحت پر وہ خود کو روکتا ہے اور لوگوں کو ایمان لانے سے نہیں روکتا ہے جب ان کے پاس اللہ کی جانب سے ہدایت آن پہنچی اور گناہوں سے اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہو کر مغفرت کی بھیک طلب کریں مگر اس بات نے کہ ان کے پاس پہلے لوگوں والا انداز آئے یعنی گناہوں کے سبب تباہی وبربادی مسلط ہو جائے یا وہ سامنے آتا ہوا عذاب دیکھ پائیں تب وہ ایمان لائیں گے حالانکہ ہم پیغمبروں کو نہیں بھیجتے ہیں مگر صرف خوشخبری دینے اور ڈرانے کے لئے تباہی وبربادی کے لئے نہیں بھیجتے ہیں جب کہ کفار لوگ باطل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو پیش کر کے جھگڑا کرتے ہیں تا کہ باطل کے دباؤ کیساتھ حق کو کچل دیں اسی لئے جب وہ معجزات کا مطالبہ کرتے ہیں اس کیساتھ ہی مطالبہ کرتے ہیں کہ اگر ہم تسلیم نہیں کرتے ہیں تو عذاب مسلط ہو جائے، دراصل وہ ایمان کے طلبگار نہیں ہیں ان کی کیفیت استہزاء والی ہے بلکہ وہ تو قرآن پاک اور جس عذاب سے انہیں خوفزدہ کیا جاتا ہے اس کا مزاح اڑاتے ہیں جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہوسکتا ہے جسے اس کے پروردگار کے احکام کی نصیحت کی جائے لیکن وہ ان سے روگردانی کرے انہیں فراموش کردے اوران کا کچھ خیال نہ کرے اوران گناہوں کو بالکل بھلا دے جو اس نے زمانہ ماضی میں کئے اوران کے نتائج سے غافل رہے۔

اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰی قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً: ہم نے ان کے دلوں کو پردوں میں ڈھانپ دیا قرآن پاک کے معانی مطالب کے فہم میں وہ حائل ہو چکے ہیں اوران کے کانوں میں بوجھ ہے جو انہیں روکتا ہے کہ وہ سمجھنے کے خیال سے نہ سنیں اگر آپ انہیں ایمان اور قرآن کی جانب دعوت دیں گے تو وہ آپ کی دعوت کو قبول نہیں کریں گے اس لئے کہ اول تو سنتے ہی نہیں ہیں اگر بظاہر سنتے ہیں تو سمجھنے کی جانب ان کی توجہ نہیں ہے یہ لوگ تو چار پایوں کی مانند ہیں۔

وَرَبُّكَ الْغَفُوْرُ ذُو الرَّحْمَةِ: اے محمد! (ﷺ) آپ کا پروردگار وسیع رحمت والا ہے بندوں کے گناہوں کو معاف کرنے والا ہے بلکہ کوتاہیوں اور نافرمانیوں کے باوجود اپنے بندوں پر رحیم ہے، جب کہ اللہ تعالیٰ کا انداز یہ ہے کہ ظالم شخص کو مہلت تو دیتا ہے تا کہ وہ ظلم وستم سے باز آ جائے لیکن بالکلیہ اسے آزاد نہیں چھوڑتا ہے کہ اس سے پرسش بھی نہ کی جائے۔

بَلْ لَّهُمْ مَّوْعِدٌ لَّنْ يَّجِدُوْا مِنْ دُوْنِهٖ مَوْئِلًا: روز محشر میں ان کے ساتھ وعدہ کے مطابق وہ وہاں خوفناکیوں سے ہم کنار ہوں گے وہاں وہ ہرگز پناہ کی جگہ حاصل نہ کرسکیں گے اور نہ ہی انہیں نجات میسر آئے گی۔

وَتِلْكَ الْقُرٰٓى اَهْلَكْنٰهُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا: یہ تو پہلی امتوں کے واقعات ہیں جن کو طویل عرصہ ہوا کہ انہیں صفحۂ ہستی سے مٹا دیا گیا مقصود ھود، صالح، لوط، اور شعیب کی قومیں ہیں جب وہ ظلم وتعدی سے باز نہ آئے تو ہم نے انہیں تہس نہس کر دیا اور ہم نے ان کی تباہی و بربادی کا وقت معین کیا تو یہ لوگ جو پیغمبروں کو جھٹلا رہے ہیں ان کی مخالفت میں کوئی کمی روا نہیں رکھتے ہیں انہیں ان واقعات سے عبرت حاصل کرنی چاہیے، دراصل قریش قبیلہ کے کفار کو دھمکی دی جا رہی ہے، علامہ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں اے مشرکو! تمہیں ڈرنا چاہیے کہ تم بھی کہیں اس عذاب کی لپیٹ میں نہ آ جاؤ جس کی لپیٹ میں پہلی قومیں آئیں تم نے تو عظیم الشان پیغمبر کو جھٹلایا ہمارے نزدیک تم کچھ زیادہ قوت والے نہیں ہو تم میرے عذاب اور میرے ڈرانے والوں سے ڈرو۔ (صفوۃ التفاسیر القسم الثامن ۲۱)

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِفَتٰىهُ لَآ اَبْرَحُ حَتّٰٓى اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ اَوْ اَمْضِيَ حُقُبًا ﴿۶۰﴾ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوْتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا ﴿۶۱﴾ فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتٰىهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا ﴿۶۲﴾ قَالَ اَرَءَيْتَ اِذْ اَوَيْنَآ اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّيْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ وَمَآ اَنْسٰىنِيْهُ اِلَّا الشَّيْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ وَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ عَجَبًا ﴿۶۳﴾ قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلٰٓى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا ﴿۶۴﴾ فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَيْنٰهُ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رَحۡمَةً مِّنۡ عِنۡدِنَا وَعَلَّمۡنٰهُ مِنۡ لَّدُنَّا عِلۡمًا ﴿٦٥﴾ قَالَ لَهٗ مُوۡسٰی هَلۡ اَتَّبِعُكَ عَلٰۤی اَنۡ تُعَلِّمَنِ
مِمَّا عُلِّمۡتَ رُشۡدًا ﴿٦٦﴾ قَالَ اِنَّكَ لَنۡ تَسۡتَطِیۡعَ مَعِیَ صَبۡرًا ﴿٦٧﴾ وَكَیۡفَ تَصۡبِرُ عَلٰی مَا لَمۡ
تُحِطۡ بِهٖ خُبۡرًا ﴿٦٨﴾ قَالَ سَتَجِدُنِیۡۤ اِنۡ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّلَاۤ اَعۡصِیۡ لَكَ اَمۡرًا ﴿٦٩﴾ قَالَ
فَاِنِ اتَّبَعۡتَنِیۡ فَلَا تَسۡـَٔلۡنِیۡ عَنۡ شَیۡءٍ حَتّٰۤی اُحۡدِثَ لَكَ مِنۡهُ ذِكۡرًا ﴿٧٠﴾ ع فَانۡطَلَقَا حَتّٰۤی اِذَا
رَكِبَا فِی السَّفِیۡنَةِ خَرَقَهَا ؕ قَالَ اَخَرَقۡتَهَا لِتُغۡرِقَ اَهۡلَهَا ۚ لَقَدۡ جِئۡتَ شَیۡـًٔا اِمۡرًا ﴿٧١﴾ قَالَ اَلَمۡ
اَقُلۡ اِنَّكَ لَنۡ تَسۡتَطِیۡعَ مَعِیَ صَبۡرًا ﴿٧٢﴾ قَالَ لَا تُؤَاخِذۡنِیۡ بِمَا نَسِیۡتُ وَلَا تُرۡهِقۡنِیۡ مِنۡ
اَمۡرِیۡ عُسۡرًا ﴿٧٣﴾ فَانۡطَلَقَا حَتّٰۤی اِذَا لَقِیَا غُلٰمًا فَقَتَلَهٗ ۙ قَالَ اَقَتَلۡتَ نَفۡسًا زَكِیَّةًۢ بِغَیۡرِ نَفۡسٍ ؕ
لَقَدۡ جِئۡتَ شَیۡـًٔا نُّكۡرًا ﴿٧٤﴾

ترجمہ: اور اس وقت کو یاد کرو جب موسیٰ نے اپنے نوجوان سے کہا میں زندگی بھر چلتا رہوں گا یہاں تک کہ میں دو دریاؤں کے جمع ہونے کی جگہ میں پہنچ جاؤں گا یا میں پھر لمبا عرصہ تک چلتا رہوں گا (٦٠) جب وہ دونوں دو دریاؤں کے جمع ہونے کی جگہ پر پہنچے تو وہ اپنی مچھلی کو فراموش کر گئے چنانچہ اس نے اپنا راستہ دریا میں سرنگ کی طرح اختیار کیا (٦١) پس جب وہ دونوں گزر گئے تو موسیٰ نے اپنے نوجوان سے کہا ہمارے لئے ہمارا صبح کا کھانا نکالیں بلاشبہ ہم نے اس سفر میں تھکاوٹ کو پایا ہے (٦٢) اس نے کہا کیا تو نے دیکھا نہیں جب ہم نے پتھر کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے آرام کیا تھا تو میں مچھلی کو بھول گیا اور مجھے اس کے بارے میں نہیں بھلایا ہے مگر شیطان نے کہ میں اس واقعہ کو یاد کروں جب کہ مچھلی نے دریا میں اپنا راستہ عجیب انداز کے ساتھ اختیار کیا (٦٣) موسیٰ نے کہا یہ وہی چیز تھی جس کو ہم تلاش کر رہے تھے پس وہ دونوں اپنے قدموں کے نشانات پر جستجو کرتے ہوئے واپس لوٹے (٦٤) پس ان دونوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندے کو پایا جس کو ہم نے اپنی جانب سے نبوت عطا کی تھی اور ہم نے اس کو اپنے پاس سے علم سے نوازا تھا (٦٥) موسیٰ نے اس سے کہا کیا میں اس شرط پر آپ کی پیروی کروں کہ تو مجھے اس چیز کی تعلیم عطا کرے جس کی تجھے راہ پانے کیلئے تعلیم دی گئی ہے؟ (٦٦) اس نے کہا بیشک تو میرے ساتھ صبر کرنے کی طاقت نہیں رکھتا ہے (٦٧) اور تو ایسی چیز پر کیسے صبر کر سکتا ہے جس کا تو نے سمجھ کے لحاظ سے احاطہ نہیں کیا ہے (٦٨) اس نے کہا اگر اللہ نے چاہا تو تو مجھے صبر کرنیوالا پائے گا اور میں تیرے کسی حکم کی نافرمانی نہیں کروں گا (٦٩) اس نے کہا اگر تو میری پیروی کرے گا تو مجھ سے کسی چیز کے بارے میں دریافت نہ کرنا یہاں تک کہ میں تجھے اس کی حالت کو خود بیان کروں (٧٠) پس وہ دونوں چلتے رہے یہاں تک کہ جب وہ کشتی میں سوار ہوئے تو خضر نے اس میں سوراخ کر دیا موسیٰ نے کہا کیا تو نے کشتی میں شگاف کر دیا ہے؟ تاکہ تو کشتی والوں کو ڈبو دے بلاشبہ تو بہت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منکر کام کو لایا ہے (۷۱) اس نے کہا کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ تو میرے ساتھ صبر کی برداشت نہیں رکھتا ہے (۷۲) موسیٰ نے کہا تو میرا مؤاخذہ نہ کر جو کچھ میں بھول چکا ہوں اور تو مجھے میرے معاملہ میں مشقت میں نہ ڈال (۷۳) پھر وہ دونوں چل پڑے یہاں تک کہ جب وہ دونوں ایک نوجوان سے ملے تو خضر نے اس کو قتل کر دیا موسیٰ نے کہا کیا تو نے ایسے شخص کو جو گناہ سے پاک ہے بغیر کسی قصاص کے مار ڈالا، بلاشبہ تو نے ناپسندیدہ کام کیا ہے (۷۴)

لغوی تحقیق: لَآ اَبْرَحُ میں چلتا رہوں گا، زمانہ بھر، اَلْحُقُبُ اسی سال، حُقِبَ الْعَامُ خشک سالی ہونا، حَقِبَ الْاَمْرُ بات بگڑ گئی، معاملہ خراب ہو گیا، اِحْتَقَبَ الْاِثْمَ گناہ کا مرتکب ہونا، اَلْحَقِیْبَۃُ تھیلا، وہ شے جو سوار گھوڑے پر اپنے پیچھے رکھے، امراء القیس کا کہنا ہے اَلْبِرُّ خَیْرُ حَقِیْبَۃِ الرَّجُلِ نیکی بہترین زاد راہ ہے قرآن پاک میں ہے ﴿لٰبِثِیْنَ فِیْھَآ اَحْقَابًا﴾ (النبا:۲۳) ''جس میں وہ صدیوں پڑے رہیں گے'' جہنم کے خلود اور عدم خلود کے بارے میں قدماء میں طویل بحثیں ہو چکی ہیں، معتزلہ اس بات کے قائل تھے کہ گناہ چاہے کتنا بڑا ہو انسان چونکہ کمزور ہے اور اس کے اجتماعی وتہذیبی ماحول میں ایسی ترغیبات کثرت کے ساتھ پائی جاتی ہیں جس کی وجہ سے اس کا گناہوں سے آلودہ ہونا ہر آن ممکن ہے اس لئے اس کو سزا دینا تو بلاشبہ قرین قیاس ہے لیکن ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اسے جہنم میں ڈال دینا اللہ تعالیٰ کے تقاضائے عدل کے منافی ہے دنیا کی محدود اور خطرات سے گھری ہوئی زندگی میں ارتکاب جرم بہرحال ایک محدود فعل ہے اور اس کی سزا بھی محدود ہی ہونی چاہیے غیر محدود نہیں، محدثین اور سلف بالعموم خلود جہنم کے قائل ہیں ان کے دلائل نصوص قرآنی پر مبنی ہیں ان کا یہ کہنا ہے کہ عدل وہ نہیں جسے ہم عدل قرار دیں جب اللہ تعالیٰ جہنم کو ابدی قرار دیں تو یہی عدل ہے اگر ہم اللہ تعالیٰ کے ہر حکم اور فیصلہ کو مبنی بر عدل تصور کرتے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ اس مسئلہ میں اس اصول سے انحراف اختیار کریں انسان کے پیمانہ عدل اور اللہ تعالیٰ کے اسلوب عدل میں بڑا فرق ہے۔

ابن القیمؒ چونکہ سلفی ہیں اور سلفی ہونے کے ساتھ ساتھ دین کی گہری بصیرت بھی رکھتے ہیں ان کا کہنا ہے کہ خلود اور ابدیت کے الفاظ اس منطقی ابدیت وخلود کے مترادف نہیں جس کے معنی دوام اور ہمیشگی کے ہیں بلکہ مدت مزید پر بھی ان الفاظ کا اطلاق ہوتا ہے اور عربی ادب میں اس کے شواہد ملتے ہیں۔ (لسان القرآن ص ۵۰۰)

سَرِبٌ سرنگ کو کہتے ہیں، سَرَبٌ نشیب کی طرف جانے کو کہتے ہیں، غَدَاءٌ صبح کا کھانا، ناشتہ، نَصَبٌ تھکاوٹ، اِمْرًا منکر کام، عجیب

تنبیہات: (۱) اس واقعہ میں موسیٰ علیہ السلام سے مقصود موسیٰ بن عمران ہیں جو بنی اسرائیل سے مشہور پیغمبر تھے جن پر تورات کو نازل کیا گیا جن کا واقعہ متعدد سورتوں میں موجود ہے، (۲) موسیٰ علیہ السلام کے نوجوان سے مقصود یوشع بن نون ہیں جو یوسف علیہ السلام کے خاندان سے ان کے پوتے تھے وہ موسیٰ علیہ السلام کے خادم تھے اس لئے انہیں فتی کہا گیا ہے چنانچہ غلام کے بارے میں حدیث میں وارد ہے کہ اس کو فتی اور لونڈی کو فتاۃ کہا جائے جب کہ غلام کو عبد اور لونڈی کو امۃ کہنے سے روکا گیا ہے، (۳) اور خضر علیہ السلام بھی اللہ کے پیغمبر تھے ان کے بارے میں ذکر کیا گیا ہے کہ ہم نے ان کو رحمت سے نوازا اور رحمت سے مقصود نبوت ہے۔ (الزخرف:۲۲)

مزید موسیٰ علیہ السلام نے خضر علیہ السلام کو مخاطب کرتے ہوئے استفسار کیا ﴿هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا﴾ کیا میں آپ کی پیروی کروں اس لئے کہ آپ مجھے رشد وہدایت کی تعلیم سے نوازیں، جب کہ حقیقت یہ ہے کہ پیغمبر کسی غیر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیغمبر سے علم حاصل نہیں کرتا ہے معلوم ہوا وہ پیغمبر تھے۔

تناسب: قبل ازیں اللہ پاک نے مشرکین کے واقعات سے آگاہ کیا جنہوں نے فقیر مہاجرین پر فخر کیا کہ ہم نہ صرف مال کی بہتات رکھتے ہیں بلکہ ہمارے رفقاء اور مددگار بھی کثرت کے ساتھ موجود ہیں اس بنا پر وہ نبی علیہ السلام ﷺ کی مجلس میں شریک نہیں ہوتے تھے کہ اس طرح انہیں فقیر بے نوا لوگوں کے ساتھ ان کی مجلس میں بیٹھنا ہوگا جس کو وہ اپنے لئے عار تصور کرتے تھے وہ ان کے چہروں کو دیکھ کر اذیت محسوس کرتے بلکہ ان کے اجسام سے پھیلنے والی بدبو سے نفرت کا اظہار کرتے اس کے بعد موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ جو خضر علیہ السلام کے ساتھ ہوا اس کو ذکر کیا گیا ہے مقصود یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اگرچہ سچے پیغمبر تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں بنی اسرائیل کی جانب مبعوث فرمایا تاکہ انہیں خوشخبری عطا کریں اور عذاب سے خوفزدہ کریں، موسیٰ علیہ السلام کا لقب کلیم اللہ ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا کہ وہ خضر علیہ السلام کی مجلس میں جائیں اور ان سے علم حاصل کریں بالخصوص جن باتوں کا انہیں علم نہیں، معلوم ہوا کہ جس عالم شخص میں تواضع کارفرما ہے وہ ہرگز اپنے دور کے کسی عالم کی مجلس میں جانے سے گریز پائی اختیار نہ کرے گا۔

بخاری شریف میں دونوں کا واقعہ خاصا طویل ہے اختصار کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے پیش کیا جارہا ہے، موسیٰ علیہ السلام ایک دن بنی اسرائیل کی مجلس میں خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے تو ان سے دریافت کیا گیا اس وقت کون شخص سب سے بڑا عالم ہے؟ موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیتے ہوئے خود کو بہت بڑا عالم قرار دیا ان کے اس جواب پر اللہ تعالیٰ ناراض ہوئے، انہیں چاہیے تھا کہ وہ جواب میں کہتے کہ اللہ پاک کو معلوم ہے کہ سب سے بڑا عالم کون ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی جانب وحی کی کہ میرا ایک بندہ اس جگہ رہائش پذیر ہے جہاں دو سمندر اکٹھے ہوتے ہیں اور وہ ایک سمندر کی شکل اختیار کر لیتے ہیں ان دونوں کے بارے میں کتاب اللہ میں ہرگز وضاحت موجود نہیں ہے اس لئے خاموشی اختیار کی جائے۔

نیز موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ آپ اپنے تھیلے میں ایک مچھلی رکھیں جہاں مچھلی خود بخود تھیلے سے باہر نکل جائے وہاں آپ کی ملاقات اس شخص سے ہوگی جو آپ سے زیادہ علم رکھتا ہے، چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رفیق یوشع بن نون کے ساتھ سفر اختیار کیا راستے میں انہوں نے ایک پتھر کو آرام کے لئے منتخب کیا وہاں دونوں نے آرام کیا اور محو خواب ہو گئے اس دوران مچھلی نے حرکت کی وہ سمندر میں داخل ہوگئی اور پانی میں جہاں جہاں سے اس کا گزر ہوا وہاں وہاں پانی رک گیا اور وہ جگہ سرنگ کی شکل میں دکھائی دینے لگی پانی اوپر سے گزر رہا تھا جب موسیٰ علیہ السلام بیدار ہوئے تو ان کے رفیق یوشع بن نون کو یاد نہ رہا کہ وہ موسیٰ علیہ السلام کو مچھلی کے غائب ہونے کے بارے میں اطلاع دیں وہ دونوں دن کا باقی حصہ اور رات بھر چلتے رہے نیند سے بیدار ہونے کے بعد دوسرے دن موسیٰ علیہ السلام نے اس وقت کھانا طلب کیا جب تھکاوٹ کو محسوس کیا تو نوجوان یوشع بن نون نے بتایا کہ میں تو بھول گیا مچھلی کا واقعہ آپ سے بیان نہ کیا کہ اس نے تو فلاں جگہ پتھر کے پاس سمندر میں چھلانگ دی تھی اور سمندر میں داخل ہوگئی تھی چنانچہ وہ دونوں مچھلی کے غائب ہونے کے مقام پر واپس لوٹے جہاں پتھر تھا تو وہاں دونوں نے ایک شخص کو پایا جس نے خود کو سفید چادر کے ساتھ لپیٹا ہوا تھا اس کے بعد کشتی، لڑکے اور دیوار کا واقعہ پیش آیا جس کی تفصیل تشریح میں ذکر کی جارہی ہے۔

(صحیح بخاری کتاب التفسیر باب ۲، صحیح ترمذی کتاب التفسیر باب ۱۸، مسند احمد ۵/۱۱۷۔۱۱۸)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح: اے پیغمبر! (ﷺ) آپ اس واقعہ کو ذہن نشین فرمائیں جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رفیق سفر یوشع بن نون سے کہا میں مسلسل چلتا رہوں گا یہاں تک کہ میں دوسمندروں کے سنگھم کی جگہ پر پہنچ جاؤں گا یا زندگی بھر چلتا رہوں گا اس کا سبب یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی جانب وحی کی کہ میرے بندوں میں سے ایک بندہ دوسمندروں کے سنگھم کے پاس ہے اس کو ایسا علم حاصل ہے جس سے تجھے آگاہی حاصل نہیں ہے چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے خود کو آمادہ کیا کہ مجھے اس سفر پر نکلنا چاہیے خواہ کس قدر مشقت کا سامنا کیوں نہ پیش آئے اور خواہ کتنا طویل زمانہ مجھے اس تگ ودو میں بسر کیوں نہ کرنا پڑے بہر حال میں اس سے ملاقات کر کے رہوں گا، چنانچہ وہ دونوں وہاں سے چل نکلے مسلسل سفر کرتے رہے یہاں تک کہ وہ دونوں ایسے مقام پر پہنچے جس مقام پر اللہ تعالیٰ نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ وہ شخص وہاں آپ سے ملے گا لیکن دونوں نے اس مچھلی کو فراموش کر دیا جب وہ سمندر میں داخل ہوئی اور جہاں جہاں اس کا گزر ہوا وہاں وہاں سے پانی رک گیا اور سرنگ کی شکل دکھائی دینے لگی، اس کیفیت کے مشاہدہ کرنے پر موسیٰ علیہ السلام اور ان کے رفیق سفر کو حیرانی لاحق ہوئی اس میں ہرگز شک وشبہ کی گنجائش نہیں کہ مچھلی کا اس کی موت کے بعد زندہ ہونا موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ تھا بیان کیا جاتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے ایک مچھلی کے بارے میں حکم دیا کہ اس کو نمک لگا دیا جائے اور موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خادم یوشع بن نون کو حکم دیا کہ جہاں یہ مچھلی گم ہو جائے وہ جگہ ہماری منزل ہے چنانچہ اس نے مچھلی کو ایک تھیلے میں رکھا اور وہ دونوں وہاں سے روانہ ہوئے جب وہ دونوں ایک پتھر کے قریب پہنچے تو دونوں پر نیند کا غلبہ ہو گیا مچھلی تھیلے سے نکل کر سمندر میں جا پہنچی جب وہ دونوں وہاں سے آگے چلے گئے رات دن کے سفر کے بعد دوسرے دن سورج کے ذرا بلند ہونے کے بعد موسیٰ علیہ السلام کو بھوک کا احساس ہوا تو اپنے خادم سے کھانا طلب کیا تو نوجوان نے موسیٰ علیہ السلام کو آگاہ کیا کہ مجھے ایک حادثہ سے واسطہ پڑا ہے جب ہم نے دو دریاؤں کے سنگھم پر بھوک کی شدت کو محسوس کیا تو میں بھول گیا کہ مچھلی کے بارے میں آپ کو مطلع کروں چنانچہ وہ اسی راہ پر واپس لوٹے یہاں تک کہ وہ اس پتھر کے پاس پہنچے تو وہاں ان کی ہمارے ایک بندے سے ملاقات ہوگئی جس کا نام خضر تھا، وہ سفید چادر میں لپٹے ہوئے تھے موسیٰ علیہ السلام نے انہیں السلام علیکم کہا، خضر علیہ السلام نے جواب دیا اس زمین میں سلام کہنا نہایت تعجب انگیز ہے؟ موسیٰ علیہ السلام نے اپنا تعارف کرایا کہ میرا نام موسیٰ ہے، خضر علیہ السلام نے استفسار کیا آپ بنی اسرائیل سے موسیٰ علیہ السلام ہیں؟ انہوں نے اثبات میں جواب دیا تو موسیٰ نے ان سے کہا کیا میں آپ کی رفاقت اختیار کر سکتا ہوں تاکہ آپ مجھے اس علم کی تعلیم سے نوازیں جس علم سے اللہ پاک نے آپ کو نوازا ہے تاکہ مجھے میرے معاملات میں رشد وہدایت حاصل ہو اور ایسے علم سے آگاہی حاصل ہو جو منفعت بخش ہے اور عمل صالح کے بارے میں شناسائی سے واسطہ پڑے۔

لیکن خضر علیہ السلام نے انہیں آگاہ کیا اے موسیٰ! اللہ تعالیٰ نے جس علم سے مجھے نوازا ہے تجھے اس کا علم نہیں ہے اور جس علم سے تجھے نوازا ہے میں اس علم سے آشنا نہیں ہوں، بعدازاں اس کے سبب کو واضح کیا کہ اے موسیٰ! آپ ان امور پر کیسے صبر کر سکتے ہیں اگرچہ آپ پیغمبر ہیں جب کہ ان کی ظاہری کیفیت اس لائق نہیں کہ اس کو درست قرار دیا جائے، مزید باطنی کیفیت تو مجہول ہے اور یہ حقیقت ہے کہ صالح کردار کا شخص ہرگز صبر نہیں کر سکتا ہے جب اس کا مشاہدہ کرے گا بلکہ انکار پر اتر آئے گا۔

لیکن موسیٰ علیہ السلام نے اقرار کیا میں آپ کے ساتھ رہوں گا اور کسی کام پر اعتراض نہیں کروں گا تو خضر علیہ السلام نے ان سے کہا اگر آپ میری معیت میں جانا چاہتے ہیں تو میرے جس کام پر تجھے اعتراض ہو اس میں آپ نے جلدی نہیں کرنا ہے آپ اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقت تک رک جائیں جب تک کہ میں خود اس کا تذکرہ نہ کروں اور اس کے صحیح ہونے پر آگاہ نہ کروں چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے اس شرط کو قبول کر لیا جیسا کہ متعلم اپنے استاذ کا ادب ملحوظ رکھتے ہوئے اسی کیفیت کو اختیار کرتا ہے، بعد ازاں وہ دونوں ساحل سمندر پر رواں دواں رہے انہیں کشتی کی تلاش تھی چنانچہ انہیں ایک کشتی سے واسطہ پڑا کشتی والوں نے خضر علیہ السلام کو پہچان لیا ان سے اجرت وصول نہ کی انہیں کشتی میں سوار کر لیا جب کشتی سمندر کے درمیان پہنچی تو خضر علیہ السلام نے کشتی کے ایک تختہ کو کلہاڑے کے ساتھ پھاڑ ڈالا تو موسیٰ علیہ السلام نے خضر علیہ السلام سے برملا کہا تو نے نہایت غلط کام کیا ہے اس پر خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ میں نے تجھے کہا نہیں تھا کہ آپ میرے ساتھ رہتے ہوئے صبر کے دامن کو تھام نہیں سکیں گے تو موسیٰ علیہ السلام نے خضر علیہ السلام سے معذرت خواہانہ انداز میں کہا اگر میں نے آپ کی بات کو تسلیم کرنے میں غفلت کا مظاہرہ کیا ہے جبکہ انکار بھی نہیں کیا ہے تو آپ مجھے ہرگز کسی تکلیف میں مبتلا نہ کریں اور اپنی معیت میں رواں دواں رہنے پر پابندی عائد نہ کریں، آپ چشم پوشی اختیار کریں اور سوال و جواب کے مخمصہ میں نہ لے جائیں پھر کشتی سے اترنے کے بعد جب کہ وہ بحفاظت کنارے پر اترے دونوں ساحل پر رواں دواں تھے اس دوران خضر علیہ السلام نے ایک لڑکے کو جو اپنے ہم عمر لڑکوں کے ساتھ کھیل میں مصروف تھا اسے قتل کر دیا قرآن پاک میں وضاحت نہیں ہے کہ کس طرح قتل کیا ہمیں بھی اس کے سراغ لگانے کی جانب نہیں جانا چاہیے، بہر حال جیسے ہی اس کو موت کے گھاٹ اتارا تو موسیٰ علیہ السلام نے خضر علیہ السلام پر اعتراض کر دیا کہ ایک پاکیزہ شخص کو جس کا کچھ گناہ نہیں آپ نے قتل کر دیا آپ نے نہایت نفرت انگیز کام کا ارتکاب کیا، ظاہر ہے کہ کشتی کے تختہ کو توڑنا اتنا قبیح کام نہیں جس قدر ایک شخص کو موت کے گھاٹ اتارنا قبیح ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّکَ اِنَّکَ لَنْ تَسْتَطِیْعَ مَعِیَ صَبْرًا﴿٧٥﴾ قَالَ اِنْ سَاَلْتُکَ عَنْ شَیْءٍۭ بَعْدَھَا فَلَا تُصٰحِبْنِیْ ج قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّیْ عُذْرًا﴿٧٦﴾ فَانْطَلَقَا حَتّٰٓی اِذَآ اَتَیَآ اَھْلَ قَرْیَةِ ۣاسْتَطْعَمَآ اَھْلَھَا فَاَبَوْا اَنْ یُّضَیِّفُوْھُمَا فَوَجَدَا فِیْھَا جِدَارًا یُّرِیْدُ اَنْ یَّنْقَضَّ فَاَقَامَهٗ ط قَالَ لَوْشِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَیْهِ اَجْرًا﴿٧٧﴾ قَالَ ھٰذَا فِرَاقُ بَیْنِیْ وَبَیْنِکَ ج سَاُنَبِّئُکَ بِتَاْوِیْلِ مَالَمْ تَسْتَطِعْ عَّلَیْهِ صَبْرًا﴿٧٨﴾

ترجمہ: اس نے کہا کیا میں نے تجھے نہیں کہا تھا کہ بلاشبہ تو میرے ساتھ صبر کی طاقت نہیں پائے گا (۷۵) موسیٰ نے کہا اگر اس کے بعد میں تجھ سے کسی چیز کے بارے میں دریافت کروں تو مجھے اپنا ساتھی نہ بنانا بلاشبہ تو میری طرف سے معذرت کی حد تک پہنچ چکا ہے (۷۶) پس وہ دونوں [وہاں سے] چل پڑے یہاں تک کہ ایک بستی والوں کے پاس آئے تو انہوں نے بستی والوں سے کھانا طلب کیا لیکن انہوں نے انکار کیا کہ ان کی مہمان نوازی کریں تو انہوں نے اس بستی میں ایک دیوار کو پایا کہ وہ گرنا چاہتی ہے تو اس نے اس کو ٹھیک کر دیا موسیٰ نے کہا اگر تو چاہتا تو بلاشبہ تو اس کی تعمیر پر مزدوری لے سکتا تھا (۷۷) اس نے کہا یہ میرے اور تیرے درمیان جدائی ہے جلد ہی میں تجھے اس کی تاویل بتا سکوں گا جس پر تو صبر نہیں کر سکا (۷۸)

لغوی تحقیق: یُضَیِّفُوْھُمَا ان کی مہمان نوازی کریں، مادہ (ض ی ف) ہے، اس کا اصل معنی جھکاؤ کا ہے چنانچہ کہا جاتا ہے ضَافَ السَّھْمُ عَنِ الْھَدَفِ ''تیر نشانے سے ادھر ادھر ہو گیا یعنی جھکاؤ اختیار کر گیا''۔

بلاغت: ﴿یُرِیْدُ اَنْ یَّنْقَضَّ﴾ میں گرنے کی نسبت دیوار کی جانب ہے جب کہ دیوار کا شمار ذوی العقول سے نہیں ہے لیکن کلام عرب میں کثرت کے ساتھ ذوی العقول کے سوا کی جانب فعل کی نسبت ہوتی ہے ایک عربی شاعر کا شعر ملاحظہ فرمائیں ۔

یُرِیْدُ الرُّمْحُ صَدْرَ اَبِی بَرَاءٍ وَیَعْدِلُ عَنْ دِمَاءِ بَنِی عُقَیْلٍ

''نیزہ ابو براء شخص کے سینے کا ارادہ کرتا ہے اور وہ بنی عقیل کے خونوں سے صرف نظر کرتا ہے'' اس شعر میں نیزے کی جانب ارادہ کی نسبت مجازی ہے جبکہ ارادہ کی اصل نسبت تو اس شخص کی جانب ہونی چاہیے جو نیزے کو اٹھائے ہوئے ہے۔ (المراغی ۳/۶)

تشریح: خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کیا میں نے تجھے معین کرتے ہوئے نہیں کہا تھا کہ تو جو کچھ بھی مجھ سے دیکھ پائے گا اس پر تو صبر کے دامن کو تھام نہیں سکے گا، مفسرین نے اس مقام میں وضاحت کی ہے کہ پہلی بار میں انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کو مخاطب نہیں کیا جب کہ اس بار مخاطب کیا ہے اس لئے کہ انہوں نے پہلی بار میں ان کی بات کو تسلیم نہ کیا بلکہ انکار کیا، مقصود یہ ہے کہ انکار کا کوئی عذر باقی نہ رہے اس طرح موسیٰ علیہ السلام کو احساس ہوگا کہ دو دفعہ وعدہ کی مخالفت کرنا نہایت غیر مناسب ہے اور یہ آخری بار ہے تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا اگر میں نے اس بار کے بعد انکار کیا اور تیرے کام پر اعتراض کیا تو مجھے اپنی رفاقت سے نکال دینا اس وقت آپ کو معذور سمجھا جائے گا جبکہ میں تیسری بار آپ کی مخالفت کروں گا، چنانچہ وہ دونوں وہاں سے چل دیئے ایک بستی کے قریب پہنچے جس کا نام انطاکیہ تھا تو انہوں نے بستی کے مکینوں سے کھانا کھلانے کا مطالبہ کیا جبکہ بستی کے مکین کمینے بخیل لوگ تھے وہ کسی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھوکے انسان کو کھانا نہیں کھلاتے تھے کسی شخص کو اپنا مہمان نہیں بناتے تھے اپنی روش کے مطابق انہوں نے انہیں کھانا نہ کھلایا لیکن انہوں نے وہاں بستی میں ایک دیوار کے بارے میں محسوس کیا کہ وہ ایک جانب جھکی ہوئی ہے گرنے کے بالکل قریب ہے تو خضر علیہ السلام نے دیوار کو درست کر دیا خضر علیہ السلام کے اس فعل پر موسیٰ علیہ السلام نے کہا اگر آپ اس کام پر ان سے مزدوری حاصل کر لیتے تاکہ اس کے باعث کھانا خرید لیا جاتا آپ نے ان لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا ہے جو اس کا استحقاق نہیں رکھتے تھے جبکہ ہم نے ان سے کھانا کھلانے کا مطالبہ کیا لیکن انہوں نے ہمیں کھانا نہ کھلایا، ہم ان کے مہمان تھے انہوں نے ہماری مہمان نوازی نہ کی جبکہ آپ نے ان کی گری ہوئی دیوار کو دوبارہ کھڑا کر دیا آپ چاہتے تو ان سے اجرت لے سکتے تھے اس پر خضر علیہ السلام نے کہا اس وقت ہم میں جدائی کا وقت ہے میں آپ کو ان تینوں واقعات کے بارے میں حکمت سے آگاہ کروں گا جن کے بارے میں آپ نے انکار کیا صبر نہ کر سکے، حدیث میں ہے اللہ تعالیٰ میرے بھائی موسیٰ علیہ السلام پر رحم فرمائے میں چاہتا تھا کہ وہ صبر کے دامن کو تھامے رکھتے تو اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے واقعات سے مطلع فرماتے اگر وہ اپنے بھائی خضر علیہ السلام کیساتھ رہتے تو عجائبات کا نظارہ کرتے۔

(صحیح مسلم کتاب الفضائل باب ۴۵، مسند احمد ۱۱۹/۵، صحیح ترمذی کتاب التفسیر باب ۱۸، صحیح ابی داؤد کتاب الحروف باب ۱)

اَمَّا السَّفِيْنَةُ فَكَانَتْ لِمَسٰكِيْنَ يَعْمَلُوْنَ فِي الْبَحْرِ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِيْبَهَا وَكَانَ وَرَآءَهُمْ مَّلِكٌ يَّاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ غَصْبًا ﴿۷۹﴾ وَاَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِيْنَآ اَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ﴿۸۰﴾ فَاَرَدْنَآ اَنْ يُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّاَقْرَبَ رُحْمًا ﴿۸۱﴾ وَاَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِي الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا ج فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ يَّبْلُغَآ اَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ج وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِيْ ط ذٰلِكَ تَاْوِيْلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ﴿۸۲﴾ ع

ترجمہ: لیکن کشتی چند مسکین قسم کے لوگوں کی تھی جو دریا میں کام کرتے تھے تو میں نے چاہا کہ کشتی کو عیب ناک بنا دوں اور ان کے آگے ایک بادشاہ تھا جو ہر صحیح کشتی کو زبردستی اپنے قبضہ میں کر لیتا (۷۹) اور لیکن نوجوان اس کے والدین مسلمان تھے تو ہم نے اس سے خطرہ محسوس کیا کہ وہ کفر اور سرکشی کے باعث ان پر غالب آ جائے گا (۸۰) پس ہم نے چاہا کہ ان کو ان کا پروردگار اس سے بہتر پاکیزگی اور شفقت کے لحاظ سے بدلہ عطا کرے (۸۱) اور لیکن وہ دیوار شہر کے دو یتیم نوجوانوں کی تھی اور اس کے نیچے ان کا خزانہ تھا اور ان دونوں کا باپ صالح شخص تھا تو تیرے پروردگار نے چاہا کہ دونوں نوجوان اپنی بھرپور جوانی کو پہنچ جائیں اور اپنا خزانہ نکال لیں، تیرے پروردگار کی مہربانی کے باعث میں نے یہ کام اپنی رائے سے نہیں کیا یہ اس چیز کا راز ہے جس پر تو صبر نہ کر سکا (۸۲)

تناسب: جب موسیٰ علیہ السلام کی ملاقات خضر علیہ السلام سے ہوئی اور موسیٰ علیہ السلام نے کچھ ایسے امور کو ملاحظہ کیا جن پر موسیٰ علیہ السلام نے بار بار اعتراض کیا اس سے پہلے خضر علیہ السلام انہیں آگاہ کر چکے تھے کہ آپ میری رفاقت میں صبر کے دامن کو تھام نہیں سکیں گے، بالآخر اس کے نتیجہ میں خضر علیہ السلام نے ان سے مفارقت اختیار کی اور ان کی صحبت میں رہنے کی استطاعت سے خود کو معذور گردانا، اس کے بعد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خضر علیہ السلام نے ان امور کی وضاحت سے موسیٰ علیہ السلام کو آگاہ کیا جن امور کی ظاہری کیفیت اس لائق تھی کہ ان پر اعتراض کیا جائے لیکن اللہ تعالیٰ نے خضر علیہ السلام کو ان کے باطنی حقائق سے آگاہ فرما دیا تھا، اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ اس عالم رنگ و بو کے احکام کی بنیاد حقیقی اسباب پر ہے لیکن اللہ تعالیٰ ان اسباب پر اپنے خاص بندوں کو ہی مطلع فرماتا ہے، یہی وجہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے جو کچھ خضر علیہ السلام سے دیکھا اس پر اعتراض کرنے سے خود کو روک نہ سکے جبکہ موسیٰ علیہ السلام کو ہرگز معلوم نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے بالخصوص خضر علیہ السلام کو ایسی عقلی قوت اور کمال سے نوازا ہے جس کے باعث وہ بظاہر نظر سے اوجھل باطنی امور پر بھی قدرت رکھتے ہیں اور عالم دنیوی کے حقائق سے آگاہی رکھتے ہیں چنانچہ احکام شریعت کی معرفت میں بظاہر موسیٰ علیہ السلام کا ایک مقام تھا لیکن اس عالم رنگ و بو کے در پردہ اسرار و رموز کے حقائق پر خضر علیہ السلام کو فوقیت حاصل تھی، اب ان تین مسئلوں کا خلاصہ ملاحظہ فرمائیں اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ جب دو مضرت رساں چیزوں کا آپس میں تصادم رونما ہو جائے تو جس چیز میں مضرت کا پہلو کم ہے تو اسے ترجیح دی جائے تاکہ جس چیز میں مضرت کا عنصر زیادہ ہے اس سے تحفظ حاصل ہو سکے، مثال کے طور پر اگر خضر علیہ السلام کشتی میں سوراخ کر کے اسے معیوب نہ بناتے تو یقیناً بادشاہ اس کشتی کو جبراً چھین لیتا اور کشتی کے استعمال سے جو فوائد حاصل تھے ان سے محرومی ہو جاتی اور اگر خضر علیہ السلام لڑکے کو موت کے گھاٹ نہ اتارتے تو اس لڑکے کا وجود اس کے والدین کیلئے دینی دنیوی دونوں امور کے لحاظ سے ایک تلخ حقیقت تھا جس کی تلخی سے والدین کی زندگی اجیرن ہو جاتی اور تیسری صورت چونکہ دیوار کو استوار کرنے میں کم درجہ کی شفقت تھی لیکن اگر دیوار کو استوار نہ کیا جاتا تو دیوار کے گرنے سے یتیموں کا مال ضائع ہو جاتا۔

مختصر تشریح: ﴿اَمَّا السَّفِيْنَةُ فَكَانَتْ لِمَسٰكِيْنَ﴾ یہ حقیقت ہے کہ کشتی کے مالک معاشرہ میں معمولی حیثیت کے مالک تھے ان میں ہرگز استطاعت نہ تھی کہ وہ اس شخص کو روک سکیں جو ان پر ظلم و تعدی کے بازار کو گرم رکھنا چاہے وہ اپنی کشتی کو ٹھیکے پر ان لوگوں کے سپرد کر دیتے تھے جو معاشرہ میں صاحب حیثیت تھے تو میں نے چاہا کہ کشتی کو معیوب کر دوں تاکہ معاشرہ میں وہ شخص جو صاحب ثروت اور عظمت ہے وہ اس کو ناجائز طور پر ان سے چھین کر اپنے تصرف میں نہ لے آئے اور ان یتیم بچوں کی معیشت میں خلل واقع نہ ہو۔

وَاَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ: اور جس لڑکے کو موت کی نیند سلا دیا گیا ہے وہ کافر انسان تھا جب کہ اس کے ماں باپ دونوں ایمان کی دولت سے مالا مال تھے تو خطرہ محسوس کیا کہ کہیں یہ لڑکا اپنے والدین کو اپنے راہ پر لانے کیلئے ان پر جبر نہ کر دے، حقیقت یہ ہے کہ ایماندار شخص کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فیصلہ بہتر ہی ہوتا ہے اگر چہ بظاہر اسے پسند نہ ہو، تو ہم نے ارادہ کیا کہ ان کا پروردگار ان کو اس سے بہتر بیٹا عطا کرے جو دین اسلام کے لحاظ سے اس سے کہیں بہتر ہوگا اور اپنے والدین کیساتھ بہتر سلوک کرے گا اور شفقت کا پہلو غالب رہے گا۔

وَاَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ: خضر علیہ السلام نے دیوار کو اس لئے دوبارہ درست کیا کہ دیوار کے نیچے شہر کے دو یتیم بچوں کا خزانہ مدفون تھا جب کہ ان کے والدین صالح کردار کے مالک تھے تو اللہ نے چاہا کہ ان دو یتیم بچوں کا خزانہ محفوظ ہو جائے اور جب یہ سن بلوغت کو پہنچیں گے تو خزانہ نکال سکیں گے لیکن اگر دیوار کو درست نہ کیا جاتا اور دیوار گر جاتی تو مدفون خزانہ ضائع ہو جاتا جب کہ دیوار گرنے کے بالکل قریب تھی بلکہ خضر علیہ السلام نے وضاحت کی کہ آپ نے یہ کام اپنے طور پر نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے ساتھ کیا ہے، حقیقت یہ ہے کہ کسی شخص کے خون کو گرانا اور دیوار جو درست ہے اسے گرانا اور کشتی کو کسی عیب سے ہم کنار کرنا یقیناً اللہ پاک کی جانب سے وحی کی بنیاد پر ہوا ہے، آخر میں بطور نتیجہ کے خضر علیہ السلام نے اس حقیقت کو واضح کرتے ہوئے جس عزم و یقین کا اظہار کیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اس سے اصل حقیقت بالکل عیاں ہوگئی ہے۔

تنبیہ: کسی صحیح حدیث میں اس کا تذکرہ نہیں ہے کہ خضر علیہ السلام اب تک زندہ ہیں اور قیامت تک زندہ رہیں گے اسی طرح یہ حدیث کہ خضر علیہ السلام کو سمندروں پر مقرر کیا گیا ہے اور الیاس علیہ السلام کو جنگلوں پر مقرر کیا گیا ہے اس قسم کی سبھی احادیث موضوع ہیں ان کے بیان سے کنارہ کش رہنا ضروری ہے، مزید برآں اس قسم کے واقعات کہ فلاں شخص کی خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی یہ سب فرضی کہانیاں ہیں ان کی کچھ حقیقت نہیں، البتہ ان کو خضر کے لقب کے ساتھ اس لئے موسوم کیا جاتا ہے کہ وہ کہیں چٹیل میدان میں تشریف فرما ہوئے جب وہاں سے اٹھے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہاں ان کے بیٹھنے کی جگہ پر سبزہ زار دکھائی دینے لگا جب کہ خضر کا معنی عربی زبان میں سبز رنگ کا ہے جب کہ بعض روایات کے مطابق ان کا نام (بلیا) تھا، واللہ اعلم۔

علامہ قرطبی کی وضاحت: انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے معجزات اور ان کی کرامتیں برحق ہیں ان کا انکار کرنا ہرگز جائز نہیں آیاتِ قرآنیہ اور احادیث صحیحہ سے ہمیں ان کے بارے میں آگاہی حاصل ہوتی ہے جو شخص معجزات اور کرامات کا انکار کرتا ہے وہ شخص بدعتی ہے دین اسلام کی واضح حقیقتوں کا منکر ہے اس کے فاسق ہونے پر ہرگز شبہ نہیں۔

مثال کے طور پر مریم علیہا السلام کے بارے میں یہ حقیقت موجود ہے کہ ان کے پاس موسم گرما میں موسم سرما کے پھل آتے تھے اسی طرح علیٰ ھذا القیاس موسم سرما میں موسم گرما کے پھل موجود ہوتے تھے اسی طرح قرآن پاک نے اس حقیقت کو واضح کیا ہے کہ جب انہوں نے کھجور کے درخت کو جھنجھوڑا جبکہ وہ درخت تر و تازہ نہ تھا خشک ہو چکا تھا تو اللہ پاک کے حکم سے ان کی کرامت کے اظہار کیلئے کھجوریں گرتی ہیں اور بالکل اسی طرح کی کیفیت خضر علیہ السلام کے واقعہ میں واضح ہے نہ صرف دیگر انبیاء علیہم السلام سے معجزات کا ظہور ہوا بلکہ رسول اللہ ﷺ کا عظیم معجزہ تو قرآن کو پیش کرنا تھا جبکہ آپ لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے قرآن پاک کے مقابلے میں اس وقت سے لیکر اب تک کسی شخص میں جرأت نہ ہو سکی کہ قرآن کا مثل پیش کر سکے اور نہ مستقبل میں کوئی پیش کر سکے گا۔

وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنْ ذِى الْقَرْنَيْنِ ؕ قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَيْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا ﴿٨٣﴾ اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِى الْاَرْضِ وَ اٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَىْءٍ سَبَبًا ﴿٨٤﴾ فَاَتْبَعَ سَبَبًا ﴿٨٥﴾ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِىْ عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَّ وَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا ؕ قُلْنَا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِمَّآ اَنْ تُعَذِّبَ وَ اِمَّآ اَنْ تَتَّخِذَ فِيْهِمْ حُسْنًا ﴿٨٦﴾ قَالَ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ يُرَدُّ اِلٰى رَبِّهٖ فَيُعَذِّبُهٗ عَذَابًا نُّكْرًا ﴿٨٧﴾ وَ اَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءَ ۨالْحُسْنٰى ۚ وَ سَنَقُوْلُ لَهٗ مِنْ اَمْرِنَا يُسْرًا ﴿٨٨﴾ ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ﴿٨٩﴾ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلٰى قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَلْ لَّهُمْ مِّنْ دُوْنِهَا سِتْرًا ﴿٩٠﴾ كَذٰلِكَ ؕ وَقَدْ اَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا ﴿٩١﴾ ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ﴿٩٢﴾ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا ۙ لَّا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ قَوْلًا ﴿٩٣﴾ قَالُوْا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِنَّ يَاْجُوْجَ وَ مَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰٓى اَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَ بَيْنَهُمْ سَدًّا ﴿٩٤﴾ قَالَ مَا مَكَّنِّىْ فِيْهِ رَبِّىْ خَيْرٌ فَاَعِيْنُوْنِىْ بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَهُمْ رَدْمًا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿٩٥﴾ اٰتُوْنِیْ زُبَرَ الْحَدِیْدِؕ حَتّٰۤی اِذَا سَاوٰی بَیْنَ الصَّدَفَیْنِ قَالَ انْفُخُوْا حَتّٰۤی اِذَا جَعَلَهٗ نَارًا
قَالَ اٰتُوْنِیْۤ اُفْرِغْ عَلَیْهِ قِطْرًا﴿٩٦﴾ فَمَا اسْطَاعُوْۤا اَنْ یَّظْهَرُوْهُ وَ مَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا﴿٩٧﴾
قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّیْۚ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّیْ جَعَلَهٗ دَكَّآءَۚ وَ كَانَ وَعْدُ رَبِّیْ حَقًّا﴿٩٨﴾
وَ تَرَكْنَا بَعْضَهُمْ یَوْمَىِٕذٍ یَّمُوْجُ فِیْ بَعْضٍ وَّ نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا﴿٩٩﴾

ترجمہ: وہ آپ سے ذوالقرنین کے بارے میں دریافت کرتے ہیں آپ کہیں میں اس کا حال تم کو ابھی سناؤں گا (۸۳) بلاشبہ ہم نے اس کو زمین پر اقتدار عطا کیا تھا اور ہم نے اس کو ہر طرح کا سامان عطا کیا تھا (۸۴) تو وہ سامان کے پیچھے لگا (۸۵) یہاں تک کہ جب وہ سورج کے ڈوبنے کی جگہ پر پہنچا تو اس نے سورج کو پایا کہ وہ سیاہ کیچڑ والے چشمہ میں ڈوب رہا ہے اور اس چشمے کے نزدیک ایک جماعت کو پایا ہم نے کہا اے ذوالقرنین تجھے اختیار ہے یا تو انہیں عذاب میں مبتلا کرے اور یا تو ان کے درمیان اچھا برتاؤ کرے (۸۶) اس نے کہا کہ جس شخص نے ظلم کیا تو ہم اس کو عذاب میں مبتلا کریں گے پھر اس کو اس کے پروردگار کی جانب لوٹایا جائے گا تو وہ اس کو سخت عذاب میں مبتلا کرے گا (۸۷) اور لیکن جو شخص ایمان لایا اور اچھے اعمال کئے تو اس کے لئے اچھا بدلہ ہے اور ہم اس کے بارے میں اپنے معاملہ میں آسانی کی بات کہیں گے (۸۸) پھر وہ اسباب کے درپے ہوا (۸۹) یہاں تک کہ جب وہ سورج کے طلوع ہونے کی جگہ پر پہنچا تو اس نے سورج کو پایا کہ وہ ایسے لوگوں پر طلوع ہو رہا ہے کہ ہم نے ان کیلئے اس جانب سورج سے کسی پردے کو نہ پایا واقعہ اسی طرح تھا اور بلاشبہ ہم نے احاطہ کیا اس چیز کا جو ذوالقرنین کے نزدیک تھی (۹۱) پھر وہ اسباب کے پیچھے چلا (۹۲) یہاں تک کہ جب وہ دو گھاٹیوں کے درمیان پہنچا تو اس نے دونوں گھاٹیوں کی جانب ایک قوم کو پایا وہ قریب نہ تھے کہ کسی بات کو سمجھ سکیں (۹۳) انہوں نے کہا اے ذوالقرنین! بلاشبہ یاجوج اور ماجوج زمین میں فساد انگیزی کرنے والے ہیں تو کیا ہم تمہیں سامان نہ عطا کریں اس شرط پر کہ تو ہمارے اور ان کے درمیان حد فاصل بنادے (۹۴) اس نے کہا کہ جو کچھ میرے پروردگار نے اس کے بارے میں مجھے قوت عطا کی ہے وہ بہتر ہے لیکن تم میری اعانت افرادی قوت کے ساتھ کرو تاکہ میں تمہارے اور ان کے درمیان مضبوط پٹی بنادوں (۹۵) میرے پاس لوہے کی چادروں کو لاؤ یہاں تک کہ جب اس نے دونوں گھاٹیوں کے درمیان ان کو برابر کر دیا تو اس نے کہا کہ آگ کو روشن کرو یہاں تک کہ جب آگ نے لوہے کو آگ بنادیا (۹۶) اس نے کہا کہ میرے پاس لاؤ تاکہ میں اس پر پگھلایا ہوا تانبہ گراؤں پھر یاجوج ماجوج میں طاقت نہ آسکی کہ اس پر بلند ہو اور نہ اس میں سوراخ کرنے کی استطاعت ہو سکی (۹۷) اس میں یہ فنی کیفیت میرے پروردگار کی جانب سے نعمت ہے تو جب پروردگار کا وعدہ آجائے گا تو اس کو برابر کر دے گا اور میرے پروردگار کا وعدہ درست ہے (۹۸) اور ہم اس دن بعض کو چھوڑ دیں گے کہ وہ آپس میں مل جل جائیں گے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور صور پھونکا جائے گا تو ہم ان کو اکٹھا کریں گے (۹۹)

لغوی تحقیق: خَرْجاً تبرعاً مال کا دینا جبکہ خَرَاج سے مقصود وہ مال ہے جس کی ادائیگی ضروری ہے، خرَاجٌ پھوڑا وغیرہ تَخرِیْجٌ کسی حدیث کے بارے میں معلوم کرنا کہ وہ کتب حدیث میں کہاں کہاں ہے؟ تَخَرَّجَ اس نے علم سے فراغت حاصل کی اس سے سند یافتہ عالم کو خِرِّیْجٌ کہا جاتا ہے، رَدْماً پتھروں سے کسی شگاف کو بند کرنا مقصود ہے، زُبُرٌ کا واحد زُبْرَۃٌ ہے لوہے کی بڑی سل، اور کبھی زبرۃ کا لفظ بالوں کے گچھا پر بھی بولا جاتا ہے اور استعارہ کے طور پر پارہ پارہ کی ہوئی چیز کو زبر کہا جاتا ہے چنانچہ قرآن میں ہے ﴿فَتَقَطَّعُوْا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا﴾ (المومنون:۵۳) ''پھر لوگوں نے آپس میں پھوٹ کر کے اپنا اپنا دین جدا جدا کر لیا'' زَبُور اس کتاب کا نام ہے جو داؤد پر نازل ہوئی، اَلصَّدَفَيْن تثنیہ ہے اس کا واحد اَلصَّدَفُ ہے پہاڑ کے کنارے پر اس کا اطلاق ہوتا ہے، صَدَفَ اس نے اعراض کیا، قِطْراً پگھلایا گیا تانبا، دَكًّا توڑ پھوڑ کرنا دیواریں گرا کر زمین کے برابر کر دینا، کوٹنا، ریزہ ریزہ کر دینا، اَلدِّكَّةُ ازار بند، اَلدُّكَّانُ چبوترہ، دکان۔ (مفردات امام راغب ص ۳۵۰، ۳۸۳، لسان القرآن ص ۷۶۵)

تناسب: خضر علیہ السلام کے واقعہ کے بعد ذوالقرنین کا تذکرہ ہو رہا ہے، ذُوالقرنَین سے مقصود یمن کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ ہے اسے علم وحکمت سے نوازا گیا تھا اسے ذوالقرنین اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ زمین کے مشرق اور مغرب میں پہنچا، اور ان کے تین (رحلات) سفروں کا ذکر ہے کہ وہ مشرق مغرب اور دو ڈیموں تک پہنچا اور اس نے یاجوج ماجوج کی آبادی کے قریب ایک ڈیم بنایا کہ وہ اپنے علاقہ سے باہر نہ نکل سکیں۔

شان نزول: پہلے بیان ہو چکا ہے کہ مکہ مکرمہ کے کفار نے اہل کتاب کی جانب پیغام بھیجا کہ تم اس پیغمبر سے دریافت کرو کہ وہ کون شخص تھا جس نے روئے زمین کا چکر لگایا اور نوجوانوں اور روح کے بارے میں سوال کرو اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔

چند اہم معلومات کا بیان: اکثر علماء کا خیال ہے کہ ذوالقرنین سے مقصود اسکندر رومی بادشاہ ہے جو کہ ارسطو فلسفی کا شاگرد تھا لیکن یہ درست نہیں بلکہ اس سے مقصود حمیری انسان ہے جو کہ مسلمان تھا اور اس کے قبیلہ کے بادشاہوں کا لقب تُبَّعَ تھا، یاجوج تاتاری اور ماجوج مغلیہ کہلاتے تھے ان دونوں کا اصل ایک ہے انہیں ترک بھی کہا جاتا ہے عرب کے مؤرخین نے ذکر کیا ہے کہ یہ لوگ اپنے پڑوسی قبائل سے ان کا مال لوٹتے فساد انگیزی کرتے یہاں تک کہ ان میں ایک زبردست اور نڈر بادشاہ گزرا ہے جس کا نام چنگیز خان تھا اس کی نسل سے ہلاکو خان مشہور ظالم بادشاہ گزرا ہے جس نے اسلامی ممالک پر حملہ کیا بالخصوص عباسی سلطنت کے دارالخلافہ کو ظلم وستم کا نشانہ بنایا جب کہ مستعصم باللہ منصب خلافت پر فائز تھے ساتویں صدی ہجری کے وسط میں اس نے بغداد پر حملہ کیا مسلسل ایک ہفتہ تک بغداد میں دہشت گردی، لوٹ مار اور قتل و غارت گری کا بازار گرم رکھا اور کتب خانوں سے کتابیں اٹھا کر دریائے دجلہ میں پھینک دیں، کتب اتنی کثیر تعداد میں تھیں کہ انہوں نے گزرنے والوں لوگوں کے لئے پل کا کام دیا لوگ نہ صرف پیادہ بلکہ گھوڑوں پر سوار ہو کر وہاں سے گزر رہے تھے انجام کار خلافت عباسیہ کا خاتمہ ہوا تاریخ ابن خلدون میں تفصیل کے ساتھ واقعات درج ہیں اس کے مطالعہ سے بیش بہا معلومات حاصل ہوں گی۔

تشریح: اے محمد ﷺ یہودی آپ سے ذوالقرنین کے بارے میں دریافت کر رہے ہیں کہ وہ کون شخص تھا اور اس کا واقعہ کیا ہے؟ آپ انہیں آگاہ کریں کہ مستقبل قریب میں تمہیں اس واقعہ سے مطلع کروں گا جب مجھ پر وحی کا نزول ہوگا، چنانچہ آپ متوجہ ہوں ہم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے ذوالقرنین کو بادشاہت عطا کی تھی اور اسے ان اسباب سے نوازا تھا جن کے ہوتے ہوئے اسے بادشاہت کے معاملات کے نپٹانے میں آسانی میسر تھی بلکہ ہم نے اس کو علم، قدرت اور تصرف کے لحاظ سے اس لائق بنا دیا تھا کہ وہ مزید فتوحات کی دسترس رکھتا تھا اور مملکت کی تعمیر و ترقی میں اسے اسباب میسر تھے بالخصوص وہ ایماندار بادشاہ تھا، چونکہ مشرق، مغرب میں اس کی سلطنت پھیلی ہوئی تھی اس لئے اس کا نام ذوالقرنین قرار پایا اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو بہترین اوصاف اور سطوت سے نوازا تھا اس کے دور حکومت میں عدل وانصاف کا شہرہ تھا عوام اس کے بہترین اوصاف کے باعث اس کے گرویدہ تھے تاریخی لحاظ سے یہ عظیم شخصیت عیسیٰ علیہ السلام اور محمد ﷺ کے درمیانی عرصہ میں ظہور پذیر ہوئی، تاریخی طور پر یہ حقیقت ہے کہ مکمل روئے زمین پر بادشاہت کا پھریرا لہرانے والے چار انسان گزرے ہیں جن میں دو بادشاہوں کا تعلق اسلام سے تھا ان دونوں سے مقصود سلیمان علیہ السلام اور ذوالقرنین ہیں اور دو بادشاہ جن کا تعلق کفر کے ساتھ تھا وہ نمرود اور بخت نصر بادشاہ ہیں۔

فَاَتْبَعَ سَبَبًا: چنانچہ ذوالقرنین اس راہ پر رواں دواں رہے جس راہ کو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے آسان بنایا تھا، ان کا مقصود مغرب کی جانب جانا تھا جب وہ وہاں پہنچے تو انہوں نے محسوس کیا کہ سورج کیچڑ میں چھپ رہا ہے اس کو حقیقت کا نام تو نہیں دیا جا سکتا، بہر حال ان کے مشاہدہ کے تاثرات کا تذکرہ ہے ظاہر ہے کہ سورج تو حجم کے لحاظ سے جس قدر بڑا ہے اس لحاظ سے وہ ہرگز زمین کے کسی چشمہ میں غروب نہیں ہو سکتا۔

امام رازیؒ کا قول: وہ فرماتے ہیں جب ذوالقرنین مغرب کی جہت میں آخری حد تک پہنچا اس کے بعد آبادی کا نام ونشان نہ تھا تو اس نے سورج کے بارے میں محسوس کیا کہ وہ ایک گڑھے میں ڈوب گیا ہے جہاں اندھیرا ہی اندھیرا ہے اگرچہ حقیقت میں اس طرح نہ ہو بحر حال ایک تخیل تھا جیسا کہ سمندر میں سفر کرنے والا شخص سورج کو دیکھتا ہے کہ وہ سمندر میں ڈوب رہا ہے جب کہ اسے کنارا نظر نہیں آرہا ہے واقعتاً ایسی حالت میں سورج سمندر کے پیچھے سمت میں ڈوب رہا ہوتا ہے۔

اس چشمہ کے قریب جو مٹی کی آمیزش رکھتا تھا جہاں درجہ حرارت سخت گرم تھا وہاں کچھ لوگوں کو پایا تو ہم نے ذوالقرنین کی جانب الہام کیا اور ہم نے کہا آپ انہیں قتل کر دیں یا انہیں ہدایت کی جانب دعوت دیں، انہیں اسلام کی دعوت دینا ان کیساتھ احسان ہے، اس دوران ذوالقرنین نے کہا جو شخص ظلم کا رویہ اختیار کرے گا یعنی کفر پر مصر رہے گا تو ہم اسے موت کے گھاٹ اتار دیں گے بعد ازاں وہ اپنے پروردگار کی عدالت میں حاضر ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو دوزخ کی آگ میں اور شدید تکلیف دہ عذاب میں گرفتار کرے گا البتہ وہ شخص جس کا ایمان اللہ کی ذات پر ہے اور وہ زندگی بھر اعمال صالحہ بجالاتا رہا تو اس کو جنت میں داخلہ ملے گا وہ جنت کی نعمتوں میں خوش وخرم رہے گا جبکہ اسے دنیوی زندگی میں بھی آسانی سے ہم کنار رکھا اور اس کو تکلیف مالا یطاق سے بھی تحفظ عطا کیا۔

ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا: اس کے بعد ذوالقرنین اپنے لشکر کے ساتھ مشرق کی جہت کی جانب روانہ ہوا جب وہ آبادی کے آخری مقام پر پہنچا جہاں سورج کے طلوع کا آغاز ہوتا ہے دیکھنے والا شخص محسوس کرتا ہے کہ وہ کسی چشمہ سے طلوع ہو رہا ہے تو اس نے محسوس کیا کہ سورج تو ایسے لوگوں کے قریب سے طلوع ہو رہا ہے جن کے پاس لباس نہیں اور گرمی سے بچاؤ کے لئے مکان نہیں ہے جب سورج نکلتا ہے تو وہ لوگ ننگے بدن زمین کی سرنگ میں چھپ جاتے ہیں اور جب سورج غروب ہوتا ہے تو اپنے کام کاج کے لئے سرنگوں سے باہر آجاتے ہیں ان کا کھانا سورج کی تمازت سے پکتا ہے اور جب سورج غروب ہوتا ہے تو وہ معیشت کے اسباب کی جستجو میں اپنی سرنگوں سے باہر آجاتے ہیں وہاں کوئی مکان نہیں ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كَذٰلِكَ ؕ وَقَدْ اَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا: اس نے مشرق میں آباد لوگوں کے ساتھ وہی سلوک کیا جو مغرب والوں کے ساتھ کیا تھا کہ مومن شخص کو گرفت میں نہ لیا آزاد چھوڑ دیا اور کافر شخص کو موت کے گھاٹ اتار دیا، ذہن نشین کریں کہ ذوالقرنین کا علم، واقعات، حالات، لشکر، ساز وسامان کے علم کا احاطہ اللہ پاک کی ذات کو ہی ہے۔

ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا: ذوالقرنین کا تیسرا سفر مشرق، مغرب کے درمیان شمالی جانب تھا جہاں نہایت بلند وبالا پہاڑوں کا سلسلہ تھا جب وہ دو پہاڑوں کے درمیان پہنچا جو اونچائی میں اپنی مثال آپ تھے ترک علاقہ کی سرحد تھی جو آرمینیہ اور آذربائیجان کے ساتھ ملحق تھی تو ذوالقرنین نے یاجوج ماجوج کے درمیان عظیم الشان ڈیم بنایا تاکہ ان کے شدید قسم کے حملوں سے تحفظ حاصل رہے دونوں ڈیموں کے علاوہ وہاں ایسے لوگوں کو پایا جو اس دور کی تہذیب وثقافت سے بالکل ناآشنا تھے، مفسرین نے وضاحت کی ہے کہ وہ انسان کا گوشت کھاتے جب باہر نکلتے تو سبز چارہ تناول کر لیتے اور خشک چارہ کو وہاں سے اٹھا کر لے جاتے، ہم آپ کیلئے اپنے مال سے کچھ حصہ بطور ٹیکس کے آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں تاکہ ہمارے اور یاجوج ماجوج کے درمیان حد فاصل کھڑی کر دیں تاکہ ان کے شر سے تحفظ حاصل ہو، ذوالقرنین نے کہا اللہ تعالیٰ نے مجھے جو قوت عطا کی ہے وہ میرے لئے کافی ہے مجھے تمہارے مال کی ضرورت نہیں ہے تم میری افرادی قوت کے ساتھ تعاون کرو تو میں تمہارے اور ان کے درمیان مضبوط ڈیم بنا سکتا ہوں، تم میرے ساتھ لوہے کی سلاخوں کا عطیہ دے کر تعاون کرو، چنانچہ ذوالقرنین نے دونوں پہاڑوں کے درمیان کے حصہ کو دونوں پہاڑوں کے برابر بنا دیا اس نے کہا لوہے کو گرم کرنے اور مولڈ کرنے کے لئے زوردار ہوا کا انتظام کرو جس کے پھونکنے کے باعث لوہا ڈھل کر آگ کی شکل اختیار کرے گا اس کے بعد تم لوگ میرے پاس گرم گرم تانبا لاؤ جو پگھلا ہوا ہو، اسے گرم لوہے پر گرا دوں گا چنانچہ ایسا ہی کیا گیا جس کے نتیجہ میں دونوں پہاڑوں کا درمیانی خلا پر ہو گیا اور وہ بھی مضبوط ناقابل شکست پتھر کی شکل اختیار کر گیا اب فسادی قسم کے لوگ اتنی بلندی پر پہنچ نہیں سکیں گے کہ وہ ہماری جانب پہنچ سکیں اور چونکہ نچلا حصہ بھی نہایت سخت ہے اس میں سوراخ کرنا ممکن ہی نہیں ہے اس طرح ذوالقرنین نے ایسا مضبوط ڈیم بنایا کہ اس کے بعد یاجوج ماجوج کیلئے اس طرف آنا ممکن ہی نہ رہا۔

چنانچہ ذوالقرنین نے اپنے پروردگار کا شکریہ ادا کیا اور برملا کہا کہ یہ ڈیم نہ صرف اللہ کی نعمت کا مظہر ہے بلکہ اللہ کی رحمت کا نشان ہے اور جب اللہ کے وعدہ کے مطابق یاجوج ماجوج کا قیامت کے نزدیک نکلنے کا وقت آجائے گا تو اللہ تعالیٰ اس ڈیم کو زمین کے برابر کر دے گا گویا کہ کبھی یہاں ڈیم نہ تھا اور میرے پروردگار کا وعدہ صحیح ہے کہ قیامت کے قریب ڈیم ختم ہو جائے گا پھر قیامت واقع ہو جائے گی چنانچہ یہاں تک تو ذوالقرنین کا واقعہ بیان ہوا ہے، اس کے بعد قیامت کے خوفناک مناظر کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ پاک وضاحت فرما رہے ہیں کہ قیامت کے دن لوگ کثرت کے ساتھ اضطرابی کیفیت میں ہوں گے جیسا کہ سمندر کے پانی میں اضطرابی کیفیت دکھائی دیتی ہے اور جب صور میں دوسرا نفخہ وقوع پذیر ہوگا تو ہم سبھی لوگوں کو محاسبہ اور جزا سزا کے لئے جمع کریں گے کوئی ایک فرد بھی میدان حشر سے غائب نہیں ہوگا۔ (صفوۃ التفاسیر قسم ثامن ص ۳۱)

وَّعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِّلْكٰفِرِيْنَ عَرْضَا ﴿١٠٠﴾ الَّذِيْنَ كَانَتْ اَعْيُنُهُمْ فِيْ غِطَآءٍ عَنْ ذِكْرِيْ وَكَانُوْا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا ﴿١٠١﴾ ع اَفَحَسِبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ يَّتَّخِذُوْا عِبَادِيْ مِنْ دُوْنِيْٓ اَوْلِيَآءَ ؕ اِنَّآ اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ نُزُلًا ﴿١٠٢﴾ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ﴿١٠٣﴾ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿۱۰۴﴾ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّہِمْ وَلِقَآئِہٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُہُمْ فَلَا نُقِیْمُ لَہُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَزْنًا﴿۱۰۵﴾ ذٰلِکَ جَزَآؤُہُمْ جَہَنَّمُ بِمَا کَفَرُوْا وَاتَّخَذُوْٓا اٰیٰتِیْ وَرُسُلِیْ ہُزُوًا﴿۱۰۶﴾

ترجمہ: اوراس دن ہم دوزخ کو کفار کے سامنے پیش کریں گے پیش کرنا (۱۰۰) وہ لوگ جن کی آنکھیں میری یاد سے پردے میں رہیں اور وہ شدید دشمنی کے باعث سننے کی تاب نہیں رکھتے تھے (۱۰۱) کیا کفار خیال رکھتے ہیں کہ وہ میرے بندوں کو میرے علاوہ دوست بناتے ہوئے [سزا کے حقدار نہ ہوں گے] بلاشبہ ہم نے دوزخ کو کفار کے وہاں اترنے کیلئے تیار کیا ہے (۱۰۲) آپ کہیں کیا ہم تمہیں ان لوگوں کے بارے میں نہ بتائیں جو اعمال کے لحاظ سے نہایت خسارے والے ہیں (۱۰۳) یہ وہ لوگ ہیں جن کی کوششیں دنیوی زندگی میں ضائع ہوگئیں حالانکہ وہ خیال کرتے ہیں کہ وہ اچھے کام کررہے ہیں (۱۰۴) یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار کی آیات اور اس کی ملاقات کا انکار کیا پس ان کے اعمال ضائع چلے گئے پس ہم قیامت کے دن ان کے لئے کوئی ترازو قائم نہیں کریں گے (۱۰۵) ان کا حال یہ ہے کہ ان کے اعمال کا بدلہ دوزخ ہے اس وجہ سے کہ وہ کافر ہوئے اور انہوں نے میری آیات اور میرے پیغمبروں کا مذاق اڑایا (۱۰۶)

لغوی تحقیق: عَرَضْنَا ہم ظاہر کریں گے، مادہ (ع ر ض) ہے، پیش کرنا اسی سے درخواست کو عَرْضِیٌّ کہا جاتا ہے، مُعَارَضَہ مقابلہ کرنا، عَرْضٌ چوڑائی، اِعْتَرَضَ مداخلت کرنا، تَعْرِیْضٌ اشارہ کرنا وغیرہ۔

بلاغت ولطیفہ: ﴿اَفَحَسِبَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْآ﴾ میں استفہام ڈانٹ پلانے اور سرزنش کیلئے ہے تعجب انگیز کیفیت ہے کہ کفار نے اس خیال کو اپنے اذہان میں چھپا رکھا ہے کہ وہ مجھے چھوڑ کر میرے علاوہ میری مخلوق کو اپنا نجات دہندہ سمجھنے لگ گئے ہیں اور انہیں خوش کرنے کیلئے ان کے نام پر نذرانے پیش کرتے ہیں، قرآن پاک میں حَبِط کا لفظ کثرت کیساتھ استعمال ہوا ہے اس کا اصل معنی یہ ہے کہ کسی چار پائے کا پیٹ اس وقت پھول جاتا ہے یعنی اسے اپھارا ہوجاتا ہے جب وہ کسی زہریلی گھاس کو تناول کرتا ہے اسکے نتیجہ میں وہ موت سے ہمکنار ہوجاتا ہے اس لفظ کو اعمال کے بیان کرنے کیلئے مناسب سمجھا گیا ہے کہ انسان اپنے اعمال کے لحاظ سے خوشی محسوس کرتا ہے کہ میں نے فلاں قبر میں ولی مدفون کو خوش کرنے کیلئے اور مصیبت سے نجات حاصل کرنے کیلئے کثیر مال صدقہ کیا ہے تو وہ خوشی سے پھولا نہیں سماتا جس طرح کہ کسی چار پائے نے زہریلا چارہ کھایا اس کے نتیجہ میں اس کا پیٹ پھول گیا ہے اور پیٹ سے فاضل مادہ خارج نہیں ہوا نتیجۃً وہ موت کے سپرد ہوجاتا ہے، بالکل یہی حال اس شخص کا ہے جو غیر اللہ کو خوش کرنے کیلئے انکی قبروں کا رخ کرتا ہے اور خوشی سے پھولے نہیں سماتا ہے لیکن نتیجہ ہلاکت ہے اگرچہ بظاہر خوشی ہے۔ (صفوۃ التفاسیر القسم الثامن ص ۳۳)

تناسب: قبل ازیں بیان ہوا ہے کہ جب قیامت کا دن آئے گا تو اسرافیل علیہ السلام صور پھونکیں گے اس آواز پر لوگ قبروں سے نکلیں گے تاکہ ان کا محاسبہ ہو جب کہ موت کے بعد ان کے اجسام ٹوٹ پھوٹ چکے ہوں گے وہ میدان حشر میں جمع ہوں گے اس کے بعد اس حقیقت کو آشکارا کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کفار کے لئے دوزخ کو ان کے سامنے لائیں گے، صحیح مسلم میں وارد ہے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن دوزخ کو لایا جائے گا تو اس کی ستر ہزار لگامیں ہوں گی اور ہر لگام کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ ستر ہزار فرشتے ہوں گے اس کے بعد نبی ﷺ نے اس آیت کو تلاوت فرمایا کہ ہم اس دن کفار کے سامنے دوزخ کو پیش کریں گے۔(صحیح مسلم کتاب الجنۃ باب ۱۲، صحیح ترمذی کتاب الجھنم باب ا،تفسیر ابن کثیر ۱۷۲/۳)

تشریح: ان لوگوں کے سامنے دوزخ کو کھینچ کر لایا جائے گا جن کی آنکھیں میرے ذکر سے پردے میں رہیں کہ وہ حق وصداقت کے قبول کرنے سے نہ صرف یہ کہ غفلت میں رہے بلکہ ہدایت کے قبول کرنے سے اندھے اور بہرے ہوگئے اس کے نتیجہ میں شریعت کے اوامر ونواہی سے بے خبر رہے۔

اَفَحَسِبَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اَنۡ یَّتَّخِذُوۡا عِبَادِیۡ: اس وضاحت کو پیش کیا جارہا ہے کہ کن وجوہ کے باعث وہ اس طرح کے عذاب کے مستحق بنے اس لئے کہ انہوں نے اللہ کی آیات میں غور وفکر نہ کیا اور عبرت حاصل نہ کی اپنے پروردگار کی جانب رجوع نہ کیا اور ماموارت اور منہیات پر عمل پیرا نہ رہے غفلت اور بے پرواہی میں زندگی بسر کی حق وصداقت کے قبول کرنے سے اندھے بہرے ہوگئے اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو مہر زدہ کردیا اور ان کے کانوں اور ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا۔

اس آیت میں اس حقیقت کو واضح کیا ہے کہ جن معبودوں پر انہوں نے بھروسہ کررکھا ہے اور اللہ کے ساتھ تعلق ختم کررکھا ہے وہ سمجھ لیں کہ اللہ کے علاوہ دوسرے معبود انہیں کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکیں گے، تعجب ہے کہ کفار نے اس خیال کو اپنے دل ودماغ پر مسلط کررکھا ہے کہ وہ میرے بندوں کو میرے سوا اپنا دوست نجات دہندہ بنارہے ہیں جب کہ وہ بھی میرے قبضہ اور میری قدرت کے تابع ہیں جیسا کہ فرشتے اور عیسیٰ علیہ السلام ہیں، ان کا خیال ہے کہ وہ انہیں فوائد سے ہم کنار کریں گے یا ان پر نازل ہونے والی مصیبتوں کو ختم کرسکیں گے ہرگز انہیں فائدہ نہ پہنچا سکیں گے جب کہ حقیقت یہ ہے، ہم نے ان کے لئے دوزخ کو ان کے برے اعمال کے باعث تیار کررکھا ہے جب انہوں نے اللہ کی ذات سے تعلق کو منقطع کرکے انہیں نجات دہندہ بنایا اور دوزخ بہت بُرا ٹھکانہ ہے۔

قُلۡ هَلۡ نُنَبِّئُكُمۡ بِالۡاَخۡسَرِيۡنَ اَعۡمَالًا: حقیقت یہ ہے کہ یہ آیت ان کے بارے میں نازل نہیں ہوئی یہ آیت جیسا کہ یہودیوں، عیسائیوں کو شامل ہے اسی طرح خوارج کو بھی شامل ہے جبکہ یہ آیت مکی ہے، اس آیت کا شان نزول سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان سے مقصود خوارج نہیں ہیں بلکہ یہودی اور عیسائی ہیں یہودیوں نے نبی ﷺ کو جھٹلایا اور عیسائیوں نے جنت کا انکار کیا اس میں کھانا پینا نہیں ہوگا، البتہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے خوارج کو فاسق قرار دیا ہے۔(بخاری کتاب التفسیر باب ۵)

اُولٰٓئِكَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمۡ: مقصود وہ لوگ ہیں جو اعمال کے لحاظ سے خسارے میں ہیں اس لئے کہ انہوں نے ان دلائل کا انکار کیا جو زمین کے کناروں میں پھیلے ہوئے ہیں نیز نفسیاتی قوتوں پر غور نہ کیا اور اپنے دل ودماغ میں انہیں کچھ حیثیت نہ دی جب کہ حقیقت یہ ہے کہ آفاقی اور نفسیاتی دلائل توحید کی جانب دعوت دیتے ہیں، مزید برآں انہوں نے قیامت کے واقع ہونے اور محاسبہ سے خود کو دور رکھا اسے افسانہ قرار دیا اس وجہ سے ان کے اعمال حسنہ ضائع ہوگئے اور ثواب سے انہیں محرومی رہی بلکہ انہیں عذاب میں مبتلا کیا گیا اور رسوائی نے ان سے چین وآرام کو چھین لیا انکے اعمال وزن کے لحاظ سے اس قدر ہلکے ثابت ہوئے گویا کہ انہوں نے اعمال نہیں کئے ہیں، ظاہر ہے کہ نیکیوں کے باعث ترازوں بھاری ہوتا ہے جبکہ وہ نیک اعمال سے بالکل خالی تھے تو ہم نے انہیں ان کے کفر کے باعث مزید اس وجہ سے کہ انہوں نے اللہ کے پیغمبروں کا احترام کرنے کی بجائے انہیں تنقید کا نشانہ بنایا اور ان کے معجزات پر ان کا تمسخر اڑایا، اگرچہ کفر ہی عظیم گناہ ہے لیکن پرہیزگار لوگوں کو حقارت کی نظر سے دیکھنا اور انکی ایک ایک حرکت پر انہیں تنقید کا نشانہ بنانا اسی کے باعث وہ لوگ دوزخ کا ایندھن قرار پائے، بخاری شریف میں ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ارشاد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبوی ہے کہ قیامت کے دن ایک شخص لحیم شحیم میدان حشر میں لایا جائیگا جبکہ وہ مچھر کے پر سے بھی ہلکا ہوگا اس وضاحت کے بعد آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا۔ (صحیح بخاری کتاب التفسیر باب ٦ صحیح مسلم کتاب القیامۃ باب ١)

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ﴿١٠٧﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا ﴿١٠٨﴾ قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ﴿١٠٩﴾ قُلْ اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰۤى اِلَيَّ اَنَّمَاۤ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖۤ اَحَدًا ﴿١١٠﴾ ع

ترجمہ: بلاشبہ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اعمال صالحہ کئے ان کے لئے جنت الفردوس کی مہمانی ہوگی (١٠٧) وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے وہ اس سے کسی دوسری جگہ منتقل نہیں ہوں گے (١٠٨) آپ اعلان کریں اگر سمندر کا پانی میرے پروردگار کی باتوں کو تحریر کرنے کے لئے سیاہی ہو جائے تو سمندر ختم ہو کر رہ جائے گا اس سے پہلے کہ میرے پروردگار کی باتیں ختم ہوں اگرچہ ہم اس دریا کے مثل بطور مدد کے اور دریا لے آئیں (١٠٩) آپ اعلان کریں سوائے اس کے نہیں کہ میں تو تمہارے جیسا انسان ہوں میری جانب وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا معبود ایک معبود ہے پس جو شخص اپنے پروردگار کی ملاقات کی امید رکھتا ہے اس کے لئے چاہیے کہ وہ اعمال صالحہ بجالائے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو شریک نہ بنائے (١١٠)

لغوی تحقیق: الفِردَوس رومی زبان کا لفظ ہے، اس سے مقصود باغ ہے اس کی جمع فرادیس ہے، حوَل کا معنی پھرنے کا ہے یعنی تبدیل ہونا اور سال کو حول اس لئے کہا جاتا ہے کہ سال میں کئی تبدیلیاں ممکن ہوتی ہیں، مدادًا اس چیز کو کہتے ہیں جس کے ساتھ اضافہ ہو۔ چنانچہ سیاہی پر اس کا اطلاق اس لئے ہوتا ہے کہ سیاہی میں پانی ڈال کر جس قدر چاہو اضافہ ہو سکتا ہے، کلمت سے مقصود اللہ پاک کی غیر متناہی معلومات ہیں۔

تشریح: اللہ پاک اپنے سعادت مند بندوں کے بارے میں مطلع فرمارہے ہیں جنہوں نے اللہ اور اس کے پیغمبر محمد ﷺ کی تصدیق کی آپ کے علاوہ دیگر سب پیغمبروں کو سچا سمجھا جو کچھ انہوں نے پیش کیا اس کی تصدیق کی ان کا داخلہ جنت الفردوس میں ہوگا جنت الفردوس کی وضاحت میں نبی ﷺ نے فرمایا کہ جنت الفردوس سب سے اونچی جگہ میں ہے اور سب سے زیادہ خوبصورت ہے اور درمیان میں واقع ہے یہی وجہ ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا تو جب تم اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال کرو تو جنت الفردوس کا سوال کرو اس لئے کہ جنت الفردوس کا مقام سب جنتوں سے اونچا ہے اور وہ جنت کی سب نہروں کا منبع ہے، وہاں اللہ کی جانب سے ان کی مہمانی ہوگی وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ قیام پذیر رہیں گے اس سے انہیں نکلنا نہیں ہے بلکہ وہ جنت الفردوس کے علاوہ کسی دوسری جنت کا تقاضا بھی نہیں کریں گے اس حقیقت کو سمجھنے کے لئے ایک شاعر کا شعر ملاحظہ فرمائیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَحَلَّتْ سُوَيْدَاءَ الْقَلْبِ لَا اَنَا بَاغِيًا سِوَاهَا وَ لَا عَنْ حُبِّهَا اَتَحَوَّلُ

''محبوبہ تو دل کے وسط میں اتر چکی ہے میں اسکے علاوہ کسی کا خواہش مند نہیں ہوں اور نہ ہی میں اس کی محبت سے کنارہ کشی کروں گا'' دراصل ایک وہم ذہن میں گردش کرتا ہے کہ ہر شخص ایک ہی جگہ میں اقامت پذیر ہونے سے کبھی اکتاہٹ بھی محسوس کرتا ہے تو اس وہم کو ختم کر دیا کہ وہ اس جگہ ہمیشہ ہمیشہ رہنے سے اکتاہٹ محسوس نہیں کریں گے اور وہاں سے منتقل ہونے کو پسند نہیں کریں گے۔

قُلْ لَّوْكَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ: اللہ پاک محمد ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے آگاہ کر رہے ہیں کہ اگر سمندروں کا پانی سیاہی کی شکل اختیار کر جائے اسے قلم کے ساتھ تحریر کیا جائے جس کے ساتھ اللہ کے کلمات اور اس کے احکام اور آیات کو تحریر کیا جاتا ہے جو اللہ کی ذات کی جانب راہ نمائی کریں تو سمندر کا پانی اس سے پہلے ختم ہو جائے گا کہ ان کو تحریر کیا جائے اگر چہ ہم اس کے برابر اور سمندر کیوں نہ لے آئیں تو اللہ کے کلمات ختم نہ ہوں گے، بلاشبہ اللہ کی ذات غالب اور حکمت والی ہے حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے علم کے مقابلہ میں سبھی لوگوں کا علم سمندر کے پانی کے ایک قطرہ کے برابر ہے حقیقت یہ ہے کہ دنیا کی سبھی نعمتیں آخرت کی نعمتوں کے مقابلہ میں رائی کے دانے کے برابر ہیں۔

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ: اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر محمد ﷺ کو حکم دے رہے ہیں کہ آپ ان مشرکین کو آگاہ کریں جو آپ کی رسالت کا انکار کر رہے ہیں کہ آپ یہ تو تسلیم کرتے ہیں کہ میں تمہارے جیسا انسان ہوں اگر تم لوگ مجھے جھوٹا سمجھ رہے ہو تو تم اس طرح کا قرآن پیش کرو جس طرح کا میں نے پیش کیا ہے اور مجھے ہرگز غیب کا علم نہیں ہے لیکن میں نے تمہیں ان معاملات کے بارے میں آگاہ کر دیا ہے تم نے مجھ سے اصحاب کہف اور ذوالقرنین کے بارے میں دریافت کیا اگر اللہ تعالیٰ مجھے ان واقعات سے مطلع نہ فرماتے تو میں تمہیں ان کے بارے کیسے بتا سکتا تھا جس طرح میں نے تمہیں ان واقعات سے مطلع کیا ہے اور تم نے انہیں معلوم کیا ہے تم نے انکار نہیں کیا ہے اسی طرح میں تمہیں آگاہ کر رہا ہوں کہ تمہارا معبود جس کی عبادت کی جانب میں تمہیں دعوت دیتا ہوں وہ ذات ایک اللہ کی ذات ہے اس کا کوئی شریک نہیں تو جو شخص اپنے پروردگار کی ملاقات سے شادکام ہونا چاہتا ہے تو وہ اعمال صالحہ کرے، اعمال صالحہ وہ اعمال ہیں جو اللہ کی شریعت کے مطابق ہوں جس کو میں نے پیش کیا ہے اعمال صالحہ کے ساتھ ساتھ وہ ہرگز اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو شریک نہ بنائے اگر لوگوں کو خوش کرنے کے لئے اعمال صالحہ کرتا ہے تو وہ شخص ریا کار ہے اور ریا کاری کے باعث اس کے اعمال صالحہ ضائع ہو جائیں گے اس لئے کہ ریا کاری میں اس نے اللہ کے علاوہ لوگوں کو خوش کرنے کے لئے اعمال صالحہ کئے کہ وہ اس کی تعریف میں رطب اللسان رہیں ظاہر ہے کہ ریا کاری شرک ہے۔

ابوسعید بن ابوفضالہ انصاری بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا کہ قیامت کے دن جس کے وقوع پذیر ہونے میں ہرگز شک وشبہ نہیں ہے جب پہلے اور پچھلے سبھی لوگ اکٹھے ہوں گے تو ایک منادی کرنے والا منادی کرے گا جس شخص نے جو عمل اللہ کے لئے کیا ہے لیکن اس میں اللہ کے علاوہ کسی انسان کو بھی شریک کیا ہے یعنی اس کا عمل خالصتاً اللہ کی رضا کے لئے نہیں ہے تو وہ اس عمل کا ثواب اس شخص سے حاصل کرے جس کو اس نے اللہ کیساتھ شریک کیا تھا اس لئے کہ اللہ کی ذات تو ایسے عمل سے بے پرواہ ہے جس میں شرک کی آمیزش ہے، ریا کاری، شہرت سے دامن کو داغدار ہونے سے بچایا جائے۔

(صحیح ابن ماجہ کتاب الزہد باب ٢١، مشکوٰۃ تحقیق البانی کتاب الرقاق باب ٥، مسند احمد ٤٦٦/٣)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اٰيَاتُهَا: ٩٨ ١٩ سُوْرَةُ مَرْيَمَ مَكِّيَّةٌ ٤٤ رُكُوْعَاتُهَا: ٦

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام کے ساتھ جو بخشش کرنے والا مہربان ہے

كٓهٰيٰعٓصٓ ﴿١﴾ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا ﴿٢﴾ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا ﴿٣﴾ قَالَ
رَبِّ اِنِّىْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّىْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا وَّلَمْ اَكُنْۢ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا ﴿٤﴾ وَاِنِّىْ
خِفْتُ الْمَوَالِىَ مِنْ وَّرَآءِىْ وَكَانَتِ امْرَاَتِىْ عَاقِرًا فَهَبْ لِىْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ﴿٥﴾ يَّرِثُنِىْ
وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ﴿٦﴾ يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ِۨاسْمُهٗ يَحْيٰى لَمْ
نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ﴿٧﴾ قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِىْ غُلٰمٌ وَّكَانَتِ امْرَاَتِىْ عَاقِرًا وَّقَدْ
بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ﴿٨﴾ قَالَ كَذٰلِكَ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَىَّ هَيِّنٌ وَّقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ
وَلَمْ تَكُ شَيْئًا ﴿٩﴾ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّىْ اٰيَةً قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا
﴿١٠﴾ فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰى اِلَيْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ﴿١١﴾

ترجمہ: كٓهٰيٰعٓصٓ (١) یہ آپ کے پروردگار کی بخشش کا اس کے بندے زکریا کا بیان ہے (٢) جب اس نے اپنے پروردگار کو پوشیدہ انداز کے ساتھ پکارا (٣) اس نے کہا اے میرے پروردگار! میرے جسم کی ہڈیاں کمزور ہوگئی ہیں اور میرا مکمل سر سفید بالوں سے آگ کی مانند بھڑک اٹھا ہے اور اے میرے پروردگار! میں تجھ سے دعا کرنے میں بدنصیب نہیں ہوں (٤) اور بلاشبہ میں اپنے بعد اپنے قرابت داروں سے خوفزدہ ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے پس تو مجھے اپنے پاس سے وارث عطا کر (٥) وہ میرا وارث بنے اور یعقوب کی آل کا وارث بنے اور اے میرے پروردگار! اسے پسندیدہ شخص بنا (٦) ہم نے کہا اے زکریا بے شک ہم تجھے بچے کی خوشخبری دیتے ہیں کہ اس کا نام یحیٰی ہے ہم نے اس سے پہلے اس کا ہم نام پیدا نہیں کیا (٧) اس نے کہا اے میرے پروردگار! میرے ہاں لڑکا کیسے ہوسکتا ہے جب کہ میری بیوی بانجھ ہے اور میں بڑھاپے کے باعث نہایت کمزوری کو پہنچ چکا ہوں (٨) اس نے کہا وعدہ اسی طرح ہے تیرے پروردگار نے کہا ہے کہ یہ کام مجھ پر آسان ہے اور میں نے تجھے اس سے پہلے پیدا کیا اور تو کچھ نہ تھا (٩) اس نے کہا اے میرے پروردگار! میرے لئے کوئی علامت معین فرمائیں، فرمایا تیری علامت یہ ہے کہ تو تین دن رات لوگوں سے بات نہ کر سکے گا جب کہ تیرا مزاج درست ہوگا (١٠) چنانچہ وہ عبادت کے محراب سے اپنی قوم پر باہر نکلا تو ان کی جانب اشارہ کیا کہ تم صبح شام تسبیح کرو (١١)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لغوی تحقیق: زکریا علیہ السلام سلمان بن داؤد علیہم السلام کی اولاد سے ہیں، کاروبار کے لحاظ سے وہ نجار تھے، عَاقِر بانجھ، اس عورت کو کہتے ہیں جسکی اولاد نہ ہو، یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم پیغمبر تھے، مریم بنت عمران کی بہن سے نکاح کیا، سَمِیًّا شریک یعنی اس نام کا ان سے پہلے کوئی شخص نہ تھا، یحیٰی علیہ السلام مراد ہیں، عِتِیًّا اس کا مادہ (ع ت و) ہے، بڑھاپے کے باعث جس کی ہڈیاں اور جوڑ خشک ہو جائیں رطوبت باقی نہ رہے، سَوِیًّا جس کی تخلیق صحیح ہو اسکے اعضاء عیوب سے محفوظ ہوں یعنی گونگا اور بہرا نہ ہو، عَشِیًّا فجر اور عصر کی نماز مراد ہے، محمد بن اسحق کا قول ام سلمہ کی حدیث میں حبشہ کی جانب ہجرت کے واقعہ میں مذکور ہے کہ جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اس سورۃ کی ابتدائی آیات کی نجاشی اور اسکے رفقاء کی موجودگی میں تلاوت کی۔ (مسند احمد ۲۰۱/۱، تفسیر ابن کثیر ۱۷۹/۳، المراغی ۲۹/۶)

بلاغت: زکریا علیہ السلام کے قول ﴿وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَیْبًا﴾ سے مقصود یہ ہے کہ بڑھاپے نے سر کے سبھی جوانب کو سفید کر دیا ہے بڑھاپا چھایا ہوا ہے لیکن اِشْتَعَلَ شَیْبُ الرَّاْسِ کی ترکیب میں یہ مفہوم ہے کہ سر کے بالوں میں بڑھاپا نمودار ہوا ہے دونوں میں فرق ہے اسے ملحوظ خاطر رکھا جائے، قبل ازیں تفسیر اصدق البیان کی جلد اول کے مقدمہ میں بھی اس کا ذکر کیا گیا ہے۔

چند اہم معلومات: سورۂ مریم کا شمار مکی سورتوں سے ہوتا ہے اس سورت میں بنیادی طور پر توحید کو ثابت کیا گیا ہے اور اللہ عزوجل کی ذات کو ان باتوں سے منزہ قرار دیا گیا ہے جو اللہ پاک کی ذات کے لئے لائق نہیں اور ایمان کے عقیدہ کو قیامت کے وقوع اور جزا سزا کی روشنی میں ثابت کیا گیا ہے تاہم حقیقت یہ ہے کہ اس سورت کا مرکزی نقطۂ نظر توحید کے گرد گھومتا ہے نیز اللہ کی ذات پر ایمان لانا اور اس کی وحدانیت کو تسلیم کرنا اور اس حقیقت کو آشکارا کرنا ہے کہ ہدایت یافتہ لوگوں کا منہج کیسا ہے؟ اور گمراہ لوگوں کا طریق کار کس قدر رشد و ہدایت سے دور ہے۔

اس سورت میں کچھ انبیاء علیہم السلام کے واقعات کو ذکر کیا گیا ہے آغاز میں اللہ کے پیغمبر زکریا علیہ السلام کا تذکرہ ہے اس کے بعد ان کے بیٹے یحیٰی علیہ السلام کا تذکرہ ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے بڑھاپے میں ایک بانجھ قسم کی عورت سے پیدا فرمایا جو اولاد سے محروم تھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ اللہ پاک کی ذات ہر چیز پر قادر ہے وہ مصیبت زدہ لوگوں کی پکار کو سنتا ہے اور ان کی مصیبت کو دور کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زکریا علیہ السلام کی دعا کو شرف قبولیت سے نوازا اور انہیں ذہین و فطین بیٹا عطا کیا، مزید برآں اس سورت میں ایک ایسا واقعہ ذکر کیا گیا ہے جو نہایت ہی عجیب و غریب ہے وہ مریم علیہا الصلوٰۃ والسلام کا واقعہ ہے جو کنواری تھی اور انہیں بلا خاوند کے بیٹا عطا کیا جس کا نام عیسیٰ علیہ السلام ہے، دراصل اللہ تعالیٰ کی حکمت اس بات کی متقاضی ہوئی کہ عیسیٰ علیہ السلام کو بلا والد کے پیدا فرما کر عام عادت کے خلاف معجزہ کی صورت میں اس کا ظہور ہو تا کہ اللہ پروردگار عالم کی قدرت کے آثار مشاہدہ میں آئیں، لوگ ان آنکھوں سے اللہ کی قدرت کے اس کرشمہ کو دیکھ پائیں اور اللہ وحدہٗ لاشریک کی عظمت کا سکہ دل و دماغ میں مرتکز ہو جائے۔

بالکل اسی طرح اس سورت میں اولوالعزم پیغمبر ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ ہے جو ان کے والد کیساتھ پیش آیا، بعد ازاں اللہ کے پیغمبروں، اسحٰق، یعقوب، موسیٰ، ھارون، اسماعیل، ادریس اور نوح علیہم السلام کے واقعات کا تذکرہ ہے، مقصود رسالت کی وحدت کو اجاگر کرنا ہے اور سب پیغمبر اس لئے مبعوث کئے گئے کہ وہ لوگوں کو اللہ کی توحید کی جانب دعوت دیں اور شرک اور بت پرستی کے قلادہ کو اپنی گردنوں سے اتار کر پھینک دیں، مزید اس سورت میں قیامت کے بعض مناظر کا بھی تذکرہ ہے اور اس دن کی خوفناکیوں سے پردہ اٹھایا گیا ہے جبکہ مجرم لوگ دوزخ کے گرد گھٹنوں کے بل کھڑے ہوں گے تاکہ انہیں دوزخ میں گرا دیا جائے اور وہ دوزخ کا ایندھن بنیں گے، اس سورت کے آخر میں اللہ تعالیٰ کی ذات کو اولاد، شریک اور اس کے مثل سے پاک قرار دیا گیا ہے جبکہ دلائل کی وضاحت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لحاظ سے ہرگز کسی قسم کا سقم نہیں ہے، مزید برآں اس سورت کا نام مریم رکھا گیا ہے کیونکہ مریم علیہا السلام کے بطن سے بلا باپ کے خرق عادت تولد پذیر ہونے والے بچے عیسیٰ علیہ السلام کا بچپن میں کلام کرنے کا تذکرہ ہے۔ (صفوۃ التفاسیر القسم الثامن ص ۴۴)

تشریح: کٓھٰیٓعٓصٓ حروف مقطعات ہیں ان کے لانے سے مقصود قرآن پاک کے اعجاز پر متنبہ کرنا ہے چنانچہ ان کو اس انداز سے پڑھا جائے (کاف، ھا، یا، عین، صاد) ان حروف میں تنبیہ مقصود ہے جس طرح کی تنبیہ اَلا وغیرہ حروف میں موجود ہے۔

ذِکْرُ رَحْمَتِ رَبِّکَ عَبْدَهٗ زَکَرِیَّا: اے محمد! (ﷺ) آپ کے پروردگار کی رحمت کا تذکرہ ہے جس کو اس نے اپنے بندے زکریا علیہ السلام پر نچھاور کیا ہم آپ پر اس کا تذکرہ کر رہے ہیں جب زکریا علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے سرگوشی کرتے ہوئے نہایت پست آواز کے ساتھ پکارا جس کا سننا ممکن نہ تھا اس کا سبب یہ تھا کہ اللہ کی ذات کی بارگاہ میں اسے جس قدر زیادہ سے زیادہ پوشیدہ آواز میں پکارا جائے تو اس میں اخلاص کی کیفیت نہایت اثر انداز ہوتی ہے، مزید برآں ایسی کیفیت میں ریاکاری کے شائبہ تک کا تصور بھی ممکن نہیں ہوتا، چنانچہ زکریا علیہ السلام نے نہایت تضرع، مسکنت کی کیفیت میں اپنے پروردگار کی بارگاہ میں عرض کیا اے میرے پروردگار! میری ہڈیاں کمزور ہو چکی ہیں اور بڑھاپے کے باعث میرے قویٰ میں اضمحلال کار فرما ہے اور بڑھاپے نے میرے سر کے سبھی جوانب کے بالوں کو سفید کر دیا ہے، چنانچہ بڑھاپا اس تیزی کے ساتھ میرے سر کے بالوں میں اثر انداز ہوا ہے جیسا کہ آگ خشک لکڑی کو جلا کر خاکستر بنا دیتی ہے، اے میرے پروردگار! تو نے کبھی بھی مجھے محروم نہیں کیا آپ نے تو بار بار مجھ پر احسانات فرمائے اور مجھے عادی بنایا کہ میں تیری بارگاہ میں حاضر ہو کر نہایت عجز و ابتہال کی کیفیت میں مانگتا رہوں پس اب بھی میری دعا کو شرف قبولیت سے نوازیں جیسا کہ اس سے پہلے تو نے مجھے عادی بنا رکھا ہے، دراصل دعا کی قبولیت کے لئے مؤثر انداز ہے کہ تیرا وصف کریم ہے اور کریم کے لئے ممکن نہیں کہ وہ اپنے دروازہ پر آئے ہوئے سائل کو ناکام لوٹائے اور مجھے چچازاد بھائیوں اور دیگر اعزہ واقارب سے خطرہ ہے کہ وہ میری وفات کے بعد دین اسلام کے اصولوں کو پامال نہ کر دیں اور میرے علم کی وراثت کا تحفظ کرنے سے سستی کا مظاہرہ نہ کریں اور میری بیوی تو بانجھ ہے اولاد جنم دینے سے محروم ہے اس لئے اے اللہ! آپ مجھے خاص فضل و کرم سے صالح بیٹا عطا فرمائیں جو میری نگہداشت کرے اور میرے معاملات کو نپٹائے وہ علم اور نبوت میں نہ صرف یہ کہ میرا وارث ثابت ہو بلکہ اپنے بزرگوں (دادا وغیرہ) کا بھی وارث بنے، مقصود اسلامی شریعت کی وراثت ہے مال و دولت کی وراثت نہیں ہے ظاہر ہے کہ انبیاء علیہم السلام روپیہ پیسہ تو چھوڑ کر نہیں جاتے ہیں اور اے میرے پروردگار! اس کو پسندیدہ شخصیت کے قالب میں ڈھالنا۔

یٰزَکَرِیَّآ اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلٰمِ نِ اسْمُهٗ یَحْیٰی: اے زکریا! ہم آپ کو فرشتوں کی وساطت سے ایک لڑکے کے تولد پذیر ہونے کی خوشخبری دیتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہے جیسا کہ سورۃ آل عمران میں اس کا تذکرہ ہے اس نام کا کوئی شخص ان سے پہلے نہیں گزرا ہے۔

قَالَ رَبِّ اَنّٰی یَکُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ: زکریا علیہ السلام نے تعجب کا اظہار کرتے ہوئے مسرت کے عالم میں عرض کیا مجھے لڑکا کیسے ہو سکتا ہے؟ جب کہ میری بیوی بوڑھی ہے وہ تو عالم شباب میں اولاد سے محروم رہی اب تو وہ بڑھاپے کی عمر میں ہے اب کیسے لڑکا جنم لے گا اور میں بڑھاپے کی عمر میں پہنچ چکا ہوں اس وقت زکریا علیہ السلام کی عمر ۱۲۰ سال تھی اور بیوی کی عمر ۸۹ سال تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے زکریا علیہ السلام کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا معاملہ اسی طرح ہوگا میں اس پر قادر ہوں کہ بوڑھے مرد اور بوڑھی خاتون سے اولاد پیدا کروں میرے لئے ہرگز مشکل نہیں ہے نہایت آسان ہے اور میں نے تجھے پیدا کیا جب کہ تیرا تذکرہ نہ تھا پس میں تم دونوں سے یحییٰ کے پیدا کرنے پر قدرت رکھتا ہوں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّیْٓ اٰیَةً: زکریا علیہ السلام نے عرض کیا مجھے ایسی علامت سے آگاہ کریں جس سے مجھے معلوم ہو کہ میری بیوی حاملہ ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا علامت یہ ہے کہ تو مسلسل تین دن رات تک لوگوں سے گفتگو نہ کر سکے گا تجھ میں کچھ بیماری نہ ہوگی تو گونگا نہیں ہوگا۔

فَخَرَجَ عَلٰی قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ: زکریا علیہ السلام کو جس محراب میں یحییٰ علیہ السلام کے تولد پذیر ہونے کی خوشخبری دی گئی اس سے وہ باہر نکلے تو انہوں نے پوشیدہ انداز سے اشارہ کیا کہ تم صبح، شام میری موافقت کرتے ہوئے اللہ کی تسبیح میں مشغول رہو۔

یٰیَحْیٰی خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ؕ وَاٰتَیْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِیًّا ﴿۱۲﴾ وَّحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً ؕ وَكَانَ تَقِیًّا ﴿۱۳﴾ وَّبَرًّۢا بِوَالِدَیْهِ وَلَمْ یَكُنْ جَبَّارًا عَصِیًّا ﴿۱۴﴾ وَسَلٰمٌ عَلَیْهِ یَوْمَ وُلِدَ وَیَوْمَ یَمُوْتُ وَیَوْمَ یُبْعَثُ حَیًّا ﴿۱۵﴾ ع

ترجمہ: ہم نے کہا اے یحییٰ! کتاب کے احکام کو استقامت کے ساتھ پکڑو اور ہم نے اس کو بچپن میں ہی دانائی عطا کر دی تھی (۱۲) اور ہم نے اس کو اپنی طرف سے شفقت اور پاکیزگی کے ساتھ نوازا اور وہ پرہیز گار تھا (۱۳) اور اپنے والدین کا فرماں بردار تھا اور وہ سرکش نافرمان نہیں تھا (۱۴) اور اس پر سلامتی ہے جس دن وہ پیدا ہوا اور جس دن وہ فوت ہوگا اور جس روز اسے زندہ کر کے اٹھایا جائے گا (۱۵)

لغوی تحقیق: حَنَانًا شوق، حَنَّ اِلٰی وَطَنِهٖ، وطن کی محبت اور شوق میں تحریک ہوئی، وطن لوٹنے کیلئے اشتیاق کا اظہار کیا، حنینٌ وہ آواز جس سے محبت اور اشتیاق کا اظہار ہو، وَحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً اور خاص اپنے پاس سے رقت قلب اور پاکیزگی، یحییٰ علیہ السلام کے بارے میں ہے کہ ہم نے جہاں انہیں ان تمام اوصاف سے نوازا جو ایک پیغمبر کیلئے ضروری ہے وہاں خصوصیت سے انہیں رقت قلب اور گداز کی نعمت بھی عطا کی، زکریا علیہ السلام کیلئے اس خوشخبری میں تسکین کا یہ پہلو پایا جاتا ہے کہ بڑھاپے میں آپ کو جب کہ آپ تقریباً مایوس ہو چکے تھے ایسا فرزند ارجمند دیا جاتا ہے جو نہ صرف نبوت و رسالت کی روایت کو زندہ و تابندہ رکھے گا بلکہ آپ کے حق میں حد درجہ شفیق و مہربان ہوگا اور بڑھاپے میں آپ کیلئے قابل اعتماد سہارا ثابت ہوگا، حنان کے لفظ میں ایک لطیف اشارہ یہ بھی ہے کہ یحییٰ کے دل میں ایک طرح کی بیقراری اور تڑپ، اللہ تعالیٰ سے ملنے، اس کا قرب چاہنے اور اپنے اصل وطن یعنی عالم روحانی کی طرف لوٹ جانے کی آرزو بھی پائی جاتی تھی اور یہی ہر صاحب دل کا اصل وطن ہے ؎ منزل ما کبریا است۔ (لسان القرآن ۵۳۸)

تشریح: کلام میں کچھ الفاظ محذوف ہیں وہ یہ ہیں کہ جب یحییٰ پیدا ہوا اور بڑا ہوا اور اس عمر میں پہنچا جس میں حکم دیا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے یحییٰ کو حکم دیا کہ آپ نہایت محنت اور کوشش کیساتھ تورات کے ساتھ وابستگی اختیار کریں اور ہم نے اسے عالم طفولیت میں ہی حکمت اور دانش مندی عطا کی، علامہ طبریؒ وضاحت کرتے ہیں کہ ہم نے اسے بچپن میں ہی فہم کتاب سے نوازا تھا اور شفقت عطا کی تھی اور ان میں پاکیزگی کا داعیہ موجزن تھا، مذموم عادتوں سے انہیں تحفظ حاصل تھا اور وہ صالح کردار کے مالک، پرہیزگار انسان تھے کبھی کسی گناہ کا ارادہ نہ کیا اور اپنے والدین کیساتھ حسن سلوک کرنے والا تھا ان میں سرکشی کا داعیہ موجود ہی نہ تھا اس پر اللہ کی جانب سے ان کی پیدائش سے لے کر ان کے اٹھائے جانے تک سلامتی ہو ان کی پیدائش کے دن ان کی وفات کے دن اور اس کے قبر سے اٹھائے جانے کے دن بھی اس پر سلامتی ہو، ذہن نشین کریں جن مقامات میں اس پر سلامتی کے دعائیہ کلمات کا ذکر ہے، خیال

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمائیں ان تین مقامات کو بالخصوص اس لئے ذکر کیا ہے کہ انسان اپنی کمزوری کے باعث اللہ کی خوشنودی اور رضا جوئی کا محتاج ہوتا ہے اور اللہ کی رحمت اور شفقت کا طالب ہوتا ہے۔

وَاذۡکُرۡ فِی الۡکِتٰبِ مَرۡیَمَ اِذِ انۡتَبَذَتۡ مِنۡ اَهۡلِهَا مَکَانًا شَرۡقِیًّا ﴿۱۶﴾ فَاتَّخَذَتۡ مِنۡ دُوۡنِهِمۡ
حِجَابًا فَاَرۡسَلۡنَاۤ اِلَیۡهَا رُوۡحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِیًّا ﴿۱۷﴾ قَالَتۡ اِنِّیۡۤ اَعُوۡذُ بِالرَّحۡمٰنِ
مِنۡکَ اِنۡ کُنۡتَ تَقِیًّا ﴿۱۸﴾ قَالَ اِنَّمَاۤ اَنَا رَسُوۡلُ رَبِّکِ لِاَهَبَ لَکِ غُلٰمًا زَکِیًّا ﴿۱۹﴾ قَالَتۡ
اَنّٰی یَکُوۡنُ لِیۡ غُلٰمٌ وَّلَمۡ یَمۡسَسۡنِیۡ بَشَرٌ وَّلَمۡ اَکُ بَغِیًّا ﴿۲۰﴾ قَالَ کَذٰلِکِ قَالَ رَبُّکِ هُوَ
عَلَیَّ هَیِّنٌ ج وَ لِنَجۡعَلَهٗۤ اٰیَةً لِّلنَّاسِ وَرَحۡمَةً مِّنَّا وَکَانَ اَمۡرًا مَّقۡضِیًّا ﴿۲۱﴾

ترجمہ: اور آپ کتاب میں مریم کا تذکرہ کریں جب اس نے اپنے گھر کے افراد سے بیت المقدس کے مشرقی کنارے میں یکسوئی اختیار کی (۱۶) پس ہم نے اس کی جانب اپنی روح [جبریل علیہ السلام] کو بھیجا تو وہ مریم کے لئے تندرست جسم والے انسان کی شکل میں ظہور پذیر ہوا (۱۷) اس نے کہا بیشک میں اللہ کیساتھ تجھ سے پناہ چاہتی ہوں اگر تو اطاعت کرنے والا ہے (۱۸) اس نے کہا بیشک میں آپ کے پروردگار کا بھیجا ہوا ہوں تا کہ میں تجھے پاکیزہ لڑکا عطا کروں (۱۹) اس نے کہا میرے ہاں لڑکا کیسے پیدا ہوسکتا ہے جبکہ مجھے کسی انسان نے ہاتھ نہیں لگایا اور میں ہرگز زانیہ بھی نہیں ہوں (۲۰) اس نے کہا وعدہ سچا اسی طرح کا ہے آپ کے پروردگار کا فرمان ہے کہ یہ تو مجھ پر آسان ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ اس لڑکے کو لوگوں کیلئے علامت بنائیں اور اپنی جانب سے رحمت اور یہ کام فیصلہ شدہ ہے (۲۱)

لغوی تحقیق: بَغِیًّا زانیہ عورت، مادہ (ب غ ی) ہے، بَغٰی بُغَاءً بَغْیًا وَبُغًی کوئی شے طلب کرنا، تلاش کرنا، راہ صواب واعتدال سے ہٹ جانا، دراز دستی کرنا، ظلم کرنا، مینہ کا خوب برسنا، زخم بگڑ جانا، پیپ سے بھر جانا، فِئَةٌ بَاغِیَةٌ وہ گروہ جو امام عادل یا حکومت عادلہ کے خلاف سازش لڑائی کا مرتکب ہو، یَنۡبَغِیۡ زیب دیتا ہے۔ (لسان القرآن ۲۰۷)

تناسب: زکریا علیہ السلام کے واقعہ کے بیان کے سلسلے میں اس حقیقت کو واضح کیا گیا تھا کہ زکریا خود بھی بڑھاپے کی عمر میں تھے اور ان کی بیوی بھی بانجھ تھی لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے ان دونوں سے ایسا لڑکا پیدا فرمایا جو نہ صرف یہ کہ ہوشمند تھا بلکہ مبارک شخص تھا اس کے بعد مریم علیہا السلام کا واقعہ بیان ہوا ہے کہ اللہ نے اس سے ایک ایسا لڑکا بلا باپ کے پیدا فرمایا جو نہایت عمدہ انسان تھا ان دونوں واقعات میں واضح مناسبت موجود ہے اسی وجہ سے ان دونوں واقعات کو سورہ آل عمران اور اس سورت میں ملا کر بیان کیا ہے۔

تشریح: اس سورت میں دوسرا واقعہ بیان ہو رہا ہے یہ واقعہ یحییٰ علیہ السلام کی پیدائش سے بھی زیادہ تعجب انگیز ہے جب کہ عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش مریم علیہا السلام کے بطن سے بلا باپ کے ہوئی، اس واقعہ میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا اظہار ہے جب کہ اس نے تنہائی اختیار کرتے ہوئے بیت المقدس کے شرقی جانب میں خود کو اللہ کی عبادت میں مصروف کرتے ہوئے تیار کیا اس نے اپنے اور اپنی قوم کے افراد کے درمیان پردہ حائل کرلیا تا کہ وہ اختلاط سے محفوظ رہے تو ہم نے اس کی جانب جبریل علیہ السلام کو بھیجا وہ ان کے سامنے ایسے انسان کی شکل میں متمثل ہوا جو تخلیق کے لحاظ سے بھرپور قوت والا جاذب نظر تھا، ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جبریل علیہ السلام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک ایسے شخص کی کیفیت میں ان کے سامنے آئے جس میں تخلیق کے لحاظ سے عمدگی کارفرما تھی، جواں سال دکھائی دے رہے تھے سفید براق لباس زیب تن کیا ہوا تھا رنگ گورا اور چہرہ روشن تھا سر کے بال گھنگریالے تھے پیدائش کے لحاظ سے اعضاء میں نہایت استواری اور کشش کارفرما تھی، ذہن نشین کریں کہ جبریل علیہ السلام انسانی شکل میں اس لئے متمثل ہو کر آئے تا کہ مریم علیہا السلام ان سے مانوس ہو کر گفتگو کر سکیں اور نفرت کا داعیہ حائل نہ ہونے پائے لیکن اگر وہ فرشتے کی صورت میں آتے تو مریم علیہا السلام ان سے خوف زدہ ہو جاتیں اور نفرت کا اظہار کرتیں بلکہ جبریل علیہ السلام کی گفتگو کو سننے کی بھی قدرت نہ پاتیں، مزید برآں مریم علیہا السلام کی پاکدامنی اور پرہیزگاری اس واقعہ پر غور کرنے سے واضح ہو رہی ہے کہ اس نے جب جبریل علیہ السلام کو خوبصورت نوجوان کی شکل میں دیکھا تو ایسی خوبصورت شخصیت کو دیکھتے ہی خود کو اللہ کی حفاظت میں شامل کرتے ہوئے اللہ سے پناہ طلب کی اس لئے کہ وہ ایسے خوبصورت شخص کو دیکھتے ہی خوفزدہ ہو گئی اس نے خطرہ محسوس کیا کہ کہیں یہ شخص اس کو برائی پر آمادہ نہ کرے تو اس کی زبان پر یہ کلمات تھے اللہ پاک جو مہربان ہے میں اس ذات کے ساتھ تجھ سے پناہ طلب کرتی ہوں اگر آپ پرہیزگار ہیں تو مجھے کچھ نہ کہنا کسی تکلیف میں مبتلا نہ کرنا، جبریل علیہ السلام نے جواب میں یہ جملہ دہرایا کہ میں اللہ کی جانب سے بھیجا گیا فرشتہ ہوں کہ اللہ تجھے ایسے لڑکے سے نوازے گا جو گناہ کی زندگی سے پاکیزہ ہو گا اس نے تعجب خیز لہجہ میں یہ جملہ دہرایا کہ میرے ہاں لڑکا کیسے جنم لے سکتا ہے؟ جب کہ میں شادی شدہ نہیں ہوں کہ بچہ پیدا ہو سکے، مزید میں بدکار عورت بھی نہیں ہوں، اس کے جواب میں جبریل علیہ السلام نے کہا آپ کے پروردگار کا فیصلہ یہی ہے میرے لئے بلا خاوند کے بچہ پیدا کرنا مشکل نہیں، مزید برآں اس کی پیدائش اللہ تعالیٰ کی عجیب قدرت کا نشاں ہو گی اور اس کا وجود باعث رحمت ہو گا جب کہ وہ مقام نبوت پر فائز ہو گا اور اس کی تشریف آوری کا فیصلہ ہو چکا ہے اس میں تغیر تبدل ممکن نہیں یہ تو اللہ تعالیٰ کے ازلی علم میں ہے۔

فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا﴿٢٢﴾ فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ قَالَتْ يٰلَيْتَنِىْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا﴿٢٣﴾ فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِىْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا﴿٢٤﴾ وَهُزِّىْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا﴿٢٥﴾فَكُلِىْ وَاشْرَبِىْ وَقَرِّىْ عَيْنًا ۚ فَاِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا فَقُوْلِىْٓ اِنِّىْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا﴿٢٦﴾

ترجمہ: پس وہ بچے سے حاملہ ہو گئی تو اس کے باعث اس نے دور جگہ میں کنارہ کشی اختیار کی (٢٢) تو دردِ زِہ اس کو کھجور کے تنے کی جانب مجبور کر کے لایا، مریم نے کہا اے کاش! میں اس سے پہلے موت سے ہم کنار ہو جاتی اور میں دل سے بھلائی گئی ہوتی (٢٣) تو جبریل نے اس کو اس کے پاؤں کی جانب سے آواز دی کہ تو غم نہ کر بلاشبہ تیرے پروردگار نے تیرے نیچے چشمہ جاری کر دیا ہے (٢٤) اور کھجور کے تنے کو اپنی جانب حرکت دیں تو وہ تجھ پر تازہ کھجوریں گرائیگا (٢٥) پس تو کھائے اور پیئے اور آنکھ کو ٹھنڈا کر، پس اگر تو انسانوں میں سے کسی انسان کو دیکھ پائے تو کہئے بلاشبہ میں نے اللہ کیلئے کلام نہ کرنے کی نذر مان رکھی ہے پس میں آج کسی شخص سے بات نہیں کروں گی (٢٦)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لغوی تحقیق: فَانْتَبَذَتْ مریم علیہا السلام نے خود کو معاشرے سے الگ رکھا اور گوشہ نشین ہوگئی، مادہ (ن ب ذ) ہے، اس کا معنی پھینکنا ہے، قَصِيًّا گھر والوں سے دور پہاڑ کی اوٹ میں سکونت اختیار کی، فَاَجَآءَهَا مریم علیہا السلام کو درد زِہ نے مجبور کر دیا، جَنِيًّا ایسا پھل جو استعمال کے لائق ہو، صَوْمًا خاموش، خود کو کلام سے روکنا، روزے کو صوم اس لئے کہتے ہیں کہ وہ بھی روزے دار کو کھانے پینے اور محرمات، مکروہات سے روکتا ہے۔

تشریح: قبل ازیں جبریل علیہ السلام اور مریم کے درمیان جو گفتگو ہو رہی تھی اس کے اختتام پر ہی مریم علیہا السلام حاملہ ہوگئیں اس کی وضاحت ملاحظہ فرمائیں کہ جبریل علیہ السلام نے مریم علیہا السلام کے گریبان میں پھونک ماری، پھونک ان کے پیٹ میں پہنچی جس کے باعث وہ حاملہ ہوگئیں اس کے بعد انہوں نے کنارا کشی اختیار کی کہ معاشرہ کے لوگ کہیں اسے عار نہ دلائیں ملامت نہ کریں کہ بلا خاوند کے اس نے بچے کو جنم دیا چنانچہ مدت حمل کے اختتام پر اسے درد زِہ نے مجبور کیا کہ وہ کھجور کے تنے کا سہارا لیں اس دوران شدت الم کے باعث ان کی زبان پر یہ کلمات تھے اے کاش! کہ میں آج سے پہلے موت کی آغوش میں چلی جاتی اور میں کوئی معمولی حقیر چیز ہوتی جس کا معاشرہ میں تذکرہ نہ ہوتا اور جسے معاشرہ میں عام طور پر جانا پہچانا نہیں جاتا ہے اس کا سبب ظاہر ہے کہ لوگ اس کی بات کو تسلیم نہیں کریں گے جب کہ اس سے پہلے معاشرہ میں زاہدہ، عابدہ کے طور پر معروف تھیں اور اب اسے معاشرہ میں زانیہ باور کیا جائے گا اس کیفیت میں ہر شخص کا یہی حال ہوتا ہے، وہ معاشرہ کی ستم ظریفیوں سے خود کو کیسے تحفظ عطا کر سکتی تھیں اس دوران فرشتے نے اسے کھجور کے درخت کے نیچے سے آواز دی، اے مریم! آپ اس کیفیت میں ہرگز غم زدہ نہ ہوں جب کہ آپ کے پروردگار نے آپ کے سامنے پانی کا چشمہ جاری کر دیا ہے جب جبریل علیہ السلام نے اللہ پاک کے حکم سے زمین پر اپنا پاؤں مارا اس کے نتیجہ میں میٹھے پانی کا چشمہ جاری ہوگیا نیز جبریل علیہ السلام نے انہیں آگاہ کیا کہ آپ کھجور کے تنے کو حرکت دیں اگرچہ درخت خشک ہے لیکن آپ کے حرکت دینے سے تجھ پر تازہ کھجوریں گریں گی ان سب غیر معمولی واقعات کے نتیجہ میں ان کا درد اور ان کا غم ہلکا ہو جائے گا، آپ ان لذیذ کھجوروں کے تناول کے بعد میٹھے پانی کے چشمے سے سیرابی حاصل کریں اس طرح آپ کا سکون جو کچھ عرصہ پہلے چھن گیا تھا دوبارہ حاصل ہو جائے گا اور اس نومولود بچے کے باعث خود کو سکون واطمینان سے ہمکنار کریں اور ہرگز غم واندوہ کو اپنے قریب بھٹکنے نہ دیں اور جب آپ کسی شخص کو دیکھیں اور وہ آپ سے اس نومولود کے بارے میں دریافت کرے تو آپ اس کو جواب میں یہ کلمہ کہیں کہ میں نے اللہ کے حکم سے خاموشی کی نذر مان رکھی ہے آج میں کسی شخص سے ہرگز کوئی بات نہ کروں گی۔

فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ ؕ قَالُوْا يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا ﴿٢٧﴾ يٰۤاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا ﴿٢٨﴾ فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ ؕ قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِى الْمَهْدِ صَبِيًّا ﴿٢٩﴾ قَالَ اِنِّىْ عَبْدُ اللّٰهِ ؕ اٰتٰىنِىَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِىْ نَبِيًّا ﴿٣٠﴾ وَّجَعَلَنِىْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ وَاَوْصٰنِىْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ﴿٣١﴾ وَّبَرًّا ۢ بِوَالِدَتِىْ وَلَمْ يَجْعَلْنِىْ جَبَّارًا شَقِيًّا ﴿٣٢﴾ وَالسَّلٰمُ عَلَىَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَيَوْمَ اَمُوْتُ وَيَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا ﴿٣٣﴾

ترجمہ: پس وہ اس کو اٹھائے ہوئے اپنی قوم کے پاس لائی انہوں نے کہا اے مریم! بے شک تو نے برا کام کیا ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲۷) اے ہارون کی بہن! تیرا باپ تو برا شخص نہ تھا اور نہ تیری ماں ہی زانیہ تھی (۲۸) اس پر مریم نے اپنے بچے کی جانب اشارہ کیا لوگوں نے کہا ہم اس شخص کیساتھ کیسے گفتگو کریں جو پنگھوڑے میں بچپن کی حالت میں ہے (۲۹) عیسیٰ نے کہا میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب عطا کی ہے اور مجھے پیغمبر بنایا ہے (۳۰) اور مجھے برکت والا بنایا ہے جہاں بھی میں ہوں اور اس نے مجھے نماز اور زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم دیا ہے جب تک کہ میں زندہ رہوں (۳۱) اور اس نے مجھے اپنی والدہ کیساتھ اچھائی کرنیوالا بنایا ہے اور اس نے مجھے سرکش بدنصیب نہیں بنایا (۳۲) اور مجھ پر سلام ہے جس دن کہ میں پیدا کیا گیا اور جس دن کہ میں فوت ہوں گا اور جس دن کہ مجھے زندہ کر کے اٹھایا جائیگا (۳۳)

لغوی تحقیق: **فَرِيًّا** بہت بڑا کام جو عام طور پر حسب عادت وقوع پذیر نہ ہوتا ہو جیسا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت بلا باپ کے ہوئی، **فری الجلد** اس نے چمڑے کو کاٹا، خواہ اصلاح کیلئے یا اس کو بے کار بنانے کیلئے، چنانچہ حدیث میں عمرؓ کے بارے میں وارد ہے **فَلَمْ اَرَ عَبْقَرِيًّا يَفْرِىْ فَرِيَّهٗ** پس میں نے کسی صاحب فراست شخص کو نہیں دیکھا کہ وہ اسطرح غیر اسلامی طور طریق کو کاٹتا رہا ہو جس طرح عمر رضی اللہ عنہ نے اس عمل کو سرانجام دیا گویا کہ انکی مثال ہی نہیں ملتی۔ (بخاری کتاب فضائل صحابہ باب ۵، مسلم کتاب الفضائل باب ۳)

تشریح: جب مریم علیہا السلام نفاس کے خون سے پاک ہوگئیں تو وہ اپنے بیٹے عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے ہاتھوں پر اٹھائے ہوئے اپنی قوم کے پاس پہنچیں جب انہوں نے مریم علیہا السلام اور اس کے بیٹے کو دیکھا تو اس معاملہ کو حیران کن قرار دیتے ہوئے، اس کو معیوب قرار دیتے ہوئے مخاطب کرتے ہوئے کہا تو نے تو نہایت غلط کردار کا مظاہرہ کیا ہے! تیری کیفیت تو یہ تھی کہ تو اپنے بھائی ہارون کے کردار کی ایک مثال تھی تم دونوں میں صلاحیت اور عبادت کے لحاظ سے کچھ تفاوت نہ تھا، مزید برآں تیرا والد بھی کردار کے لحاظ سے فاسق فاجر قسم کا انسان نہ تھا اور تیری والدہ کا کردار بھی ہرگز مشتبہ نہ تھا وہ تو زنا جیسے شرمناک فعل سے ہمیشہ کنارہ کش رہیں، تعجب ہے کہ تجھ سے اس قسم کا حیاء سوز کردار کیسے ظہور پذیر ہوا؟ جب کہ آپ کا تعلق پاکباز خاندان سے ہے جس کے افراد صلاحیتوں اور عبادت کے لحاظ سے ضرب المثل ہیں، قتادہؒ کا قول ملاحظہ فرمائیں کہ بنی اسرائیل میں ہارون نامی شخص اچھے کردار کا مالک تھا صلاحیتوں کے لحاظ سے انہوں نے مریم علیہا السلام کو ہارون کے ساتھ تشبیہ دی اس سے مقصود وہ ہارون نہیں ہیں جو موسیٰ علیہ السلام کے بھائی تھے اس لئے کہ تاریخی شواہد کے لحاظ سے ان دونوں میں ایک ہزار سال سے زیادہ کا فاصلہ ہے اس ہارون نامی شخص کا بنی اسرائیل کے عبادت گزار اشخاص میں سے شمار ہوتا تھا، ان کے اعتراضات کا مریم علیہا السلام کی طبیعت پر کچھ اثر نہ ہوا تاہم وہ خاموش رہیں اور عیسیٰ علیہ السلام کی جانب اشارہ کیا تاکہ وہ اس کے ساتھ بات چیت کریں اور اس سے دریافت کریں اس جواب پر انہوں نے تعجب کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہم دودھ پیتے بچے سے رضاعت میں کیسے گفتگو کریں؟ وہ اپنی والدہ کے دودھ سے غذائیت حاصل کر رہا ہے اور پنگھوڑے میں ہے، امام رازیؒ نے بیان کیا ہے جب ان کی گفتگو ہو رہی تھی تو اس دوران عیسیٰ علیہ السلام نے والدہ کے پستان کو چھوڑ کر موجود افراد کی جانب متوجہ ہو کر ان سے گفتگو کی اور اس حقیقت کا اظہار کیا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے اپنی قدرت کے ساتھ بلا باپ کے پیدا فرمایا ہے اور خود کو اللہ کا بندہ اس لئے قرار دیا تاکہ ان لوگوں کا نظریہ غلط قرار پائے جنہوں نے ان میں ربوبیت کے وصف کا اِدِّعا کیا، میرے پروردگار نے مجھے انجیل کتاب عطا کی ہے اور مجھے نبوت کے منصب پر کھڑا کیا ہے اور مجھے برکت سے نوازا ہے، مزید برآں لوگوں کو مجھ سے فوائد حاصل ہوں گے اور اس نے مجھے نماز اور زکوٰۃ کی ادائیگی پر مداومت کرنے کی وصیت کی ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب تک کہ میں زندہ رہوں اور مجھے حکم دیا ہے کہ میں اپنی والدہ کے ساتھ اچھا سلوک کرتا رہوں اور اس کی خدمت میں ہرگز کوتاہی نہ کروں اور اس نے مجھے متکبر نہیں بنایا۔

اس مقام پر ایک سوال ذہن میں گردش کر رہا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام تو اس وقت عالم طفولیت میں تھے وہ شریعت کے احکام کے مکلّف ہی نہ تھے جب کہ انسان تو بلوغت کے بعد شریعت کے احکام پر عمل کرنے کا پابند ہوتا ہے اس کا جواب واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں عالم طفولیت میں نماز، زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم نہیں دیا بلکہ بلوغت کے بعد جب ان میں امتیاز کی صلاحیت کارفرما ہو جائے گی یا ایک دوسرا جواب بھی دیا جا سکتا ہے کہ ولادت کے فوراً بعد اللہ تعالیٰ نے انہیں بلوغت اور وصف امتیاز سے نوازا، یہ صورت دراصل اعجاز کی ہے اس کی دلیل قرآن پاک کی اس آیت سے مترشح ہو رہی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی مثال اللہ کے نزدیک آدم علیہ السلام جیسی ہے جس طرح آدم علیہ السلام کو ولادت کے بعد ہی نہ صرف بلوغت کے وصف کیساتھ موصوف فرمایا بلکہ ان میں بلوغت کے لحاظ سے شعور اور امتیازی وصف کیساتھ بھی موصوف کر دیا گیا تھا، مزید برآں یہ وضاحت اللہ پاک کے اس ارشاد سے بھی واضح ہو رہی ہے، ارشاد ربانی ہے ﴿مَادُمْتُ حَيًّا﴾ جب تک کہ میں زندہ ہوں لیکن زکوٰۃ کی ادائیگی تو مالداروں پر واجب ہوتی ہے جبکہ عیسیٰ علیہ السلام اس وقت مالدار نہ تھے بلکہ فقیر تھے اس کا جواب واضح ہے کہ زکوٰۃ سے مقصود تزکیہ نفس ہے مال کی زکوٰۃ مراد نہیں ہے۔ (فتح الرحمٰن ص ۳۵۴)

وَالسَّلٰمُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَيَوْمَ اَمُوْتُ وَيَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا: میری پیدائش کے دن مجھ پر اللہ کی سلامتی ہو نیز میری وفات کے دن اور اس دن جب میں اپنی قبر سے زندہ کر کے اٹھایا جاؤں، ذہن نشین کریں مسیح علیہ السلام کی زبان پر یہ کلمات اس وقت ظہور پذیر ہوئے جبکہ وہ پنگھوڑے میں دودھ پیتے بچے تھے اور اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام اللہ پاک کی ذات کیلئے اپنی عبودیت کا اعلان فرمائیں گے نتیجہ یہ نکلا کہ عیسیٰ علیہ السلام نہ تو خدا ہی تھے اور نہ خدا کے بیٹے تھے اور نہ الوہیت کے تیسرے جز تھے جیسا کہ عیسائی تثلیث کے عقیدہ کے قائل ہیں، تثلیث سے مقصود باپ، بیٹا اور روح القدس ہیں، ذہن نشین کریں کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے اور اس کے پیغمبر تھے ان کی زندگی ان کی موت تمام انسانوں جیسی تھی البتہ ان کی تخلیق صرف ان کی والدہ سے ہے وہ تو اللہ کی قدرت کی عظیم نشانی تھے اور ان کی کیفیت عجائبات عالم سے ہے، اس بارے میں ایک طویل حدیث کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں جس سے حقائق واضح ہو جائیں گے۔

ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ارشاد نبوی ہے پنگھوڑے میں صرف تین بچوں نے صغرسنی میں کلام کیا ہے، عیسیٰ بن مریم، جریج راہب کا مصاحب، جب کہ جریج راہب عبادت گزار شخص تھا اس نے ایک جھونپڑی عبادت کے لئے بنا رکھی تھی وہ اسی میں فروکش تھا اتفاق کی بات ہے کہ اس کی والدہ اس کے ہاں آئیں جب کہ جریج نماز کی ادائیگی میں مشغول تھا والدہ نے اس کو پکارا اے جریج! اس نے دل میں کہا اے میرے پروردگار! ایک طرف میری ماں مجھے بلا رہی ہے جب کہ دوسری جانب میں نماز کی ادائیگی میں مشغول ہوں وہ برابر نماز کی ادائیگی میں مشغول رہا، دوسرے روز پھر اس کی والدہ اس کے پاس آئیں تو وہ حسب عادت نماز کی ادائیگی میں مصروف تھا اس نے جریج کو آواز دی اس نے کہا اے میرے پروردگار! ایک جانب نماز کی مصروفیت ہے دوسری جانب والدہ ہے لیکن اس نے نماز کو ختم نہ کیا برابر نماز میں مشغول رہا تو اس کی والدہ نے اس کے حق میں بددعا کی اے اللہ! اس پر موت طاری نہ ہو جب تک کہ اسے کسی فاحشہ عورت کا سامنا نہ ہو اس طرح بنی اسرائیل میں جریج راہب کی عبادت کا غلغلہ بپا ہو گیا وہاں ایک عورت حسین و جمیل تھی لیکن فاحشہ قسم کی تھی اس نے کہا اگر تم پسند کرو تو میں اس کو تمہارے باعث فتنے میں مبتلا کر سکتی ہوں راوی نے بیان کیا وہ جریج راہب کے سامنے بن سنور کر پیش ہوئی لیکن اس نے اس کی جانب توجہ نہ کی، چنانچہ وہ ایک چرواہے کے پاس پہنچی جو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس عابد کے معبد خانہ کی اقامت کے قریب اقامت پذیر تھا اس نے اس کو اپنی جانب مائل کیا تو اس نے اس سے زنا کیا وہ حاملہ ہوگئی جب اس کے ہاں بچہ تولد پذیر ہوا تو اس عورت نے کہا یہ بچہ جریج کا نطفہ ہے، لوگ جریج کے ہاں پہنچے اسے انہوں نے معبد خانہ سے اتارا اور اس معبد خانہ کو گرا کر پیوند زمین کر دیا اور اس کی پٹائی شروع کر دی اس نے پوچھا بات کیا ہے؟ تم نے ایسا کیوں کیا ہے لوگوں نے کہا تو نے اس زانیہ عورت کے ساتھ زنا کیا ہے اس سے تیرا بچہ پیدا ہوا ہے اس نے کہا بچے کو لاؤ وہ کہاں ہے؟ چنانچہ وہ اسے لے آئے اس دوران جریج نے خود کو نماز میں مشغول کیا جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو وہ بچے کے ہاں پہنچا اس کے پیٹ میں چوک مارا اور اس سے کہا اے بچے! تیرا باپ کون ہے؟ اس نے جواب دیا فلاں نامی چرواہا، اس کے بعد لوگ جریج راہب کی خدمت میں پہنچے اسے چوم رہے تھے اور اس کے جسم پر ہاتھ پھیر رہے تھے اور کہنے لگے ہم آپ کے معبد خانہ کو از سر نو سونے سے بنا دیتے ہیں، راہب نے نفی میں جواب دیتے ہوئے کہا پہلے کی طرح مٹی سے ہی تعمیر کر دو، چنانچہ انہوں نے اس کے حکم سے ایسے ہی کیا، اور ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک بچہ اپنی والدہ کے پستان سے دودھ پی رہا تھا ایک سوار عمدہ قسم کی سواری اور اچھا لباس پہنے ہوئے گزرا لڑکے کی ماں نے کہا اے اللہ میرے بیٹے کو اس جیسا بنائیں اس نے والدہ کے پستان کو چھوڑا اور اس کی جانب متوجہ ہو کر دیکھا اور کہا اے اللہ! مجھے اس جیسا نہ بنانا، بعد ازاں والدہ کے پستان کی جانب رجوع کیا اور دودھ پینے لگا راوی بیان کرتے ہیں گویا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی جانب دیکھ رہا ہوں آپ اس کے دودھ پینے کی کیفیت کو بیان کر رہے تھے کہ بچے نے درمیانی انگلی کے ساتھ پستان کو تھاما ہوا تھا اور دودھ چوس رہا تھا راوی نے بیان کیا لوگ ایک لونڈی کے پاس سے گزرے اسے پیٹ رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ تو نے زنا کیا ہے؟ تو نے چوری کی ہے اور وہ کہہ رہی تھی مجھے اللہ کافی ہے اور وہ اچھا کارساز ہے اس کی ماں نے کہا اے اللہ! میرے بیٹے کو اس جیسا نہ بنانا اس کے بعد بچے نے دودھ چوسنا چھوڑ دیا اور اس کی جانب دیکھا اس نے کہا اے اللہ! مجھے اس جیسا بنانا تو اس وقت دونوں نے گفتگو پر مراجعت کی چنانچہ عورت نے کہا ایک شخص گزرا جو اچھی حالت میں تھا تو میں نے کہا اے اللہ! میرے بیٹے کو اس جیسا بنانا جب کہ تو نے کہا اے اللہ! اس جیسا نہ بنانا اور لونڈی کے قریب سے گزرے لوگ اس کو پیٹ رہے تھے اور اسے کہہ رہے تھے تو نے زنا کیا ہے تو نے چوری کی ہے تو میں نے کہا اے اللہ! میرے بیٹے کو اس جیسا نہ بنانا لیکن تو نے کہا اے اللہ! مجھے اس جیسا بنانا اس نے بیان کیا وہ شخص ظالم سرکش تھا تو میں نے کہا اے اللہ مجھے اس جیسا نہ بنانا اور جب یہ لوگ عورت کو کہہ رہے تھے کہ تو نے زنا کیا ہے حالانکہ اس نے زنا نہیں کیا لوگ کہہ رہے تھے تو نے چوری کی ہے جبکہ اس نے چوری نہیں کی تو میں نے کہا اے اللہ مجھے اس جیسا بنانا۔

(بخاری کتاب الانبیاء باب ۴۸، صحیح مسلم کتاب البر باب ۳، مسند احمد ۲/ ۳۰۷)

ذٰلِكَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِىْ فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ﴿۳۴﴾ مَا كَانَ لِلّٰهِ اَنْ يَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ سُبْحٰنَهٗ ۚ اِذَا قَضٰى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۳۵﴾ وَاِنَّ اللّٰهَ رَبِّىْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۚ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿۳۶﴾ فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَيْنِهِمْ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ مَّشْهَدِ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۳۷﴾ اَسْمِعْ بِهِمْ وَاَبْصِرْ يَوْمَ يَاْتُوْنَنَا لٰكِنِ الظّٰلِمُوْنَ الْيَوْمَ فِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۸﴾ وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِىَ الْاَمْرُ وَهُمْ فِىْ غَفْلَةٍ وَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْاَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا وَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ ﴿۴۰﴾ ع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: یہ عیسیٰ بن مریم کا واقعہ ہے مقصود صحیح بات سے آگاہ کرنا ہے جس میں لوگ اختلاف کرتے ہیں (۳۴) اللہ کے لئے لائق نہیں ہے کہ وہ کسی لڑکے کو اپنائے اللہ کی ذات تو پاک ہے جب وہ کسی کام کا فیصلہ کرتا ہے تو وہ لازماً کہتا ہے کہ ہوجا تو وہ ہوجاتا ہے (۳۵) نیز عیسیٰ نے کہا بلاشبہ اللہ میرا پروردگار ہے اور تمہارا پروردگار ہے پس تم اس کی عبادت کرو یہ سیدھا راستہ ہے (۳۶) پھر گروہوں نے آپس میں اختلاف کیا پس کفار کے لئے بڑے دن میں حاضر ہوتے ہوئے افسوس لاحق ہوگا (۳۷) وہ کس قدر سننے والے اور کس قدر دیکھنے والے ہوں گے جس دن کہ ہمارے سامنے آئیں گے لیکن یہ ظالم لوگ آج کے دن ظاہر گمراہی میں ہیں (۳۸) اور آپ انہیں افسوس ناک دن سے ڈرائیں جب معاملات کا فیصلہ ہوگا اور یہ غفلت میں ہیں اور یہ ایمان بھی نہیں لا رہے ہیں (۳۹) بلاشبہ ہم زمین کے وارث ہوں گے نیز ان سب اشخاص کے جو زمین پر ہیں اور ہماری ہی جانب لوٹائے جائیں گے (۴۰)

لغوی تحقیق: یَمْتَرُوْنَ شک کرتے ہیں اور جھگڑا کرتے ہیں، مادہ (م ر ی) ہے، مِرْیَۃ شک، باب مفاعلہ سے مُمَارَاۃ جھگڑا کرنا باب تفاعل سے بھی یہی معنی ہے یعنی جھگڑنا۔

بلاغت: آیت نمبر ۳۸ میں اَسْمِعْ بِهِمْ وَاَبْصِرْ وارد ہے جبکہ سورۂ کہف میں اَبْصِرْ پہلے اور اَسْمِعْ بعد میں ہے اس میں حکمت یہ ہے کہ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کے واقعات کا ذکر کیا ہے تو آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ واقعات کو سن کر ان میں تدبر کریں اور بصیرت کو عملی جامہ پہنائیں جب کہ سورۂ کہف میں مقصود یہ ہے کہ آسمانوں اور زمین میں جو پوشیدہ چیزیں ہیں ان کا علم اللہ کی ذات کو ہے آپ کیلئے ضروری ہے کہ آپ مخلوقات کے بارے میں اپنی بصیرت کو استعمال کریں وہ غور وفکر کرے اور تدبر کو استعمال کرکے اس کی معرفت تک رسائی حاصل کرے اور اللہ کی توحید کی صفات کو سن کو اس کی ذات کو وحدہٗ لاشریک قرار دے اس لئے یہاں سننے کے وصف کو پہلے بیان کیا ہے اور اس سے پہلے میں دیکھنے کے وصف کو پہلے بیان کیا ہے۔ (فتح الرحمٰن ص ۳۵۶)

تشریح: وہ شخصیت جس کی نبوت کو تفصیل کیساتھ بیان کیا ہے اور اس کے فضائل ومناقب کو واشگاف کیا ہے اس شخصیت کا نام عیسیٰ علیہ السلام ہے جو مریم علیہا السلام کے بیٹے ہیں اس کے بارے میں جن اوصاف کا ذکر کیا گیا ہے ان کی صداقت میں کچھ شک وشبہ نہیں ہے اور یہودیوں کا ان کے بارے میں یہ کہنا کہ وہ جادوگر شخص تھا ہرگز درست نہیں اس طرح عیسائیوں کا انہیں اللہ کا بیٹا قرار دینا بھی درست نہیں جبکہ ایک جماعت نے الوہیت کا لباس اللہ کے وجود سے اتار کر عیسیٰ علیہ السلام کے جسم کو پہنا دیا ہے اور ان میں الوہیت کے اوصاف کو ثابت کیا ہے حالانکہ عیسیٰ علیہ السلام تو اللہ کے بندے تھے وہ الوہیت کے اوصاف سے خالی تھے وہ تو مریم علیہا السلام کے بیٹے تھے اور یہ قول ہرگز درست نہیں کہ وہ اللہ کے بیٹے تھے اللہ کا کمال الوہیت کے وصف کیساتھ موصوف ہونے کے بعد اللہ کی ذات کے لئے مناسب نہیں کہ اس کیلئے لڑکا ثابت کیا جائے، ظاہر ہے کہ اگر اللہ چاہتا تو کلمہ کن کے ساتھ لڑکا پیدا کرسکتا تھا لیکن اس نے ایسا نہیں کیا، مزید برآں لڑکے کے بارے میں اس لئے خواہش کی جاتی ہے کہ وہ اپنے باپ کے بڑھاپے میں اس کی حفاظت کرے گا جبکہ اللہ کی ذات تو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے زندہ ہے اور چونکہ اللہ کیلئے لڑکا ثابت کرنا عیب اور نقص کی بات ہے اس لئے اللہ تو ہر قسم کے نقص اور عیب سے پاک ہے اور جب وہ کسی کام کا ارادہ کرتا ہے تو حکم دیتا ہے تو وہ کام ہوجاتا ہے تو ایسی ذات کیلئے لڑکا ثابت کرنا اس کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عیب اور نقص کی جانب اشارہ کرتا ہے، چنانچہ سبحنہ کا کلمہ اس حقیقت کی جانب راہ نمائی کرتا ہے کہ ہمارا پروردگار ہر قسم کے نقص سے پاک ہے اس کا سبب یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کام کے کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کام کے وقوع پذیر ہونے کا حکم دیتا ہے تو وہ وقوع پذیر ہو جاتا ہے، مزید برآں عیسیٰ علیہ السلام نے جبکہ وہ پنگھوڑے میں تھے اپنی قوم کو آگاہ کیا کہ میرا پروردگار اور تمہارا پروردگار اللہ پاک ہے تو اللہ پاک ہی کی عبادت کریں یہی سیدھا راستہ ہے جو شخص اس راستہ پر گامزن رہے گا وہ نجات پائے گا اور جو شخص اس راہ سے دور رہتا ہے وہ گمراہ ہے اور تباہی کے راستہ پر چل رہا ہے۔

فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْ م بَيْنِهِمْ: باوجود اس واضح حقیقت کے کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے اور اس کے پیغمبر ہیں اور کلمۃ اللہ ہیں جسے مریم علیہا السلام کی جانب القاء کیا، انہوں نے ان کے بارے میں اختلاف کیا چنانچہ عیسیٰ علیہ السلام کی قوم کے ان کے بارے میں تین گروہ ہو گئے ایک گروہ نے کہا عیسیٰ علیہ السلام تو اللہ ہی ہیں جو زمین پر اترا پھر آسمانوں کی جانب بلند ہوا، دوسرے گروہ نے انہیں اللہ کا بیٹا قرار دیا جب تک اللہ نے چاہا انہیں زمین پر رہنے دیا بعد ازاں انہیں آسمان کی جانب اٹھالیا، ایک گروہ نے انہیں اللہ کا بندہ قرار دیا وہ بھی دوسری مخلوق کی طرح اللہ کی مخلوق ہے۔

فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا: ان لوگوں کو عذاب کی دھمکی دی ہے جو اللہ کی ذات پر افترا باندھتے ہیں اور جھوٹ کہتے ہیں تو ان کے لئے ان کے انکار کے باعث سخت عذاب تیار ہے قیامت کے دن اس کا مشاہدہ کریں گے اور ان کے ہاتھ، پاؤں اور زبانیں ان کے خلاف گواہی دیں گی البتہ دنیوی زندگی میں اگر انہیں عذاب سے ہم کنار نہیں کیا تو یہ اللہ کے وصف حلم کا نتیجہ ہے، بخاری و مسلم میں ایک مرفوع حدیث مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ ظالم کو اس کے ظلم کے باوجود گرفت نہیں کرتے ہیں ڈھیل دیتے ہیں اور جب اس کا مؤاخذہ کرنا چاہتے ہیں تو اسے ایک لمحہ بھر بھی مزید مہلت نہیں دیتے ہیں اس تہدید کے بعد نبی ﷺ نے سورۂ ھود کی ایک آیت کی تلاوت کی، ارشاد ربانی ہے ﴿وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ ط اِنَّ اَخْذَهٗٓ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ﴾ (ھود:۱۰۲) ''اور اسی طرح آپ کے پروردگار کا مواخذہ کرنا ہے جب وہ بستی والوں کا مواخذہ کرتا ہے تو وہ ظالم ہوتے ہیں بلاشبہ اللہ کی پکڑ دردناک نہایت سخت ہے'' (صحیح بخاری کتاب التفسیر باب ۵، صحیح ترمذی کتاب التفسیر باب)

اَسْمِعْ بِهِمْ وَاَبْصِرْ يَوْمَ يَاْتُوْنَنَا: اس آیت میں پروردگار عالم تعجب کا اظہار فرما رہے ہیں کہ قیامت کے دن ان کی قوت سامعہ اور قوت باصرہ کس قدر تیز ہو گی جبکہ دنیا میں اس کے برعکس وہ حق و صداقت کے سننے سے بہرے تھے اور صراط مستقیم کو صحیح راستہ قرار دینے میں اندھے تھے لیکن قیامت کے دن جب بارگاہ الٰہی میں ان کی پیشی ہو گی تو اس وقت ان کی قوت باصرہ اور سامعہ نہایت تیز ہوں گی لیکن اس دن ان کا سننا اور دیکھنا انہیں کچھ فائدہ نہ دے گا اور افسوس کرتے ہوئے ندامت کے ساتھ اپنی انگلیوں کو کاٹنا شروع کر دیں گے اور دنیا کی جانب واپس جانے کو پسند کریں گے تاکہ اپنی غلطیوں کی تلافی کر سکیں اور اعمال صالحہ بجالائیں لیکن ان کی آرزوؤں کو عملی جامہ ہرگز نہیں پہنایا جائے گا اب وقت گزر گیا تم نے وقت کو غنیمت نہ سمجھا اب پشیمانی سے کیا فائدہ؟

وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِيَ الْاَمْرُ: بعد ازاں اللہ پاک اپنے پیغمبر! محمد ﷺ کو حکم دے رہے ہیں کہ نہ صرف اپنی قوم بلکہ بھی مشرکین کو اس دن سے ڈرائیں جس دن ظالم لوگ افسردگی کی کیفیت میں ہوں گے اس لئے کہ انہوں نے اللہ پاک کے احکام کے مطابق اعمال نہ کئے کوتاہی کے مرتکب ہوئے جب کہ بندوں کے محاسبہ سے فراغت ہو گی جو لوگ جنت کے مستحق ہوں گے انہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنت میں آرام دہ ٹھکانہ میسر آئے گا اور دوزخیوں کو دوزخ میں گرانے کے بعد اعلان کر دیا جائے گا کہ آج کے بعد موت نہیں آئے گی دوزخی دوزخ میں اور جنتی جنت میں رہیں گے، جب کہ لوگ قیامت کے دن کے لئے تیاری کرنے سے غفلت میں ڈوبے ہوئے ہیں بلکہ قیامت کے وقوع کا انکار کر رہے ہیں اور اعمال کے بدلے کا بھی انکار کر رہے ہیں۔

بخاری مسلم میں ہے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موت کو گھسمیلے (مٹی رنگ) کے مینڈھے کی شکل میں لایا جائے گا تو اللہ پاک کی جانب سے ایک منادی کرنے والا جنتیوں کو مخاطب کرے گا تو وہ اپنے سر اٹھا کر دیکھیں گے تو منادی کرنے والا موت کے بارے میں دریافت کرے گا جو مینڈھے کی شکل میں ہوگی کہ تم اس کو پہچانتے ہوں؟ وہ اثبات میں جواب دیں گے کہ یہ موت ہے بعدازاں ایک منادی کرنے والا دوزخیوں کو مخاطب کرتے ہوئے دریافت کرے گا یہ کیا چیز ہے؟ وہ جواب دیں گے یہ موت ہے اس کے بعد موت کو جو مینڈھے کی شکل میں ہوگی اسے جنت اور دوزخ کے درمیان ذبح کر دیا جائے گا، بعدازاں منادی کرنے والا کہے گا اے جنت والو! اب ہمیشہ کی زندگی ہے موت نہیں آئے گی اور اے دوزخ والو! اب ہمیشہ کی زندگی ہے موت نہیں آئے گی اس کے بعد آپ نے آیت مذکورہ کی تلاوت فرمائی جس کی تفسیر کی گئی ہے۔

(صحیح بخاری کتاب التفسیر باب ا، صحیح مسلم کتاب الجنۃ باب ۱۳، المراغی ۴۵/۶)

اِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْاَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا: اس کے بعد اللہ کے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ پاک اطمینان دلا رہے ہیں اور مشرکین کو دھمکی دے رہے ہیں کہ آپ ہرگز غمزدہ نہ ہوں جب کہ مشرکین حق وصداقت کو جھٹلا رہے ہیں جس کو آپ نے ان کے سامنے پیش کیا ہے اس میں ہرگز شک وشبہ کی گنجائش نہیں کہ ان سب نے ایک دن ہماری عدالت میں پیش ہونا ہے اور ہم زمین اور جو مخلوق زمین پر ہے ان کے وارث ہیں ان سب نے فنا ہونا ہے، بعدازاں ہر ذی روح کو اس کے اعمال کے مطابق بدلہ دیا جائے گا اعمال صالحہ بجالانے والوں کو اچھا بدلہ عطا کیا جائے گا جب کہ بداعمالیوں کے مرتکب افراد کو ان کے گناہوں اور نافرمانیوں کے باعث سزا سے ہمکنار کیا جائے گا، اس دن ظلم کا تصور بھی ممکن نہیں اور اللہ کی ذات اس پر بھی قادر ہے کہ وہ سبھی کا محاسبہ نہایت ہی جلدی میں کر سکے گا۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ ۭ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ﴿۴۱﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ يٰٓاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْـًٔا ﴿۴۲﴾ يٰٓاَبَتِ اِنِّيْ قَدْ جَاۗءَنِيْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِيْٓ اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ﴿۴۳﴾ يٰٓاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا ﴿۴۴﴾ يٰٓاَبَتِ اِنِّىْٓ اَخَافُ اَنْ يَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَكُوْنَ لِلشَّيْطٰنِ وَلِيًّا ﴿۴۵﴾ قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِيْ يٰٓاِبْرٰهِيْمُ ۚ لَىِٕنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِيْ مَلِيًّا ﴿۴۶﴾ قَالَ سَلٰمٌ عَلَيْكَ ۚ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِيْ حَفِيًّا ﴿۴۷﴾ وَاَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَاَدْعُوْا رَبِّيْ ڮ عَسٰٓى اَلَّآ اَكُوْنَ بِدُعَاۗءِ رَبِّيْ شَقِيًّا ﴿۴۸﴾ فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۙ وَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ۭ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا ﴿۴۹﴾ وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِّنْ رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا ﴿۵۰﴾ ع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: اور آپ کتاب میں ابراہیم کا تذکرہ کریں بلاشبہ وہ صحیح کردار شخص پیغمبر تھا (۴۱) اس وقت کو یاد کرو جب اس نے اپنے باپ سے کہا میرے ابا تو اس کی عبادت کیوں کرتا ہے جو سننے کی قوت نہیں رکھتا ہے اور نہ دیکھنے کی قوت رکھتا ہے اور وہ تجھے کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتا (۴۲) اے میرے ابا! بے شک میرے پاس اس چیز کا علم ہے جس کا تجھے علم نہیں ہے آپ میری تابعداری کریں تجھے میں سیدھے راستہ کی راہ نمائی کروں گا (۴۳) اے میرے ابا! تو نے شیطان کی عبادت نہیں کرنی ہے بیشک شیطان تو اللہ کا نافرمان ہے (۴۴) اے میرے ابا! میں خوفزدہ ہوں کہ تجھے اللہ کی جانب سے عذاب پہنچے تو شیطان کا ساتھی بن جائے (۴۵) اس نے کہا اے ابراہیم! کیا تو میرے خداؤں سے روگردانی کر رہا ہے اگر تو باز نہ آیا تو میں تجھے رجم کر دوں گا اور تو نے مجھ سے لمبا عرصہ ملنا نہیں ہے (۴۶) اس نے کہا تجھ پر سلام کہتا ہوں میں تیرے لئے اپنے پروردگار سے مغفرت طلب کروں گا بلاشبہ وہ مجھ پر مہربان ہے (۴۷) اور میں تم سے کنارہ کشی اختیار کرتا ہوں اور ان سے بھی جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو اور میں اپنے پروردگار کی عبادت کرتا ہوں امید ہے کہ میں اپنے پروردگار کی عبادت کے باعث بدنصیب نہیں ہوں گا (۴۸) پس جب اس نے ان سے کنارہ کشی کی اور ان چیزوں سے جن کی وہ اللہ کے سوا عبادت کرتے تھے تو ہم نے اس کو اسحاق اور یعقوب عطا کیا اور ہر ایک کو ہم نے پیغمبر بنایا (۴۹) اور ہم نے ان کو اپنی بخشش سے کچھ چیزیں عطا کیں اور ہم نے ان کا تذکرہ عمدہ عظمت والا بنایا (۵۰)

لغوی تحقیق: مَلِيًّا طویل زمانہ، محاورہ ہے عِشْتَ مَلِيًّا جس کے معنی ہیں تم طویل عرصہ تک زندہ رہو، اَلْمَلَا وسیع ریگستان، اَلْمَلَوَانُ رات دن۔

فوائد علمیہ: ابراہیم علیہ السلام نے جب اپنے والد کے ساتھ گفتگو کی تو اس میں اپنے والد کی خیر خواہی کا جذبہ کس قدر بلند ہے اور ادب واحترام کا انداز کتنا جاذب نظر ہے اسلوب کے حسن کے ساتھ ساتھ اور والد کے ساتھ لطیف انداز میں آداب کو ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے، اگرچہ ان آیات کی تفسیر کرتے ہوئے مفسرین نے عمدہ اسلوب اور خیر خواہی کے انداز کو نہایت سراہا ہے لیکن علامہ زمخشری کا انداز اگرچہ طوالت کا آئینہ دار ہے لیکن اسلوب کی بلاغت اور عمدگی کو داد دیئے بغیر نہیں رہا جا سکتا چنانچہ ملاحظہ فرمائیں۔

جب ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد کی خیر خواہی کرتے ہوئے اس کو صحیح مشورہ دیا اس لئے کہ ان کا والد بہت بڑی غلطی میں غرقاب تھا اور عقل وفراست سے بالکل عاری تھا، جب اس نے عقل مند، دانش وبینش رکھنے والوں کے انداز کو خیر باد کہہ کر حماقت کا ثبوت پیش کیا شائد اس سے بڑھ کر حماقت کا تصور بھی ممکن نہیں جب کہ ابراہیم علیہ السلام کا انداز کتنا مشفقانہ، آبرومندانہ ہے آداب کے اسلوب کے ساتھ ساتھ نہایت اخلاقی بلندی اور ہمدردی کے عالم میں کہا کہ اے میرے پیارے ابا جان آپ جس کی عبادت کر رہے ہیں کیا اس میں زندگی کے آثار ہیں؟ اس میں امتیاز کی صلاحیت موجود ہے؟ وہ بصارت وبصیرت کے ساتھ موصوف ہے؟ اس میں کسی کو فائدہ عطا کرنے اور نقصان پہنچانے کی قوت ہے؟ تو کیسے باور کیا جا سکتا ہے کہ اس میں ربوبیت کا وصف ہے؟ اس لئے اس کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبادت کی جائے، اس کا شمار تو جمادات سے ہے اس میں احساس نہیں، شعور نہیں، وہ آپ کی باتوں کو سن نہیں سکتا اور جب تو اس کے سامنے مجسمہء اطاعت بن کر پیش ہوتا ہے تو کیا وہ آپ کی اس کیفیت کو دیکھتا ہے چہ جائیکہ وہ تجھے کسی فائدہ سے ہم کنار کرے یا آپ پر نازل ہونے والی مصیبت سے آپ کو تحفظ عطا کر سکے۔

بعد ازاں حق وصداقت کی جانب دعوت دیتے ہوئے لطیف انداز اختیار کیا ہے خود کو اس سے فائق قرار نہیں دیا ہے اور اسے جہالت وغباوت کے ناپسندیدہ وصف کے ساتھ موصوف نہیں کیا ہے بلکہ نہایت عمدہ ناصحانہ انداز میں بتایا ہے کہ اللہ پاک نے مجھے جس علم سے نوازا ہے آپ اس سے محروم ہیں اس علم کی روشنی میں مجھے صراط مستقیم پر رواں دواں رہنے کی توفیق حاصل ہے اس لئے آپ مجھ سے روگردانی نہ کریں بلکہ میری پیروی کریں میں تجھے گمراہی سے تحفظ عطا کر سکوں گا اور آپ تحیر کے سمندر میں غرقاب ہونے سے بچاؤ حاصل کر لیں گے، مزید برآں آپ شیطان کی تابعداری سے خود کو بچائیں وہ تو آپ کے پروردگار کا نافرمان ہے اور آپ کے پاس جس قدر انعامات ہیں وہ اللہ پاک کی جانب سے ہیں شیطان جو آپ کا ازلی دشمن ہے وہ آپ کی تباہی و بربادی کے منصوبوں پر آپ کو رواں دواں رکھنے کی بھرپور کوشش کر رہا ہے وہ تجھے ذلیل کرنا چاہتا ہے وہ آپ کے والد آدم علیہ السلام کا دشمن ہے بلکہ سبھی انسانوں کا دشمن ہے اسی نے تجھے گمراہی کے گہرے سمندر میں داخل کر رکھا ہے اور تجھے برائی کا حکم دے رہا ہے اور برائی کو خوبصورت شکل میں پیش کر رہا ہے۔

مزید اپنے والد کو برے انجام سے خوفزدہ کر رہے ہیں جب کہ والد کے ساتھ ادب واحترام کے پہلو کو برابر ملحوظ خاطر رکھا ہے اپنے والد کو کھلے الفاظ میں نہیں کہا کہ آپ کو عذاب الٰہی میں مبتلا کیا جائے گا نہایت محتاط اسلوب میں یہ کہا مجھے خطرہ محسوس ہو رہا ہے کہ آپ عذاب الٰہی کی لپیٹ میں نہ آ جائیں لیکن شیطان کے ساتھ دوستی کرنا اور اس کے رفقاء میں خود کو شامل کرنا یہ تو عذاب الٰہی سے بھی کہیں بڑا عذاب ہے ظاہر ہے کہ اللہ پاک کی رضامندی اس کی خوشنودی سب انعامات سے بڑا انعام ہے اسی کا نام عظیم کامیابی ہے، مزید برآں ان چار قسم کی خیر خواہی کو اس لفظ سے شروع کیا ہے، اے میرے ابا جان! کس قدر نرمی اور ہمدردی کا بے مثال اسلوب ہے جب کہ باپ نے اس کے برعکس دشمنی کا واضح ثبوت پیش کرتے ہوئے اپنے بیٹے کو اس کے نام کے ساتھ پکارا ہے اسے بیٹا کہہ کر نہیں پکارا ہے، مزید برآں ابراہیم علیہ السلام کے اس عمل پر تعجب کا اظہار کرتے ہوئے خبر کو پہلے ذکر کیا ہے مقصود یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کا معبودوں سے کنارہ کش رہنے کا تذکرہ پہلے اور خطاب کا لفظ بعد میں ذکر کیا ہے، ملاحظہ فرمائیں ﴿قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِیْ یٰٓاِبْرٰهِیْمُ﴾ ''تعجب ہے کہ تو میرے معبودوں سے روگردانی کر رہا ہے اے ابراہیم!''

تشریح: اللہ پاک اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حکم سے آگاہ فرما رہے ہیں آپ اپنی قوم کو ابراہیم علیہ السلام کے واقعات سے آگاہ کریں جو بتوں کی عبادت کر رہے ہیں کہ ان کا شمار ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے ہوتا ہے، مزید وہ اس بات کا دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ ملت ابراہیمی پر ہیں جب کہ ابراہیم علیہ السلام نے نہ صرف سبھی لوگوں کو بلکہ اپنے باپ کو بھی بتوں کی عبادت سے منع کیا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ کو مخاطب کرتے ہوئے آگاہ کیا اے میرے ابا! آپ ان بتوں کی عبادت میں کیوں مشغول ہیں جو سننے اور دیکھنے کی قوتوں سے محروم ہیں اور تجھے ہرگز کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتے نہ کسی نقصان سے تحفظ عطا کر سکتے ہیں، اے میرے باپ! اگرچہ میں تیرا بیٹا ہوں اور تجھ سے چھوٹا ہوں اس کے ساتھ ساتھ اس حقیقت کو ذہن میں رکھیں کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے جس علم سے نوازا ہے تجھے وہ علم عطا نہیں ہوا پس تیرے لئے مناسب یہی ہے کہ آپ میری اطاعت کریں میں تجھے صراط مستقیم پر چلا کر اصل مقصود سے ہم کنار کر سکوں گا اور ہر قسم کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوف اور تکلیف سے تحفظ عطا کر سکوں گا اے میرے ابا! شیطان کی عبادت نہ کریں نہ اس کی اطاعت کریں وہ اپنی عبادت کی جانب دعوت دیتا ہے بلاشبہ شیطان نے تو اپنے پروردگار کی اطاعت سے روگردانی کی اور تکبر کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنے سے دور کر دیا اگر تو اس کی عبادت کرے گا تو اس جیسا ہو جائے گا اے میرے ابا! اگر تو شرک کرے گا اور اللہ کے احکام کی نافرمانی کرے گا تو مجھے خطرہ ہے کہ تو شرک اور نافرمانی کے باعث شیطان کا دوست بن جائے گا، اللہ رحمٰن کی جانب سے عذاب کا مستحق ہوگا۔

ابراہیم علیہ السلام کے والد نے اپنے بیٹے ابراہیم علیہ السلام کو ڈانٹ پلاتے ہوئے کہا اے ابراہیم! تو ان کی عبادت سے روگردانی کرتا ہے بلکہ انہیں برا بھلا کہتا ہے تو تجھے اس سے باز رہنا چاہیے لیکن اگر تو ان کو برا بھلا کہنے سے باز نہ آیا تو میں تجھ سے بدلہ لوں گا اور تجھے گالی گلوچ سے نہیں روکوں گا بلکہ تجھ سے بدلہ لیتے ہوئے تجھ پر پتھروں کی بوچھاڑ کر دوں گا اور تو مجھ سے لمبا عرصہ تک دور چلا جا تو مجھے نظر نہ آئے اس جملہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو صبر دلانا مقصود ہے کہ آپ ابراہیم علیہ السلام کے انداز پر رواں دواں رہیں اس لئے کہ آپ کو نہ صرف اپنی قوم بلکہ ابولہب کی جانب سے تکالیف کا سامنا رہتا تھا لیکن ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ کی گفتگو کے جواب میں کہا کہ اے ابا! میری جانب سے آپ محفوظ رہیں گے جب تک کہ مجھے اللہ کی جانب سے کوئی حکم صادر نہیں ہوگا، ظاہر ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کا جواب حلم وتواضع کا آئینہ دار تھا، مزید کہا میں اپنے پروردگار سے تیرے لئے مغفرت کی دعا کرتا رہوں گا کہ اللہ تعالیٰ تجھے توبہ کی توفیق عطا کرے اور حق وصداقت کے قبول کرنے کے لئے تیری بصیرت روشن ہو جائے۔

سوال مترشح ہوتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد کافر کیلئے مغفرت کی دعا کیوں کی اس کا جواب واضح ہے کہ ان کے والد نے ایمان لانے کا وعدہ کیا تھا، ارشاد ربانی ملاحظہ فرمائیں ﴿وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗۤ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ﴾ (التوبہ:۱۱۴) ''اور ابراہیم کا اپنے باپ کیلئے بخشش کی دعا کرنا محض اس وعدہ کی بنا پر تھا جو اس نے اس سے وعدہ کیا تھا لیکن جب ابراہیم کے سامنے یہ بات روشن ہوگئی کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو اس نے اس سے براءت کا اظہار کیا''

وَاَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ: اس کے بعد ابراہیم علیہ السلام نے پختہ عزم کیا کہ میرا تعلق ان سے ختم ہے چنانچہ انہوں نے اعلان کیا کہ میں تجھ سے اور تیری قوم سے دوری چاہتا ہوں اور میں اپنے پروردگار کی عبادت میں مشغول ہونا چاہتا ہوں جو مجھے فوائد پہنچاتا ہے اور وہی مجھے تکالیف سے دوچار کرتا ہے اور میں ایک اللہ پاک کی عبادت کرتا ہوں دوسروں کی عبادت سے کنارہ کشی کرتا ہوں مجھے یقین ہے کہ میں اپنے پروردگار کی عبادت کے باعث ناکام نہیں رہوں گا جبکہ تم ناکام ہو، چنانچہ جب ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کنارہ کشی اختیار کی نیز ان کے معبودوں سے علیحدگی کا اعلان کیا تو ہم نے انہیں اسحٰق علیہ السلام اور اسحٰق علیہ السلام سے یعقوب علیہ السلام کا عطیہ دیا اور ان سب کو نبوت سے سرفراز فرمایا، حدیث میں وارد ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جب دریافت کیا گیا کہ لوگوں میں کون شخص بہتر ہے آپ نے فرمایا یوسف علیہ السلام اللہ کے پیغمبر جو یعقوب علیہ السلام اللہ کے پیغمبر کے بیٹے ہیں، اور یعقوب علیہ السلام اللہ کے پیغمبر اسحٰق علیہ السلام کے بیٹے ہیں اور اسحٰق علیہ السلام اللہ کے پیغمبر ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے ہیں۔

(صحیح بخاری کتاب الانبیاء باب ۱۴، صحیح مسلم کتاب الفضائل باب ۴۳)

مزید یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ بھی وارد ہے اِنَّ الْكَرِيْمَ ابْنَ الْكَرِيْمِ ابْنَ الْكَرِيْمِ ابْنَ الْكَرِيْمِ يُوْسُفُ بْنُ يَعْقُوْبَ بْنِ اِسْحٰقَ بْنِ اِبْرٰهِيْمَ (صحیح بخاری کتاب الانبیاء باب ۱۸، صحیح ترمذی کتاب التفسیر سورہ ۱۲، مسند احمد ۹۶/۲)

وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِّنْ رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا: اور ہم نے انہیں دینی ودنیوی فضائل سے نوازا اس قدر دیگر اشخاص

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو نہیں نوازا ان کی نسل کے افراد کو پاکیزہ بنایا دنیوی اخروی سعادتوں سے نوازا چنانچہ ان کی مدح وتوصیف زمانہ بھر تاریخ اسلامی کے صفحات پر مرتسم رہے گی یہ دراصل ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا نتیجہ ہے۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مُوْسٰى اِنَّهٗ كَانَ مُخْلَصًا وَّكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ﴿٥١﴾ وَنَادَيْنٰهُ مِنْ جَانِبِ
الطُّوْرِ الْاَيْمَنِ وَقَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا ﴿٥٢﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗ مِنْ رَّحْمَتِنَآ اَخَاهُ هٰرُوْنَ نَبِيًّا ﴿٥٣﴾ وَاذْكُرْ فِي
الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ﴿٥٤﴾ وَكَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ
وَالزَّكٰوةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا ﴿٥٥﴾ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا
﴿٥٦﴾ وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا ﴿٥٧﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ مِنْ ذُرِّيَّةِ اٰدَمَ وَ
مِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ وَّمِنْ ذُرِّيَّةِ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْرَآءِيْلَ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَاؕ اِذَا تُتْلٰى
عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِيًّا ﴿٥٨﴾ السجدة

ترجمہ: آپ کتاب میں موسیٰ کا تذکرہ کریں بے شک وہ شخص مخلص اور بھیجا گیا پیغمبر تھا (۵۱) اور ہم نے کوہ طور کی دائیں جانب سے اس کے ساتھ سرگوشی کرتے ہوئے اس کو قریب کیا (۵۲) اور ہم نے اس کو اپنی رحمت سے اس کے بھائی ھارون کو پیغمبر بنا کر بھیجا (۵۳) اور آپ کتاب میں اسماعیل کا تذکرہ کریں بلاشبہ وہ وعدہ کا سچا اور وہ پیغمبر تھا (۵۴) اور وہ اپنے گھر والوں کو نماز کی ادائیگی اور زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیتا تھا اور وہ اپنے پروردگار کے نزدیک پسندیدہ تھا (۵۵) اور آپ کتاب میں ادریس کا تذکرہ کریں بلاشبہ وہ سچے کردار والا پیغمبر تھا (۵۶) اور ہم نے اسے بلند مرتبہ پر بٹھایا (۵۷) یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے انعام کیا پیغمبروں کی جماعت سے آدم کی اولاد سے اور ان لوگوں کی نسل سے جن کو ہم نے نوح کے ساتھ اٹھایا اور ابراہیم اور یعقوب کی اولاد سے تھے اور ان لوگوں سے تھے جن کو ہم نے سیدھا راستہ دکھایا اور ہم نے ان کا انتخاب کیا جب ان پر اللہ کی آیات کی تلاوت کی جاتی ہے تو سجدہ کرتے ہوئے گر پڑتے ہیں (۵۸)

لغوی تحقیق: مُخْلَصْ چنا گیا مادہ (خ ل ص) ہے، طور ایک پہاڑ کا نام ہے جو مصر اور مدین کے درمیان واقع تھا، نَجِیًّا بلاواسطہ کسی کیساتھ سرگوشی کرنا، اسرائیل سے مقصود یعقوب علیہ السلام ہیں، سُجَّدًا کا واحد سَاجِدٌ سجدہ کرنیوالا، بُکِیًّا جس رونے میں آواز نہ ہو۔

تشریح: اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ اپنی قوم کو موسیٰ کلیم اللہ پیغمبر کے بارے میں بتائیں اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنے لئے خالص کیا تھا اور سب مخلوق سے اس کا انتخاب کیا کہ اسے کلیم اللہ کے وصف کے ساتھ نوازا، مزید برآں وہ رسالت اور نبوت کے دونوں اوصاف کے ساتھ موصوف تھا ان کا شمار عظیم الشان پیغمبروں سے ہوتا ہے اور ان کی عظمت شان کو واضح کرتے ہوئے لفظ کَانَ کا تکرار ہے اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو طور پہاڑ کی دائیں جانب سے بلاواسطہ آواز دی اور ہم نے اس کے ساتھ سرگوشی کرنے کے لئے اسے قریب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترین کیا، ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کو فرشتوں سے قریب تر کیا اور اللہ پاک اور موسیٰ علیہ السلام کے درمیان حائل پردوں کو اٹھالیا گیا یہاں تک کہ انہیں اقلام کے چلنے کی آواز سنائی دے رہی تھی اور ہم نے اپنی رحمت سے اس کے بھائی ہارون کو نبوت سے نوازا ہم نے ہارون علیہ السلام کو دعوت الی اللہ کے میدان میں کام کرنے کے لئے ان کا معاون بنایا جب کہ انہوں نے دعا کرتے ہوئے یہ جملہ کہا کہ میرے اہل سے میرے بھائی ہارون کو میرا معاون بنائیں۔

اور اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) قرآن عظیم میں آپ اپنے دادا اسماعیل علیہ السلام کا تذکرہ کریں جن کا لقب ذبیح ہے وہ ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے اور عرب دنیا کے باپ متصور ہوتے ہیں وہ وعدہ کے ایفاء کے لحاظ سے راستباز لوگوں میں شمار ہوتے ہیں جب بھی وعدہ کرتے اس کو نبھاتے تھے خواہ کسی بڑی دشواری کا سامنا کیوں نہ کرنا پڑے، ان کا وصف وعدہ کے وفا کرنے کیساتھ ذکر کیا گیا ہے اگر چہ سبھی پیغمبر اس وصف کے ساتھ موصوف ہوئے ان کی امتیازی شان کو نمایاں کرنا مقصود ہے اور اس میدان میں جس قدر انہیں دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا اس قدر دیگر انبیاء علیہم السلام کو سامنا نہیں کرنا پڑا، چنانچہ انہوں نے نہایت تسلیم ورضا کا مظاہرہ کیا جب ان کے والد ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کے حکم کی اطاعت کرتے ہوئے ان کی گردن پر چھری چلائی اس لئے اللہ پاک نے ان کے صبر وتسلیم ورضا کی تعریف کی ہے، مزید برآں انہیں نبوت اور رسالت دونوں اوصاف کیساتھ موصوف کیا گیا جبکہ ان کے بھائی اسحاق علیہ السلام کو صرف نبوت کے منصب پر قائم کیا گیا، مزید برآں اسماعیل علیہ السلام کے نسب سے آخر الزمان پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث کیے گئے اسماعیل علیہ السلام کی مدح سرائی کرتے ہوئے مزید فرمایا کہ اسماعیل علیہ السلام اپنے اہل واقارب کو اللہ پاک کی اطاعت کی ترغیب دیتے بالخصوص نماز کی ادائیگی کا حکم دیتے جس کو دین اسلام کا عظیم ستون قرار دیا گیا ہے اور نماز کی ادائیگی کیساتھ ساتھ زکوٰۃ کی ادائیگی کا بھی حکم دیتے تھے اس لئے کہ اسلامی معاشرہ کی اصلاح کیلئے زکوٰۃ کے نظام کو قائم کیا گیا اور ان کی مدح وتوصیف میں فی الحقیقت مبالغہ کرتے ہوئے واضح کیا کہ اسماعیل علیہ السلام تو اللہ پاک کے ہاں نہایت پسندیدہ شخصیت کے مالک تھے وہ اللہ پاک کے احکام کی اطاعت میں سرمو انحراف نہیں کرتے تھے بلکہ صدق ووفا کی آخری سیڑھی پر فائز تھے تو اے آخر الزمان پیغمبر! آپ انکی اقتدا کریں ان کے نقش قدم پر رواں دواں رہیں وہ آپکے سلسلہ نسب میں عظمت کے حامل تھے اور ان کا جذبہ صدق ووفا ان کی علامت بن چکا ہے۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا: اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ قرآن پاک میں جو کہ جلیل القدر کتاب ہے اس میں اپنے بھائی پیغمبر ادریس علیہ السلام کا تذکرہ فرمائیں وہ زندگی بھر سبھی معاملات میں صدق ووفا کی تصویر بنے رہے ان کی جانب وحی کی جاتی تھی وہ نوح علیہ السلام سے پہلے مبعوث کئے گئے تھے اور ان کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے قلم کے ساتھ الفاظ کو تحریر کیا اور سلا ہوا لباس زیب تن کیا جب کہ ان سے پہلے چمڑے کا لباس پہنا جاتا تھا ہم نے انہیں عظیم شہرت سے نوازا، شرف نبوت کے ساتھ ساتھ انہیں اللہ کا خاص تقرب حاصل تھا، یہ وہ پیغمبر اور رسول ہیں جن کا تذکرہ کیا جاچکا ہے، جن پر اللہ پاک کے انعامات سایہ فگن رہے ان سبھی کو اللہ تعالیٰ نے شرف نبوت کے ساتھ نوازا یہ سب آدم علیہ السلام کی نسل سے ہیں جیسا کہ ادریس علیہ السلام ہیں اور ان کا شمار ان سے ہوتا ہے جن کو ہم نے نوح علیہ السلام کے ساتھ کشتی میں سوار کرادیا، ابراہیم اور یعقوب علیہما السلام کی اولاد سے ہیں نیز ان لوگوں میں شمار ہوتا ہے جن کو ہم نے ایمان کی جانب راہ نمائی کی اور جن کا ہم نے رسالت اور نبوت کے لئے انتخاب کیا جب ان پر اللہ کی آیات کی تلاوت کی جاتی ہے تو وہ اللہ کے ڈر سے سجدہ میں گر جاتے ہیں اور ان کی آنکھیں اشک بار ہو جاتی ہیں ان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا مقام ومرتبہ اللہ کے ہاں بہت بلند ہے معلوم ہوتا ہے اللہ پاک کی آیات مبارکہ میں زبردست اثر ہوتا ہے جس کے باعث دل کانپنے لگ جاتے ہیں جب عذاب کی آیات کو سنتے ہیں اور جب انعامات الٰہیہ کی آیات کی آواز ان کے کانوں میں گونجتی ہے تو وہ فرط مسرت سے جھولنے لگتے ہیں۔ (صفوۃ التفاسیر القسم الثامن ۴۴-۴۵)

فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ﴿۵۹﴾ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ شَيْئًا ﴿۶۰﴾ جَنّٰتِ عَدْنِ ِالَّتِيْ وَعَدَ الرَّحْمٰنُ عِبَادَهٗ بِالْغَيْبِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ وَعْدُهٗ مَاْتِيًّا ﴿۶۱﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا اِلَّا سَلٰمًا ؕ وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيْهَا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ﴿۶۲﴾ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا ﴿۶۳﴾ وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ لَهٗ مَا بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذٰلِكَ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا ﴿۶۴﴾ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ ؕ هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا ﴿۶۵﴾ ع

ترجمہ: پھر ان کے بعد ان کے جانشین نالائق بنے جنہوں نے نماز کی ادائیگی کے حقوق کا خیال نہ رکھا اور شہوات نفسانیہ کی پیروی کی پس وہ گمراہی کی سزا کو پائیں گے (۵۹) لیکن جس شخص نے توبہ کی اور ایمان لایا اور اعمال صالحہ کئے تو یہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور ان پر ہرگز ظلم نہیں کیا جائے گا (۶۰) ہمیشہ جنتوں میں رہیں گے جن کا اللہ نے پوشیدہ طور پر اپنے بندوں سے وعدہ کیا ہے بلاشبہ اللہ کا وعدہ آئے گا (۶۱) وہ اس میں بے ہودہ باتیں نہیں سنیں گے البتہ سلام کی آوازیں سنیں گے اور ان کے لئے اس میں ان کا رزق صبح وشام ملتا رہے گا (۶۲) یہ وہ بہشت ہے اپنے بندوں میں سے ہم اس شخص کو وارث بنائیں گے جو پرہیز گار تھا (۶۳) اور فرشتے کہیں گے کہ ہم نہیں اترتے ہیں مگر آپ کے پروردگار کے حکم کے ساتھ اس کو ان چیزوں کا علم ہے جو ہمارے پیچھے ہیں اور جو اس کے درمیان ہے اور تیرا پروردگار بھولنے والا نہیں ہے (۶۴) وہ آسمانوں اور زمین کا پروردگار ہے اور جو ان کے درمیان ہے پس آپ اس کی عبادت کریں اور اس کی عبادت پر صبر کریں کیا تو اس کے برابر کسی کو جانتا ہے (۶۵)

لغوی تحقیق: خَلْفٌ پیچھے آنے والا شخص جو برا ہے جب لام پر جزم ہو، اور جب لام پر زبر ہو تو مقصود اچھا شخص ہے جو بعد میں آنے والا ہے۔

بلاغت: ارشاد ربانی ﴿تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا﴾ ہم اس شخص کے لئے جنت کو باقی رکھیں گے جیسا کہ وارث کے لئے اس شخص کے مال کو باقی رکھتے ہیں جس نے اپنے مال کا اسے وارث بنایا، مزید برآں پرہیز گار لوگ قیامت کے دن اپنے پروردگار سے ملاقات کریں گے اس وقت ان کی عملی زندگی تو اختتام پذیر ہوگی البتہ ان کی عملی زندگی کا ثمرہ یعنی جنت باقی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوگی۔(اعراب القرآن ۱۵-۳۲۰/۱۶)

تناسب: قبل ازیں اللہ پاک نے سعادت مندلوگوں کا تذکرہ فرمایا ہے ان سے مقصود انبیاء علیہم السلام اوران کی اطاعت کرنے والے لوگ ہیں جنہوں نے فرائض کوادا کیا اور منہیات سے کنارہ کش رہے اب ان کے بعدان لوگوں کا تذکرہ ہورہا ہے جنہوں نے فرائض کے ادا کرنے سے کوتاہی کی، دنیوی لذات کے اسیر بنے رہے، مزید برآں انہوں نے نمازوں کی ادائیگی کا اہتمام نہ کیا شہوت رانی میں مگن رہے تو وہ بدکرداری کے باعث اس کی سزا کے لحاظ سے دوزخ میں داخل کئے جائیں گے البتہ وہ لوگ مستثنیٰ ہیں جنہوں نے گناہ کی زندگی کو خیر باد کہا اور پختہ توبہ کی اور اعمال صالحہ کا کردار اپناتے رہے تو وہ جنت کی نعمتوں کے وارث بنیں گے، حدیث میں وارد ہے کہ جو شخص گناہ کی زندگی سے توبہ کر لیتا ہے تو گویا کہ اس نے گناہ کا کام کیا ہی نہیں ہے، حدیث حسن ہے۔

(صحیح ابن ماجہ کتاب الزہد باب ۳۰، مسند الشہاب ۲/۱)

تشریح: ان کے اعمال صالحہ کے بدلے میں ہرگز کمی نہ ہوگی اللہ کا وصف حلیم ہے وہ بندوں کے گناہوں پر حلم اختیار کرتا ہے ان کے گناہوں کو اعمال ناموں سے محو کر دیا جاتا ہے جب وہ بارگاہ الٰہی میں صدق دل کے ساتھ توبہ کر لیتے ہیں، اس کے بعد تائب لوگوں کو جنت عدن میں داخلہ ملے گا وہاں ہمیشہ ہمیشہ ان کا قیام ہوگا، ذہن نشین کریں کہ اللہ رحمٰن نے اپنے بندوں سے درپردہ وعدہ کیا ہوا ہے اس لئے اللہ کا کیا ہوا وعدہ پورا ہوگا اور جنت میں داخل ہونے کے بعد ان کے کانوں کو بےہودہ قسم کی آوازوں سے تحفظ حاصل ہوگا البتہ اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کی جانب سے سلامتی کے کلمات سے ان کے کان آشنا ہوں گے اور وہ خود کو خوش نصیب باور کریں گے جب کہ دنیوی زندگی میں تو ان کا اطمینان مفقود تھا بیماریوں نے گھیرا ڈال رکھا تھا فقروفاقہ سے سابقہ رہتا تھا اب اخروی زندگی میں انہیں اطمینان حاصل ہوگا کسی قسم کی پریشانی ان کے قریب بھی نہ آئے گی، مزید برآں وہاں جنت میں مطعومات اور مشروبات کی صبح، شام دونوں وقتوں میں فراوانی ہوگی، ظاہر ہے کہ جنت میں رات دن کے فرق کا تصور بھی نہیں اور نہ صبح وشام کے وقت کا تصور ہوگا، البتہ صبح وشام کے کھانے کے درمیان اس قدر وقت شمار ہوگا جس قدر دنیا میں تھا۔

تِلْکَ الْجَنَّةُ الَّتِیْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا: جس جنت کے اوصاف کا تذکرہ ہورہا ہے اس جنت کے مستحق وہ پرہیزگار لوگ قرار پائیں گے جو دنیوی زندگی میں پوشیدہ اور ظاہر اللہ پاک کی اطاعت کرتے رہے اور خوشی غمی میں اللہ پاک کی حمد وثنا میں رطب اللسان رہے ان لوگوں کو ہم وارث بنادیں گے ظاہر ہے کہ وراثت تو بلاشک وشبہ ملکیت کی آئینہ دار ہوتی ہے۔

وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّکَ: رسول اکرم ﷺ نے جبریل علیہ السلام کو مخاطب کرتے ہوئے استفسار کیا کہ آپ کو کچھ رکاوٹ ہے اگر آپ ہمارے پاس کثرت کے ساتھ تشریف لائیں تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی، مجاہدؒ بیان کرتے ہیں جبریل علیہ السلام آپ کی خدمت میں ایک بار تاخیر سے حاضر ہوئے تو آپ نے جبریل علیہ السلام سے تاخیر کا سبب دریافت کیا تو یہ آیت نازل ہوئی کہ ہم تو آپ کے پروردگار کے حکم کے ساتھ ہی اترتے ہیں اور اس میں کچھ شک نہیں کہ تمام اوقات میں مستقبل، ماضی اور حال میں ہمارا معاملہ اللہ کی ذات کے سپرد ہے وہ اپنی مشیت اور ارادہ کے ساتھ ہمارے بارے میں تصرف فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کے حکم پر ہرگز کوئی بھی اعتراض نہیں کرسکتا ہم جب ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتے ہیں تو اس کی مشیت اور ارادہ کے ساتھ ہوتے ہیں سبھی کچھ اللہ کی اجازت کے ساتھ ہوتا ہے اور اللہ کے علم نے اس کی بادشاہت کا احاطہ کیا ہوا ہے نہ اللہ کی ذات پر غفلت طاری ہوتی ہے اللہ کی ذات نسیان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے بھی پاک ہے اور وحی کی تاخیر کی حکمت کا علم بھی اللہ کی ذات کو ہے، تو جب اللہ کا تسلط آسمانوں، زمین اور ان کے درمیان پر ہے تو پھر آپ اس کی عبادت کریں اور وحی کی تاخیر کے باعث خود کو نہ روکیں، بھلا اللہ کا کوئی مثل ہو سکتا ہے جو عبادت کے لائق ہو اور جس کی بادشاہت کے سامنے سرنگوں ہوا جائے ہرگز نہیں! ابوالدرداء سے مرفوع روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا جس چیز کو اللہ نے اپنی کتاب میں حلال قرار دیا ہے وہ حلال ہے اور جس کو حرام قرار دیا ہے وہ حرام ہے اور جس کے بارے میں خاموشی اختیار کی ہے وہ اللہ کا عفو و کرم ہے تم اللہ کے عفو کو قبول کرو اللہ کی ذات بھول سے پاک ہے، بعد ازاں آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی، ﴿وما كان ربك نسيا﴾ (مستدرک حاکم ۲/۶ ۴۰، مجمع الزوائد ۱/۱۷۱، الجامع العلوم والحکم ح ۳۰، حاکم نے صحیح الاسناد کہا ہے)

وَيَقُولُ الْإِنسَانُ أَإِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ أُخْرَجُ حَيًّا ﴿٦٦﴾ أَوَلَا يَذْكُرُ الْإِنسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِن قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْئًا ﴿٦٧﴾ فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيَاطِينَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ﴿٦٨﴾ ثُمَّ لَنَنزِعَنَّ مِن كُلِّ شِيعَةٍ أَيُّهُمْ أَشَدُّ عَلَى الرَّحْمَٰنِ عِتِيًّا ﴿٦٩﴾ ثُمَّ لَنَحْنُ أَعْلَمُ بِالَّذِينَ هُمْ أَوْلَىٰ بِهَا صِلِيًّا ﴿٧٠﴾ وَإِن مِّنكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ﴿٧١﴾ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوا وَّنَذَرُ الظَّالِمِينَ فِيهَا جِثِيًّا ﴿٧٢﴾

ترجمہ: اور کافر شخص کہتا ہے کیا جب میں مر جاؤں گا تو مجھے زندہ اٹھایا جائے گا (۶۶) کیا انسان سوچتا نہیں ہے کہ ہم نے اس کو پہلے پیدا کیا اور وہ کچھ بھی نہ تھا (۶۷) پس آپکے پروردگار کی قسم! کہ ہم لازمی طور پر ان انکار کرنے والوں کو شیطانوں کیساتھ حاضر کریں گے دوزخ کے گرد وہ گھٹنوں کے بل گرے ہوئے ہوں گے (۶۸) پھر ہم ہر گروہ سے ان لوگوں کو الگ کریں گے جو ان میں سے اللہ کے مقابلہ میں نافرمانی کے لحاظ سے بہت دلیر ہیں (۶۹) پھر ہم ان لوگوں کو خوب جانتے ہیں جو دوزخ میں داخل کئے جانے کے لحاظ سے زیادہ لائق ہیں (۷۰) اور تم میں کوئی شخص نہیں مگر وہ اس پر سے گزریگا یہ وعدہ تیرے پروردگار پر لازم ہے اس کا فیصلہ کیا جا چکا ہے (۷۱) پھر ہم پرہیزگاروں کو نجات عطا کریں گے اور ظالموں کو دوزخ میں چھوڑ دیں گے وہ زانو کے بل گرے ہوئے ہوں گے (۷۲)

لغوی تحقیق: يَذَّكَّرُ سے مقصود سوچنا ہے، جِثِيًّا وہ شخص جو گھٹنوں کے بل بیٹھا ہو، عِتِيًّا تکبر حد سے تجاوز کرنا، وَارِدُهَا اس پر گزرنیوالا۔

شان نزول: خباب بن ارت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میرا پیشہ آہن گری تھا اور میں نے عاص بن وائل سے قرض لینا تھا میں نے اس سے قرض کا مطالبہ کیا اس نے جواب دیا اللہ کی قسم! میں تیرا قرض ادا نہیں کروں گا جب تک کہ تو محمد (ﷺ) کی نبوت کا انکار نہیں کریگا میں نے جواب دیا ہرگز نہیں اللہ کی قسم! میں محمد ﷺ کی نبوت کا انکار نہیں کروں گا یہاں تک کہ تجھ پر موت طاری ہو پھر تجھے میرے سامنے زندہ کیا جائے (جبکہ ایسا ہونا تو محال تھا) پھر اس نے کہا جب میں فوت ہو جاؤں گا پھر زندہ کیا جاؤں تو میرے پاس آنا میرے پاس مال ہوگا تو میں تجھے مال ادا کر دوں گا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (صحیح بخاری کتاب التفسیر باب ۳، صحیح ترمذی کتاب التفسیر باب ۱۹)

تشریح: کافر شخص جو موت کے بعد اٹھائے جانے کا انکار کرتا ہے وہ کہتا ہے یہ بات تو بعید از عقل ہے کہ جب میں موت سے ہمکنار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہونے کے بعد مٹی ہو جاؤں گا اور میری ہڈیاں بوسیدہ ہو جائیں گی تو کیا مجھے قبر سے زندہ اٹھالیا جائے گا لیکن انسان کا اس کو محال قرار دینا اور اس پر تعجب کا اظہار کرنا دراصل اپنی پہلی نشات سے غفلت کے باعث ہے کہ وہ پہلے کہاں تھا کیسے تھا؟ اگر اس کیفیت کی یاد دہانی اس کے دماغ میں آجائے تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ دوبارہ اٹھایا جانا نہایت آسان ہے یہ شخص جو اس حقیقت کا انکار کر رہا ہے اولاً تو یہ شخص اپنی نشاۃ اولیٰ پر غور کرے تو اسے اس حقیقت کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ جو ذات نشاۃ اولیٰ پر قادر ہے اس نے اس کو عدم سے وجود عطا کیا وہ اس کے فنا ہونے اور اس کے اجزا کے بکھر جانے کے بعد بھی اس کو اکٹھا کرنے پر قادر ہے۔

فَوَ رَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيٰطِيْنَ: اے محمد! (ﷺ) آپ کے پروردگار کی قسم! ہم ان لوگوں کو زندہ کریں گے جو اٹھائے جانے کا انکار کرتے ہیں ان کے ساتھ ان کے شیاطین بھی ہوں گے جنہوں نے انہیں گمراہ کیا تھا ہر کافر شخص کو اس کے شیطان کے ساتھ جکڑا ہوا ہوگا، بعد ازاں ہم ان مجرموں کو جہنم کے اردگرد گھٹنوں کے بل اٹھائیں گے وہ گھبراہٹ اور خوف کے باعث اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کی طاقت نہیں پائیں گے، دہشت خوف نے ان کے اعصاب کو مختل کر رکھا ہوگا پھر ہم ہر گروہ سے ان لوگوں کو الگ کریں گے جو زبردست سرکش اور نافرمان ہوں گے تاکہ انہیں درجہ بدرجہ دوزخ میں گرایا جائے، مزید برآں ہم خوب جانتے ہیں کہ ان میں سے کون شخص دگنے عذاب کا مستحق ہے۔

وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا: خواہ کوئی شخص نیکوکار ہے یا بدکار ہے تم سب نے پل صراط سے گزرنا ہے جبکہ ایماندار شخص پل صراط پر سے گزر جائے گا اور کافر شخص کو دوزخ میں گرا دیا جائے گا، حذیفہ اور ابوہریرۃ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میدان حشر میں تمام مخلوق جمع ہوگی جنت کا دروازہ کھلوانے کیلئے رسول اکرم ﷺ پیش قدمی فرمائیں گے آپ بارگاہ الٰہی میں حاضر ہوں گے تو آپ کیلئے جنت کا دروازہ کھل جائے گا پل صراط پر سے کچھ لوگ بجلی کی طرح جلدی سے گزر جائیں گے یعنی آنکھ کے بند کرنے کے لمحہ کے برابر اس کے بعد جیسے تیز آندھی گزرتی ہے اس کے بعد جس طرح پرندے اڑان کرتے ہیں اور کچھ لوگ معمول کی دوڑ لگا کر گزر جائیں گے سب کچھ اعمال کے مطابق ہوگا اس دوران رسول اللہ ﷺ پل صراط کے کنارے کھڑے ہوں گے آپ کی زبان مبارک پر یہ کلمات ہوں گے اے اللہ سلامتی فرما، اے اللہ سلامتی فرما! یہاں تک کہ کچھ لوگوں کے اعمال اس قابل نہ ہوں گے کہ وہ سلامتی سے گزر جائیں وہ گھسٹتے ہوئے گزریں گے اور پل صراط کے دونوں کناروں پر کنڈیاں لٹک رہی ہوں گی انہیں کہا جائیگا کہ جس شخص کے بارے میں حکم دیا جائے اسے اپنی گرفت میں کریں کچھ لوگ کنڈی کے لگنے کے باعث چھیلے جائیں گے لیکن نجات حاصل کر پائیں گے اور کچھ لوگوں کو دوزخ میں گرا دیا جائیگا اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں ابوہریرۃ کی جان ہے بیشک دوزخ کی گہرائی ستر سال کی مسافت کے برابر ہوگی۔ (مسلم کتاب الایمان باب ۸۴، صحیح بخاری کتاب التوحید باب ۲۴، مسند احمد ۳/۱۷-۲۵)

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ خَيْرٌ مَّقَامًا وَّ اَحْسَنُ نَدِيًّا ﴿۷۳﴾ وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَحْسَنُ اَثَاثًا وَّرِءْيًا ﴿۷۴﴾ قُلْ مَنْ كَانَ فِي الضَّلٰلَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمٰنُ مَدًّا حَتّٰۤى اِذَا رَاَوْا مَا يُوْعَدُوْنَ اِمَّا الْعَذَابَ وَاِمَّا السَّاعَةَ فَسَيَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضْعَفُ جُنْدًا ﴿۷۵﴾ وَيَزِيْدُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اهْتَدَوْا هُدًى وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ مَّرَدًّا ﴿۷۶﴾

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: اور جب ان پر ہماری آیات کی تلاوت کی جاتی ہے جن میں واضح اعجاز ہے تو کفار مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہتے ہیں ان دونوں گروہوں میں سے کون سا گروہ مرتبہ کے لحاظ سے بہتر ہے اور مجلس کے لحاظ سے بہت اچھا ہے (۷۳) اور ہم نے ان سے پہلے بہت سے لوگوں کے گروہوں کو تباہ و برباد کر ڈالا جو سامان اور منظر کے لحاظ سے بہتر تھے (۷۴) آپ کہیں! جو شخص گمراہی میں ہے تو اللہ اس کی گمراہی میں زیادتی کر دے گا یہاں تک کہ جب وہ اس چیز کو دیکھ پائیں گے جس سے ڈرائے جاتے ہیں یا عذاب یا قیامت، تو وہ معلوم کر لیں گے کون مقام و مرتبہ کے لحاظ سے برا ہے اور فوجی لحاظ سے کمزور ہے (۷۵) اور ہدایت یافتہ لوگوں کو مزید ہدایت عطا فرمائیگا اور ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے اعمال صالحہ آپ کے پروردگار کے ہاں بدلہ کے لحاظ سے بہتر ہیں اور انجام کے لحاظ سے خوش آئند ہیں (۷۶)

لغوی تحقیق: نَدِیٌّ مَجْلِسُ النَّادِی مجلس جس میں کسی واقعہ کے بارے میں مشورہ کیا جائے، اسی سے دَارُ النَّدْوَة ہے مشرک لوگ اپنے معاملات میں مشورہ کے لئے اس میں بیٹھتے تھے، قَرْنٌ ایک زمانہ کے لوگ، اَثَاثٌ گھر کا سامان بہتر کپڑے وغیرہ اس میں بھیڑ بکریاں اونٹ پشم کھال وغیرہ داخل ہیں شَعْرٌ اَثِیْثٌ گھنے اور طویل بال۔ (لسان القرآن ص ۴۶)

تناسب: قبل ازیں اللہ پاک نے قریش مکہ کے مشرکین پر دلیل کو پیش کیا جو موت کے بعد اٹھائے جانے کے منکر تھے اس کے بعد ان کے ایک اور شبہ کا ذکر کیا انہوں نے کہا اگر تم صحیح راہ پر ہوتے اور ہم باطل پر ہوتے تو تمہاری حالت اس دنیا میں ہم سے بہتر ہوتی اس لئے اللہ کا وصف حکیم ہے تو اس کے لئے مناسب نہیں کہ وہ اپنے مخلص ساتھیوں کو ذلت کے ساتھ ہم کنار کرے اور اپنے دشمنوں کو آرام عطا کرے جب کہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ معاملہ اس کے برعکس ہے ہماری زندگی تو رفاہیت والی ہے نعمتوں میں کھیل رہے ہیں اور تم فقر و فاقہ اور ذلت کی زندگی بسر کر رہے ہو، معلوم ہوا ہم صحیح راہ پر ہیں اور تم باطل پر ہو اللہ تعالیٰ نے ان کے اس اِدّعا کو غلط قرار دیا ہے جب کہ تمہیں معلوم ہے کہ تم سے پہلے کفار کی حالت بہت بہتر تھی اور ان کے پاس مال بھی زیادہ تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے ان پر عذاب نازل کر کے انہیں تباہ و برباد کر دیا، معلوم ہوا کہ دنیوی نعمتوں سے سرشار ہونا اس بات کی غمازی نہیں کرتا ہے کہ جن کو مال و دولت سے نوازا گیا ہے ان کے ساتھ اللہ کی محبت ہے۔ (المراغی ۶/ ۶۴-۶۵)

تشریح: جب قریش مکہ کے مشرکین پر قرآن پاک کی آیات کی تلاوت کی جاتی ہے جن میں اعجاز کی کیفیت نمایاں ہے جن کے معانی واضح ہیں تو مغرور سرمایہ دار کفار ان ایمانداروں کو مخاطب کرتے ہوئے کہتے ہیں جو مالی لحاظ سے فقر و فاقہ کی زندگی بسر کر رہے ہیں دونوں گروہوں میں سے کون سا گروہ (ہم یا تم) اعلیٰ انداز کی رہائش رکھتا ہے اور سکون کی زندگی بسر کر رہا ہے بلکہ اجتماعی لحاظ سے معاشرہ میں کس کو اعزاز و اکرام حاصل ہے؟ علامہ بیضاوی نے وضاحت کی ہے کہ مشرکین نے جب واضح آیات مبارکہ کو سنا تو ان کا مقابلہ کرنے سے خود کو عاجز قرار دیا تو پھر انہوں نے ایک دوسرا رخ اختیار کیا کہ انہوں نے دنیوی جاہ و جلال اور مال و دولت پر فخر کا اظہار کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے فخر و مباہات کا رد کرتے ہوئے واضح کیا تعجب ہے! کیا تم دیکھ نہیں رہے ہو کہ ان سے پہلے کثیر تعداد میں ہم نے ایسے لوگوں کو تباہ و برباد کر ڈالا جو مال و دولت کے لحاظ سے ان سے بڑھے ہوئے تھے اور بظاہر ان کی کیفیت اپنے اندر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زبردست کشش سے بھرپور تھی اسی طرح ان کو بھی جوان کے نقش قدم پر رواں دواں ہیں اور کبروغرور نے انہیں انسانیت کے دائرہ سے نکال دیا ہے، اے محمد ﷺ ان مشرکین کو آگاہ کریں جوخود کو حق وصداقت پر رواں دواں سمجھتے ہیں کہ تم میں سے یا ہم میں سے جو شخص گمراہی کی دلدل میں پھنسا ہوا ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس کو ڈھیل دے گا کہ وہ سرکشی اور غرور میں مزید بڑھتا چلا جائے گا یہاں تک کہ اس کی زندگی کا خاتمہ ہو جائے گا۔

حَتّٰی اِذَا رَاَوْا مَا یُوْعَدُوْنَ: یہاں تک کہ جب اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق عذاب یا قیامت کے وقوع کی ہولنا کیوں کو دیکھیں گے تو اس وقت انہیں معلوم ہو جائے گا جب حقائق نکھر کر سامنے آجائیں گے کہ اللہ کے نزدیک کون مقام ومرتبہ کے لحاظ سے مبغوض ہے اور کس کے مدد گار کم ہیں کفار کے یا مسلمانوں کے، اور اللہ تعالیٰ ایمان والوں کے ایمان اور ان کی بصیرت بلکہ ان کے اعزاز میں زبردست اضافہ فرمائے گا جو ہدایت یافتہ ہیں اور یہ حقیقت ہے کہ اعمال صالحہ کا اجر وثواب اخروی زندگی میں جو جمع ہو رہا ہے وہ نمایاں ہو کر سامنے آجائے گا، اس وقت یہ حقیقت نکھر کر سامنے آجائے گی کہ اجر وثواب کے لحاظ سے اخروی زندگی میں جو اعزاز واکرام انہیں حاصل ہوگا وہ دنیوی زندگی میں جاہ پرست لوگوں کو جس قدر حاصل ہوتا ہے اس کی اس کے مقابلہ میں ہرگز کچھ حیثیت نہیں ہے، ظاہر ہے کہ دنیوی زندگی کے انعامات تو دائمی نہیں ہیں انہوں نے تو ایک نہ ایک دن ختم ہونا ہے جب کہ اخروی زندگی میں حاصل ہونے والے انعامات اور عمدہ قسم کے لذیذ کھانے اور مختلف قسم کے مشروبات دائمی ہوں گے وہ کبھی ختم نہ ہوں گے۔

اَفَرَءَیْتَ الَّذِیْ کَفَرَ بِاٰیٰتِنَا وَقَالَ لَاُوْتَیَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا ﴿۷۷﴾ اَطَّلَعَ الْغَیْبَ اَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ﴿۷۸﴾ کَلَّا ؕ سَنَکْتُبُ مَا یَقُوْلُ وَنَمُدُّ لَهٗ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا ﴿۷۹﴾ وَّنَرِثُهٗ مَا یَقُوْلُ وَیَاْتِیْنَا فَرْدًا ﴿۸۰﴾

ترجمہ: کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا ہے جس نے ہماری آیات کا انکار کیا اور اس نے کہا مجھے لازمی طور پر مال اور اولاد دی جائے گی (۷۷) کیا اسے غیب کا علم ہے یا اس نے اللہ کی جانب سے کوئی وعدہ لے رکھا ہے (۷۸) ایسا نہیں ہے ہم تحریر کرلیں گے جو کچھ وہ کہتا ہے اور ہم اس کے عذاب میں اضافہ کریں گے اضافہ کرنا (۷۹) اور ہم اس سے واپس لے لیں گے جو وہ کہتا ہے اور وہ ہمارے پاس اکیلا آئے گا (۸۰)

لغوی تحقیق: اَطَّلَعَ الْغَیْبَ کیا وہ غیب سے باخبر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر غیب کو ظاہر کر دیا ہے جیسا کہ اہل عرب کہتے ہیں، اِطَّلَعَ الْجَبَلَ فلاں شخص پہاڑ کی اونچائی پر چلا گیا، فَرْدًا اکیلا ہوگا، مال اور اولاد ساتھ نہ ہوگی۔

تشریح: آپ اس کافر شخص کی حالت پر تعجب کریں کہ وہ کس قدر اللہ کے مقابلہ میں خود کو لاکر یہ جملہ دہراتا ہے کہ اسے اخروی زندگی میں مال اور اولاد سے نوازا جائے گا جب کہ اس کا یہ دعویٰ اس بنا پر ہے کہ اسے علم غیب سے شناسائی حاصل ہے یا اس کے ساتھ اللہ نے وعدہ کر رکھا ہے اس کی غلطی پر اللہ تعالیٰ اسے ڈانٹ پلا رہے ہیں کہ جس طرح وہ کہتا ہے حقیقت اس کے برعکس ہے اس کو علم غیب پر آگاہی حاصل نہیں ہے اور نہ ہی اس طرح کا کوئی اس کا وعدہ اللہ کے ساتھ ہے وہ جھوٹ کہہ رہا ہے اور اپنے پروردگار کے ساتھ کفر اختیار کر رہا ہے ہم مستقبل میں اس کے سامنے اس کی کذب بیانی کو واضح کر دیں گے اور اس کے جھوٹ کہنے کے باعث ہم اس کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مزید عذاب سے دوچار کریں گے اور ہم اس سے مال اور اولاد چھین لیں گے جیسا کہ وارث شخص اپنے موروث سے مال چھین لیتا ہے اور جب وہ ہماری بارگاہ میں حاضر ہوگا تو اکیلا ہوگا وہ مال واولاد سے خالی ہوگا جو اس کے پاس دنیا میں تھا۔

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لِّيَكُوْنُوْا لَهُمْ عِزًّا ﴿۸۱﴾ كَلَّا ؕ سَيَكْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِهِمْ وَ يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ﴿۸۲﴾ ع اَلَمْ تَرَ اَنَّاۤ اَرْسَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ تَؤُزُّهُمْ اَزًّا ﴿۸۳﴾ فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا ﴿۸۴﴾ يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا ﴿۸۵﴾ وَّنَسُوْقُ الْمُجْرِمِيْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ وِرْدًا ﴿۸۶﴾ لَا يَمْلِكُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ﴿۸۷﴾

ترجمہ: اور انہوں نے اللہ کے سوا اور معبود بنا رکھے ہیں تاکہ وہ ان کے لئے غلبہ کا سبب بنیں (۸۱) ہرگز ایسا نہیں ہوگا وہ اپنے معبودوں کی عبادت سے انکار کریں گے اور ان کے مخالف ہو جائیں گے (۸۲) کیا آپ دیکھتے نہیں ہیں کہ ہم شیاطین کو کفار پر بھیجتے ہیں وہ انہیں ہلاتے ہیں ہلانا (۸۳) پس آپ ان پر جلدی نہ کریں کہ ہم ان کی مدت کا شمار کر رہے ہیں شمار کرنا (۸۴) جس دن کہ ہم پرہیزگاروں کو اللہ کی جانب بطور مہمانی کے لے جائیں گے (۸۵) اور ہم مجرموں کو دوزخ کی جانب پیاسے چلائیں گے (۸۶) وہ سفارش نہیں کر سکیں گے البتہ اس شخص کی جس کی سفارش کا اللہ نے وعدہ کیا ہے (۸۷)

لغوی تحقیق: اَلْعِزُّ قوت تحفظ، اَزًّا ہلانا برانگیختہ کرنا، فراء نحوی نے کہا ہے کہ اس سے یہ مراد ہے کہ شیاطین کفار کو گھیر گھار کر اور بہکا پھسلا کر گناہوں پر آمادہ کرتے رہتے ہیں، ضحاک کا کہنا ہے کہ اس کے معنی مطلقاً گمراہی میں مبتلا کرنے کے ہیں، مجاہد نے اس کے معنی یہ بیان کئے ہیں کہ شیاطین کفار کو اطمینان دلاتے رہتے ہیں کہ اسلام دشمنی یا معاصی کے ارتکاب سے انہیں کوئی خطرہ لاحق نہیں ہوگا، لفظ اَزًّا دراصل کئی معانی کا حامل ہے اس میں گھلانا، برانگیختہ کرنا، اکسانا، تسلی و اطمینان دلانا سب پہلو داخل ہیں۔

آیت مذکورہ میں دراصل یہ بتایا گیا ہے کہ کفار کی نفسیات کا کیا عالم ہے یہ اسلام کی کامرانیوں کو دیکھ کر اندر ہی اندر دل میں کڑھتے اور کھولتے رہتے ہیں شیاطین کے دام تزویر کا شکار بھی ہوتے رہتے ہیں اور جھوٹی تسلیوں سے اپنے دلوں کو مطمئن رکھنے کی کوشش بھی جاری رکھتے ہیں حالانکہ انہیں خوب معلوم ہے کہ اسلام کے خلاف ان کی سازشیں کامیاب ہونے والی نہیں اور نہ ان کا غم وغصہ اور جوش عناد ہی حق وصداقت کی راہ روک سکتا ہے۔ (لسان القرآن ۸۲)

وِرْدًا ذلت کے ساتھ ہانکے جانے والے، گویا کہ وہ چارپائے ہیں کہ انہیں ہانکا جا رہا ہے، **عَهْد** سے مقصود اس بات کی گواہی دینا کہ کوئی معبود نہیں مگر اللہ ہی معبود ہے اور اپنی قوت سے برأت کا اظہار کرنا اور امیدیں صرف اللہ کے ساتھ وابستہ رکھنا۔

تشریح: اور مشرکین نے اللہ کے علاوہ بتوں کو معبود بنا رکھا ہے تاکہ ان کے ذریعہ عزت اور شرف کو حاصل کر سکیں لیکن معاملہ اس طرح نہیں ہے جیسا کہ انہوں نے خیال کیا ہے اس لئے کہ جن خداؤں کو انہوں نے اپنا معبود بنا رکھا ہے وہ ان کی عبادت سے برأت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا اظہار کریں گے اور قیامت کے دن ان کے دشمن ہو جائیں گے، اے محمد! (ﷺ) کیا آپ کو معلوم نہیں کہ ہم نے شیاطین کو کفار پر مسلط کر رکھا ہے جو انہیں ہانک رہے ہیں انہیں گمراہ کر رہے ہیں انہیں برانگیختہ کر رہے ہیں کہ وہ گناہوں کے مرتکب ہوں انہیں وسوسے ڈالتے ہیں اور گناہوں کے ارتکاب کیلئے ان کی شہوت میں ہیجان نمودار کرنے کی کوشش میں مصروف رہتے ہیں، اے محمد! (ﷺ) آپ ان کی ہلاکت کے بارے میں جلدی نہ کریں بس گنتی کے چند روز اور سانس باقی ہیں جن کو ہم شمار کر رہے ہیں، بعدازاں انہیں سخت عذاب کی لپیٹ میں لے آئیں گے قیامت کے دن ہم پرہیز گاروں کو اعزاز و اکرام کے ساتھ بارگاہ الٰہی میں لائیں گے وہ اونٹنیوں پر سوار ہوں گے جیسا کہ دنیوی زندگی میں بادشاہوں کی کچہری میں وفود اعزاز و اکرام کیساتھ روانہ ہوتے ہیں ان کی عزت افزائی کیلئے ان کا انتظار کیا جاتا ہے اور انہیں انعامات سے نوازا جاتا ہے۔

جبکہ مجرم لوگوں کو دوزخ کی جانب ہانک کر لے جائیں گے جیسا کہ چارپایوں کو ہانک کر لایا جاتا ہے جب انہیں پانی پلانا مقصود ہوتا ہے، گویا کہ وہ پیاسے اونٹ ہیں جنہیں پانی کی جانب ہانک کر لے جایا جاتا ہے، حدیث میں وارد ہے قیامت کے دن لوگوں کو تین طرح لایا جائیگا ایک قسم میں وہ لوگ ہوں گے جو اعمال صالحہ کی جانب راغب تھے اور برے اعمال سے خوفزدہ تھے دو افراد ایک اونٹ پر تین افراد ایک اونٹ پر اور چار افراد ایک اونٹ پر اور دس افراد ایک اونٹ پر ان کے علاوہ دیگر لوگوں کو دوزخ کی جانب کھینچ کر لے جایا جائیگا، آگ ان کیساتھ ساتھ رہے گی جہاں وہ قیلولہ کریں گے وہیں آگ بھی قیلولہ کریگی اور جہاں وہ رات گزاریں گے وہاں آگ بھی رات گزارے گی ان کیلئے سفارش کی اجازت نہیں ہوگی نہ وہ کسی کی سفارش کر سکیں گے نہ ان کی سفارش ہوگی البتہ جس شخص نے ایمان اور اعمال صالحہ کا زیور پہن رکھا ہوگا وہ سفارش کر سکے گا۔ (بخاری، مشکوٰۃ المصابیح مترجم ۳۵۷/۴)

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ﴿٨٨﴾ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا اِدًّا ﴿٨٩﴾ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَ تَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ﴿٩٠﴾ اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ﴿٩١﴾ وَمَا يَنْبَغِيْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا ﴿٩٢﴾ اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّا اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ﴿٩٣﴾ لَقَدْ اَحْصٰهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ﴿٩٤﴾ وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا ﴿٩٥﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ﴿٩٦﴾ فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِيْنَ وَ تُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا ﴿٩٧﴾ وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ ؕ هَلْ تُحِسُّ مِنْهُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا ﴿٩٨﴾ ع النصف

ترجمہ: اور انہوں نے کہا اللہ کی اولاد ہے (۸۸) بلاشبہ تم بہت بری بات گھڑ کر لائے ہو (۸۹) جس سے آسمان پھٹ جائیں اور زمین پھٹ جائے اور پہاڑ دھماکے سے گر پڑیں (۹۰) اس وجہ سے کہ انہوں نے اللہ کی جانب اولاد کی نسبت کی (۹۱) حالانکہ رحمٰن کے لئے لائق نہیں کہ وہ کسی کو اولاد بنائے (۹۲) آسمانوں اور زمین میں کوئی چیز نہیں مگر وہ اللہ کے ہاں غلام کی حیثیت میں آئیں گی (۹۳) بے شک اللہ نے ان کا شمار کر رکھا ہے اور ان کی مکمل گنتی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر رکھی ہے(۹۴) اور ان میں سے ہر ایک قیامت کے دن اس کی بارگاہ میں اکیلا حاضر ہوگا(۹۵) بلاشبہ جو لوگ ایمان لائے ہیں اور وہ اعمال صالحہ کرتے رہے ہیں تو اللہ ان کے لئے ایمان والوں کے دلوں میں محبت پیدا کرے گا(۹۶) پس بے شک ہم نے اس قرآن کو آپ کی زبان میں آسان کر دیا ہے تاکہ تو آپ اس کے ساتھ پرہیزگاروں کو خوشخبری عطا کریں اور آپ اس کے ساتھ جھگڑالو لوگوں کو ڈرائیں(۹۷) ان سے پہلے بھی ہم نے کچھ قوموں کو تباہ و برباد کیا ہے کیا آپ ان میں سے کسی کو محسوس کرتے ہیں یا ان کی بھنک سنتے ہیں؟(۹۸)

لغوی تحقیق: اِدًّا منکر کام، شدت اچنبھے کی بات، مصیبت، اَدَّ فِی الْاَرْضِ ملک میں گھوما پھرا چلا گیا، اَلْاَدَدُ طریق، اَلْاَدِیْدُ شور، ہنگامہ، اُدَدُ ابوعدنان ایک قبیلہ، یمن کا ایک قبیلہ، قریش کے مشہور صنم کو وُدّ کو بعض لوگ اُدّ کہتے ہیں، ابن عباس ﷺ، مجاہدؒ، قتادہؒ اور مالکؒ نے کہا ہے کہ اِدًّ سے مراد عظیم یا بہت بڑا افترا ہے جس کو اللہ تعالیٰ کے بارے میں عیسائیوں نے روا رکھا، اللہ تعالیٰ کے بارے میں صحیح متوازن اور شایان شان تصور صرف قرآن حکیم نے پیش کیا ہے ان لوگوں نے بھی ہولناک ٹھوکر کھائی جنھوں نے تنزیہ و تجرید کے سلسلہ میں مبالغہ آرائی سے کام لیا یعنی تمام صفات کمال و جلال سے اللہ تعالیٰ کو محروم کر کے اسے صرف عقلی بحث یا تخلیقی قوت کہنے پر اکتفا کیا اور وہ لوگ بھی گمراہی میں مبتلا ہوئے جنھوں نے اس کو تجسیم کے حضیض پر لا کھڑا کیا کیوں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی جہاں خلق علم حکمت رحمت اور ربوبیت ایسے اوصاف حمیدہ سے اتصاف پذیر ہے وہاں ہر نوع کے شرک سے بھی پاک اور منزہ ہے ﴿لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ﴾ ''اس جیسی کوئی شے نہیں''۔(لسان القرآن ۶۴)

بلاغت: اس قول میں ان کے باطل قول کا رد ہے اور بطور التفات کے اس سے خوفزدہ کرنا ہے اس لئے غائب کے صیغہ سے مخاطب کے صیغہ کی جانب التفات ہے جس سے اللہ پاک کی انتہا درجہ کی ناراضگی مترشح ہو رہی ہے اور ان پر بے شرمی، جہالت بے باکی کو مسلط کیا گیا ہے۔(اعراب القرآن ج۱۵-۱۶)

تناسب: قبل ازیں اللہ پاک نے بتوں کی پرستش کرنے والوں کا رد کیا ہے اور قطعی دلائل کے ساتھ ثابت کیا ہے کہ وہ گمراہی میں مدہوش ہیں اس کے بعد ان لوگوں کے نظریات کا رد کیا ہے جو اللہ کی ذات کیلئے لڑکا ثابت کرتے ہیں جیسا کہ یہودیوں نے عزیر علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا اور عیسائیوں نے مسیح علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا اور مشرکین نے فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں قرار دیا لیکن اللہ کی ذات اس قسم کے ظالموں کی ان باتوں سے بہت بلند ہے۔

تشریح: کفار نے کہا کہ اللہ رحمٰن کی اولاد ہے اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں صراحت کی کہ تمہارا یہ قول شدید قسم کا منکر ہے تم اللہ پاک کی ذات پر حملہ آور ہو رہے ہو تمہیں شرم نہیں آتی ہے تمہارا یہ کہنا اللہ پاک کو سخت ناراض کر رہا ہے بلکہ اللہ کے خلاف اس قسم کا جملہ کہنے سے قریب ہے کہ آسمان پھٹ جائیں اور زمین کو دھنسا دیا جائے اور پہاڑ پوری قوت کیساتھ زمین پر گر پڑیں جبکہ اس وضاحت میں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی جانب متوجہ کرنا مقصود ہے اگر اللہ کا وصف حلیم نہ ہوتا تو تمہیں تباہ و برباد کر دیا جاتا اس لئے کہ رحمٰن کیلئے اولاد کو ثابت کیا ہے جبکہ اللہ کی شان کیلئے لائق ہی نہیں کہ وہ اولاد کو اختیار کرے، اولاد تو تعاون کیلئے ہوتی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کی ذات تعاون کی محتاج نہیں ہے، حقیقت یہ ہے کہ آسمانوں، زمین میں جو کچھ ہے خواہ فرشتے، انسان، جن ہیں وہ سب اللہ کے قبضہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ہیں اس کے حکم کے تابع ہیں ضرورت کے وقت بارگاہ الٰہی کی پناہ لیتے ہیں اللہ پاک نے سبھی کا احاطہ کر رکھا ہے کوئی چیز اس کے علم سے پوشیدہ نہیں سبھی کا شمار کر رکھا ہے اور ہر شخص قیامت کے دن بارگاہ الٰہی میں حاضر ہوگا وہ اکیلا ہوگا اس کے اہل وعیال اس کے ساتھ نہیں ہوں گے اللہ کی مدد کا محتاج ہوگا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ: کفار کی کیفیات اور ان کے رد کے بعد ایمان والوں کی کیفیات کا ذکر کیا جا رہا ہے اللہ پاک واضح فرما رہے ہیں کہ اللہ پاک ان کی محبت کو اپنے بندوں کے دلوں میں پیوست کر دے گا، ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے حدیث مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو دوست بناتا ہے تو جبریل علیہ السلام کو آگاہ کرتا ہے کہ میں فلاں شخص سے محبت کرتا ہوں تم بھی اس سے محبت کرو، چنانچہ آسمانوں میں اس کی منادی کرادی جاتی ہے اس کے نتیجہ میں اس شخص کے ساتھ محبت کا سلسلہ استوار ہو جاتا ہے۔ (بخاری کتاب التوحید باب ۳۳، مسلم کتاب البر باب ۴۹، صحیح ترمذی کتاب التفسیر سورۃ ۱۹، مسند احمد ۲/۲۶۷)

فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ: اللہ پاک نے قرآن کو عربی زبان میں نازل کیا اس کی حکمت کو واضح کیا ہے اس میں آپ کی آسانی کا خیال رکھا گیا ہے کہ آپ اسے پڑھ کر لوگوں کو آگاہ کریں اور پرہیزگاروں کو خوشخبری دیں کہ وہ اللہ کے عذاب سے محفوظ رہیں گے جب وہ فرائض کو ادا کریں گے منہیات سے کنارہ کش رہیں گے البتہ جو لوگ آپ کی نافرمانی کر رہے ہیں انہیں آپ اللہ کے عذاب سے خوفزدہ کریں۔

وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ: بے شمار گزشتہ اقوام کو ہم نے تباہ و برباد کیا جب انہوں نے پیغمبروں کو جھٹلایا، کیا آپ ان میں سے کسی کو دیکھ رہے ہیں یا ان کی آوازیں سن رہے ہیں؟ مقصود یہ ہے کہ وہ تباہ و برباد ہو گئے ان کی رہائش گاہیں بے کار ہو گئیں تو جس طرح ہم نے انہیں تباہ و برباد کیا ان کو بھی ہلاک کر دیں گے۔

ضیاء السنۃ ادارۃ الترجمہ والتالیف رحمت آباد (حاجی آباد) فیصل آباد کی جانب سے

شیخ الحدیث مولانا محمد صادق خلیل [حفظہ اللہ] کے رواں دواں اور شگفتہ قلم سے مزین ایک علمی تحقیقی کاوش اور علوم حدیث میں گراں قدر خدمات کا اضافہ

ہم نے اردو ترجمہ مشکوٰۃ المصابیح کو پانچ مجلدات کمپیوٹرائزڈ کمپوزنگ میں پیش کیا ہے، الحمد للہ کتاب کے تمام مسائل کی تحقیق کو مرعات المفاتیح، مرقات، التعلیق الصبیح، فتح الباری شرح بخاری و دیگر متداول شروح حدیث سے اخذ کر کے پیش کیا گیا ہے اور سنن کی کتابوں سے ماخوذ روایات کی اسناد تحقیق کے لئے رجال کی کتابوں بالخصوص علامہ محمد ناصر الدین الالبانی (رحمہ اللہ) اور تنقیح الرواۃ سے مزین کر کے ضعیف احادیث سے قارئین کو باخبر رکھنے کا خصوصی خیال رکھا گیا ہے تاکہ صحیح اور ضعیف احادیث میں امتیاز ہو سکے، کتابت، طباعت معیاری، جلد سنہری ڈائی دار، نہایت عمدہ اور خوبصورت ہے۔

عبدالحفیظ مدنی
نائب مدیر ضیاء السنۃ فیصل آباد پاکستان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اٰيَاتُهَا: ١٣٥ ٢٠ سُوْرَةُ طٰهٰ مَكِّيَّةٌ ٤٥ رُكُوْعَاتُهَا: ٨

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام کے ساتھ جو بخشش کرنے والا مہربان ہے

طٰهٰ ﴿١﴾ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى ﴿٢﴾ اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ﴿٣﴾ تَنْزِيْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰى ﴿٤﴾ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ﴿٥﴾ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى ﴿٦﴾ وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰى ﴿٧﴾ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ﴿٨﴾

ترجمہ: طٰهٰ (١) ہم نے آپ پر قرآن نہیں اتارا ہے تا کہ آپ تکلیف سے دوچار ہوں (٢) جبکہ ہم نے صرف نصیحت کیلئے بھیجا ہے اس شخص کیلئے جو ڈرتا ہے (٣) اس ذات کی جانب سے اتارنا ہے جس نے زمین اور بلند آسمانوں کو پیدا کیا (٤) وہ نہایت رحم کرنیوالا عرش پر مستوی ہے (٥) اسی کیلئے ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اور جو ان دونوں کے درمیان ہے اور جو ترمٹی کے نیچے ہے (٦) اور اگر آپ بات اونچی آواز کیساتھ کریں تو وہ پوشیدہ اور زیادہ پوشیدہ کو بھی جانتا ہے (٧) اللہ، کوئی معبود نہیں مگر وہی ہے اسی کے اچھے اچھے نام ہیں (٨)

سورۂ مریم کے ساتھ تناسب: سورۂ طٰهٰ مکی سورت ہے البتہ اس کی دو آیات (١٣٠، ١٣١) مدینۃ الرسول میں نازل ہوئیں، ظاہر ہے کہ سورۂ مریم میں متعدد پیغمبروں کا تذکرہ ہوا ہے کسی پیغمبر کا تذکرہ تفصیل کیساتھ جیسا کہ زکریا، یحییٰ، عیسیٰ علیہم الصلوۃ والسلام ہیں جبکہ بعض کا تذکرہ میانہ روی کیساتھ ہے جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام کا تذکرہ ہے اور بعض کا تذکرہ نہایت مختصر جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کا ہے، بعدازاں دیگر انبیاء علیہم السلام کی جانب اجمالاً اشارہ کیا گیا ہے جبکہ اس سورۃ میں موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ جس کا ذکر پہلے اجمالاً ہو چکا ہے اب اس کا تفصیل کے ساتھ تذکرہ ہے بعدازاں آدم علیہ السلام کا واقعہ تفصیل کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔ (المراغی ٦/٨٧)

لغوی تحقیق: اَلثَّرٰی تری، گیلی مٹی، زمین کی آخری تہہ، يَبِسَ الثَّرٰى بَيْنَهُمْ لوگوں میں دوستی کی تری خشک ہوگئی یعنی دوستی کے بعد وہ ایک دوسرے کے دشمن ہوگئے، اَلثَّرِیُّ مِنَ الْمَالِ بہت سا مال، رِمَاحٌ ثَرِيَّةٌ بہت سے نیزے، اَلثُّرَيَّا مال دار عورت، سات ستاروں کے مجموعے کا نام، قرآن حکیم میں ہے ﴿لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى﴾ ''اسی کی ملک ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں اور ان دونوں کے درمیان ہے اور جو کچھ زمین کے نیچے ہے'' ثَرِیَ الرَّجُلُ آدمی مال دار ہو گیا، مقصد یہ ہے کہ فضا کی بلندیوں سے لے کر زمین کی انتہائی پستیوں تک یعنی از (ثریا) تا (ثریٰ) جو کچھ بھی وجود سے آراستہ ہے اللہ ہی کے قبضۂ قدرت و احاطہ ملکیت اور دائرہ حکم میں ہے وہی ہر شے کو جانتا ہے ہر شے میں تصرف فرما ہے اور اسی کے امر و حکم کے مطابق یہ کارخانہ ہست و بود چل رہا ہے اس لئے اگر کوئی عبادت و پرستش کے لائق ہے تو اسی کی ذات گرامی کے آگے جھکنا ہمیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زیب دیتا ہے اور اسی سے مانگنا اور طلب کرنا ہمارا منصب ہے، تحت الثرٰی سے متعلق جو بعض اسرائیلیات مروی ہیں اور ان میں جو خلاف عقل انکشافات کئے گئے ہیں محدثین عظام نے انہیں تسلیم نہیں کیا یہ محض ''لوک کہانیاں'' ہیں جنہوں نے روایات کی شکل اختیار کرلی ہے۔(لسان القرآن ص ۲۹۰)

تشریح: طٰهٰ حروف مقطعات سے ہے جن کا علم اللہ کی ذات کو حاصل ہے، ہم نے آپ پر قرآن مجید کو اسلئے نہیں اتارا ہے کہ آپ فرط غم سے تکلیف میں مبتلا ہو جائیں کہ آپ کی قوم آپ کی تصدیق کیوں نہیں کر رہی ہے، تو ان کے کفر پر آپ غمگین نہ ہوں اور آپ افسوس بھی نہ کریں جیسا کہ قرآن پاک میں دوسرے مقام پر وارد ہے ﴿فَلَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفۡسَکَ عَلٰۤی اٰثَارِهِمۡ اِنۡ لَّمۡ یُؤۡمِنُوۡا بِهٰذَا الۡحَدِیۡثِ اَسَفًا﴾ (الکھف:٦) ''پس گویا کہ تو اپنے نفس کو ان کے پیچھے افسوس کرتے ہوئے قتل کرنیوالا ہے اگر وہ اس قرآن پر ایمان نہیں لائے ہیں'' اس مفہوم کی آیات قرآن پاک میں کثرت کیساتھ موجود ہیں اس کی دوسری توجیہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کے لمحات میں اس قدر نوافل کی ادائیگی میں لمبا قیام فرماتے کہ آپکے پاؤں متورم ہو جاتے تھے تو اللہ پاک نے اس آیت مبارکہ کو نازل فرمایا کہ ہم نے آپ پر قرآن کو اس لئے تو نہیں اتارا کہ آپ خود کو ناقابل برداشت تکلیف میں مبتلا کریں ہم نے آپکو جس دین کا عطیہ دے کر بھیجا ہے اس میں تو آسانی ہے اور دین اسلام میں ہرگز تنگی اور مشقت نہیں ہے، ارشاد ربانی ہے ﴿وَمَا جَعَلَ عَلَیۡکُمۡ فِی الدِّیۡنِ مِنۡ حَرَجٍ﴾ (الحج:٧٨) ''اور اس نے تم پر دین اسلام کے بارے میں کچھ مشقت نہیں رکھی ہے''

دین اسلام میں آسانی ہے تنگی نہیں ہے معلوم ہوا قرآن پاک کو آپ پر اتارنے سے مقصود یہ ہے کہ آپ سعادت سے ہمکنار ہوں اسی لئے حدیث پاک میں ہے کہ اللہ تعالیٰ جس شخص کیساتھ اچھائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو دین اسلام کے فہم کی توفیق عطا فرماتا ہے، طبرانی میں ایک حدیث ثعلبہ بن حکم سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں نبی ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ اللہ پاک قیامت کے دن علماء کرام کو مخاطب کر کے آگاہ کریں گے کہ میں نے تمہیں علم وحکمت سے اس لئے نوازا تھا کہ میں تمہاری لغزشوں کو معاف کرنا چاہتا ہوں، مجھے کچھ پروا نہیں، ابن کثیر نے اس حدیث کی اسناد کو مضبوط قرار دیا ہے۔(تفسیر ابن کثیر ۳/۲۲۸)

اِلَّا تَذۡکِرَةً لِّمَنۡ یَّخۡشٰی: اس میں لفظ تذکرہ مفعول ہے مقصود یہ ہے کہ ہم نے آپ پر قرآن پاک کو نصیحت کیلئے اتارا ہے کہ اللہ کی ذات سے خوفزدہ رہا جائے اور قرآن پاک تو ایسا نصیحت آموز مجموعہ ہے کہ اس کے معانی پر غور کرنے سے دلوں میں نرمی کا داعیہ ابھرتا ہے اس کے نتیجہ میں اعمال صالحہ کے بجالانے کی جانب رغبت کا داعیہ جنم لیتا ہے اور اس کی نافرمانی سے دور رہنے کا خیال حقیقت کا روپ دھار لیتا ہے تو دلوں میں خشیت الٰہی کا جذبہ کارفرما ہوتا ہے اور قرآن پاک اشعار کا مجموعہ بھی نہیں، اس میں کہانت، جادو اور پہلے لوگوں کی کہانیاں بھی نہیں ہیں اس کی آیات تو اللہ تعالیٰ کی جانب سے نازل کی گئی ہیں جو نہ صرف زمین کا خالق ہے بلکہ بلندی میں ساتوں آسمانوں کا بھی خالق ہے، اللہ پاک رحمٰن کے وصف کیساتھ موصوف ہے جس میں مبالغہ کارفرما ہے کہ اللہ کی رحمت اس کے غضب پر فائق ہے وہ ذات عرش پر مستوی ہے جبکہ اللہ کے عرش پر مستوی ہونے کی کیفیت معلوم نہیں ہے اور اس کی کیفیت کے بارے میں سوال کرنا بھی درست نہیں، سورۃ الاعراف میں تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ: تمام موجودات اللہ پاک کی قدرت کاملہ کے تحت مسخر ہیں ساتوں آسمان اور زمین اور جو کچھ زمین میں ہے اور جو کچھ آسمانوں اور زمین کے درمیان ہے اور جو مٹی کے نیچے مختلف قسم کی کانیں ہیں، مقصود لو ہے کی کانیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیس کے ذخائر دیگر جمادات سبھی اس کی ملکیت میں ہیں اسی کے تصرف میں ہیں اور اسی کی بادشاہت میں ہیں۔

وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ: اے محمد! (ﷺ) اگر آپ اونچی آواز میں کوئی کلمہ زبان پر لاتے ہیں یا پوشیدہ رکھتے ہیں آپ کے پروردگار کے ہاں دونوں برابر ہیں، اللہ پاک کی ذات تو جس طرح ظاہر کا علم رکھتا ہے اسی طرح اس کو پوشیدہ چیزوں کا بھی علم ہے وہ ذات تو دل میں ظہور پذیر ہونے والے وسوسے کا بھی علم رکھتا ہے، تخیلات اور دلوں میں گردش کرنے والے خیالات کا بھی اسے علم ہے، مقصود رسول اللہ ﷺ کو مطمئن کرنا ہے کہ آپ کا پروردگار ہر لمحہ آپ کے ساتھ ہے وہ کبھی آپ کو تنہا نہیں چھوڑے گا وہ کفار کو مغلوب کرے گا اللہ کا علم تمام کائنات کا احاطہ کئے ہوئے ہے اور اللہ کے علم میں ہے کہ مستقبل میں کسی شخص نے کیا کرنا ہے جب کہ انسان کو ہرگز مستقبل کے بارے میں کچھ علم نہیں۔

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ط لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى: تمہارا پروردگار، اللہ پاک وحدانیت میں منفرد ہے اسکے سوا ہرگز کوئی سچا معبود نہیں اس کے اچھے اچھے نام ہیں جن میں غایت درجہ کا حسن ہے، حدیث میں ہے اللہ پاک کے ننانوے (٩٩) نام ہیں جس شخص نے ان کا شمار کیا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (صحیح بخاری کتاب الدعوات باب ٦٨ صحیح ترمذی کتاب الدعوات باب ٨٧، صحیح ابن ماجہ کتاب الدعاء باب ١٠)

صحیح حدیث میں ہے نبی ﷺ نے صحابہ کرام کی آواز کو سنا وہ بلند آواز سے اللہ اکبر کے کلمات الاپ رہے تھے آپ ﷺ نے فرمایا خود کو تکلیف میں مبتلا نہ کرو تم ایسی ذات کو نہیں پکار رہے ہو جو کانوں سے بہرہ ہے اسے کچھ سنائی نہیں دیتا اور نہ وہ پوشیدہ ہے جس ذات کو تم پکار رہے ہو وہ سنتا ہے، دیکھتا ہے، وہ تو تمہاری سواری کی گردن سے بھی تمہارے زیادہ قریب ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الدعوات باب ٥٠، صحیح مسلم کتاب الذکر باب ١٣، صحیح ترمذی کتاب الدعوات باب ٥٩، مسند احمد ٤/ ٥٢٣)

لیکن اللہ کے ناموں اور صفات میں جو لوگ اہل سنت کے مسلک سے کنارہ کش ہو کر از خود نام تجویز کرتے ہیں وہ ملحد ہیں جیسا کہ اللہ کے نام عزیز سے عزیٰ کو مشتق کر کے ایک درخت کا نام رکھا جس کی وہ پرستش کرتے تھے اور لفظ اللہ کے نام سے لات کو مشتق کر کے ایک بت کا نام رکھ دیا جب کہ بعض احادیث سے مترشح ہو رہا ہے کہ اللہ پاک کے کچھ ایسے نام ہیں جن کا اللہ نے انتخاب کر لیا ہے جب کہ اللہ کی مخلوق کو ان کا علم نہیں ہے بعض احادیث میں اللہ پاک کے ایسے نام ہیں کہ اللہ پاک نے خود اپنا نام اس کے ساتھ رکھا ہے اور اللہ کی مخلوق کو ان کا علم نہیں ہے، ایک حدیث کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں ((اَسْاَلُكَ بِكُلِّ اِسْمٍ هُوَ لَكَ سَمَّيْتَ بِهٖ نَفْسَكَ اَوْ اَنْزَلْتَهٗ فِيْ كِتَابِكَ اَوْ عَلَّمْتَهٗ اَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ اَوِ اسْتَاْثَرْتَ بِهٖ فِيْ عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ)) ''میں تجھ سے ہر اس نام کے ساتھ سوال کرتا ہوں جس کے ساتھ تو نے اپنا نام رکھا ہے یا اس نام کو اپنی کتاب میں اتارا ہے یا اپنی مخلوق میں کسی کو اس کی تعلیم دی ہے یا علم غیب میں اس کو اپنے پاس مخفی رکھنے کو ترجیح دی ہے'' (اضواء البیان ٤/ ٤٠٤)

وَهَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ﴿٩﴾ اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ اَوْ اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى ﴿١٠﴾ فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِيَ يٰمُوْسٰى ﴿١١﴾ اِنِّيْٓ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ ج اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ﴿١٢﴾ وَاَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰى ﴿١٣﴾ اِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ﴿١٤﴾ اِنَّ السَّاعَةَ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اٰتِيَةٌ اَكَادُ اُخْفِيْهَا لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا تَسْعٰى﴿١٥﴾ فَلَا يَصُدَّنَّكَ عَنْهَا مَنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهَا وَاتَّبَعَ هَوٰهُ فَتَرْدٰى﴿١٦﴾

ترجمہ: کیا آپ کے پاس موسیٰ [پیغمبر] کا واقعہ آیا ہے(۹) جب اس نے آگ کو دیکھا اور اپنے اہل سے کہا تم ٹھہرو! بے شک میں نے آگ کو دیکھا ہے میں امید رکھتا ہوں کہ تمہارے پاس اس سے آگ کا شعلہ لاؤں یا آگ پر کسی راہ نمائی کو پاسکوں(۱۰) تو جب وہ آگ کے قریب پہنچا تو اسے آواز دی گئی اے موسیٰ!(۱۱) بے شک میں تیرا پروردگار ہوں پس آپ اپنے پاؤں سے اپنے جوتے کو اتاریں بے شک تو پاک وادی میں ہے جس کا نام طویٰ ہے (۱۲) اور میں نے تجھے چن لیا ہے پس آپ اس چیز کی جانب کان لگائیں جس کی وحی کی جارہی ہے(۱۳) بلاشبہ میں خدا ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں پس تو میری عبادت کر اور میری یاد کے لئے نماز ادا کر(۱۴) بلاشبہ قیامت آنے والی ہے میں اس کے وقت کو پوشیدہ کر رہا ہوں تاکہ ہر شخص کو بدلہ دیا جائے اس کا جو وہ کرتا رہا ہے(۱۵) پس آپ کو اس کے تسلیم کرنے سے وہ شخص نہ روکے جو اس کے وقوع پر یقین نہیں رکھتا اور اپنی خواہش نفس کے پیچھے لگا ہوا ہے کہ اس وقت تو تباہ و برباد ہو جائے گا(۱۶)

لغوی تحقیق: حدیث ہر وہ کلام جو انسان تک پہنچے کہ وہ اسے سن رہا ہے یا بصورت وحی بیداری کے عالم میں یا نیند کی کیفیت میں معلوم ہو، اٰنَسْتُ میں نے دیکھا، مادہ (ان س) ہے، اُنس محبت، اِنْسان بشر، جن کے مقابلہ میں بولا جاتا ہے، اِنس بھی استعمال ہوتا ہے، مقصود انسان ہے، اِنْسان آنکھ کی پتلی، استائنس اجازت طلب کی، اَلْاَنِیْسُ مونس دوست۔ (لسان القرآن ص ۱۲۵)

بلاغت: عربی زبان کے اسلوب میں اس حقیقت کو ہمیشہ ملحوظ خاطر رکھا جاتا ہے کہ جب کسی خبر یا واقعہ کو ثابت کرنا مقصود ہو اور مخاطب سے اس کے اثبات میں جواب طلب کرنا مقصود ہو تو استفہام کے انداز پر اس سے مخاطب ہوا جاتا ہے، کیا آپ کو اس واقعہ کا علم نہیں تو ایسی صورت میں مخاطب جو سن رہا ہوتا ہے وہ واقعہ کے معلوم کرنے کے بارے میں اشتیاق کے ساتھ کانوں کو جھکا لیتا ہے گویا کہ وہ درحقیقت اقرار کرتا ہے کہ مجھے یہ واقعہ معلوم ہے۔

تناسب: قبل ازیں اللہ پاک نے قرآن مجید اور اس پیغمبر کی عظمت کو آشکارا کیا ہے جس پر قرآن پاک کو نازل فرمایا اور ان پر ذمہ داری عائد کی کہ آپ نے لوگوں تک اس کو پہنچانا ہے، ڈرانا بھی ہے بشارت سے بھی نوازنا ہے تو اس کے بعد انبیاء علیہم السلام کے واقعات کو بیان کیا جن کے معلوم کرانے سے اللہ پاک کو یہ مطلوب تھا کہ آپ کے دل کو مضبوط کیا جائے کہ آپ سے پہلے انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ان کی امتوں نے کیا سلوک کیا لیکن انجام میں انبیاء علیہم السلام کو غلبہ حاصل ہوا، اسی طرح آپ کو بھی یقیناً کامیابی حاصل ہوگی آپ دعوت الی اللہ کے میدان میں ثابت قدم رہیں حق و صداقت سے مدافعت کرتے رہیں اور اپنے دل کو مضبوط رکھیں، ارشاد ربانی ہے ﴿وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ﴾ (هود:١٢٠) ''اور پیغمبروں کی خبروں سے سبھی خبریں آپ پر بیان کر دی ہیں کہ ان کے ساتھ ہم آپ کے دل کو مضبوط کر رہے ہیں'' آغاز میں موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ بیان ہو رہا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اس لئے کہ ان کی محنت ومشقت سب سے زیادہ تھی انہوں نے حق وصداقت کے پہنچانے میں جن مشکلات کا مقابلہ کیا ان کے سامنے اگر بلند وبالا پہاڑ ہوتے تو وہ مقابلہ نہ کر سکتے اپنی شکست تسلیم کر لیتے۔

تشریح: استفہام تقریری ہے رسول اکرم ﷺ کو مخاطب کر کے آپ کو شوق دلایا جا رہا ہے کہ جس واقعہ سے ہم آپ کو آگاہ کرنے والے ہیں وہ موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ ہے جو عجیب وغریب ہے آپ توجہ کے ساتھ سنیں جب موسیٰ علیہ السلام نے آگ کو دیکھا تو اس نے اپنی بیوی سے کہا آپ اپنی جگہ پر ٹھہریں میں نے آگ کو دیکھا ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہ کے بیان کے مطابق یہ اس وقت کی گفتگو ہے جب موسیٰ علیہ السلام نے مدین شہر میں اپنا مقرر وقت گزار لیا اور اپنی بیوی کی معیت میں مدین سے روانہ ہوئے ان کا مقصود مصر شہر جانا تھا اس دوران وہ سفر کرتے ہوئے راستہ بھول گئے رات اندھیری تھی سخت سردی کا موسم تھا وہ چقماق کیساتھ آگ حاصل کرنے کی کوشش کر رہے تھے لیکن آگ کا شعلہ نکل نہیں رہا تھا وہ اسی کشمکش میں تھے کہ راستہ کی بائیں جانب سے دور مسافت پر آگ کی روشنی کو محسوس کیا تو انہوں نے اپنی بیوی کو پیغام دیا شائد میں تمہارے لئے آگ کا شعلہ لاسکوں جس کے ساتھ تم گرمی حاصل کر سکو یا ممکن ہے آگ کے قرب وجوار میں کوئی شخص مل جائے جو مجھے صحیح راستہ بتا سکے جب وہ آگ کے قریب پہنچے تو انہوں نے محسوس کیا کہ یہ آگ تو ہے لیکن اس کی رنگت میں سفیدی ہے، مزید سبز درخت میں مشتعل نظر آ رہی ہے، جب کہ ان کی آواز سے کوہ طور کا ماحول گونج رہا تھا اس کیفیت میں موسیٰ علیہ السلام کے کانوں میں آواز پہنچی پروردگار عالم نے انہیں آواز دی اے موسیٰ! آپ یقین رکھیں میں آپ کا پروردگار ہوں جو آپ سے گفتگو کر رہا ہوں آپ بارگاہ الٰہی کا ادب ملحوظ رکھتے ہوئے اپنے پاؤں سے جوتا اتار دیں اس وقت تو پاک مبارک وادی میں ہے جس کا نام طویٰ ہے اور میں نے تجھے منصب نبوت پر سرفراز کیا ہے آپ اس وحی کو کان لگا کر سنیں جو آپ کی جانب کی جا رہی ہے آپ خود کو اس کے اٹھانے کیلئے کمر ہمت باندھ کر میدان میں اتریں اور اپنی عقل اور احساسات کو مکمل طور پر اس میدان میں سرگرم عمل کریں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں اور آپ کے دل ودماغ پر یہ تصور حاوی رہے کہ میرے سوا ہرگز کوئی معبود نہیں، عبادت اور توحید کے میدان میں میں اکیلا ہوں میرا کوئی شریک نہیں اور میری یاد کیلئے نماز کی ادائیگی میں انہماک کی کیفیت جلوہ افروز ہو اگرچہ عبادات میں نماز بھی شامل ہے خصوصیت کے ساتھ اس کو الگ ذکر کرنے سے مقصود اس کی عظمت شان کو اجاگر کرنا ہے، مزید برآں نماز اللہ پاک کے ذکر پر مشتمل ہے نیز نماز ادا کرنا ایسا انوکھا عمل ہے جس میں نہ صرف جسمانی اعضاء شریک ہوتے ہیں بلکہ زبان اور دل بھی برابر شریک رہتے ہیں اسی لئے توحید کے بعد دین اسلام کے ارکان میں سے نماز کو برتری حاصل ہے۔

اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ: اس بات پر یقین رکھیں کہ قیامت کا وقوع لازمی طور پر ہونے والا ہے، قریب ہے کہ میں اس کے آنے کے وقت کو اپنے سے بھی پوشیدہ کروں تو تمہیں اس کے بارے میں کیسے خبر دے سکتا ہوں امام مبرد کا قول ہے کہ دراصل یہ جملہ اہل عرب کے اسلوب کے مطابق لایا گیا ہے ان کا وطیرہ یہ تھا کہ جب وہ کسی کام کے چھپانے میں مبالغہ اختیار کرتے تو ان کی عادت یہ ہوتی تھی کہ وہ اس کے بارے میں اس قدر مبالغہ سے کام لیتے ہیں کہ اس کام کو تو میں نے خود اپنے آپ سے بھی چھپا کر رکھا ہوا ہے مقصود یہ ہوتا ہے کہ میں اس پر ہرگز کسی کو مطلع نہیں کر سکتا، قیامت کے وقوع کی غرض وغایت یہ ہے کہ ہر شخص کو اس کے اعمال کے مطابق جزا سزا دی جائے، ذہن نشین کریں کہ قیامت کے وقوع کے وقت کو پوشیدہ رکھنے میں حکمت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کر رکھا ہے کہ قیامت کے وقوع اور موت کے واقع ہونے کے وقت کسی شخص کی توبہ قبول نہ ہوگی لیکن اگر لوگوں کو قیامت کے واقع ہونے یا موت کے وقت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا علم ہو جائے تو موت سے پہلے عرصہ میں وہ گناہوں کے ارتکاب سے باز نہیں آئیں گے جب محسوس کریں گے کہ اب موت یا قیامت کے وقوع کا وقت آ گیا ہے تو توبہ کر کے عذاب سے بچاؤ حاصل کر پائیں گے جب کہ اللہ تعالیٰ نے قیامت کے وقوع کے وقت کو پوشیدہ رکھا ہوا ہے تاکہ لوگ زندگی بھر ہمیشہ گناہ کے ارتکاب سے خوفزدہ رہیں اور قیامت کے دن کے محاسبہ کے لئے ہمیشہ تیار رہیں کہ کہیں اچانک قیامت وقوع پذیر ہو گئی تو توبہ قبول نہ ہو گی۔

فَلَا يَصُدَّنَّكَ عَنْهَا مَنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهَا وَاتَّبَعَ هَوٰهُ فَتَرْدٰى: اے موسیٰ علیہ السلام! آپ کو قیامت کی تیاری اور اس کے وقوع پذیر ہونے سے وہ لوگ باز نہ رکھیں جو قیامت کے وقوع پذیر ہونے پر یقین نہیں رکھتے ہیں اور اس کے لئے تیاری کرنے سے غافل ہیں اپنی خواہشات کے پیروکار ہیں اور آخرت کے محاسبہ سے بے پرواہ ہیں کہیں آپ تباہ و برباد نہ ہو جائیں، ظاہر ہے کہ عالم آخرت کے محاسبہ سے غفلت تباہی و بربادی کا پیش خیمہ ہے، ذہن نشین کریں کہ آیت مبارکہ میں بظاہر مخاطب موسیٰ علیہ السلام ہیں جب کہ مخاطب سبھی مکلف اشخاص ہیں، دراصل یہ انداز اس نوعیت کا ہے کہ ایک شخص اپنی بیوی کو پند و موعظت سے ہم کنار کرنے کے لئے اور اپنی غلط روش میں تبدیلی کے لئے بظاہر اپنی بیوی کی پڑوسن کو مخاطب کر کے کہتا ہے جب کہ مقصود بیوی کو خبردار کرنا ہوتا ہے، خلاصہ یہ ہے کہ لوگو! تم ان لوگوں کی پیروی نہ کرو جو قیامت کو جھٹلاتے ہیں اور دنیوی لذات کے حصول میں مستغرق ہیں پروردگار عالم کی نافرمانی کرتے ہیں خواہشات کے پیروکار ہیں یہ لوگ تو قیامت کے دن خسارے میں ہوں گے انہیں ان کا مال اور اولاد اللہ کے عذاب کی گرفت سے بچا نہ سکے گا۔

وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى ﴿١٧﴾ قَالَ هِيَ عَصَايَ ۚ اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِيْ وَلِيَ فِيْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰى ﴿١٨﴾ قَالَ اَلْقِهَا يٰمُوْسٰى ﴿١٩﴾ فَاَلْقٰهَا فَاِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعٰى ﴿٢٠﴾ قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ سَنُعِيْدُهَا سِيْرَتَهَا الْاُوْلٰى ﴿٢١﴾ وَاضْمُمْ يَدَكَ اِلٰى جَنَاحِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ اٰيَةً اُخْرٰى ﴿٢٢﴾ لِنُرِيَكَ مِنْ اٰيٰتِنَا الْكُبْرٰى ﴿٢٣﴾ اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿٢٤﴾ ع قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ ﴿٢٥﴾ وَيَسِّرْ لِيْٓ اَمْرِيْ ﴿٢٦﴾ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ ﴿٢٧﴾ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ ﴿٢٨﴾ وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ ﴿٢٩﴾ هٰرُوْنَ اَخِي ﴿٣٠﴾ اشْدُدْ بِهٖٓ اَزْرِيْ ﴿٣١﴾ وَاَشْرِكْهُ فِيْٓ اَمْرِيْ ﴿٣٢﴾ كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيْرًا ﴿٣٣﴾ وَّنَذْكُرَكَ كَثِيْرًا ﴿٣٤﴾ اِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِيْرًا ﴿٣٥﴾ قَالَ قَدْ اُوْتِيْتَ سُؤْلَكَ يٰمُوْسٰى ﴿٣٦﴾

ترجمہ: اے موسیٰ! آپ کے دائیں ہاتھ میں یہ کیا ہے؟ (۱۷) اس نے کہا یہ میری لاٹھی ہے میں اس پر ٹیک لگاتا ہوں اور میں اس کے ساتھ اپنی بکریوں کیلئے پتے جھاڑتا ہوں اور اس میں میری اور ضرورتیں بھی ہیں (۱۸) اللہ نے حکم دیا اے موسیٰ! اسے گرائیں (۱۹) تو اس نے اس کو گرایا تو اچانک وہ سانپ ہو گیا دوڑ رہا تھا (۲۰) اللہ نے حکم دیا اس کو پکڑیں اور خوفزدہ نہ ہوں ہم اس کو اس کی پہلی شکل میں لوٹا دیں گے (۲۱) اور اپنا ہاتھ اپنی بغل کی جانب ملائیں وہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سفید ہو کر ظہور پذیر ہوگا بلا کسی عیب کے دوسرا نشان ہے(۲۲) تا کہ ہم آپ کو اپنی بڑی نشانیوں میں سے بعض کا مشاہدہ کرائیں(۲۳) آپ فرعون کی جانب جائیں بلا شبہ وہ حد سے تجاوز کر چکا ہے(۲۴) اس نے کہا اے میرے پروردگار! میرے لئے میرا سینہ کھول دیں(۲۵) اور میرے لئے میرا کام آسان فرمائیں(۲۶) اور میری زبان کی گرہ کھولیں(۲۷) تا کہ وہ میری بات سمجھ پائیں(۲۸) اور میرے لئے میرے اہل سے میرا وزیر مقرر کریں(۲۹) میرے بھائی ہارون کو(۳۰) اس کے سبب میری قوت کو مضبوط فرمائیں(۳۱) اور اسے میرے معاملہ میں شریک کریں(۳۲) تا کہ ہم تیری تسبیح کثرت کے ساتھ کریں(۳۳) اور کثرت کے ساتھ آپ کی یاد کریں(۳۴) بلا شبہ تو ہماری کیفیت کو دیکھ رہا ہے(۳۵) اللہ نے فرمایا اے موسیٰ! بلا شبہ آپ کی درخواست کو قبول کرلیا گیا ہے(۳۶)

لغوی تحقیق: اَتَوَکَّؤُا عَلَیۡھَا میں اس پر ٹیک لگاتا ہوں، مادہ (وک ء) ہے، وِکَاءٌ رسی، حدیث میں ہے اَلۡعَیۡنَانِ وِکَاءُ السَّہِ آنکھیں دبر کی رسی ہیں، مَاٰرِبُ فوائد، مادہ (ارب) ہے، معنی ضرورت ہے، اَلاَرِیۡبُ عقلمند شخص، اَلاَزۡرُ قوت، پشت کمزوری۔

تناسب: قبل ازیں اللہ پاک نے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ اپنی سرگوشی کا تذکرہ کیا ہے جب انہوں نے درخت میں آگ کا مشاہدہ کیا اور ان کا مقام نبوت پر انتخاب فرمایا، بعد ازاں موسیٰ علیہ السلام کی جانب وحی کی کہ اللہ کی ذات ہی معبود برحق ہے کوئی اور معبود نہیں ہے اور انہیں نماز قائم کرنے کا حکم دیا اور صرف اللہ پاک کی ہی عبادت کرنی ہے اس کے بعد آگاہ کیا کہ قیامت لازماً وقوع پذیر ہوگی تا کہ نیکوکار لوگوں کو ان کے اعمال صالحہ کے باعث اجر و ثواب سے نوازا جائے اور نافرمانوں کو ان کی دسیسہ کاریوں کے باعث پوری سزا دی جائے اس کے بعد ان دلائل کو بیان کیا جن کے ساتھ موسیٰ علیہ السلام کو اللہ نے نوازا، دراصل دلائل ان کی نبوت کی تصدیق کی علامات تھے ایک معجزہ تو لاٹھی تھا جو سانپ کی شکل اختیار کر لیتی۔

تشریح: اللہ پاک نے موسیٰ علیہ السلام سے دریافت کیا کہ آپ کے ہاتھ میں کیا ہے؟ جب کہ اللہ پاک کو معلوم تھا کہ اس کے ہاتھ میں لاٹھی ہے، لیکن موسیٰ علیہ السلام کو مانوس کرنا مقصود تھا اور جب اللہ تعالیٰ نے انہیں مخاطب کیا تو ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے خطاب میں جلال کارفرما تھا جس کے باعث موسیٰ علیہ السلام گھبرا گئے اور انہیں خوف لاحق ہوا، مزید برآں انہیں باور کرانا مقصود تھا کہ آپ کے ہاتھ میں لاٹھی ہے اس لئے کہ کچھ لمحہ بعد لاٹھی نے سانپ کی شکل میں متشکل ہونا تھا، اس لئے وہ خوفزدہ نہ ہوں، موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا یہ میری لاٹھی ہے جو میرا سہارا ہے اس پر ٹیک لگاتے ہوئے مجھے آرام حاصل ہوتا ہے چونکہ موسیٰ علیہ السلام کو اللہ پاک کے ساتھ گفتگو کرنے کا وقت میسر آیا تو انہوں نے غنیمت سمجھا کہ ذرا بات تفصیل کے ساتھ ہو جائے، مزید برآں اللہ کے ساتھ تفصیل کے انداز میں کلام کرنے میں لذت اور سرور بھی حاصل ہوتا ہے اگرچہ صرف اتنا کہہ دینا بھی کافی تھا کہ لاٹھی ہے اور بتایا کہ اس لاٹھی میں دو فائدے تو مخصوص ہیں ایک یہ کہ میں جب چلتا ہوں تو اس کا سہارا حاصل کرتا ہوں یا تھکاوٹ کے باعث سہارا لیتا ہوں، مزید بکریوں کو چراتے وقت بکریوں کے ریوڑ کی نگرانی کے لئے اس پر ٹیک لگاتا ہوں اور اس کے ساتھ بکریوں کے لئے درختوں سے پتے جھاڑتا ہوں، مزید اس میں مجھے فوائد حاصل ہوتے ہیں کھانے پینے کا سامان اس پر اٹھاتا ہوں اور بکریون پر حملہ آور ہونے والے درندوں کو ان سے بھگاتا ہوں اور جب میں چاہتا ہوں اسے اپنے کندھے پر رکھ لیتا ہوں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موسیٰ علیہ السلام کے یہ جوابات سننے پر انہیں حکم دیا کہ وہ اس کو زمین پر گرا ئیں تا کہ موسیٰ علیہ السلام کو مزید فوائد سے آگاہ کیا جائے جن کا انہیں پہلے علم نہیں ہے اللہ کے حکم مطابق موسیٰ علیہ السلام نے لاٹھی کو زمین پر گرایا تو لاٹھی عظیم اژدھا کی شکل میں تبدیل ہوگئی اور اژدھا نہایت تیز رفتاری کے ساتھ ایک جگہ سے دوسری جگہ دوڑتا ہوا نظر آیا، سورۂ قصص میں ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا کہ لاٹھی نے سانپ کا روپ دھار لیا ہے اور وہ متحرک ہے تو اس منظر سے گھبرا کر وہاں سے کنارہ کشی اختیار کرتے ہوئے چل دیئے اور خوف کے باعث پیچھے کی جانب مڑ کر نہ دیکھا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا کہ آپ بلا کسی خوف اور گھبراہٹ کے اس کو پکڑ کر اپنے دائیں ہاتھ میں اٹھائیں، دراصل اس قسم کے واقعہ کو دیکھ کر ہر شخص کی طبیعت کو ڈر لاحق ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں بتایا کہ عنقریب ہم اس کو اس کی پہلی حالت میں تبدیل کر دیں گے آپ نہ متردد ہوں نہ خوف زدہ ہوں۔

وَاضْمُمْ يَدَكَ اِلٰى جَنَاحِكَ: یہ دوسرا معجزہ ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو نوازا اس کا تعلق ہاتھ کے ساتھ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام جب اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کے بازو کے نیچے رکھتے بعد ازاں اسے وہاں سے نکالتے تو اس کی روشنی سورج کی روشنی جیسی ہوتی تھی جس سے آنکھیں چندھیا جاتی تھیں چنانچہ اللہ تعالیٰ انہیں حکم دے رہے ہیں کہ آپ اپنے دائیں ہاتھ کو اپنی قمیص کے نیچے بائیں بغل میں رکھیں تو جب آپ اس کو وہاں سے نکالیں گے تو ہاتھ روشن ہوگا ہرگز کسی عیب یا پھلبہری کا شاخسانہ نہ ہوگا، یہ تو آپ کی نبوت کی صداقت کی دلیل ہے آپ ہمارے حکم کے مطابق رواں دواں رہیں تا کہ ہم آپ کو دیگر دلائل کا مشاہدہ کرائیں جن سے ہماری عظیم سلطنت اور کامل قدرت کا مظاہرہ ہوگا۔

اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى: موسیٰ علیہ السلام کو ان معجزات کے ساتھ نوازتے ہوئے انہیں حکم دیا گیا کہ آپ فرعون متکبر جابر شخص کے پاس جائیں اس کو ان معجزات سے روشناس کرائیں اور اسے میری عبادت کی دعوت دیں اور میرے عذاب سے خوفزدہ کریں وہ حد سے تجاوز کر چکا ہے اور سرکشی اور غرور کے باعث اپنی خدائی کا مدعی ہے بلکہ خود کو بڑا رب باور کراتا ہے جب کہ اس کا نعرہ ہے **اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى** میں ہی تمہارا بڑا رب ہوں اس حکم پر موسیٰ علیہ السلام نے اپنے پروردگار کی بارگاہ میں عجز وابتہال کے ساتھ دعا کی اے میرے پروردگار! مجھے شرح صدر کے ساتھ نواز، میرے دل کو ایمان اور نبوت کی روشنی کے ساتھ منور فرما اور مجھ پر نبوت کا جو بوجھ لادا گیا ہے اس کی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کے لئے مجھے توفیق عطا فرما کہ میں آسانی کے ساتھ ان کو پورا کرسکوں اور میری زبان میں لکنت ہے اے میرے پروردگار! لکنت کو ختم فرما تا کہ لوگ میری کلام کو سمجھ سکیں۔

وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ ○ هٰرُوْنَ اَخِي: یہ موسیٰ علیہ السلام کا بارگاہ الٰہی میں دوسرا سوال تھا کہ میرے بھائی ہارون کو میرا معاون بنائیں اس کے ساتھ میری کمر کو قوت عطا فرمائیں اور اسے نبوت اور احکام الٰہیہ کے پہنچانے میں میرا شریک بنائیں تا کہ ہم دونوں ایک دوسرے کا تعاون کریں، تجھے ان عیوب سے پاک کریں جو تیری ذات کے لئے لائق نہیں، بلاشبہ تو ہماری کیفیات سے آگاہ ہے ہمارا کردار آپ کی ذات سے مخفی نہیں، ہارون علیہ السلام فصاحت وبلاغت کے وصف کے ساتھ موصوف تھے اور فرعون میں تکبر اور سرکشی حد سے بڑھی ہوئی تھی اس لئے کہ ان کی معاونت کا مطالبہ کیا اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے آپ کے مطالبہ کو تسلیم کیا اور ہارون علیہ السلام کو آپ کا معاون بنا کر بھیجا ہے، موسیٰ علیہ السلام اللہ کے پیغمبر ہیں وہ اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کے لئے بارگاہ الٰہی میں مطالبہ کر رہے ہیں کہ انہیں بھی مقام نبوت پر سرفراز فرمائیں غالباً اتنا زیادہ فائدہ کبھی کسی بھائی نے اپنے بھائی کو نہیں پہنچایا ہے جس طرح کا فائدہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کو پہنچایا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلَيْكَ مَرَّةً اُخْرٰى﴿٣٧﴾ اِذْ اَوْحَيْنَا اِلٰى اُمِّكَ مَا يُوْحٰى﴿٣٨﴾ اَنِ اقْذِفِيْهِ فِي التَّابُوْتِ فَاقْذِفِيْهِ فِي الْيَمِّ فَلْيُلْقِهِ الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ يَاْخُذْهُ عَدُوٌّ لِّيْ وَعَدُوٌّ لَّهٗ ۭ وَاَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّيْ ڬ وَلِتُصْنَعَ عَلٰى عَيْنِيْ﴿٣٩﴾ اِذْ تَمْشِيْٓ اُخْتُكَ فَتَقُوْلُ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى مَنْ يَّكْفُلُهٗ ۭ فَرَجَعْنٰكَ اِلٰٓى اُمِّكَ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ ڛ وَقَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّيْنٰكَ مِنَ الْغَمِّ وَفَتَنّٰكَ فُتُوْنًا فَلَبِثْتَ سِنِيْنَ فِيْٓ اَهْلِ مَدْيَنَ ثُمَّ جِئْتَ عَلٰى قَدَرٍ يّٰمُوْسٰى﴿٤٠﴾

ترجمہ: اور بے شک ہم نے تجھ پر ایک دفعہ اور احسان کیا(٣٧) جب ہم نے تیری والدہ کی جانب وحی کی جو وحی کرنی تھی (٣٨) کہ اس بچے کو صندوق میں رکھیں پھر اس صندوق کو دریا میں ڈالیں تا کہ دریا اس کو کنارے میں ڈال دے اس کو میرا دشمن اور اس کا دشمن اپنی گرفت میں کرے گا اور میں نے آپ کے چہرہ پر اپنی جانب سے محبت کو ڈال دیا اور میں چاہتا ہوں کہ تیری پرورش میرے سامنے ہو(٣٩) جب تیری ہمشیرہ چلی تو وہ کہنے لگی کیا میں تمہیں ایسے شخص کے بارے میں رہنمائی نہ کروں جو اس کی حفاظت کرے پھر ہم نے تجھ کو آپ کی والدہ کی جانب واپس لوٹایا تا کہ اس کی آنکھ ٹھنڈک محسوس کرے اور غمگین نہ ہو اور تو نے ایک شخص کو موت کے گھاٹ اتار دیا تو ہم نے تجھ کو غم سے چھٹکارا عطا کیا اور ہم نے تجھے آزمانے کے لئے مشقت میں مبتلا کیا پس تو کچھ سال مدین والوں میں رہا پھر تو اے موسیٰ اللہ کی تقدیر کے مطابق واپس لوٹا(٤٠)

لغوی تحقیق: اَلْغَمُّ کسی چیز کے خوف یا مقصود کو نہ حاصل کر پانے کے باعث مزاج میں جو تکدر رونما ہوتا ہے اس کا نام غم ہے، فُتُوْنٌ آزمائش میں مبتلا ہونا بعد ازاں اس سے نجات حاصل کرنا، مدین ملک شام میں ایک شہر کا نام ہے۔

بلاغت: (١)﴿وَلِتُصْنَعَ عَلٰى عَيْنِيْ﴾ کے جملہ میں استعارہ تمثیلیہ ہے جب کہ موسیٰ علیہ السلام کا شیر خوارگی کا وقت ہے اس وقت میں ان کی ہر طرح سے حفاظت کرنا اپنی آنکھوں سے اوجھل نہ ہونے دینا ہمیشہ لحہ بہ لحہ خبر گیری رکھنا مقصود ہے۔

(٢) اللہ کے کلام میں سجع یعنی قافیہ بندی ہے جیسے فتشقی، یخشی، اخفی اور تسعی کے کلمات ہیں، ظاہر ہے کہ قافیہ بندی سے کلام میں حسن اور جاذبیت کارفرما ہوتی ہے۔

انعامات الٰہیہ کا مختصر جائزہ: اے موسیٰ علیہ السلام! ہم نے آپ پر ذکر کردہ احسان کے علاوہ بھی احسانات فرمائے ہیں:-

(١) ان کی والدہ کو الہام کیا کہ وہ ایک صندوق تیار کرائیں اور اس بچے کو صندوق میں ڈال کر دریائے نیل کی لہروں کے سپرد کریں تا کہ اس بچے کی تربیت فرعون کے گھر میں ہو۔ (٢) اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کی محبت ہر شخص کے دل میں استوار کی کہ جو شخص بھی اس کو دیکھتا وہ اس کے ساتھ محبت کرتا۔ (٣) اللہ پاک نے خصوصیت کے ساتھ اس کی پرورش اور حفاظت کا اہتمام فرمایا۔ (۴) بچے کو اس کی والدہ کی جانب نہایت اکرام اور شفقت کے ساتھ لوٹایا تا کہ اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک ثابت ہو۔ (۵) موسیٰ کو قتل کئے جانے سے تحفظ عطا کیا جب کہ انہوں نے ایک قبطی شخص کو موت کے گھاٹ اتارا۔ (٦) جب موسیٰ علیہ السلام مدین شہر سے واپس لوٹے تو اللہ تعالیٰ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان سے ہم کلام ہوئے اور انہیں منصب نبوت پر سرفراز فرمایا۔

تشریح: اے موسیٰ! (علیہ السلام) ہم نے قبل ازیں بھی آپ پر کثرت کے ساتھ احسانات فرمائے ہیں اور جس ذات نے تیرے سوال کرنے سے پہلے تجھے ان عطیات سے ہم کنار کیا جن کے بارے میں آپ پر امید تھے کیا اب جب کہ آپ سوال کر رہے ہیں تو کیا وہ تیری امیدوں کو ناکام لوٹائے گا ہرگز نہیں اور یہ حقیقت ہے کہ جس ذات نے تجھے مراتب کمال پر سرفراز فرمایا ہے اور تجھے بلندی کی جانب استوار کیا ہے اور عظیم الشان منصب پر بٹھایا ہے کیا اس کے بعد ممکن ہے کہ وہ آپ کی امیدوں کو کامیابی کے ساتھ ہم کنار نہیں کرے گا میدان رسالت میں جن کی اشد ضرورت ہے بہر حال اللہ پاک کا فضل وکرم ہے جس نے آپ کا انتخاب کیا۔

اِذْ اَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّكَ: آپ اپنے ذہن میں اس حقیقت کو اجاگر فرمائیں ہم نے آپ کی والدہ کی جانب وحی کی اور اس کے دل کو عزیمت کے وصف کے ساتھ موصوف فرمایا کہ فرعون اور اس کے لشکر سے تجھے نجات عطا کرنے کی ایک ہی تدبیر ہے کہ آپ اس بچے کو ایک صندوق میں رکھیں، بعدازاں صندوق کو دریائے نیل کی لہروں کے سپرد کردیں چنانچہ ان کی والدہ نے اس تجویز کو عملی جامہ پہنایا دریائے نیل صندوق کو ساحل پر پھینک دے گا اس طرح اللہ کا دشمن فرعون تجھے اپنی حفاظت میں کرے گا اور اپنے گھر میں آپ کی پرورش کرے گا جب کہ مستقبل میں وہ آپ کا دشمن ہوگا جیسا کہ وہ میرا دشمن ہے۔

وَاَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّىْ: میں نے دلوں میں آپ کی محبت کو پیوست کردیا ہے کہ کوئی ایک فرد بھی ایسا نہ ہوگا جو آپ سے محبت نہ کرے گا بلکہ فرعون بھی آپ سے محبت کرے گا، ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ نہ صرف اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنا محبوب بنایا بلکہ تمام لوگوں کے دلوں میں اس کی محبت کو پیوست فرمایا اور ان کی پرورش میری حفاظت میں ہوگی۔

دوسری طرف ان کی والدہ مغموم تھی ان کی والدہ نے بچے کی بہن کو حکم دیا کہ وہ اس معاملہ میں دلچسپی لے جب وہ فرعون کے محل میں پہنچی اور اس نے اپنے بھائی موسیٰ کو دیکھا، تو جب آل فرعون نے اس کے لئے دودھ پلانے والی دایہ کے بارے میں استفسار کیا تو اس نے کہا میں تمہیں ایک عورت کے بارے میں بتاتی ہوں جو امانت دار ہے عالمہ فاضلہ ہے وہ اس بچے کی رضاعت کے مسئلہ میں اپنی ذمہ داری نبھائے گی، اس لئے کہ موسیٰ نے عالم رضاعت میں کسی عورت کے پستان کو منہ نہ لگایا اللہ نے اس پر دیگر عورتوں کے دودھ کو حرام قرار دیا تھا، چنانچہ انہوں نے بالاتفاق اس لڑکی سے کہا کہ تم ایسی عورت کو لاؤ جب موسیٰ کی حقیقی والدہ وہاں پہنچی اس نے دودھ پلانے کے لئے بچے کو اٹھایا تو بچے نے پستان کو اپنے منہ میں ڈال لیا، فرعون کی بیوی نے جب اس کیفیت کا ملاحظہ کیا تو وہ فرط مسرت سے جھوم اٹھی اور اس سے کہا تم میرے ساتھ شاہی محل میں اقامت اختیار کرو اس نے کہا میرے لئے یہ ممکن نہیں میں اپنی اولاد کو کیسے چھوڑ کر یہاں آؤں، البتہ میں اس کو اپنے ساتھ لے جاتی ہوں اور جب آپ چاہیں گی میں اس کو آپ کے ہاں لے آیا کروں گی، چنانچہ اس پر دونوں کا اتفاق ہوگیا، اللہ پاک نے اس واقعہ کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے کہ ہم نے تجھے تیری والدہ کی جانب لوٹایا تا کہ اس کی آنکھ ٹھنڈک محسوس کرے اور اس کو اطمینان حاصل ہو جب کہ جدائی پر غمزدہ ہونا ضروری تھا۔

علاوہ ازیں اللہ پاک نے موسیٰ علیہ السلام کو مخاطب کرتے ہوئے آگاہ کیا کہ اے موسیٰ! تو نے ایک قبطی شخص کو موت کے گھاٹ اتار دیا جب کہ آپ جواں تھے تو ہم نے آپ کو قتل کے باعث غم سے نجات عطا کی اور فرعون کے شر سے تجھے محفوظ رکھا اگرچہ یہ قتل جان بوجھ کر نہ تھا بلکہ قتل خطا تھا اور ہم نے آپ کو مختلف قسم کی آزمائشوں میں مبتلا کیا اور آپ کئی سال شعیب پیغمبر کے پاس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اقامت پذیر رہے، بعدازاں آپ معین وقت پر واپس آئے جب آپ کو رسالت کے اعزاز سے نوازا۔

وَاصْطَنَعْتُکَ لِنَفْسِیْ ﴿۴۱﴾ اِذْهَبْ اَنْتَ وَاَخُوْکَ بِاٰیٰتِیْ وَلَا تَنِیَا فِیْ ذِکْرِیْ ﴿۴۲﴾ اِذْهَبَآ اِلٰی فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰی ﴿۴۳﴾ فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّیِّنًا لَّعَلَّهٗ یَتَذَکَّرُ اَوْ یَخْشٰی ﴿۴۴﴾ قَالَا رَبَّنَآ اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ یَّفْرُطَ عَلَیْنَآ اَوْ اَنْ یَّطْغٰی ﴿۴۵﴾ قَالَ لَا تَخَافَآ اِنَّنِیْ مَعَکُمَآ اَسْمَعُ وَاَرٰی ﴿۴۶﴾ فَاْتِیٰهُ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلَا رَبِّکَ فَاَرْسِلْ مَعَنَا بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ وَلَا تُعَذِّبْهُمْ ؕ قَدْ جِئْنٰکَ بِاٰیَةٍ مِّنْ رَّبِّکَ ؕ وَالسَّلٰمُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی ﴿۴۷﴾ اِنَّا قَدْ اُوْحِیَ اِلَیْنَآ اَنَّ الْعَذَابَ عَلٰی مَنْ کَذَّبَ وَتَوَلّٰی ﴿۴۸﴾

ترجمہ: اور میں نے تجھے اپنی دلیل کے اثبات کے لئے پسند کرلیا ہے (۴۱) تو اور تیرا بھائی میری نشانیوں کے ساتھ جاؤ اور میری یاد میں سستی نہ کرنا (۴۲) تم دونوں فرعون کی طرف جاؤ بلاشبہ وہ سرکش ہو چکا ہے (۴۳) اس کے ساتھ نرم بات کرو شائد وہ نصیحت حاصل کرے یا خوفزدہ ہو جائے (۴۴) دونوں نے کہا اے ہمارے پروردگار! بلاشبہ ہم ڈرتے ہیں اس سے کہ وہ ہمارے ساتھ زیادتی کرے یا سرکشی پر اتر آئے (۴۵) اللہ نے فرمایا تم نہ ڈرو بے شک میں تم دونوں کے ساتھ ہوں میں سن رہا ہوں اور دیکھ رہا ہوں (۴۶) پس تم دونوں اس کے پاس جاؤ اور کہو بے شک ہم تیرے پروردگار کی جانب سے بھیجے گئے ہیں پس تو ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیج دے اور تو نے انہیں عذاب میں مبتلا نہیں کرنا ہے بلاشبہ ہم تیرے پاس تیرے پروردگار کی جانب سے نشانی لائے ہیں اور اس شخص کے لئے سلامتی ہے جو ہدایت کا پیروکار رہا (۴۷) بلاشبہ ہماری جانب وحی کی گئی ہے کہ اس شخص کو عذاب ہوگا جو جھٹلائے گا اور روگردانی کرے گا (۴۸)

تشریح: اور میں نے آپ کو منتخب کیا ہے کہ آپ میری حجت کو قائم فرمائیں اور میں آپ کو اپنے اور اپنی مخلوق کے درمیان واسطہ بنا رہا ہوں کہ آپ انہیں دین اسلام سے روشناس کرائیں توحید اور شریعت کی جانب رہنمائی کرائیں جس پر رواں دواں رہ کر انسان دینی اور دنیوی صلاحیتوں سے اپنے دامن کو بھر سکتا ہے، اصل مقصود یہ ہے کہ آپ کا شمار میرے خواص سے ہے اور میں نے آپ کو نہ صرف یہ کہ منصب رسالت پر فائز فرمایا ہے بلکہ میں آپ سے بلا واسطہ ہم کلام ہوا۔

اس لئے آپ اور آپ کا بھائی ہارون دونوں فرعون اور اس کی قوم کی جانب جاؤ اور میں نے تمہیں جن معجزات سے نوازا ہے جو تمہاری نبوت کی صداقت پر واضح نشان ہیں جن کے باعث معذرت کے تمام دروازے بند ہو چکے ہیں البتہ دعوت اور تبلیغ کے کام میں ہرگز سستی نہ ہونے پائے تم ان کے سامنے اس حقیقت کو کھلے انداز میں پیش کرو کہ اللہ تعالیٰ نے تم دونوں کو ان کی جانب اس لئے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے کہ تم اطاعت کرنے والوں کو بشارت سے ہمکنار کرو اور نافرمانی کرنے والوں کو عذاب الٰہی سے خوفزدہ کرو، تم دونوں اکھٹے فرعون کے پاس جاؤ دلیل کے ساتھ اس کا مقابلہ کرو جب کہ وہ سرکش اور مغرور ہو چکا ہے یہاں تک کہ اس نے ربوبیت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا لبادہ اوڑھ لیا ہے کہ میں ہی پروردگار عالم ہوں بلکہ میں تو ربوبیت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوں، غور فرمائیں کہ فرعون کو اولاً اس لئے توحید کی دعوت دی ہے کہ اگر اس نے دعوت کو تسلیم کر لیا تو مصر کے عوام اس کی اطاعت کرتے ہوئے توحید کا لباس زیب تن کر پائیں گے مشہور مقولہ ہے اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِھِمْ کہ لوگ تو اپنے بادشاہوں کے دین پر ہی رواں دواں رہتے ہیں۔

فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا: فرعون کو نرم لہجہ میں اپنے موقف سے آگاہ کرو تاکہ تمہاری بات اس کے دل میں جاگزیں ہو جائے اور یہ حقیقت ہے کہ نرم انداز میں بات کرنے سے جلد اثرات مرتب ہوتے ہیں اور طبیعت کی تیزی کافور ہو جاتی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے حکم دیا ارشاد ربانی ملاحظہ فرمائیں ﴿اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَ جَادِلْھُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ﴾ (النحل:١٢۵) ''آپ اپنے پروردگار کے راستہ کی جانب حکمت کے ساتھ اور بہتر نصیحت کے ساتھ دعوت دیں اور ان سے مجادلہ کریں ایسی صورت میں جو بہتر ہے''

شاید وہ نصیحت کو قبول کرے اور سرکشی سے باز آجائے اور اللہ کے عذاب سے خوفزدہ ہو کر اسلام قبول کرلے اللہ پاک کے اس حکم کے جواب میں موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام نے معذرت پیش کرتے ہوئے عرض کیا اے ہمارے پروردگار! اگر ہم نے اس کے سامنے توحید کی دعوت پیش کی تو خطرہ ہے کہ وہ ہمیں جوش میں آکر کسی عذاب میں مبتلا نہ کردے یا کہیں اس کی سرکشی میں مزید اضافہ نہ ہو جائے، اللہ تعالیٰ نے انہیں آگاہ کیا کہ تم دونوں ہرگز کوئی خطرہ محسوس نہ کرو جبکہ میں تمہارے ساتھ ہوں تمہیں اس کے شر سے تحفظ عطا کروں گا تمہارے درمیان جو گفتگو ہو رہی ہے میں اسے سن رہا ہوں اور سبھی کیفیات کو دیکھ رہا ہوں اور میں تمہیں اس کے شر سے تحفظ عطا کروں گا میں ہرگز غافل نہیں ہوں، تم دونوں اس کے پاس جاؤ اور اسے کہو بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں تیری جانب رسول بنا کر بھیجا ہے ہمیں بلا تاخیر تجھے اللہ کا پیغام پہنچانے کا حکم دیا ہے کہ تو بنی اسرائیل کو قید سے رہائی عطا کر کے ہمارے ساتھ بھیج دے اور انہیں عذاب میں مبتلا نہ کر کہ ان سے جبری طور پر انتہائی مشقت کے کام کرائے، ظاہر ہے کہ مصر کے اونچے درجہ کے باشندے ان سے زمین کی کھدائی، پتھروں کی نقل و حرکت اور تعمیرات کے کام میں مصروف رکھتے تھے ان کی عورتوں سے بھی یہی خدمت لیتے تھے۔

اس مقام پر ایک سوال ذہن میں ابھرتا ہے کہ ان دونوں نے فرعون سے یہ مطالبہ کیا ہے کہ بنی اسرائیل کو قید سے رہائی عطا کی جائے جبکہ اولاً دعوت تو ایمان لانے کی دی جانی چاہیے؟ اس کا جواب واضح ہے کہ ایمان لانے میں چونکہ اعتقاد میں تبدیلی کرنا ہے ان کیلئے مشکل کام ہی یہ تھا وہ کب اسے تسلیم کرنے والے تھے جبکہ بنی اسرائیل کو رہائی عطا کرنے کا کام ان کیلئے آسان تھا، بعد ازاں ان دونوں نے فرعون کو مخاطب کرتے ہوئے آگاہ کیا کہ ہم تیرے سامنے نہایت مضبوط اور روشن دلیل لے کر آئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہم دونوں کو آپ کی جانب بھیجا ہے اور اگر تو ہمیں سچا باور نہیں کرے گا تو ہم تیرے سامنے دلیل پیش کریں گے اور دنیوی، اخروی زندگی میں اللہ کے عذاب سے وہ شخص محفوظ رہے گا جو اپنے پروردگار کی جانب سے بھیجے گئے پیغمبروں کی اطاعت کرے گا اور اس کی آیات جو حق و صداقت کی جانب راہ نمائی کرتی ہیں اور وہ گمراہی سے نجات عطا کرتی ہیں ان کے مطابق رواں دواں رہے گا، بعد ازاں ان دونوں نے خیر خواہانہ مشورہ کے بارے میں وضاحت کی کہ ہمیں اللہ نے وحی کی ہے کہ اللہ کی جانب سے نہ ختم ہونے والے عذاب میں وہ لوگ گرفتار رہیں گے جو توحید کو جھٹلائیں گے اور اسلام کی صداقت سے روگردانی کریں گے، بالکل اسی انداز کے مطابق رسول اکرم ﷺ نے روم کے بادشاہ ہرقل کی جانب خط تحریر کیا آغاز میں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ تحریر تھا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے بعد آپ نے تحریر کیا یہ مکتوب اللہ کے پیغمبر محمد ﷺ کی جانب سے روم کے بادشاہ ہرقل کے نام ہے اس شخص پر سلام ہو جو ہدایت کا تابعدار ہوا، بعدازاں میں تجھے اسلام کی جانب دعوت دیتا ہوں تو اسلام قبول کر لے محفوظ رہے گا تجھے اللہ تعالیٰ دوگنا اجر وثواب سے نوازے گا۔ (بخاری باب بدء الوحی)

قَالَ فَمَنْ رَّبُّكُمَا يٰمُوْسٰى ﴿٤٩﴾ قَالَ رَبُّنَا الَّذِىْٓ اَعْطٰى كُلَّ شَىْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى ﴿٥٠﴾ قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰى ﴿٥١﴾ قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّىْ فِىْ كِتٰبٍ لَا يَضِلُّ رَبِّىْ وَلَا يَنْسَى ﴿٥٢﴾ الَّذِىْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّسَلَكَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰى ﴿٥٣﴾ كُلُوْا وَارْعَوْا اَنْعَامَكُمْ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِى النُّهٰى ﴿٥٤﴾ ع مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى ﴿٥٥﴾

ترجمہ: اس نے دریافت کیا اے موسیٰ تمہارا پروردگار کون ہے؟ (۴۹) اس نے جواب دیا ہمارا پروردگار وہ ذات ہے جس نے ہر چیز کو اس کی خاص صورت عطا کی پھر اس نے اس کی معیشت کے طلب کرنے کی راہ نمائی کی (۵۰) اس نے کہا پہلی صدیوں کا کیا حال ہے (۵۱) اس نے کہا ان کے بارے میں علم کتاب میں میرے پروردگار کے پاس ہے میرا پروردگار غلطی نہیں کرتا ہے اور نہ وہ بھولتا ہے (۵۲) وہ ایسی ذات ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا بنایا اور تمہارے لئے زمین میں راستوں کو ہموار کر دیا اور اس نے تمہارے لئے آسمان سے پانی اتارا تو ہم نے اس پانی کے ساتھ مختلف قسم کی انگوریاں اگائیں (۵۳) ہم نے کہا تم خود تناول کرو اور اپنے چار پایوں کو چراؤ بلاشبہ اس میں عقلمندوں کے لئے علامات ہیں (۵۴) زمین سے ہی ہم نے تمہیں پیدا کیا اور زمین میں ہی تمہیں لوٹائیں گے اور زمین ہی سے تمہیں دوبارہ اٹھائیں گے (۵۵) www.KitaboSunnat.com

لغوی تحقیق: خَلَقَ سے مقصود ہر چیز کی شکل وصورت ہے اسکی مناسبت سے اسے خصوصیتوں کیساتھ نوازا، شَتّٰی کا واحد شَتِيْتٌ ہے جیسا کہ مَرْضٰی کا واحد مَرِيْضٌ ہے، شَتّٰی سے مقصود رنگ، ذائقہ، شکل، فوائد کے لحاظ سے مختلف ہیں، اَلنُّهٰی جمع ہے اس کا واحد نُهْيَةٌ ہے مقصود عقل ہے عقل کو اس لئے نهية کیساتھ تعبیر کیا گیا ہے کہ عقل بھی انسان کو قبیح اور غلط کاموں کے ارتکاب سے روکتی ہے۔

بلاغت اور تشریح: آیت نمبر ۴۹ اور ۵۰ میں زبردست بلاغت کارفرما ہے ملاحظہ فرمائیں فرعون ملعون کی سرکشی اور بے باکی کا ذرا جائزہ لیں کہ اس نے جب موسیٰ علیہ السلام سے دریافت کیا تو اس نے کہا تمہارا پروردگار کون ہے؟ جس کی جانب تم مجھے دعوت دے رہے ہو میں تو اسے جانتا ہی نہیں ہوں اس نے یہ نہ کہا کہ میرا پروردگار کون ہے؟ اس سے اس کی سرکشی مترشح ہو رہی ہے اس لئے کہ وہ تو کسی کو پروردگار تسلیم ہی نہیں کرتا تھا بلکہ خود کو پروردگار سمجھتا تھا اس لئے اس نے موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام دونوں کو مخاطب کر کے کہا کہ تمہارا پروردگار کون ہے؟ پروردگار تو میں ہوں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کا جواب موسیٰ علیہ السلام دیتے ہوئے اس حقیقت کو آشکارہ کر رہے ہیں کہ ہمارا پروردگار ایسی ذات ہے جس نے ہر چیز کی تخلیق بلانمونہ بنائی، بعدازاں اسے ہر چیز کے فوائد وخواص سے آگاہ کیا، حقیقت یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کا یہ جواب نہایت مختصر ہے اس کے ساتھ ساتھ جامعیت کا حامل ہے جبکہ جواب میں تمام موجودات کا تذکرہ ہے چنانچہ آنکھ کو ایسی شکل وصورت عطا کی جو دیکھنے کے مطابق تھی اور کان کو ایسی ہیئت عطا کی جو آوازوں کے سننے کے موافق تھی اس طرح دیگر اعضاء ہاتھ، پاؤں، ناک، کان اور زبان ہیں، علامہ زمخشری نے اس جواب کی عمدگی کو بے حد سراہا ہے کہ مختصر ہونے کیساتھ ساتھ جامعیت کا آئینہ دار ہے اور انصاف کا تقاضا یہی ہے کہ اس جواب میں وضاحت بھی مکمل ہے فرعون کا دوسرا سوال یہ تھا کہ گذشتہ صدیوں میں جو لوگ گزر چکے ہیں ان کا کیا حال ہے؟ نہ انہیں اٹھایا گیا ہے نہ ان کا محاسبہ کیا گیا ہے، کیا جو کچھ تو کہہ رہا ہے وہ صحیح ہے؟ ابن کثیر بیان کرتے ہیں کہ جب موسیٰ علیہ السلام نے انہیں آگاہ کیا کہ اس کا پروردگار ایسی ذات ہے جس نے اس کو رسول بنا کر بھیجا ہے نیز وہ ذات خالق اور رازق بھی ہے اور وہی ذات ہدایت سے سرفراز فرماتی ہے تو فرعون نے سوال اٹھایا کہ اچھا تم بتاؤ کہ پہلے گزرے ہوئے لوگوں کا کیا حال ہے؟ انہوں نے آپ کے پروردگار کی عبادت نہیں کی بلکہ اللہ کے سوا معبودوں کی عبادت کرتے رہے تو موسیٰ علیہ السلام نے اس کا جواب یہ دیا ان کے اعمال اور ان کی کیفیات کا علم صرف اللہ کی ذات کو ہے سب کچھ لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے میرا پروردگار غلطی سے منزہ ہے، بعدازاں موسیٰ علیہ السلام اللہ پاک کے وجود اور اس کی قدرت تامہ کے آثار سے آگاہ فرما رہے ہیں کہ اللہ پاک کی ذات ایسی ذات ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا بنایا ہے اس پر تم اطمینان کیساتھ رواں دواں رہتے ہو سب کچھ اللہ کی رحمت کے آثار ہیں اور زمین پر تمہاری سہولت کے لئے راستے بنائے تم اپنے فوائد سے ہمکنار ہوتے ہو اور اس نے تمہارے لئے بادلوں سے بارش کو اتارا، بارش کے پانی کے سبب زمین سے مختلف قسم کی انگوریاں اگائیں جو شکل، رنگ اور ذائقہ کے لحاظ سے مختلف ہیں، بعدازاں فرمایا تم ان نباتات اور پھلوں سے تناول کرو اور چارپایوں کو چھوڑ رکھو کہ وہ سبزہ تناول کریں اس سے وہ اپنی بھوک دور کریں ان مذکورہ نعمتوں میں عقل مند لوگوں کے لئے روشن دلائل ہیں ان سے وہی لوگ استفادہ کرتے ہیں جو عقل سلیم رکھتے ہیں، اے لوگو! ہم نے تمہیں زمین سے پیدا کیا اور موت کے بعد تمہیں زمین میں لوٹائیں گے اس کے بعد ہم تمہیں قبروں سے اٹھائیں گے اور تمہارا محاسبہ کریں گے۔

وَلَقَدْ اَرَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَاَبٰى ﴿٥٦﴾ قَالَ اَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ اَرْضِنَا بِسِحْرِكَ يٰمُوْسٰى ﴿٥٧﴾ فَلَنَاْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ مِّثْلِهٖ فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مَوْعِدًا لَّا نُخْلِفُهٗ نَحْنُ وَلَآ اَنْتَ مَكَانًا سُوًى ﴿٥٨﴾ قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ الزِّيْنَةِ وَاَنْ يُّحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى ﴿٥٩﴾

ترجمہ: اور بلاشبہ ہم نے فرعون کو اپنے سبھی معجزات دکھائے لیکن اس نے ان کو جھوٹ قرار دیا اور انکار کیا (۵۶) اس نے کہا کیا تو ہمارے پاس اس لئے آیا ہے تاکہ تو ہم کو ہماری زمین سے اپنے جادو کے ذریعہ نکال دے (۵۷) پس بلاشبہ ہم تیرے پاس اس جیسا جادو لائیں گے پس ہمارے اور اپنے درمیان وقت مقرر کریں کوئی درمیانی جگہ کہ نہ ہم نہ تو اس کی خلاف ورزی نہ کریں گے (۵۸) اس نے کہا تمہارے ساتھ وعدہ کی جگہ زیب وآرائش کا دن ہے اور چاشت کے وقت لوگ جمع ہو جائیں (۵۹)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لغوی تحقیق: سُوًی برابر جگہ ایسا میدان کہ اس میں نہ گڑھا ہو نہ اونچی جگہ ہو۔

تشریح: قبل ازیں اللہ پاک نے بیان کیا ہے جب فرعون نے موسیٰ علیہ السلام سے دریافت کیا کہ آپ اپنے پروردگار کے بارے میں وضاحت کریں، وضاحت کے بعد اس حقیقت سے آگاہ کیا کہ موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کو ایسے معجزات سے ہمکنار کیا جو اللہ تعالیٰ کی توحید پر واضح نشانات تھے نیز موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کی صداقت پر شاہد تھے جیسا کہ لاٹھی کا سانپ بن جانا اور ہاتھ کو ان کے سامنے کرنے پر اس کا سورج کی مانند چمکنا، لیکن فرعون نے ان معجزات کو جھٹلایا اور انکار پر اتر آیا اس سے اسکی سرکشی اور عناد کا پتہ چل رہا تھا اس نے حق وصداقت کو تسلیم کرنے سے انکار کیا اور کہا، اے موسیٰ! کیا تو ہمارے پاس کچھ عرصہ غائب رہنے کے بعد اس لئے آن پہنچا ہے تاکہ تو ہمیں مصر کی سرزمین سے جلاوطن کردے جبکہ تو نے جادو کے فن کا مظاہرہ کیا ہے، معلوم ہوتا ہے تو لوگوں کو اپنی گرفت میں لینا چاہتا ہے کہ جب وہ تیرا ساتھ دیں گے تو اس کے نتیجہ میں تجھے اپنی اکثریت پر ناز ہوگا اور تیری بادشاہت کا ڈنکہ بجنے لگے گا۔

دراصل اس طرح وہ اپنی قوم کو موسیٰ علیہ السلام کے خلاف ابھارنا چاہتا تھا مزید برآں اس نے کہا موسیٰ کا مقصود صرف اتنا ہی نہیں کہ بنی اسرائیل کو قبطیوں کی غلامی سے نجات دلائے بلکہ قبطیوں کو بھی ان کے وطن سے نکالنا چاہتا ہے اور ان کی رہائش گاہوں اور مال ودولت کو اپنے قبضہ میں کرنا چاہتا ہے ہمارے لئے از بس ضروری ہے کہ ہم اپنے دروازوں کو مکمل طور پر اس پر بند کردیں تاکہ کوئی شخص اس کی دعوت کو قبول نہ کرنے پائے ہم ہرگز اس کے مناظروں کو کچھ اہمیت نہ دیں اور نہ اس کی دعوت کی جانب توجہ کریں چنانچہ فرعون نے کھلے بندوں دعویٰ کیا، اب ہمارے لئے از بس ضروری ہے کہ ہم تیرا مقابلہ کریں (اللہ) کی قسم ہم تیرے مقابلہ میں تیرے جیسا جادو پیش کریں گے جو کچھ تیرے پاس ہے وہ سب کچھ ہمارے پاس بھی ہے تجھے کسی دھوکے میں نہیں آنا چاہیے، پس تو ہمارے اور اپنے درمیان وقت مقرر کرلے جس میں تم بھی موجود ہو دیگر لوگ بھی موجود ہوں اور تم ہمارے جادو کا مقابلہ کر کے دکھاؤ، فرعون کا اس انداز سے گفتگو کرنے سے مقصود انہیں آگاہ کرنا تھا کہ میرا دل مضبوط ہے مقابلہ کرنے کے وسائل موجود ہیں لیکن مقابلہ کی جگہ ایک میدان ہو اس میں گڑھے نہ ہوں نہ پہاڑی سلسلہ ہو تاکہ کوئی فرد چھپ نہ سکے، موسیٰ علیہ السلام نے برملا کہا اجتماع کے لئے عید کا دن جو نوروز کے نام کے ساتھ مشہور ہے مقرر کیا جاتا ہے جو ایک سال کے بعد آتا ہے اس دن لوگ اپنے کام کاج چھوڑ کر اس میں شریک ہوتے ہیں، مقصود یہ ہے کہ اس اجتماع میں حاضری عام ہوگی اور جانبین سے طاقت کا مظاہرہ ہوگا اس طرح سے اللہ کا کلمہ بلند ہوگا دین اسلام کو غلبہ حاصل ہوگا اور کفر دم دبا کر بھاگ جائے گا۔

فَتَوَلّٰى فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَيْدَهٗ ثُمَّ اَتٰى ﴿٦٠﴾ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰى وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ ۚ وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰى ﴿٦١﴾ فَتَنَازَعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ وَاَسَرُّوا النَّجْوٰى ﴿٦٢﴾ قَالُوْٓا اِنْ هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ يُرِيْدٰنِ اَنْ يُّخْرِجٰكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا وَيَذْهَبَا بِطَرِيْقَتِكُمُ الْمُثْلٰى ﴿٦٣﴾ فَاَجْمِعُوْا كَيْدَكُمْ ثُمَّ ائْتُوْا صَفًّا ۚ وَقَدْ اَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنِ اسْتَعْلٰى ﴿٦٤﴾

ترجمہ: تو فرعون گھر کی جانب لوٹا اس نے اپنے مکر کو مرتب کیا بعد ازاں وہ آیا (٦٠) موسیٰ نے جادوگروں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تم پر افسوس تم اللہ کی ذات کے بارے میں جھوٹ نہ کہو کہیں وہ تمہیں عذاب کے ساتھ تباہ وبرباد نہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کردے اور وہ شخص ناکام ہو جاتا ہے جس نے جھوٹ کہا (٦١) تو جادوگروں نے اپنا مشورہ آپس میں کیا اور اس راز کو پوشیدہ رکھا (٦٢) انہوں نے کہا بلاشبہ یہ دو شخص جادوگر ہیں وہ دونوں چاہتے ہیں کہ تمہیں تمہاری زمین سے اپنے جادو کے ساتھ باہر کردیں اور تمہیں تمہارے بہترین دین سے دور کردیں (٦٣) پس تم اپنے جادو کے اسباب کو اکٹھا کرو پھر تم صف بندی کی کیفیت میں آؤ اور یقیناً آج وہ شخص کامیاب ہے جو غالب آئے گا (٦٤)

لغوی تحقیق: فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ سخت قسم کے عذاب کے ساتھ تمہارا استیصال کرے، مادہ (س ح ت) ہے، اس چھلکے کو کہتے ہیں جو پوری طرح اتار لیا جائے اور اس سے ہلاک کر دینے کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے، حدیث میں ہے كُلُّ لَحْمٍ نَبَتَ مِنْ سُحْتٍ فَالنَّارُ اَوْلٰى بِهٖ ''جو گوشت حرام مال سے بنتا ہے اس کے لئے دوزخ کی آگ ہی مناسب ہے۔

(مشکوٰۃ تحقیق البانی کتاب البیوع باب ا، مسند احمد ۳/۳۲۱، سنن دارمی کتاب الرقاق باب ٦٠)

اسی سے رشوت کو سُحْتٌ کہا جاتا ہے اس لئے کہ وہ کمائی بھی حرام ہے وگرنہ مکروہ ضرور ہے۔ (مفردات امام راغب ص ۴۱۰)

تشریح: قبل ازیں اللہ پاک نے ذکر کیا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اور فرعون لعین کا ایک مجلس کے انعقاد پر اتفاق ہوگیا کہ عید کے دن وہ دونوں مجلس میں پہنچیں گے جب کہ فرعون نے جادوگروں کی مجلس سے فراغت کے بعد جادوگروں اور جادو کے آلات کے بارے میں غور وفکر کیا اور مناظرہ کی تیاری میں مصروف ہوگیا جادو کے آلات اور جادوگروں کو مجلس میں بلایا گیا خود شاہی تخت پر متمکن ہوا اس کے ارد گرد حکومت کے اساطین، امراء اور وزراء موجود تھے اور خدام دائیں بائیں جانب صف بندی میں کھڑے تھے اور عام رعایا کے لوگ دائیں بائیں بیٹھے ہوئے تھے اس دوران موسیٰ علیہ السلام لاٹھی پر ٹیک لگائے ہوئے پہنچے ان کے ساتھ ان کے بھائی ہارون علیہ السلام بھی تھے جبکہ جادوگر لوگ فرعون کے سامنے کھڑے تھے فرعون انہیں رغبت دلا رہا تھا ان کے جذبات کو مشتعل کر رہا تھا کہ وہ اپنے فن کے مظاہرہ میں کوئی کمی نہ چھوڑیں ثابت قدمی اور اولوالعزمی کا مظاہرہ کریں جادوگروں کے ذہن پر فرعون کا یہ جملہ سوار تھا کہ اگر انہیں مقابلہ میں غلبہ حاصل ہوگیا تو نہ صرف یہ کہ انہیں انعام واکرام سے نوازا جائے گا بلکہ تم فرعون کے شاہی دربار کے خصوصی رکن کی حیثیت میں زندگی بسر کرو گے اس اجتماع میں موسیٰ علیہ السلام نے جادوگروں کو مخاطب کر کے ڈانٹ پلائی کہ تم خود کو اس سے دور رکھو کہ تم اللہ کی ذات پر جھوٹ باندھو اگر تم جھوٹ کہنے سے باز نہ آئے تو اللہ کا عذاب تمہارا استیصال کر دے گا اور تم میں ایک فرد بھی زندہ نہ رہے گا اور اس حقیقت کو ذہن میں ثبت کرلو کہ جو شخص بھی اللہ کی ذات پر افتراء پردازی کرے گا وہ ہرگز کامیابی کے ساتھ ہمکنار نہیں ہوسکتا اس لئے ضروری ہے کہ تم کذب بیانی سے خود کو دور رکھو کہیں تم پر اس طرح کا عذاب نازل نہ ہو جائے جس طرح کا عذاب ان لوگوں پر نازل ہوا جنہوں نے اللہ کی ذات کے بارے میں جھوٹ کہا۔

جب جادوگروں نے موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کی باتوں کو سنا تو ان کے دماغ غیظ وغضب سے ابلنے لگے انہوں نے باہم مشورہ کیا کہ اب انہیں کون سا قدم اٹھانا چاہیے اور مشورہ نہایت رازداری اور احتیاط کے ساتھ محفوظ رکھتے ہوئے کیا کہیں انہیں ہمارے مشورہ کا علم نہ ہو جائے اور وہ ہمارے مقابلہ کے لئے تیاریاں نہ شروع کردیں جب کہ اس قسم کے حالات ہر شخص اپنے مخالف سے اپنے راز کو پوشیدہ رکھنے کی کوشش کرتا ہے تاکہ کہیں دشمن اپنے مقصد میں کامیابی کے ساتھ ہمکنار نہ ہو جائے، بالآخر انہوں نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس رائے کا اظہار کیا کہ موسیٰ اور ہارون دونوں جادوگر ہیں اس فن میں ماہر ہیں اور وہ تم پر غلبہ حاصل کرنے کے بارے میں پروگرام بنا رہے ہیں اور تمہیں تمہارے ملک سے نکال دینا چاہتے ہیں تا کہ وہ مکمل طور پر بااختیار مملکت کے حکمران ہوں دونوں پیغمبروں کو نبوت سے برطرف کرتے ہوئے انہیں جادوگر کہا جب کہ ہر وہ شخص جو طبع سلیم رکھتا ہے وہ جادو کے فن سے نفرت کرتا ہے اور جادوگروں کے ساتھ دشمنی رکھتا ہے اس لئے کہ جادو کا فن شعبدہ بازی ہے۔

مزید برآں ان دونوں کا مقصود یہ ہے کہ تمہیں اس زمین سے جلاوطن کر دیا جائے جب کہ وطن کی جدائی سخت صبر آزما مرحلہ ہوتا ہے اس کو برداشت کرنا نہایت مشکل ہوتا ہے اس کے ساتھ ساتھ وہ تمام کلیدی آسامیوں پر خود کو اور اپنے خواص کو متمکن کرنا چاہتے ہیں کہ حکومت کی ہر کلیدی آسامی پر وہ خود بااختیار ہوں کسی کو اس میں تصرف کی اجازت نہ ہو اب ان دونوں جادوگروں سے مقابلہ کے لئے ضروری ہے کہ تم ان کے مقابلہ میں ہر قسم کی مدافعت کے وسائل مہیا کرو، بعدازاں اجتماعی شکل میں ان کے مقابلہ کے لئے میدان میں اتریں آج کے دن وہ شخص کامیاب سمجھا جائے گا جس کو غلبہ حاصل ہوا جب کہ کامیابی حاصل کرنے والے لوگوں کو تحائف سے بھی نوازا جائے گا اس لئے کہ فرعون نے ان سے وعدہ کیا تھا اور تحائف کے ساتھ ساتھ ان کی تعظیم وتوقیر میں ہرگز کمی کوتاہی کو برداشت نہیں کیا جائے گا۔

www.KitaboSunnat.com

قَالُوْا يٰمُوْسٰۤى اِمَّاۤ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّاۤ اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰى﴿٦٥﴾ قَالَ بَلْ اَلْقُوْا فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَ
عِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى﴿٦٦﴾ فَاَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً مُّوْسٰى﴿٦٧﴾
قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى﴿٦٨﴾ وَاَلْقِ مَا فِيْ يَمِيْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا ؕ اِنَّمَا
صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ ؕ وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ اَتٰى﴿٦٩﴾ فَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوْۤا اٰمَنَّا
بِرَبِّ هٰرُوْنَ وَمُوْسٰى﴿٧٠﴾ قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ؕ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ
السِّحْرَ ۚ فَلَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّلَاُوصَلِّبَنَّكُمْ فِيْ جُذُوْعِ النَّخْلِ وَ
لَتَعْلَمُنَّ اَيُّنَاۤ اَشَدُّ عَذَابًا وَّاَبْقٰى﴿٧١﴾ قَالُوْا لَنْ نُّؤْثِرَكَ عَلٰى مَا جَآءَنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالَّذِيْ
فَطَرَنَا فَاقْضِ مَاۤ اَنْتَ قَاضٍ ؕ اِنَّمَا تَقْضِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا﴿٧٢﴾ اِنَّاۤ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا
خَطٰيٰنَا وَمَاۤ اَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى﴿٧٣﴾ اِنَّهٗ مَنْ يَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا
فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ ؕ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى﴿٧٤﴾ وَمَنْ يَّاْتِهٖ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ
فَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الدَّرَجٰتُ الْعُلٰى﴿٧٥﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ
وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا مَنْ تَزَكّٰى﴿٧٦﴾ ع

ترجمہ: انہوں نے کہا اے موسیٰ! تو لاٹھی کو گرائے یا ہم پہلے گراتے ہیں (٦٥) اس نے کہا بلکہ تم گراؤ تو اچانک ان کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسیاں اور ان کی لاٹھیاں موسیٰ کو بوجہ ان کے جادو کے یوں ظاہر ہوئیں کہ وہ دوڑ رہی ہیں (٦٦) پس موسیٰ نے اپنے دل میں ڈر محسوس کیا (٦٧) ہم نے کہا آپ خوف زدہ نہ ہوں بلاشبہ تجھے ہی غلبہ حاصل ہوگا (٦٨) اور جو چیز تیرے دائیں ہاتھ میں ہے اس کو گرائیں وہ اس چیز کو لے جائے گا جسے جادوگروں نے بنایا ہے انہوں نے جو بنایا ہے وہ جادوگری کا فریب ہے اور جادوگر کامیاب نہیں ہوسکتا جہاں بھی وہ چلا جائے چنانچہ واقعہ یوں ہوا (٦٩) کہ جادوگروں کو گرادیا گیا وہ سجدہ کی حالت میں تھے انہوں نے کہا ہم ہارون اور موسیٰ کے پروردگار پر ایمان لائے (٧٠) فرعون نے کہا کیا تم اس سے پہلے اس پر ایمان لے آئے ہو کہ میں تمہیں اجازت دوں، بلاشبہ وہ تمہارا لیڈر ہے کہ جس نے تمہیں جادو کے فن کی تعلیم دی ہے میں تمہارے ہاتھوں اور پاؤں کو الٹی جانب سے کاٹ دوں گا اور میں تمہیں کھجور کے تنوں پر سولی دوں گا اور تمہیں معلوم ہوجائے گا کہ ہم میں سے کون زیادہ سخت عذاب دینے والا ہے اور زیادہ عرصہ باقی رہنے والا ہے (٧١) انہوں نے کہا ہم تجھے اس چیز پر ترجیح نہیں دیں گے جو ہمارے پاس دلائل آچکے ہیں اور تجھے اس ذات پر بھی ترجیح نہیں دیں گے جس نے ہمیں پیدا فرمایا ہے پس تو فیصلہ کرے جو تو فیصلہ کرنے والا ہے تو صرف اس دنیوی زندگی میں فیصلہ کرسکتا ہے (٧٢) بلاشبہ ہم اپنے پروردگار پر ایمان رکھتے ہیں کہ وہ ہمارے گناہوں کو معاف کردے گا اور جس جادو پر تو نے ہمیں مجبور کیا ہے کہ ہم جادو کریں اور اللہ کی ذات بہتر اور ہمیشہ کیلئے اس کو باقی رہنا ہے (٧٣) بلاشبہ جو شخص اپنے پروردگار کے پاس مجرم بن کر آیا تو بلاشبہ اس کیلئے دوزخ ہے اس میں وہ نہ موت سے ہمکنار ہوگا اور نہ زندہ ہوگا (٧٤) اور جو شخص اس کے پاس اسلام کے ساتھ آیا کہ اس نے اعمال صالحہ بجالائے ہیں تو یہ ایسے لوگ ہیں جن کے درجات بلند ہیں (٧٥) ہمیشہ کیلئے باغات میں رہیں گے ان کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اس جگہ وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور یہ اس شخص کا بدلہ ہے جو پاکیزہ رہا (٧٦)

لغوی تحقیق: فَاَوْجَسَ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے دل میں خوف محسوس کیا، وَجس پوشیدہ آواز، تَوَجَّسَ خفی آواز کو سننا، وَجسٌ اس حالت کو کہتے ہیں جو کسی خطرہ کے بعد دل میں پیدا ہوتی ہے اور جو چیز مبدء بنتی ہے اسے هَاجِسٌ اور اس کے بعد کی حالت کو وَاجِسٌ کہا جاتا ہے۔ (مفردات امام راغب ص ۵۹٦)

بلاغت: ارشاد ربانی ﴿وَاَلْقِ مَا فِیْ یَمِیْنِکَ﴾ میں موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا گیا ہے کہ آپ کے دائیں ہاتھ میں جو ہے اسے گرائیں اس میں ابہام ہے یہ نہیں کہا کہ لاٹھی گرائیں، عمومیت میں مقصود اس کی عظمت شان سے خوفزدہ کرنا تھا اگرچہ بظاہر وہ لاٹھی تھی جبکہ مقصود یہ ہے کہ آپ اس کو لاٹھی نہ سمجھیں ابہام کی صورت میں اس سے خوفزدہ کرنا مقصود ہے۔ (اعراب القرآن ج ۱۵-۱٦/۳۹۰)

تشریح: جادوگروں نے موسیٰ علیہ السلام کو مخاطب کیا آپ آغاز کریں یا ہم آغاز کریں؟ درحقیقت جادوگروں نے موسیٰ علیہ السلام کو اس لئے اختیار دیا کہ انہیں یقین تھا کہ موسیٰ علیہ السلام ہی غالب رہیں گے وہ سمجھتے تھے کہ اس میدان میں موسیٰ علیہ السلام کا مقابلہ کوئی نہیں کرسکے گا موسیٰ علیہ السلام نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا بلکہ تم ہی آغاز کرو ادب کا یہی قرینہ تھا کہ موسیٰ علیہ السلام نے انہیں ابتداء کرنے کا حکم دیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس میں دراصل اس حقیقت کا اظہار تھا کہ غلبہ تو موسیٰ علیہ السلام ہی کو حاصل ہوگا ان کا اعتقاد تھا کہ اس میدان میں کوئی بھی اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے انہیں آغاز کرنے کیلئے کہا، درحقیقت موسیٰ علیہ السلام کا انداز معاشرہ میں روا رکھے جانے والے وطیرہ کے مطابق تھا ان کا انداز جادوگروں کے انداز سے کہیں مثالی تھا جب کہ انہوں نے نہایت ثقاہت کی کیفیت میں جادوگروں سے مخاطب ہوکر کہا تم پہل کرو اس میں اس حقیقت کا اظہار تھا کہ موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک ان کے جادو کی کچھ حقیقت نہ تھی اسی لئے انہوں نے نہایت اطمینان کے ساتھ کہا کہ تم جو کچھ مظاہرہ کرنا چاہتے ہو اس مقابلہ میں ہرگز کچھ کوتاہی نہ کرو اپنے مکمل وسائل کو استعمال کرو پھر دیکھتے ہیں کہ اللہ پاک کس کو غلبہ عطا کرتے ہیں اور حق وصداقت کو نمایاں کرکے باطل کا سر کچل دیں گے اس کا نام ونشان مٹ جائے گا کامیابی حق وصداقت کو ہی ہوگی، چنانچہ انہوں نے اپنی لاٹھیوں اور رسیوں کو میدان میں گرایا، ان کی گرائی ہوئی رسیاں اور لاٹھیاں موسیٰ علیہ السلام کی نظر میں ان کے جادو کی عظمت کے سکہ کو دل ودماغ پر ثبت کردیں گی جب وہ انہیں حقیقتاً اژدھا باور کریں گے جو متحرک ہیں اور پیٹ کے بل حرکت کررہے ہیں اس کے نتیجہ میں موسیٰ علیہ السلام پر گھبراہٹ طاری ہوجائے گی اور خوف کے باعث پیچ وتاب کی کشمکش میں گرفتار ہوجائیں گے، چنانچہ موسیٰ علیہ السلام کو بشری تقاضوں کے مطابق خوف دامن گیر ہوا جب انہوں نے بظاہر خوفناک منظر کا مشاہدہ کیا تو ہم نے موسیٰ کی جانب وحی کی آپ ان توہمات کے منظر کو دیکھ کر ہرگز خوف زدہ نہ ہوں ہم تجھے یقین دلاتے ہیں کہ تجھے غلبہ حاصل ہوگا آپ اپنی اس لاٹھی کو زمین پر گرائیں جو آپ کے دائیں ہاتھ میں ہے وہ لاٹھی زمین پر گرتے ہی جادوگروں کی کرشمہ سازیوں کے سامان کو منہ میں ڈال کر ہڑپ کرجائے گا اور یہ حقیقت ہے کہ جو کچھ انہوں نے کیا ہے وہ شعبدہ بازی ہے اور جادو کا کرشمہ ہے اور جادوگر شخص جہاں کہیں بھی ہو کامیابی سے ہم کنار نہیں ہوتا اس لئے کہ جادوگر شخص کے جھوٹا ہونے میں کچھ شک وشبہ نہیں ہے اور وہ گمراہی کے گھٹا ٹوپ اندھیرے میں گھرا رہتا ہے، چنانچہ جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی لاٹھی کو گرایا تو لاٹھی عظیم اژدھا کی شکل میں ظہور پذیر ہوئی جس کا معائنہ کرنے سے حاضرین پر خوف ودہشت ان کے دل ودماغ پر مسلط ہوگئی۔

علامہ ابن کثیرؒ بیان کرتے ہیں کہ جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی لاٹھی کو زمین پر گرایا تو وہ خوفناک بہت بڑے اژدھا کی شکل اختیار کرگئی اس کی ٹانگیں بھی تھیں گردن اور سر بھی دکھائی دے رہا تھا، بلکہ اس کے منہ کی صورت بھی دکھائی دے رہی تھیں اس نے گرائی ہوئی رسیوں اور لاٹھیوں کا پیچھا کیا سب کو منہ میں ڈال کر نگل لیا میدان خالی ہوگیا اس میں کسی چیز کا نام ونشان تک نہ تھا اور حاضرین اس منظر کا روشن دن میں ملاحظہ کررہے تھے، یہ منظر دیکھ کر حاضرین نے برملا کہا کہ موسیٰ علیہ السلام جادوگر نہیں ہیں بلکہ حق پرست ہیں ان کے پیغمبر ہونے میں ہرگز شک وشبہ نہیں ہے اس کے بعد فوراً وہ بارگاہ الٰہی میں سجدہ کی حالت میں گر پڑے اس لئے کہ معجزہ تو باقی رہا دلیل واضح ہوگئی حق کو غلبہ حاصل ہوا اور جادو شکست خوردہ ہوکر دم دبا کر بھاگ گیا۔

چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ دن کے آغاز میں تو وہ جادوگر تھے اور دن کے آخری حصہ میں انہوں نے جام شہادت نوش کیا اور ان کا شمار شہدا میں ہوتا ہے، فرعون نے جادوگروں کو مخاطب کرتے ہوئے ڈانٹ پلاتے ہوئے کہا تم موسیٰ پر ایمان لے آئے ہو اس سے پہلے کہ میں تمہیں اس کی اجازت دوں اور اس سے پہلے کہ تم مجھ سے اجازت طلب کرو؟ بلاشبہ وہ تمہارا لیڈر ہے جس نے تمہیں جادو کے فن کی تعلیم دی ہے تو تم نے اس کی موافقت کی ہے تاکہ تم میری بادشاہت کو ختم کرو۔

علامہ قرطبیؒ وضاحت کرتے ہیں فرعون نے یہ جملہ اس لئے کہا تاکہ لوگوں کو غلط فہمی میں ڈال دے کہ وہ بھی ان کی پیروی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہوئے ایمان نہ لے آئیں، بعدازاں اس نے انہیں ڈانٹ پلاتے ہوئے کہ میں تمہیں موت کے گھاٹ اتار دوں گا اور عبرتناک عذاب میں مبتلا کروں گا تمہارے ہاتھوں اور پاؤں کو الٹی جانب سے کاٹ دوں گا دایاں ہاتھ اور بایاں پاؤں کاٹ دوں گا اور تمہیں کھجور کے تنوں پر سولی دوں گا اور تمہیں بدترین قسم کے قتل کے ساتھ موت کے گھاٹ اتار دوں گا، نیز جادوگروں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے جادوگرو! سن لو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ ہم میں سے کون عذاب میں مبتلا کرنے کے لحاظ سے زیادہ سخت ہے اور عذاب بھی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہوگا، کیا میں زیادہ سخت ہوں یا موسیٰ کا پروردگار زیادہ سخت ہے جس پر تم ایمان لا چکے ہو، جواب میں جادوگروں نے استقامت اختیار کرتے ہوئے کہا اے فرعون! ہم تجھے اس ایمان اور ہدایت پر ترجیح نہیں دیں گے جو ہمارے پاس موسیٰ علیہ السلام کی وساطت سے اللہ کی جانب سے آچکا ہے اگرچہ ہم تباہ و برباد کیوں نہ ہو جائیں اس ذات کی قسم! جس نے ہم کو پیدا کیا ہے تو کر جو کچھ تو کرنا چاہتا ہے تیرا حکم اس دنیا میں نافذ ہو سکتا ہے جب کہ دنیا فانی ہے، زوال پذیر ہے جب کہ ہماری رغبت ان نعمتوں کی جانب ہے جو ہمیشہ ہمیشہ برقرار رہیں گی۔

عکرمہ تابعیؒ بیان کرتے ہیں جب وہ سجدہ کی حالت میں تھے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں ان رہائش گاہوں کو دکھایا جن سے انہیں نوازا جائے گا اس لئے انہوں نے کہا کہ ہم اللہ کی ذات پر ایمان رکھتے ہیں جو ہمارا پروردگار ہے تاکہ وہ ہمارے ان گناہوں کو معاف فرمائے جن کا ہم نے ارتکاب کیا نیز ہم سے کفر کے علاوہ جو نافرمانیاں سرزد ہوئیں اور اللہ ہمیں اس جادو کے عمل کو بھی معاف کرے گا جس پر ہم عمل پیرا رہے تاکہ ہم اللہ کی بھیجی ہوئی اس روشنی کو ختم کریں اور اللہ کی ذات ثواب کے لحاظ سے تجھ سے بہتر اور اس کا عذاب بھی ہمیشہ رہنے والا ہوگا، دراصل یہ فرعون کے اس قول کا جواب ہے جب اس نے کہا تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ ہم میں سے کون عذاب میں مبتلا کرنے کے لحاظ سے زیادہ سخت ہے اور اس کا عذاب دائمی ہے۔

اِنَّهٗ مَنْ يَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا: یہ جملہ جادوگروں کے کلام کا تتمہ ہے جب انہوں نے فرعون کو وعظ کیا کہ جس شخص کی ملاقات اس کے پروردگار کے ساتھ قیامت کے دن ہوئی جب کہ وہ مجرم ہے، نافرمانیوں کا مرتکب ہے اور موت بھی کفر پر ہوئی تو بلاشبہ اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے اس میں اس پر موت طاری نہ ہوگی کہ اس کا عذاب ختم ہو اور نہ اسے عمدہ خوشگوار زندگی میسر آئے گی اور جس شخص کی ملاقات اس کے پروردگار سے ایسی حالت میں ہوئی کہ وہ ایمان دار اور موحد تھا اطاعت الٰہی کرتا رہا، منہیات سے کنارہ کش رہا تو یہ لوگ ایسے ایمان دار ہیں جن کو ان کے اعمال صالحہ کے باعث اللہ پاک کے ہاں اونچے مراتب حاصل ہوں گے، عمدہ قسم کی رہائش گاہیں حاصل ہوں گی ان کے پلنگوں کے نیچے شراب، شہد، دودھ اور پانی کی نہریں بہہ رہی ہوں گی، یہ بلند درجات جنت عدن کے ہیں ان میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہائش پذیر رہیں گے وہ کبھی بھی اس سے باہر نہیں جائیں گے یہ بہترین بدلہ ان لوگوں کو حاصل ہوگا جو کفر اور نافرمانیوں کی میل کچیل سے پاک رہے، حدیث میں ہے کہ جنت میں سو درجے ہوں گے ایک درجہ سے دوسرے درجہ کی مسافت اتنی ہوگی جتنی کہ آسمان اور زمین کے درمیان مسافت ہے جب کہ جنت الفردوس کا مقام دیگر جنتوں سے اونچے درجہ کا ہے تو جب تم اللہ پاک سے جنت کا سوال کرو تو جنت الفردوس میں داخلہ کا سوال کرو۔ (صحیح ترمذی کتاب الجنۃ باب ۵، مسند احمد ۳۱۶/۵، الصحیحۃ ح ۹۳۲)

حدیث میں ہے کہ جو لوگ مقام علیین میں ہوں گے وہ اپنے سے بلند مراتب والوں کو دیکھیں گے جیسا کہ تم اس ستارے کو دیکھتے ہو جو آسمان کے کنارے میں ہے گویا کہ ان کے درمیان اتنا فرق ہوگا انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے پیغمبر ﷺ انبیاء علیہم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

السلام کے منازل ہوں گے آپ نے فرمایا کیوں نہیں اس ذات کی قسم جسکے ہاتھ میں میری جان ہے اس سے مقصود وہ لوگ ہیں جو اللہ پاک پر ایمان لائے اور پیغمبروں کی تصدیق کی۔(صحیح بخاری کتاب البدء الخلق باب ۸، صحیح مسلم کتاب الجنۃ باب ۳، مسند احمد ۲۶/۳)

وَلَقَدْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِىْ فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيْقًا فِى الْبَحْرِ يَبَسًا لَّا تَخٰفُ دَرَكًا وَّلَا تَخْشٰى﴿۷۷﴾ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُوْدِهٖ فَغَشِيَهُمْ مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ﴿۷۸﴾ وَاَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ وَمَا هَدٰى﴿۷۹﴾ يٰبَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ قَدْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ عَدُوِّكُمْ وَ وٰعَدْنٰكُمْ جَانِبَ الطُّوْرِ الْاَيْمَنَ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى﴿۸۰﴾ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيْهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِىْ ۚ وَمَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِىْ فَقَدْ هَوٰى﴿۸۱﴾ وَاِنِّىْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى﴿۸۲﴾

ترجمہ: اور یقیناً ہم نے موسیٰ کی جانب وحی کی کہ رات کے وقت میرے بندوں کو لے جائیں پھر ان کے لئے دریا میں خشک راستہ بنائیں آپ [دشمن کے] معلوم کرنے اور ڈوبنے سے بھی خوفزدہ نہ ہوں (۷۷) تو فرعون نے اپنے لشکر کے ساتھ ان کا تعاقب کیا تو ان کو دریا سے ڈھانپ لیا اس چیز نے جس نے ڈھانپ لیا (۷۸) اور فرعون نے اپنی قوم کو گمراہ کیا اور ان کی صحیح راہ نمائی نہ کی (۷۹) ہم نے کہا اے بنی اسرائیل! ہم نے تمہیں تمہارے دشمن سے نجات عطا کی اور ہم نے تم سے طور [پہاڑ] کی دائیں جانب کا وعدہ کیا اور ہم نے تم پر من اور سلویٰ اتارا (۸۰) ہم نے کہا تم ان لذیذ چیزوں کو تناول کرو جن کا ہم نے تمہیں عطیہ دیا اور تم اس کے بارے میں حد سے تجاوز نہ کرو اس وقت تم پر میری ناراضگی ثابت ہوگی اور جس پر میری ناراضگی ثابت ہوگئی تو وہ یقیناً تباہ و برباد ہوگیا (۸۱) اور یقیناً میں اس شخص کو معاف کروں گا جو تائب ہوا اور ایمان لایا اور اچھے کام کئے پھر ہدایت یافتہ ہوا (۸۲)

لغوی تحقیق: درک ادرک سے باب افعال کا مصدر ہے اس سے مقصود مل جانا یا پایا جانا ہے، پالینا، ڈھونڈنا، اَدْرَكَ الشَّجَرَ پھل کے پکنے کا وقت قریب آ پہنچا، تَدَارَكَ غلطی کی اصلاح کرنا، اِسْتِدْرَاك تلافی مافات، وہم دور کرنا، جب مصر میں بنی اسرائیل پر مظالم و تشدد کی انتہا ہوگئی تو اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ اب تم بحر احمر کی خلیج پار کر کے وادی میں پناہ گزین ہو جاؤ اور اس سے نہ ڈرو کہ پانی کے ریلے تمہیں بہا کر لے جائیں گے کیونکہ تم جونہی عصا مارو گے تمہارے لئے ایک رستہ بن جائے گا جس کے ذریعے تم آسانی سے خلیج پار کرلو گے یہ محض بخت و اتفاق کا کرشمہ نہ تھا کہ پانی پایاب ہوگیا اور موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو بھاگ نکلنے کا موقع مل گیا، یہ کھلا ہوا اعجاز تھا عصائے موسوی کا اور اللہ کی قدرت اور معاونت کا، قانون فطرت کا اور جبر و التزام مسلم، لیکن یہ قانون جس رب فاطر نے وضع کیا ہے اس نے اس میں اتنی لچک بھی رکھی ہے کہ کبھی کبھی بالاتر انسانی مصلحت کی خاطر یہ اپنی خو سے دست بردار ہوکر اخلاق و ہدایت کے قانون کی اطاعت قبول کرلے۔(لسان القرآن ص ۷۴۶)

هَوٰى هَاوِيَه کی جانب چلا گیا اس سے مقصود دوزخ کی گہرائی ہے کہ اسے بلندی سے نہایت پستی کی جانب گرا دیا گیا، اَلْمَلِكُ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طاقت، قدرت، اس سے مقصود ہم نے اپنی جانب سے جس چیز کے مالک تھے اس کا حکم دے دیا، اَوْزَارٌ بوجھ اس کا واحد وِزْرٌ ہے، گناہ پر بوجھ کا اطلاق ہوا ہے اس لئے کہ گناہ انسان کو بوجھل کر دیتا ہے۔

بلاغت: لفظ هَوٰی میں استعارہ ہے هَوٰی کا اصل معنی بلندی سے پستی کی جانب گرنا ہے مقصود ہلاکت ہے، ﴿فَغَشِيَهُمْ مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ﴾ آیت میں ابہام ہے اور یہ بھی صحیح ہے کہ فرعون اور اس کے لشکر کو دریائے نیل سے ڈھانپ لیا جس نے ڈھانپ لیا۔

تناسب: ماقبل آیات مبارکہ میں موسیٰ علیہ السلام اور فرعون ملعون کا واقعہ بیان ہو رہا ہے اور اس مقام پر اشارہ مل رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام اور اس کی قوم کو نجات عطا کی اور ان کے دشمن کو تباہ و برباد کر ڈالا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں عظیم الشان نعمت کو یاد دلاتے ہوئے بنی اسرائیل کو وصیت کی کہ ان نعمتوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ان کو تحفظ دیں کہیں اللہ کی ناراضگی کو حاصل نہ کرنا جب تم انعامات کی ناشکری پر اتر آئے، بعدازاں بنی اسرائیل کو یاد دلایا کہ انہوں نے الٹا راستہ اختیار کیا جب انہوں نے بچھڑے کی عبادت شروع کر دی اس مقام پر اختصار ہے جبکہ سورۃ البقرہ میں تفصیل گزر چکی ہے۔

تشریح: جب فرعون سرکشی میں انتہا کو پہنچ گیا تو ہم نے موسیٰ علیہ السلام کی جانب وحی کی کہ تم بنی اسرائیل کو رات کے لمحات میں ہی سرزمین مصر سے نکال کر اپنی معیت میں رکھو آپ دریائے نیل میں اپنے عصا کو ماریں تاکہ وہ خشک ہو جائے اور تم اسے عبور کر سکو، تم نے فرعون کے تعاقب کے بارے میں ہرگز خوفزدہ نہیں ہونا ہے اور نہ تم نے ڈوب جانے کا اندیشہ رکھنا ہے چنانچہ فرعون اپنے لشکر کے ساتھ ان کے تعاقب میں نکلا تاکہ انہیں موت کے گھاٹ اتار دے لیکن دریائے نیل نے انہیں اپنی موجوں میں گرفتار کر لیا اور ان کے دل و دماغ پر ایسا خوف مسلط ہوا جس کی حقیقت کو اللہ پاک ہی جانتا ہے، حقیقت یہ ہے کہ فرعون نے ان کی صحیح راہ نمائی نہ کی کہ وہ نجات پا سکتے اس جملہ میں فرعون کے ایک نعرے کا تمسخر اڑایا گیا ہے جب اس نے گرجدار آواز میں یہ جملہ دہرایا تھا کہ میں تمہیں رشد وہدایت اور نجات کی جانب لے جا رہا ہوں اسی لئے اللہ پاک نے وضاحت کرتے ہوئے بنی اسرائیل پر اپنے احسان کا ذکر کیا کہ ہم نے تم کو فرعون دشمن سے نجات عطا کی کہ تم بحر قلزم کو عبور کر کے پار ہو گئے اور فرعون اور اس کے لشکر کو ڈبو کر ہلاک کر دیا یہ اللہ پاک کا تم پر بہت بڑا احسان ہے اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام سے سرگوشی کرنے اور تورات اتارنے کے لئے وعدہ کیا اور وعدہ کی نسبت ان کی جانب اس لئے کی گئی ہے کہ اس سے انہیں فائدہ حاصل ہوگا، ظاہر ہے کہ تورات کے اتارنے میں ان کے دینی و دنیوی مصالح کا تحفظ تھا اور ہم نے تم پر میدان تیہ میں ترنجبین کو اتارا جو شہد کی مانند شیریں ذائقہ رکھتا تھا اور بٹیرے عطا کئے جن کا گوشت دیگر پرندوں سے زیادہ لذیذ ہوتا ہے یہ ہماری جانب سے تم پر احسان تھا جب کہ تم جنگل میں تھے وہاں کھانے پینے کی چیزیں دستیاب نہ تھیں، خیال رکھیں انعامات کو ترتیب کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے، اولاً انہیں ڈوبنے سے تحفظ عطا کیا اس کے بعد میٹھی ڈش کا انتظام کیا اس سے مقصود ترنجبین ہے، بعدازاں انہیں پرندوں کا گوشت عطا کیا بالخصوص بٹیروں کا گوشت تھا ہم نے تمہیں کہا تم حلال لذیذ ماکولات تناول کرو جن کا ہم نے تم پر انعام کیا لیکن کہیں ایسا نہ ہو کہ ان انعامات کے بعد میرے احکام کی نافرمانی شروع کر دو اور جب تم میں سرکشی کا ظہور ہو جائے گا تو تم پر میرا عذاب نازل ہوگا اور جس شخص پر میں ناراض ہوا اور اس پر میری جانب سے عذاب اترا تو وہ شخص تباہ و برباد ہو گیا اور بدنصیب ہو گیا جب کہ میں تو اس شخص کو مغفرت سے نوازتا ہوں جو شرک جیسے کبیرہ گناہ سے تائب ہو جاتا ہے اور اعمال صالحہ کرتا ہے اس کے اعمال اس کے ایمان کے گواہ ہو جاتے ہیں، بعدازاں اس میں استقامت کا وصف زندگی بھر اس سے الگ نہ ہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حقیقت یہ ہے کہ اس آیت میں اس شخص کو متنبہ کیا گیا ہے جو نافرمانی کے گڑھے میں گر چکا ہے اس کو امید دلائی گئی ہے کہ اب بھی اگر تو گمراہی کے گڑھے سے نکل کر بارگاہ الٰہی میں صدق دل کیساتھ عہد کرتا ہے کہ اب زندگی بھر میرا دامن نافرمانی سے پاک رہے گا اور میرے پائے استقامت میں ہرگز لغزش نہ آئے گی تو چونکہ استقامت کا مقام کرامت سے اونچا ہے بلکہ استقامت اختیار کرنے والوں پر فرشتوں کا نزول ہوتا ہے جو انہیں اس پیغام سے ہمکنار کرتے ہیں کہ تم اللہ کی رضا حاصل کر چکے ہو اور اس کی رضا کا حصول ہی بہت بڑی کامیابی ہے، مزید تفصیل سورۃ البقرۃ کی تفسیر میں ملاحظہ کریں۔ (اصدق البیان ج ۱ ص ۱۸۲-۱۹۵)

نوٹ: امام بخاریؒ نے آیت نمبر ۷۷ کے ساتھ باب کا انعقاد کیا ہے اس میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے حدیث ذکر ہوئی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف فرما ہوئے اور یہودی عاشورہ محرم (دس محرم) کا روزہ رکھتے تھے ان سے استفسار کیا گیا انہوں نے کہا اس دن یعنی محرم کی دس تاریخ کو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو فرعون پر کامیابی عطا کی اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم ان سے موسیٰ علیہ السلام کے زیادہ قریب ہیں پس تم محرم کی دس تاریخ کا روزہ رکھو۔ (فتح الباری ۸/۴۳۴)

وَمَآ اَعۡجَلَكَ عَنۡ قَوۡمِكَ يٰمُوۡسٰى﴿۸۳﴾ قَالَ هُمۡ اُولَآءِ عَلٰٓى اَثَرِىۡ وَعَجِلۡتُ اِلَيۡكَ رَبِّ لِتَرۡضٰى﴿۸۴﴾ قَالَ فَاِنَّا قَدۡ فَتَنَّا قَوۡمَكَ مِنۡۢ بَعۡدِكَ وَاَضَلَّهُمُ السَّامِرِىُّ﴿۸۵﴾ فَرَجَعَ مُوۡسٰٓى اِلٰى قَوۡمِهٖ غَضۡبَانَ اَسِفًا ۚ قَالَ يٰقَوۡمِ اَلَمۡ يَعِدۡكُمۡ رَبُّكُمۡ وَعۡدًا حَسَنًا ۚ اَفَطَالَ عَلَيۡكُمُ الۡعَهۡدُ اَمۡ اَرَدۡتُّمۡ اَنۡ يَّحِلَّ عَلَيۡكُمۡ غَضَبٌ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ فَاَخۡلَفۡتُمۡ مَّوۡعِدِىۡ﴿۸۶﴾ قَالُوۡا مَآ اَخۡلَفۡنَا مَوۡعِدَكَ بِمَلۡكِنَا وَلٰـكِنَّا حُمِّلۡنَاۤ اَوۡزَارًا مِّنۡ زِيۡنَةِ الۡقَوۡمِ فَقَذَفۡنٰهَا فَكَذٰلِكَ اَلۡقَى السَّامِرِىُّ﴿۸۷﴾ فَاَخۡرَجَ لَهُمۡ عِجۡلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ فَقَالُوۡا هٰذَاۤ اِلٰهُكُمۡ وَاِلٰهُ مُوۡسٰى فَنَسِىَ﴿۸۸﴾ اَفَلَا يَرَوۡنَ اَلَّا يَرۡجِعُ اِلَيۡهِمۡ قَوۡلًا ۙ وَّلَا يَمۡلِكُ لَهُمۡ ضَرًّا وَّلَا نَفۡعًا﴿۸۹﴾ ع

ترجمہ: اور اے موسیٰ! تجھے تیری قوم سے کس چیز نے جلدی میں ڈال دیا ہے (۸۳) اس نے کہا میری قوم تو یہ میرے پیچھے ہے اور اے میرے پروردگار! میں نے تیری جانب جلدی کی ہے تا کہ تو خوش ہو جائے (۸۴) اللہ نے کہا ہم نے بلاشبہ تیرے بعد تیری قوم کو آزمائش میں مبتلا کیا اور سامری نے انہیں گمراہ کیا (۸۵) چنانچہ موسیٰ اپنی قوم کی جانب واپس لوٹا وہ ناراض، افسردہ تھا اس نے کہا اے میری قوم! کیا تمہارے پروردگار نے تم سے اچھا وعدہ نہیں کیا؟ تم پر وقت لمبا ہو گیا ہے یا تم چاہتے ہو کہ تم پر تمہارے پروردگار کی جانب سے ناراضگی ثابت ہو جائے تو تم نے میرے وعدہ کی خلاف ورزی کی ہے (۸۶) انہوں نے کہا ہم نے اپنے اختیار کے ساتھ تیرے وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کی ہے لیکن ہمیں تکلیف دی گئی کہ ہم قبطی لوگوں کی زینت کے بوجھوں کو اٹھائیں تو ہم نے ان کو گرا دیا اور اسی طرح سامری نے گرایا (۸۷) تو اس نے ان کے لئے بچھڑا بنایا ایسا جسم کہ اس کی آواز گائے کی تھی تو سامری کے پیروکاروں نے کہا یہ تمہارا اور موسیٰ کا پروردگار ہے تو موسیٰ بھول گیا (۸۸) کیا یہ گمراہ لوگ دیکھتے نہیں ہیں کہ وہ ان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی جانب کوئی بات لوٹا تا نہیں ہے اور انہیں کچھ نقصان اور فائدہ نہیں دیتا ہے (۸۹)

لغوی تحقیق: اَثَر وہ چیز جو پہلی چیز کے بعد اس کے ساتھ ملی ہوئی ہو، سَامِرِیُّ یہ شخص بنی اسرائیل کی شاخ سے تھا اس کا نام موسیٰ تھا، خُوَارٌ گائے کی آواز، بُعَار بکری کی آواز، اَسِفٌ غمگین، بِمَلْكِنَا ہماری قدرت کے ساتھ، اَلَّا يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ قَوْلًا ان کا جواب نہیں دیتا ہے۔

تشریح: قوم سے مقصود ستر منتخب لیڈر ہیں اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام کو مخاطب کر کے ان سے استفسار کر رہے ہیں کہ آپ نے اپنی قوم سے جلدی کیوں کی ہے؟ معلوم ہوتا ہے آپ کو اپنی قوم کے ساتھ کچھ دلچسپی نہیں حالانکہ آپ کو حکم دیا گیا تھا کہ آپ نے ان کے ساتھ رہنا ہے اور عجلت سے کام نہیں لینا ہے تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنے پروردگار کو جواب دیتے ہوئے کہا وہ میرے نزدیک ہی میرے نقش قدم پر آرہے ہیں مجھ میں اور ان میں کوئی زیادہ فاصلہ نہیں ہے البتہ اے میرے پروردگار! میں نے آپ کی خدمت میں حاضری دینے میں جلدی کی ہے تاکہ آپ مجھ سے مزید خوش ہو جائیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم نے آپ کی قوم کی آزمائش کی ہے جب آپ ان سے الگ ہوئے اگرچہ ہارون ان کے ساتھ تھے لیکن انہوں نے بچھڑے کی عبادت شروع کر دی اس کے نتیجہ میں ان کا شمار بدبخت لوگوں سے ہے جبکہ سامری نے بچھڑے کی عبادت کی جانب انہیں متوجہ کیا اور سامری کا تعلق ان لوگوں کے ساتھ تھا جو بچھڑے کی عبادت کرتے اور اس کی عبادت کی جانب لوگوں کو دعوت دیتے تھے اگرچہ بظاہر اس کا انہاک بنی اسرائیل کے دین کے ساتھ تھا لیکن اس کے دل میں بچھڑے کی محبت رچ بس چکی تھی، چنانچہ موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر چالیس دن گزارنے کے بعد واپس لوٹے تو اپنی قوم پر انہیں سخت رنج تھا اور ان کا غصہ تھمتا نہیں تھا جب انہوں نے اپنی قوم کو دیکھا کہ وہ بچھڑے کی عبادت میں مستغرق ہیں۔

امام قرطبیؒ کا قول: امام ابوبکر طرطوشیؒ سے دریافت کیا گیا کچھ لوگ اجتماعی ذکر کی مجلسیں قائم کرتے ہیں اس مجلس میں ڈھول بھی بجایا جاتا ہے رقص کا سلسلہ بھی جاری رہتا ہے اور حاضرین رقص کرتے کرتے وجد میں آکر زمین پر گر پڑتے ہیں اس دوران ان کے سامنے مٹھائی پیش کی جاتی ہے، کیا ایسی مجالس میں شریک ہونا صحیح ہے؟ انہوں نے جواب دیا صوفیاء کے مذہب کی بنیاد جہالت پر ہے یہ لوگ گمراہ ہیں اسلام تو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کا نام ہے اور رقص، وجد کا اولین موجد سامری تھا جب اس نے بچھڑے کا ڈھانچہ بنایا اس سے آواز ظاہر ہوتی تھی تو اس کے چیلے چانٹے اس کے گرد ڈانس کرتے اور ان پر وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی، حقیقت یہ ہے کہ یہ تو کفار کا طریقہ ہے اور ڈھول کے ایجاد کرنے والے زندیق لوگ تھے تاکہ اس طرح وہ مسلمانوں کو کتاب اللہ سے دور کر کے اپنی مجالس میں لے جائیں اس قسم کے لوگوں کو مساجد میں نہ آنے دیا جائے ان کی ہرگز اعانت نہ کی جائے چنانچہ امام مالکؒ، امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کا یہی مسلک ہے۔ (المراغی ۱۱۶/۶)

قَالَ يٰقَوْمِ اَلَمْ يَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا: اس استفہام میں انہیں ڈانٹ پلائی گئی ہے کہ کیا تم سے وعدہ نہیں کیا گیا تھا اور زیادہ عرصہ گزرنے کے بعد تم وعدہ کو بھول گئے ہو یا تم چاہتے ہو کہ تم پر تمہارے پروردگار کی جانب سے غضب نازل ہو، ابوحیان کا قول ہے کہ انہوں نے اللہ کے ساتھ وعدہ کیا تھا کہ وہ اللہ کے دین اور موسیٰ علیہ السلام کی سنت کے ساتھ تمسک اختیار کریں گے اور کبھی بھی اللہ کے حکم کی مخالفت نہیں کریں گے لیکن جب انہوں نے بچھڑے کو اپنا معبود بنا لیا تو انہوں نے وعدہ کی خلاف ورزی کی جب کہ انہوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے جواب میں کہا ہم نے اپنے ارادہ اور اختیار کے ساتھ وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کی ہے بلکہ ہم مجبور تھے، دراصل ہم نے آل فرعون سے زیورات حاصل کئے تو ہم نے سامری کے کہنے پر ان کو آگ میں ڈالا تو سامری نے زیورات کے مادہ سے ایک بچھڑا بنایا بعدازاں اس پر جبریل علیہ السلام کے گھوڑے کے نقش قدم سے مٹی اٹھا کر بچھڑے میں ڈالی تو وہ آواز کرنے لگ گیا۔

فَاَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلاً جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ: سے مقصود یہ ہے کہ سامری نے پگھلائے گئے زیورات سے ایک بچھڑا بنایا جس کا جسم تھا لیکن اس میں روح نہیں تھی البتہ بچھڑے جیسی آواز تھی تو انہوں نے کہا یہ تمہارا خدا ہے اور یہی موسیٰ علیہ السلام کا خدا ہے لیکن موسیٰ علیہ السلام اپنے خدا کو فراموش کر کے یہاں سے کوہ طور کی جانب چلا گیا ہے وہاں اپنے معبود کو تلاش کر رہا ہے اس کے بعد لوگ بچھڑے کی عبادت پر ڈٹ گئے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی تردید کرتے ہوئے اور انہیں بے وقوف قرار دیتے ہوئے واضح الفاظ میں کہا کیا یہ لوگ جانتے نہیں ہیں کہ جس بچھڑے کو وہ اپنا معبود بنا رہے ہیں وہ تو ان کی کسی بات کا جواب نہیں دیتا ہے اور ان پر اترنے والی تکالیف کو دور نہیں کر سکتا انہیں فوائد سے ہم کنار نہیں کر سکتا، تو اسے کیسے معبود کیا جا سکتا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ زیورات کا مادہ سونا چاندی وغیرہ ہے جب بچھڑے کو سونے سے تیار کیا گیا تو اس کے ڈھانچے میں دو سوراخ تھے ایک سوراخ سے ہوا داخل ہوتی دوسرے سے نکل جاتی جس سے آواز پیدا ہوتی تھی۔

اس مقام میں استفہام کے انداز میں انہیں ڈانٹ پلانا مقصود ہے کہ وہ عقل سے کام نہیں لے رہے ہیں اس سے زیادہ حماقت اور کیا ہو سکتی ہے؟ مولانا ابوالکلام آزادؒ کی وضاحت ملاحظہ فرمائیں، قرآن کہیں یہ نہیں کہتا کہ بچھڑے کی مورتی میں زندگی پیدا ہو گئی تھی بلکہ صاف صاف کہتا ہے کہ وہ ایک بے جان دھڑ تھا جس سے آواز نکلتی تھی اگر ایک ملکوتی کرشمہ نے اسے زندہ کر دیا ہوتا تو قرآن اسے ﴿عجلاً جسدا له خوار﴾ کیوں کہتا؟ (ترجمان القرآن ۱۶۶/۲)

وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ يٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ ۚ وَاِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِيْ وَاَطِيْعُوْٓا اَمْرِيْ ﴿۹۰﴾ قَالُوْا لَنْ نَّبْرَحَ عَلَيْهِ عٰكِفِيْنَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْنَا مُوْسٰى ﴿۹۱﴾ قَالَ يٰهٰرُوْنُ مَا مَنَعَكَ اِذْ رَاَيْتَهُمْ ضَلُّوْٓا ﴿۹۲﴾ اَلَّا تَتَّبِعَنِ ؕ اَفَعَصَيْتَ اَمْرِيْ ﴿۹۳﴾ قَالَ يَبْنَؤُمَّ لَا تَاْخُذْ بِلِحْيَتِيْ وَلَا بِرَاْسِيْ ۚ اِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِيْ ﴿۹۴﴾ قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يٰسَامِرِيُّ ﴿۹۵﴾ قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوْا بِهٖ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذٰلِكَ سَوَّلَتْ لِيْ نَفْسِيْ ﴿۹۶﴾ قَالَ فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَكَ فِي الْحَيٰوةِ اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ وَاِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَهٗ ۚ وَانْظُرْ اِلٰٓى اِلٰهِكَ الَّذِيْ ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا ؕ لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِي الْيَمِّ نَسْفًا ﴿۹۷﴾ اِنَّمَا اِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ﴿۹۸﴾

ترجمہ: اور بلاشبہ ہارون نے ان سے اس سے پہلے کہا تھا اے میری قوم! تم اس بچھڑے کے سبب فتنے میں مبتلا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو گئے ہو اور بلاشبہ تمہارا پروردگار اللہ ہے پس تم میری پیروی کرو اور میرے حکم کی اطاعت کرو (۹۰) انہوں نے کہا ہم اس بچھڑے پر ہمیشہ اعتکاف بیٹھے رہیں گے یہاں تک کہ موسیٰ ہمارے پاس واپس آئے (۹۱) موسیٰ نے آتے ہی کہا اے ہارون! تجھے کس نے روکا ہے جب تو نے انہیں دیکھا کہ وہ گمراہ ہو گئے ہیں (۹۲) تو نے میری پیروی کیوں نہ کی تو نے میرے حکم کی مخالفت کیوں کی؟ (۹۳) اس نے کہا اے میری ماں کے بیٹے! تو نہ میری داڑھی پکڑ اور نہ میرے سر کے بالوں کو پکڑ بلاشبہ میں خوفزدہ ہوا اس لئے کہ تو کہے گا کہ تو نے یعقوب کے بیٹوں کے درمیان جدائی ڈال دی اور تو نے میری بات کا خیال نہ کیا (۹۴) موسیٰ نے کہا اے سامری! تیرا کیا حال ہے؟ (۹۵) اس نے کہا میں نے اس چیز کو معلوم کیا جس کو لوگوں نے معلوم نہ کیا پھر میں نے جبریل کے نقش پا سے مٹی کی مٹھی پکڑی تو میں نے اس کو گرایا اور اسی طرح میرے نفس نے میرے لئے آراستہ کیا (۹۶) اس نے کہا پس تو جا بلاشبہ تیرے لئے زندگی میں یہ سزا ہے کہ تو کہے گا کہ ہاتھ لگانا ممکن نہیں ہے اور بلاشبہ تیرے لئے دوسرا وعدہ ہے جس کی خلاف ورزی نہ ہوگی اور تو اپنے معبود کی جانب دیکھ جس پر تو اعتکاف بیٹھا ہوا تھا ہم اس کو جلائیں گے پھر اس کو دریا میں گرا دیں گے (۹۷) بلاشبہ تمہارا معبود اللہ ہے کوئی صحیح معبود نہیں ہے مگر وہی ہے علم کے لحاظ سے وہ ہر چیز پر حاوی ہے (۹۸)

لغوی تحقیق: بَصُرْتُ میں نے ان باتوں کو معلوم کیا جن کو انہوں نے معلوم نہیں کیا، اَلرَّسُوْلُ جبریل علیہ السلام مراد ہیں، اَثَرُہٗ اس کا طریقہ، سَوَّلَتْ لِیْ نَفْسِیْ میرے نفس نے اس کو مزین کیا اور خوبصورت سمجھا، لَامِسَاسَ کوئی بھی شخص اس سے اختلاط نہ کرے اور نہ وہ کسی سے اختلاط رکھے گا وہ الگ تھلگ زندگی بسر کرے گا، لَنْ تُخْلَفَہٗ عنقریب اللہ اس کو تیرے پاس لائے گا ضروری ہے، ظَلْتَ اس کا اصل ظَلَلْتَ ہے، لَنُحَرِّقَنَّہٗ ہم ریتی کے ساتھ اس کا برادہ بنائیں گے، لَنَنْسِفَنَّہٗ ہم اس کو سمندر میں بہا دیں گے، وَسِعَ کُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا اس کا علم ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے اور وسیع ہے۔ (المراغی ۱۱۹/۶)

تنبیہ: بنی اسرائیل نے سامری کے فتنہ کے باعث بچھڑے کو اپنا معبود بنایا وثنیت بت پرستی کے بیج ان کے دلوں میں راسخ تھے یہی وجہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ان کو فرعون سرکش لعین سے نجات عطا کی تو انہوں نے موسیٰ علیہ السلام سے مطالبہ کیا کہ وہ ان کے لئے کوئی بت مجسمہ تیار کرائیں تاکہ وہ اس کی عبادت کریں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب ہم نے بنی اسرائیل کو بحر قلزم سے پار کرا دیا تو وہ ایسے لوگوں کے پاس سے گزرے جو بتوں کی عبادت میں جھکے ہوئے تھے تو انہوں نے ان کو دیکھ کر موسیٰ علیہ السلام سے مطالبہ کیا جس طرح ان لوگوں کے معبود ہیں ہمارے لئے بھی ایک معبود متعین کریں انہوں نے جواب میں یہ جملہ دہرایا کہ تم لوگ جہالت میں مستغرق ہو، اس لحاظ سے کچھ تعجب نہیں کہ وہ سونے کی دھات سے تیار شدہ بچھڑے کی عبادت پر جمع ہو گئے ہوں جس میں آواز تھی۔

تشریح: موسیٰ علیہ السلام کے ان کی جانب واپس لوٹنے سے پہلے ہارون علیہ السلام نے انہیں خیرخواہی کے انداز میں کہا کہ تم بچھڑے کی عبادت کے باعث گمراہ ہو گئے ہو جبکہ حقیقت یہ ہے کہ تمہارا پروردگار اللہ رحمٰن ہے وہی عبادت کے لائق ہے بچھڑا تو معبود نہیں ہے تو تم میری پیروی کرو جب میں تم کو اللہ کی عبادت کی جانب دعوت دے رہا ہوں اور تم میری بات تسلیم کرو بچھڑے کی عبادت چھوڑ دو،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے جواب دیا ہم تو بچھڑے کی عبادت پر جمے رہیں گے جب تک کہ موسیٰ علیہ السلام واپس نہ آجائیں اسکے بعد ہم غور کریں گے۔

سید قطب شہیدؒ ظلال القرآن میں رقم طراز ہیں بنی اسرائیل نے جب سونے سے تیار شدہ بچھڑا دیکھا جو آواز بھی کرتا ہے تو انہوں نے اپنے پروردگار کو فراموش کر دیا جس نے ان کو رزالت کی زندگی سے نجات عطا کی تھی لیکن وہ حماقت کے باعث سونے سے تیار شدہ بچھڑے کی عبادت پر مصر رہے، پس جب موسیٰ علیہ السلام واپس لوٹے انہوں نے معلوم کیا کہ یہ تو بچھڑے کی عبادت میں مستغرق ہیں تو انہیں اس پر شدید غصہ آیا اور اپنے بھائی ہارون کے سر کو پکڑ کر اپنی جانب کھینچتے ہوئے کہا تیرے سامنے کیا رکاوٹ تھی جب تو نے انہیں دیکھا کہ انہوں نے اللہ کی ذات کا انکار کیا ہے تو تو نے ان کے فعل پر انکار کیوں نہ کیا اور ان کی اس گمراہی کو دیکھنے کے بعد انہیں ڈانٹ کیوں نہ پلائی؟ تعجب ہے کہ تو نے میرے حکم کے مطابق نہ چل کر میری مخالفت کی ہے جب کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا کہ تو قوم میں میرا خلیفہ ہے تو نے اصلاح کی جانب جادہ پیما رہنا ہے اور فساد انگیزی کرنے والوں کی موافقت نہیں کرنی ہے اس کے جواب میں ہارون نے نہایت نرم لہجہ میں مخاطب کرتے ہوئے کہا، اے میری ماں کے بیٹے! میرے بھائی، آپ میری داڑھی اور سر کے بالوں کو نہ پکڑیں، ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں موسیٰ علیہ السلام نے ہارون علیہ السلام کے سر کے بالوں کو اپنے دائیں ہاتھ کے ساتھ پکڑا جب کہ داڑھی کے بالوں کو غیظ وغضب کی کیفیت میں بائیں ہاتھ کے ساتھ پکڑا اللہ کی ذات کے بارے میں غیرت نے اس فعل پر برانگیختہ کیا۔

ہارون علیہ السلام نے انہیں جواب دیا مجھے خطرہ لاحق ہوا کہ اگر میں نے ان پر دباؤ ڈال کر روکا تو ان کے درمیان لڑائی کا آغاز نہ ہو جائے تو پھر تو مجھے ملامت کا نشانہ بنائے گا اور تو مجھے کہے گا کہ تو نے بنی اسرائیل میں تفرقہ ڈال دیا ہے اور تو نے میرے حکم کا انتظار نہ کیا اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ آپ کے آنے کا انتظار کروں آپ آ کر اس معاملہ کو سلجھالیں گے، معلوم ہوا کہ ہارون علیہ السلام فی الحقیقت موسیٰ علیہ السلام سے خائف تھے۔

www.KitaboSunnat.com

قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يٰسَامِرِيُّ: موسیٰ علیہ السلام نے سامری کو مخاطب کیا اور اس سے اس کی کیفیت کے بارے میں استفسار کیا اور تجھے اس کام کے سرانجام دینے پر کس نے مجبور کیا؟ سامری نے جواب دیتے ہوئے وضاحت کی کہ میں نے اس چیز کا مشاہدہ کیا جس کا انہوں نے مشاہدہ نہیں کیا اور وہ یہ ہے کہ اے موسیٰ! جب آپ کے پاس جبریل علیہ السلام پہنچا تو میرے دل میں خیال گزرا کہ میں اس کے نقش قدم سے ایک مٹھی مٹی کو اٹھا کر بچھڑے پر گرادوں، اس لئے کہ جب میں اس مٹی کو کسی جامد چیز پر گرادوں گا تو اس میں زندگی کے آثار نمودار ہو جائیں گے چنانچہ جبریل علیہ السلام کے گھوڑے کے نقش قدم سے مٹی کی ایک مٹھی اٹھائی اس کو بچھڑے پر بکھیر دیا تو اس میں آواز نمودار ہو گئی اور میری طبیعت نے میرے لئے اس کو خوبصورت بنا دیا تو میں نے اس کو سرانجام دیا اس پر موسیٰ علیہ السلام نے سامری کو مخاطب کرتے ہوئے کہا دنیوی زندگی میں تیرے جرم کی سزا یہ ہے کہ نہ تو نے کسی کو ہاتھ لگانا ہے اور نہ تجھے کوئی ہاتھ لگائے، دنیوی زندگی میں اس کے جرم کی اس کو سزا دی گویا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے جرم کے باعث اسے مشقت میں ڈال دیا، نیز اس کو مخاطب کرتے ہوئے بتایا کہ اخروی زندگی میں تجھ کو عذاب میں مبتلا کیا جائے گا اس میں ہرگز تخفیف نہ ہوگی اور آپ اس بچھڑے کی جانب دیکھیں جس کی عبادت میں مستغرق رہا ہم اس کو آگ کے ساتھ جلا دیں گے بعد ازاں اس کی راکھ کو سمندر کے حوالہ کر دیں گے اس کا وجود بلکہ اس کا نام ونشان تک مٹ جائے گا بعد ازاں موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو مخاطب کرتے ہوئے آگاہ کیا کہ تمہارا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معبود تو اللہ تعالیٰ کی ذات ہے وہی عبادت کا مستحق ہے وہی پروردگار ہے اس کے سوا کوئی پروردگار نہیں ہے اللہ کا علم ہر چیز پر حاوی ہے آسمان وزمین میں اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے، مزید تفصیل کے لئے تفسیر اصدق البیان ج ۳ سورۃ الاعراف کا مطالعہ فرمائیں۔

كَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ مَا قَدْ سَبَقَ ۚ وَقَدْ اٰتَيْنٰكَ مِنْ لَّدُنَّا ذِكْرًا ﴿۹۹﴾ مَنْ اَعْرَضَ عَنْهُ فَاِنَّهٗ يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وِزْرًا ﴿۱۰۰﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهِ ۭ وَسَآءَ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حِمْلًا ﴿۱۰۱﴾ يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَىِٕذٍ زُرْقًا ﴿۱۰۲﴾ يَّتَخَافَتُوْنَ بَيْنَهُمْ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا عَشْرًا ﴿۱۰۳﴾ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ اِذْ يَقُوْلُ اَمْثَلُهُمْ طَرِيْقَةً اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا يَوْمًا ﴿۱۰۴﴾ ع

ترجمہ: اے محمد! اسی طرح ہم آپ پر بیان کرتے ہیں ان خبروں سے جو پہلے گزر چکی ہیں اور ہم نے آپ کو اپنی جانب سے قرآن مجید عطا کیا ہے (۹۹) جو شخص اس سے روگردانی کرے گا تو وہ قیامت کے دن بوجھ اٹھائے گا (۱۰۰) اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہے گا قیامت کے دن ان کا بوجھ اٹھانا بہت برا بوجھ ہوگا (۱۰۱) جس دن کہ صور پھونکا جائے گا اور ہم اس دن مجرموں کو اٹھائیں گے ان کی آنکھیں نیلگوں ہوں گی (۱۰۲) آپس میں پوشیدہ باتیں کریں گے کہ تم دنیا میں نہیں ٹھہرے تھے مگر دس دن دس رات (۱۰۳) ہم خوب جانتے ہیں اس کی حقیقت کو جو وہ کہیں گے جب کہ ان میں سے بہتر رویے والا کہے گا کہ تم ٹھہرے رہو مگر ایک دن (۱۰۴)

لغوی تحقیق: ذِكْرًا سے مقصود قرآن مجید ہے اس لئے کہ قرآن مجید میں ان ہدایات کا ذکر ہے جن کی دینی اور دنیوی معاملات میں ضرورت محسوس کی جاتی ہے، وِزْرًا بھاری بوجھ، شرعاً اس سے مقصود وہ سزا ہے جو اس کے اٹھانے والے پر دشوار گزرے گی، الصُّوْرُ سے مقصود سینگ ہے جس میں اسرافیل علیہ السلام پھونک ماریں گے تاکہ لوگ قبروں سے اٹھ کر میدان حشر میں جمع ہو جائیں جیسا کہ دنیا میں بھی لشکر کے کوچ کرنے کا جب اعلان کیا جاتا ہے تو الارم بجایا جاتا ہے، زُرْقًا جمع ہے اس کا واحد اَزْرَق ہے نیلگوں آنکھوں والے شخص پر اس کا اطلاق ہوتا ہے جب کہ محشر کے دن لوگ شدید خوفناکیوں کے باعث چھپتے پھریں گے ان کی آوازیں پست ہوں گی، اَمْثَلُهُمْ طَرِيْقَةً سے مقصود وہ لوگ ہیں جن کی رائے عادلانہ ہو، جو عقل کے لحاظ سے معاشرہ میں وزنی شمار ہوتے ہوں، مقصود بہتر لوگ ہیں۔

تناسب: قبل ازیں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے اس کے بعد اس حقیقت کو بیان کرنا مقصود ہے کہ اس میں ہرگز شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ اس واقعہ کی وضاحت اللہ پاک کی جانب سے بصورت وحی کی گئی ہے نیز محمد ﷺ کو ان واقعات کا ہرگز علم نہ تھا جو عجیب وغریب ہیں اور یہ حقیقت ہے کہ اللہ پاک نے آپ کو ان واقعات سے خبردار کیا ہے جن کی روشنی میں آپ ﷺ کی نبوت کی تصدیق ہو رہی ہے اور اس آیت مبارکہ کی مترادف آیات مختلف سورتوں میں موجود ہیں جیسا کہ ﴿صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِى الذِّكْرِ﴾ (ص:۱) "اس قرآن کی قسم جس میں آپ ﷺ کو ان امور سے آگاہ کیا گیا ہے جن کی دین اور دنیا کے لحاظ سے ضرورت تھی"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح: پہلی آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو گذشتہ اقوام کے واقعات سے آگاہ کیا ہے تا کہ ان واقعات کے بیان کرنے سے آپ کی نبوت کی سچائی سے لوگ آگاہ ہو جائیں جب کہ آپ کی شخصیت تو لکھنے پڑھنے سے آشنا نہ تھی، مزید برآں نبوت کے ادعا سے پہلے آپ پہلی امتوں کے واقعات سے باخبر نہ تھے معلوم ہوتا ہے کہ جب آپ متعدد انبیاء علیہم السلام کے واقعات سے لوگوں کو خبردار کر رہے ہیں تو آپ کا خبردار کرنا اللہ پاک ہی کی جانب سے ہے سورۂ ھود کی ایک آیت ملاحظہ کریں ﴿تِلْکَ مِنْ اَنْبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهَا اِلَیْکَ مَا کُنْتَ تَعْلَمُهَا اَنْتَ وَلَا قَوْمُکَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا فَاصْبِرْ اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِیْنَ﴾ (ھود:۴۹)
''یہ غیب کی خبریں ہیں جن کی ہم آپ کی جانب وحی کر رہے ہیں جن کا علم اس سے پہلے آپ کو تھا نہ آپ کی قوم تو تھا آپ صبر کریں بلاشبہ اچھا نتیجہ پرہیزگاروں کے لئے ہوتا ہے''

ان واقعات کے بیان سے مقصود یہ ہے کہ آپ کی قوم اگر آپ کی مخالفت زور وشور سے کر رہی ہے تو آپ ان پیغمبروں کے نقوش پر رواں دواں رہیں جس طرح ان کی معاشرہ میں لوگوں نے مخالفت کی انہوں نے صبر کے دامن کو ہاتھ سے نہ چھوڑا آپ بھی صبر کے دامن کو تھامے رکھیں اور اپنی ذمہ داری کی ادائیگی میں ہرگز کوتاہی نہ کریں جب کہ ہم نے آپ کو اپنی جانب سے ایسی کتاب سے نوازا ہے جو اس لائق ہے کہ اس کی راہ نمائی میں زندگی کے تمام مسائل کو حل کیا جائے، آپ کی جانب نازل کردہ کتاب ایسی کتاب ہے کہ اس جیسی کتاب آپ سے پہلے کسی پیغمبر کو عطا نہیں کی گئی ہے جو شخص اس سے روگردانی کرے گا اس کے علاوہ کسی بھی دوسری کتاب سے راہ نمائی حاصل کرے گا تو اللہ پاک اس کو دوزخ میں گرائے گا قیامت کے دن اس کے گناہوں کا بوجھ اس کے سر پر لادا ہو گا جس کے اٹھانے کی وہ طاقت نہ پائے گا بوجھ کے باعث اس کی کمر ٹوٹ جائے گی پھر اس کا ٹھکانہ دوزخ ہو گا، ذہن نشین کریں رسول اکرم ﷺ کے بعد جس شخص کے پاس قرآنی علوم پہنچ پائیں ان سے وہ روشنی حاصل کرے اور اس کی پیروی میں زندگی بسر کرے اور جس شخص نے قرآن پاک کی تشریحات سے روگردانی کی قیامت کے دن دوزخ اس کا ٹھکانہ ہے وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہے گا اس سے باہر نہیں نکل سکے گا اس قسم کے لوگوں کے لئے اپنے سروں پر گناہوں کا بوجھ اٹھانا نہایت دشوار ہو گا۔

یَوْمَ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ: جس دن اسرافیل علیہ السلام صور پھونکیں گے یہ دوسرا نفخہ ہے اس کے باعث فوت شدہ سبھی لوگ اپنی قبروں سے اٹھیں گے جب کہ مجرم لوگ میدان حشر کی جانب جائیں گے وہاں جمع ہوں گے ان کی آنکھیں نیلگوں اور ان کے چہرے سیاہ ہوں گے آپس میں پوشیدہ پوشیدہ گفتگو کرتے ہوئے کہیں گے کہ دنیا میں تو بس دس راتیں ہی بسر ہوئیں تھیں، ہمیں معلوم ہے جو وہ کہیں گے جب کہ ان میں سے زیادہ عقل والا شخص کہے گا کہ تم تو دنیا میں صرف ایک دن رہے تھے بلکہ ایک ساعت رہے تھے۔

(اضواء البیان ۵۱۱/۴)

وَیَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ یَنْسِفُهَا رَبِّیْ نَسْفًا﴿۱۰۵﴾ فَیَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا﴿۱۰۶﴾ لَّا تَرٰی فِیْهَا عِوَجًا وَّلَآ اَمْتًا﴿۱۰۷﴾ یَوْمَئِذٍ یَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِیَ لَا عِوَجَ لَهٗ وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا﴿۱۰۸﴾ یَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِیَ لَهٗ قَوْلًا﴿۱۰۹﴾ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا﴿۱۱۰﴾

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَعَنَتِ الْوُجُوهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّومِ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ﴿۱۱۱﴾ وَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ
الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا يَخٰفُ ظُلْمًا وَّلَا هَضْمًا ﴿۱۱۲﴾

ترجمہ: اور وہ آپ سے پہاڑوں کے بارے میں دریافت کرتے ہیں آپ آگاہ کریں میرا پروردگار ان کو اڑا دے گا اڑانا (۱۰۵) وہ زمین کو ہموار میدان بنا دے گا (۱۰٦) تو اس میں کسی ٹیڑھے پن اور بلندی کو نہیں دیکھے گا (۱۰۷) اس دن وہ آواز کرنے والے کی آواز کی جانب چلیں گے اس میں کچھ ٹیڑھا پن نہ ہوگا اور آوازیں اللہ کیلئے پست ہو جائیں گی تو آپ نہیں سنیں گے مگر نرم آواز کو (۱۰۸) اس دن سفارش کچھ فائدہ عطا نہ کرے گی مگر اس شخص کیلئے جس کو اجازت عطا کرے اور اس کی بات کے باعث اسے پسند کرے (۱۰۹) وہ اس چیز کو جانتا ہے جو ان کے آگے ہے اور جو ان کے پیچھے ہے اور لوگ اس کے علم کا احاطہ نہیں کر سکتے ہیں (۱۱۰) اور ذلیل ہو جائیں گے لوگوں کے چہرے اس ذات کیلئے جو ہمیشہ ہمیشہ زندہ ہے خبر رکھنے والا ہے بلا شبہ وہ شخص نا کام ہو گیا جس نے ظلم کو برداشت کیا (۱۱۱) اور ہر وہ شخص جو نیکی کے کام بجالاتا ہے اور وہ ایمان دار ہے تو وہ شخص ظلم سے اور نقصان سے خوف زدہ نہیں ہوگا (۱۱۲)

لغوی تحقیق: نَسۡفً پہاڑ کو بنیاد سے اکھیڑ دینا، بعدازاں اسے ریت کی مانند بنا دینا یا اس اون کی طرح بنا دینا جسے دھنا گیا ہے ہوائیں اس کو اڑا کر لے جائیں، قَاعًا برابر زمین جس میں انگوری ہو نہ عمارت ہو اس کی جمع قِیۡعَان ہے، اَمۡتًا معمولی سی بلندی، مقصود یہ ہے کہ زمین بالکل برابر ہوگی، هَمۡسٌ نہایت معمولی آہٹ، قدموں کے چلنے کی آواز۔

تناسب: قبل ازیں اللہ پاک نے قیامت کے احوال کو بیان کیا ہے اور ان خوفناک کوائف کا بیان کیا ہے جس کے باعث مجرم لوگ آپس میں نہایت پست آواز میں گفتگو کریں گے اور وہ دنیا میں اپنے ٹھہرے رہنے کی مقدار کو بالکل فراموش کر جائیں گے جب کہ انہیں میدان حشر میں جب اٹھا کر لایا جائے گا تو ان کی آنکھیں نیلگوں ہوں گی بلکہ ان کے چہرے اور اجسام بھی نیلے رنگ کے ہوں گے اس کے بعد ان لوگوں کا تذکرہ ہے جو حشر نشر پر ایمان نہیں رکھتے ہیں، مزید برآں وہ پہاڑوں کے بارے میں استفسار کر رہے ہیں اس کا جواب دیا گیا ہے اس کے ساتھ ساتھ اس دن کے بعض احوال اور خوفناکیوں کو بیان کیا گیا ہے کہ زمین اس دن برابر ہوگی اس میں اونچائی پستی نہ ہوگی اور سب لوگ پکارنے والے کی پکار کی جانب نہایت تیزی کے ساتھ جا رہے ہوں گے وہ گفتگو نہ کر سکیں گے صرف ان کے پاؤں کے چلنے کی آواز سنائی دے گی، اللہ رحمٰن کی اجازت کے بغیر سفارش قبول نہ ہوگی، بعدازاں واضح کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو علم ہے جو انہوں نے اچھے برے اعمال کئے جب کہ لوگ ہرگز اللہ کے علم کا احاطہ نہیں کر سکتے ہیں اس دن سبھی لوگوں کے چہرے اللہ کی ذات کے لئے ذلیل ہوں گے اس دن وہ شخص خسارے میں ہوگا جس نے خود پر ظلم کیا ہوگا اللہ کی ذات کے ساتھ غیر اللہ کو شریک بنایا ہوگا اور اللہ کی عبادت کے ساتھ ساتھ اس کے سوا کی بھی عبادت کی ہوگی اور اللہ کے احکامات اور منہیات کی نافرمانی کی ہوگی جب کہ پرہیزگاروں پر ظلم نہ ہوگا ان کی نیکیوں میں کمی نہ کی جائے گی نہ ان کی برائیوں میں اضافہ کیا جائے گا۔

تشریح: قرآن پاک کا سیاق وسباق پتہ دے رہا ہے کہ لوگوں نے اس کے بارے میں دریافت کیا ہے کہ قیامت کے دن ان کا کیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حال ہوگا آپ انہیں آگاہ کریں کہ اللہ تعالیٰ پہاڑوں کو توڑ پھوڑ دے گا وہ ہواؤں کی طرح فضا میں اڑان کریں گے پہاڑوں کا ٹیڑھا پن اونچ نیچ ختم ہو جائے گی، اس دن جب پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے اور فرشتہ جو لوگوں کو محاسبہ کے لئے بلائے گا وہ ان بوسیدہ ہڈیوں اور ٹوٹے پھوٹے اعضاء اور گوشت کے متفرق ریزوں کو پکار کر کہے گا کہ تم اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حساب کے لئے پہنچو، چنانچہ وہ اس آواز کو سنتے ہی اس کے پیچھے پیچھے چلیں گے اس سے ادھر ادھر دائیں بائیں نہیں ہوں گے۔

وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ: اللہ پاک کے جلال اور اس کی ہیبت سے خوفزدہ ہو کر لوگوں کی آوازیں نہایت پست ہوں گی ہرگز اونچی آواز نہ ہوگی صرف محشر کے میدان کی جانب پاؤں کے چلنے کی آہٹ سنائی دے گی اور سبھی چہرے اللہ کی ذات کے سامنے ذلیل ہوں گے بالخصوص گناہگاروں کے چہروں کی یہ کیفیت ہوگی اور ذلت کی نسبت چہروں کی جانب اس لئے کی گئی ہے کہ ذلت کے اثرات کا علم چہروں کی جانب غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے ارشاد ربانی ہے ﴿وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ بَاسِرَةٌ﴾ ''بہت سے چہرے اس دن بگڑے ہوئے ہوں گے'' اس دن سفارش کسی کو فائدہ نہ دے گی البتہ اس شخص کی سفارش افادیت کی حامل ہوگی جس کو اللہ کی ذات اجازت عطا کرے اس لئے کہ اللہ کا وصف رحمٰن بھی ہے۔

يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ: اللہ کی ذات کو ان کے احوال کا علم ہے جو دنیوی ہیں اور ان کا بھی جو اخروی ہیں جب کہ لوگ ان کا اجمالی علم اور تفصیلات کا علم نہیں رکھتے ہیں۔

وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ: نافرمان لوگوں کے چہرے خاص طور پر اس دن ذلت سے ہم کنار ہوں گے اور یہ بھی مفہوم ہے کہ ایمانداروں کے چہرے دنیوی زندگی میں اللہ کی ذات کے سامنے جھکے رہے سجدہ رکوع کرتے رہے جبکہ کلام کا اسلوب اس کو قیامت کے دن کے ساتھ خاص کر رہا ہے، ظاہر ہے کہ اس دن تمام مخلوق پر اللہ کی ذات کیلئے ذلت اور خضوع ہوگا البتہ وہ انسان ناکام رہا جس نے شرک کیا جبکہ شرک تو ظلم عظیم ہے البتہ جو شخص اعمال صالحہ کرتا رہا جبکہ اس کا اپنے پروردگار کی ذات پر ایمان ہے تو وہ ہرگز ظلم سے خائف نہ ہوگا ظلم سے مقصود مکمل حق کو چھین لینا ہے جبکہ هضم سے مقصود کچھ حق کو چھین لینا ہے۔ (اضواء البیان ۴/۵۱۷)

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا وَّصَرَّفْنَا فِيْهِ مِنَ الْوَعِيْدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ اَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا ﴿١١٣﴾ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰٓى اِلَيْكَ وَحْيُهٗ ۡ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ﴿١١٤﴾ ع

ترجمہ: اور اسی طرح ہم نے قرآن کو عربی میں نازل کیا اور ہم نے اس میں بار بار ڈانٹ کا تذکرہ کیا تاکہ لوگ بچاؤ اختیار کریں یا ان کے لئے کسی نصیحت کو ظاہر کرے (۱۱۳) پس اللہ بادشاہ جو حق ہے بہت بلند ہے اور آپ قرآن پڑھنے میں جلدی نہ کریں اس سے پہلے کہ آپ کی جانب اس کی وحی پوری ہو اور آپ کہیں! اے میرے پروردگار میرے علم میں اضافہ فرمائیں (۱۱۴)

لغوی تحقیق: صَرَّفْنَا ہم نے بار بار بیان کیا اور تفصیل کے ساتھ ذکر کیا، ذِكْرًا سے مقصود وعظ اور عبرت ہے۔

تناسب: قبل ازیں اللہ پاک نے بیان فرمایا ہے کہ جس طرح اس نے ان آیات کو نازل کیا ہے جو وعید پر مشتمل ہیں وہ قیامت کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوفناک احوال کو بیان کرتی ہیں اسی ہی اسلوب پر ہم نے مکمل قرآن پاک کو عربی زبان میں اتارا ہے تا کہ اولاً عرب لوگ اس کو سمجھیں اور اس کے عمدہ نظم اور ترتیب سے آگاہی حاصل کریں جو انسانی طاقت سے باہر ہے بعدازاں اس حقیقت کو واضح کیا ہے کہ قرآن پاک سے سبھی لوگ فوائد حاصل کررہے ہیں اسکے مطالعہ سے اس نتیجہ پر پہنچنا کچھ مشکل نہیں کہ اللہ پاک کی ذات صفات کاملہ کیساتھ موصوف ہے ہر قسم کے نقص اور عیب سے پاک ہے وہ ذات اپنے پیغمبر کو بھی وحی کے بارے میں بھول سے محفوظ فرمائے گی۔

تشریح: جس طرح ہم نے اعمال صالحہ کے بدلے میں ثواب وانعام کا ذکر کیا ہے اسی طرح ہم نے برے اعمال کے ارتکاب پر ڈانٹ پلائی ہے تا کہ عرب لوگ سمجھ حاصل کریں جن کی زبان میں قرآن پاک نازل ہوا اور اسکے احکام کے مطابق عمل کرتے ہوئے دنیوی اخروی سعادتوں کو حاصل کریں اور ہم نے اللہ کی جانب سے وعید کی آیات کو مختلف اسالیب کیساتھ بیان کر کے خوفزدہ کیا ہے تا کہ لوگ شرک اور کبیرہ گناہوں کے ارتکاب سے باز رہیں یا انہیں ایسے انداز سے وعظ کریں جو انہیں اطاعت کیجانب دعوت دیں۔

وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰٓى اِلَيْكَ وَحْيُهٗ: رسول اکرم ﷺ کو حکم دیا جارہا ہے کہ جب تک جبریل علیہ السلام وحی کو مکمل طور پر آپ تک نہ پہنچا پائیں آپ وحی کی قرأت میں جلدی نہ کریں دراصل آپ جبریل علیہ السلام کے ساتھ ساتھ تلاوت کرتے تھے تا کہ حفظ صحیح ہوجائے جب کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جلد بازی سے روکا ہے آپ کو حکم دیا ہے کہ جب تک جبریل علیہ السلام قرأت کررہے ہوں آپ خاموشی سے سنیں، جب اس کی قرأت ختم ہوجائے پھر آپ قرأت کریں اللہ پاک آپ کے لئے اس کے حفظ کو آسان فرمائے گا اس ہی مفہوم کی آیت سورۃ القیامۃ میں مذکور ہے ارشاد ربانی ہے ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ﴾ (القیامۃ:١٦) ”آپ اس کے ساتھ اپنی زبان کو حرکت نہ دیں کہ آپ جلدی کریں“

امام بخاریؒ اس کی تشریح میں ذکر کرتے ہیں ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب قرآن پاک نازل ہوتا تو اس وقت آپ مشکل میں مبتلا ہوجاتے آپ اپنے ہونٹوں کو حرکت دیتے اور جلدی کرتے تو اللہ پاک نے اس آیت کو نازل فرمایا ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ﴾ کہ ہم اس کو آپ کے سینہ مبارک میں محفوظ کریں گے تا کہ آپ قرأت کرسکیں تو جب ہم قرأت کریں آپ قرأت کو سنیں اور خاموش رہیں بعدازاں ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اس کو بیان کریں چنانچہ رسول اللہ ﷺ اس کے بعد جبریل علیہ السلام کی وحی کو سنتے تھے جب وہ واپس چلے جاتے تو نبی ﷺ اسی طرح تلاوت کرتے جس طرح جبریل علیہ السلام نے تلاوت کی ہوتی۔ (صحیح بخاری کتاب بدء الوحی باب ۴، صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب ۳۲)

وَ قُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا: آپ اللہ پاک سے علم کے زیادہ عطیہ کا سوال کریں وحی کی تلاوت میں جلدی نہ کریں چنانچہ رسول اللہ دعا فرماتے ((اَللّٰهُمَّ انْفَعْنِیْ بِمَا عَلَّمْتَنِیْ، وَعَلِّمْنِیْ مَا یَنْفَعُنِیْ، وَزِدْنِیْ عِلْمًا، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ وَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ حَالِ اَهْلِ النَّارِ)) اے میرے اللہ! جو علم تو نے مجھے عطا کیا ہے مجھے اس کا فائدہ عطا کر اور مجھے مزید ایسا علم عطا کر جو مجھے فائدہ عطا کرے اور میرے علم میں اضافہ فرما اور ہر ساعت میں تمام حمد وثنا اللہ کی ذات کیلئے ہے اور میں اللہ کے ساتھ دوزخیوں کی حالت سے پناہ طلب کرتا ہوں۔ (صحیح ترمذی ابواب الدعوات باب ۱۲، صحیح ابن ماجہ مقدمہ باب ۲۳، مشکوٰۃ تحقیق البانی کتاب الدعوات باب ۹)

وَلَقَدْ عَهِدْنَآ اِلٰٓى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا﴿١١٥﴾ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى﴿١١٦﴾ فَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يُخرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى ﴿١١٧﴾ اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى ﴿١١٨﴾ وَاَنَّكَ
لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى ﴿١١٩﴾ فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ قَالَ يٰاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى
شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى ﴿١٢٠﴾ فَاَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ
عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ وَعَصٰى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى ﴿١٢١﴾ ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدٰى
﴿١٢٢﴾ قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيْعًام بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّج فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنِ اتَّبَعَ
هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقٰى ﴿١٢٣﴾ وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّ
نَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ﴿١٢٤﴾ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ﴿١٢٥﴾
قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَاج وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ﴿١٢٦﴾ وَكَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ
اَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْم بِاٰيٰتِ رَبِّهٖط وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَاَبْقٰى ﴿١٢٧﴾

ترجمہ: اور بلاشبہ ہم نے آدم کی جانب اس سے پہلے حکم بھیجا لیکن وہ بھول گیا اور ہم نے اس کو مضبوط ارادے والا نہ پایا (۱۱۵) اور اس وقت کو یاد کرو جب ہم نے فرشتوں کو کہا تم آدم کی جانب سجدہ کرو تو انہوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے انکار کیا (۱۱۶) پھر ہم نے کہا اے آدم! یقیناً یہ تیرا اور تیری بیوی کا دشمن ہے تو کہیں تم دونوں کو جنت سے نہ نکال دے کہ تو تکلیف میں مبتلا ہوگا (۱۱۷) بلاشبہ تیرے لئے جنت میں یہ ہے کہ تو اس میں بھوک محسوس نہ کرے گا اور تیرا جسم بغیر لباس کے نہ ہوگا (۱۱۸) اور تو اس میں پیاس محسوس نہ کرے گا اور گرمی محسوس نہ کرے گا (۱۱۹) پس شیطان نے آدم کو وسوسہ میں مبتلا کیا اس نے کہا اے آدم! کیا میں تجھے ہمیشہ رکھنے والے درخت کی راہ نمائی نہ کروں اور ایسی بادشاہت پر جو ختم نہ ہوگی (۱۲۰) تو ان دونوں نے اس درخت سے تناول کیا تو ان پر ان دونوں کی شرمگاہیں ظاہر ہوگئیں اور وہ دونوں کھڑے ہوئے اپنے اوپر جنت کے درختوں کے پتے چسپاں کرنے لگے اور آدم نے اپنے پروردگار کی نافرمانی کی پس آدم راہ سے بھٹک گیا (۱۲۱) پھر اسکے پروردگار نے اس کو منتخب کیا اس پر رحمت کیساتھ لوٹا اور اسکی رہنمائی کی (۱۲۲) اس نے کہا تم دونوں اس جنت سے نیچے اتر جاؤ تمہاری بعض اولاد دوسرے بعض کی دشمن ہوگی پس اگر تمہارے پاس میری جانب سے ہدایت آئے تو جو شخص میری ہدایت کی پیروی کرتا رہا وہ گمراہ نہ ہوگا اور اسے تکلیف نہ ہوگی (۱۲۳) اور جس نے مجھے یاد رکھنے سے روگردانی کی پس اسکی زندگی تنگ ہوگی اور ہم اسکو قیامت کے دن نابینا اٹھائیں گے (۱۲۴) وہ کہے گا اے میرے پروردگار! تو نے مجھے نابینا کیوں اٹھایا اور بلاشبہ اس سے پہلے تو میں دیکھنے والا تھا (۱۲۵) اللہ تعالیٰ بتلائے گا اسی طرح تیرے پاس ہماری نشانیاں آئیں تو نے ان کو فراموش کیا اور اسی طرح آج کے دن تجھے فراموش کر دیا جائیگا (۱۲۶) اور اسی طرح ہم اس شخص کو سزا دیں گے جو حد سے گزرا اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے پروردگار کی آیات پر ایمان نہ لایا اور یقیناً آخرت کا عذاب بہت سخت اور باقی رہنے والا ہے (۱۲۷)

تشریح: بلاشبہ ہم نے آدم کو قبل ازیں وصیت کی کہ وہ اس درخت کے نزدیک نہ جائے اور یہ وصیت اس مقام پر مجمل طور پر ذکر ہوئی ہے سورۃ البقرۃ میں تفصیل کے ساتھ مذکور ہے کہ فلاں درخت کے قریب نہیں جانا ہے لیکن آدم علیہ السلام سے بھول ہوگئی کہ اس نے عہد کو پورا نہ کیا اور اللہ کے حکم کی مخالفت کی دوسری صورت یہ ہے کہ جب ابلیس نے اس کے سامنے اللہ کی قسم اٹھا کر کہا کہ وہ اس کی خیر خواہی کر رہا ہے ابلیس نے آدم علیہ السلام کو دھوکہ دیا اس کے نتیجہ میں آدم علیہ السلام بھول گئے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کے قول کے مطابق کہ انسان کو اس لئے انسان کہا جاتا ہے کیونکہ اس نے اللہ سے وعدہ کیا پھر وعدہ کو فراموش کر دیا ایک شاعر نے کتنا عمدہ شعر کہہ کر انسان کی حقیقت کو واضح کر دیا ہے ملاحظہ فرمائیں ؎

وَمَا سُمِّيَ الْاِنْسَانُ اِلَّا لِنَسْيِهٖ وَلَا الْقَلْبُ اِلَّا اَنَّهٗ يَتَقَلَّبُ

"انسان کو انسان اس کے بھول جانے کے باعث کہا جاتا ہے جیسا کہ دل کو (قلب) اس لئے کہا جاتا ہے کہ دل میں تبدیلی آتی رہتی ہے" لیکن ایک دوسرے مقام پر ارشاد ربانی ہے ﴿وَعَصٰٓى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى﴾ "کہ آدم نے اپنے پروردگار کی نافرمانی کی تو وہ گمراہ ہو گیا" معلوم ہوا آدم علیہ السلام کو معذور نہیں گردانا گیا ہے ذہن نشین کریں کہ آدم علیہ السلام کی جانب جس طرح نسیان کی نسبت کی گئی ہے اسی طرح عصیان کی بھی نسبت کی گئی ہے، معلوم ہوا آدم علیہ السلام کو معذور نہیں گردانا گیا ہے، نیز صحیح مسلم کی ایک حدیث میں وارد ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ﴿رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا﴾ کی قرأت فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے جواب میں فرمایا ہاں! میں مؤاخذہ نہیں کروں گا۔ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب ۵۶، مسند احمد ۱/۳۳۲، تفسیر ابن کثیر ۱/۵۰۶)

مزید ایک دوسری حدیث سے اسکی تائید ہو رہی ہے کہ اللہ نے میری امت کی خطا اور بھول کو معاف کر دیا ہے نیز وہ ناجائز کام جو کسی سے جبراً کروایا جائے۔ (صحیح ابن ماجہ کتاب الصلوٰۃ باب ۱۶، الحاکم ۲/۱۹۸، دار قطنی ح ۴۹۷، الارواء الغلیل ح ۸۲)

مزید توجہ فرمائیں کہ جب آدم علیہ السلام نے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ کو قبول کیا۔ (اضواء البیان ۴/۵۲۲)

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ: اے پیغمبر! آپ ذہن نشین فرمائیں کہ آدم کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ وہ فلاں درخت سے تناول نہ کرے تو آدم نے ہمارے حکم کو فراموش کر دیا اور ہم نے اس میں صبر کو نہ پایا کہ وہ اس درخت سے تناول نہ کرتے جس سے انہیں روکا گیا تھا اور مزید برآں آدم کے شرف کو ذکر کرتے ہوئے اللہ پاک فرماتے ہیں کہ ہم نے آدم کو دیگر مخلوق پر برتری عطا کی جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ آدم کو سجدہ کریں جبکہ یہ سجدہ تحیہ اور اکرام کا تھا تو سبھی فرشتوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کو تسلیم کیا لیکن ابلیس نے سجدہ کرنے سے انکار کیا اس نے اپنے پروردگار کے حکم کو تسلیم نہ کیا، ذہن نشین کریں کہ یہ واقعہ سورۂ بقرہ، اعراف، حجر، اسراء اور کہف میں بھی ذکر ہو چکا ہے، آگے سورۃ ص میں بھی اس کا ذکر آئے گا تو ہم نے آدم کو مخاطب کر کے بتایا کہ ابلیس آپ کا اور آپ کی بیوی کا دشمن ہے اس لئے کہ اس نے سجدہ نہیں کیا اور میرے حکم کو تسلیم نہیں کیا اب تم دونوں نے اس کے حکم کی اطاعت نہیں کرنی ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ تم دونوں اس کی اطاعت کے باعث جنت سے نکال دیئے جاؤ پھر تم دنیوی مصائب میں مبتلا رہو گے جن کا شمار ممکن نہیں۔

حافظ ابن کثیرؒ کا قول: ارشاد ربانی فَتَشْقٰى کی وضاحت کرتے ہیں، اے آدم! آپ پر زور کوششیں کریں کہ ابلیس تجھے جنت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے کہیں نہ نکال دے اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ تجھے طلب رزق میں مشقت اٹھانا پڑے گی جب کہ یہاں تو آپ کی زندگی تعیش کی ہے ہرگز کچھ فکر نہیں، تکلیف نہیں ہر طرح کا آرام ہے۔

اِنَّ لَکَ اَلَّا تَجُوۡعَ فِیۡهَا وَلَا تَعۡرٰی: اے آدم! تجھے جنت میں بھوک نہیں ستائے گی نہ وہاں عریانی ہوگی اور تجھے جنت میں پیاس نہیں پہنچے گی سورج کی گرمی سے بھی تحفظ حاصل رہے گا، ظاہر ہے کہ جنت تو خوشیوں اور مسرتوں کا گہوارہ ہے اس میں گرمی، پیاس کا تصور بھی نہ ہوگا۔

فَوَسۡوَسَ اِلَیۡهِ الشَّیۡطٰنُ: چنانچہ شیطان نے نہایت راز دارانہ کیفیت میں آدم کو وسوسہ ڈالتے ہوئے کہا اے آدم! میں تجھے ایسے درخت کے بارے میں آگاہ نہ کروں کہ جو شخص اس درخت سے تناول کرے گا وہ ہمیشہ زندہ رہے گا اس پر موت طاری نہ ہوگی اور اسے ایسی بادشاہت سے نوازا جائے گا جس کا اختتام نہ ہوگا اگر چہ اس کی سازش بظاہر خیر خواہی پر مبنی نظر آرہی ہے لیکن درحقیقت ایک زبردست سازش تھی اور پھر ابلیس کو تو ملعون قرار دیا گیا ہے وہ کیسے خیر خواہی کر سکتا ہے؟ چنانچہ ان دونوں نے اس درخت کے پھل کو تناول کر لیا جس کے تناول سے انہیں روکا گیا تھا اس نافرمانی کے نتیجہ میں ان کے اجسام کا لباس ان سے چھن گیا وہ دونوں لباس سے محروم ہو گئے اور ان دونوں کی شرمگاہیں ننگی ہو گئیں اس کے نتیجہ میں وہ دونوں جنت کے درختوں کے پتوں کیساتھ اپنی عریانی کو چھپانے لگے، اور آدم نے اپنے پروردگار کے حکم کی نافرمانی کی اس درخت سے تناول کیا جس سے روکا گیا تھا اس کے نتیجہ میں انہیں جنت سے بے دخل کر دیا گیا پھر اللہ نے اس کا انتخاب کیا اس کو اپنا مقرب بنایا اور اس کی راہ نمائی استقامت کیجانب کی کہ وہ اللہ کی اطاعت کے اسباب کو بروئے کار لاتے رہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو حکم دیا کہ تم دونوں جنت سے منتقل ہو کر زمین پر اپنا بسیرا کرو تمہاری اولاد ایک دوسرے کی دشمن ہوگی پھر اگر تمہارے پاس میری جانب سے تمہاری ہدایت کیلئے پیغمبر اور کتابیں آئیں تو جو شخص میری شریعت کی اتباع کرے گا اور میرے پیغمبروں کے ارشادات کے مطابق گامزن رہے گا تو وہ دنیوی زندگی میں گمراہ نہیں ہوگا اور اخروی زندگی میں بدنصیب نہ ہوگا۔

www.KitaboSunnat.com

وَمَنۡ اَعۡرَضَ عَنۡ ذِکۡرِیۡ: جو شخص میرے حکم سے روگردانی کرے گا اور میری بھیجی ہوئی شریعت کو تسلیم نہیں کرے گا اس کی دنیوی زندگی بلحاظ معیشت کے تنگ ہوگی اگر چہ بظاہر اس کی زندگی ناز و نخرہ والی کیوں نہ ہو اور ہم اس کو اخروی زندگی میں نابینا اٹھائیں گے اس کا اطمینان مفقود ہوگا انشراح صدر کی نعمت سے محروم ہوگا بلکہ اس کے دل میں تنگی ہوگی اگر چہ بظاہر وہ کتنا ہی مالدار کیوں نہ ہو اور اس کا لباس فاخرانہ ہو اس کا کھانا پینا نہایت عمدہ ہو اس کی رہائش تمام سہولتوں سے مالا مال ہو جب کہ اس کے دل میں اضطرابی کیفیت اس کے اطمینان کو ختم کر دے گی یقین اور اعتماد سے محروم ہوگا شک اور تذبذب اس کا احاطہ کئے ہوئے ہوں گے جب کہ اخروی زندگی میں اس کی قبر کو اس پر اتنا تنگ کر دیا جائے گا کہ اس کی پسلیاں ایک دوسری میں داخل ہو جائیں گی۔

قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرۡتَنِیۡۤ اَعۡمٰی: وہ کہے گا اے میرے پروردگار! کس جرم کے باعث تو نے مجھے اندھا اٹھایا ہے جب کہ دنیوی زندگی میں میری بینائی موجود تھی؟ جواب میں اللہ تعالیٰ وضاحت کریں گے کہ بلاشبہ تیرے پاس ہماری واضح آیات پہنچیں لیکن تو نے تکلف کے ساتھ اپنی آنکھیں بند کر لیں تو آج تجھے عذاب میں مبتلا کر کے پورا پورا بدلہ ملے گا اسی طرح ہم ان لوگوں کو ان کی خیانتوں کے مطابق پورا پورا بدلہ دیتے ہیں جب کہ وہ اپنے پروردگار کی آیات کو جھٹلاتے ہیں جبکہ دوزخ کا عذاب دنیوی عذاب سے کہیں بڑھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرے اس لئے کہ اخروی عذاب ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ہے اس کے لئے ختم ہونا نہیں ہے۔

فائدہ: امام بخاریؒ ﴿فَلاَ يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى﴾ آیت کیساتھ باب کا انعقاد کر کے ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث لائے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام نے آدم علیہ السلام کیساتھ جھگڑتے ہوئے کہا تو ایسا شخص ہے کہ تو نے اپنے گناہ کے باعث لوگوں کو جنت سے نکالا اور انہیں بدنصیب بنایا، آدم علیہ السلام نے کہا اے موسیٰ تو ایسا شخص ہے کہ اللہ نے تجھے مقام رسالت کیلئے منتخب فرمایا اور خصوصیت کیساتھ اپنے ساتھ ہم کلام ہونے سے نوازا تعجب ہے کہ آپ مجھے ایسے فعل پر ملامت کر رہے ہیں جسکے مرتکب ہونے کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے میرے پیدا کرنے سے پہلے تحریر فرمایا، یا اس کو میرے بارے میں مقدر فرمایا اس سے پہلے کہ وہ مجھے پیدا کرے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نتیجۃً آدم علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام پر غلبہ حاصل ہوا۔ (صحیح بخاری کتاب القدر باب ۲، صحیح ابن ماجہ مقدمہ باب ۱۰)

اَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى ﴿١٢٨﴾ع وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَّاَجَلٌ مُّسَمًّى ﴿١٢٩﴾ فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا ۚ وَمِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى ﴿١٣٠﴾ وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ؕ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ﴿١٣١﴾ وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ؕ لَا نَسْئَلُكَ رِزْقًا ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكَ ؕ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ﴿١٣٢﴾ وَقَالُوْا لَوْلَا يَاْتِيْنَا بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ اَوَلَمْ تَاْتِهِمْ بَيِّنَةُ مَا فِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ﴿١٣٣﴾ وَلَوْ اَنَّآ اَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَنَخْزٰى ﴿١٣٤﴾ قُلْ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوْا فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ اَصْحٰبُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَمَنِ اهْتَدٰى ﴿١٣٥﴾ع

ترجمہ: کیا انہیں معلوم نہیں ہوا کہ ہم نے ان سے پہلے بہت لوگوں کو تباہ و برباد کیا یہ لوگ ان کے گھروں میں چل پھر رہے ہیں، بلا شبہ اس میں عقل والوں کیلئے اللہ کی نشانیاں ہیں (۱۲۸) اور اگر نہ ہوتا وہ کلمہ جو تیرے پروردگار کی جانب سے پہلے صادر ہو چکا ہے اور وقت مقرر نہ ہوتا تو یقینی طور پر چمٹ جانے والا عذاب وقوع پذیر ہوتا (۱۲۹) پس آپ اس پر صبر کریں جو وہ کہہ رہے ہیں اور اپنے پروردگار کی پاکیزگی بیان کرتے ہوئے سورج کے نکلنے اور اس کے غروب ہونے سے پہلے اپنے پروردگار کی تعریف بیان کریں اور رات کے کچھ لمحات میں اور دن کے کناروں میں تسبیح بیان کریں ہوسکتا ہے کہ تو خوش ہو جائے (۱۳۰) اور آپ اپنی آنکھوں کو ان چیزوں کی جانب نہ کھولیں جس کے ساتھ ہم نے ان کی جماعتوں کو دنیوی زندگی کی آرائش سے بہرہ ور کیا ہے تاکہ ہم اس میں ان کی آزمائش کریں اور آپ کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پروردگار کا رزق عطا کرنا تو بہت بہتر اور بہت باقی رہنے والا ہے (١٣١) نیز آپ اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دیں اور اس پر ہمیشگی کریں ہم تجھ سے رزق دینے کا سوال نہیں کرتے ہیں ہم ہی تجھے رزق عطا کررہے ہیں اور اچھا انجام پرہیزگاروں کا ہے (١٣٢) اور کفار نے کہا کیوں یہ ہمارے پاس پروردگار کی جانب سے کوئی نشانی نہیں لاتا ہے کیا انکے پاس روشن دلیل اس سے نہیں آچکی ہے جو پہلے صحائف میں ہے (١٣٣) اور اگر ہم ان کو اسکے بھیجنے سے پہلے عذاب کیساتھ تباہ و برباد کردیتے تو وہ کہتے اے ہمارے پروردگار! کیوں نہ تو نے ہماری جانب پیغمبر بھیجا تاکہ ہم تیری آیات کی پیروی کرتے اس سے پہلے کہ ہم ذلیل ہوں اور رسوا ہوں (١٣٤) آپ کہیں ہر شخص انتظار کررہا ہے تو تم بھی انتظار کرو مستقبل قریب میں تمہیں معلوم ہوجائیگا کہ کون سیدھے راہ پر ہیں اور کون ہدایت یافتہ ہیں (١٣٥)

لغوی تحقیق: اَفَلَمْ یَھْدِلَھُمْ کیا ان کے لئے عبرتیں بیان نہیں کی گئی ہیں، لِّاُولِی النُّھٰی مضبوط عقل والے لوگ، لِزَامًا چمٹنے والا عذاب جو دور نہ ہو، اٰنَآءِ گھڑیاں اس کا واحد اِنُوٌ ہے، مَتَّعْنَا ہم نے انہیں اس لائق بنایا کہ وہ خوبصورت مناظر کو دیکھ کر لذت محسوس کرتے ہیں اور خوبصورت آواز کو سن کر کیف محسوس کرتے ہیں اور خوشبودار جھونکوں کو سونگھ کر مسرت محسوس کرتے ہیں، زھرۃ دنیا کی زیب و زینت اس کی جمع زھر ہے پھول وغیرہ، اِصْطَبِرْ عَلَیْھَا آپ اس پر مداومت کریں۔ (المراغی ۱۳۶/۶)

بلاغت: ﴿زَھْرَةَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا﴾ میں تشبیہ تمثیلی ہے دنیوی نعمتوں کو پھولوں کیساتھ تشبیہ دی ہے جبکہ پھولوں کا منظر نہایت خوب صورت ہوتا ہے بعد از اں پھول مرجھا جاتے ہیں اسی طرح دنیوی نعمتیں بھی چندروزہ ہیں۔ (صفوۃ التفاسیر القسم الثامن ص ۷۷)

تشریح: کیا انہیں عبرت حاصل نہیں ہورہی ہے کہ ہم نے ان سے پہلے کثیر تعداد میں گذشتہ اقوام کو تباہ و برباد کیا انکی بستیوں کے قریب سے یہ لوگ صبح شام گزرتے ہیں جیسا کہ قوم عاد اور ثمود ہے اور ان پر گزرتے ہوئے انکے بقیہ آثار کا مشاہدہ کرتے ہیں جن کے ملاحظہ کرنے سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ وہ نہایت خوشحالی کی زندگی بسر کرتے تھے ان کی نافرمانیوں کے باعث ان پر اللہ پاک کی جانب سے عذاب نازل ہوا ان کے واقعہ سے انہیں عبرت حاصل کرنی چاہیے اور اللہ اور اس کے پیغمبر پر ایمان لانا چاہیے کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کے کفر کے باعث ان پر بھی اللہ کا عذاب نازل ہو جیسا کہ ان سے پہلے لوگوں پر عذاب نازل ہوتا رہا جب وہ اللہ کی نافرمانی پر اڈ آئے۔

وَلَوْلَا کَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّکَ: قبل ازیں شرک کرنیوالوں کو ڈانٹ پلائی گئی تھی کہ انہیں تباہ و برباد کردیا جائے گا جیسا کہ گذشتہ اقوام کو تباہ و برباد کردیا جنہوں نے پیغمبروں اور ان کے لائے ہوئے دین کو جھٹلایا تو سوال پیدا ہوا کہ اب ان لوگوں کو عذاب الٰہی کی لپیٹ میں کیوں گرفتار نہیں کیا جاتا جو محمد ﷺ کی تکذیب کررہے ہیں اس کے جواب میں انہیں آگاہ کیا جارہا ہے کہ ازل میں جو کچھ تحریر ہو چکا ہے کہ امت محمدیہ سے عذاب کو مؤخر کیا جائیگا اور ان کے ساتھ عذاب الٰہی کا انداز پہلی امتوں جیسا نہیں ہوگا تاکہ جو لوگ تائب ہوجائیں گے انہیں عذاب سے رستگاری حاصل ہوجائے گی اس انداز میں نہ صرف آخرالزمان پیغمبر ﷺ کی عظمت کو پیش نظر رکھا گیا ہے اور آپ کی امت کی کثرت کو ملحوظ رکھا گیا ہے، ارشاد نبوی ہے مجھے تو معجزہ قرآن پاک دیا گیا ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے میری جانب وحی کی ہے مجھے امید ہے کہ بھی امتوں سے زیادہ میری امت کے افراد ہوں گے۔ (بخاری کتاب الاعتصام باب ا، مسلم کتاب الایمان باب ۶۹)

فَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ: چونکہ اللہ تعالیٰ کسی کو بھی اس کے وقت سے پہلے تباہ و برباد نہیں کرتا ہے اس لئے آپ کو حکم دیا گیا ہے کہ آپ صبر کریں جب کہ یہ لوگ آپ کو جادوگر، دیوانہ شاعر کہہ رہے ہیں آپ سورج کے طلوع اور غروب سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلے اور رات کی مختلف گھڑیوں میں اور دن کے کناروں میں اللہ کی تسبیح و تقدیس میں مشغول رہیں، صحیح مسلم میں ارشاد نبوی ہے کہ ایسا شخص دوزخ میں داخل نہیں ہوگا جو سورج کے طلوع اور غروب سے پہلے نماز ادا کرتا ہے۔
(مسلم کتاب المساجد باب ۳۸، صحیح بخاری کتاب المواقیت باب ۱۶، مسند احمد ۳۶۱/۴، صحیح ابوداؤد کتاب السنۃ باب ۲۰)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ نے فرمایا، اے آدم کے بیٹے! آپ میری عبادت کے لئے فراغت اختیار کریں میں تیرے دل کو استغنا کی نعمت سے مالا مال کردوں گا اور تیرے احتیاج کو ختم کردوں گا اور اگر تو ایسا نہیں کرے گا تو میں تیرے دل کو مشاغل میں مبتلا کردوں گا اور تیرے فقر کو دور نہیں کروں گا۔ (صحیح ابن ماجہ کتاب الزہد باب ۲، مسند احمد ۳۵۸/۲)

لَعَلَّکَ تَرْضٰی: آپ اللہ کی تسبیح میں مشغول رہیں تو امید ہے کہ تجھے ایسا ثواب عطا ہوگا جس پر تو خوش ہوگا اور جب آپ کو حکم دیا کہ آپ کفار کی باتوں پر صبر کریں اور اللہ کی تسبیح بیان کریں اسکے بعد آگاہ کیا کہ آپکی آنکھیں دنیوی زیب و زینت کی جانب نہ جھکیں۔

وَلَا تَمُدَّنَّ عَیْنَیْکَ: آپ ان چیزوں کی جانب اپنی نظر نہ دوڑائیں جن سے مالداروں کو بطور آزمائش کے دیا گیا ہے اس لئے کہ وہ زوال پذیر ہیں مزید ان کی آزمائش ہے اور ہم معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ وہ شکریہ ادا کرتے ہیں یا یہ نعمتیں ان کیلئے وبال بنتی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو جس نعمت سے نوازا ہے وہ بہتر ہے بنسبت اسکے جو انہیں دیا ہے اسکے بعد آپ کو تزکیہ باطن کیلئے حکم دیا ہے کہ آپ بھی نماز کی ادائیگی میں ہیشگی اختیار کریں اور اپنے اہل وعیال کو بھی مداومت کا حکم دیں ہم آپ سے رزق کا سوال نہیں کرتے ہیں رازق تو ہم ہیں ہمارے پاس جو کچھ ہے وہ ختم ہونے والا نہیں ہے ہمیشہ کیلئے ہے اور تمہارے پاس جو کچھ ہے وہ ختم ہونے والا ہے۔

وَقَالُوْا لَوْلَا یَاْتِیْنَا بِاٰیَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ: مشرکین نے کہا یہ شخص ہمارے پاس معجزہ کیوں نہیں لاتا جو اس کی نبوت کی سچائی کی علامت ہو جیسا کہ صالح علیہ السلام نے اپنی قوم کے سامنے اونٹنی کو پیش کیا، موسیٰ علیہ السلام نے لاٹھی کو سانپ کی شکل میں پیش کیا، جبکہ عیسیٰ علیہ السلام مردوں کو زندہ کرتے اور مادرزاد اندھوں کو بصارت سے نوازتے، اسکے جواب میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کیا انکے پاس قرآن کا معجزہ نہیں آیا جو تمام معجزات سے فائق ہے اسکے باعث ہمیشہ کی سعادتیں حاصل ہوتی ہیں اس میں معاشرہ کی اصلاح کیلئے احکام موجود ہیں اس میں عقائد اور احکام کے اصول موجود ہیں جن پر تمام پیغمبروں کا اتفاق ہے اس معجزہ کے بعد مزید کسی دلیل کی ضرورت نہیں۔

وَلَوْ اَنَّاۤ اَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ: اس آیت مبارکہ میں وضاحت ہے کہ مشرکین قیامت کے دن اس حقیقت کا اقرار کریں گے کہ قرآن پاک واقعی روشن دلیل تھی لیکن اگر ہم انہیں دنیوی زندگی میں دلیل سے پہلے تباہ و برباد کردیتے یعنی قرآن پیش نہ کرتے تو انہوں نے قیامت کے دن کہنا تھا کہ اے ہمارے پروردگار! تو نے ہماری جانب دنیوی زندگی میں کوئی پیغمبر کیوں نہ بھیجا جس کے پاس آیات کا ذخیرہ ہوتا جس سے اس کی صداقت مترشح ہوتی تو ہم تیرے دلائل کی پیروی کرتے اور تیرے احکام کو تسلیم کرتے اس سے پہلے کہ ہم تیرے عذاب آنے کے باعث ذلیل و خوار ہوتے لیکن ہم نے انہیں اس سے پہلے ہلاک نہ کیا تو اب ان کی معذرت بیکار ہے۔

قُلْ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوْا: اے پیغمبر! آپ ان مشرکین سے کہیں ہم سب انتظار کریں کہ کامیابی کس کو حاصل ہوتی ہے اور میرا اور تمہارا معاملہ کس کروٹ بیٹھتا ہے پس تم انتظار کرو عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ کون صراط مستقیم پر ہے جس میں ہرگز ٹیڑھا پن نہیں ہے جب قیامت واقع ہوگی کیا ہم ہیں یا تم ہو اور اس حقیقت سے بھی تم روشناس ہو جاؤ گے کہ کون ہدایت یافتہ ہے اور کون گمراہی کی راہ پر چل رہا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استاذ العلماء شیخ الحدیث

مولانا محمد صادق خلیل (حفظہ اللہ)

...ل اور شگفتہ قلم سے مزین عربی کتب

☆نماز نبوی ﴿اردو ترجمہ: صفة صلاة النبی﴾	تالیف: علامہ محمد ناصر الدین الالبانی رحمہ اللہ علیہ
☆حج نبوی ﴿اردو ترجمہ: حجة النبی﴾	تالیف: علامہ محمد ناصر الدین الالبانی رحمہ اللہ علیہ
☆قبروں پر مسجدیں اور اسلام (اردو ترجمہ: تحذیر الساجد عن اتخاذ القبور المساجد)	تالیف: علامہ محمد ناصر الدین الالبانی رحمہ اللہ علیہ
☆احادیث ضعیفہ کا مجموعہ	تالیف: علامہ محمد ناصر الدین الالبانی رحمہ اللہ علیہ
☆نماز تراویح ﴿اردو ترجمہ: صلاة التراویح﴾	تالیف: علامہ محمد ناصر الدین الالبانی رحمہ اللہ علیہ
☆افکار صوفیاء ﴿اردو ترجمہ: الفکر الصوفی﴾	تالیف: الشیخ عبدالرحمٰن عبدالخالق
☆امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا دور ابتلاء	تالیف: ڈاکٹر محمد نغش مصری
☆روضہ اقدس کی زیارت	تالیف: شیخ الاسلام امام ابن تیمیۃ رحمہ اللہ علیہ
☆عقیدہ اہل سنت والجماعت ﴿اردو ترجمہ: شرح العقیدہ الواسیطة﴾	تالیف: شیخ الاسلام امام ابن تیمیۃ رحمہ اللہ علیہ
☆اذکار مسنونہ	تالیف: شیخ الاسلام امام ابن تیمیۃ رحمہ اللہ علیہ
☆اسلامی عقائد	تالیف: علامہ ابن ابی العز الحنفیؒ
☆محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ	تالیف: احمد عبدالغفور عطار مدیر جریدہ عکاظ
☆مشکوۃ المصابیح (پانچ مجلدات)	تالیف: شیخ ولی الدین الخطیب التبریزیؒ
☆ریاض الصالحین نووی (دو جلد)	تالیف: شیخ الاسلام امام شرف الدین النوویؒ

ناشر : ضیاء السنہ ادارۃ الترجمہ والتالیف رحمت آباد (حاجی آباد) فیصل آباد فون نمبر [illegible]

595

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ